یک علمائے عالم و فرحانیہ علمائے عالم نے زبان و قلم سے

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع الحقائق نبویہ و سحائب فیض یزدانی مجموعہ معارف و حقائق ذخیرہ مقصود دقائق جمیع تفاسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کیساتھ مزین بہت سے مفید التزامات کی رعایت کیگئی ہے تاکہ دین و ایمان المسمّٰی بہ

تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیہ والنقلیہ بحر الفنون الفرعیہ والاصلیہ قالع شبہات الملحدین دافع مکائد المعاندین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ وعین الہدایہ اطال اللہ بقاءہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپی

اعلان حق تالیف و تصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے [illegible]
[illegible]س سکتی ہے اور معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے [illegible]
[illegible] کے تین صفحہ جو سادے تھے ان مین بعض کتب اردو و فارسی و عربی کی درج کرتے [illegible]
سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

تفاسیر قرآنی اردو

تفسیر قادری۔ ترجمۂ اردو تفسیر حسینی مترجمۂ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلدمین۔ ۱۲؎

تفسیر سورۂ فاتحہ۔ مسمیٰ بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین۔ ۲؍

تفسیر سورۂ یوسف چہ مصرعہ از مولوی اشرف علی ۵؍

پنجسورہ مترجم۔ با ترجمۂ اردو۔ ۲؍

ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ۔ متعارف متداول پوری تفسیر خوشخط مجلد ۳؎

تفسیر اسم الفاتحہ۔ مصنفہ ملا معین ہروی در تصوف ۱۲؍ بلا کمیشن

ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی۔ مسمیٰ بہ سواطع الالہام علم کے سر کا تاج سمجھیے جو کتاب خزانہ اکبری شہنشاہ اکبر مین گوہر نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت سمجھے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اسپر عجیب بلاغت و سلاست پھر مبتدا و خبر اور شرط و جزا کی اصطلاح بے نقط فرعون و قارون کا نام بے نقط رواۃ کا ترجمہ بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا ویسا ہی پایا جیسا سنا تھا مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس

نسخہ ملا جسکو جواہر رقم خوشنویس نے کتابت عمدہ چھپا۔ لعہ بلا جلد۔ مجلد ۱۲؎

احادیث اردو

مظاہر حق۔ ترجمۂ مشکوۃ المصابیح مترجمۂ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلد مین ہے حامل المتن یعنے اول عبارت عربی حدیث کی بعدہ اسکا ترجمہ اردو مین۔ للعہ بلا کمیشن

تحفۃ الاخیار۔ ترجمۂ اردو مشارق الانوار مترجمۂ مولوی خرم علی۔ ۱۲؍

ترجمۂ جامع ترمذی۔ حامل المتن جلد اول مترجمۂ مولوی فضل احمد انصاری ولاوری لاہوری۔ یہ ترجمۂ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہے۔ اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ و محدود ہین۔ للعہ

ایضاً جلد دوم حسب مراتب بالا ۳؎

حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن شرح مشکوۃ از مولانا محدث عبد الحق دہلوی چار مجلدات مین زیر طبع

ایضاً عربی

تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف سے دلائل الخیرات۔ با ترجمۂ فارسی دعاے متبرکہ

[illegible]
زاد السبیل [illegible]
مولفہ مولانا غلام علی [illegible]

[illegible]

غایۃ الاوطار۔ ترجمۂ اردو در [illegible] مولوی خرم علی و مولوی [illegible] جلد مین ۳؎

راہ نجات۔ ضروری مسائل نماز [illegible]

مفتاح الجنۃ۔ از مولوی کرامت علی جونپوری [illegible]

حقیقۃ الصلوٰۃ۔ مع رسالہ [illegible] ۱؍

ترجمہ فتاوی عالمگیری۔ اس مستند کتاب کا ترجمہ مولانا احتشام الدین اور جناب [illegible] اس نے [illegible] ضخامت کیوجہ سے دس جلدون مین [illegible] قیمت کامل۔ ۳؎

کشف الحاجۃ۔ ترجمہ [illegible] مولوی محمد نور الدین۔ ۲؍

ہزار مسئلہ۔ شامل ہفت رسالہ [illegible]
(۲) مسائل نماز [illegible]
(۴) مناجات [illegible]
(۵) حلیۂ [illegible]
مسائل مولوی [illegible]
شرح محمدی [illegible]
[illegible]

Marfat.com

سُوْرَةُ المُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سورہ مکہ معظمہ مین نازل ہوا یعنے ہجرت سے پہلے نازل ہوا تھا قرطبی رح نے کہا کہ سب علما کے قول مین یہ سورہ مکیہ ہی اس سورہ کے آیات تیس ۳۰ ہین اور کلمات تین سو تیس ۳۳۰ ہین اور حروف ایک ہزار تین سو ہین (خطیب) واضح ہو کہ اس سورۂ مبارک کی فضیلت مزید ہی اور منجملۂ فضائل کے یہ کہ اسکے نام بہت ہین چنانچہ اسکو سورۂ تبارک اور سورۃ الواقیہ یعنے عذاب سے بچانیوالا سورہ اور سورۃ المنجیہ عذاب سے نجات دینے والا۔ سورۃ المانعہ۔ مو کہین عذاب کو روکنے والا کہتے ہین ابن شہاب الزہری اسکو سورۃ المجادلۃ بھی کہتے تھے کیونکہ وہ اپنے قاری کی طرف سے جناب باریتعالیٰ مین مجادلہ کریگی اگر اسکو عذاب دینیکا حکم ہو فضائل اس سورۂ مبارک کے بہت ہین شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مین ایک سورہ تیس ۳۰ آیات ہی جسنے اپنے قاری (تلاوت کرنیوالا) کے لیے شفاعت کی یہانتک کہ اسکی مغفرت کی گئی وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہی (رواہ الامام احمد وابوداود والترمذی وابن ماجہ والنسائی وابن مردویہ والبیہقی وابن الفریس والحاکم۔ ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہی اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہی) حافظ ابن عساکر نے تاریخ مین احمد بن نصر بن زیاد ابو عبداللہ القرشی النیساپوری کا حال لکھا یہ بزرگ امام فقیہ عالم مقری قاری زاہد ثقہ تھے اور امام بخاری و مسلم نے صحیحین کے سوائے دوسری کتابون مین روایت کی ہی اور ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی اور ابن خزیمہ نے انسے حدیث کی اور فقہ بھی بنا بر اجتہاد ابو عبیدہ بن حربویہ کے سیکھی اور ایک جماعت کثیر نے انسے روایت کی ہی انکی اسناد سے جسمین ایک راوی فرات بن السائب ہین عن الزہری عن انس مرفوع روایت کی کہ تم سے پہلے لوگون مین ایک شخص نے انتقال کیا اور اسکے پاس فقط یہی سورہ تبارک تھا جب وہ اپنی قبر مین رکھا گیا تو فرشتہ اسکے پاس آیا پس یہ سورہ اسکے روبرو مقابل ہوا تو فرشتہ نے سورہ سے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سورہ ہی اور مجھے نہین ہو سکتا کہ تجھے ناخوش کرون ولیکن مین کچھ اختیار نہین رکھتا ہون نہ اپنی جان کے واسطے اور نہ اس شخص کے واسطے اور نہ تیرے واسطے نہ ضرر اور نہ نفع دینے مین تابع فرمان الٰہی ہون) اگر تجھے اسکو نفع پہونچانا منظور رہی تو رب تبارک و تعالیٰ کے حضور مین اسکی شفاعت کر پس سورۂ تبارک نے حضور تبارک و تعالیٰ مین عرض کیا کہ ای رب تیرے اس بندۂ فلان نے تیری کتاب مین سے مجھے لیا اور سیکھا اور تلاوت کی آب مین تیرا کلام ہون اور عرض لایا ہون کہ کیا اس بندے کے واسطے حکم ہوگا کہ آگ سے جلایا جاوے اور عذاب کیا جاوے حالانکہ مین اسکے اندر موجود ہون۔ نہین ای رب سبحانہ اور اگر تجھے یہی منظور رہی تو مجھے محو کر دے۔ رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ ارے مین تجھے دیکھتا ہون کہ تو اسکی طرف سے غصہ مین ہی پس سورہ نے عرض کیا کہ ای رب (عذاب کرنیوالا ویسا) مجھے اسکی طرف غصہ کرنا حق لازم ہی رب عز وجل نے فرمایا کہ اچھا جا مین نے اسکو تجھے ہبہ کیا اور تیری سفارش اسکے حق مین قبول فرمائی پس سورہ تبارک نے خوشی خوشی آکر عذاب کے فرشتہ کو جھڑک دیا وہ وہان سے شکستہ خاطر باہر نکل گیا پھر سورۂ مبارک نے قاری کے پاس آکر اسکے منھ پر منھ رکھا اور کہا کہ مرحبا اس منھ کو جسنے مجھے بارہا تلاوت کیا

اس سینہ کو جسنے مجھے کبھی حفظ کیا اور مبارک ان قدمونکو جنھون نے بارہا میری تلاوت نماز مین [illegible]
مانوس رکھتا ہی تاکہ اسکو وحشت نہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تو کوئی بڑا و چھوٹا اور آزاد و غلام [illegible]
جسنے یہ سورۂ تبارک یاد نہ کیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منجیہ اسکا نام فرمایا شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ امام احمد و یحییٰ بن معین و
[illegible] و ابو حاتم و دارقطنی وغیرہ نے فرات بن السائب راوی کو ضعیف کہا ہی اور سوائے اسکے زہری کے کسی شاگرد نے اسکو روایت نہین کیا
مترجم کہتا ہی کہ راوی کے ضعیف ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ اصل حدیث مین ضعف ہو لیکن جب تک ہمکو دوسری اسناد معلوم نہو
تب تک ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ حدیث ہی اور یہان احتمال یہ ہی کہ راوی نے زہری کے قول کو یا حضرت انسؓ کے قول کو حدیث
رسول اللہ صلعم گمان کیا ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ واضح ہو کہ اگر اگلے لوگون سے مراد امت سابقہ ہی تو اس شخص کے پاس جسکا قصہ ہی سورۂ
تبارک ہونا توریت سے ہوگا چنانچہ روایت ہی کہ توریت مین اسکا نام مانعہ ہی یعنی اصل معانی اسمین موجود ہین اور شاید کہ زہریؒ نے اپنے
وقت کے لوگون سے پہلے یعنے کبار تابعین و صحابہ کو مراد لیا ہو تو اسی امت کا قصہ ہی۔ ابن عساکر نے دوسری اسناد کے ساتھ اسکو زہری کا
کلام روایت کیا یعنے زہری یہ قصہ بیان کرتے تھے بیہقی نے کتاب عذاب القبر مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف و مرفوع ایسی
روایت کی جس سے اس روایت کے واسطے تقویت و شہادت ملتی ہی مترجم کہتا ہی کہ سیوطیؒ نے ذکر کیا کہ بیہقی نے ابن مسعودؓ سے
روایت کی کہ سورۃ الملک مانعہ ہی کہ عذاب قبر سے مانع ہوتا ہی جو شخص اسکو پڑھتا ہی جب قبر مین داخل کیا جاوے تو اُسکے سر کی طرف سے عذاب
لایا جاویگا وہ کہیگا کہ اِدھر سے کوئی راہ نہین ہی کیونکہ اسنے مجھمین سورۃ الملک حفظ کیا ہی پھر اسکے پاؤن کی طرف سے لایا جاویگا تو پاؤن
کہینگے کہ ہماری طرف بھی راہ نہین کیونکہ یہ نماز مین تبارک الذی بیدہ الملک کے ساتھ ہم سے قیام کرتا تھا اور واہ الحاکم وصححہ وخلف بن ہشام فی
فضائل القرآن) ابو عبیدہؒ نے فضائل القرآن مین اور بیہقی نے کتاب الدلائل مین ابن مسعودؓ سے روایت کی جب مردہ قبر مین داخل کیا جاتا ہی تو اسکے
[illegible] آگ جلائی جاتی ہی تو ہر طرف کی آگ نیچے متصل سے کھا جاتی ہی اگر مردے کے پاس ایسا عمل نہو جو آگ کے اور اسکے درمیان حائل ہو جاوے اور ایک شخص
[illegible] اور وہ قرآن مین سے کچھ نہین پڑھتا تھا سوائے سورۂ تبارک کے پس اسکے سر کی طرف سے آگ لائی گئی تو سورہ نے کہا کہ یہ شخص مجھے تلاوت کرتا تھا پھر اسکے
پاؤن کی طرف سے لائی گئی تو سورہ نے کہا کہ یہ مجھسے قیام کرتا تھا یعنے نماز مین سورۂ تبارک پڑھتا تھا پھر اسکے پیٹ کی طرف سے لائی گئی تو سورۂ تبارک نے کہا کہ
اسنے مجھے حفظ کیا تھا پس اس سورۂ مبارک نے اسکو عذاب سے چھڑالیا مترجم کہتا ہی کہ اس روایت سے اسکی شہادت نکلتی ہی واللہ تعالیٰ اعلم
ابن کثیرؒ نے لکھا کہ طبرانی اور ضیاء المقدسی نے حضرت انسؓ سے مرفوع روایت کی کہ قرآن کی ایک سورہ نے اپنے تلاوت کرنیوالے
کیطرف سے مخاصمہ کیا یہانتک کہ اُسکو جنت مین داخل کرلیا وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہی (رواہ ابن مردویہ) امام ترمذیؒ نے حدیث ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے صحابہ نے اپنا خیمہ ایک قبر پر لگایا حالانکہ صحابی کو یہ گمان نہ تھا کہ یہان قبر ہے
ناگاہ سنا کہ قبر سے ایک شخص سورۃ الملک پڑھتا ہی یہانتک کہ یہ سورہ ختم کیا پس صحابی نے آکر یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپنے فرمایا
کہ سورۃ الملک مانعہ ہی یہ سورہ منجیہ ہی کہ عذاب قبر سے نجات دیتا ہی (اور واہ البیہقی و الحاکم و ابن نصر ایضًا) ترمذیؒ نے کہا کہ اس باب مین ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہی اور ترمذی نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب نہین فرماتے یہانتک کہ
الم تنزیل۔ اور تبارک الذی بیدہ الملک تلاوت فرماتے اور طاؤس تابعی نے فرمایا کہ یہ دونون سورۂ قرآن ہر سورے سے ستر خوبیون مین زیادہ ہین
طبرانی نے بطریق ابراہیم بن الحکم روایت کی کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ یہ سورہ میری امت
کے ہر آدمی کے دلمین ہوتا یعنے تبارک الذی بیدہ الملک ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور ابراہیم بن الحکم راوی مین ضعف ہی اور
سورۂ یٰسٓ کی فضیلت مین بھی اسکے مثل گذر چکا ہی اور عبد بن حمید نے اس حدیث کو ابراہیم بن الحکم سے زیادہ بسیط روایت کیا [illegible]

Marfat.com

عنہا سے روایت ہی کہ ایک شخص نے فرمایا کہ بھلا مین تجھے ایسا تحفہ دون کہ جس سے تو خوشی مین پھول جائے اُسنے عرض کیا کہ ضرور عنایت فرمائیے آپ نے کہا کہ تو تبارک الذی بیدہ الملک پڑھا کر اور یہ سورہ اپنے گھر والون اور بیٹے بیٹیون اور بچون اور پڑوسیون سبکو تعلیم کر دے کیونکہ یہ سورہ منجیہ ہی اور مجادلہ ہی کہ وہ اپنے تلاوت کرنیوالے کیطرف سے آخرت و قیامت مین جھگڑتا ہی اور اُسکے واسطے عذاب النار سے نجات چاہتا ہی اور اسکی برکت سے پڑھنے والا عذاب قبر سے بچتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ یہ سورہ میری امت کے ہر انسان کے قلب مین ہو تا مترجم کہتا ہی کہ سیوطی رح نے اسکو تذکرۃ الموتی مین وارد کیا اور کچھ کلام نہین کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ تبارک عذاب قبر سے مانعہ ہی (ابن مردویہ والنسائی وصححہ الحاکم) رافع بن خدیج و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھپر سورۂ تبارک جو تیس آیات ہین ایک بارگی نازل ہوا اور وہ قبور مین نافعہ ہی (ابن مردویہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۲۹ الجزء

تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۙ

بڑی برکت ہی اُسکی جسکے ہاتھ ہے راج اور وہ سب چیز کرسکتا ہے

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۙ

جس نے بنایا مرنا اور جینا کہ تمکو جانچے کون تم مین اچھا کرتا ہی کام اور وہ زبردست ہی بخشنے والا

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۖ

جس نے بنائے سات آسمان تہ برتہ کیا دیکھتا ہے رحمن کے بنانے مین کچھ فرق

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ

پھر دوہرا کر نگاہ کر کہین دیکھتا ہے دراڑ پھر دوہرا کر نگاہ کر دو دو بار الٹی آوے

اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

تیری نگاہ رد ہوکر تھک کر اور ہم نے رونق دی اروے آسمان دنیا کو

بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ

چراغون سے اور اُن سے رکھی پھینک مار شیطانون کی اور رکھی ہے اُنکو مار دھکتی آگ کی

تبارک یہ برکت سے ہی بمعنے زیادتی و بڑھاؤ اور بعض نے کہا کہ علو اور عظمت ہی یعنے خدا تعالی ... پاک برتر ہی اور بعض نے کہا بمعنے دوام ہی یعنے اُسکے وجود کیواسطے ابتدا نہین ہی اور نہ آخر کی انتہا ہی۔ **الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ** ید لغت مین ہاتھ کو کہتے ہین اور ملک۔ قدرت و سلطنت ہی اور علماء متکلمین نے کہا کہ اللہ تعالی جسم سے سب اہل حق کے نزدیک پاک ہی تو (ید) یہان مجازاً قبضۂ قدرت ہی اور فقہاء و محدثین نے فرمایا کہ ہاتھ انسان مین ہوتا ہی اور اللہ تعالی مین یہ ایک صفت ہی اور یہی قول صحیح ہی خطیب رح نے لکھا کہ معنے یہ ہوئے کہ بزرگ و مقدس و متعالی و عظیم اور دوامی ثابت مع تمام خوبیون اور برکت کے وہ پاک عزوجل ہی جسکے قبضۂ قدرت و تصرف مین ملک ہی یعنے دنیا اور آخرت مین اُسیکا حکم ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہی ذلت دیتا ہی اور زندگی و موت و توانگری و محتاجی اور آدمی کی مراد حاصل ہونا یا نہونا سب اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہی رازی رح نے کہا کہ (ید) اسواسطے ذکر فرمایا گیا کہ مخلوقات اپنے رب عزوجل کی شان اسقدر سمجھ نہین سکتی کہ اُسکی قدرت تمام مخلوقات کو محیط ہی اور جب محاورہ مین کہتے ہین کہ یہ بات فلان کے ہاتھ ہی تو یہ سمجھا جاتا ہی

Marfat.com

اس معاملہ مین بالکل اُسیکا اختیار ہی حالانکہ آدمیون مین یہ محاورہ فقط مجازی ہی کیونکہ مخلوقات مین سے کوئی ایسا نہین جسکو
ایسا اختیار حاصل ہو تو اللہ تعالیٰ کی شان مین یہ بات حقیقی ہی۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہی
یعنے اُسکو پوری قدرت حاصل ہی جسطرح چاہے تصرف کرے کوئی چیز اس سے سرکشی نہین کرسکتی (تنبیہ) اہل حق نے اسی آیت سے
ثابت کی کہ تمام مخلوقات مین ہر چیز پر اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت اثر فرماتی ہی تو فلاسفہ کا مذہب مٹ گیا کہ طبائع کے واسطہ سے ایک چیز سے
دوسری چیز پیدا ہوتی ہی اور معتزلہ کا مذہب مٹ گیا کہ مثلاً ہاتھ کی جنبش سے کنجی کی حرکت پیدا ہوتی ہی۔ کیونکہ مخلوقات جو اپنی ذات مین
محتاج مین وہ اپنے افعال مین بالضرور محتاج مین تو مخلوقات کے افعال کو بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہی مترجم کہتا ہی کہ عوام اس مقام
مین عجیب اشتباہ مین پڑ جاتے ہین۔ یہان ایک لطیف حکایت نقل کی گئی ہی کہ ایک معتزلی مغرور مدعی تھا کہ آدمی اپنے افعال کا خود مختار
پیدا کرنیوالا ہی وہ بصرہ مین ایک مقام پر بیٹھا اُسکے ساتھی نے کہا کہ جو شخص سامنے سے آتا ہی یہ اس شہر مین مجنون ہی معتزلی مغرور نے کہا کہ آؤ ہم سے
مضحکہ کرین اتنے مین بندہ مجنون قریب آگیا اور کہنے لگا کہ مضحکہ کے قابل وہ شخص ہی کہ نجس گوہ و موت اُسکے اختیار مین نہین ہی اس لطیفہ سے
معتزلی کا غرور گر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکو ہدایت دی خطیب رحمہ اللہ نے کہا کہ آیت قدسی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دال ہی۔ اَلَّذِيْ خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ۔ وہ پاک جسنے موت کو پیدا کیا اور حیات کو پیدا کیا۔ ف ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس آیت سے علماء کی ایک جماعت نے دلیل
پائی کہ موت بھی ایک چیز مخلوق موجود ہی یعنے محض فنا کا نام نہین ہی۔ ھ۔ اور بعض نے کہا کہ حیات یہ ہی کہ روح بدن سے متعلق و متصل ہو اور موت
یہ ہی کہ روح کا بدن سے انقطاع ہو۔ مدارک مین نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حیات ایسی چیز ہی جسکے ہوتے ہوئے حس و حواس ہو اور موت اسکے برخلاف ہی
مترجم کہتا ہی کہ بیہوشی اور خواب مین بھی یہ لیاقت حاصل ہوتی ہی کہ اُس سے احساس ہوسکے خطیب رحمہ اللہ نے لکھا کہ بعض نے یہ معنے بیان کیے کہ دنیا مین
موت پیدا کی اور آخرت مین حیات پیدا کی اور قتادہ تابعی رحمہ اللہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ عزوجل نے موت سے بنی
آدم کو ذلیل فرمایا ہی اور دنیا کو ایسا گھر بنایا کہ چند روزہ زندگی کے بعد پھر موت آجاتی ہی اور آخرت کو بدلا ملنے اور دائمی زندگی کا گھر بنایا (رواہ ابن
ابی حاتم) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تین باتین نہوتین تو آدمی کبھی سر نہ اُٹھاتا (یعنے متوجہ نہوتا)
محتاجی اور بیماری اور موت (خ) بعض علماء رحمہ اللہ نے کہا کہ آیت مین موت کو حیات پر مقدم بیان فرمایا کیونکہ جس بندے نے موت کو اپنی آنکھون کے
سامنے رکھا تو آخرت کیواسطے نیک عمل پر متوجہ ہوگا اور نقل کیا جاتا ہی کہ ابن عباس و مقاتل و کلبی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہی کہ موت اور حیات دو چیزین
مخلوق مجسم مین موت ایک مینڈھے کی صورت ہی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جدھر اُسکا گذر ہوتا ہی اور جو جاندار اُسکی ہوا پاتا ہی وہ مرجاتا ہی
اور حیات ابلق مادہ گھوڑی کی صورت ہی اسی پر حضرت جبرئیل و انبیاء علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ قد اُسکا خچر سے چھوٹا اور گدھے سے
اونچا ہی اور جہانتک اُسکی نگاہ پہونچتی ہی وہان اُسکا قدم پڑتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جدھر اُسکا گذر ہوتا ہی اور جو اُسکی ہوا پاتا ہی
وہ زندہ ہوجاتا ہی اور جس خاک پر اُسکا قدم پڑتا ہی اُسمین زندگی کی صفت آجاتی ہی اور اسی خاک کو سامری نے اُٹھا کر سونے کے گوسالہ مین
ڈال دیا تھا جس سے وہ زندہ جاندار کی طرح بولتا تھا اسی کو ثعلبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہی اور قشیری رحمہ اللہ نے بھی ابن عباس سے نقل کیا ہی
اور بعض علماء رحمہ اللہ نے کہا کہ موت کو پیدا کرنا یہ کہ نطفہ اور پھٹکہ اور لوتھڑا بنایا اور حیات کو پیدا کرنا یہ کہ ہڈی و گوشت سے صورت انسانی بنا کر اُس مین
روح پھونکی تو وہ زندہ انسان ہوگیا قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تاویل بھی اچھی ہی۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے امتحان کیواسطے یہان موت و زندگی کو
پیدا فرمایا۔ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ تاکہ حق تعالیٰ تمکو امتحان کرے کہ تم مین سے کون شخص عمل کی راہ سے بہتر ہی ف یعنے تم مین
ہر قسم کے نیک و بد مخلوط ہین تو احکام قدرت و احکام شریعت جاری کرکے تمھارے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جیسے کوئی کسی کو امتحان کرتا ہی تاکہ تم مین
جو نیکی یا بدی ہی وہ خود ظاہر ہوجاوے اور وہی تم پر آخرت مین حجت ہو سراج مین ہی کہ احسن عملاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ عقل کی

ہے اور طاعت الٰہی کی طرف جلدی کرنیوالا اور محرمات سے زیادہ پرہیزگار فضیل بن عیاض رح نے کہا یعنی عمل مین زیادہ تر خلوص رکھنے والا اور ٹھیک راہ چلنے والا ہے کیونکہ عمل قبول نہین ہوتا جب تک خالص نہو اور ٹھیک راہ پر نہو پس خالص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہو اور ٹھیک وہ ہے جو طریقۂ نبوت پر ہو۔ م مترجم کہتا ہے کہ یہ تفسیر اچھی ہے اور اس سے افادہ ہے کہ اگر یہودی وغیرہ کوئی عمل خالص خدا کیواسطے کرے تو بھی آخرت کے لائق نہوگا کیونکہ وہ راہ مستقیم پر نہین ہے فافہم۔ سدیؒ نے کہا کہ قولہ ایکم احسن عملاً۔ یعنے کون تم مین سے موت کو زیادہ یاد کرنیوالا اور اچھا سامان کرنیوالا اور عذاب سے خوف کرنیوالا ہے مترجم کہتا ہے کہ بعضے کافر خیال کرتے ہین کہ مسلمان ایک خوفناک قوم ہے حالانکہ یہ انکی بیحیائی ہے اسلیئے کہ انکو تجربہ ہو چکا کہ مسلمان عذاب الٰہی کے خوف سے اپنی جان جانیکو بھی نہین ڈرتے ہین۔ م حسن بصری رح نے کہا کہ قولہ ایکم احسن عملاً یعنے کون بندہ دنیا مین زیادہ تر بے رغبت اور اسکو چھوڑنیوالا ہے بعض نے کہا کہ امتحانی معاملہ اسیطرح ہے کہ آدمی کو جو شخص زیادہ عزیز تھا اسکو موت دیدی تاکہ اسکا صبر ظاہر ہو یا پیدا کیا تاکہ شکر ظاہر ہو بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ آخرت مین اُٹھاوے اور دنیا مین زندگی کو پیدا کیا تاکہ امتحان فرماوے اگر کہا جاوے کہ امتحان اسواسطے ہوتا ہے کہ فرمانبردار اور نافرمان ظاہر ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ سب چیزونکو انکے پیدا کرنے سے پہلے جانتا ہے تو امتحان کرنا اسکی شان مین محال ہے (جواب) دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کیطرفسے امتحان یہ ہے کہ بندے کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جس سے اسکا حال لوگون پر بلکہ خود آدمی پر ظاہر ہو جاوے (الخطیب) اور محمد بن عجلان نے فرمایا کہ آیت مین دلالت ہے کہ عمل بہتر چاہیے اور بہت ہونا ضرور نہین ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ مثلاً دو رکعت سنت باادب وحضور قلب کے بہتر ہے اس سے کہ دس رکعت بے ادب وحضوری کے پڑھے کیونکہ بے ادبی مین عذاب نہو تو غنیمت ہے اور اول مین ثواب دینا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کیطرفسے ہے پس اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تاکہ ظاہر ہو کہ مخلوقات [illegible] کسکا عمل خوب ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ اور حال یہ کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے بے انتہا بخشنے والا ہے ف عزیز یہ کہ ہر چیز پر غالب [illegible] چیز اسکی جناب مین غلبہ نہین کر سکتی ہے اور بدکارونکا نافرمانی کرنا کچھ اسوجہ سے نہین ہے کہ یہ لوگ کفار و مشرکین و فاسق غلبہ کرکے [illegible] اسنے امتحان کیواسطے اپنی مشیت سے انکو چھوڑا ہے کہ ہر ایک اپنے لائق چیزین کماوے اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے پس ہر ایک اپنا ذخیرہ لیکر آخرت [illegible] دائمی ملک مین چلا جاوے جنت والے جنت مین جاوین اور جہنم والے جہنم مین جاوین باوجود اسکے اللہ تعالیٰ کامل غفور ہے جو کوئی [illegible] کے اسکی جناب عزت مین رجوع لاوے وہ اسکی بخشش فرماویگا مترجم کہتا ہے کہ مغفرت کرنا سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کے قبضۂ قدرت [illegible] غیر سے ممکن نہین ہے کیونکہ آدمی وجن کے بداعمال انکے ساتھ لازم ہوتے ہین انکو کسیطرح جدا نہین کر سکتا ہے سوائے اسکے [illegible] رجوع لاوے اور وہ دور فرماوے جیسے خزان مین درخت کے پتے گر جاتے ہین اور صحیح ثابت ہے کہ قبر مین آدمی کے بداعمال اسکے ساتھ ہو [illegible] قبیح صورت اور بدبو سے دنیا مین آدمی مرجاوے اور اسیطرح نیک اعمال نہایت خوبصورت وخوشبو ہوتے ہین اور بندہ [illegible] گناہ کرکے مغفرت [illegible] اور فعل سے نادم ہوتا ہے تو ہر کبیرہ گناہ کو اللہ تعالیٰ عفو فرماتا ہے اور جو بندہ اسکی طرف رجوع [illegible] اسکو قبول فرماتا ہے خطیب رح نے کہا کہ [illegible] قدسی مین ہے کہ جو بندہ میری طرف قدم بقدم آتا ہے مین اسکی طرف تیز رفتار دوڑتے ہوئے آتا ہون مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح مین ہے اور اس [illegible] مثال دی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی شان عزیز منیع عظیم کا نمونہ دلالت محسوسات سے دکھلایا بقولہ تعالیٰ۔ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ وہی اللہ تعالیٰ عزیز غفور ہے جسنے سات آسمانونکو طبق برطبق پیدا فرمایا ہے ف ابن عباس رض نے کہا کہ ایک کے اوپر دوسرا طبقہ ہے بقاعیؒ نے کہا کہ اس حیثیت سے کہ ایک کا ہر جزو دوسرے کے ہر جزو سے مطابق واقع ہوا ہے اور کوئی جزو اس سے خارج نہین ہے اور یہ نہین ہو سکتا مگر جبکہ زمین ایک کرہ گول ہو اور آسمان دنیا اسکو ہر طرف سے اسطرح محیط ہو جیسے زردی کو انڈے کا چھلکا محیط ہوتا ہے اور آسمان دنیا کو اوپر سے دوسرا آسمان اسیطرح محیط ہو اور اسیطرح کرسی سب آسمانونپر محیط ہے اور اسپر عرش سب کو محیط ہے اور عرش کے مقابلے مین کرسی ایسی چھوٹی ہے جیسے میدان لق ودق مین ایک حلقہ پڑا ہوتا ہے اب خود خیال کرو کہ کرسی کے نیچے جو آسمان وغیرہ ہین اُنکی کیا مقدار ہوگی اور واضح ہو کہ ہیأت

کہ عالمون نے بھی اسیطرح بیان کیا ہی کہ یون ہی احاطہ ہی اور شرع مین ایسی کوئی بات وارد نہین ہوئی [illegible]
غلط ہی بلکہ ہر نصوص سے اسکی تصدیق نکلتی ہی جیسے کرسی کی مثال گول حلقہ سے دی گئی ہی (س) مترجم [illegible]
ابتدا مین اس دریافت کی لیاقت مستحیل تھی مگر غالبًا فیثاغورث نے حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ انبیا کے [illegible]
کثیرؒ نے کہا کہ اصح قول یہ ہی کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک درمیان مین فاصلہ ہی جیسے زمین آسمان [illegible]
صورت مین عرش سے کرسی اسقدر چھوٹی ہوگی اور واضح ہو کہ جب زمین بیضاوی ہی تو شاید محیط آسمان کے درمیان [illegible]
اوپر نیچے سات ہون اور زمین ہفتم ذلت وخواری ہی اور واضح ہو کہ ہیات والون نے بیان کیا کہ زمین کے کرہ سے آفتاب [illegible]
عظیم ہی کہ جیسے ماش کا دانہ بمقابلہ مٹکے کے ہوتا ہی آب غور کرو کہ زمین کے مقابلے مین بادشاہ ایک دانہ ہی اور زمین بمقابلے آفتاب کے ایک [illegible]
اور آسمان دنیا پر ایسے ایسے آفتاب کرورون بچھائے جاسکتے ہین تو آسمان کے مقابلے مین یہ زمین مکھی کی آنکھ سے بھی کم ہوئی تو بھلا آسمان
دوم سے ہفتم تک زمین کا نشان کہان ہی اور کرسی اسقدر عظیم ہی کہ ساتون آسمان وزمین اسکے اندر ایک حلقہ ہین جو بیابان مین [illegible]
یا ایک پر پٹ میدان مین اڑتا ہو جیسا کہ آیۃ الکرسی کی تفسیر مین گذرا خطیبؒ نے کہا کہ جس بندۂ عاقل نے اس عظمت مین غور کیا وہ
اپنے رب عز وجل ہی کی محبت مین خالص ہو کر سب سے نظر اٹھا کر اسکی طرف رجوع لاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تو اسنے ابھی فقط ایک نمونہ مخلوقات
کا دیکھا اور وہ بھی سرسری دیکھا بھلا مخلوقات کی ہستی بمقابلہ خالق جل شانہ کے کیا ہو سکتی ہی یہ سب عظیم الشان آسمان وکرسی وعرش اور
[illegible] ہو اپنے رب جل سلطانہ کی عظمت کے سامنے ذرہ سے زیادہ ہیچ ہین اگر وہ فرماوے کہ مٹ جاؤ تو ابھی سب نیست ہو جاوین اور اگر وہ
[illegible] کہ ہو جاؤ تو ابھی موجود ہو جاوین بلکہ کرورہا اسیطرح کے بلکہ جیسے وہ چاہے ظاہر ہو جاوین یہ مخلوقات تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت
[illegible] ایجاد کا نمونہ ظہور مین خطیبؒ نے لکھا کہ اس آیت مین بہت طرح سے قدرت حق جل شانہ کی دلالت ملتی ہی اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی
[illegible] یہ آسمان وغیرہ اس بیابان ازل وابد مین معلق قائم ہین نہ زنجیر ہی اور نہ ستون ہی صرف اسکی قدرت کا ظہور ہی دوم یہ کہ
[illegible] کے واسطے ایک حرکت دوری خاص ہی اور جس اندازہ پر سستی یا تیزی مقرر کی گئی اور جو سمت معین کی گئی اسیطرف چلے جاتے ہین
مترجم کہتا ہی کہ شاید خطیب کی مراد فقط آسمان ہین یا انکے درمیان زمین بھی ہو لیکن اس زمانے مین ایک جماعت کفار نے دعویٰ
کیا تھا کہ زمین آفتاب کے گرد دورہ کرتی ہی اور آسمان کا وجود نہین ہی اسکو مترجم نے مقدمہ مین بدلائل باطل کر دیا اور شاید خطیبؒ کی مراد وہ ہو
جو بعضے اولیاے صاحب کشف نے اشارہ کیا کہ یہ عالم بیداے ازل وابد کے درمیان روان ہی اس زمانے مین پھر مین دیکھتا ہون کہ بعضے اہل
کفر نے اپنے قول اول سے رجوع کیا اور اب یہ کہتے ہین کہ زمین اپنے دورہ مین مصروف ہی اور آفتاب بھی ایک طرف کو حرکت کرتا ہی اور اسکے سوا سیارات
مشتری ومریخ وزحل وغیرہ بکثرت کرات سیارات ہین جو اپنی اپنی جہت مین متحرک ہین مترجم کہتا ہی کہ شاید آفتاب کے گرد گھومنا چھوٹ گیا اور
ہمنے مقدمہ مین لکھا ہی کہ اس جماعت کفر نے آسمان کے وجود سے بلا دلیل کے انکار کیا ہی شاید یہ راے ٹھہرائی کہ یہ کرات اپنے جہات مین باہمی
تعلقات کے ساتھ حرکت کرتے ہین آمین کہتا ہون کہ پاک ہی وہ عز وجل جسکی نمونۂ قدرت مین اسقدر حیرت ہی وللہ العزۃ والعظمۃ والکبریاء جل شانہ
ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ اللھم غفرانک انت سبحانک لا شریک لک واللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین
سوم یہ کہ سب مخلوقات اپنی ذات مین فانی حادث ہین اور انکا پیدا کرنیوالا حق سبحانہ تعالیٰ تبارک الذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل شیٔ قدیر ہے
مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ تو نہین دیکھ سکتا اللہ تعالیٰ کی خلقت مین کچھ تفاوت ف یہ خطاب اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہی تو آپکا دیکھنا نظر معرفت سے کامل ہی خصوص جبکہ آپ نے معراج مین آسمانونکو دیکھ بھی لیا تھا اور معراج عالیہ درحقیقت بہت
بڑا عظیم معجزہ ہی کہ اولین وآخرین کسی کو میسر نہین ہوا اور جسنے اس شان کو پہچانا وہ خوب جانتا ہی کہ آپکی امت مین وہ احمق [illegible]

Marfat.com

[illegible] معجزات دیے گئے تھے اپنی نادانی سے داخل نہین ہوسکتی ہین جبتک عیسی علیہ السلام نازل ہوکر بزور شمشیر انکو مجبور نہ کرین
[illegible] جنکو عقلا کہ بدولت حماقت دور ہو تب کچھ نور عقل ملیگا اسیواسطے ہشتر سال کے بعد پھر وہ لوگ اپنے باپ دادا کے دین کی طرف پھر جاوینگے
[illegible] مقصود یہ کہ اللہ تعالی نے آپکو معجزات باہرات نہایت عظیم الشان نورانی عقلی دیے تو امت بھی عاقل فاضل ہوگی جبتک دنیا مین ملوث
ہوکر بجا سناغفا و کما دے جبتک نور معرفت مین استقامت نہوگی۔ یہان بھی آپکو خطاب فرمایا کہ ای اکرم الرسل واشرف الخلق تو اپنے رب الرحمن کی
خلق میں اپنی معرفت عظمی و ہدایت کبری سے کسیطرحکا تفاوت نہ دیکھے گا اور نہ دیکھتا ہی یعنے تفاوت معدوم ہی تو دیکھنا ممکن نہین ہی۔ پس
جبکہ یہ خطاب آنحضرت صلعم کیواسطے ہو تو دیکھنا معرفت عظمی کے ساتھ ہی اور اگر ہر مخاطب کو ہو تو ضرور صاحب بصیرت عاقل کو ہوگا جو آپکی
امت مین ہی یعنے کوئی مومن صاحب بصیرت نہوگا جبتک امت محمدی مین سے نہو تو معنے یہ کہ ای مومن صاحب بصیرت تجکو اپنے پیغمبر خیر الخلق صلعم
کی نور ہدایت سے یہ سمجھ حاصل ہی کہ رب جل شانہ کی خلقت مین فکر و نظر کرے تو حقیقت حقہ کی نظر سے تجھے اسمین کچھ تفاوت نظر نہ آویگا جسمانی
چیزون مین کچھ بھی نہین ہی نہ عیب نہ خلل نہ نقص اور معنوی چیزونمین کچھ اختلاف و تناقض نہین ہی بلکہ سب خلق ہر کیفیت سے اور ہر صفت سے
اور ہر ذات سے ٹھیک مستوی ہی۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ۔ پس دوبارہ نظر کر بھلا تو کچھ فطور دیکھتا ہی ف
ای رب ذوالجلال ہرگز کوئی فطور تیری خلقت مین ممکن نہین ہی۔ م۔ قفال رح نے کہا کہ یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ خلقت اپنے خالق عزوجل کی
کمال الوہیت پر دلالت کرتی ہی اور یہ خلقت عبث بیفائدہ نہین ہی خطیب رح نے لکھا کہ آیت دلالت کرتی ہی کہ علم الہی تعالی کامل ہی مترجم کہتا ہی
کہ اسماے حسنی کی تفسیر آخر سورہ حشر مین بیان ہوچکا کہ صفات علم وغیرہ حقائق فقط ذات باریتعالی کیواسطے ہین اور مخلوقات مین یہ صفات
فقط عکس و ظہور ہی اور کمال کے معنے ہمارا انکیہ کلام نہین ہی بلکہ کمال یہ ہوتا ہی کہ اسکے بعد کوئی مرتبہ باقی نہین ہی اور جناب باریتعالی کی شان مین
ہم بندونکو کوئی لفظ ایسا نہین ملتا جس سے ادا کرین تو ادب سے یہ لفظ کمال استعمال کرتے ہین کیونکہ صفات باریتعالی کی حقیقت [illegible]
کوئی اسکو تصور مین نہین لاسکتا ہی کیونکہ عقل قطعًا شاہد ہی کہ ہم لوگ جو کچھ اپنے دماغ مین تصور لاوین وہ ہماری قوت دماغی کی [illegible]
تصویر ہی تو ہم مخلوق کے اندر یہ تصویر مخلوق فرمائی گئی پس یہ تو مخلوق در مخلوق ہی پھر یہ کہان سے صفت خالق ہوسکتی ہی بس [illegible]
یہ کہتی ہی کہ اسکی صفات قدس سب کمال ہین و بے مثل و بے مثال ہین اور مخلوق کے خیال مین جو کچھ اعلی سے اعلی ہمارے [illegible]
پاک برتر ہین لہذا علم بھی اسی معنے مین نہایت پاک بے مثل و بے مثال بروجہ کمال ہی۔ اس دلیل سے کہ یہ عظیم آسمان اور سورج و چاند [illegible]
مخلوقات نہایت حکمت کے ساتھ کمال اتقان پر ہین کہ اس سے بڑھکر خوبی سمجھ مین نہین آتی ہی اگرچہ اللہ تعالی کے علم مین ہو تو یہ [illegible]
حکمت و اتقان ہی تو خالق عزوجل نے علم قدیم سے اسکو جاننے کے بعد پیدا کیا ہی اور یہ بدیہی بات ہی اور بندگان عارفین اخیار [illegible]
کہتے ہین۔ ربنا ما خلقت ہذا باطلا۔ یعنے آسمان و زمین کی خلقت مین عجائب قدرت [illegible] دیکھکر بعد فکر کے کہتے ہین کہ ای جناب رب
تبارک و تعالی یہ سب تو نے باطل بیفائدہ نہین پیدا فرمایا ہی پس تفاوت نہونے سے یہی اشارہ ہی کہ کمال حکمت و اتقان پر ہی (م سراج) اگر کہا جاوے
کہ یہان اقوام کفار مین جنھون نے اس دار ناپائدار کو اختیار کیا تو کہتے ہین کہ یہ ندمین مستوی کیون نہوئی اور قرینہ سے اسمین باغات و نہرین ہوتین
اور پھل ہمیشہ پھلین اور موسم مین سختی و شدت نہو (جواب) ان جاہلون نے سن لیا کہ اللہ تعالی نے جب یہان عجائب صنائع دکھلائے تو وہ
قادر تھا کہ تمھارے خیال سے بہتر پیدا کرے بلکہ جنت کے حالات بتلا دئے گئے لیکن یہ کمینہ چاہتے تھے کہ ملعون چیز دنیا کو جو مومن کا قیدخانہ ہی
اور [illegible] خرابی اسکا نمونہ ہی برخلاف اسکے جنت کی طرح آراستہ کیا جاوے حالانکہ وہ موت کے واسطے ہی تو یہ کافرون کی اوندھی سمجھ کا قصور ہی
[illegible] اگر انکو عقل ہوتا تو سمجھ جاتے کہ باوجود قدرت عظیمہ کے جسکا نمونہ آسمان و زمین مین بلکہ خود انکی ذات مین موجود ہی ضرور یہ دنیا سے فانیہ
[illegible] سفر ہی اور موت خود پیش نظر ہی مگر کافر بے عقل سے خدا پناہ مین رکھے وہ خود نہین سمجھتا اور اوندھی سمجھ رکھتا ہی۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

Marfat.com

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ پھر نظر کو پھیر بار بار تیری نظر تیری طرف لوٹ آئیگی
خوار اس حالت سے کہ ہاری ہوگئی ف یعنے اگر تجھے شیطانی وسوسہ ہو تو بار بار نظر کر آخر یہی نتیجہ ہوگا کہ نظر ذلیل و خوار تیری طرف
لوٹے درحالیکہ وہ ہاری تھکی ہو اور فطور کا نشان بھی نہ پاویگی ابن کثیرؒ نے لکھا کہ فطور شگاف ہین۔ یہ تفسیر ابن عباسؓ و مجاہد و ضحاک و
ان ثوری وغیرہم سے مروی ہے۔ قتادہ رح نے کہا کہ اے آدمی بھلا تو کچھ خلل دیکھتا ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ (خاسئًا) یعنے ذلیل حالت ہے۔
اور یہی معنے مجاہد و قتادہ رح نے بیان کیے ہین۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ (حسیر) یعنے ہاری تھکی ہوئی۔ اور مجاہد و قتادہ و سدی رح نے کہا کہ حسیر تھک کے
الگ ہو رہا ہو خطیب وغیرہ نے کہا کہ (کرتین) دو بار لیکن گنتی دو مرتبہ مراد نہین ہے بلکہ بار بار۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ اے
شخص اگر تو بار بار نظر دوڑاوے کہ کوئی عیب و شگاف دیکھ پاوے تو آخر تیری نگاہ تھکی ہاری تیری طرف لوٹ آویگی اور کہین فطور نہ پاویگی۔ معالم
مین کعب احبار تابعی سے روایت ہے کہ کعبؒ نے یہود وغیرہ کی کتابون سے نقل کیا کہ آسمان اول موج مکفوف ہے یعنے موج روک دیگئی ہے گویا یہ دھوان
پانی ہوسکتا ہے اور دوسرا آسمان سفید سنگ مرمر ہے اور تیسرا لوہا ہے اور چوتھا پیتل یا تانبا ہے اور پانچوان چاندی ہے اور چھٹا سونا ہے اور ساتوان سرخ
یاقوت ہے اور ساتوین آسمان کے بعد نور کے میدان وسیع ہین اور انکے بعد سات پردے ہین (سراج) مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت مین یہود کی کتابون
مین اگر کسی پیغمبر سے نقل ہو تو ہو سکتا ہے اور اگر یہودیون کے مزخرفات سے ہین تو دروغ بندش ہے اسیواسطے ہم کو حکم ہے کہ ان لوگون کی باتون کو
سچ مانو اور نہ جھوٹ کہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اصل کیونکر ہے اور ہم کو دین مین اسکی کچھ حاجت نہین ہے اور واضح ہو کہ آسمان پر نیلگون رنگ جو نظر
آتا ہے غالبًا وہ اوپر کے اور نیچے کے اجسام سے ملا ہوا عکس ہے پھر اللہ تعالیٰ نے بعض نشانات دیگر ظہور قدرت کے بیان فرمائے بقولہ تعالےٰ۔
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ۔ اور بیشک ہم نے اس آسمان دنیا کو چراغون سے زینت دی ف شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ
یہ بیان فرمایا کہ آسمانون کی خلقت مین کچھ نقص نہین ہے بلکہ کمال و زینت ہے چنانچہ جو آسمان تمکو نظر آتا ہے اسکی زینت مصابیح یعنے تارے
ثوابت ہون جو ایک ہی جگہ جمے رہتے ہین یا سیارات ہون جو دورہ کرتے ہین۔ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ ۔ اور ہم نے ان
شیاطین کے واسطے مار بنایا ہے۔ ف یعنے انھین تارون کی جنس سے شہاب ثاقب ہے جس سے شیطان مارا جاتا ہے پس ضمیر (جعلناہا) ان
مصابیح یعنے چراغون کی جنس کی جانب راجع ہے خاص کواکب کی طرف نہین ہے اسواسطے کہ شیطان کو آسمانی کواکب سے نہین مارتے ہین بلکہ
کے نیچے شہاب ہین اور کبھی شہاب کو ان کواکب سے مدد ملتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم خطیبؒ نے لکھا کہ مصابیح جمع مصباح یعنے چراغ ہے تو جیسے لوگ اپنے
گھرون اور چھتونکو چراغ سے روشن کرتے ہین اسیطرح آسمانی چھت کی زینت مصابیح یعنے کواکب ہین اور اس آسمان مین کواکب ہونا منع نہین
کرتا کہ اوپر کے آسمانون مین بھی ہون اور زیادہ روشنی اور آسمان کی صفائی سے نظر آتے ہون اور شیاطین آسمان کے ایسے مقامات پر
جاتے ہین جہان سے امر قضا و قدر کو فرشتونکی زبانی سن لین لیکن جب قرآن مجید نازل ہوا تو اسوقت شیاطین بالکل روک دیے گئے تاکہ امر حق
کی تلبیس نہ کرین کیونکہ قرآن مجید سے التباس غیر ممکن تھا تو صرف وحی کے وقت وہ بالکل محروم کیے گئے اور شیخ ابو علی رحمہ اللہ تعالیٰ سے
کسی نے پوچھا کہ یہ تارے کیونکر زینت ہو سکتے ہین جبکہ انسے شیاطین رجم کیے جاتے ہین یعنے وہ باقی نہین رہ سکتے تو جواب دیا کہ ستارہ اپنی
جگہ پر رہتا ہے اور اُسکی روشنی سے آگ لیکر شیطان کو مارتے ہین جسکو شہاب کہتے ہین اور بعض علماء رح نے اس آیت سے اشارہ لیا کہ
نجومیون کو شیاطین سے تشبیہ دی گئی ہے اسواسطے کہ رجم زبان عرب مین اٹکل سے بات کرنیکو کہتے ہین اور شیاطین جیسے جن مین ہوتے ہین
ویسے ہی انسانون مین ہوتے ہین تو معنے یہ کہ انسانی شیاطین یعنے نجومیون کے لیے ہم نے ان کواکب کو رجوم بنا دیا کہ انھین کواکب سے اٹکل
کا رجم غیب کرتے ہین قتادہؒ نے کہا کہ نجوم فقط تین چیزون کے واسطے بنائے گئے ہین آسمان کی زینت ہین اور شیاطین کیواسطے رجم ہین
اور مسافرون کے لیے بیابان مین راستہ بتلاتے ہین پھر ان تین چیزونکے علاوہ جنے نجوم سے کوئی بات چاہی اُسنے غلطی سے ظلم و تعدی کی

Marfat.com

رواه ابن جریر وابن ابی حاتم) وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ - اور ہم نے شیاطین کے واسطے عذاب جہنم مہیا فرمایا ہے ف
یعنے دنیا میں شیاطین اِن ستارون سے بذریعۂ شہاب کے مرجوم کیے جاتے ہیں اور آخرت میں انکے لیے عذاب جہنم مہیا کیا گیا ہے آیت صریح ہے کہ جہنم وہاں موجود ہے قال اللہ تعالیٰ

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا
اور جو لوگ منکر ہوئے اپنے رب سے انکو مار ہے دوزخ کی اور بُری جگہ پہونچے جب اُس میں ڈالے جاوین سُنیں اُسکا

شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ
دھاڑنا اور وہ اُچھلتی ہے ابھی لگتا ہے کہ پھٹ پڑے جوش سے جس بار پڑا اُسمین ایک دل پوچھا اُن سے

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا
اُسکے والروغاؤن نے کیا نہ پہونچا تمکو کوئی ڈرسنانیوالا وہ بولے کیون نہیں ہم پاس پہونچا تھا ڈرسنانیوالا پھر جھٹلایا اور کہا کوئی

نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ
نہیں اُتاری اللہ نے کچھ چیز تم پڑے ہو بڑے بہکاوے مین اور بولے اگر ہم ہوتے سُنتے یا بوجھے

مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝
نہ ہوتے دوزخ والون مین سو قائل ہوئے اپنے گناہ کے اب دفع ہون دوزخ والے

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ - اور جن لوگون نے اپنے رب سے کفر کیا اُنکے لیے عذاب جہنم ہے اور وہ آخری ٹھکانیکی بُری جگہ ہے ف یعنے جن لوگون نے اپنے پیدا کرنیوالے رب عزوجل کی الوہیت توحید سے انکار کیا خواہ بالکل نہ مانا یا شرک کیا یا اُسکی شریعت کو نہ مانا تو انجام اُنکا جہنم ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافرونکے واسطے مہیا فرمائی ہے اور انجام کار کو وہان جاناہے اور یہی انکا دائمی ٹھکانا ہے تو یہ بہت بُرا ٹھکانا جو اُنھون نے خود اختیار کیا ہے- اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ - جب اُسمین ڈالے جاوینگے تو اُسکی شہیق سُنینگے اس حالت سے کہ وہ جوش مارتی ہوگی- ف ابن جریرؒ نے کہا کہ شہیق یعنے سخت آواز سفیان الثوریؒ نے کہا کہ جہنم انھین کافرونپر جوش مارےگی اسطرح جیسے بہت پانی مین تھوڑے دانے جوش دیے جاتے تو وہ تلے اوپر آتے جاتے ہین ابن عباسؓ نے کہا کہ کفار جب جہنم مین ڈالے جائینگے تو اُسکے جوش کی آواز مانند شہیق کے ہوگی جیسے خچر اپنا دانہ دیکھکر چیختا ہے اور عطاءؒ سے روایت ہے کہ کفار خود جہنم مین پڑکر گدھے کی طرح چلائین گے اور جہنم اُنکو اسطرح اُبالیگی جیسے دیگ اُبالتی ہے قرطبیؒ نے کہا کہ شہیق سینہ کے دُکھ سے نکلتی اور زفیر حلق سے نکلتی ہے- ھ- اسی سے عطاءؒ نے کہا کہ خود کفار چلاوینگے اور جہنم جوش مارےگی- تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ قریب ہے کہ غیظ کے سبب سے پارہ پارہ ہوجاوے یعنے جہنم کو کافرونپر اسقدر غضب ہوگا گویا خود اس غیظ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے خطیبؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے جہنم کا ظہور ہے وہ قیامت کے روز ہزار باگون سے محشر مین لائی جائیگی ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہونگے اور متکبر کافرونکو دیکھکر ایسی شدت سے غیظ مین آویگی کہ ملائکہ سے باگ چھڑا کر کافرونپر حملہ کریگی اور کوئی اُسکو نہین روک سکیگا سوائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ اپنے نور عظیم سے اسکا سامنا کرینگے تب اُلٹے پاؤن پیچھے بھاگیگی باوجودیکہ ہر ایک فرشتہ کو اسقدر قوت ہے کہ اگر اسکو حکم دیا جاوے تو بہت آسانی کے ساتھ زمین مع اسکے پہاڑ وغیرہ سب اُٹھا کر آسمان کی طرف لیجاوے مترجم کہتا ہے کہ اس قول کی اسناد دیکھنے کے بعد اسکا بھید یہ ہوگا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور جہنم کو فرمایا کہ تو میرا غضب ہے اور مراد محل ہے- یعنے جنت وہ محل ہے جہان رحمت کا ظہور ہے اور جہنم وہ محل ہے جہان غضب کا ظہور ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین

Marfat.com

یعنے اللہ تعالیٰ نے آپکو مظہر رحمت مین کامل پیدا فرمایا ہی اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ رحمت الٰہی اسکے غضب پر سبقت کر گئی [illegible]
بمقابلہ رحمت کے غلبہ نہین ہوسکتا اور نہ وہ ٹھہرے بلکہ حدیث مین ہی کہ جہنم سے گذر نہین وہ مومن سے کہیگی کہ اے مومن جلدی گذر جا کہ [illegible]
میری آگ بجھادی۔ اسی مقام سے اہل اسرار نے یہ دقیقہ نکالا کہ اہل رحمت کے جوار مرقد مین دفن ہونا موجب ترحم و نجات ہی [illegible]
دنیا مین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی آگ بجھادی تھی۔ ابوداؤد نے حدیث ابن عمرؓ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد مین آفتاب کو گہن لگا۔ اس حدیث مین آپ کے نماز پڑھنے کی کیفیت روایت کی اور آخر مین ہی کہ آپنے آخری سجدہ مین پھونکا [illegible]
کہ اف اف الٰہی کیا تو نے مجھسے وعدہ نہین فرمایا کہ لوگو نپر عذاب نہین فرماویگا درحالیکہ مین انمین موجود ہون الٰہی کیا تو نے مجھے وعدہ نہین دیا
کہ انپر عذاب نہ فرماویگا درحالیکہ وہ لوگ استغفار کرتے ہون مترجم کہتا ہی کہ حدیث سے ظاہر ہوا کہ کسوف و خسوف کی حالت مین ظہور غضب الٰہی
ہوتا ہی اور جہنم مین سامان کفار زیادہ ہوجاتا ہی اور یہ ایک بھید ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ ہنود مین جوتش سے گہن کا حساب بھی مقرری ہی اور زمانہ
سابق کی نبوت سے یہ طریقہ بھی اسکے ساتھ چلا آتا ہی کہ اسوقت لوگ خیرات کرین یعنے صدقہ سے غضب الٰہی کی آگ بجھ جاتی ہی جیساکہ ہمارے یہان بھی
حدیث مین مصرح ہی اگر یہ وہم ہو کہ شاید صدقہ دینا نبوت کے آثار سے ہو اور وقت کا حساب جوتش ہو (جواب) یہ کہ حدیث مین ہی کہ پیغمبرون مین سے ایک
پیغمبر تھا کہ وہ خط کھینچتا تھا تو جسکا خط اسکے خط سے موافق ہو تو وہ ٹھیک ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ غالباً وہ پیغمبر ہندوستان ہی مین مبعوث ہوئے ہون
اسلیے کہ سب لوگ اتفاق کرتے ہین کہ علم ہندسہ ہندوستان مین سب سے پہلے تھا کہ ہند ہی سے یونان و ایران وغیرہ مین گیا ہی اور زمانہ سابق مین
ہند کے لوگ سمندر پار اور اٹک پار بے تکلف جایا کرتے تھے سلاطین ایران کے یہان ہندوستان کے راجاؤن کی لڑکیان بیاہی جاتی تھین اور
ہزارون گانے والے وہان جاتے تھے بعض مورخون نے لکھا ہی کہ قوم جٹ انھین کے میل سے ہین اسی وجہ سے انمین خوش آوازی و راگ کا رواج
زیادہ ہی الغرض یہ بھید عجیب ہی جیسے سورج کا طلوع شیطان کے قرنین کے درمیان ہی اور جب ٹھیک دوپہر ہو یا غروب کا وقت ہو اسوقت نماز
مکروہ ہی حالانکہ محسوس کی راہ سے یہ معمولی بات ہی اسیطرح شہاب ثاقب کی آگ ستارون سے جدا کر کے ماری جاتی ہی اور کبھی اسکے آثار محسوس ہوتے
ہین لیکن اگر وہان سے شیاطین کا تعلق قطع کیا گیا تو کچھ نہوگا جیسے سلطنت کی سرحد پر سامان جنگ جمع کیا گیا لیکن کچھ فساد نہوا تو کام لایا نجائے گا
اسی سال کے شروع مین نجومیون نے یہ گرم خبر مشہور کی کہ فلان ماہ کی فلان تاریخ پر بکثرت شہاب ظاہر ہونگے حتی کہ ایک ستارہ ٹوٹنے سے تمام
زمین سورج کی روشنی کیطرح روشن ہوجائیگی لیکن کچھ بھی واقع نہوا اور بعضے کافرون نے کہا تھا کہ ایک ستارہ ٹوٹیگا جسکی ٹکر سے زمین تہ و بالا
و غارت ہوجائیگی مگر کچھ بھی واقع نہوا گویا ان لوگون کے ذریعہ سے شیاطین یہ مشہور کرنا چاہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی رضی اللہ عنہ
کے انتظار سے لوگ باز آوین کیونکہ کثرت سے نیچری احمق ایسے ہین کہ کلون کی عجیب ساخت دیکھکر یورپ کے لوگو نپر ایمان لائے ہین تو جلدتر یہ لوگ
بے ایمانی سے ان اقوال پر بھی یقین لاوینگے اور اپنی قوم کو بھی بہکا دینگے اور نتیجہ یہ کہ موجودہ نسل کے لوگ تو شیطان کے بہکانے مین گمراہ ہو جاوینگے
پھر آخر وہ زمانہ جسکے آثار بہت ظاہر ہوگئے ہین قریب آنیوالا ہی کہ اسوقت شیطان کی سلطنت مٹ جاویگی واضح ہو کہ ستارہ کبھی نہین ٹوٹتا ہی
بلکہ شہاب ثاقب ایک آگ ہی جو کسی ستارے کے پاس سے شیاطین کو ماری جاتی ہی اور چمک کی وجہ سے اسکو نجم بھی کہتے ہین اور یہان دو احتمال ہین
ایک یہ کہ آگ اسی ستارہ سے جدا ہو کر ماری جاتی ہو اور دوم یہ کہ مادہ دخانی زمین سے جدا ہو کر بطور بخارات کے وہان پہونچتا ہوا اور وہ
مہیا رہتا ہو اور وہان ایک مرصد ہو جہان بیٹھکر شیاطین کان لگاتے ہون اور جب مشیت الٰہی سے مارے جانیکا حکم ہوتا ہی تو یہ مادہ اسی
ستارے سے مشتعل کر دیا جاتا ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور بھید یہ کہ شیاطین کی پیدایش بھی سیاہ دھوین سے ہوتی ہی اور اسی دھوین کی چادر
مین وہان چھپ جاتے ہون یعنے جب قدرت الٰہیہ سے بخارات جدا ہو کر چڑھے تو انمین سے پانی کے ابخرے اپنے محل پر رہے اور دخانی
ابخرے اوپر چڑھے تو جنی شیاطین بھی اسی دھوین کے میل مین اسی صورت مین چلے گئے حتی کہ جہان دخانی ابخرے جاتے ہین یہ بھی [illegible]

Marfat.com

اور وہاں سے زمین کی طرف دھوین کی صورت مین لٹکے رہے آخر جب ملائکہ ملکر باتین کرنے لگے یعنے وہ ملائکہ جو خلقت دنیا مین کام کیا کرتے
ہین وجب تعالیٰ کے احکام ہین یہ نہین کہ آدمیون کی طرح کسی وقت گپ شپ کرین بلکہ قدرتی احکام بیان کرین یا جسطرح جاری ہو تو یہ
شیاطین چوری سے اسکو سن بھاگتے ہین پھر اگر اللہ تعالیٰ کے علم مین کسی قوم کیواسطے کوئی فتنہ مقدر ہی تو وہ بھاگ بچا اور اگر شیاطین سے کسیکی شامت
مقدر ہی تو فرشتے نے اسکو شہاب ثاقب مارا کہ وہ لنگڑا لولا مخبطی باولا ہو گیا واللہ تعالیٰ ہو العلیم الحکیم۔ اب تفسیر کی طرف رجوع کرو کہ اللہ تعالیٰ نے
جنت کو اپنی کمال رحمت کیواسطے مظہر مکانی بنایا ہی اور اسمین مظاہر رحمت کے لوگ یعنے انبیا علیہم السلام و انکی امتین رکھی جاوینگی اور سب مین
اکمل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور آپکی خاص امت ہین ورنہ سب لوگ حضرت آدم سے لیکر آپ ہی کے لوارحمد کے سایہ مین ہونگے ولله الحمد
اور چونکہ رحمت الٰہی غیر متناہی ہی اسی لیے کبھی ابد الآباد تک نعمتونکی انتہا نہوگی اور نئی نئی نعمتین بڑھتی چلی جائینگی اسیواسطے کبھی جنتی نہین گھبراوینگے
اور نہ وہانسے دوسری جگہ جانیکا خیال آویگا۔ برعکس اسکے جہنم غضب الٰہی کا محل ہی تو وہ اس رو نہایت غضب مین ہوگی اور کافرون تکبرون شریرون
پر بہت مسلط ہوگی وہ لوگ اسمین ذلیل وخوار ایندھن کی طرح تنور مین جھونکے جاوینگے كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ
خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ہربار جب اسمین کوئی فوج ڈالی جاویگی تو اُن سے جہنم کے خزانچی پوچھینگے کہ کیا تمھارے پاس کوئی
ڈرسنانیوالا نہین آیا تھا ف جہنم مین کافرون کو شیاطین کے ساتھ زنجیرون مین باندھا جائیگا۔ جو کافر ومشرک قوم جس قسم کے شیطانونکی
تابع تھی انھین کے ساتھ مقید ہوگی حالانکہ یہ لوگ آدمی ہین اور ساتھی جن ہین اور داخل کرنیکی ترتیب شاید اسطرح ہو کہ حضرت آدم کے
بعد سے جو مشرک اول ہوے وہ اول داخل کیے جاوینگے اور اسیطرح ترتیب ہوگی یا یہ کہ جو قوم کفر وشرک مین سب سے زیادہ بدکار ہو وہ پہلے
داخل کیجاوے اور اسیطرح آخر تک لحاظ ہو واللہ تعالیٰ اعلم الغرض جب کوئی فوج جہنم مین ڈھکیلی جائیگی تو جہنم پر جو ملائکہ غلاظ شداد خزانچی
مقرر ہین اس قوم سے کہین گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کفر وشرک کرنے والے کو عذاب جہنم سے ڈرانے کے لیے نذیر یعنے رسول بھیجے تھے کیا تمہارے
پاس کوئی نذیر نہین پہونچا بعض علما نے کہا کہ ان ملائکہ کو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ رسولون سے منکر جہنمی ہین اور یہ پوچھنا فقط ملامت وندامت کے
طور پر ہی ظاہر یہ کہ وہ لوگ ان بدبختون سے حال دریافت کرینگے کیونکہ انکا یہ حال عجیب ہی کہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہو کر رسولونکے
اور اللہ تعالیٰ سے کافر ہو کر شیطان کی اولاد کے ساتھ بندھے ہون۔ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا
مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ۔ کفار کہین گے کہ کیون نہین آیا بیشک ہمارے پاس نذیر آیا تھا تو ہم نے اُسکو جھٹلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ
نہین اُتارا ہی ف یعنے جہنمیون کی ہر فوج روتی جھینکتی اقرار کریگی کہ رسول کیون نہین آیا بیشک ہم مین سے خدا کا رسول آیا تھا ہم کو
اللہ تعالیٰ کی آیات سُناتا تھا اور ہمکو اِس خوفناک دن سے اور اِس جہنم کے عذاب سے ڈراتا تھا ہم نے اسکو جھوٹا سمجھا اور کہا کہ خدا نے
کوئی رسول نہین بھیجا اور نہ کچھ اُتارا بلکہ ہم نے ان پاک رسولون سے یہ بھی کہا۔ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ نہین ہو تم مگر بڑی
گمراہی مین ف یعنے رسولون کو کافرون نے اُلٹے گمراہ بنایا بلکہ کہا کہ سب سے بڑھکر گمراہی مین تم خود پڑے ہو بعض اہل تفسیر نے کہا کہ یہ کلام
ملائکہ کی طرف سے جواب ہی یعنے پہلے ملائکہ نے پوچھا کہ تم اِس عذاب مین کیون پڑے کیا تمکو ڈر سُنانے کیواسطے رسول نہین گئے تھے کافرون نے کہا ضرور گئے تھے
مگر ہم نے اُنکو جھٹلایا اور آیات سے انکار کیا تو ملائکہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ تم بڑے گمراہ ہو کہ خود اپنے خالق عزوجل کو نہ پہچانا اور گمراہ ہوے تھے
پھر اللہ تعالیٰ کے آیات ورسولون سے بھی انکار کیا اور دنیا کو فانی دیکھنے کے بعد بھی انکار کیا تو تم بڑے گمراہ ہو تم مین کچھ بھی عقل نہ تھی کہ اسکو سمجھتے
کافرون نے کہ یہ سب سچ ہی لیکن اللہ تعالیٰ کا کلمہ کافرون پر حق ہوا یہی مقدر تھا۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا
فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔ اور کافرون نے کہا کہ اگر یہی ہوتا کہ ہم سنتے اور عقل رکھتے تو جلتی آگ والون مین کیون ہوتے ف
ہمارے پاس ایسی عقل ہوتی کہ ہماری رہنمائی کرتی یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہم اُسی کے تابع ہو جاتے تو جہنمی نہ ہوتے (ابن کثیر)

شاید کافرون نے خیال کیا کہ بہت سے جاہل مسلمان جو بالکل بے عقل کہلاتے ہین انہین عقل نہ تھی ولیکن انھون نے اللہ تعالی کی کتاب کے احکام
اسی کے تابع ہوگئے مترجم کہتا ہی کہ ان مسلمانون مین عقل کا نمونہ ہی کہ انھون نے اسی نور سے نور حق کو مانا اگرچہ دنیاوی تدابیر کے واسطے کم عقل
ہین تو کافرون کی یہ غلطی ہی کہ انکو بے عقل خیال کیا حدیث ابی سعید الخدری مین ہی کہ مومن کا ستون عقل ہی اور بقدر اسکی عقل کے اسکی عبا
دت ہوگی کیا نہین سنتے کہ کافرون نے کہا لو کنا نسمع او نعقل الآیہ (س) آور واضح ہو کہ حدیث مین بعضے لوگونکا ذکر ہی کہ وہ سلطان وقت کے
یہان کام خدمت کرتے ہین اور کچھ دین دنیا نہین سمجھتے تو انکو آپ نے جہنمی فرمایا ہی اور آیت مین دلیل ہی کہ کافرون نے جب کفر پر اصرار کیا تو
قلب پر مہر ہوجانے سے نور عقل گم ہوگیا پس عقل اگرچہ موجود تھی انھون نے ضائع کردی اب جو چیزین نور عقل سے نظر آتی ہین مانند معرفت
توحید اور دار آخرت کے وہ کفار نہین سمجھ سکتے ہین اگرچہ دنیاوی محسوسات اور تدابیر جسم خوب سمجھین لیکن دنیا مین کفار اپنی بے عقلی کا اقرار نہین
کرتے اور وہان جہنم مین کہینگے جہان ندامت کچھ نافع نہین ہی اللہ تعالی نے فرمایا۔ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ
اب کافرون (کی ہر فوج) نے اقرار کیا اپنے گناہ کا اب لعنت ہے جہنمیون کو ف دنیا مین رسولونکو کس سختی سے جھٹلاتے حتی کہ انکو کا ل
گمراہ بناتے تھے اور خود بے انتہا گمراہ تھے اور آخرت مین اپنے گناہ کا اقرار بھی پڑا کیا جہان کچھ فائدہ نہین ہی لہذا انکے لیے سحق فرمایا سحق بھلائی سے دوری و
پھٹکار ہی امام احمد نے صحابی سے حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم مین جانیوالے تباہ نہین ہونگے یہانتک کہ خود انھون نے اقرار کیا
اور دوسری حدیث مین ہی کہ جو کوئی جہنم مین داخل کیا جاویگا وہ ضرور اقرار کریگا کہ وہ جہنم ہی کے قابل ہی۔ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ
جو لوگ ڈرتے ہین اپنے رب سے بن دیکھے اُن کو معافی ہی اور نیگ بڑا اور تم چھپی کہو اپنی بات

اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ
یا کھول کر وہ جانتا ہے جیون کے بھید بھلا وہ نجانے جسنے بنایا اور وہی ہے

اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۝ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا
بھید جانتا خبردار وہی ہے جسنے کیا تمھارے آگے زمین کو پست پس پھرو اُس کے کندھون پر

وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۝
اور کھاؤ کچھ روزی دی اُسکی اور اُسیکی طرف جی اُٹھنا ہی

جب اللہ تعالی نے کافرون وجہنمیونکے بد انجام سے آگاہ فرمایا جنھون نے نذیر لینے اپنے ہادی رسول کو جھٹلایا تھا تو اسکے بعد دوسری قسم
کے قلیل بندون سے آگاہ کیا جنھون نے اللہ تعالی کو مانا اور اُسکے سب رسولون کو سچا جانا بقولہ تعالی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ۔ البتہ وہ بندے جو ڈرتے رہے اپنے رب سے غیب کے ساتھ انکے لیے
مغفرت ہی اور ثواب عظیم ہی ف وہ جنت ہی اللہ تعالی سے ڈرنا اسطرح کہ اسکے عظمت وجلال و اسکے عذاب سے ڈرے اور بالغیب ڈرنا
دو طرح ہی اول یہ کہ ایمان لاوے کہ اللہ تعالی و اسکی سب صفات برحق ہین اور ملائکہ وسب کتابین وسب رسول و آخرت وقیامت وجنت
و دوزخ سب برحق ہین تو یہ ایمان بالغیب ہی یعنے بغیر دیکھے ایمان ہی اور یہی ایمان مقبول ہی اسی پر جنتی ہوگا اور اسکے ساتھ اعمال صالحات تو
مزید درجات ہین اور یقین کی پہچان بھی خود آدمی کو معلوم ہوتی ہی کہ اسکا نفس نیک اعمال پر جھکے اور نہو سکے تو افسوس کرے اور بدکاری
سے بچے اور توبہ کرتا رہے کیونکہ بدکاری بیدھڑک دلیل ہی کہ اسکو عذاب کا یقین نہین ہی دوم یہ کہ لوگونکی نظر سے غائب ہوکر خوف کرے
مثلاً تنہائی مین خوف الٰہی سے گناہ نہ کرے اور اسی معنے پر شیخ ابن کثیر نے اکتفا کیا کیونکہ یہ بات جب ہوگی کہ ایمان موجود ہو چنانچہ اسکا

...درمیان اور اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان خوف رکھے اسطرح کہ بندگی پر عمل کرے اور گناہون سے باز رہے اگرچہ لوگ اسکو نہ دیکھتے
ہون چنانچہ صحیحین کی حدیث مین ہی کہ سات قسم بندے ایسے ہین کہ انکو اللہ تعالیٰ اپنے سایۂ عرش مین جگہ دیگا جسدن سوائے اسکے سایہ نہین ہی
اس حدیث مین سبکا ذکر ہی ازانجملہ ایک وہ شخص جسکو مرتبہ والی خوبصورت عورت نے بلایا اُسنے انکار کیا اور کہاکہ مین اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہون
ازانجملہ وہ شخص جسنے اللہ تعالیٰ کیواسطے اسطرح صدقہ دیا کہ اسکو چھپایا حتیٰ کہ اسکے بائین ہاتھ نے نجاناکہ اسکے دائین ہاتھ نے کیا دیا ہی اور ازانجملہ
ایک وہ جس نے تنہائی مین اللہ تعالیٰ کو یاد کیا پس اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے (صحیحین) اور حضرت انس رضؓ سے روایت ہی کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم لوگ آپ کے پاس ہوتے ہین تو ایک حالت پر ہوتے ہین پھر جب آپکے پاس سے جاتے ہین تو دوسری
حالت پر ہوجاتے ہین آپ نے فرمایا کہ اس حالت مین تمھارا اور تمھارے رب تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوتا ہی انھون نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ
ہمارا رب ہی خواہ علانیہ ہون یا خفیہ ہون تو آپ نے فرمایا کہ یہ نفاق نہین ہی (رواہ ابوبکر البزار رح) مترجم کہتا ہی کہ بزار رح نے اس
روایت کو ایک راوی کی منفرد روایت قرار دیا اور صحیح مین یہ روایت اسطرح آئی ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حنظلہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
کو دیکھکر فرمایا کہ کہان جاتا ہی حنظلہ رض نے کہاکہ ای ابوبکر حنظلہ منافق ہوگیا ہی ابوبکر رض نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی حنظلہ رض نے کہاکہ مین جبتک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ہوتا ہون تو یاد الٰہی و آخرت کے روبرو ہوتا ہون اور جب گھر مین آتا ہون تو قلب مین وہ بات نہین
پاتا ہون ابوبکر رض نے فرمایا کہ واللہ یہی بات ہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین چلکر عرض کرین چنانچہ حضور مین آکر یہ معاملہ عرض کیا
اور کہاکہ جب ہم لوگ گھر مین جاتے ہین اور جورو لڑکون سے ملتے ہین تو اپنے دل کی وہ حالت نہین پاتے ہین آپ نے فرمایا کہ ای حنظلہ
وقت وقت ہین اور اگر تم لوگ اسی حالت پر ہر وقت رہتے جیسے میرے پاس ہوتے ہو تو ملائکہ تمھارے بستر پر تم سے مصافحہ کرتے (صحیح) عمران
بن حصین رضی اللہ عنہ کو بواسیر کا مرض تھا اور وہ تکلیف پر صبر کرتے تھے تو ملائکہ اُنپر سلام کیا کرتے تھے جب سے انھون نے علاج [illegible]
سلام کرنا منقطع ہوگیا پھر جب علاج سے ہاتھ اُٹھایا تو سلام حاصل ہوا۔ اس حدیث کو عمران رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا لیکن [illegible]
منع کیا کہ جبتک مین زندہ ہون تبتک روایت نہ کیجیو بعد میرے روایت کیجیو چنانچہ صحیح مسلم مین یہ روایات موجود ہین اور [illegible]
روایت کیا کہ اسمین جو نکتہ ہی وہ اُمت کو معلوم ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ اور چھپاؤ اپنی بات کو یا ظاہر کرو اُسکو بیشک وہ سینون کی چیزین خوب جانتا ہی ف
اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کی دلی بات جانتا ہی تو زبانی قول بھی صاف جانتا ہی خواہ اسکو چھپاکر کہو یا ظاہر کرو وہ تمھارے نفسون کے خطرات
و وسوسہ تک خوب جانتا ہی اُسنے تمکو پیدا کیا ہی۔ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ بھلا وہ نہین جانتا جسنے پیدا
کیا اور وہ تو لطیف خبیر ہی ف اس آیت مین صریح دلیل ہی کہ آدمی کے ظاہری فعل اور دلی فعل جیسے جاننا اور فکر کرنا وغیرہ سب اللہ تعالیٰ ہی
نے پیدا کیے ہین دلیل یہ کہ اوپر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ظاہر و خفیہ سب قول کو جانتا ہی بلکہ وہ جو کچھ تمھارے دل مین ہی اسکو بھی جانتا ہی
پھر تنبیہ کی کہ یہ بدیہی بات ہی بھلا وہ کیونکر نجانیگا جسنے پیدا کیا ہی یعنے تمھارے قول و فعل خواہ ظاہر ہون یا باطن ہون سب کو اللہ تعالیٰ
ہی نے پیدا کیا ہی تو پیدا کرنیوالا کیونکر نجانیگا۔ تم اپنے خالق کی عظمت پہچانو اور اُسکی نعمتون کا شکر کرو هُوَ الَّذِي جَعَلَ
لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا۔ اُسی نے تمھارے لیے زمین مسخر کردی ہی تم اُسکے مناکب مین چلو ف
ذلول مطیع و مسخر جیسے سدھایا ہوا بیل ہوتا ہی جس سے زمین جوتنے مین کام لیتے ہین مناکب جمع منکب بمعنے مونڈھا اور زمین کے
مناکب تمام روے زمین کے قطعے ہین اور بعض نے کہاکہ پہاڑ ہین اور چلنے کا حکم اسواسطے کہ کمائی وغیرہ کے لیے اسمین سفر کرو ظاہر ہے کہ
جسنے زمین کو اس صفت و صنعت کے ساتھ پیدا کیا اُسی نے تم کو پیدا کیا اور جسنے تمکو پیدا کیا وہی تمھاری ذات و صفات کی طرح

تمہارے افعال کو تم مین پیدا کرنیوالا ہی اگر یہ افعال اچھے ہونگے تو تم اچھے ہوا ور اگر بُرے ہون تو تم بُرے ہو جیسے کپڑے ...
اگر پیرا ... رنگ ہو تو رنگریز بدرنگ نہین کہلاتا اور ظاہر ہی کہ شربتی کا رنگ ٹاٹ وکملی مین نہین دیا جاتا ہی شیخ رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ...
مسخر کر دیا کہ تم اسپر اچھی طرح ٹھہرتے ہو اگر وہ مضطرب ہوتی تو پاؤن ٹھہرنا دشوار تھا اور اسمین پہاڑ وچشمہ و راہین وجنگل ...
... پیدا کر دیے لہذا فرمایا کہ زمین کے اقطار مین چلو پھرو۔ وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔ اور اسکے رزق سے کھاؤ اور ...
طرف ... مرکر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف اُٹھائے جاؤگے جسنے تمکو پیدا کیا جبتک چاہا دنیا مین رکھا اور جب چاہا یہان سے موت دیکر آخرت ...
تم فنا نہین ہو سکتے ہو پس یہان اپنے رب عزوجل سے منکر نہو **مسئلہ** اِس آیت سے ثابت ہوا کہ دنیا مین ہر مخلوق پر واجب ہو کہ روزی حاصل
کرنے کے لیے ان اسباب ظاہری پر عمل کرے جو اللہ تعالیٰ نے اِس عالم کی حکمت کے لئے پیدا کئے ہین اور نتیجہ حاصل ہونے پر یقین کرے کہ یہی
اللہ تعالیٰ نے نتیجہ پیدا کیا اور یہی مقدر تھا اور اسیکو توکل کہتے ہین اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر تمام صالحین کا دستور چلا آیا
اور جہاد کرنا سب سے عمدہ پیشہ ہی شیخ **ابن کثیر** رحمہ نے لکھا کہ قولہ فامشوا فی مناکبہا۔ یعنی زمین کے اقطار مین سفر کرو اور اُسکی اقالیم مین آمد و رفت کرو
تاکہ ہر طرح کے ذرائع تجارت وغیرہ سے رزق حاصل کرو اور یہ جان رکھو کہ خود تمھاری سعی کچھ نتیجہ نہین پیدا کرتی ہی بلکہ اللہ تعالیٰ آسان فرماتا ہی
اسیواسطے فرمایا۔ وکلوا من رزقہ۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور واضح رہے کہ ان اسباب مین سعی کرنا توکل کے خلاف نہین ہی
اقول اور خطیب رحمہ نے سابق مین لکھا تھا کہ جو کوئی ان اسباب پر عمل نکرے وہ سرکش جاہل ہی کیونکہ حکمت آلہیہ سے مخالفت کرتا ہے ابن کثیر رحمہ نے
لکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جیسا توکل کرنا چاہیے تو وہ تمکو بے فکر
... جیسے پرندون کو رزق دیتا ہی کہ پرند صبح کو پوٹا خالی (چرائی) جاتے ہین اور شام کو پوٹا بھرے آتے ہین (امام احمد و ترمذی و نسائی
و ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی دیکھو اس حدیث مین چڑیون کے لیے صبح کو چرائی جانا ثبوت ہی یعنے اپنی روزی کی تلاش
... مین اور انکا توکل اللہ تعالیٰ پر ہی وہی ہر سبب کا حیلہ پیدا کر دیتا ہی اور اس سے نتیجہ نکل آتا ہی وَالیہ النشور قیامت مین اسی کی
... ہی جب حشر و نشر ہوگا۔ ابن عباس و مجاہد و سدی و قتادہ نے کہا کہ زمین کے مناکب اسکے اطراف و راستہ وغیرہ ہین۔ ابن عباس
و قتادہ نے کہا کہ مناکب پہاڑ ہین۔ اور ابن ابی حاتم نے بشر بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انکی ایک لونڈی تھی ایک روز بشر رضہ نے
یہ آیت پڑھکر اس سے فرمایا کہ اگر تو مناکب جانے تو تو آزادہ ہی اسنے جواب دیا کہ مناکب زمین کے پہاڑ ہین پھر ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا
گیا تو کہا کہ ہان مناکب پہاڑ ہین (ابن کثیر) سراج و معالم وغیرہ کے فوائد مین سے ہی کہ ایمان بالغیب کی اچھی صورت یہ ہی کہ حضرت باری تعالیٰ
کی عظمت و جلال و ہیبت و کمال بندے کے دل مین اسطرح ریاضت کے ساتھ قائم ہو کہ جب وہ تنہائی مین ہو تو بھی اسیطرح مؤدب ہو جیسے مجمع
ومجلس مین ہوتا ہی **اقول** بلکہ رونا وغیرہ اسی تنہائی مین ہی **مسئلہ** صوفیہ مین سے اخیر زمانے مین ایسے لوگ دیکھے جاتے ہین جو گریبان پھاڑتے
اور چیختے چلاتے اور آہین سرد بھرتے ہین اسکا کیا حکم ہی (جواب) عالمگیریہ مین فتاداے ظہیریہ وغیرہ سے منقول ہی کہ حضرت شیخ نے اسکو حرام کہا اور
فرمایا کہ سلطان اسلام پر واجب ہی کہ ایسے لوگونکو اس فتنے سے منع کرے اور مترجم کہتا ہی کہ امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء مین عامر بن عبد اللہ
بن الزبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ مین چند لوگون مین حاضر ہوا جو قرآن مجید تلاوت کرتے اور روتے اور آہ سرد بھر کر بعضے بیہوش ہو جاتے
جب مین حضرت والد رضی اللہ عنہ کی خدمت مین گیا تو مین نے انکا ذکر کیا کہ اچھے لوگ ہین مین اُن مین حاضر ہوا تھا آپ نے سنتے ہی مجھپر
غصہ کیا اور فرمایا کہ بد لوگ ہین انکے قلوب بدعتی ہین انپر شیطان کا تسلط ہی تو اب نجا بو۔ مین نے سکوت کیا آپ نے فرمایا کہ ارے حضرت ابو بکر
و عمر وغیرہم کبار رضی اللہ عنہم ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور انکی یہ کیفیت نہ تھی تو کیا یہ لوگ انسے بہتر ہین یا بدعتی بدتر ہین یہ سنکر مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت
والد رضی اللہ عنہ سچ فرماتے ہین پھر کچھ بہت مدت نہین گزری تھی کہ مین نے ان لوگون کو دیکھا کہ بیکار دنیا کر دنیا کے چھوڑے ہوگئے اور خدا ...

Marfat.com

ذکر ہین ہو کہ حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ اگلے مشائخ سے صرف یہ مسلم ہی کہ بعض شعر انکے حال سے موافق واقع ہوا تو اسکو سنکر بے اختیار رونے لگے مترجم کہتا ہو کہ تاریخ فرشتہ مین بھی حضرت **نظام الدین اولیا** رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حالات مین بھی اسیقدر مذکور ہو کہ شیخ رح تخلیہ مین بعض خاص مریدون سے کچھ اشعار حسب حال پڑھواتے تھے اسپر بھی سلطان غیاث الدین تغلق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انکار کیا قولہ تعالیٰ واسروا قولکم الآیۃ ابن عباس رض سے روایت ہو کہ منافقین اس معاملہ مین اپنی مجلس مین بدگوئی کرتے اور جبرئیل ع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی باتون سے آگاہ کرتے تو ان کافرون نے آپس مین کہا کہ جو بات کہنا ہو اسکو کانون کان کہو کوئی نہ سنے تو آنحضرت کو آگاہی نہ ہونے پاویگی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اسروا قولکم الآیہ اگر یہ روایت صحت کو پہونچے تو بھی یہ لازم نہین آتا کہ آیت کے فقط یہی معنے ہون بلکہ قاعدہ کلیہ علم تفسیر مین مقرر ہی کہ آیت کے معنے عام جو ظاہر ہوتے ہین وہی لیے جاوین اور سبب نزول بھی اسی مین داخل ہوگا لہذا کہا گیا کہ یہ خطاب تمام خلق کو جمیع اعمال کیواسطے عام ہی یعنے قولہ اسروا صیغۂ امر ہی تو یہ خطاب ہی مگر خاص منافقون ہی پر منحصر نہین ہی بلکہ آمنوا۔ کی طرح قیامت تک عام خطاب ہی اور قولکم فقط قول زبانی سے خاص نہین بلکہ قول وعمل سب افعال واعمال کو عام ہی اور مراد یہ کہ ای لوگو تمہارے قول وعمل خواہ چھپا کر واقع ہون یا ظاہر ہون سب اللہ تعالیٰ کے علم مین یکسان ہین پس چھپا کر گناہ کرنے سے بھی اسطرح بچو جیسے ظاہر کر کے گناہ سے بچتے ہو اور جب آگاہ کیا کہ انہ علیم بذات الصدور تو اسپر بدیہی دلیل ذکر فرمائی بقولہ تعالیٰ الا یعلم من خلق۔ یعنے جسنے پیدا کیا ضرور ہی کہ وہ اسکی حقیقت وکیفیت واندازہ وآغاز وانجام سے آگاہ ہو پس معنی یہ کہ سر کو (پوشیدہ قول وفعل کو اگرچہ دل مین خطرہ ہو) اسی نے پیدا کیا تو بھلا وہ اس کو نہ جانیگا سعید ابن المسیب رح فرماتے تھے کہ ایک وقت خزان کے موسم مین ایک شخص رات مین ایک جنگل مین کھڑا تھا ناگاہ آندھی چلی اور پتیان بوندیون کی طرح گرنے لگین اسکے دل مین خطرہ ہوا کہ بھلا ہر ایک پتی کے گرنے سے جسطرح وہ گرتی ہے اللہ تعالیٰ آگاہ ہی ناگاہ اسی جنگل سے نہایت دور سے ہیبتناک آواز آئی کہ الا یعلم من خلق سارے کیا وہ نہین جانتا جسنے اسکو پیدا کیا ہی (السراج) میرا گمان یہ ہی کہ یہ شخص جو جنگل مین تھا خود حضرت سعید بن المسیب ہین انکا نام مخفی کردیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ مرشیخ **ابو اسحٰق اسفرائنی** رح نے کہا کہ ذات قدس کی صفاتی نامون مین سے بعض علم کی صفت ہین **اَلْعَلِیْمُ**۔ اسکے معنے یہ کہ جمیع مخلوقات کو جانتا ہی اور **اَلْحَکِیْمُ** دقائق علم کو جانتا ہی اور **اَلشَّہِیْدُ** اس خصوصیت سے کہ حاضر و غائب عند اللہ سب حاضر ہین اس سے کوئی چیز غائب نہین ہی اور **اَلْحَافِظُ**۔ اسکے علم سے کوئی چیز فراموش نہین ہو سکتی ہی اور **اَلْمُحْصِیْ** خصوصیت سے کہ کثرت کی وجہ سے ہر ایک فرد علیحدہ علیحدہ مخفی نہین ہو سکتا جیسے آندھی کے وقت بیشمار پتیان گرتی ہین تو مخلوق کی طاقت نہین کہ ہر ایک پتی کو اسکی حالت سے اور کیفیت سے شمار کرے مگر اللہ تعالیٰ ہر ایک پتی کو اسیطرح مع اسکے رگ وریشہ کے دیکھتا اور جانتا ہی قولہ تعالیٰ فامشوا فی مناکبہا۔ الخ۔ یہ حکم بطور واجب نہین ہی بلکہ مباح ہی **اقول** معاش بقدر کفاف حاصل کرنا واجب ہی اور اگر بال بچہ ہو تو انکا نفقہ واجب ہی تو اسکا ادا کرنا واجب ہی لیکن مناکب مین کا سفر واجب نہین ہی **مسئلہ** لوگ مالدار یورپ وغیرہ کے سفر کرتے ہین (جواب) اگر دنیا سے دل اٹھانے اور عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو تو جواز ہے اور اگر کفرستان کی سیر کرنیکو ہو تو حرام ہی **تنبیہ** [illegible] لکھا کہ قتادہ رض نے ابو جلدہ سے نقل کیا کہ زمین چوبیس ۲۴ ہزار فرسخ ہی مترجم کہتا ہی کہ اس زمانے کے سیاح انگریزون نے پچیس ۲۵ ہزار میل قرار دیا ہی بالجملہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وکبریائی دکھلائی اور اس زمین پر انکو پیدا کیا اور انکے ذرہ ذرہ اعمال واقوال سے آگاہ ہے تو ہر وقت اس سے ڈرتے رہین قال تعالیٰ

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ۙ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ

کیا نڈر ہوے اُس سے جو آسمان مین ہی کہ دھساوے تمکو زمین مین پھر دیکھو وہ لرزتی ہی یا نڈر ہوے ہو اُس سے

فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ

جو آسمان مین ہی کہ چھوڑ دے تمپر پتھراؤ باؤ کا سو اب جانوگے کیسا ہی میرا ڈرسنانیوالا اور جھٹلا چکے ہین

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ
انسے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار اور کیا نہین دیکھتے دوڑتے جانور اپنے
وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ
اور جھپکتے انکو کوئی نہین تھام رہا رحمن کے سوائے اسکی نگاہ مین [illegible]

[illegible] آگاہ فرماتا ہی کہ وہ اپنی مخلوقات پر عذاب کرنے مین جلدی نہین فرماتا ہی کہ قال تعالیٰ لو یعجل اللہ للناس [illegible] لوگون کو اللہ تعالیٰ جلدی عذاب مین پکڑے تو روے زمین پر کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑے۔ اسطرح یہانکی آیت مین [illegible] پہلے زمین کی تسخیر وغیرہ سے انعام فرمایا پھر جھٹلانے والونکو دھمکایا (س) زمین جسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہی اور مخلوق زمین پر [illegible] تو انکو معاصی پر تہدید فرمائی لقولہ تعالیٰ۔ ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ
کیا تم لوگ بیخوف ہو بیٹھے ہو اُس پاک سے جو آسمان مین ہی کہ زمین کو تمھارے ساتھ دھساوے تو وہ موجین مارنے لگے ف
مضطرب ہو۔ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ
کیا تم لوگ نڈر ہوگئے اُس سے جو آسمان مین ہی کہ تم پر پتھریلی اندھیری بھیجے تب تم جان جاؤگے کہ ڈرسنانی کیسے واقع ہوئی ف
حاصب وہ آندھی جسمین پتھریان اڑین۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے عذاب جہنم کا ایک روز موعود فرمایا ہی وہ قیامت ہی تاکہ جو شخص جہنمی ہی وہ جہنم کے لیے اپنی کمائی اپنی عمر تک پوری کرلے اور جہنمی سب کفار ہین لیکن ایمان سے بالفعل انکار کرکے کہتے ہین کہ عذاب جہنم [illegible] دکھلا دو حالانکہ اگر ایسا ہو تو حکمت الٰہیہ مٹائی جاوے اور کچھ فائدہ نہو اسلیے کہ اسوقت کا فرکا ایمان قبول نہوگا اور وہ دنیا سے مرچکا [illegible] گا اور یہ جلدی کافر کی حماقت ہی اور وہ دقت جلدی ہی اسلیے کہ درحقیقت ہر کافر کی عمر سو برس کے اندر ہی تو دنیا اسکے حق مین صرف [illegible] تو وہ اتنی ہی دیر مین جلدی مانگتا ہی حالانکہ قیامت کا ایک روز فقط پچاس ہزار برس ہی پھر آیندہ ابدالآباد بے نہایت ہی [illegible] کے مقابلے مین کرور برس کچھ نسبت نہین رکھتے ہین اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے امر الساعۃ کو لمح البصر کے مانند بیان فرمایا اگرچہ آدمی کے [illegible] اسکی عمر بھی دراز ہی اگر کہا جاوے کہ آیت مین (من فی السماء) مذکور ہی (جو آسمان مین ہی) حالانکہ جمیع اہل اسلام کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ [illegible] خلقت کے اندر نہین ہو سکتا ہی وہ پاک ہی ہان تمام آسمانون و زمینون کو عرش محیط ہی اور عرش کے اوپر سے اللہ تعالیٰ نے انتظام عالم قرار [illegible] تو یہان کیا معنی ہین (جواب) آیت مین سب کے نزدیک تاویل ہی اور وہ کئی وجہ سے بیان کی گئی ہی خطیب رحمہ نے لکھا کہ (وجہ اول) یہ ہی کہ (فی السماء) جیسے (فی جذوع النخل) بمعنے (علی السماء) ہی یعنے آسمان پر ہی کیونکہ حکم الٰہی عرش کے اوپر سے اُترتا ہی (وجہ دوم) یہ کہ (فی السماء) یعنے آسمانی مملکت مین اسکی حکومت ہی تو زمین خود اسکی محتاج ہی اور لوگ تجربہ سے معلوم کرچکے کہ آسمان سے پتھر برسین (وجہ سوم) یہ کہ (من فی السماء) ملائکہ ہین) اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے احکام جاری کرتے ہین اور مطلب یہ کہ ملائکہ کے پیدا کرنیوالے سے دلیل قطعی سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ اللہ تعالیٰ جسم نہین ہی اور نہ کسی چیز مین اسکا حلول یا قیام ہی اور (وجہ چہارم) یہ کہ عرب کے لوگ زمانۂ جاہلیت سے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ آسمان پر ہی اور وہ بھی ایک جسم خوبصورت ہی اور دور کی آواز نہین سنتا اور بتونکی سفارش پر کام کرتا ہی پس بیہودہ خیالات دفع کیے گئے لیکن آسمان پر سے اسکی حکومت جاری ہونیکو رد نہین کیا گیا اور یہ خطاب کیا گیا پھر جب ایمان لائے تو خود توحید سمجھ گئے امام فخر الدین رازی رحمہ نے تفسیر کبیر مین کہا کہ مسلمانونکا اجماع ہی کہ یہ آیت اسی ظاہر طور پر نہین ہی بلکہ اسکی تاویل ہی اسلیے کہ اگر ظاہر معنے ہون تو لازم [illegible] کہ اللہ تعالیٰ آسمان مین ہی اور آسمان چارون طرف سے اسکو محیط ہی تو وہ ضرور آسمانون سے چھوٹا ہوگا اور عرش جب [illegible] بہت بڑا ہی تو وہ عرش سے بہت چھوٹا ہوا اور بالاتفاق باطل ہی مترجم کہتا ہی کہ مجاز قرآن مین بہت آیا ہی جیسے [illegible]

Marfat.com

اور الخیط الابیض اور الخیط الاسود وغیرہ بکثرت ہین اور یہان قرینہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانون کو پیدا کیا تو وہ اسمین کیونکر ہو سکتا ہی علاوہ ازین
آسمان مین ہو تو دوسرے اور تیسرے وغیرہ ساتوین آسمان تک کون ہی اور اگر آسمان مین ہی تو عرش پر استوار کیسے ہوگا پس یہ بدیہی معلوم ہے کہ
کسی چیز کی طرح آسمان مین ہونا مراد نہین ہی رازی رح نے کہا کہ جب صریح فرمایا کہ قل لمن ما فی السمٰوات۔ کہدے کہ جو کچھ آسمانون مین ہی وہ
کس کے مخلوق و بندے مملوک ہین۔ھ۔ ظاہر ہی کہ اگر خود آسمان مین ہو تو وہ بھی آسمانون کی چیزون مین سے ہو جاوے اب تاویل یہ کہ (من فی السماء)
جو آسمان مین ہی یعنے جسکا عذاب آسمان مین ہی یا جسکی سلطنت آسمان مین ہی یا جیسے کفار عرب کا اعتقاد تھا اسی طور پر ابھی اُنسے کہا گیا اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وھو اللہ فی السمٰوات وفی الارض۔ وہ اللہ ہی آسمانون مین اور زمین مین۔ھ۔ معلوم ہی کہ ایک شے ایک ہی وقت مین دونون جگہ نہین ہو سکتی ہی
اگر کہو کہ اسطرح بیان مین کیا حکمت ہی (جواب) یہ کہ ہر شخص آسمان کی طرف خوف و امید کی نظر اُٹھاتا ہی تو اس سے جاہل کا فر بھی انکی سمجھ کے مطابق خوف و
دہشت زیادہ ہوگی اور آلم کے آخر مین خانۂ کعبہ کے بنانے مین کافرونکا خیال مذکور ہی کہ اول ایک شخص نے جرأت کی کہ مین پتھر اُکھاڑتا ہون تاکہ دوبارہ
عمارت بنائی جاوے پس اُسنے جا کر کدال لیکر آسمان کیطرف نظر اُٹھائی اور کہا کہ اللھم لم ترع انا لم نقصد الا الخیر۔ الٰہی ڈر و نہین ڈرو نہین ہمنے اچھائی کا
قصد کیا ہی۔ھ۔ جب انکی یہ سمجھ تھی اور انھین کو ڈرانا منظور ہی تو اسیطرح کلام فرمایا۔ اور مراد وہ فرشتہ ہی جو عذاب پر موکل ہی وہ جبرئیل علیہ السلام ہین
رازی رح نے کہا کہ فاذا ھی تمور۔ اللہ تعالیٰ اگر خسف فرماوے تو زمین متحرک ہو اور مضطرب ہو کر لوگونکے اوپر ہو جاوے اور لوگ بہتے اور گرتے چلے جاوین اس
حالت سے کہ زمین اوپر ہو تو اسفل السافلین تک دھنس جاوین قرطبی رح نے لکھا کہ محققین علما کا یہ قول ہی کہ (من فی السماء) ای (علی السماء) جو آسمان پر
ہی جیسے قولہ تعالیٰ فسیحوا فی الارض۔ زمین مین سیر کرو۔ (یعنے زمین پر پھرو) ولیکن اللہ تعالیٰ کا آسمان پر ہونا کچھ جگہ پکڑنے اور بیٹھنے وغیرہ کے معنے مین
نہین ہی کیونکہ یہ سب تصورات مخلوق کی نسبت ہین اور جو کچھ مخلوق تصور کرے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہی لقولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئ۔ اسکے مثل کوئی چیز نہین ہی
ھ۔ تو ہر تصور سے پاک ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کا آسمان پر ہونا اسطرح کہ وہ قاہر و غالب ہی عرش پر سے تدبیر فرماتا ہی اور اس بارہ مین احادیث صحیحہ بکثرت
ہین کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے بلندی ہی اور ان احادیث سے انکار کرنا ضرور ملحد بے ایمان جاہل کا کام ہی اور بلندی و عرش پر وصف بیان کرنے سے مراد یہ
کہ انسان جسمانی چیز ہی تو یہ اسیطرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اعتقاد دل مین لاویگا کہ آسمان بلکہ ہفت آسمان بلکہ کرسی و عرش سے بھی اعظم و اجل اعتقاد کرے اور
یہی کافی ہی کہ سب سے بڑھکر عظمت یقین کرے اور کسی چیز سے تشبیہ باقی نہ رہے اور یہ غرض نہین ہی کہ اسکے واسطے جگہ و مکان و بلندی کی طرف خیال کی
جاوے یا اسکے لیے حدود متصور ہون کیونکہ یہ سب باطل ہی اور جسم کے صفات ہین رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین جب دعا مانگی جاتی ہی تو اوپر کی طرف
ہاتھ اُٹھائے جاتے ہین تو اس جہت سے نہین ہی کہ وہ آسمان مین ہی بلکہ اس وجہ سے کہ عرش پر سے نزول تدابیر ہی لقولہ تعالیٰ یدبر الامر من السماء
الی الارض۔ اور آسمان سے وحی نازل ہوتی ہی اور وہ مقام قدس و طہارت ہی اور پاکیزہ ملائکہ وہان رہتے ہین اور وہان بندگان صالحین کے اعمال نیک
اُٹھائے جاتے ہین اور آسمانون کے اوپر عرش ہی اور اسیطرف جنت ہی اور یہ خصوصیت ایسی ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو نماز کا قبلہ بنا دیا ہے اور
بات یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ و جگہ سب کو پیدا کیا ہی اور وہ خالق ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا جیسا تھا ویسا ہی ہی ویسا ہی رہیگا اسکی شان
ہر تغیر سے پاک ہی قولہ حاصبًا ابن عباس رض نے کہا کہ آسمان سے پتھر برسا دے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے اور اصحاب الفیل پر برسائے بعض نے کہا کہ
آندھی جسمین سنگریزے ہون گویا وہ شدت و قوت کی وجہ سے پتھرون کو اُڑاتی ہی جیسے قوم ہود پر آندھی آئی تھی بعض نے کہا کہ حاصب وہ ابر جو
پتھر برسا دے قولہ کیف نذیر ای نذیری۔ میرا ڈرانا کیسا تھا یعنے ایسے عذاب کے وقت جانوگے جسکو کوئی دفع نہین کر سکتا ہی وَلَقَدْ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ۔ اور بیشک ان کافرون سے پہلے لوگون نے بھی جھٹلایا تھا پھر میرا انکار کیونکر ہوا ف کہ جب
ان لوگون نے اپنے رسول کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہ مانا اور ظلم و تعدی مین تجاوز کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے فساد پر انکار
کیا اور ہر ایک پر عذاب بھیجا کہ انکا نشان مٹا دیا پھر عبرت حاصل کر دکہ وہ انکار کیسا واقع ہوا بقاعی رح نے کہا کہ نذیر و نکیر مین سے یاے متکلم

Marfat.com

حذف ہوئی گویا اشارہ ہی کہ اس خفیف عذاب کو حضرت ذوالجلال والاکرام کی طرف نسبت دینا ضرور نہین ہی کیونکہ یہ تو ہلکا ہی ہی اور اسکا عذاب سخت وشدید ہی کیونکہ یہان تو جسپر عذاب کیا وہ مرگیا اور آخرت مین مرنا نہین ہی اعاذنا اللہ تعالیٰ من عذابہ وغضبہ اسکی قدرت بے مثل و بے مثال ہی و بے انتہا بروجہ کمال ہی۔ اَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ کیا ان جاہل کافرون نے کبھا نہین نے اوپر چڑیونکو باز و پھیلائے ف اڑ رہی ہین اگر کبھی نہ دیکھتے اور یکایک کوئی چڑیا اسطرح نظر آتی تو انکو عجب معلوم ہوتا کیسے یہ پھیلا معلق ہین۔ وَيَقْبِضْنَ۔ اور یہ چڑیان باز و بند کرلیتی ہین ف یہ عجیب کیفیت کچھ چڑیونکی قدرت نہین ہی وہ تو آدمی سے کم قوت ہو اور آدمی اپنا پاخانہ پیشاب جاری نہین کرسکتا تو وہ کیا کریگا ولیکن قدرت کی حکمت اسطرح امتحان مین جاری ہی تو بندونکا فعل بھی ایکی قدرت ہی مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ نہین روکتا ان پرندونکو مگر رحمن ف وہی اپنی قدرت کے عجائبات دکھلاتیکو اسطرح صنعت ظاہر فرما ہی کہ چڑیان ان پرولسے ہوا مین جب چاہتی ہین باز و پھیلاتی ہین اور جب چاہتی ہین بند کرلیتی ہین اور فضائے آسمانی مین رکی رہتی ہین اور ترچھی گرتی ہین اور پھر اڑجاتی ہین۔ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ۔ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہی ف یہ چڑیان اسی پر توکل رکھتی ہین صبح کو خالی پیٹ چارہ دانہ ڈھونڈھنے جاتی ہین وہی ان کے پوٹے بھردیتا ہی کہ شام کو آسودہ آتی ہین عجب ہی کہ کفار شریک بناتے ہین

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ

بھلا وہ کون ہے جو فوج ہی تمھاری تمکو مدد کرے گی رحمن کے سوائے منکر پڑے ہین بڑے بہکاوے مین

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ۝ أَفَمَن يَمْشِي

بھلا وہ کون ہے جو روزی دیگا تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی کوئی نہین پر اڑ رہے ہین شرارت اور بدکنے پر بھلا ایک جو چلے

مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ

اوندھا اپنے منھ پر وہ سیدھی راہ پاوے یا وہ جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر تو کہہ وہی ہی جسنے تمکو نکال کھڑا کیا

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ

اور بنادیے تمکو کان اور آنکھین اور دل تھوڑا تم حق مانتے ہو تو کہہ وہی ہی جسنے کھنڈا یا تمکو

فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ

زمین مین اور اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤگے اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ

إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ

خبر تو ہے اللہ ہی پاس اور مین تو یہی ڈرسنانے والا ہون کھولکر پھر جب دیکھینگے وہ پاس آتا برے بن جاوینگے

وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَدَّعُونَ ۝

منھ منکرون کے اور کہے گا یہی ہے جسکو تم مانگتے تھے

ابن کثیرؒ نے لکھا کہ مشرکین نے اپنے خیال کے موافق مخلوقات مین سے کچھ لوگ بنائے جنکی طرف سے برے وقت مین مدد کا اعتقاد رکھتے ہین اور اپنے کاموتکی کارسازی اور رزق وغیرہ ان کی طرف سے یقین کرتے ہین تو اللہ تعالیٰ نے ان مشرکو پر انکار کیا بقولہ تعالیٰ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ۔ ای بل من ہذا الحقیر الذی ھو فی زعمکم جند لکم ینصرکم من دون الرحمن ترجمہ بلکہ یہ حقیر کون لوگ ہین جو تمھارے اعتقاد مین تمھارے مددگار گروہ ہین اللہ تعالیٰ کی نصرت سے علاوہ ف خطیب وغیرہؒ نے اسطرح مفسر کیا ہی۔ حاصل یہ کہ سوائے الرحمن عزوجل کے کوئی تمھارا ناصر و حافظ نہین ہی اگرچہ تم جہالت سے اپنے زعم

Marfat.com

کچھ چیزون کو اپنا مختص سمجھے ہو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جند لشکر و جماعت جو دشمن کے ضرر سے مانع ہو اگر کوئی کہے کہ مشرکون نے بہت سے انبیا و
اولیا کو اپنا جند اعتقاد کیا تو یہ حقیر کیون ہوے (جواب) یہ کہ مشرکین نے اپنی خیالی صورت کو یا ظاہری صورت کو شیطان کی ہدایت کے موافق اپنا
کارساز بنایا ہی اور یہ سب حقیر چیزین ہین اور جو کچھ دعویٰ کرتے ہین وہ باطل ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ انہین سے بہت لوگون نے بعض مین
الوہیت مانی ہی تو جیسے انکے بنانے سے اُلوہیت نہین ہوسکتی ہی اسیطرح انبیا و اولیا انکے جند نہین ہوسکتے ہین اور اسکی توضیح یہ ہی کہ بعد حضرت
آدم علیہ السلام کے جب سے شرک شروع ہوا تو یہ ہوا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے ہین انہین سے بعض صفتین کسی مخلوق مین تصور کین قوم نوحؑ نے
وُدّ اور سُواع اور یغوث و یعوق و نسر کے نام سے بُت بنائے۔ اور رزق و راحت و دنیا و دولت و آل و اولاد وغیرہ انکی طرف سے خیال کیا اور حضرت
نوحؑ نے جب اُنکو اس سے منع فرمایا تو ان لوگون نے نوحؑ کو بزرگون سے منکر و گمراہ ٹھہرایا جیسے یہود نے انبیا و صالحین کو جو بنی اسرائیل مین گزرے
تھے اپنا کارساز ٹھہرایا لیکن انکے نام کے بت نہین بنائے جیسے قوم نوح و قریش و ہنود نے بنائے ہین اور پہلے یہ نا تھا کہ بندۂ صالح ولی کو وصال ہوتا
ہی تو وہ خدا سے جدا نہین ہوتا ہی۔ عارفین کا یہ مطلب تھا کہ بندۂ عارف فنا ہوجاتا ہی حتی کہ فعل الٰہی کبھی اس شخص کی صورت سے ظاہر ہوتا ہی
جسکو کرامت کہتے ہین حالانکہ وہ بندہ خود اپنے ارادات کی خبر نہین رکھتا ہی جیسا حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمتہ نے
فتوح الغیب مین اسکی تحقیق لکھی ہی لیکن اگلی امتون مین یہ معارف نہ تھے تو انہین جاہلون نے یہ خیال کیا کہ اس بندے مین خدائی آجاتی ہی نعوذ باللہ
منہ۔ اور اسی اُلٹی سمجھ پر انھون نے اپنی حاجات کو ان بزرگون سے مانگنا شروع کیا اور سمجھے کہ وہ لوگ زندگی مین ہماری باتین سنتے اور دعا کرتے
تھے اور اب بھی یہی کرینگے اور زندگی مین ہم نے نہین دیکھا کہ وہ خودی سے فنا ہوتے بلکہ ہمارے ساتھ سب کام کرتے تھے اور اس غفلت مین
یہانتک آوارہ ہوے کہ بعض مشرکون نے انکے نام کے بت بنائے اور یہ اعتقاد کیا کہ انہین انکی روح حلول کرتی ہی چنانچہ ہنود مین یہ رسم مشاہدہ ہے کہ
انھون نے کوئی پتھر لیکر صاف کرکے رکھا اور اسکی پوجا کرنے لگے اور عرب کی عادت صحیح روایت مین موجود ہی کہ جس کسی پتھر کو سفر مین خوبصورت پاتے
اسکو کسی لات و عزیٰ و ہُبل وغیرہ کے نام سے رکھتے اور اگر پتھر نہ پاتے تو سفر مین فقط ریگ کا تودہ بنالیتے سب کا حاصل یہ کہ جب سے ہم نے اس چیز
کو فلان کے نام سے رکھا تب سے وہ انکا محل ہوگیا جیسے بعضے لوگون نے اس زمانے مین جھنڈے کا اور بعض نے تعزیہ کا یہی عذر بیان کیا بہرحال
خوب معلوم ہی کہ ان صورتون مین ہرگز کوئی پیغمبر یا ولی نہین آیا لیکن شیطان نے یہ کرشمہ دکھلایا تو درحقیقت مشرکون نے انھین چیزوں کو
بلکہ شیطان کو پوجا حتی کہ حدیث مین روایت ہی کہ بعض بتون سے لوگون نے آوازین سنین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہودیون کو اس شرک
سے منع کیا تو انھون نے عداوت باندھی اور بادشاہ سے کہا کہ یہان ایک شخص پیدا ہوا ہی جو دین موسیٰؑ کو بگاڑتا ہی اور بزرگون سے عداوت
کرتا ہی۔ آخر دین عیسیٰؑ کے پیروی کرنیوالے بھی چند ہی روز کے بعد صلیب پوجنے لگے کہ وہ ہم کو مدد دیتی ہی اور حضرت عیسیٰؑ کی نسبت الوہیت اعتقاد کی
اور حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے سے خارج ہوگئے کیونکہ وہ لوگ اب ایسے شخص کو مانتے ہین جو خدا کا بیٹا ہو اور ایسا کوئی شخص نہین ہی سوائے انکے دماغی خیالی
تصویر کے اور خدا پر ایمان بھی نہین رہا کیونکہ وہ ایسے خدا کو مانتے ہین جسکا کوئی بیٹا ہو تو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک پر ایمان نہین رہا۔ اب معلوم
ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان یہ ہی کہ اسکی جمیع صفات قدس پر ایمان لاوے کہ وہی حاضر ناظر علیم خبیر خالق رازق ہی سوائے اسکے یہ صفات کسی مین
نہین ہین اور حضرت محمد و جمیع انبیا علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسّلام برحق ہین اور آخرت برحق ہی جب اسمین خلل ہو تو ایمان نہین رہا اور اب وہ زمانہ
نہین کہ ہم لوگ دو چار سو برس پہلے کے لوگون کی تقلید کرین بلکہ ہم کو چاہیے کہ حضرات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اور انکے زمانہ والونکی تقلید کرین
کیونکہ چھ سو برس سے زیادہ ہوا کہ اسلام کے ان ملکون مین بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور دین مین رخنے پڑے اور جو خبرین احادیث مین حضرت
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھین وہ واقع ہوئین اور صحیح بخاری کی حدیث کو تفسیر کرنے مین ایک جماعت ائمہ علما نے کہا کہ
اسکے دین حق کو لوگ برعکس اُلٹ دینگے اور کچھ شک نہین کہ حدیث مین وارد ہی کہ تم لوگ یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلوگے اور حدیث مین ہی

Marfat.com

ی امت کے قبائل مشرکون کے ساتھ لاحق ہوتے جاوینگے اور حدیث مین اس امت کے بگڑ جانے کے جو حالات مذکور ہین [illegible]
حتی کہ حدیث مین آیا کہ اہل اسلام کے درمیان نفاق ہوگا یہانتک کہ کمتر ایسے دو دل پائے جاوینگے جن مین اتفاق ہو اور فسق و فجور ظاہر [illegible]
اور جاہلون کو لوگ اپنا عالم و پیشوا بناوینگے وہ انکو اپنی رائے سے فتوے دیکر گمراہ کرینگے اور اسوقت دین اسلام کے مخالف [illegible] ہونگے
کہ نصاریٰ تمام روے زمین کے اکثر حصہ پر مسلط ہونگے اور سب سے شمار مین زیادہ اور قوت مین زیادہ ہونگے اب اصل مضمون کی طرف رجوع
لاؤ کہ بیان مذکورہ سے ظاہر ہوا کہ شرک کرنے والے دو قسم کے ہین بعضون نے اپنے خیال کے موافق مورت بنائی اور یہی بکثرت ہوئے ہین اور
بعض نے صرف تصور و اعتقاد رکھا اور ظاہر مین مورت نہین بنائی اور دونون قسم مین فقط خیالی معبودون کی بلکہ شیاطین کی پرستش ہے تو انھین
اللہ تعالیٰ نے تحقیر سے فرمایا کہ یہ تمہارا خیالی حقیر گروہ کون ہے جو سوائے اللہ تم کے تمہاری کارسازی کرے۔ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ۔
کافر نہین ہین مگر فریب مین **ف** یعنے کافرون کے اعتقادات کی کوئی اصل نہین ہے سوائے اسکے کہ شیطان نے انکو دھوکا دیا ہے کہ دنیا مین یہ
خیالی لوگ تمہارے کارساز ہین اور جو کچھ ہے یہی دنیا ہے اور موت کے بعد خاک ہو جاؤگے نہ آخرت ہے اور نہ جہنم اور نہ جنت ہے بعضے مفسرین رحمہم اللہ نے
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کافرون کی عداوت دو باتون کے بھروسے پر تھی ایک یہ کہ اپنی کثرت اور مالی قوت پر مغرور تھے اور دوم یہ انکے
خیالی معبود انکو سب طرح کی بھلائی پہونچا سکتے اور ہر طرح کی آفت ٹال سکتے ہین مترجم کہتا ہے کہ قریش نے آخر مین یہ دعویٰ کیا تھا کہ اُن کے
معبود خود مختار نہین ہین بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا سب حال بیان کرکے ہمارے واسطے سفارش و دعا کر دیتے ہین بقولہ تعالیٰ۔ ہٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ
الآیہ۔ یعنے کافر کہتے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے یہان ہمارے شفیع ہین تو کہدے کہ کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی باتون سے آگاہ کرتے ہو جنکو وہ آسمانون
و زمین مین نہین جانتا ہے۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان مشرکون کے شرک سے۔ ھ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُنکا پہلا غرور پہلی آیت سے توڑ دیا یعنے بقولہ
تعالیٰ امن ہذا الذی ہو جند لکم الآیہ اور دوسرا غرور توڑا۔ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ۔ یہ کون ہے جو
رزق دیا کرے اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق روک لے **ف** یعنے تمہارے خیالی معبود کچھ بھی طاقت نہین رکھتے جو تمکو رزق پہونچا سکین اگر اللہ تعالےٰ
تم کو رزق نہ دے بلکہ روک لے اسطرح کہ رزق کے اسباب پیدا نہ کرے مثلاً بارش نہو یا زمین نہ اُگاوے یا کثرت بارش سے سب بہ جاوے یا اس طرح
کہ کثرت سے اناج و پھل سامنے موجود ہین اور کھانے والے نے منھ مین رکھا مگر اللہ تعالیٰ نے نگل جانیکی قوت روک دی تو آسمان و زمین والے یہ طاقت نہین
رکھتے کہ یہ قوت پیدا کر دین پس سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی تمہارا رازق نہین ہے بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ۔ بلکہ کافرون نے لجاجت کی سرکشی مین
اور نفرت مین **ف** امام رازی رح نے کہا کہ لجاجت اسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی سرکشی و بیہودگی سے ایک کام مین ہٹ کرے باوجودیکہ بہت سی
چیزین ایسی موجود ہون جن سے اس کام مین قدم رکھنا لائق نہین ہے جیسے کافرون نے امر حق سے نفرت کی اور یہ ثابت ہوگیا کہ کافرون نے
جو طریقہ اختیار کیا ہے یہ محض جہالت اور حماقت ہے تو اُسوقت اُنکو نفسانیت نے گھیرا تو خواہ مخواہ تکبر سے اور نفرت سے مغلوب ہو کر انھون نے اپنی
حماقت و جہالت مین لجاجت اختیار کی یعنے خواہ مخواہ اسی پر اڑے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اُنکو راہ راست دکھلائی بقولہ تعالیٰ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ
مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ بھلا جو شخص منھ کے بل اوندھا چلے وہ ٹھیک
چال پر ہے یا وہ شخص جو ٹھیک اعتدال کے ساتھ سیدھی راہ پر چلے **ف** یہ مومن اور کافر کی مثال ہے کہ کافر اوندھے منھ پستی مین جہنم کو جاتا ہے
اور مومن سیدھی چال سے سیدھی راہ جنت کو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بطور مثال کے روایت ہے کہ اوندھے منھ چلنے والا ابوجہل ہے
اور معتدل صراط مستقیم پر چلنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور بعض نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور بعض نے کہا کہ حمزہ اور بعض نے کہا کہ عمار بن
یاسر رضی اللہ عنہم اور بعض نے کہا کہ یہ مثال ہر کافر و مومن کے حق مین عام ہے (السراج) اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے مومن اور
کافر کے لیے بیان فرمائی ہے چنانچہ کافر اپنے اعتقاد اور دین مین اوندھی چال چلتا ہے نہین جانتا کہ کہان جاتا ہے اور کیونکر جاتا ہے [illegible]

Marfat.com

جانور حیران پھرتا ہی تو کافر بھی اسکو سمجھ سکتا ہی کہ اگرچہ اپنے آپکو راہ راست پر بھی سمجھے تو بھی ظاہر ہی کہ اسکی بہ نسبت مومن جو راہ توحید پر مستقیم ہی زیادہ ہدایت پر ہی۔ یعنے اس سے بڑھکر ہدایت پر ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ کافر ہدایت پر ہوتا ہی بلکہ کافر اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہی تو اُسکو سمجھایا کہ باوجود اسکے مومن کی رفتار تجھسے بڑھکر راست ہی اور جب یہ معلوم ہوا تو ایمان ہی کی راہ اختیار کرنا واجب ہی اور یہ دنیا مین انکی مثال ہی اور آخرت مین بھی اسیطرح ہونگے چنانچہ جب قیامت کے روز حشر ہوگا تو مؤمن سیدھا صراط المستقیم پہ چلیگا اور یہ راہ جنت تک پہونچی ہی اور کافر کا یہ حال ہوگا کہ وہ جب حشر کیا جائیگا تو اوندھا ہوگا یعنے سر کے بل چلیگا اور ٹانگین اوپر ہونگی چنانچہ آیت قرآن مین صریح منصوص ہی اور امام احمد نے حدیث انس بن مالک رضی سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ منھ کے بل کیونکر حشر کیے جاوینگے (منھ کے بل کیونکر چل سکین گے) آپ نے فرمایا کہ جسنے انکو پاؤن پاؤن چلایا وہی قادر ہی کہ انکو منھ کے بل چلاوے یہ حدیث صحیحین مین موجود ہی مترجم کہتا ہی کہ اسمین یہ بھی زائد ہی کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ وہ لوگ ہر اونچا نیچا اور کھوبڑ کانٹا تم سے زیادہ بچاتے چلینگے مترجم کہتا ہی کہ گویا انسان کے لیے اصل یہ تھی کہ دنیا پر لات مارے اور عالم جنت کی جانب ترقی کرے اور ان لوگون نے برعکس کیا اور اوندھے منھ دنیا پر متوجہ ہوئے تو امتحان کے وقت تک ظہور نہوا جب تک دنیا مین زندہ رہے اس لیے کہ آخر وقت تک توبہ کی امید ہی اور جب ہر کام کی سزا ظاہر ہونے کا وقت آیا تو جو کچھ کمایا تھا وہ سامنے آیا۔ قولہ تعالیٰ۔ قُلۡ هُوَ الَّذِيٓ أَنشَأَكُمۡ وَجَعَلَ لَكُمُ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡأَبۡصَٰرَ وَٱلۡأَفۡـِٔدَةَۖ قَلِيلٗا مَّا تَشۡكُرُونَ۔ کہدے کہ اللہ تعالیٰ وہی ہی جس نے تم کو پیدا کر دیا اور تمھارے واسطے کان و آنکھ و دل بنائے تم بہت کم شکر کرتے ہو ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ کفار کو یہ جواب دیدے کہ تم دوبارہ آخرت مین پیدا کیے جانے سے کیا انکار کرتے ہو وہی اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہی جس نے تم کو اول مرتبہ کتم عدم سے موجود کیا جب تم کچھ نہ تھے اور اب اسکی وحدانیت سے انکار کرتے ہو حالانکہ اسی نے تم کو کان و آنکھین دین کہ اسکے آثار قدرت دیکھو اور اسکی آیات عظمت سنو اور دل دیا کہ حواس وعقل سے اُسکو پہچانو تم یہ شکر چھوڑکر کفر کرتے ہو۔ اگر کہا جاوے کہ کیا کچھ قلیل شکر کرتے ہین (جواب) یہ حسن محاورہ ہی کیونکہ کفار دعوی کرتے تھے کہ ہم اپنے رب تعالیٰ کے اچھے بندے ہین اقول اور کفار مشیت مین امر مقدر کے تابع ہین اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ (والافئدۃ) یعنے حواس سے ادراک کرنا اور عقل سے جاننا قلیلا ما تشکرون۔ یعنے بہت کم تم لوگ ان قوتون اور نعمتون کو اللہ تعالیٰ کی بندگی مین لگاتے ہو کہ احکام الٰہی بجالاؤ اور ممنوعات سے پرہیز کرو۔ قُلۡ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمۡ فِي الۡأَرۡضِ۔ کہدے کہ وہی ہی جس نے تمکو بناکر چھٹکا دیا زمین مین ف تمام روے زمین پر پھیلے ہو اور ہر ایک کی زبان جدا ہی رنگ جدا ہی ناک نقشہ جدا ہی طرز و انداز جدا ہے وَإِلَيۡهِ تُحۡشَرُونَ۔ اور اسی کی طرف تم لوگ حشر کیے جاؤگے ف اور متفرق ہونے کے بعد جمع کیے جاؤگے جیسے تمکو چھٹکا یا تھا اسیطرح تمکو سمیٹ کے یکجا فرماویگا اور جسطرح تم کو اول مرتبہ عدم سے موجود کیا تھا اب دوبارہ زندہ اُٹھا دیگا (ابن کثیر) حیوانات کی پیدایش کا جدا طریقہ رکھا ہی اور نباتات وجمادات کا جدا طریقہ ہی۔ نباتات کو دیکھو کہ پر پٹ میدان مین سوس ریگستان مین گھاس جمتی ہی اور آخر خشک ہوکر بالکل معدوم ہوجاتی ہی کہین نشان نہین نظر آتا اور پانی پڑتے ہی یہ تختہ سرسبز ہوجاتا ہی۔ پتھر چٹہ ایک مشہور گھاس ہی جسکے سیاہ بیج پڑے ہوتے ہین اگر شدت گرمی مین یہ خاک چھانی جاوے تو ایک بیج نہین ہوتا اور پانی برستے ہی ریگ کے نیچے سے سر نکالتا ہی اور اسمین اور جاندار مین کچھ فرق نہین ہی سوائے اسکے کہ جاندار کے لیے وقت معہود ہی اور جانورون سے بھی عدل کا حساب ہوگا حتی کہ سینگون والی بکری سے بے سینگون والی کا عوض لیا جائیگا اور حدیث سے ثابت ہی کہ جسنے زکوۃ نہین دی تو اگر اونٹ رکھتا تھا تو وہ نہایت قوی اور زبردست صورت مین اُسکو کاٹیگا اور روندیگا علی ہذا القیاس دوسرے جانورونکا بیان بھی ہی تو بہت سے جانور اسلیے پیدا ہونگے کہ آدمیونکو عذاب کیا جاوے اور حدیث مین ہی کہ کل موذ فی النار۔ ہر ایک موذی جہنم مین ہی بعض نے کہا کہ یہ معنے ہین کہ جو ناحق ایذا دینے والا ہو وہ جہنم مین جاویگا اور بعض نے کہا کہ یہ معنے ہین کہ جو جانور ایذا دینے والے ہین وہ جہنم مین موجود ہونگے جیسے سانپ بچھو وغیرہ ہوتے ہین

Marfat.com

تم کو ۔۔ السیوطی فی البدور السافرہ الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ کافرون سے فرما وے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی
تمکو عدم سے وجود مین پیدا کیا اور تمکو آنکھ کان دل دیے یعنے تاکہ اسکو پہچانو مگر تم بہت کم شکر کرتے ہو اور بھٹکتے پھرتے ہو اور اسی نے تمکو
ان عجائب اطوار مین پیدا کر کے روے زمین پر چھٹکایا کہ خود اسکی قدرت کا نمونہ ہوجاؤ اور حسن عبودیت سے بسر کرو تاکہ اسکی طرف حشر کیے
جاؤگے تو درجۂ کرامت پاؤ۔ ابن عباسؓ سے مرفوع روایت ہو کہ جس شخص کی داڑھ دکھتی ہو وہ داڑھ پر اپنی انگلی رکھکر یہ آیت پڑھے
ہوالذی انشاکم تا قولہ تشکرون۔ (رواہ الخطیب و ابن النجار) اور دوسری روایت مین مرفوع ہو کہ جسکی داڑھ مین درد ہو وہ اپنی انگلی
اس داڑھ پر رکھکر یہ دو آیتین سات بار پڑھے ایک قولہ تعالیٰ ہوالذی انشاکم من نفس واحدۃ فمستقر ومستودع تا قولہ تعالیٰ یفقھون۔ اور دوم
قولہ تعالیٰ وہوالذی انشاکم وجعل لکم تا قولہ تشکرون۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے داڑھ اچھی ہوجائیگی اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہی
تو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ کفار دنیاے ناپائدار مین اپنی چند روزہ عمر کو بھی دراز سمجھکر عذاب جلدی مانگتے ہین۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا
الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ اور کہتے رہتے ہین کہ یہ وعدہ کب آویگا اگر تم سچے ہو ف یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
مومنون سے اپنے مسخرے پن سے کہتے ہین کہ جس وعدے سے یعنے حشر و قیامت وجہنم سے کفار کو ڈراتے ہو اگر سچے ہو تو بتلاؤ یہ وعدہ
کس مہینے مین آویگا یعنے اُسکا ٹھیک وقت بتاؤ تاکہ ہم آزمایش کرین اگر سچ ہوگا تو اُس وقت تمھاری بات مانین گے یعنے یہ بالکل
جھوٹ ہی۔ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ۔ تو کہدے کہ اسکا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہی اور مین تو فقط صاف
صاف ڈر سنانیوالا ہون ف یعنے قیامت واقع ہونیکا ٹھیک وقت سواے اللہ تعالیٰ کے کسیکو نہین معلوم ہی مثل قولہ تعالیٰ انما علمہا عند ربی
فی کتاب۔ قیامت کا علم تو میرے رب ہی کے پاس لوح محفوظ مین ہی اُسمین بھول بھٹک نہین ہوسکتی ہے ۔ھ۔ وقولہ تعالیٰ لایجلیہا لوقتہا الا
ہو ثقلت فی السموات الخ یعنے قیامت کے وقت کو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اُسیکا آنا آسمانیو پر بھاری ہی تمپر جب آویگی اچانک ہی
آویگی ۔ھ۔ اور مین تو تمکو اس ہولناک عذاب سے صاف صاف ڈرانے والا ہون جو عاقل ہی وہ اس سے خوفناک ہی چاہے جب آوے اس آیت
مین کافرون کا یہ جواب ہی کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے یہ خطاب کیون کرتے ہو۔ اب رہا یہ کہ کافرون نے تمسخر کیا تھا کہ
ہم دیکھکر ایمان لاوینگے تو اُسکا جواب فرمایا کہ اُسوقت اپنے سر پر ہاتھ رکھکے ہمیشہ کے واسطے رویا کروگے وہ ایمان لانیکا وقت نہین ہی
فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَدَّعُونَ۔
پھر جب کافرون نے اُسکو دیکھ لیا سامنے ملا ہوا تو سیاہ پڑجائینگے اُن لوگون کے مُنھ جنھون نے کفر کیا تھا اور کہا جائیگا کہ یہ ہے
وہ چیز جسکو تم مانگتے تھے ف زلفہ نزدیکی کو کہتے ہین اور حسن بصری رحؒ نے کہا کہ سامنے دیکھین گے۔ پھر اکثر مفسرین کے نزدیک
اس سے عذاب آخرت مراد ہی کہ اُسکو دیکھتے ہی ہر کافر کو یقین ہوجائیگا کہ جو کچھ رسول اللہ بیان کرتے تھے سب سچ تھا اور بیشک یہ نہایت
سخت خواری کا دن پیش آیا اور ہرچند اُن کو صاف معلوم ہوجائیگا کہ یہ وہی دن ہے لیکن اُن کے خوار کرنے کو اور مسخرہ بنائے
جانے کو ملائکہ کہین گے کہ یہ وہی دن ہے جسکو دنیا مین جلدی مانگتے تھے۔ ہر آنے والا وقت نزدیک ہی اور ہر لاعلاج سے عاقل
خوف کرتا ہے اور احتیاط کرنا عقل ہی واللہ تعالیٰ الہادی

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَن مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَن يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝
تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر کھپا دے مجکو اللہ اور میرے ساتھ والون کو یا ہمپر مہر کرے پھر وہ کون ہی جو بچائے منکرونکو دکھ کی مار سے
قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝
تو کہہ وہی رحمن ہی ہمنے اُسکو مانا اور اُسی پر بھروسہ کیا سو اب جان لوگے کون پڑا ہے صریح بہکاوے میں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝ ع ۲ / ۱۶

تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو رہے صبح کو پانی تمہارا خشک پھر کون ہے جو لادے تمکو پانی نتھرا

کفار کہا کرتے تھے کہ ہم اس شخص کی موت کا انتظار کرتے ہین تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ کہدے کہ تم مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھکو اور میرے ساتھیون کو ہلاک کرے یا ہمپر رحم کرے تو کافرون کو عذاب الیم سے کون بچاویگا **ف** یعنے عذاب جہنم تو کفر کی سزا ہی تو وہ کافرون کے واسطے قطعی لازم ہی اس دن احمق کافرون سے کہدے کہ میری موت سے تم لوگ کیونکر بچو گے بلکہ اگر مجکو اور میرے ساتھی مومنونکو سب کو اللہ تعالیٰ موت دے تو اس سے کافرون کو کیونکر نجات ہوسکتی ہی اسیطرح اگر اللہ تعالیٰ ہمپر رحم فرماوے کہ کافرونپر ہمکو فتح ونصرت دے اور اسلام کو غالب کرے اور ہر برائی سے ہم کو بچاوے جسطرح ہم اپنے رب عزوجل سے امیدوار ہین تو بھی کافرون کو عذاب جہنم سے کون بچاویگا۔ حاصل یہ کہ کفار کو چاہیے کہ جس خوفناک عذاب سے انکو ڈرایا گیا ہی اُس سے بچنے کی فکر کرین اور دوسرون کے نفع وضرر سے ان کی نجات نہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومومنین بندونپر رحم فرمانے والا ہی لہذا حکم دیا بقولہ تعالیٰ۔ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا کہدے کہ وہی اللہ الرحمٰن ہی ہم اسپر ایمان لائے اور اُسی پر ہم نے توکل کیا **ف** الرحمٰن کی شان سے رحمت ہی اور مین اور میرے ساتھی جو اسپر ایمان لائے ہین تو اُسکی رحمت ہم پر ظاہر ہوگی اور ہم نے اُسی پر بھروسہ کیا وہی ہماری کارسازی فرماویگا اور وہی سب قدرت والا ہی بخلاف کافرون کے کہ یہ ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہین اور پتھرون وبتون وغیرہ سے بھلائی مانگتے ہین جو اُنکی طرح مخلوق ومجبور ہین فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ اب وقت نزدیک ہی کہ تم لوگ جان جاؤگے کہ کون شخص صریح گمراہی مین پڑا تھا **ف** کیونکہ دنیا میں ہر شخص کے واسطے فقط اُسکی اجل تک ہی تو مرتے ہی کافر عذاب دیکھکر یقین جان جائیگا کہ وہ سخت گمراہی مین پڑا رہا اور جن مخلوقات کو بھلائی اور برائی سمجھتا تھا وہ باطل خیال تھا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مین کچھ قدرت نہین ہی قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔ کہدے کہ مجھے بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی دور زمین مین چھپ جاوے تو کون شخص تمکو آب جاری لادے **ف** ماء معین بعض نے کہا کہ آب شیرین بعض نے کہا یعنے آب چشمہ جو زمزم کی طرح جوش مارتا ہی اور کبھی نہین ٹوٹتا ابن عباس نے کہا معین جو عین یعنے آنکھ سے نظر آتا ہو۔ **اقول** اس سے معلوم ہوا کہ (غور) سے یہ مراد کہ آنکھون سے پوشیدہ ہوجاوے اور اس آیت مین عموماً سب کے لیے نصیحت ہی اور خصوصاً کفار مکہ کی حالت سے عجیب قدرت کا اظہار ہی کہ وہان چاہ زمزم زمانہ دراز سے ایک کنوان چشمہ دار ہی جو اس ریگستانی ملک مین خوشگوار پانی کے ساتھ اس جوش سے جاری ہی کہ لاکھون ڈول کھینچے جاتے ہین اور وہ کفایت کرتا ہی اور اگر اسکا پانی غائب ہو کہ آنکھ سے نظر نہ آوے تو اُن لوگون کی جان پر نوبت آوے ولیکن اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہی نقل ہی کہ ایک بادشاہ سرکش ظالم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو کہنے لگا کہ ہمارے بیلچہ وکدالین اسکو کھود نکالین۔ اِس خبیث نے ادھر زبان سے یہ کلمہ نکالا اُدھر اسکی آنکھ کا پانی کم ہوگیا اور وہ اندھا ہوگیا نعوذ باللہ من ذلک **مسئلہ** حدیث سے ثابت ہی کہ جب یہ آیت پڑھی جاوے توکہا جاوے (اللہ رب العالمین) یعنے کہ اِس پانی کو اللہ تعالیٰ ہی لاسکتا ہی جو تمام عالمین کی پرورش فرماتا ہی ابن عباسؓ نے کہا کہ آیت کے یہ معنی ہین کہ اگر پانی زمین کے پردہ مین نظر سے چھپ جاوے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مین یہ قدرت نہین کہ تمکو پانی دے اور جب تمام مخلوق کی عاجزی معلوم ہی تو شرک مت کرو اور جب اللہ تعالیٰ کی سب قدرت معلوم ہی تو انکار نہ کرو کہ وہ تمکو دوبارہ پیدا فرماویگا **ف ۲** اشارات عرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ تبارک الذی بیدہ الملک الآیہ۔ اس آیت مین اللہ تعالیٰ کی تقدیس ہی کہ کوئی اسکی ذات وصفات کو ادراک نہین کرسکتا اور تمام مخلوقات اس کے قبضے مین مسخر ہین اور آیت مین فعل سے ظہور صفت ہی اور التباس کے اسرار ہین اور وہ پاک ہی کہ کوئی چیز اسکی شبیہ ہو اور نہ کوئی ضد ہے

Marfat.com

شیخ سہل رح نے کہا کہ تبارک الذی بزرگ برتر ہو وہ پاک ہر شبیہ وضد وفرزند وغیرہ سے اسی کے قبضے مین سلطنت ہو جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہو اقول تصرف کا ظہور ان مخلوقات کے ہاتھون ہوتا ہو اور یہی التباس وامتحان ہو مجسے بعض لوگون نے نقل کیا کہ مولانا شاہ عبد الرحمٰن لکھنوی مصنف کلمۃ الحق اپنی مسجد مین ایک شخص کے ساتھ بیٹھے تھے ناگاہ فرمایا کہ ای شخص اس حجرے مین گھسکر دروازہ بند کر لے لدی کرا سنے متحیر ہوکر یہی کیا ناگاہ سات حبشیون نے آکر مولوی صاحب کو بندوقون سے گولیان مارین لیکن گولیان آپ کے کرتے پر لگکر گر گئین حبشیون نے خوفناک ہوکر آغا میر سے کہا جسنے انکو بھیجا تھا ناگاہ اسی وقت شاہی حکم ہوا کہ آغا میر کا سر لاؤ وہ وہان سے بھاگ کر مولوی صاحب کی خدمت مین آیا کہ میری خطا معاف ہو فرمایا کہ کیا چاہتا ہو اسنے عرض کیا کہ یہانسے سلامت نکل جاؤن فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے سلامت نکالے راہ مین حکم پہونچا کہ اُس نمک حرام کو شہر بدر کرو واللہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ ابن العربی رح نے لکھا کہ ملک عالم اجسام کا نام ہو اور ملکوت عالم نفوس ہو اور یہان تبارک الذی بیدہ الملک ہو اور دوسری جگہ سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئ۔ واقع ہوا ہو پس عالم ملک مین اپنی مشیت سے تصرف کرنیکو تبارک کہا یعنے نہایت عظمت وانتہاے علو کے ساتھ وصف فرمایا اور عالم ملکوت مین تصرف کو تسبیح سے تعبیر فرمایا کیونکہ ارواح ونفوس کے واسطے تسبیح مناسب ہو اور اجسام کیواسطے نہایت عظمت وعلوے منزلت مناسب ہو پس معنے تبارک الذی الخ یہ کہ نہایت اعظم وعالی متعالی ہو وہ پاک جو اپنی قدرت سے عالم ملک مین تصرف فرماتا ہو سواے اسکے کوئی تصرف کرنے والا نہین ہو اور عالم اجسام مین جو کچھ پایا جاتا ہو یا فوت ہوتا ہو اُسی کے قبضۂ قدرت سے تصرف ہو کسی غیر کا کچھ دخل نہین اگرچہ التباس سے جاہل کفار نہین سمجھتے ہین قولہ الذی خلق الموت والحیات۔ یعنے وہ تمام ممکنات پر قادر ہو مترجم کہتا ہو کہ مجھے ہمیشہ یہ اعتراض رہا کہ شیخ جلال سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ مفسرین نے علی کل شئ قدیر۔ مین ہر شئ کو فقط ممکنات کے ساتھ خاص کیا اور وجود کے واسطے مشیت کی شرط لگائی ہو مجھے باریک دغدغہ ہوا کہ یہ خیال اسوقت تمام ہو کہ ضمناً ماہیت قدرت جاننے کا دعویٰ ہو اور اگر کہا جاوے کہ ہماری عقل مین نہین آتا کہ محالات پر کیونکر قدرت ہوگی تو جواب اسیقدر کافی ہو کہ عقل مذکور کو اسقدر رت نے پیدا کر دیا ہو اور عقل کو یہ طاقت نہین کہ جمیع موجودات کے باہمی منافع وتعلقات خیال کر سکے تو قدرت کو کہان سے سمجھ سکتی ہو جبکہ قدرت کے پیدا کی ہوئی چیزون کو نہین سمجھ سکتی ہو یہ اعتراض مین نے شیخ یعقوب رح کے رسالہ عقائد مین بھی پایا فللہ الحمد والمنۃ۔ شیخ رح نے کہا کہ موت وحیات دونون مین ایک قسم کی ہستی موجود ہو کیونکہ موت وحیات مین عدم وملکہ کی نسبت ہو۔ کیونکہ حیات یہ کہ حواس سے ادراک کر سکے اور ارادہ سے حرکت کرے اگرچہ سانس لینے کی طرح ہو اور موت اسکا عدم ہو مگر اسطرح کہ اسکی شان سے یہ بات ہو اور قاعدہ معلوم ہو کہ عدم ملکہ مین محض عدم نہین ہوتا ہو بلکہ اسمین ایک طرح کی ہستی بھی ہوتی ہو اگر یہ نہوتا تو موت کے لیے ایسی چیز کی ضرورت نہوتی جسمین حیات ہو یعنے موت تو ایسی ہی چیز پر وارد ہوتی ہو جو زندہ ہو اسلیے دونون چیزون کو پیدا کرنا فرمایا۔ اور انکے پیدا کرنے سے یہ غرض ہو کہ آدمی کا امتحان نیک کام سے لیا جاوے اور اسی علم پر جزا وسزا رکھی گئی ہے اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم غیب مین ہر ایک کا حال مضمر تھا پس حیات سے آدمی ہر عمل کرتا ہو اور موت کے خوف سے نیک عمل کرتا ہو اور موت کے بعد عمل کے آثار ظاہر ہوتے ہین اور حیات سے اصل عمل ہوتا ہو اور اسی سے لوگون کے درجات مین تفاوت ظاہر ہوگا اور عالم ملک مین موت اصل ہو اور حیات صرف روح کے آنے سے عارضی ہو۔ قولہ خلق سبع سموات طباقا۔ عالم الملک مین آسمان سب سے اعلیٰ ہین اس سے بڑھکر کوئی چیز نظر نہین آتی ہو اور انکی پیدایش اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمائی اور بصفت الرحمٰن نام لیا یعنے یہ خلق الرحمٰن ہو اسلیے کہ انھین سے تمام ظاہری نعمتون کی ابتدا ہو اور انکی ذات مین تفاوت نہین ہو کیونکہ یہ اجسام بسیط ہین اور مستدیر مطابق عمدہ انتظام ومناسبت تمام کے ہین لہذا انمین تفاوت نہین ہو اور فطور کے معنے شگاف ہین اور فطور اسوجہ سے نہین کہ آسمانون مین شگاف ہونا وِل جانا ممتنع ہو مترجم کہتا ہو کہ یہی فلاسفہ کا قول ہو کہ آسمان کے جرم مین خرق والتیام ممتنع ہو اور بعض علماء نے کہا کہ خرق و التیام محال ہونیکا کلام فلاسفہ لئام کا قول ہو اسکو خطیب رح نے ذکر کیا ہو قولہ لقد زینا السماء الدنیا الآیہ۔ یہ قول معروف ہو کہ انسان عالم صغیر ہو

Marfat.com

اسمین نمونہ موجود ہی توشیخ رحؒ نے آسمان سے عقل انسانی کا اشارہ لیا اور مصابیح سے حجج وبینات لیے اور شیاطین وہم وخیال لیے عذاب سعیر حجاب لیا کہ وہ طبیعت وشہوات مین محجوب ہو قولہ ملائکہ غلاظ الخ اسمین ایک نکتہ یہ ہی کہ ملائکہ نورانی مجرد اور رب عز وجل کی وحدانیت سے عارف ہین تو ضرور ان کو اپنے اضداد ومخالفین پر غیظ وغضب ہوگا کیونکہ کفار ظلمانی مادی اور کافر ہین قولہ ہو جند لکم الخ ہر ایک چیز جس سے آدمی استعانت لینے مین تاثیر سمجھتا ہی بالکل غفلت ہی اگر اللہ تعالیٰ پیدا نکرے توان چیزون سے کچھ نہین ہوسکتا ہی قولہ مکبا علے وجہہ الخ کفار کی توجہ پستی کی جانب تھی اور انکا قلب اس دنیاے ملعونہ سے اور زمین کی چیزون سے لبستہ تھا کیونکہ سونا وچاندی وغیرہ اسی خاک سے نکلتے ہین اور کفار کے قلوب انھین چیزون پر جان دیتے ہین تو فی الحقیقت کافرون کی دلی حالت اوندھی ہوتی ہے اور بعد موت کے اسکا ظہور ہوگا تو اوندھے حشر کیے جاوینگے برخلاف کفار کے جو کوئی صراط مستقیم پر ہی واستقامت پر ستوی ہے اور ابھی اسکی کنہ حقیقت ظاہر نہین ہوتی ولیکن بعد موت کے ظاہر ہوگی قولہ قل ہو الذی انشاکم الآیہ اسمین توحید افعال کا اشارہ ہی یعنے افعال کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور تبارک الذی بیدہ الملک کی تفسیر ہے لہذا اسی پر مؤمنین کا توکل ہی (ابن العربی ملخصا)

سُوۡرَةُ الۡقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثۡنَتَانِ وَخَمۡسُوۡنَ اٰيَةً

اس سورہ کا نام سورۃ ن بھی ہی حسن بصری وعکرمہ وعطا وجابر بن زید نے کہا کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور ماوردی رح نے لکھا کہ ابن عباس رض وقتادہ رح نے کہا کہ یہ سورہ اول سے قولہ تعالیٰ سنسمہ علی الخرطوم۔ تک مکیہ ہے اور اس کے بعد سے۔ اکبر لو کانوا یعلمون۔ تک مدینہ ہی اور اس کے بعد سے۔ فہم یکتبون تک مکیہ ہے اور اس کے بعد سے۔ من الصالحین۔ تک مدینہ ہی اور اس کے بعد سے آخر تک مکیہ ہی (خطیب) اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جب کسی سورہ کا اول حصہ مکہ مین نازل ہوتا تو وہ سورہ مکیہ لکھا جاتا تھا پھر اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا اس مین زیادہ فرماتا تھا اور اول جو سورہ قرآن مین سے نازل ہوا۔ اقرأ باسم ربک۔ ہی پھر سورۂ (ن) ہی پھر المزمل ہی پھر المدثر ہی (سیوطی) اور اس روایت مین صحیح بخاری کی روایت سے مخالفت ظاہر ہوتی ہے یعنے اقرأ مین سے اول حصہ نازل ہونے کے بعد وحی ملتوی رہی پھر المدثر کا شروع نازل ہوا واللہ تعالیٰ اعلم اور امام المؤمنین عائشہ وابن عباس سے روایت ہی کہ سورۂ (ن) کا نزول مکہ مین ہوا ہے **اقول** اگر ماوردی کی روایت صحیح ہو تو معنے یہ کہ سورۂ ن کا نزول مکہ سے شروع ہوا ہے۔ یہان یہ بات جاننا ضرور ہی کہ ماوردی رح کی روایت مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین تشریف رکھتے تھے سوقت اس سورہ مین سے اول سے علی الخرطوم تک اور لو کانوا یعلمون کے بعد سے فہم یکتبون تک اور من الصالحین کے بعد سے آخر تک مکے مین نازل ہوا تھا پھر ہجرت کے بعد مدینے مین یہ آیات نازل ہوئین جنکو مدینہ کہا ہے۔ احتمال دوم یہ کہ نزول کی ترتیب بھی اسی طرح ہو یعنے اول سے علی الخرطوم تک مکے مین نازل ہوا تھا پھر ہجرت کے بعد اس کے بعد سے لو کانوا یعلمون تک نزول ہوا پھر جب آپ قضاے عمرہ یا حجۃ الوداع کے واسطے مکے مین گئے تو اس مین سے آیات نازل ہوئین علی ہذا القیاس اور اس صورت مین یہ مشہور اصطلاح پر نہین ہے کیونکہ مشہور اصطلاح یہ ہے کہ ہجرت کے بعد جو کچھ نازل ہوا اگرچہ مکے مین نازل ہوا ہو سب مدینہ ہے فافہم۔ اس سورۂ مبارک مین باون آیات ہین اور تین سو کلمات ہین اور ایک ہزار دو سو چھپن (۱۲۵۶) حروف ہین۔ کذا فی السراج۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہین تو نہین اپنے رب کے فضل سے دیوانہ اور تجھکو

لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۝

نیگ ہے بے انتہا اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر سو اب تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لینگے

بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝

کون ہے تم مین کہ بچل رہا ہے تیرا رب وہی بہتر جانے جو بھکا اسکی راہ سے اور وہی بہتر جانتا ہے راہ پانے والون کو

بِسْمِ اللّٰهِ۔ شروع ہے اللہ تعالیٰ کے نام سے ف جو تمام مخلوقات کو محیط ہے یعنے ہر چیز کو جانتا ہے اور ہر چیز کا وجود اسی کے قبضۂ قدرت مین ہے وہی الحیّ القیوم ہے الرَّحْمٰنِ اُسی کی رحمت سے عموماً سب کو نعمت ایجاد ملی ہے اور دنیا مین سب مومن و کافر کو اس وار دنیا سے انتفاع کا اختیار ملا ہے اگر ایمان کے ساتھ یہ انتفاع لیگا تو اس فناگاہ سے جاکر دار کرامت جنت مین جگہ پاویگا اور اگر کفر کے ساتھ نفع اُٹھاویگا تو یہان سے جاکر دار اہانت جہنم مین ڈالا جاویگا۔ الرَّحِیْمِ۔ کمال رحمت خاصہ سے مومنون کو آخرت مین سرفراز فرماوے گا اور اس تمام رحمت کا کبھی انقطاع نہوگا اور کبھی کسی حد پر اسکی انتہا نہین ہے بلکہ ہر روز طرح طرح کی اعلیٰ نعمتون سے ترقی ابد الآباد تک چلی جاویگی۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔ نٓ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہین ف نٓ کی تفسیر مین روایات مختلف ہین بعض نے کہا کہ (ن) کا مسمی حرف مراد ہے اسی لیے اسپر وقف ہے بعض نے کہا کہ (ن) اسم ناصر اور الرحمن سے لیا گیا یعنے اللہ تعالیٰ مومنین کا ناصر ہے اور بعض نے کہا کہ۔ ن۔ النون یعنے مچھلی کے معنے ہین اور یہ ایک خاص مچھلی ہے جسکا ذکر آتا ہے اور کلبی و مقاتل و حسن بصری سے روایت کیا جاتا ہے کہ اسکا نام (بھموت) ہے اور واقدی نے کہا کہ (لیونا) نام ہے اور کعب سے روایت ہے کہ (لوثا) نام ہے اور بعض سلف سے روایت کی گئی کہ (تلهوت) نام ہے فتح البیان مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضی نے کہا کہ۔ ن۔ دوات ہے (رواہ ابن المنذر وعبد بن حمید) اور ابن مردویہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ ن۔ وہ مچھلی ہے جسپر سب زمینین ٹھہری ہین مجاہد و سدی و مقاتل نے کہا کہ۔ ن۔ وہ مچھلی جو زمین کو اُٹھائے ہے اور یہی قول مرہ ہمدانی و عطاء خراسانی و کلبی رح کا ہے ابن زید نے کہا کہ یہ ایک قسم ہے ابن کیسان رح نے کہا کہ یہ سورہ کا شروع کلام ہے۔ عطا و ابو العالیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک الناصر اور النصیر سے۔ ن۔ ہے محمد بن کعب رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون کی نصرت فرمانے کی قسم کھائی ہے بعض نے کہا کہ اس سورہ کا نام ہے شیخ جلال الدین محلی رح نے یہ قول پسند کیا کہ یہ حروف ہجا مین سے ایک حرف ہے شیخ نسفی رح نے مدارک مین کہا کہ ظاہر یہ کہ حرف ن۔ مراد ہے رہا یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ حسن بصری نے کہا کہ۔ ن۔ دوات ہے اور ابن عباس رض نے کہا کہ وہ ایک مچھلی ہے جسپر زمین کو قرار ہے تو یہ اقوال مشکل ہین سمجھ مین نہین آتے ہین خواہ۔ ن۔ النون مچھلی کا اسم جنس ہو یا خاص ایک مچھلی کا نام دونون طرح اشکال ہے اور وقف دلیل ہے کہ مراد حرف ن۔ ہے (انتہی) شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ سورۂ بقرہ کے شروع مین الٓمٓ مین حروف ہجا کا ذکر ہو چکا ہے اور نٓ جیسے صٓ قٓ وغیرہ مین اور مفصل کلام وہان ہو چکا ہے اور بعض نے کہا کہ۔ ن۔ بہت بڑی مچھلی ہے جو عظیم سمندر مین ہے اور ساتون زمینون کو اپنی پشت پر اُٹھائے ہے قال ابن جریر حدثنا ابن بشار حدثنا یحیی (بن سعید القطان) حدثنا سفیان (هو الثوری) حدثنا سلیمان (هو الاعمش) عن ابی ظبیان عن ابن عباس رض قال اول ما خلق ابن جریر رح نے اس اسناد کے ساتھ بطریق اعمش رح روایت کی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ قلم

Marfat.com

عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد فرمایا کہ قدر لکھ پس قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب اُسنے لکھنا شروع کیا یعنے قلم جاری ہوا اور جو کچھ مقدر
تھا سب لکھ گیا پھر اللہ تعالیٰ اُسنے (نون) کو پیدا کیا یعنی مچھلی پیدا کی اور پانی کا بخار اُٹھایا اور اس سے آسمان پیدا کیا اور مچھلی کی پشت پر
زمین بچھائی پھر مچھلی نے جنبش کی اور پھڑکی تو زمین کو بھی ہالہ ڈولا ہوا پس اللہ تعالیٰ نے پہاڑون سے اسکو جمایا اب وہ زمین پر فخر کرتے
ہین۔ شعبہ رح نے اعمش سے اس حدیث کو روایت کیا اور آخر مین زیادہ ہی کہ پھر ابن عباس نے یہ آیت پڑھی۔ ن والقلم وما یسطرون رواہ
ابن ابی حاتم عن احمد بن سنان عن ابی معاویہ عن الاعمش بہ۔ اور اعمش سے شعبہ و محمد بن فضیل و وکیع و شریک و معمر نے بھی روایت
کیا ہی۔ قال ابن جریر حدثنا ابن حمید حدثنا جریر عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس رض کہا کہ میرے رب تعالیٰ نے سب سے اول قلم کو پیدا
کیا پھر فرمایا کہ لکھ اُسنے جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہی سب لکھ دیا پھر پانی پر مچھلی پیدا کی پھر اسپر زمین بچھائی مترجم کہتا ہی کہ اسناد
اول مین سب صحیحین کے راوی ہین اور احمد بن سنان ثقہ حافظ ہین اور ابو معاویہ محمد بن حازم ثقہ مشہور ہین اور ابن حمید یعنے محمد
بن حمید الرازی حافظ متوسط ہین ترمذی نے ان سے حدیث روایت کی اور باقی ثقات ہین قال الطبرانی حدثنا ابو حبیب زید بن المهدی
المروزی حدثنا سعید بن یعقوب الطالقانی حدثنا مومل بن اسمٰعیل حدثنا حماد بن زید عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا کیا اور مچھلی اور کہا کہ لکھ اُسنے کہا کہ کیا لکھون فرمایا کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہی
پھر یہ آیت پڑھی۔ ن والقلم۔ الآیہ پس نون مچھلی ہی اور قلم یہی قلم ہی (ابن کثیر) اور فتح البیان مین ہی کہ والقلم بواو قسم ہی اور قلم
سے بیان واضح حاصل ہوتا ہی تو اللہ تعالیٰ کی قسم سے اسکو فخر حاصل ہوا اور یہ ہر آسمانی و زمینی قلم کے واسطے عام فخر ہے ولیکن شیخ
جلال وغیرہ ایک جماعت اہل تفسیر نے کہا کہ قلم سے وہ قلم مراد ہی جس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ مین تقدیر لکھی ہی اور یہ قسم اسکی شرافت
وکرامت ہی۔ قتادہ رح نے کہا کہ قلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندون پر ایک نعمت ہی۔ حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ مرفوع ہم کہ اول
اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا کر کے فرمایا کہ لکھ پس وہ لکھ چلا جو ابد تک ہونے والا ہی (رواہ الترمذی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن مردویہ)
ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہی۔ ابن عباس نے کہا کہ نوشتہ ختم ہو چکا اور قلم اُٹھا لیا گیا اور عرش پانی پر تھا مترجم کہتا ہی کہ صحاح
مین یہ بات حدیث تقدیر مین مصرح ہی کہ جو ہونے والا ہی قلم لکھکر خشک ہو چکا شیخ الحافظ رح نے لکھا کہ ابن عساکر نے حدیث ابی ہریرہ رض سے
مرفوع روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز اول پیدا کی وہ قلم ہی پھر نون پیدا کی اور وہ دوات ہی پھر قلم سے فرمایا کہ لکھ اسنے عرض کیا کہ
اے میرے خالق مین کیا لکھون اس سے فرمایا کہ جو کچھ ہونے والا ہی خواہ عمل ہو یا رزق یا اثر یا اجل ہو پس قلم نے قیامت تک جو کچھ
ہونے والا ہی سب لکھا۔ یہی ہی قولہ تعالیٰ ن والقلم وما یسطرون۔ پھر قلم پر مہر کر دی گئی وہ قیامت تک نہین بولیگا پھر اللہ تعالیٰ نے عقل
پیدا کی اور فرمایا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہی کہ تجھے ایسے بندے مین کامل کرونگا جسکو مین محبوب رکھتا ہون اور ایسے بندے سے کم کرونگا
جو مجھے مبغوض ہی مجاہد نے کہا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ نون وہ مچھلی ہی جو ساتوین زمین کے نیچے ہے بغوی وغیرہ جماعت مفسرین نے لکھا ہے کہ
اس مچھلی کی پشت پر ایک عظیم پتھر ہی جسکی موٹائی اس قدر ہی کہ جس قدر تمام آسمانون و زمین کی موٹائی ہی اور اسکی پشت پر ایک
بیل ہی جسکے چالیس ہزار سینگ ہین اور اسکی پشت پر ساتون زمینین ہین واللہ تعالیٰ اعلم یہان عجیب قول وہ ہی جو بعض نے کہا کہ یہی
معنے اُس حدیث عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہین جسکو امام احمد رح نے روایت کیا کہ حدثنا اسمٰعیل ابن علیہ حدثنا حمید عن انس رضی اللہ عنہ
کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین داخل ہوے تو عبد اللہ بن سلام کو خبر پہونچی پس خدمت مین حاضر ہو کر چند باتین
دریافت کین اور عرض کیا کہ مین آپ سے ایسی باتین پوچھتا ہون کہ انکو سواے پیغمبر کے کوئی نہین جانتا ہی (یعنے پیغمبرون سے استماع ہوکر
معلوم ہو سکتا ہی) ابن سلام نے کہا کہ قیامت سے پہلے جو علامتین ہین ان مین سب سے پہلی علامت کیا ظاہر ہوگی اور اہل جنت کو

Marfat.com

سب سے پہلے کیا طعام ملیگا اور بچہ کیون باپ پر پڑتا ہی یہ تین باتین پوچھین) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابھی [illegible]
باتون سے آگاہ کیا ہی۔ ابن سلام نے کہا کہ یہ فرشتہ تو یہودیون کا دشمن ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کی پہلی [illegible]
آگ ہی جو لوگون کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگا دیگی اور اہل جنت کو جو پہلا طعام دیا جاویگا وہ ایک مچھلی کے جگر کا [illegible]
رہا بچہ تو جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر سبقت کرتا ہی تو لڑکا ہوتا ہی اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر سبقت کرتا ہی تو لڑکی ہوتی
ہی (رواہ البخاری ومسلم) مترجم کہتا ہی کہ بعض نے عجیب بات یہ کہی کہ جس مچھلی کا زائدہ جگر پہلے دیا جاویگا وہ یہی عظیم مچھلی ہی جسکا ذکر ہوا شاید اس
عالم نے اسکی بزرگی پر نظر کرکے یہ خیال ملایا ہی اور واضح ہو کہ مرد وعورت کے پانی مین سبقت ہونا اسطرح ہی کہ مثلاً عورت کا انزال سے
نطفہ بیٹھ گیا اور اسپر مرد کا انزال ہوا کہ وہ پانی عورت کے پانی پر چھا گیا تو لڑکا ہوا۔ شیخ رح نے لکھا کہ حدیث انس مین یہ سوال عبداللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ کے نام سے ہی اور حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ مین ہی کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کیے
از انجملہ یہ کہ اہل جنت جب جنت مین داخل ہونگے تو سب سے پہلے ان کے لیے کیا تحفہ طعام پیش ہوگا آپ نے فرمایا کہ جگر ماہی کا زائدہ ہی
اسنے عرض کیا کہ پھر اسکے بعد کیا طعام اول ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بیل ذبح کیا جاویگا جو جنت کے کنارے چرا
کرتا تھا اسنے پوچھا کہ اس طعام کے بعد ان کو پینے کے لیے کیا چیز ملیگی آپنے فرمایا کہ چشمہ سلسبیل سے دیا جاویگا (رواہ مسلم) شاید ان بعض نے اس
بیل سے بھی وہ مراد لیا ہو جسکا ذکر اوپر ہوا ہی کہ اسکے ہاتھ پاؤن چالیس ہزار ہین واللہ تعالیٰ اعلم۔ بعض علماء رح نے کہا کہ۔ ن۔ ایک لوح
نورانی ہی قال ابن جریر حدثنا الحسن بن شبیب المکتب حدثنا محمد بن زیاد الجزری عن فرات بن ابی الفرات عن معاویہ بن قرہ عن ابیہ مرفوعاً
فرمایا کہ۔ ن۔ لوح نور اور قلم نور ہی قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہی وہ لکھ گیا۔ یہ اسناد مرسل غریب ہی۔ ابن جریج رح نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی
کہ قلم نور کا طول سو برس کی راہ ہی بعض نے کہا کہ۔ ن۔ دوات ہی قال ابن جریر حدثنا عبدالاعلیٰ حدثنا ابو ثور عن معمر قال لہ معمر رح نے کہا کہ
حسن بصری وقتادہ کہتے تھے کہ۔ ن۔ دوات ہی۔ اس معنے مین ابن ابی حاتم نے ایک حدیث مرفوع محض منفرد غریب حدیث ابو ہریرہ رض سے
مرفوع روایت کی ہی اور ابن جریر رح نے کہا کہ حدثنا ابن حمید نا یعقوب نا اخی عیسی بن عبداللہ عن ثابت عن ابن عباس رض کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
نون پیدا کی اور وہ دوات ہی اور قلم پیدا کرکے فرمایا کہ لکھ اسنے عرض کیا کہ کیا لکھون حکم ہوا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہی سب لکھ خواہ وہ عمل
کرنے کے لائق ہو یا فسق وفجور ہو اور رزق لکھ خواہ حلال ہو یا حرام ہو پھر جسطرح دنیا مین واقع ہونے والا ہی اور کیونکر وہان رہیگا اور کب تک
رہیگا اور کیونکر نکلیگا سب لکھ پھر اللہ تعالیٰ نے بندونپر محافظ مقرر کیے اور نوشتہ تقدیر کے خزانچی مقرر کیے پس محافظ ہر روز خزانچیون سے اس
روز کے اعمال نقل کر لیتے ہین پھر جب عمر منقطع ہوتی ہی اور رزق نہین رہتا ہی اور اجل آجاتی ہی تو جب اس روز محافظ جاکر خزانچیون سے
اس روز کے عمل طلب کرتے ہین تو خزانچی کہتے ہین کہ تم لوگ جنکے محافظ ہو ہم ان کے لیے اب کچھ نہین پاتے ہین تو محافظ واپس ہو کر اپنے
شخص کے پاس آتے ہین دیکھتے ہین کہ وہ تو مر گئے ہین۔ ابن عباس رض نے کہا کہ تم لوگ تو قوم عرب ہو یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محافظون کے
حق مین فرمایا کہ وہ کہین گے کہ۔ انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ہم نقل لکھ لایا کرتے تھے جو تم کرتے تھے۔ تم جانتے ہو کہ نقل تو کسی اصل سے ہوا کرتی ہی
(رواہ ابن جریر بطولہ) ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ والقلم سے ظاہر یہ ہی کہ کوئی خاص قلم مراد نہین ہی بلکہ جنس مراد ہی کوئی قلم ہو جیسے قولہ تعالیٰ علم بالقلم
علم الانسان الآیہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اور قلم کی شرافت مین ہوشیار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتابت ولکھنا اپنے بندونپر نعمت
فرمائی ہی کہ اسی سے دینی علوم حاصل ہوتے ہین اسیواسطے فرمایا۔ وما یسطرون۔ ابن عباس ومجاہد وقتادہ رح نے کہا یعنے وما یکتبون
قسم اس چیز کی جو لکھتے ہین۔ ایک روایت مین کہا یعنے جو جانتے ہین مترجم کہتا ہی کہ اسیطرح نسخہ مین موجود ہی اور شاید دیکھتے ہین اصل ہی
اور سدی رح نے کہا یعنے جو کچھ ملائکہ لکھتے ہین یعنے بندونکے اعمال لکھتے ہین دیگر علماء رح نے کہا کہ قلم سے وہ خاص قلم مراد ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے [illegible]

Marfat.com

تقدیر اخلائق لکھنے کے وقت قدرت سے جاری فرمایا ہی اور یہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے واقع ہوا تھا اور اس بارہ مین احادیث وارد ہوئی ہین ابن ابی حاتم نے حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اول قلم پیدا کیا اور اُس سے فرمایا کہ لکھ اسنے عرض کیا کہ اے رب کیا لکھون ارشاد فرمایا کہ تقدیر جو ابد تک مقدر ہوئی ہی لکھ - اس حدیث کو امام احمد نے بطریق متعددہ روایت کیا اور ترمذی رح نے بعد روایت کے کہا کہ حدیث حسن صحیح غریب ہی اور ابو داؤد نے دوسرے طریق سے عبادہ رض سے روایت کیا قال ابن جریر حدثنا محمد بن عبداللہ الطوسی ثنا علی بن الحسن بن شقیق اخبرنا عبداللہ بن المبارک حدثنا رباح بن زید عن عمرو بن حبیب عن القاسم بن ابی بزہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ کان یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اول شئی خلقہ اللہ القلم فامرہ فکتب کل شئی - ابن عباس رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ قلم ہی پھر اسکو حکم دیا تو اُسنے ہر چیز لکھی (اسناد سب ثقہ ہین) اس اسناد سے یہ حدیث غریب ہی اور ائمہ علماء رح نے اسکو اس طریقے سے روایت نہین کیا ہی ابن کثیر خطیب رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ (ن) راویون نے روایت کیا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کر کے ٹھیک کیا تو اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا اُسنے اُتر کر سب زمینونکو منضبط کیا - لیکن اُسکے قدم ٹکنے کا ٹھکانا نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے جنت فردوس سے ایک بیل بھیجا جسکے چالیس ہزار سینگ اور چالیس ہزار ہاتھ پاؤن تھے اور اُسکے کوہان پر فرشتہ کا قدم ٹھہرایا پھر فرشتہ نے عذر کیا تو اللہ تعالیٰ نے فردوس سے ایک یاقوت سبز اُتارا جسکی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہی وہ اس بیل کے کوہان سے کان تک رکھا گیا اور اُسپر فرشتہ کے قدم ٹھہرے اور اس بیل کے سینگ اطراف زمین سے باہر ہین اور اُس کے نتھنے سمندر مین ہین وہ ہر روز ایک سانس لیتا ہی تو جب سانس باہر نکالتا ہی تو سمندر کو جوش ہوتا ہی اور جب اندر کی طرف سانس لیتا ہی تو پانی تہ کی طرف کھنچ جاتا ہی یعنے اسکو جوار بھاٹا کہتے ہین پھر بیل کے پاؤن کے ٹکنے کی جگہہ نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا پتھر پیدا کیا جسکی موٹائی آسمان اور زمین کے برابر ہی اسی پر بیل کے پاؤن قائم ہین اور سورۂ لقمان مین جہان لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت مین کہا - فتکن فی صخرۃ - اس سے یہی پتھر مراد ہی پھر اس پتھر کے ٹھہرنے کی جگہہ نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے سمندر مین بہت بڑی مچھلی پیدا فرمائی یہی ن - ہی اور زبان عرب مین النون مچھلی ہی تو اس مچھلی کی پیٹھ پر وہ پتھر رکھا گیا اور مچھلی کا باقی جسم خالی پڑا ہی اور مچھلی عظیم الشان سمندر پر ہی اور سمندر ہوا پر ہی اور ہوا قدرت سے قائم ہی اور یہ تمام مخلوقات حضرت خالق عزوجل کی قدرت سے دو حرف ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا - کن - ہو - پس سب موجود ہو گیا کعب احبار نے لکھا کہ ابلیس نے شرارت سے اس مچھلی کے پاس جا کر وسوسہ دلایا اور اسکا نام لوثیا ہی کہ اے لوثیا تیری پیٹھ پر زمین اور پہاڑ درخت و جانور اور آدمی بکثرت ہین اگر تو جنبش کرے تو تیری پیٹھ سے یہ بوجھ ہلکا ہو جاے لوثیا نے چاہا کہ ایسا ہی کرے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کیڑا بھیجا جو اُسکے نتھنے سے دماغ مین گھس گیا تو مچھلی نے اللہ تعالیٰ کی جناب مین فریاد کی اللہ تعالیٰ نے اُسکی توبہ قبول کی اور کیڑے کو حکم دیا کہ نکل جاے وہ کیڑا نکل کر اُسکے منہ کے سامنے بیٹھا ہی اور مچھلی اسکو دیکھتی ہی اگر کبھی مچھلی ایسا قصد کرے تو پھر اُسکے دماغ مین گھس جاے مترجم کہتا ہی کہ پہلے مذکور ہوا کہ بعض نے کہا کہ (ن) دوات ہی زمخشری رح نے کہا کہ (ن) حروف ہجا مین سے ایک حرف معروف ہی اور دوات کے جو معنے بیان کیے گئے تو مجھے نہین معلوم کہ یہ لغت مین موضوع ہی یا شرع مین موضوع ہی اور اگر دوات کا نام ہو تو ضرور ہی کہ وہ اسم جنس ہوگا یا علم ہوگا اگر اسم جنس ہو تو اسکا اعراب و تنوین کہان ہی اور اگر اسم علم ہو تو اعراب کہان ہی مترجم کہتا ہی کہ اسی بنیاد پر قواعد عرب سے بہت سے اعتراضات پیش کئے اور وہ روایات بھی مذکور ہو چکین جن مین ذکر ہی کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے اول قلم پیدا کیا جس نے حکم الٰہی سے جو کچھ امور تقدیر جاری ہونے والے ہین لکھے ابن عادل رح نے کہا کہ قاضی رح کے نزدیک اس حدیث کو مجازی معنے پر محمول کرنا واجب ہے کیونکہ قلم ایک چیز جمادات مین سے ہی جو لکھنے کا آلہ ہی اور وہ زندہ عاقل چیز نہین ہو سکتی جسکو حکم دیا جاے یا منع کیا جاے تو اُسکے زندہ مکلف ہونے مین اور لکھنے کا آلہ ہونے مین منافات ہی اور جمع ہونا محال ہی - پس حدیث مین مراد یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو جاری فرمایا کہ جو کچھ

Marfat.com

رتھا وہی لکھ گیا خطیبؒ نے یہ خیال رد کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دینے کے لائق نہین ہے جیسے آسمان [illegible]
طوعًا او کرہا قالتا اتینا طائعین۔ یعنے فرمایا کہ تم دونون فرمانبرداری بخوشی کرو یا بنا گواری دونون نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے [illegible]
کہتا ہے کہ فی الحقیقت یہ ردہی کے قابل ہے اور قاضی سے بہت عجب ہے کہ حضرت باری عزوجل کا قیاس مخلوق پر جاری کیا [illegible]
قرآن وحدیث سے باطل ہے خطیبؒ نے لکھا کہ اخبار مین وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم پیدا کیا اور ایک حدیث مین ہے کہ پہلے عقل
پیدا کی مترجم کہتا ہے کہ اجسام مین اول قلم ہے اور مجردات مین اول عقل ہے خطیبؒ نے لکھا کہ حدیث مین ہے کہ جس بندے کی عقل زیادہ کامل
ہوتی ہے وہ اپنے رب عزوجل کی زیادہ فرمانبرداری کرتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک جوہر پیدا کر کے [illegible]
اُسکو دیکھا وہ گرم ہو کر پگھل گیا اور اُس سے دھوان اور جھاگ اُٹھے پھر اللہ تعالیٰ نے دھوین سے آسمان پیدا کیے اور جھاگ سے
زمین بنائی عالمون نے کہا کہ یہ مجموعہ اخبار دلالت کرتے ہین کہ قلم اور عقل اور یہ جوہر جنکو مخلوقات کی اصل بیان کیا گیا ہے سب ایک ہی
چیز ہین اور اگر ایسا نہو تو تناقض لازم آویگا مترجم کہتا ہے کہ تناقض کچھ نہین ہے چنانچہ اوپر اشارہ ہو چکا اور معالم مین مذکور ہے کہ قلم سے
وہ قلم مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ذکر لکھا اور یہ قلم نور ہے کہ جسکا طول آسمان وزمین کا فاصلہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے
قلم کو پیدا کر کے اُسکو نظر ہیبت سے دیکھا تو وہ شق ہو گیا پھر حکم دیا کہ جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے سب لکھ پس وہ لوح محفوظ پر جاری ہوا اور
حکم کے موافق سب لکھا مترجم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فقہ اکبر وغیرہ مین خوب فرمایا کہ لوح وقلم صفات حق عزوجل سے ہین اور اُنکا قیاس
مخلوقات پر نہین ہو سکتا ہے اور واضح رہے کہ (ن) کی تفسیر مین جو اقوال مذکور ہوے اُن مین صحیح قول یہ ہے کہ (ن) حروف مقطعات
مین سے مانند ص وق وغیرہ کے متشابہات مین سے ہے جنکی اصلی تاویل کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے اور تاویل نزول کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہین جانتا ہے اور تاویل تفسیری کو علماء راسخین کے سوائے کوئی نہین جانتا ہے اور اسیکو جلالین وغیرہ
مین قول مختار رکھا ہے اور اسی پر اعتماد ہے چنانچہ۔ آلم کے بیان مین کافی توضیح گذر چکی ہے اور وہ ہین وہ روایات جو حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ وغیرہ سے وارد ہوئین کہ (ن) مچھلی ہے تو یہ بطور راسخین کی تفسیر کے ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ کعب احبار تابعین وغیرہ نے
جو باتین یہود کی کتابون مین لکھی ہوئی پائین اُنھین مین سے مچھلی کا بھی قصہ ہے اور اُسکے صحیح یا غلط ہونے کو ہم نہین جانتے ہین اور ہماری
یہان شرع مین اس بارہ مین کوئی نص نہین آئی جسپر ہم اعتماد کرین پھر اعتقاد کرنے کا کیا ذکر ہے کیونکہ اعتقاد کے واسطے قطعی
محکم متواتر نص چاہیے ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم واضح ہو کہ کفار مردود کہا کرتے تھے کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے منہ مین خاک جھونکی اور اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرافت ظاہر فرمائی بقولہ تعالیٰ مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ۔ تو اپنے رب تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ مجنون نہین ہے
ف یہ جملہ اسمیہ اور خبر بباء موحدہ زائدہ مؤکد ہے کہ تو مجنون نہین ہو سکتا بلکہ اپنے رب تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ ہے نعمت وحی رسالت
اور کمال معرفت ہے خطیبؒ نے (بنعمتہ) مین سببیہ بارلی یعنے تو بسبب نعمت اپنے رب کے مجنون نہین ہے بہرحال اس سے دائمی نفی
نکل آئی یعنے نہ مجنون تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا اور حدیث سے ثابت ہے کہ جسنے قرآن مجید کا التزام کیا وہ جنون وجذام سے
محفوظ ہے اور بعض روایات مین ہے کہ اسکی عقل خرف نہین ہوتی ہے۔ ہ۔ خرف جسکو سٹھیا یا ہوا کہتے ہین ابن کثیرؒ نے (بنعمۃ ربک)
بمانند (بحمد اللہ) قرار دیا یعنے تو بحمد اللہ مجنون نہین ہے چنانچہ لکھا کہ تو مجنون نہین ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد ہے یعنے خدا تعالیٰ کا
شکر ہے کہ تو مجنون نہین ہے جیسے تیری قوم کے جاہل کفار تجکو مجنون کہتے ہین کیونکہ تو عین توحید وہدایت لایا ہے جسکو یہ جاہل بے عقلی
سے سمجھتے نہین پس درحقیقت خود بے عقل ہین اور اُلٹے تجھے جنون کی نسبت دیتے ہین حالانکہ تو بحمد اللہ رسول کوم کامل عاقل [illegible]

بالی لوگون کو ہدایت کرنے و پیغام پہونچانے مین انکی خالص خیرخواہی کے لیے خالص اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی رسالت ادا کرتا ہے۔
وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ - اور بیشک تیرے لیے عظیم ثواب ہی جو قطع نہوگا **ف** غیر ممنون کے معنے غیر مقطوع یعنے عطاء غیر محدود جو کبھی ابدالآباد منقطع نہوگا بلکہ ہمیشہ بے انتہا ہوگا۔ مجاہدؒ نے کہا کہ غیر ممنون یعنے بے حساب ہی خطیبؒ نے لکھا کہ ابتدا مین کافرون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین گمان کیا کہ ان کو کسی جن نے مس کیا ہی اور قصہ یہ ہوا جو ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہؓ سے جدا ہو کر غار حرا مین تنہائی اختیار کی اور تاخیر ہوئی تو خدیجہؓ نے آپ کو وہان تلاش کیا اور نہ پایا ناگاہ دیکھا کہ آپ تشریف لاتے ہین لیکن چہرۂ مبارک پر گرد و غبار کے آثار ہین خدیجہؓ نے حال پوچھا تو آپ نے جبرئیلؑ کے آنے اور سورۂ اقرا باسم ربک پڑھانے کا واقعہ ذکر فرمایا اور کہا کہ پھر جبرئیل وہان سے مجھے وادی مین لائے اور وضو کیا تو مین نے اسیطرح وضو کیا پھر نماز پڑھی تو مین نے ان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور مجھسے کہا اے محمد اسیطرح نماز پڑھی جاتی ہی صحیح مین زیادہ ہی کہ آپ خوفناک تھے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہی حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ ہرگز نہین آپ مفلس کی خبرگیری کرتے ہین کہ وہ کمائی کرنیوالا ہو جاوے اور آفت زدہ کی مدد کرتے ہین اور مہمان کی مہمانداری کرتے ہین یعنے آپ کے فضائل اخلاق بیان کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہین فرماویگا) خدیجہؓ یہ سنکر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئین اور یہ ورقہ بوڑھے آدمی تھے اپنی قوم کا دین بت پرستی چھوڑ کر نصرانی ہو گئے تھے خدیجہؓ نے ورقہ سے حال بیان کیا ورقہ نے کہا کہ محمد کو میرے پاس بھیجو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ کے ساتھ گئے تو ورقہ نے کہا کہ کیا جبرئیل نے آپ سے کہا ہی کہ آپ کسی شخص کو اس دین کی طرف دعوت کرین آپ نے فرمایا کہ مجھسے یہ نہین کہا۔ ورقہ نے کہا کہ یہ ضرور ہی اور اے کاش مین اسوقت تک قوی ہوتا تو آپ کے ساتھ دین حق کی مددگاری مین کامل قوت صرف کرتا صحیح مین اسطرح ہی کہ ورقہؓ نے کہا کہ آپ کی قوم آپ کی دشمن ہوگی پھر آپ کو اس وطن سے نکالیگی آپ نے کہا کہ کیا یہ لوگ اسطرح میرے ساتھ دشمن ہو جاوینگے کہ نکال دین ورقہ نے کہا کہ ہان یہ ہونا ضرور ہی اور آپ جان لیجیے کہ جو کوئی اسطرح فضل (نبوت) عطا کیا گیا ہی (کفار اسکے دشمن ہوئے ہین) پھر ہنوز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کا حکم نہین ہوا تھا کہ ورقہ نے انتقال کیا۔ اور یہ واقعہ قریش کی زبانون پر مذکور ہونے لگا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ وہ شخص مجنون ہو گیا یعنے اس زمانے مین آپ کے ستودہ اخلاق اور خوبصورتی ظاہری و باطنی سے آپ سے محبت کرتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ عرب پر ہم لوگ محمد سے فخر کرینگے تفسیر کبیر مین رازیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ اول سورۂ سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوا پھر یہ آیت نازل ہوئی یعنے ما انت بنعمة ربک بمجنون رازیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو تین صفات سے موصوف بیان فرمایا **اول** قولہ ما انت بنعمة ربک بمجنون - اسمین صریح یہ کہ مجنون نہین ہی اور اسپر قطعی دلیل یہ ہی کہ بنعمة ربک یعنے اللہ تعالیٰ کی نعمتین آپ کے واسطے بدیہی ظاہر ہین اور جنون ہونا ان کے خلاف ہی تو معلوم ہوا کہ مجنون کہنے والا جھوٹا کافر ہے اب رہا یہ کہ نعمتین کیا ظاہر ہین تو جواب یہ کہ آپ فصیح جامع تھے جسکا مقابلہ بڑے بڑے بلیغ عرب کے نہین کر سکتے آپ کامل العقل تھے جو عرب خصوصاً قریش مین اول سے معروف تھا آپکی عادت نہایت پسندیدہ تھی حتی کہ قریش کو دعویٰ تھا کہ عرب پر آپکی ذات سے فخر کرین آپ ہر عیب سے پاک تھے اور بہت خوبصورت تھے اور ہر خوبی آپ کی ذات مبارک مین موجود تھی تو باوجود کمال عقل و رکمال فصاحت کے آپ کو مجنون کہنے والا خود احمق مجنون کافر ہی **صفت دوم** قولہ تعالیٰ ان لک لاجرا غیر ممنون۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت ادا کرنے کی پوری مشقت اٹھانے مین اور ان جاہلون کی خیرخواہی کے باوجود انکی طرف سے مجنون وغیرہ کی بدگوئی سنکر صبر کرنے مین اللہ تعالےٰ نے آپکو ثواب غیر ممنون عطا فرمایا غیر ممنون یعنے کبھی کم نہوگا اور نہ وہ محدود ہی بلکہ بے حساب اور بے انتہا ہی زمخشریؒ نے اس مقام پر لکھا کہ غیر ممنون یعنے اس ثواب دینے پر کچھ منت نہوگی اسلیے کہ وہ عمل کی اجرت ہی کچھ فضل نہین ہی انتہی - یہ اسکے معتزلہ کی جہالت سے

Marfat.com

موکا دیا کیونکہ معتزلی یہ سمجھتا ہی کہ عمل کی مزدوری دینا خدا پر واجب ہی تو منت نہ رہی اور یہ خیال واہی اور باطل ہو اللہ تعالیٰ پر کچھ
و فرض و نفل نہین ہی اور حدیث صحیح مین منصوص ہی کہ تم مین سے کوئی شخص نہین کہ اسکا عمل اسکو جنت مین داخل کرے تو صحابہ نے
یارسول اللہ کیا آپ بھی ایسے نہین ہین (یعنے آپ کے اعمال ایسے عظیم الشان ہین باوجود اسکے آپکو بھی آپ کے اعمال داخل جنت نہین
کر سکتے) فرمایا کہ مین بھی نہین ہون مگر اس صورت مین کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت مین مجھے مستغرق فرماوے (صحیح) آپ کی نسبت اور آپکے
کبار صحابہ رضی کی نسبت حکم الٰہی معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو غرق رحمت فرمایا ہی اور واضح ہو کہ اعمال نیک پر بلند ہونگے درجات ہین
حتی کہ ایک حدیث مین ہی کہ عاجز وہ شخص ہی جو عمل نہ کرے اور اللہ تعالیٰ پر امیدین باندھے یعنے یہ ہو سکتا ہی کہ اسکی کوئی بات ایسی قبول ہو
کہ اللہ تعالیٰ اسکی برائیون کو بدل کر بھلائیان کردے لیکن یہ عام طریقہ معروف نہین ہی تو اسی پر توکل کرنا توکل نہین بلکہ عاجزی مین داخل ہی
پھر یہ اعمال جب ہی مفید ہین کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو۔ ف۔ اس آیت سے یہ بھید معلوم ہوا کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب
علم الٰہی مین معلوم تھا کہ ابوجہل و ابولہب وغیرہ ہرگز ایمان نہین لاوینگے کما قال تعالیٰ سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لایومنون ۔ تو پھر کیون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ انکو اسلام کی دعوت کرین (جواب) یہ کہ اس مین دو فائدے ہین ایک تو ان لوگون پر دنیاوی حجت
ختم ہوئی کہ انھون نے نہ مانا دوم یہ کہ آنحضرت صلعم کے واسطے تمام نعمت ثواب عظیم ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جس قدر لوگ اس
مدت مین پیدا ہونگے خواہ وہ اسلام لاوین یا کفر کرین کسیکی طرف سے آنحضرت صلعم کے لیے ثواب ہی اور جس عالم اور واعظ نے کسیکو خاص
ہدایت کی تو وہ اس موقع پر آنحضرت صلعم کے حضور مین ہی اور یہ مرتبہ عظیم ہی **صفت سوم** قولہ تعالیٰ **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ**
اور بیشک تو عظیم خلق پر ہی **ف** عونی رح نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ خلق عظیم یعنے دین عظیم پر ہی اور وہ اسلام ہی اور یہی مجاہد و ابو مالک
و سدی و ربیع بن انس و ضحاک و ابن زید رح نے بیان کیا مترجم کہتا ہی کہ اسکے یہ معنے ہین کہ دین اسلام اعلی کمال ہی جس سے بڑھکر
اللہ تعالیٰ سے کوئی تقرب نہین ہی اور دین تمام ظاہری و باطنی اعلی کمال کے ساتھ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اور یہ نبوت
کے درجے مین سب سے اکمل ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور عمدہ توضیح اسکی حدیث ام المومنین عائشہ رض ہی چنانچہ سورۂ مزمل کی تفسیر مین انشاء اللہ
مطول روایت آویگی **ماوردی** رح نے کہا کہ لغت مین خُلق وہ ادب ہی جو انسان اپنی ذات کے واسطے حاصل کرے اگر نیک ہو تو نیک
خلق کہتے ہین اور بد ہو تو بدخلق کہتے ہین پھر اسکا نام خلق اسواسطے ہوا کہ وہ عادت ایسی ہو جاتی ہی گویا اسکے ساتھ پیدا ہوئی ہی واحدی رح
نے لکھا کہ اکثر مفسرین نے کہا کہ خلق عظیم یہان دین اسلام ہی **حفناوی** رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مین قلم و مایسطرون کی قسم
کھائی یعنے قلم قدرت و کتابت ملائکہ سے قسم کھائی تین باتون پر ایک یہ کہ ای حبیب کریم تو مجنون نہین ہی اور دوم تیرے لئے ثواب عظیم دائمی ہی
اور سوم یہ کہ تو دین اسلام پر ہی بعض نے کہا کہ خلق عظیم یعنے طبیعت کریم ماوردی رح نے کہا کہ یہی ظاہر تفسیر ہی سعد بن ہشام نے کہا کہ مین نے
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ای ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خُلق عظیم پر تھے آپ مجھے آگاہ فرماوین
کہ وہ خلق عظیم کیا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ آپ کا خلق یہی قرآن تھا۔ کیا تو قرآن پڑھتا ہی مین نے کہا کہ جی ہان تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
فرمایا انک لعلی خلق عظیم (رواہ مسلم و ابن المنذر و احمد و ابن جریر و ابوداؤد والنسائی) شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت و جبلت یہ ہو گئی کہ قرآن مجید نے جو حکم کیا وہ عمل مین لائے اور جس سے منع کیا اس سے باز رہے گویا
پیدائشی جبلت آپ نے چھوڑدی مترجم کہتا ہی یعنے آپ کی پیدائشی طبیعت ہی یہ تھی کہ ایسی چیزون کو چاہتے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک
محبوب ہین اور ایسی چیزون سے اجتناب کرتے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناگوار ہین مترجم نے یہ اسواسطے کہا کہ شیخ رح نے اگرچہ اصل عبارت
یہی کہا کہ (آپ نے طبعی جبلت ترک کی) لیکن یہ معنے ہونگے کہ گویا ترک کی اس دلیل سے امام دارمی وغیرہ نے آپ کا سینہ

چاک کیا جانا روایت کیا اور صحیح ہو اکہ ایک مرتبہ اُس وقت ہوا جب آپ اپنی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ کے یہان تھے پھر نوجوانی کے وقت پھر معراج کو جاتے وقت ہوا اور حظ شیطان خارج کردیا گیا تو مکروہات کی خواہش آپ کی جبلت ہی مین نہ تھی لیکن خلق اُسی کو کہتے ہین جو پیدائشی جبلت کے سواے عادت ڈالی گئی ہو اسلیے کہا کہ گویا پیدائشی جبلت چھوڑ دی ہو فافہم باوجود اس خوبی کے آپ کی ذات مبارک مین پیدائشی جبلت عظیم عمدہ تھی جیسے حیا و کرم و شجاعت و سخاوت و حلم و عفو اور جملہ نیک اخلاق آپ کی ذات مقدس مین اللہ تعالیٰ نے جمع فرمائے تھے صحیحین مین حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مین نے دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی کبھی مجھسے آپ نے اُف نہین فرمایا اور جو کام مین نے کیا تو یہ نہین فرمایا کہ کیون کیا اور جو نہین کیا اسکی نسبت یہ نہین فرمایا کہ کیون نہین کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہت اچھا تھا اور مین نے آپ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی چیز نہین چھوئی نہ خز اور نہ حریر نہ کوئی چیز۔ اور مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار کوئی چیز نہین سونگھی نہ مشک اور نہ عطر (صحیحین) براء ابن عازب کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک بہت ہی خوبصورت تھا اور خلق بہت ہی اچھا تھا اور قد مبارک نہ زیادہ دراز تھا اور نہ کوتاہ تھا (البخاری) اور اس بارہ مین احادیث بکثرت ہین اور امام ترمذیؒ نے اسمین ایک کتاب الشمائل لکھی ہو اور حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی خادم کو نہین مارا اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی چیز کو مارا مگر آنکہ راہ الٰہی مین جہاد فرمایا ہو اور جب کبھی اللہ تعالیٰ نے آپکو دو باتون مین اختیار دیا تو آپ کے نزدیک دونون باتون مین سے وہی پسند ہوتی تھی جو زیادہ آسان ہوتی تھی یعنے آسانی کو آپ زیادہ پسند فرماتے تھے اس حد تک کہ کچھ گناہ نہو پھر اگر گناہ کی حد مین آوے تو آپ اُس سے بہت دور بھاگتے تھے اور اگر آپکی ذات مبارک کے حق مین کسیکی کوئی بات پہونچائی گئی تو اپنی ذات کیواسطے کبھی انتقام نہین لیا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کا ہتک ہوتا ہو یعنے جب کسی چیز مین دین الٰہی کی حرمت کا ہتک ہوتا ہو تو خود ایسے شخص سے خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے انتقام لیتے تھے (امام احمد) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین اسیواسطے بھیجا گیا ہون کہ عمدہ اخلاق کو پورا کرون (تفرد بہ الامام احمد) خطیبؒ نے لکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُنہ پھٹ نہین تھے اور فرماتے تھے کہ تم مین سے وہ لوگ زیادہ اچھے ہین جنکے اخلاق زیادہ اچھے ہون اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک بار مدینہ کے راستہ مین ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ عرض کرنیکی ضرورت ہو آپنے فرمایا کہ اے ام فلان جس جگہ تو چاہے بیٹھ جا مین تیری بات سنون پس آپ اُسکے پاس بیٹھ گئے یہانتک کہ وہ اپنی عرضداشت پوری کر چکی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مدینے کی لونڈیون مین سے جو کوئی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی آپ اُسکے ساتھ چلے جاتے تھے مترجم کہتا ہو کہ اس کے معنے یہ نہین ہین کہ حقیقت مین آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی کیونکہ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضہ صریح ہو کہ واللہ کبھی کسی عورت کے ہاتھ مین آپکا ہاتھ نہین آیا تو حدیث تو ایک معروف محاورہ پر ہی جیسے بولتے ہین کہ شیخ کا وہان تک پہونچنا مشکل ہو راستہ مین جو کوئی اُنکا ہاتھ پکڑیگا وہین بیٹھ جائینگے یعنے نہایت نیک خلق ہین اور حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہو کہ جب کسی مرد سے مصافحہ کرتے تو خود اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے نہین نکالتے تھے یہانتک کہ وہی خود جانا چاہتا۔ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہو کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتا تھا اور آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے تھے جسکے کنارے موٹے تھے اتنے مین ایک اعرابی آیا اور اُسنے چادر پکڑکر اس زور سے کھینچی کہ چادر پھٹ گئی اور اسکا حاشیہ آپکے گلے مین رہگیا اور مین نے دیکھا کہ گردن مبارک پر حاشیہ کا نشان پڑگیا ہو اور اعرابی بولا کہ آپ مجھے اُس مال مین سے دیدیجیے جو اللہ تعالیٰ کا مال آپکے پاس ہو آپنے اُسکی طرف منہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور ہنسکر اُسکے واسطے عطا کرنے کا حکم دیا مسلم حضرت انس رضہ کا ایک بھائی تھا وہ ایک لال سے کھیلا کرتا تھا اتفاقاً وہ مرگیا تو غمگین تھا تو حضرت انس کہتے ہین کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہت اچھا تھا اور میرا ایک بھائی تھا کہ جسکا دودھ چھوٹ گیا تھا تو جب آپ ہمارے یہاں تشریف لاتے تو
فرماتے کہ ای ابو عمیر تیرے نغیر کا کیا حال ہی (ترمذی وغیرہ) اسود کہتے ہین کہ مین نے ام المؤمنین عائشہ رضہ سے پوچھا کہ رسول اللہ
گھر مین کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اپنے لوگون کی اصلاح حال مین مصروف رہتے تھے پھر جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کے
واسطے تشریف لیجاتے تھے عبد اللہ بن الحارث کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکو تبسم فرماتے نہین دیکھا
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مؤمن کی ترازو مین سب سے بھاری جو چیز رکھی
جائیگی وہ نیک خلق ہی اور اللہ تعالیٰ مُنھ پھٹ بیہودہ گو کو مبغوض رکھتا ہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جو چیز جہنم مین لوگون کو زیادہ تر داخل کریگی وہ کیا ہی انھون نے عرض کیا کہ اللہ ورسول ہی خوب
جانتے ہین آپ نے فرمایا لوگون کو جہنم مین زیادہ تر داخل کرنے والی دو چیزین کھوکھل ہین مُنھ اور شرمگاہ پھر فرمایا کہ لوگونکو زیادہ تر جنت
مین داخل کرنیوالی کون چیز ہی انھون نے عرض کیا کہ اللہ ورسول ہی خوب جانتے ہین فرمایا کہ جنت مین لوگونکو زیادہ تر داخل کرنیوالی
تقویٰ اور نیک خلق ہین۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بندۂ مؤمن کو نیک خلقی سے ایسے
شخص کا درجہ ملیگا جو رات مین عبادت مین مصروف رہتا اور دن مین ہمیشہ روزہ رکھتا ہو (الخطیب) ابو عبد اللہ الجدلی نے کہا کہ مین نے
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق پوچھا تو فرمایا کہ آپ مُنھ پھٹ نہ تھے اور نہ بازارون مین چیخنے والے تھے
اور بدی کے عوض بدی نہین کرتے بلکہ عفو و درگذر فرماتے تھے (الترمذی وقال صحیح) بنی سواد کے ایک شخص نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تو قرآن نہین پڑھتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم مین نے کہا
کہ ای امان اسکے متعلق کچھ تفسیر بیان فرمایئے ام المؤمنین نے کہا کہ ذراسی بات یہ ہی کہ مین نے آپکے واسطے کھانا تیار کیا اور حفصہ نے بھی آپ کے واسطے
کھانا تیار کیا تھا تو مین نے اپنی چھوکری سے کہا کہ تو جاکر آپ کے سامنے چمڑیکا دسترخوان بچھادے اگر حفصہ رضہ مجھسے پہلے کھانا لادین تو اُنکا
کھانا الگ کردیجیو اتفاقاً حفصہ مجھسے پہلے کھانا لائین اور میری چھوکری نے میرے کہنے کے موافق اُنکا کھانا الگ کیا تو پیالہ گرکر ٹوٹ گیا اور
کھانا دسترخوان پر گراپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھون سے وہ کھانا جمع کیا اور حفصہؓ سے فرمایا کہ اپنے برتن کے بدلے
برتن لے لے پھر ہم لوگون سے کچھ نہین فرمایا (رواہ احمد) مترجم کہتا ہی کہ میری یاد مین ام المؤمنین عائشہ رضہ اور ام المؤمنین زینب رضہ کے
درمیان اسی کے مانند واقع ہوا یعنے ام المؤمنین عائشہ نے ہاتھ مار دیا تو ثرید کا پیالہ گرکر ٹوٹ گیا اور کچھ کھانا آپ کے اوپر گرا اور آپنے صرف
اسیقدر فرمایا کہ (غارت امکم) تمھاری مان غیرت کرے۔ھ۔ یعنے یہ غیرت جو ایک سوت کو سوت سے ہوتی ہی عورتون مین میراث چلی آتی ہی اور اس روایت
مین بھی آپ نے پیالہ کا عوض دلوایا۔ اور واضح ہو کہ حُسن خلق دراصل باطنی خوبی ہی اور یہ افعال منجملہ اُسکے آثار کے ہین اور باطنی خوبیان ہماری
سمجھ سے باہر ہین بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ جسنے آپ کو پیدا کیا اُسکے فرمانے سے ہم نے یقین جانا کہ اُسنے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موصوف
فرمایا کہ انک لعلیٰ خلق عظیم۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ۔ ایکم۔ یہان رسم الخط مین دو یا تحتانیہ سے لکھا گیا
ہی یعنے بایکم (الخطیب) اور مفتون۔ وہ شخص جو حق سے فتنے مین پڑا یعنے گمراہ ہوا اور ابن عباس و مجاہد نے کہا کہ مفتون یعنے
مجنون قتادہ وغیرہ نے کہا یعنے شیطان کے ساتھ زیادہ نزدیک اور معنے یہ کہ عنقریب تو دیکھیگا اور وہ لوگ دیکھینگے کہ کون مفتون ہی
یعنے اے محمد صلعم تو قیامت کے دن صاف دیکھ لیگا اور تیرے مخالف کفار بھی دیکھ لینگے کہ مجنون گمراہ کون تھا جیسے قولہ تعالیٰ سیعلمون غداً من
الکذاب الاشر۔ یعنے کل کے دن جان جائینگے کہ کون بدتر جھوٹا شریر ہی۔ اس تفسیر کے موافق معلوم ہوا کہ دیا یکم مین ب زائدہ ہی اور ابن کثیر
نے کہا کہ اسواسطے ب داخل کی گئی تاکہ تبصر متضمن ہو جاوے معنے تعلم یا تخبر کے یعنے عنقریب تو آگاہ ہو جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

یہان بتصریح اپنے معنے پر خوب ہی کیونکہ قیامت کے روز آنکھون دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ کافر اپنی گمراہی اور عذاب مین قبیح صورت مجنون بنے ہونگے یہ اُن کافرونکا جواب ہی جنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین مجنون کا لفظ کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آج ہی آگاہ کر دیا کہ تو مجنون نہین ہی بلکہ گمراہ کفار مجنون ہین اور اللہ تعالیٰ ہی کا علم سچا ہی **اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ** - بیشک تیرے رب کی یہ شان ہی کہ وہی خوب جانتا ہی ہر ایسے شخص کو جو اُسکی راہ سے گمراہ ہوا اور وہی خوب جانتا ہی اُن بندون کو جو ہدایت پائے ہوے ہین **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے مخلوقات کو پیدا کیا اور جس نے جو چیز اختیار کی وہ چیز اسمین پیدا کی تو وہ خوب جانتا ہی کہ اُسنے ان کافرون مین گمراہی پیدا کی پس کفار دنیا مین مجنون گمراہ ہین اور اُسی نے مومنون مین ہدایت پیدا کی تو وہ اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہین ہین ولله الحمد والمنة وعلى رسوله الثناء والتحية

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ○ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ○

سو تو کہا نہ مان جھٹلانے والون کا وہ چاہتے ہین کسیطرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہون اور کہا نہ مان کسی قسم کھانے والے خوار کا

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ○ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ○ اَنْ كَانَ

بے قدر طعنے دیتا چغلی کرتا پھرتا بھلے کام سے روکتا حد سے بڑھتا گنہگار اُجڈ اس سب کے پیچھے بدنام اس سے

ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ○ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ○

کہ رکھتا ہے مال اور بیٹے جب سنائیے اسکو ہماری آیتین کہے یہ نقلین ہین پہلونکی اب داغ دینگے ہم اُسکو سونڈ پر

جب اللہ تعالیٰ نے تحقیق کر دیا کہ کفار مکہ گمراہی پر ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے مطیع مؤمنین ہدایت پر ہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرونکی بات ماننے سے منع فرمایا بقولہ تعالیٰ - **فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ** - پس تو کبھی جھٹلانے والونکی بات نہ مانیو **ف** کفار مکہ جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آمادہ کرتے کہ آپ اُنکے بتون و معبودون سے کچھ تعرض نہ کرین تو وہ لوگ اقرار کرتے ہین کہ آپکے دین توحید سے بھی تعرض نہ کرینگے بعض علماء رحمہم اللہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہ خیال فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو تو چند روز تک اسی طریقے سے باہم صلح کر لیجائے اور انکے بتونکی مجبوری نہ بیان کیجائے شاید آیندہ یہ لوگ سمجھ جائین ولیکن اللہ تعالیٰ نے قطعًا منع فرمایا - **وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ** - وہ لوگ تمنا کرتے ہین کہ کاش تو نرمی کرتا تو وہ بھی نرمی کرین **ف** مداہنت نرمی سے چکنی چپڑی باتین کرنا گویا دہن یعنے تیل ملا ہوا ہی **فراء** رحمہ اللہ نے کہا یعنے کفار آرزو کرتے ہین کہ اگر تو نرم پڑے تو وہ بھی نرم ہو جائین مترجم کہتا ہی کہ نرمی سے اُنکی مراد یہ تھی کہ باہمی مصالحہ ہو اور آپ اُنکے بتونکی نسبت بھی کچھ کلمات خیر کہدین جیسے یہودیون نے مسلمانون کی عداوت مین جاکر کافرون سے کہا تھا کہ ہم تم ایک ہی ہین تم ان معبودون کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ کی رضامندی ڈھونڈھتے ہو ہم دوسرے طریقے سے یہی چاہتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس زمانے مین بھی بہت سے بے ایمان منافق اسیطرح کافرونسے برتاؤ کیا کرتے ہین حالانکہ کافرونکو اُنکے کفر پر مغرور کرنا خود کفر ہی لہذا ضحاک و سدی نے کہا کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ کفار تمنا کرتے ہین کہ اگر تو کافر ہو جاتا تو وہ بے کھٹکے کفر پر اڑے رہتے مترجم کہتا ہی کہ اسکے یہی معنے ہین کہ یہان کافرون سے مداہنت کرنا خود کفر ہی اور اسکا بھید یہ ہی کہ صراط المستقیم فقط ایک باریک سیدھی راہ ہی اور اس سے خارج ہونا ہزارون طرح سے ہو سکتا ہی تو جسنے کلمہ توحید کا زبان سے اقرار کیا اور مشرکون سے کہا کہ بھائی ہم نے یہ طریقہ اختیار کیا ہی اور تم اپنے طریقہ پر خدا کو چاہتے ہو حقیقت مین سب ایک ہی معبود کو چاہتے ہین اور مسجد و بتخانہ اگر جا ظاہر ہی ڈھکوسلے ہین تو یہ شخص کافر ہے اسنے اپنی جہالت سے مظہر رحمت اور مظہر غضب مین فرق نہ کیا اور کفر و اسلام کو ملا دیا بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎ خیالات نادان خلوت نشین ❊ بہم بر کند عاقبت کفر و دین ❊ یعنے جاہل فقیر کے خیالات آخر کو کفر و دین کو ایک مین

البتہ ہین۔ ارباب حقیقت خوب جانتے ہین کہ مظاہر رحمت فقط انبیا علیہم السلام ہین اور عاقبت مین انکا محل جنت ہو اور [illegible]
مذاہب ہین سب مظاہر غضب ہین اور انکا ٹھکانا جہنم ہی پھر جس جاہل نے زبان سے کلمۂ توحید کہا اور اپنے خیالات مین [illegible]
مظہر غضب مین فرق نہ کیا تو یہ منافق کلمۂ توحید سے خارج ہو کر غضبی مظاہر مین مل گیا اور خلاصہ یہ کہ مداہنت کرنے سے [illegible]
اور یہ نہین ہو تا کہ کافر اگر کلمۂ توحید منہ سے کہے تو وہ مومن ہو جاوے تا وقتیکہ سب سے پاک ہو کر فقط کلمۂ توحید کو دل و زبان سے جانے
تب مظہر رحمت ہو گا حسن بصری رح نے فرمایا کہ قولہ ودوا لو تدہن الخ یعنے کفار آرزو کرتے ہین کہ کاش تو اُنسے مصالحت کرتا تو وہ بھی
تجھسے مصالحت کرتے مترجم کہتا ہی کہ کافر یہ مصالحت کرتے کہ مسلمانون کو کہتے کہ بھئی تم بھی اچھے ہو حالانکہ اس سے وہ مومن نہ ہو جاتے
لیکن اگر مؤمن ایسا کہے تو وہ کافر ہو جائے۔ زید بن اسلم نے کہا یعنے کفار آرزو کرتے ہین کہ اگر تو منافقانہ اُنکے بتونکے حق مین باتین بناوے
تو وہ بھی منافقانہ ایک خدا کی پرستش کو اچھا بتاوین ابن قتیبہ کا خیال یہ ہی کہ کافرون نے یہ مداہنت چاہی تھی کہ کچھ دنون تک اُنکے
معبودون کی پوجا کی جائے پھر کچھ دنون وہ لوگ شریک ہو کر ایک خدا کو مانین شیخ ابن العربی رح نے کہا کہ اہل تفسیر رح نے یہان
دس اقوال بیان کیے مگر وہ لغت پر دعوی ہی اور سب مین اچھے یہ دو قول معلوم ہوتے ہین کہ قولہ ودوا لو تدہن الخ یعنے تمنا کرتے ہین کہ کاش
تو جھوٹ کہدیتا تو وہ بھی جھوٹ کہدیتے یا کاش تو کفر لیتا تو وہ بھی کفر لیتے مترجم کہتا ہے کہ کفار اپنے نزدیک ہونکو چھوڑ کر
ایک خدا کو ماننا کفر سمجھتے تھے قرطبی رح نے شیخ ابن العربی رح کا جواب دیا کہ ان اقوال مین لغت پر دعوی نہین ہی بلکہ موافق لغت کے
سب اقوال انشاء اللہ تعالی صحیح ہین **سوال** یدہنون یہان مرفوع ہی لہذا زمخشری رح نے سوال کیا کہ جواب التمنی منصوب کیون
نہین ہی یعنے فیدہنوا چاہیے تھا۔ جواب دیا کہ یہان مبتدا محذوف ہی یعنے فہم یدہنون اور معنے یہ کہ کفار تمنا کرتے ہین کہ کاش تو مداہنت
کرے پس وہ لوگ مداہنت کرتے ہین یعنے وہ لوگ اسواسطے بالفعل مداہنت کرتے ہین کہ شاید تو بھی مداہنت کرے اور اللہ تعالی نے
منع فرمایا کہ تو ان کافرونکی اطاعت نہ کیجیو۔ **وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ**۔ اور کبھی بات نہ مانیو ہر ایک حلاّف خوار کی
ف خلاف بکثرت جھوٹی قسم کھانے والا۔ مہین۔ بروزن فعیل بمعنے ضعیف وحقیر ہی اور یہ لفظ مہانہ سے مشتق ہی جسکو بہت کم تمیز
وسمجھ ہو ابن عباس رض نے کہا کہ مہین کذاب کیونکہ وہ اپنے نفس کی حقارت سے جھوٹ بہت بولتا ہی حسن رح وقتادہ رح نے کہا کہ مہین وہ شخص
جو برائیان وبیہودگیان بہت حاصل کرے۔ اب یہان سوال یہ ہی کہ جیسے اول آیت مین توحید حق مین مداہنت کرنا عموما ہر زمانے
مین ہر اہل ایمان کو ہر قوم کافر کے ساتھ منع ہی تو کیا اسیطرح یہان بھی ہر حلاف مہین کی اطاعت منع ہی جیسے صریح نص ہی یا قریش
مین سے ہر حلاف مہین مخصوص ہی۔ جواب یہ کہ قریش مین سے بعضے کافرونکا نام خاصکر بیان کیا گیا ہی اگرچہ حکم عموما ہر قوم کافر کے
واسطے عام ہی شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جمہور علماء رح کہتے ہین کہ یہ شخص ولید بن المغیرہ مخزومی تھا اور ابن عباس سے روایت ہی
کہ وہ ابوجہل بن ہشام تھا اور عطا رح نے کہا کہ وہ اخنس بن شریق تھا کیونکہ اسنے بنی زہرہ کے ساتھ حلف کیا تھا یعنے ہم سوگند
ہو کر اُن مین شامل ہوا تھا اسیواسطے اسکو زنیم کہتے تھے اور مجاہد رح نے کہا کہ یہ شخص اسود بن عبد یغوث تھا اور ابن مردویہ کی
روایت سے جو یزید کی بیعت کے بارہ مین ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مروان کا باپ حکم بھی اسی ملامت مین شامل تھا چنانچہ ابو عثمان
النہدی نے کہا جب حجاز مین لوگون نے یزید بن معاویہ کی بیعت قبول کی (حالانکہ اُسوقت تک یزید سوائے مرغ بازی وغیرہ کے
زیادہ فسق وفجور ظاہر نہین کرتا تھا بلکہ غالبا صحیح روایت یہ ہی کہ مرغبازی وغیرہ بھی اُس نے مانین نہ تھی بلکہ قسطنطنیہ وغیرہ
پر جہاد کرنے کو لشکر لیجایا کرتا تھا اور امیر معاویہ اُسوقت زندہ تھے جب حجازیون سے بیعت کی قبولیت چاہی گئی ہی تو مروان نے
جو مدینے پر حاکم تھا منبر پر کہا کہ یہ طریقہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہی یعنے مکہ ومدینہ وتمام جہان کے مسلمان [illegible]

وعمر رضی اللہ عنہا کی بزرگی پر متفق ہین تو یہ طریقہ بھی یعنے معاویہ کی زندگی مین یزید کی بیعت قبول کرنا یہ بھی ان دونون بزرگ خلیفہ کی سنت ہی پس حضرت ابوبکر رض کے بیٹے عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے فورًا رد کیا اور فرمایا کہ یہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہا کی سنت نہین ہی بلکہ ہرقل نصرانی بادشاہ کی سنت ہی مروان یہ سُنکر بر سر فساد ہوا اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اُٹھکر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مین چلے گئے تب مروان نے کہا کہ یہی وہ شخص ہی جسکے حق مین نازل ہوا قولہ تعالیٰ والذی قال لوالدیہ اف لکما الآیہ مروان کی یہ بات ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سن کی تو دروازے کے قریب تشریف لاکر فرمایا کہ ارے مروان ہم لوگون کے بارہ مین ہرگز کوئی بُرائی کی آیت نہین نازل ہوئی ولیکن تیرے باپ کے حق مین البتہ نازل ہوا قولہ تعالیٰ ولا تطع کل حلاف مہین۔ اور ایک روایت مین فرمایا کہ تیرے باپ پر البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت مین لعنت فرمائی جب تو اُسکی پشت مین تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حلاف مہین کی مذمت مین آیندہ فرمایا۔ هَمَّازٍ۔ بہت ہمز کرنے والا **ف** ہماز کی تفسیر مین اقوال ہین ایک یہ کہ جو لوگون کی غیبت کیا کرے (۲) جو لوگون کو عیب لگایا کرے (۳) ہماز جو لوگون کے مُنھ کے سامنے بُرا کہے اور لمازوہ ہی جو اُنکی پیٹھ پیچھے بُرا کہے یہ ابو العالیہ وحسن وعطاء کی نے بیان کیا ہی اور مقاتل رح نے اسکے برعکس کہا (۴) ہماز جو لوگونکو ہاتھ سے مارے اور لماز جو زبان سے طعنہ دے اور شیطان کا ہمز اُسکے وسوسے اور خطرے ہین مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيمٍ۔ چغلخوری کو بہت چلنے والا **ف** ماشی۔ پانؤن پانؤن چلنے والا۔ مشاء اسکا مبالغہ ہی اور مراد یہ کہ بکثرت نمیمہ یعنے چغلخوری کے واسطے لوگونکے درمیان مین چلنے والا کہ اُن مین فساد ڈالے پس ایک کی بات دوسرے سے کہے اور کسی کا ایسا بھید ظاہر کرے جسکو وہ ظاہر کرنا نہین چاہتا تھا اور اُسکی غرض یہ کہ لوگون مین باہم فساد پیدا ہو اور شاید مبالغہ وکثرت کا صیغہ اسواسطے فرمایا گیا کہ کبھی کبھی مسلمان بھی شرارت نفس سے مغلوب ہوجاتا ہی تو کسی کی چغلخوری کر بیٹھتا ہی۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ۔ بہت منع کرنے والا بھلائی سے **ف** یعنے دنیاوی بھلائی اور دینی بھلائی سب سے بشدت روکنے والا دنیاوی بھلائی سے مراد مال ہی گویا کسی فقیر یا حقدار کو مال نہین دیتا اور لوگون کو ایمان واعمال صالحہ سے روکتا ہی ابن عباس نے کہا کہ مناع للخیر یعنے یہ شخص اسلام وایمان سے اپنی اولاد وکنبے والونکو روکتا تھا اور اس شخص کے دس بیٹے تھے ہر ایک سے کہتا تھا کہ اگر کوئی بھی تم مین سے دین اسلام مین داخل ہوا تو میری طرف سے سوائے ضرر کے کچھ نفع نہ پہونچیگا مترجم کہتا ہی کہ یہ اس بنیاد پر ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو ولید بن المغیرہ کے حق مین قرار دیا۔ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ۔ حد سے تجاوز کرنے والا سخت بدکردار **ف** یعنے جو حدود واعتدال کے مقرر ہوئے ہین سب سے معتدی یعنے تجاوز کرنے والا ہی جیسے کافرون مین فاسق فاجر ظالم ہوتے ہین۔ اثیم۔ اسم فاعل اثم سے بطریق مبالغہ ہے یعنے جو چیزین گناہ کی ہین خواہ وہ بدکرداری ہون یا بداعتقادی ہون سب مین سخت گناہ کمانے والا عُتُلٍّ۔ سخت جفاکار **ف** حسن رح نے کہا کہ جسکا دل سخت ہو اور بدخلقی مین بیحیائی کرے مترجم کہتا ہے کہ جیسے ایک شخص مثلاً زنا کرتا ہی تو وہ اگر اپنے مان باپ کا لحاظ نہ کرے اور برملا فحش کرے تو یہ عتل ہی افراء رح نے کہا کہ عتل ایسے شخص کو کہتے ہین کہ جو باطل بے اصل بات کے واسطے بہت جھگڑے اور کلبی رح نے کہا کہ عتل وہ ہی جو اپنے کفر مین بہت سخت ہو اور عرب ہر سخت وشدید کو عتل کہتے ہین اور یہ لفظ عتل سے ماخوذ ہی جسکے معنے سختی سے دھکا دینا اور ڈھکیلنا ہی اور ابوعبیدہ بن عمیر نے فرمایا کہ عتل ایسا شخص ہی جو کھانے پینے مین بڑا پیٹو ہو اور تن توش مین بہت موٹا تازہ تندیلا ہو اور اُسمین کچھ بھی بھلائی نہ ہو جیسے حدیث مین آیا ہی کہ قیامت کے روز آدمی موٹا تازہ صورت عتل کا بھاری بھرکم جو دنیا مین رئیس وسردار کہلاتا تھا وہ لایا جائیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دانہ جو کے برابر بھی اُسکی مقدار نہوگی اور جہنم پر جو فرشتے موکل ہین اُنمین کا ایک فرشتہ ایسے ستر ہزار عتل کو ایک تھپیڑے مین ڈھکیل دیگا (الخطیب) لیث رح نے کہا کہ عتل وہ ہی جو خود برملا کھانے پینے والا پیٹو ہو اور لوگون کو کچھ نہ دے بعض نے کہا کہ جسکا قلب پتھر کی طرح سخت ہو بعض نے کہا کہ جو کمینہ بدکردار فحش کرنے والا ہو بعض نے کہا کہ جو مار پیٹ سے لوگون کو بدکرداری پر آمادہ کرے مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ یہ ہی کہ خود مطلبی اور جانور کی طرح سے پیٹو اور سخت دل اور بدکردار ہو بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ۔ بعد اسکے وہ زنیم ہی **ف** یعنے قولہ لا تطع کل حلاف سے عتل تک اُسکے آٹھ عیب بیان کیے گئے (۱) حلاف یعنے بکثرت جھوٹی قسمین کھانے والا (۲) مہین۔ یعنے خوار بے عقل (۳) ہماز (۴) مشاء نمیمہ (۵) مناع للخیر

Marfat.com

(۶) معتدی (۷) اثیم (۸) عتل - ان آٹھ عیبون کے بعد وہ زنیم بھی ہی یعنے ایک شخص نے اسکو اپنے ساتھ ملا لیا ہی حالانکہ وہ اُن
مین سے نہین ہی اور یہ امر دو طرح ہوتا ہی ایک یہ کہ کسی شخص نے ایک لڑکے کی نسبت یہ کہا کہ یہ میرے نطفہ سے ہی پس اسکو اپنے ساتھ
ملا لیا حالانکہ اس امر کی دلیل نہین معلوم ہوتی کہ یہ کیونکر اُسکے نطفہ سے ہی کیونکہ اگر اُسکی نکاحی عورت سے پیدا ہو تو یہ دلیل ہی کہ وہ اسکا بیٹا ہی
اور اگر اسکی مملوکہ لونڈی سے پیدا ہو تو یہ دلیل ہی کہ اُسکا بیٹا ہی اور سوائے ان دونون طریقے کے اگر کسی نے کہا کہ فلان عورت سے جو لڑکا پیدا
ہوا وہ میرے نطفہ سے ہے اور اس دعوے پر اُسنے اپنا لڑکا کر کے ملا لیا تو زمانۂ جاہلیت مین عرب کے لوگ کبھی کبھی ایسا کیا کرتے تھے اور
زمانۂ اسلام مین یہ بالکل جائز نہین ہی چنانچہ زمعہ کی لونڈی سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ
میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے مجھسے اقرار لیا تھا کہ زمعہ کی لونڈی سے جو لڑکا ہو وہ میرا ہی تو اُسکو لے لیجیو اور وہ لڑکا سامنے حاضر
کر کے عرض کیا کہ آپ اسکو ملاحظہ فرمالیجیے کہ عتبہ سے اسکی صورت کیسی ملتی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرما کر دیکھا کہ واقعی عتبہ بن
ابی وقاص سے صاف مشابہ ہی لیکن زمعہ کے بیٹے عبد بن زمعہ نے جھگڑا کیا اور کہا کہ یا رسول یہ میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا اور میرا
باپ اس لونڈی کو اپنے کام مین لاتا تھا تو یہ میرا بھائی ہوا مجھے ملنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ ہان تو اسکو لیجا اور لڑکا تو اُسکا ہوتا ہی جسکا فراش ہو
اور مرد زناکار کے واسطے پتھر ہی لیکن اپنی بی بی ام المومنین سودہ بنت زمعہ کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو یعنے باوجودیکہ حکم شریعت
کے موافق زمعہ کا بیٹا قرار دیا ولیکن عتبہ کے ساتھ صریح مشابہت دیکھنے کی وجہ سے پردہ کرنے کا حکم دیا پھر بھی اسلام مین زیاد بن سمیہ جسکا
باپ معلوم نہین ہوتا تھا یزید نے اسکو اپنا چچا بنایا اور وہ زیاد بن ابی سفیان مشہور ہوا اور اسی خبیث کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد تھا جس نے حضرت
امام حسین علیہ وعلی آبائہ السلام کے شہید کرنے پر بہت سی بیوفائیان کوفہ کو لالچ دیکر بھڑکایا تھا بالجملہ زنیم یعنے لاحق کرنیکی ایک تو یہ صورت ہی کہ
اپنے ساتھ نسب کا دعوی کر کے ملا لیا جاوے اور دوسری یہ صورت ہی کہ ایک شخص کسی قوم سے ہو اور وہ دوسری قوم سے درخواست کرے کہ مجھے
اپنے لوگون مین ملا لو وہ لوگ اُس سے قسم لیکر اپنے ساتھ ملا لین اسی وجہ سے بعض نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد اخنس بن شریق ہی جس نے
بنی زہرہ سے قسم کھائی تھی اور اُنہین لاحق ہو گیا تھا حالانکہ یہ شخص بنی زہرہ کی نسل مین سے نہین تھا اور بعض نے کہا کہ ولید بن المغیرہ مراد ہی جو
اٹھارہ برس تک آوارہ پھرتا رہا پھر مغیرہ نے کہا کہ میرا بیٹا ہی اور اپنے ساتھ ملا لیا اور اس صورت مین زنیم ماخوذ ہی زنمہ سے جو بکری یا بھیڑی کی
گردن کے نیچے ذرا سی کھال لٹکتی ہی اور سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ زنیم اُسکو کہتے ہین جو شرارت مین مشہور ہو عباسؓ نے کہا کہ قریش مین سے ایک
شخص تھا جسکی گردن مین بکری کی طرح زنمہ تھا اور بعض نے کہا کہ زنیم اُسکو کہتے ہین جو بہت بڑا ظالم ہو اور ابن عباسؓ سے چند روایات ہین
ایک یہ کہ زنیم اُسکو کہتے ہین جسکو کسی نے دعوی کر کے اپنے نسب مین ملا لیا ہو دوسری روایت یہ کہ زنیم وہ ہی جو شریر مشہور ہو اور کبھی اس طرح
فرمایا کہ زنیم وہ شخص ہی جسکا گذر جس قوم کی طرف ہو تو لوگ کہین کہ یہ بڑا بدمعاش ہی اور تیسری یہ کہ زنیم سخت ظالم ہی ابو السعود نے کہا کہ
اس کلام مین دلالت ہی کہ اسکے نسب کا دعوی کرنا سب سے بدتر عیب ہی اور سخت قبیح ہی - اِنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ - یون کہ یہ شخص مال والا اور
بیٹون والا ہی ف ای لاجل کونہ ذا مال وبنین - اور اسکا تعلق قولہ لا تطع کے ساتھ ہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ تو ایسے آٹھ
عیب والے زنیم کی بات نہ مانیو اس خیال سے کہ یہ مالدار ہی اور اسکے بیٹے بکثرت ہین اگر کوئی کہے کہ آیت مین جو بعض مفسرینؒ نے خاص شخص کا نام
لیا کہ اخنس مراد ہی یا ولید بن مغیرہ یا ابو جہل یا اسود تو یہ کیونکر ہو سکتا ہی اسواسطے کہ آیت مین صریح فرمایا کہ لا تطع کل حلاف الخ یعنے تو اطاعت مت
کیجیو ہر ایک حلاف نہین وغیرہ وغیرہ عیب دار کی تو اسمین ہر ایک ایسے شخص معیوب کی بات ماننے سے ممانعت ہی اور یہ نکرہ ہی تو کوئی خاص شخص
کیونکر ہو سکتا ہی - جواب یہ کہ کلام نہایت لطیف وبلیغ محاورہ پر ہی جیسے کسی نے دوسرے شخص بدکردار کو دیکھا اور اُسکو دیکھکر اپنے عزیز سے فرمایا کہ
اے عزیز تو کبھی کسی ایسے شخص معیوب کی اتباع نہ کیجیو تو کلام مین بلاغت یہ ہوئی کہ سب سے پہلے تو اس شخص معیوب کی اتباع نہ کیجیو اور

اسکے بعد جو کوئی ایسا شخص ہو کسی کی بات نہ مانیو پس یہ زیادہ بلیغ ہی بہ نسبت اسکے کہ فقط اسی شخص کا نام لیا جاوے اور اسکے علاوہ آیت مین اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت بھی ہی کہ اگر کسی شخص کا خاص نام لیا جاتا تو آیندہ جو لوگ اُسکی اولاد مین سے اسلام لائے اُنپر ہمیشہ کیواسطے عار رہتا جیسے گیارھوین پارہ مین منافقین کے بیان مین روایت آئی ہی کہ اس سورۃ مین ہر ایک منافق کا نام مع عیوب بیان کیا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر اُسکو منسوخ کیا اسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے اور جمیع صحابہ کے قلوب پاکیزہ سے اُسکی یاد بھلادی حتی کہ کسیکا نام یاد نہین آتا تھا اور طول طویل سورہ کو ایجاز کے ساتھ بدل دیا تاکہ منافقون کی اولاد پر عار نہ رہے اسیطرح یہان بھی نام نہین لیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قیامت تک آپکی امت کو منع فرمایا کہ کبھی بات نہ مانین ہر حلاف مہین الخ کی اور کچھ خیال نہ کرین اگرچہ وہ مالدار اور بڑے کنبے والا ہو۔ اور ایسا شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین قریش مین تھا وہ سخت منکر تھا۔ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ جب اُسپر ہماری آیات تلاوت کیجاتی ہین تو کہتا ہی کہ یہ تو اگلے لوگونکی جھوٹی کہانیان بنائی ہوئی ہین۔ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔ عنقریب ہم اُسکی ناک پر ایک داغ لگا وینگے **ف** خرطوم جیسے ہاتھی کی سونڈ یا سور کی لنبی تھوتھنی اور یہان اُس شخص قبیح کے چہرے کو خرطوم کہا گیا اور خرطوم ناک کو بھی کہتے ہین چنانچہ اِس آیت کے موافق اللہ تعالیٰ نے اُس کافر کو بدر کے دن ناک پر ایک زخم دیا اور جان سے نہین مارا اگرچہ چند روز کے بعد عذاب مین مرگیا لیکن جبتک زندہ رہا یہ نکٹا بُری حالت سے جیا اور لوگون نے اسی علامت سے اُسکو پہچان لیا نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ واضح ہو کہ آیت مین جتنی قبیح باتین اس شخص کے حق مین بیان کی گئین ہر ایک عذاب جہنم کے لائق ہی چنانچہ امام ابن کثیرؒ نے ہر ایک کیواسطے بطور تنبیہ کے ایک ایک حدیث لکھی ہی اگرچہ اُسکے بارہ مین احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہون حدیث مین ہی کہ آپس مین فساد ہونا دین کو اسطرح کھا لیتا ہی جیسے استرہ بالونکو صاف کر دیتا ہی اور حدیث مین باہمی فساد کو حالقہ فرمایا ہی یعنے دین کی نیکیان مونڈنے والا اور اس سے قیاس کرنا چاہیے کہ نمیمہ یعنے چغلخوری و لگائی بجھائی کیسی بُری چیز ہی اور مسند مین حدیث ابن عباسؓ سے وارد ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبرون کی طرف ہوا آپ نے فرمایا کہ دونون قبر والے عذاب کیئے جاتے ہین اور کچھ بزرگ بات پر عذاب نہین کیے جاتے ایک کا یہ حال تھا کہ وہ پیشاب سے پرواہ نہین کرتا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ وہ چغلخوری کرتا پھرتا تھا (رواہ الائمۃ الستۃ ایضًا) حذیفہ رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چغلخور جنت مین نہین جاویگا (رواہ البخاری و مسلم وغیرہما) ابووائلؒ نے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ فلان شخص لوگون کی طرف سے بادشاہ و حاکمون کو باتین پہونچاتا ہی تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ چغلخور جنت مین نہین جاویگا (امام احمد وغیرہ) اسماء بنت السکن انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین تم لوگونکو تم مین سے بہتر لوگ بتلا دون (انکا نشان بتلا دون) لوگون نے عرض کیا کہ ضرور بتلا دیجیے آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ بہت اچھے ہین کہ جب انکی صورت دیکھی جاوے تو اللہ تعالیٰ عز و جل یاد آوے پھر فرمایا کہ بھلا مین تم مین سے بدتر لوگون کو بتلا دون۔ عرض کیا گیا کہ جی ہان آپ نے فرمایا کہ وہ ہین جو چغلخوری کرتے پھرتے ہین دوستون مین بگاڑ ڈالتے اور بدکاری سے پاک لوگون کو زنا کی تہمت لگاتے ہین (رواہ احمد و ابن ماجہ) اور یہ حدیث دوسری اسناد سے امام احمدؒ نے عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عتل وہ شخص ہے جو بدزبان سخت دل ہو اور رڈیل ڈول مین قوی ہیکل اور ہر چیز سمیٹنے والا اور لوگون کو منع کرنے والا ہو مترجم نے یہ معنے مجموعہ سب روایات سے نکالے تھے وللہ الحمد والمنہ اور حدیث حارثہ بن وہب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا مین تم لوگونکو جنتیون سے آگاہ کرون جنتی ہر ضعیف ہی جسکو لوگون نے کمزور بنا لیا ہو اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھاوے تو وہ اُسکی قسم پوری فرما دے بھلا مین تم لوگون کو دوزخیون سے آگاہ کرون دوزخی ہر ایک عتل جواظ مستکبر ہی اور ایک روایت مین (جعظری) زائد ہی اس حدیث کو ائمہ صحاح الستہ نے روایت فرمایا ہی اور حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوع روایت ہی اور جہنمیون کی شناخت مین فرمایا کہ ہر جعظری جواظ مستکبر جماع مناع ہی اس کو فقط امام احمد نے

Marfat.com

...ایت کیا ہی علماء لغت نے کہا کہ جعظری وہ شخص جو بدزبان وسخت دل ہو اور جواظ وہ جو ہر چیز خود سمیٹے اور دوسرون کو بخلاف [illegible]
احمد نے باسناد وکیع رح روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عتل زنیم دریافت کیا [illegible] عتل
کس کو کہتے ہین اور زنیم سے کیا مراد ہی آپ نے عتل زنیم کی تفسیر مین فرمایا کہ وہ سخت بدخلق اور قوی ہیکل خوب کثرت سے کھانے پینے والا سب کھا
سمیٹنے والا اور لوگون پر ظلم کرنے والا جسکا پیٹ بڑا ہو - ھ - مترجم کہتا ہی کہ بڑا پیٹ دو معنے کو شامل ہی ایک یہ کہ بہت کھانے پینے والا
توندیلا ہو اور دوم یہ کہ ہر چیز کے واسطے حریص ہو چنانچہ کہتے ہین کہ فلان شخص اتنی مقدار پر راضی نہوگا اسکا پیٹ بڑا ہی اور امام احمد رح نے
اسی سند کے ساتھ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواظ جعظری اور عتل زنیم جنت مین داخل نہوگا اس حدیث کو
بہت سے تابعین نے مرسل روایت کیا ہی زید بن اسلم تابعی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان ایسے شخص سے آزردہ ہی جسکو
اللہ تعالیٰ نے جسمانی تندرستی وقوت دی اور اسکا پیٹ وسیع کردیا اور اسکو دنیا دی وہ لوگون پر ظلم کرتا ہی اور یہی عتل زنیم ہی رواہ ابن جریر و
ابن ابی حاتم / اور امام بخاری رح نے اپنی صحیح مین بطریق مجاہد عن ابن عباس رض روایت کی کہ زنیم ایک شخص قریش مین تھا جسکے بکری کی طرح
زنمہ تھا یعنے لٹہ اور اسکے معنے یہ ہین کہ وہ بدکرداری اور شرارت مین اس طرح مشہور تھا جیسے زنمہ والی بکری مشہور ہوتی ہی اور لغت مین زنیم
وہ ہی جس کے نسب کی نسبت کسی نے دعویٰ کرلیا ہو یعنے کہا ہو کہ یہ شخص میرے نطفہ سے ہی حالانکہ ظاہر مین اسپر دلیل قائم نہین ہی چنانچہ حسان
بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بعض بنی ہاشم کی مذمت کی کہ تو آل ہاشم مین زنیم ہی یہ شخص زنیم مذموم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عداوت کیا کرتا تھا اور اسی طرح ایک کافر کی مذمت مین کہا کہ تو زنیم ہی - تیرا باپ معلوم نہین ہوتا اور اسکی مان زناکار ہی وہ فرمایہ ہے -
ابن ابی حاتم نے بطریق عکرمہ روایت کی کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ زنیم وہ ہی جسکو کسی نے اپنے نطفہ مین ملالیا ہو اور وہ حرام کار کمینہ ہو
مترجم کہتا ہی کہ کمینہ ایسے شخص کو کہتے تھے جو رذیل و برے کام کرے - اس زمانے مین جب امراء و رؤسا نے دیکھا کہ لامحالہ انکے نام ذلیل ہین
اور وہ رذیل کمینہ کہلاوینگے تو انھون نے مال و دولت کے ذریعہ سے اپنے مثل فرومایہ کمینہ خوشامدی جمع کیے اور کہا کہ ہمارے باپ دادے ایسے
بزرگ فرشتہ خصلت تھے تو ہم بھی انھین کی اولاد مین ہین چاہین کیسے ہی کمینہ پن کے کام کرین ہم ضرور شریف ہین ہم صدیقی یا فاروقی
یا ہاشمی وغیرہ ہین اور رذیل وہ ہی جو کوئی پیشہ کرے جیسے بڑھئی یا بقالی وغیرہ اگرچہ وہ شخص نہایت محتاط ہو اور تقویٰ طہارت سے
رہتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی گواہی موجود ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شریف تر ہی جو تقوے مین بڑھکر ہو فافہم ابن کثیر رح نے لکھا کہ عوفی رح
نے ابن عباس سے روایت کی کہ زنیم وہ ہی جسکو کسی نے اپنے نطفہ مین ملالیا ہو یہ بھی کہا گیا ہی کہ زنیم ایک شخص تھا جس مین زنمہ تھا وہ اسی
نسبت سے مشہور تھا مترجم کہتا ہی کہ آیت مین یہ بات بطور مذمت ہی اور زنمہ کی وجہ سے زنیم ہونا اس موقع کی مذمت نہین ہوسکتی ہے
واللہ تعالیٰ اعلم اور کہا جاتا ہی کہ زنیم اخنس بن شریق ہی کہ وہ اصل مین ثقفی تھا پھر قسم سے بنی زہرہ مین مل گیا مترجم کہتا ہی کہ یہ بھی عرب
مین معروف طریقہ تھا اور اسلام مین بھی رہا اگرچہ اسلام مین قسم وہ نہین رہی جو زمانہ جاہلیت مین تھی کہ جو کوئی حلف کرتا وہ میراث مین مؤثر ہوتا چنانچہ
ابتدا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار مین حلف کرادی تھی تو انصاری کا وارث مہاجری اسکا ہم قسم بھائی ہوتا تھا پھر
جب حکم میراث نازل ہوا تو یہ جاتا رہا اور ایسی حلف ممنوع ہوگئی - اخنس بن شریق ایک منافق تھا واللہ تعالیٰ اعلم - شیخ رح نے لکھا کہ بعض
کے کچھ لوگ کہتے تھے کہ زنیم اسود بن عبد یغوث جو زہری کہلاتا تھا یعنی بنی زہرہ مین زنیم کیا گیا تھا حالانکہ درحقیقت وہ زہری نہین تھا -
مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ زنیم وہ ہی جو نسب مین ملالیا گیا ہو اور ابن ابی حاتم نے یونس بن عبدالاعلی سے بالاسناد روایت کی
کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ زنیم جو کسی قوم مین ملالیا گیا ہو اور ائمین سے نہو ابو سعید الاشج کی اسناد سے روایت کی کہ عکرمہ رح نے کہا کہ زنیم ولد الزنا
ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ عکرمہ رح نے کہا کہ کافر مؤمن مین ایسی شناخت ہوتی ہی جیسے بکریون مین سے لٹہ دار بکری پہچانی جاتی ہی [illegible]

Marfat.com

ہلق مین لٹکتے رہتے ہین سعید بن جبیر سے ایک روایت ہی کہ زنیم وہ شخص جو بدی مین مشہور ہو جیسے بکری اپنے لبہ سے مشہور رہوتی ہی اور زنیم وہ شخص جو کسی قوم مین ملالیا گیا ہو رواہ ابن جریر شیخ ابن کثیر رح نے امام ابن جریر کی روایات بھی حضرت ابن عباس رض وضحاک و مجاہد و ابورزین وغیرہم سے نقل کین اور اُن کے معانی بھی مانند مذکورۂ بالا ہین پھر لکھا کہ ایسی قسم کے اقوال بہت ہین اور سب کا حاصل یہ ہی کہ زنیم وہ ہی جو شرارت و بدی مین مشہور ہو اور لوگون سے اُسکی شناخت الگ ہو اور غالبًا یہ شخص یا تو کسی قوم مین ملالیا گیا ہی یا حرام زادہ ہی کیونکہ نطفۂ حرام پر بھی شیطان زیادہ مسلط ہوتا ہی چنانچہ روایت کیا جاتا ہی کہ ولد الزنا جنت مین داخل نہوگا اور ایک روایت مین ہی کہ مرد و عورت دونون نے حرامکاری کی جس سے بچہ ہوا تو یہ اُن دونون سے بدتر ہی جیساکہ اپنے مان باپ کی طرح عمل کرے (ابن کثیر) خطیب رح نے لکھا کہ اسکی وجہ یہ ہی کہ غالبًا جب نطفۂ خبیث ہوتا ہی تو بچہ بھی خبیث ہوتا ہی چنانچہ روایت ہی کہ ولد الزنا جنت مین داخل نہوگا اور نہ اسکی اولاد اور نہ اولاد کی اولاد۔ اور ایک روایت مین ہی کہ زنا کی اولاد قیامت کے روز بندر و سور کی صورت مین حشر کیے جاوینگے خطیب رح نے کہا کہ شاید یہ مراد ہی کہ اگلون کے ساتھ جنت مین داخل نہونگے ورنہ جو شخص مسلمان مرا ہی وہ تو جنت مین جاویگا اور ام المؤمنین میمونہ رض نے مرفوعًا روایت کی کہ ہمیشہ میری امت بہتری کے ساتھ رہیگی جب تک انمین زنا کی اولاد کثرت سے نہوجاوے پھر جب انمین زنا کی اولاد بکثرت ہوگی تو نزدیک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو عام عذاب مین مبتلا کرے۔ عکرمہ رح نے کہا کہ جب زنا کی اولاد بکثرت ہو تو بارش کا قحط ہوجاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ زنیم جسکی نسبت قرآن مجید مین مذمت ہی ایسا شخص تھا جو زمانۂ جاہلیت کے موافق زنا سے پیدا ہونے کے بعد کسی کے نطفہ مین ملایا گیا ہو اور اسکا بیان یہ ہی کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ام المؤمنین عائشہ رض سے زمانۂ جاہلیت کے نکاحون کا بیان چار طور پر ہی از آنجملہ ایک طریقہ یہ ہی کہ کچھ عورتین تھین کہ ہر ایک نے اپنے دروازے پر جھنڈا کھڑا کرکے پردہ ڈال دیا تھا وہ فاحشہ رنڈیان تھین جس کسی کا جی چاہتا تھا وہ بے تکلف انکے یہان چلا جاتا تھا اور یکے بعد دیگرے اس سے وطی کرتے تھے پھر جب وہ حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہوا تو وہ عورت ان یارونکو بلاتی تھی جب وہ جمع ہوئے تو قیافہ پہچاننے والے لوگ آتے تھے انھون نے قیافہ لگا کر جس شخص کے نطفہ سے یہ بچہ بتلایا اُسکے ساتھ یہ بچہ ملایا جاتا تھا اور اس شخص کو یہ مجال نہوتی تھی کہ اپنے ساتھ لاحق کرنیسے انکار کرے پس مترجم کے زعم مین شاید یہ زنیم اسیطرح ولد الزنا تھا جو لاحق کردیا گیا تھا واللہ تعالیٰ اعلم قرطبی رح نے کہا کہ مفسرین مین سے بڑا گروہ یہ کہتا ہی کہ آیت قدسی مین یہ مذمت ولید بن المغیرہ کے واسطے ہی مترجم کہتا ہی کہ ولید بن المغیرہ کے چند لڑکے ایمان سے مشرف ہوے ہین اور جہاد مین مارے گئے اسیوجہ سے علماء رح نے تاویل کی کہ اگرچہ روایات جو ولد الزنا کے بارہ مین گزری ہین ثابت ہون تو مراد یہ کہ اگر ولد الزنا بھی اپنے مان باپ کے ڈھنگ پر بدکار ہو تو جنت مین جانے والا نہین ہی اور یہ اکثر ہوتا ہی چنانچہ شاعر نے کہا ؎ زنازادہ نباشد جز زناکار۔ یعنے ولد الزنا کا یہی ڈھنگ ہوتا ہی کہ زنا کرے لیکن یہ لازمی نہین ہی اور نہ جو کوئی زنا کرے وہ زنازادہ ہو ولیکن مطلب یہ کہ ولد الزنا اپنی شہرت مین بے حیا ہوجاتا ہی تو فحش کرنے لگتا ہی اور جاننا چاہیے کہ مدت دراز سے لوگون مین جہالت پھیل گئی ہی اور شریعت کی تعظیم جاتی رہی اور بہت سے مکار خوار درویش بنکر لوگون کو علم سینہ اور علم حقیقت بتلاتے ہین اور شریعت سے نفرت دلاکر نفسانی خیالات کا پابند کراتے ہین اور ظاہر ہی کہ جسنے شریعت کی توہین کی وہ کافر ہوگیا اگرچہ ولی ہونیکا مدعی ہو بلکہ اگرچہ وہ کرامت کا دعوے کرے اور بہت لوگ ایسے بے ایمان دیکھے گئے کہ غصہ مین جورو کو طلاقین دیتے ہین پھر جب غصہ اُترا تو حرامخور عالمون سے فتوی لیتے ہین کہ دوبارہ نکاح کرلو چنانچہ بغیر حلالہ کے ایسا کرتے ہین اور بعضے بدون اسکے بدستور جورو خصم رہتے ہین اور ظاہر ہی کہ بہرصورت جو انکی اولاد پیدا ہو وہ ولد الزنا ہوگی فافہم خطیب رح نے لکھا کہ یہ ولید بن المغیرہ موافق بیان قرطبی رح کے بہت مالدار تھا جب زمانۂ کفر مین بھی عرب ایام حج مین دور دور سے خانہ کعبہ کا طواف کرنے جمع ہوتے تھے تو حج کے بعد ایام منیٰ مین سب کا اجتماع ہوتا اور تین روز تک ہر گروہ اپنے فخر ظاہر کرتا اور اشعار فخریہ پڑھتے جاتے ان تین روز مین ولید بن المغیرہ کی طرف سے اعلان ہوتا تھا

Marfat.com

کہ شخص ہانڈی نہ پکاوے اور نہ جانور کا چارہ خریدے بلکہ اعلان عام ہے کہ سب لوگ ولید بن المغیرہ کے یہان طعام کھائیں ... اس دھوم دھام سے رؤسائے عرب اور قبائل کی دعوت کرتا تھا ایک حج مین بیس پچیس ہزار سے زیادہ خرچ کرتا تھا لیکن مسکین کو ... کرتا اور ایک درم بھی نہ دیتا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو آیات الٰہی سناتے تو کہتا کہ یہ تو گذشتہ لوگون کے نام سے جھوٹی ... باتین بنائی گئی ہین۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس مذموم خبیث کو مال اس کثرت سے دیا اور اولاد بھی کثرت سے دی تو وہ اسی بہانہ سے مغرور سردار بنا ہوا تھا حالانکہ اسپر لازم یہ تھا کہ شکر الٰہی بجالاوے لیکن اسنے کفر کیا اور آیات الٰہی کو جھوٹی کہانیان بتلایا۔ چونکہ وہ جہنم مین عذاب شدید پانیوالا تھا اسلیے دنیا مین اسپر عذاب شدید نازل نہین کیا بلکہ اسیقدر کہ سنسمہ علی الخرطوم۔ چنانچہ جنگ بدر کے روز اسکی ناک پر داغ ہوگیا اور مرتے دم تک نکٹی حالت مین داغدار رہا نعوذ باللہ من عذاب اللہ سبحانہ وتعالیٰ وسخطہ وھو العفو الغفور۔ امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام ہمام الحافظ ابن جریرؒ نے لکھا ہے کہ قولہ تعالیٰ سنسمہ علی الخرطوم۔ یعنے عنقریب ہم اسکو صاف صاف نشان سے ظاہر کر دینگے کہ سب لوگ اسکو پہچان جاوینگے جیسے خرطوم یعنے ناک پر نشان ہونے سے آدمی مخفی نہین رہتا ہے آسی کے مانند قتادہؒ نے کہا کہ ہم اسکی خرطوم پر ایک داغ دینگے جو آخر مرتے دم تک اس سے جدا نہوگا مترجم کہتا ہے کہ امام ابن جریرؒ کی تفسیر نہایت عمدہ ہے اور قتادہؒ کے کلام سے وہ بات نہین پیدا ہوتی ہے کیونکہ قتادہؒ کا مطلب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قولہ تعالیٰ سنسمہ علی الخرطوم۔ بھی ایک مذمت ہے بعد نو مذمتون کے یعنے ان نو مذمتون کے بعد ہم اسکی ناک پر داغ لگا دینگے تو پوری دس مذمتین ہو جاوینگی اور امام ابن جریرؒ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کافر مذموم کو عام پردہ مین چھپایا اور یون فرمایا۔ لا تطع کل حلاف مہین الخ مت اطاعت کیجیو ہر ایک حلاف خوار کی الخ جسمین آٹھ برائیان وقبائح ہین اور انکے بعد وہ زنیم بھی ہے۔ اب نزدیک ہے کہ ہم اسکی ناک پر داغ دین۔ یعنے صاف ظاہر کرین کہ ہر شخص پہچان لے جیسے کہتے ہین کہ سب گدھے یہان ایک مین ملے ہین ہمکو کیونکر شناخت ہوگی تو کہا گیا کہ اچھا ہم داغ دیے دیتے ہین تو داغ دینا کنایہ ہے کہ ہم اسکو صاف ظاہر کیے دیتے ہین مگر ظاہر کرنا بھی ایسے طور پر کہ داغ ہو پھر وہ داغ بھی گدھون سے بدتر کیونکہ اس خبیث کے چہرے پر بلکہ ناک پر داغ دیا حالانکہ حدیث رسالت مین منع ہے کہ چہرے پر داغ مت لگاؤ چوتڑون پر داغ دیا کرو اور ایک روایت مین ہے کہ چہرے کی تکریم کرو۔ عرب وعجم سب مین معروف ہے کہ ناک کٹنا نہایت خواری ہے اور یہ چہرے پر زخم ہونے سے بدتر ہے تو یہ کافر ان جانورون وگدھون سے بدتر تھا کہ اُسکی ناک پر داغ دیا اور قولہ سنسمہ مین (عنقریب) سے کچھ تاخیر فقط اسوجہ سے فرمائی کہ اسپر حجت پوری ہو جاوے حتی کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ آئے اور وہان سے قلیل جماعت صحابہ رضٖ کو بدر مین لائے تو یہ کافر بدکیش ہمراہ قریش کے آپ کے مقابلے مین لڑنے آیا اور یہ داغ ناک کٹی کا لیکر بھاگ گیا اور بقول قتادہؒ اسکے مرتے دم تک یہ داغ لازم رہا۔ تلوار سے اسکی ناک کٹی تھی اور سوراخ ہو گیا تھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بدر مین قتال کرنے لگا اور تلوار سے ناک پر تکمیل دی گئی۔ دیگر علماءؒ نے کہا کہ اس کافر پر جہنمیون کا داغ دیا گیا امام ابو جعفر ابن جریرؒ نے کہا کہ سب باتین جمع ہونے مین کچھ تردد نہین ہے یعنے اس کلام پاک کی تفسیر مین یہ سب معنے ہو سکتے ہین کہ دنیا مین اسکی ناک پر داغ دیا جس سے وہ کافر جہنمی ظاہر ہو گیا اور قیامت کے روز چہرہ اسکا سیاہ اور بدتر جہنمی کا نشان اسپر ظاہر ہوگا اور وہ زمانہ بھی قریب ہی ہے حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ سالہا سال مومن لکھا جاتا ہے پھر ایسی حالت مین مرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسپر ناخوش ہوتا ہے اور کوئی بندہ سالہا سال کافر لکھا جاتا ہے پھر ایسی حالت مین مرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو شخص مرتے دم تک لوگون پر ظاہر مین روبرو اور باطن مین پیٹھ پیچھے عیب لگانے والا ہو اور اُنکے بُرے بُرے نام رکھنے والا ہو تو قیامت کے روز اسکی علامت یہ ہے کہ اسکی خرطوم پر دونون ہونٹون پر تلے اوپر داغ دیا جاویگا رواہ ابن ابی حاتم الخطیبؒ نے لکھا کہ قرطبی نے کہا کہ آیات مین مذمت سب ولید بن المغیرہ کافر کے حق مین ہے اور کچھ شک نہین کہ اس کافر کی یہ مذمت تمام زمانے کے صفحات پر باقی رہی اور ہم نہین جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسی شدید مذمت اس کافر کی بیان فرمائی ہے

Marfat.com

لیے کسی دوسرے کافر کی بیان فرمائی ہو تو اس کافر کے ساتھ وہ عار لاحق ہوا جو اسکی ناک پر ہمیشہ کے لیے داغ ہی نہ دنیا مین مٹے اور نہ آخرت مین کبھی مٹے مترجم کہتا ہو کہ اہل الحق سمجھتے ہین کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی ہی پس اس کافر کے حق مین یہ مذمت ازلی ابدی ہی دس) الٰہی یہ تیرا بندہ ضعیف تیری درگاہ مین ملتجی ہی کہ اسلام پر زندہ رکھکر حق ایمان پر اپنے رضوان کے ساتھ موت دیجیو اور دنیا و آخرت مین ہر قبیح مذمت و عار سے عافیت دیجیو انت مولاے ارحم الراحمین واللہم صل علی سیدنا محمد عبدک ورسولک حبیبک وآلہ وصحبہ وبارک وسلم علیہم اجمعین۔

إِنَّا بَلَوْنَٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا۟ لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝

ہم نے ان لوگونکو جانچا ہی جیسے جانچا اس باغ والونکو جب سب نے قسم کھائی کہ اُسکا میوہ توڑینگے صبح کو اور انشاء اللہ نہ کہا

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُونَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَٱلصَّرِيمِ ۝

پھر پھرا کر گیا اُسپر کوئی پھیرے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ سوتے رہے پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ چکا

فَتَنَادَوْا۟ مُصْبِحِينَ ۝ أَنِ ٱغْدُوا۟ عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰرِمِينَ ۝ فَٱنطَلَقُوا۟

پھر آپس مین پکارے صبح ہوتے کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے پھر چلے

وَهُمْ يَتَخَٰفَتُونَ ۝ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا ٱلْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۝ وَغَدَوْا۟ عَلَىٰ

اور آپسمین کہتے تھے چپکے چپکے کہ اندر نہ آنے پاوے اُس مین آج تمھارے پاس کوئی مسکین اور سویرے چلے

حَرْدٍ قَٰدِرِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوٓا۟ إِنَّا لَضَآلُّونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ

لپکتے زور پر پھر جب اُسکو دیکھا بولے ہم راہ بھولے نہین ہماری قسمت نہ ہوئی بولا

أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۝ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ ۝

اُن مین بیچ کا مین نے تمکو نہ کہا تھا کیون نہین پاکی بولتے اللہ کی بولے پاک ذات ہی ہمارے رب کی ہم ہی تقصیر وار تھے

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَٰوَمُونَ ۝ قَالُوا۟ يَٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا طَٰغِينَ ۝

پھر منھ کر کر ایک دوسرے کی طرف لگے اولاہنا دینے بولے اے خرابی ہماری ہم تھے حد سے بڑھنے والے

عَسَىٰ رَبُّنَآ أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا رَٰغِبُونَ ۝

شاید ہمارا رب بدل دے ہمکو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہین

كَذَٰلِكَ ٱلْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ ٱلْءَاخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ۝ وقف ع

یون آتی ہے آفت اور آخرت کی آفت سو سب سے بڑی ہے اگر اُن کو سمجھ ہوتی

خطیب نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اول اس سورہ مین ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات پیدا فرمائی ہی تاکہ لوگونکو اعمال سے امتحان فرماوے اور یہان ایسے شخص کا عیب بیان فرمایا جو مال واولاد پر مغرور ہوا حالانکہ وہ جانتا ہی کہ موت اسکے پیچھے لگی ہے تو پھر ابتلا وامتحان کا اعادہ فرمایا۔ إِنَّا بَلَوْنَٰهُمْ۔ ہم نے ان لوگون کو امتحان مین ڈالا **ف** شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو نعمت عظیم بھیجی اور اُنپر کامل رحمت ارسال فرمائی بشرطیکہ قبول کرین اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین تاکہ یہ لوگ شکر کرین مگر ان لوگون نے کفر کیا اور مترجم کہتا ہی کہ اسکے ساتھ مین یہ بھی جان لینا چاہیے کہ حلاف نہین زنیم جسکا ذکر ہو چکا ہی وہ زکوٰۃ نہین دیتا تھا بلکہ دل سے اسکو مکروہ جانتا تھا چنانچہ بعض اٹھارہوین پارہ کے اول قد افلح المؤمنون کی تفسیر مین بیان ہو چکا ہے اور زکوٰۃ سے انکار کرنا نعمت مال کی ناشکری ہی لہذا فرمایا۔ انا بلونا ہم۔ ہم نے ان لوگون کو امتحان مین ڈالا ہی **ف** اہل تفسیر نے کہا کہ مراد قریش ہین

Marfat.com

مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ قریش نے سب سے پہلے اس نعمت عظمی سے کفر کیا پھر اسکے بعد ہر زمانہ مین قیامت تک جو کافر ہوئے وہ بھی اسی طرح
کفران کر نیوالی ہین اور اللہ تعالی نے سب کو امتحان مین ڈالا ہی اور دنیا کی دولت انکو عطا فرمائی ہی۔ **كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ**
جیسے ہم نے مشہور باغ والون کو امتحان مین ڈالا تھا **ف** یہ باغ طرح طرح کے انگور و کھجور و انار وغیرہ پھلون سے آراستہ تھا اگر کوئی کہے کہ
اللہ تعالی کیونکر امتحان فرماتا ہی وہ تو عالم الغیب ہی سب جانتا ہی جل شانہ (جواب) خطیب رح نے لکھا کہ معنے یہ ہین ہم سب جانتے ہین ولیکن ہم نے انکے ساتھ
معاملہ وہ کیا جس سے انکا حال ظاہر ہوا اور حاصل یہ کہ اللہ تعالی کو جو بات انکے باطنی حال سے معلوم ہی وہ بندون کو نہین ظاہر ہوئی تو اللہ تعالی نے
وہ معاملہ پیدا کیا جس سے انکا باطنی خیال ظاہر ہو تو عالم الشہادۃ مین سب بندے بھی وہان جان جاوین جیسے عالم الغیب عزوجل جانتا ہی خطیب نے
کہا کہ (الجنۃ) بالف لام معرفہ بیان فرمایا کیونکہ عرب مین یہ باغ معروف تھا اور وہ بہت عمدہ اور بہت بڑا باغ تھا وہ صنعاء سے دو منزل ادھر تھا
اسکو صروان کہتے تھے اور مسافرون کے راستہ پر تھا اور اسکا مالک پھلون کی تیاری کے وقت منادی کرتا کہ اس ملک مین جو لوگ مسکین ہین
سب تشریف لاوین پس وہ کھیتی مین سے کچھ کھیتی کو اور ہر قسم کے پھلون مین سے پھلون کو مساکین کے واسطے چھوڑ دیتا تھا جب مساکین اسکو جمع کرتے
تو بہت بڑا انبار ہو جاتا تھا خطیب رح نے لکھا کہ جو پھل ہوا سے گرے یا درخت کے گرد سے دور چھٹک جائے وہ بھی مساکین کے لیے چھوڑ دیتا تھا۔
مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ ہر وقت ہوتا ہو یعنے اس راہ سے جو مسافر گزرتا تھا تو مالک باغ نے یہ مقرر کیا تھا کہ جو پھل گرے یا دور چھٹکے وہ انکے
واسطے مباح ہی اور حدیث مین بھی وارد ہی کہ جو بھوکا محتاج کسی باغ مین جاوے وہ گرے ہوے پھل کھا کر اپنی بھوک بجھاوے لیکن نہ چھوڑے
اور نہ باندھ لاوے (صحیح مسلم) **واحدی** رحمہ اللہ تعالی نے لکھا کہ اس باغ مشہور کے مالک ایک قوم قبیلہ ثقیف مین سے تھے اور یہ باغ یمن
مین تھا اور یہ لوگ مسلمان تھے انھون نے اپنے باپ سے یہ قطعہ میراث پایا تھا اسمین ہر طرح کے پھلون و خرما کے درخت تھے اور جابجا کھیتی ہوتی
تھی اور ان کے باپ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کھیتی کاٹنے کا وقت آتا یا پھل توڑنے کا وقت آتا تو وہ اسمین سے ایک حصہ مساکین کے واسطے
مقرر کرتا تھا جب وہ مرگیا تو اُسکے بیٹون نے آپس مین مشورہ کیا کہ مال قلیل ہی اور ہمارے اہل و عیال بہت ہین ہم سے یہ نہین ہوسکتا ہے کہ
مفت خورے مسکینون کو اسمین سے دیا کرین جیسے ہمارا باپ نادانی کرتا تھا غرض یہ قصد کرلیا کہ مسکینون کو کچھ نہ دیوین اور صبح ہوتے ہی پھل
توڑلین کہ مسکینون کو خبر نہو آخر انکا وہ انجام ہوا جو اللہ تعالی نے بیان فرمایا حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہی کہ یہ لوگ کفار تھے
نسفی رح نے مدارک مین لکھا کہ جمہور مفسرین کے نزدیک وہ لوگ مسلمان تھے مترجم کہتا ہی کہ شاید حضرت حسن رح کی مراد یہ ہو کہ یہ لوگ کفران نعمت
کرنیوالے ناشکرے تھے **کلبی** رح سے روایت ہی کہ شہر صنعاء یمن سے اُنکے باغ تک دو منزل کا فاصلہ تھا۔ اللہ تعالی نے اُنکو امتحان مین ڈالا
پھر جب انھون نے ناشکری کی تو اُنکا باغ جلا دیا **قرطبی و زرقانی** رح نے لکھا کہ یہ باغ شہر صروان مین تھا جو صنعاء سے چند فرسخ کے فاصلہ
پر ہی اور ان لوگونکا زمانہ حضرت عیسی علیہ السلام کے اُٹھائے جانے سے کچھ مدت بعد ہی **بیضاوی** کے حواشی مین بھی اسیطرح لکھا ہی ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یہ لوگ اہل حبش سے تھے انکے باپ کا ایک باغ تھا جسمین سے وہ مساکین کو بھی رزق دیا کرتا تھا جب وہ مرگیا تو
ان لڑکون نے ناخلفی سے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا جو مساکین کو دیا کرتا تھا۔ **إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ**۔ جب انھون نے
قسمین کھائین کہ باغ کو صبح ہوتے ہی توڑلین گے **ف** یعنے باغ کے پھل توڑلین گے **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے باہمی مشورہ مین انھون نے
قسمین کھائین کہ باغ کے پھل ہم لوگ راتی رات توڑ لینگے تاکہ مسکینون کو خبر نہووے اور نہ کوئی سائل آنے پاوے تاکہ ہمارے پاس مال کثرت سے
باقی رہے **وَلَا يَسْتَثْنُونَ**۔ اور استثنا نہین کرتے تھے **ف** یعنے قسم کھاتے تھے اس حال سے کہ قسم مین انشاء اللہ تعالی نہین کہتے
تھے یعنے جب باہم قسم کھاتے تو یون کہتے کہ واللہ صبح ہوتے ہی اپنے سب پھل توڑ لاوینگے اور یہ نہین کہتے تھے کہ انشاء اللہ تعالی توڑ
لاوینگے اسیواسطے اللہ تعالی نے اُنکو قسم مین جھوٹا کیا۔ اگر کہا جاوے کہ آیندہ آیات سے معلوم ہوگا کہ ان لوگون [illegible] سے اور

Marfat.com

کہتا تھا کہ تم لوگ یہ خیال چھوڑ دو اور جسطرح ہمارا باپ مساکین و فقرا کو دیا کرتا تھا اسیطرح احسان کرو تو پھر کیونکر فرمایا کہ ان سبھون نے قسم کھائی جواب مین بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہان بات یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے شاید یہ ذکر اسواسطے نہین فرمایا کہ آیندہ کلام سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے باوجود اسکے اوسط کی گفتگو سے کچھ اثر بھی نہین ہوا تھا مترجم کہتا ہے کہ شاید اوسط نے پہلے اُن سے کہا ہو کہ باپ کا طریقہ وشان ترک نہ کرو کہ اسکا انجام اچھا نہین معلوم ہوتا پھر جب باقیون نے اپنی رائے پر اصرار کیا اور اُسکو بیوقوف بنایا تو وہ بھی سبھون کی رائے مین شامل ہو گیا کیونکہ آیت مین آخری نتیجہ مذکور ہے- واضح ہو کہ اگر اوسط باعتبار تعداد کے ہو تو ظاہر ہے کہ یہ لوگ تین بھائی تھے اکبر واصغر پہلے سے متفق تھے اور اوسط بھی آخر متفق ہو گیا اور اگر اوسط باعتبار عقل وفضل کے مراد ہے جیسا کہ عرب کا محاورہ ہے تو یہ معنے یہ ہونگے کہ ان لوگون کی جماعت مین سے جو باعتبار رائے وعدل کے اوسط تھا اُسنے ابتدا مین اُنسے مخالفت کی پھر آخر وہ بھی شریک ہو گیا اور انھون نے متفق ہو کر حتمی قسم کھائی کہ صبح ہوتے ہی سب پھل توڑ لینگے کہ فقیرون کو خبر بھی نہونے پاوے اور یہ بھی نہین کہتے تھے کہ انشاء اللہ ہم ایسا کر لینگے پس اللہ تعالیٰ نے خشم فرمایا- فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ- پس پھیر کیا اس باغ پر ایک پھیرا کرنے والے نے تیرے رب کی طرف سے درحالیکہ وہ لوگ پڑے سوتے تھے ف یعنے اُنکے اس عزم مصمم کا اور اُس پکے غرور کا یہ نتیجہ ہوا کہ رب عزوجل کی طرف سے راتی راتا ایک عذاب مہلک پہونچا جس نے اُس باغ کو گھیر لیا بعض نے کہا کہ ایک آگ تھی جس نے راتی راتا اسکو گھیر کر جلا دیا کہ اُسمین سے کچھ نہین رہا- طیف- خیال کو کہتے ہین- طائف وہ چیز جو اچانک آجاوے فراءؒ نے کہا کہ ایسا امر جو رات مین آوے لیکن علماءؒ نے رات کی قید رد کر دی بدلیل قولہ تعالیٰ اذا مسہم طائف من الشیطان الآیہ کیونکہ شیطان کی طرف سے طائف کا آنا کچھ رات مین مخصوص نہین ہے- مقاتل وغیرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آگ بھیجی جسنے باغ کو حلقہ کر کے خاک سیاہ کر دیا اور وہ لوگ ہنوز سوتے تھے فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ- پس وہ باغ ہو گیا مانند صریم کے ف ابن عباسؓ نے کہا یعنے سیاہ رات کے مانند ہو گیا- ثوری وسدیؒ نے کہا کہ کاٹی ہوئی کھیتی کے مانند یعنے بالکل خشک ہو گیا- ابن عباسؓ نے کہا کہ طائف من ربک- یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امر آیا- بعض نے کہا کہ جبرئیلؑ نے آکر وہ تختہ اُکھاڑ لیا اور بعض نے کہا کہ صریم وہ درخت جسکے پھل بالکل توڑ لیے جاوین بہرحال خلاصہ یہ کہ اس طائف نے اُسکو ایسا تلف کیا کہ اُسمین کچھ نہ رہا کیونکہ اُن لوگون نے دنیاوی حرص مین چاہا تھا کہ سب ہی سمیٹ لیوین اور زکوٰۃ کچھ نہ دین تو یہ نتیجہ ہوا کہ انکو کچھ نہ ملا حالانکہ اُنکا باپ اپنی نیک نیتی سے اُسکی زکوٰۃ دیتا تھا تو اسکی برکت سے طوارق آفات سے محفوظ رہتا تھا بلکہ پیداوار مین کثرت ہوتی تھی قرطبیؒ نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہے کہ آدمی جس بات پر عزم مصمم کرتا ہے تو اُسکے مواخذہ مین پکڑا جاتا ہے اگرچہ ابھی وہ کام نہ کیا ہو کیونکہ ان لوگون نے یہ قصد مصمم کیا تھا یعنے قسم کے ساتھ عزم کیا تھا کہ سب توڑ لین اور مساکین کو کچھ نہ دین تو اس عزم پر یہ عذاب ہوا حالانکہ انھون نے ابھی ایسا نہین کیا تھا اور اسکی نظیر قولہ تعالیٰ ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم- یعنے جو شخص خانہ کعبہ مین ظلم کے ساتھ الحاد کا قصد کرے ہم اُسکو عذاب الیم چکھاوینگے -ھ- اور صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوار لیکر مقابل ہوتے ہین توجسنے قتل کیا اور جو مارا گیا وہ دونون جہنم مین ہین صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت بھلا یہ تو قاتل تھا (اسلیے جہنم مین گیا) پھر اس مقتول کا کیا حال ہے (کہ قتل بھی کیا گیا اور جہنم مین ڈالا گیا) آپ نے فرمایا کہ وہ اس لیے جہنم مین گیا کہ وہ اپنے مقابل کے قتل کر ڈالنے پر حریص تھا (البخاری ومسلم وغیرہما) خلاصہ یہ کہ مقتول خود دل سے یہی عزم بلکہ حرص رکھتا تھا کہ مقابل کو قتل کرے لیکن تقدیر سے داؤن اسکا پڑ گیا اور اُسی نے قتل کر دیا خاص اس آیت کے متعلق حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار تم لوگ معصیت سے دور بچے رہو کیونکہ بندہ ایک گناہ فقط کرتا ہے جسکی وجہ سے ایک باب علم بھلا دیا جاتا ہے اور بندہ ایک گناہ کرتا ہے جسکی وجہ سے رات مین قیام تہجد سے محروم ہو جاتا ہے (یعنے اُسکو توفیق نہین ملتی ہے) اور بندہ ایک گناہ کرتا ہے بس ایسے

Marfat.com

سے محروم ہوجاتا ہی جو اسکے واسطے مہیا کیا گیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فطاف علیہا طائف من ربک الآیۃ یعنی وہ لوگ
گناہ کی وجہ سے اپنے باغ سے محروم ہوگئے (رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم وعبد بن حمید) قرطبی رحؒ نے کہا کہ قصد کے گناہ سے محروم ہونا
اسطرح محمول ہی کہ آدمی نے اس گناہ کا عزم مصمم کرلیا ہو اور اگر مصمم نہو تو جبتک عمل میں نہ لاوے محروم نہوگا جیسا کہ احادیث دیگر سے ثابت ہی
(... وغیرہ) مترجم کہتا ہی کہ اس مقام پر عزم مصمم تو قسم سے ثابت ہی ولیکن شاید یہ لوگ اسوجہ سے اس بلا میں ڈالے گئے ہوں کہ انھوں
نے ایک گناہ عظیم کا ارتکاب بھی کیا اور وہ قسم کھتمی بدون استثناء ہی یعنے یہ قسم کھائی کہ ہم صبح ہوتے ہی سب پھل اپنے قبضے میں حاصل کرلینگے
اور یہ تکبر و اپنی قوت ومال کا دعوی ہی حالانکہ جو آیندہ ہونے والا ہی اُسکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا تو لازم ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ
کہے اور قرآن مجید میں خود اسطرف اشارہ موجود ہی بقولہ تعالیٰ - ولا یستثنون فطاف علیہا الخ یعنے وہ لوگ قسم میں استثنا نہیں کرتے تھے ہکا نتیجہ
یہ ہوا کہ الخ پس یہاں عزم مصمم کے ساتھ میں یہ فعل حرام بھی موجود ہی آلقصہ وہ لوگ بدنیتی کے ساتھ قسم باطل متضمن گناہ کھا کر خواب
خرگوش میں سو رہے اور وہاں رات میں باغ برباد ہوچکا یہ لوگ تڑکے اُٹھے - فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ - پھر صبح ہوتے ہی آپس میں
ایک نے دوسرے کو پکارا - اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِيْنَ - کہ سویرے چلو اپنی کھیتی پر اگر تمکو
پھل توڑنا ہیں ف ای اقبلوا علیہ - اسپر متوجہ ہو (زمخشری) مجاہد رحؒ نے کہا کہ انکی کھیتی انگور تھی (ابن کثیر) کھیتی سے اناج کی کھیتی
مراد نہیں ہی بلکہ پیداوار مراد ہی جیسے عورتیں کھیتی ہیں خلاصہ یہ کہ باہم ایک دوسرے کو آواز دی کہ اگر پھل توڑنا منظور ہی تو جلدی چلو
مسکین وفقیر لوگ آنے نہ پاویں - فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ - پس چل نکلے درحالیکہ خفیہ باتیں کرتے جاتے تھے ف
تاکہ کوئی غیر انکی گفتگو نہ سنے عالم الغیب جل شانہ نے انکی گفتگو ظاہر کردی بقولہ تعالیٰ - اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ
مِّسْكِيْنٌ - یہ کہ باغ میں آج تمھارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پاوے ف یہ خفیہ باتیں کرتے تھے یعنے ایک دوسرے سے کہتا کہ آج
وہاں کسی مسکین کو اپنے پاس نہ آنے دینا (ابن کثیر) اور خطیبؒ نے کہا کہ آج یعنے دن بھر کوئی مسکین نہ آوے (س) مترجم کہتا ہی کہ
انھوں نے صبح ہوتے ہی پھل توڑنیکا قصد کیا تھا تاکہ کسی مسکین کو خبر نہو پھر اس خفیہ گفتگو کے کیا معنے ہیں اور جواب میرے نزدیک کئی
طرح ہوسکتا ہی اول یہ کہ خیال دل کو پختہ کرتے تھے یعنے تجویز ہوا ہی اسی رائے پر جمے رہو کہ کسی مسکین کو نہ آنے دو کیونکہ ان میں سے
اوسط نے اختلاف کیا تھا کہ بدستور سابق مساکین کو حصہ دیدو دوم یہ کہ اسوقت سے کام کرنے میں مساکین کو خبر نہوگی اور اگر کسی کو خبر بھی
ہوجاوے تو اسکو آنے نہ دو اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ جہاں باغ توڑا جاتا ہی تو عموماً راہ کے مساکین امیدوار ہوکر کھڑے ہوجاتے ہیں تو قصد
کیا کہ آج کسی مسکین کو بھی آنے نہ دو اور ظاہر یہ کہ اُنھوں نے خیال کیا کہ صبح ایسی جلدی کیونکر ہم اتنا بڑا باغ توڑ سکتے ہیں تو قصد کرلیا کہ
آج کوئی مسکین آوے تو جھڑک دو اور مت آنے دو خطیبؒ نے لکھا کہ بقاعیؒ نے کہا کہ اس موقع پر اُنکے اوسط نے کہا کہ تم لوگ ایسا
نہ کرو بلکہ والد بزرگوار کی طرح مساکین کو الحاق پہونچاؤ لیکن اُنھوں نے نہ مانا - وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ - اور سویرے ہی
چلے اپنے گھمنڈ پر قدرت والے بنے ہوئے ف حرد قوت وشدت ہی مجاہد نے کہا کہ حرد کوشش کی چال عکرمہؒ نے کہا کہ حرد یعنے جوش میں
بھرے ہوئے - ابو عبیدہؒ نے کہا کہ (علی حرد) یعنے مسکینوں کو روکنے پر تلے ہوئے جیسے عرب بولتے ہیں کہ (حاردت الابل) جبکہ دودھ دینے میں
کمی کرے اور شعبیؒ وسفیانؒ سے روایت ہی کہ قولہ علی حرد یعنے مسکینوں پر غصے میں بھرے ہوئے اگر کہا جاوے کہ (قادرین) کے کیا معنے ہیں
(جواب) یہ کہ اپنے زعم میں قدرت والے بنے تھے خلاصہ یہ کہ وہ لوگ صبح کو مساکین کے خیال سے دلگیر ہوئے اور آخر خفیہ یہ عزم کرلیا کہ آج
کسی مسکین کو مت آنے دو اور غصے میں بھرے ہوئے اس تصور میں روانہ ہوئے کہ ہم لوگ سب پھل توڑ کر گھر لے آوینگے یعنے انکو ان
سب پھلوں پر پوری قدرت حاصل ہی - فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَاۤلُّوْنَ - پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم

بھٹکے ہین ف پھر جب تھوڑی دیر مین اس باغ مین پہونچے تو وہ سیاہ ریگ کا تودہ تھا نہ وہان درخت تھے اور نہ پھل تھے تو آپس مین کہنے لگے کہ شاید ہم لوگ راستہ بھول گئے ہین یہ وہ مقام نہین ہی لیکن مدت مدید سے وہ موقع ومحل پہچانتے تھے تھوڑی توجہ سے یہ شبہہ دور ہوگیا اور سمجھے کہ یہ وہی ہی تو قول اول سے اضراب کرکے کہا۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ - بلکہ ہم لوگ محروم ہین ف باغ تو وہی ہے لیکن ہمارے واسطے محرومی ہی ہمکو اس سے کچھ نصیب نہ دیا جائیگا کیونکہ ہم نے مساکین کا حق باطل کرنے پر عزم کرلیا تھا۔ کہا گیا کہ اس زمانے مین باغات وغیرہ کی پیداوار سے یہ حق دینا واجب تھا مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ حق مستحب ہو لیکن انھون نے قسم مین بڑی غلطی کی لہذا فرمایا قَالَ اَوْسَطُهُمْ - انمین سے اوسط نے کہا ف جس کی رائے وعقل درست تھی - ابن عباس و ایک جماعت نے فرمایا کہ ان سب مین عادل اور بہتر تھا - اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ - کہا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ تم کیون تسبیح نہین کرتے ف سبحان اللہ کیون نہین کہتے ہو - مجاہد وسدی وابن جریج نے کہا یعنے تم استثنا کیون نہین کرتے ہو - سدی نے کہا کہ اُس زمانے مین استثنا یہ تھا کہ سبحان اللہ کہین (ع) اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جب اُن لوگون نے باہم قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہی توڑ لین گے اور کسی فقیر کو کچھ نہ دینگے تو اوسط نے انکو منع کیا کہ فقیرون کا حق روکنے کا قصد مت کرو اور اس قسم مین استثنا کرلو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم صبح توڑلاوینگے - انھون نے نہ مانا بلکہ شاید یہ جواب دیا ہو کہ مال تیار ہی اور ہم سب قوی ہین کیونکہ آیت مین اشارہ ہی کہ غدوا علی حرد قادرین - یعنے صبح کو بڑے گھمنڈ کے ساتھ اپنے آپ کو قادر سمجھتے ہوے چلے شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تسبیح یہان یہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہہ بعض نے کہا کہ یہ معنے ہین کہ اوسط نے انسے کہا تھا کہ تم لوگ کیون اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح وشکر نہین کرتے ہو کہ تم کو اُس نے یہ نعمت عظیمہ عطا فرمائی ہے (ع) نحاس رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اصل مین تسبیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی جاوے تو یہان انشاء اللہ تعالیٰ کی جگہ تسبیح فرمائی کیونکہ معنے یہ ہین کہ پاک ہی اللہ تعالیٰ اس بات سے کہ کوئی چیز بدون اُسکی مشیت کے واقع ہو (خطیب) یعنے انھون نے کہا تھا کہ قسم ہے کہ ہم کل صبح ہی سب پھل توڑلاوینگے یہ بات جب ہی ہوسکتی ہی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو منظور ہو کیونکہ اگر مخلوقات اپنی قدرت سے کچھ پیدا کرے تو وحدانیت الوہیت کیونکر ہو پس معنے یہ ہین کہ وہی چاہے تو ہمارے ہاتھون یہ کام پیدا کردے امام فخر رازی رح نے کبیر مین لکھا کہ تسبیح یہ کہ ہر قسم کی بُرائی سے درگاہ کبریائی پاک ہی پھر اگر کوئی چیز خلاف ارادۂ الٰہی کے واقع ہوجاوے تو اُسکی قدرت مین نقص ہوا جب انشاء اللہ تعالیٰ کہا تو یہ بات نہین رہی اسی سے یہ کلمہ تسبیح ہی (ھ) خلاصہ یہ کہ اس موقع کے لائق تسبیح مراد ہی یعنے انشاء اللہ تعالیٰ بعض نے کہا کہ یہ معنے ہین کہ تم لوگ اپنی بدنیت اور بدفعلی سے استغفار کیون نہین کرتے ہو مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ مراد ہی کہ اوسط نے اس وقت یہ حالت دیکھکر اُنسے کہا تو الم اقل لکم کے خلاف ہی اور اگر مراد یہ کہ جب اُنھون نے نیت بدلی تھی اور قسم کھائی تھی اسوقت کہا تھا تو بیان اول زیادہ مناسب ہی بعض نے کہا کہ جب قوم نے زکوۃ دینے سے انکار کیا اور اپنے مال وقوت پر گھمنڈ کیا تو اوسط نے اُنسے کہا کہ اس معصیت سے توبہ کرو قبل اسکے کہ عذاب آدے لیکن قوم نے محرومی قسمت سے خیال نہ کیا - جب یہ عذاب دیکھ لیا تو اوسط نے انکو اپنی نصیحت یاد دلائی تو فوراً انھون نے مان لی - قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ - کہنے لگے کہ پاک ہی ہمارا رب بیشک ہم لوگ ظالم تھے ف یعنے ہمارا رب پاک ہے کہ اسکی ملکت مین بغیر اسکی مشیت کے کوئی بات کسی مخلوق سے ہوسکے اور اسنے کچھ ظلم نہین کیا بلکہ ہم ہی لوگ اپنی جان پر ظلم کرنے والے تھے - ابن کثیر رح نے لکھا کہ اب انھون نے توبہ کی کہ جب ندامت بے سود ہوگئی فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ - پس متوجہ ہوا بعض انمین کا بعض پر ملامت کرتے تھے ف یعنے اُن لوگون نے باہم ایک نے دوسرے کی طرف رخ کرکے ملامت کرنی شروع کی اس بات پر کہ انھون نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ - کہنے لگے کہ ہاے ہماری بربادی کہ بیشک ہم لوگ ظلم کے ساتھ حد سے بڑھ چلنے والے تھے ف اور خطیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ ان مین باہمی ملامت اس طرح تھی

Marfat.com

ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے ہی ہمکو یہ بُری رائے سمجھائی تھی آسنے کہا کہ پہلے تو نے ہی ہم سے کہا تھا کہ عیال بڑھتے جاتے ہیں
ہمارے پاس کچھ بچتا نہین ہے آخر محتاج ہو جاوینگے - تیسرے نے کہا کہ تم ہی نے مال جمع کرنے کی حرص دلائی اُس نے
جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے مین تو نے میری بات کیون نہ مانی - مجھے سب سے پہلے اپنے رب عزوجل کے حکم پر دصیان رکھنا تھا
ایک نے کہا کہ آخر اس بحث سے اب کیا نتیجہ ہو خدائے تعالیٰ کی درگاہ مین عاجزی و توبہ کرو تو سب نے کہا کہ واقعی ہم سب
اس بدکاری مین ظالم تھے اب ہم اسی کی جناب مین توبہ کرتے ہین عَسٰی رَبُّنَآ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ
اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ - اُمید ہو کہ ہمارا رب ہمکو بدل دے اس سے بہتر ہم اپنے رب کی طرف راغب ہین ف وہی اپنے
بندون کی خطائین بخشنے والا اور معاف کرکے انعامات غیر متناہی عطا کرنے والا ہو خطیب نے لکھا کہ بعض نے بیان کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کی توبہ قبول کی اور اُسکے عوض مین اُنکو ایک باغ دیا جسکو حیوان کہتے ہین جسمین انگور کا ایک خوشہ اسقدر بڑا ہوتا تھا کہ ایک
خچر اُسکو اُٹھاتا تھا اسکو بغوی رح نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو - ابو خالد الیمانی رح نے کہا کہ مین خود اس باغ مین گیا ہون مین نے
دیکھا کہ ہر خوشہ اس مین سے ایسا لٹکتا تھا جیسے سیاہ حبشی کھڑا ہو قتادہ رح سے کسی نے پوچھا کہ اس باغ والے لوگ کیا مسلمان تھے - قتادہ رح نے کہا کہ
تو نے مجھے تعب مین ڈالدیا اور اکثر یہ کہتے ہین کہ انھون نے توبہ کی اور خالص ہوگئے اسکو قشیری رح نے نقل کیا ہو شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہان
دو قول ہین ایک یہ کہ اُن لوگون نے دنیا مین اسکا بدل چاہا تھا اور دوم یہ کہ انھون نے آخرت مین اسکا ثواب مانگا تھا مترجم کہتا ہو کہ اگر
ابن مسعود رض سے روایت مذکور صحیح ہو تو شاید اُنھون نے جنت آخرت کی طرف اشارہ کیا ہو کیونکہ وہی حیوان ہو واللہ تعالیٰ اعلم ابن کثیر رح نے
لکھا کہ بعض سلف نے ذکر کیا کہ یہ لوگ جنکے باغ کا بیان ہوا ہو اہل یمن مین سے تھے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ صنعا سے چھ میل کے فاصلہ پر
موضع ضروان مین سے تھے اور بعض نے کہا کہ اہل حبشہ سے تھے اور اہل کتاب تھے اور انکے باپ نے یہ باغ عظیم ان کے لیے میراث چھوڑا
تھا اور جب تک زندہ رہا عمدہ طریقے سے برتاؤ کرتا تھا کہ باغ سے جو کچھ غلہ و پیداوار حاصل ہوتی تھی اول اسمین سے دوبارہ پیداوار
و تعمیر کے لیے جو کچھ ضرورت تھی نکال لیتا اور باقی مین سے اپنے اہل و عیال کا سالانہ روزینہ رکھ لیتا تھا اور جو کچھ باقی رہا وہ سب
مساکین کو صدقہ دیتا تھا - جب وہ مرا تو اولاد نے کہا کہ ہمارا باپ نادان تھا کہ اس کثیر پیداوار مین سے کچھ ذخیرہ جمع نہ کیا اور اگر ہم لوگ
مساکین کو نہ دین تو ہمارے پاس دولت جمع ہو جاوے - جب اُنھون نے یہ عزم مصمم کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو سزا دی کہ جو کچھ چاہتے تھے
اُسکا اُلٹا ہو گیا پس راس المال و نفع و صدقہ سب ہی جاتا رہا - كَذٰلِكَ الْعَذَابُ - یون ہی عذاب ہو ف یعنے جو کوئی حکم
الٰہی کے فرائض سے بے پروائی کرے اور نعمت الٰہی کا شکر نہ کرے اور محتاجون کی خبرگیری نہ کرے تو اسیطرح عذاب آتا ہو (ع) جیسے
ہم نے اس باغ والونکو امتحان مین ڈالا اور جس چیز پر اُنھون نے بھروسا کیا تھا اور بدکرداری و نافرمانی کو اپنے نزدیک بہتر سمجھے تھے
جسنے انکا غرور توڑ دیا اور وہ چیز تباہ کردی یون ہی ہم نے اہل مکہ کو عذاب سے ڈرایا ہو اور عنقریب جب وقت آویگا ہمارا عذاب
کفار مکہ پر نازل ہوگا - وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ - اور عذاب آخرت بیشک بہت بڑا ہو اگر یہ لوگ
جانتے ف یعنے اگر اُسکی سختی جانتے تو ہزار بار اس سے پناہ مانگتے ابن کثیر رح نے لکھا کہ حافظ ابو بکر البیہقی نے حدیث امام جعفر بن محمد
بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم عن ابیہ عن جدہ مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات مین
کھیتی کاٹنے سے اور پھل توڑنے سے منع فرمایا ہو ع - خطیب نے کہا کہ عذاب آخرت جہانتک انکا قیاس بلکہ خیال بلکہ وہم پہونچے
واللہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو اگر کسی وقت انکو اسمین سے کچھ بھی آگاہی ہو جاتی تو فوراً اپنی حالت چھوڑ دیتے
اعاذنا اللہ تعالےٰ من عذابہ مطلقاً۔

Marfat.com

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ○ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ○

البتہ ڈر والون کو ہے اپنے رب کے پاس باغ ہین نعمت کے کیا ہم کر دینگے حکم بردارون کو برابر گناہگارون کے

مَا لَكُمْ وقفہ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ○ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ○ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا

کیا ہوا تمکو کیسی بات ٹھہراتے ہو کیا تم پاس کوئی کتاب ہی جسمین پڑھ لیتے ہو اُسمین ملتا ہے تمکو جو

تَخَيَّرُونَ ○ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ○

پسند کرو کیا تم نے ہم سے قسمین لی ہین پوری قیامت کے دن تک پونہچے جو تمکو ملے گا جو ٹھہراؤ گے

سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ○ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ

پوچھ انسے کونسا انمین اُسکا ذمہ لیتا ہے کیا انکے کوئی شریک ہین جو چاہیے لے آوین اپنے شریک

إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ○

اگر وہ سچے ہین

معانقہ عند المتقدمین

خطیب نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کفار مجرمین کا عذاب بیان کردیا جنکا اعتقاد یہ تھا کہ صریح ممکنات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر جانتے اور جنت ودوزخ کو نہین مانتے تھے تو اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے متقین مسلمین کا ثواب بتلایا اور انکے مقابلے مین کافرون کو مردود کردیا اور امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیاوی جنت یعنے باغ نفیس کے مالکون کے کفران نعمت کا وبال ظاہر کردیا کہ اس شامت سے کیا نقمت وذلت انکو ملی تو انکے خلاف مسلمین کی عزت سے آگاہ فرمایا کہ انکے لیے جنت النعیم بے زوال وبے مثل وبے مثال ہے **اقول** دنیاوی جنت یعنے باغ صروان کے لوگونکا قصہ محض عبرت ہے کہ قریش کے زنیم کی طرح انھون نے بھی مال وعیال پر گھمنڈ کیا اور ظاہری اسباب پر نظر کرکے اپنے آپ کو قادر سمجھا اور باغ دنیا درحقیقت فانی تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر مجرم انتہائی درجہ بدکار ہے اسنے دائمی جنت کھوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا نہایت شکر اور ثمر نعمت جنت دائمی ہے لہذا فرمایا۔ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ بیشک پرہیزگارون کے لیے انکے رب تعالیٰ کے یہان نعمت کے باغات ہین **ف** یعنے جن بندون نے شرک وکفر سے تقویٰ کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو دل سے لیا تو انکے لیے جنات النعیم ہین جنکا نشان دنیا مین ممکن نہین بلکہ تصور بھی نہین ہوسکتا حتی کہ کافرون نے اس جنت کا وصف سُنکر کہا کہ اسکا ہونا غیر ممکن ہے یہ کافر کی حماقت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ جو آسمان وزمین مین سامنے موجود ہے وہ بالکل قطعی یقینی دلیل ہے کہ اسکی قدرت مین یہ جنت نہایت آسان ہے مترجم کہتا ہے کہ کفر عجب بے انتہا حماقت ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہم بندون کو بہت ہی دور رکھے جسقدر آسمان ہفتم اس زمین سے دور ہے آمین یا ارحم الراحمین۔ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ۔ کیا ہم مسلمانونکو مجرمون کے برابر کرینگے **ف** اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندون پر کرم فرماتا ہے کہ ہم انکو مجرم کافرون کے مثل نہین کرینگے مجرم سے مراد وہ لوگ جو جرم مین اصلی ہین یعنے کافر ہین اور اسکا بھید یہ ہے کہ اعمال انسان کے پتّے وپھل ہین کیا نہین جانتے ہو کہ جب آدمی توبہ کرتا ہے تو خزان کے موسم کی طرح بندے کے گناہ جھڑ جاتے ہین اور ایمان توحید یا شرک انکی جڑ وپیڑی دیا لوہے وہ اصل ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو جو کوئی مسلمان ہے اسکی جڑ پیڑی توحید ہے اسی بنیاد پر دنیا مین اسکا اعتقاد ہے اور اگر اسنے گناہ کیا تو بھی یہ کڑوا پھل ہے اس سے پیڑی وجڑ نہین بدلتی تو مسلمان متقی اور مسلمان گنہگار اصل توحید مین ہین لیکن گنہگار مین ویسے پھل وپتے الگ سے چپکے ہوے ہین جیسے کفار مین ہین پس یہ گمان نہ ہو کہ مجرم ہے خلاصہ یہ کہ مسلمان خواہ متقی ہو یا گنہگار ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم کفار کے برابر نہین ہے **علی قاری**ؒ نے حاشیہ جلالین مین کہا کہ کفار تو کہتے تھے کہ مسلمانون سے ہم افضل ہین کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ہی سب کرتا ہے تو اُسی نے مسلمانون کو فقیر کیا اور ہمکو مالدار سردار

Marfat.com

:ابا ہی پس اگر ہم اُسکے نزدیک اچھے نہوتے تو یہ نہوتا اور اسی طرح اگر آخرت کوئی چیز ہوئی اور ہم لوگ وہان اُٹھائے گئے تو وہان
بھی ہم افضل رہینگے جب وہ افضل کہتے تھے تو مساوی نہونے سے کیونکر رد ہوا اور جواب یہ ہوسکتا ہو کہ جب مساوی نہین کیے جاوینگے
تو افضل نہونگے مترجم کہتا ہو کہ یہ بدیہی بات ہو کہ جب خدائے تعالیٰ نے کافرون کو مسلمین کے برابر نہین کیا تو کفار افضل کہان سے ہوسکتے ہین
مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ - تمہارے واسطے کیا ہی کیسے تم حکم لگاتے ہو ف یعنے تمھین ایسے من مانے خیالات سے جو محض غلط ہین
کیا حاصل ہوگا اور کس حماقت نے تمکو آمادہ کیا کہ تم ایسا حکم لگاؤ کیونکہ مالک کے دو غلامون مین سے جو اُسکا فرمانبردار پیارا ہو اسکو وہ کیونکر دوسرے
بُرے بدکار غلام کے برابر کریگا اور تم لوگ جو خدا کی وحدانیت وقدرت سے منکر اور نا فرمان ہو کیونکر موحد مسلمانون کے برابر ہوسکتے ہو یہ حکم
تمنے کہان سے نکالا- أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ - کیا تمہارے واسطے کوئی کتاب ہی جسمین پڑھتے ہو ف یعنے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے تمھارے پاس کوئی یقینی کتاب ہی جسمین پڑھکر تمنے یہ حکم نکالا کہ کفار بدکار افضل ہونگے موحدین مسلمین سے مترجم
کہتا ہی کہ یہ تفسیر بعض کا قول ہی اور اکثر مفسرین نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ کیا تمھارے واسطے کوئی کتاب ہی جسمین تم یہ بات پڑھتے ہو کہ
إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ - تمھارے واسطے وہ چیز حاصل ہی جو تم پسند کرو- ف یعنے تمھاری خواہش کے مطابق
تمکو حاصل ہوگا یہ اُس کتاب مین لکھا ہی- خلاصہ یہ کہ کیا تمھارے پاس کوئی کتاب آسمانی ہے جس مین پڑھکر تمکو یہ یقین ہی کہ خدائے تعالیٰ
کے یہان جو کچھ تم پسند کرو اور چاہو گے وہ خاصۃً تمھارے واسطے حاصل ہوجائیگا- أَمْ لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ
الْقِيَٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ - کیا تمھارے واسطے قسمین ہین ہمپر پہونچتی ہوئی قیامت تک کہ تمھارے واسطے ہر وہ چیز ہے
جسکا تم حکم لگاؤ ف یعنے کیا اللہ تعالیٰ نے تمکو عہد و میثاق دیے ہین جو قیامت تک کے واسطے ہون کہ جو تم حکم لگاؤ وہی تمکو حاصل ہو- سَلْهُمْ
أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ - سوال کر کہ کون اُن مین سے اس بات کا کفیل ہی ف یعنے اے خیر الخلق صلی اللہ علیہ وسلم ان احمق
کافرون سے دریافت کر کہ ان مین سے کون شخص اس بات کا ضامن اور کفیل ہی کہ جو کچھ یہ لوگ حکم لگاتے ہین وہی ان کو حاصل ہوگا-
أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوا۟ بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا۟ صَٰدِقِينَ - کیا اُن کے لیے درحقیقت کچھ ساجھی ہین تو لاوین
اپنے ساجھیون کو اگر سچے ہین ف یعنے کیا اُنھون نے اپنے زعم مین اللہ تعالیٰ کے کچھ ساجھی بنائے ہین جنھون نے اُنسے ضمانت کر لی ہی کہ جو کچھ
تم چاہو اور پسند کرو وہ ہم تمکو دلوا دینگے اور تم ان مطیع مسلمانون سے دنیا اور آخرت مین افضل رہوگے یہ ساجھی صرف اُسکے خیال مین ہین یا کہین
اُنکا وجود ہی اگر ہو تو لاوین یعنے محض جھوٹے ہین خدائتعالیٰ کا ساجھی ہونا محال ہی اور کفار جو حکم لگاتے ہین نہ اُنکے پاس کوئی کتاب ہی اور
نہ خدائتعالیٰ کا عہد ہی بلکہ محض اُنکی حماقت ہی اور دنیا اور اُسکی چیزین مع شیطان کے سب پر لعنت ہی تو شیطان ملعون نے اسی لعنت کی
چیزونکو ان کافرونکی نظر مین رچایا اور ان احمقون نے انھین لعنتی چیزونپر اپنی بزرگی کا دار مدار رکھا تو لعنت مین بہت بڑھ گئے نعوذ باللہ
من ذلک- اور لعنت کا انجام جہنم ہے اسی سے ان کو دنیا مین ڈرایا جاتا ہی اور یہ اوندھی سمجھ والے نہین مانتے اور منافق ان کے ساتھی ہین
يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى ٱلسُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَٰشِعَةً
جس دن کھولی جاوے پنڈلی اور بلائے جاوین سجدے کو پھر نہ کر سکین نوی ہین
أَبْصَٰرُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا۟ يُدْعَوْنَ إِلَى ٱلسُّجُودِ وَهُمْ سَٰلِمُونَ ۝
ان کی آنکھین چڑھی آتی ہین اُنپر ذلت اور پہلے انکو بلاتے تھے سجدے کو اور وہ چنگے تھے
فَذَرْنِى وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝
اب چھوڑ دے مجکو اور جھٹلانیوالونکو اس بات کے کہ ہم سیڑھی سیڑھی اُتارینگے اُن کو جہان سے یہ نہ جانین گے

Marfat.com

وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝

اور اُن کو ڈھیل دیتا ہون بیشک میرا داؤ پکا ہی کیا تو مانگتا ہی انسے کچھ نیگ سو اُنپر چٹی بوجھ پڑتی ہے

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

کیا اُنکے پاس خبر ہی غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہین

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ متقین کیواسطے رب عزوجل کے یہان جنت النعیم ہی تو یہان اُسکا وقت بیان فرمایا مترجم کہتا ہی کہ مسلمین اور مجرمین دونون کے واسطے انجام بیان ہو چکا پھر ان آیات مین دونون کے واسطے یہ بیان ہی کہ کب واقع ہوگا اور کیونکر واقع ہوگا بقولہ تعالیٰ۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ - جسدن کھولدیا جائیگا ساق سے اور بلائے جائین گے سجدے کے واسطے تو نہین طاقت پاوینگے درحالیکہ اُن کی آنکھین ذلت کھائی ہوئی اور اُن پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی حالانکہ یہی لوگ سجدہ کو بلائے جاتے تھے جب صحیح سالم تھے **ف** ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہ قیامت کا دن ہوگا اور اسدن ہول وزلزلے وبلائین اور امتحانات وغیرہ سخت امور پیش آوینگے اور بخاری نے حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہمارا رب اپنی ساق کشف فرمائیگا تو اُسکے واسطے ہر مؤمن مرد اور مومنہ عورت سجدے مین گرینگے اور ہر وہ شخص رہجائیگا جو دنیا مین دکھلانے سنانے کو سجدہ کرتا تھا وہ سجدہ کرنے چلیگا تو اُسکی پیٹھ ایک طبق ہوجائیگی (رواہ مسلم وغیرہم) اور یہ حدیث طویل مشہور ہی (خ) قرطبیؒ نے کہا کہ یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالےٰ اپنی ساق (پنڈلی) سے کشف فرماویگا یعنے ظاہر فرماویگا تو یقینی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے عضو وجسم نہین ہی اور نہ وہان کھولنا وبند کرنا ہوسکتا ہی بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ اپنی قدرت سے امر سخت ظاہر فرماویگا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ (ساق) کیا معنے ہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نور عظیم ظاہر فرماویگا اسکے لیے سب سجدے مین گرینگے (الخطیب) اور ابن عباسؓ ۔ یوم یکشف عن ساق۔ کہا کہ یہ دن کرب اور شدت کا ہی (ابن جریر) اور دوسری اسناد سے ابن جریرؒ نے ابن مسعود یا ابن عباسؓ سے بطور شک روایت کیا کہ (عن ساق) یعنے امر عظیم (ابن جریر) اور مجاہد نے کہا یعنے شدت کا معاملہ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قیامت کے روز یہی کشف الساق کی گھڑی سب سے سخت ہوگی۔ علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قیامت کے دن کشف الساق نہایت ہولناک شدید امر ہی اور عوفیؒ نے روایت کی کہ آخرت مین داخل ہونا اور اعمال ظاہر ہونا اور سخت معاملہ کھلنا یہی کشف ساق ہی اور اسی طرح ضحاک وغیرہ نے ابن عباس وغیرہ سے روایت کیا۔ اور ابن جریرؒ نے حدیث ابو موسیٰ مرفوعاً روایت کی جو اوپر مذکور ہوئی اور اسکی اسناد مین روح بن جناح راوی ہی اور ابو یعلی نے بھی روایت کی اسکی اسناد مین ایک راوی مبہم ہی (ابن کثیر) اور صحیح مین حدیث ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز ہر قوم کے سامنے وہ چیز ممثل کردیجائیگی جس کو وہ دنیا مین پوجتے تھے پس ہر قوم اپنے معبود کی طرف چلی جائیگی اور جو لوگ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کو پوجتے تھے وہ کھڑے رہجائین گے تو ان سے کہا جائیگا کہ تم لوگ کس لئے انتظار مین ہو حالانکہ اور لوگ چلے گئے یہ لوگ جواب دینگے کہ ہم لوگ دنیا مین اپنے رب عزوجل کی عبادت کرتے تھے اور ہم نے اُسکو ابھی نہین دیکھا تو کہان جائین اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ کیا تم اُسکو دیکھو تو پہچان لوگے یہ لوگ کہین گے کہ ہان ہم پہچان لینگے تو کہا جاویگا کہ تم نے اُسکو کبھی دیکھا نہین ہی تو کیونکر پہچان لوگے یہ لوگ کہین گے کہ ہمارے رب عزوجل کے مشابہ کوئی چیز نہین ہی پس اللہ تعالیٰ اُنکے واسطے حجاب اُٹھادیگا تو وہ لوگ دیکھتے ہی سجدے مین گر پڑینگے ولیکن ایک قوم سیدھی کھڑی

Marfat.com

ہو جائیگی اُن کی پیٹھ بھینس کے سینگ کی طرح سخت ہوجائیگی اور وہ سجدہ نہین کرسکین گے دیکھو ابن عباسؓ
نے لکھا کہ مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ (عن ساق) اس امر کی شدت وسختی ہی۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اسکی اصلیت یہ ہو کہ آدمی جب
امر عظیم وکار دشوار مین پڑ جاتا ہو جان کوشش سے جد وجہد کی ضرورت ہو تو دامن کمر سے لپیٹ کر پنڈلی تک ساق کھول لیتا ہو تو سیاق کہا
ہوا کہ وقت سخت ہو اور آیت کے معنے یہ ہوے کہ جس دن کام سخت ومعاملہ ہولناک پیش آویگا۔ ابو عبیدہؒ نے بھی کہا کہ جب لڑائی کا ہنگامہ
گرم اور سخت ہوتا ہو تو کہتے ہین کہ لڑائی ساق پر قائم ہو اور کشف ساق کا وقت ہو اور اسیطرح بہت سے ائمۂ لغت نے بیان کیا ہو اور عرب کے
اشعار مین یہ معنے بکثرت مستعمل ہین گویا یہ مثل ہو گئی کہ امر شدید وسخت کو کشف ساق کہنے لگے اسیواسطے زمخشری نے کہا کہ جزام کھولنا اور ساق
کھولنا سختی کار کے واسطے مثل ہوگیا ہو اور نسفی نے کہا کہ بعض نے اللہ تعالیٰ کو تشبیہ دی اور کہا کہ وہ ساق (پنڈلی کھولیگا حالانکہ نہ وہان
پنڈلی ہو اور نہ کھولنا بلکہ سختی کار سے کنایہ ہو اور جس نے تشبیہ کے معنے بیان کیے اُسکو علم معانی وبیان مین لیاقت نہین ہو اور اگر اسکا کہنا
صحیح ہوتا تو لازم آتا کہ جب ساق کھولی جاوے تو آدمی ساق کو پہچانے اسلیے کہ اگر نہ جانیگا تو کیونکر سجدہ کریگا۔ ھ۔ بعض نے اسکا جواب یا
کہ صحیحین وغیرہ مین بکثرت طرق سے یہ حدیث ثابت ہو جسمین ساق کھولنے کی تفسیر مذکور ہو اور خواب مین آدمی کسی سے ملتا ہو اور خود بخود
پہچان لیتا ہو کہ یہ فلان شخص ہو اور اس روز آدمی اپنے اعمال کو پہچان لیگا ولیکن یہ نہین لازم آتا کہ وہ ساق آدمی کی طرح ہو کیونکہ
یہ تو قطعی معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ کوئی چیز نہین ہو لہذا بعض محققین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مقدس ہین جیسے الوجہ والید وغیرہ
اسیطرح (ساق) اسکی صفات مین سے ایک صفت ہو اور جب بندون کی نظر سے حجاب دور کیا جاویگا یعنے اللہ تعالیٰ انہین وہ قوت
پیدا فرماویگا جس سے یہ لوگ دیدار سے مشرف ہون تو اس قوت مین یہ تمیز بھی ہوگی کہ یہ صفت الٰہی عزوجل ہو اور یہ تفسیر ابی ہریرہ و
ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہو خطیبؒ نے لکھا کہ جب اہل ایمان مع منافقین کے سجدے کے لیے بلائے جاوینگے تو یہ وہان عبادت کا
سجدہ نہین ہو بلکہ اسلیے کہ اہل ایمان اپنی جان کا فدیہ پاوین چنانچہ حدیث مین ہو کہ جب یہ لوگ سجدے مین جاوینگے تو اللہ تعالیٰ فرماویگا
کہ اے میرے بندو اپنا سر اُٹھاؤ مین نے تم مین سے ہر شخص کے بدلے ایک ایک یہود ونصاریٰ مین سے فی النار کردیا۔ ابو بردہؓ راوی نے
کہا کہ مین نے عمر بن عبدالعزیز خلیفہ سے یہ حدیث روایت کی تو مجھسے قسم لی کہ تیرے باپ نے تجھسے یہ حدیث روایت کی ہو مین نے تین مرتبہ قسم کھائی
کہ واللہ الذی لا الٰہ الا ہو۔ البتہ میرے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مجھ سے روایت کی ہو تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مین نے
اہل التوحید مین اس سے بڑھکر محبوب حدیث نہین سنی تھی پھر سوائے مؤمنین کے منافقین کفار کی پیٹھ ایک طبق ہوجاویگی وہ سجدہ نہین کرسکینگے
خاشعۃ ابصارہم خشوع اگرچہ دل مین ہوتا ہو لیکن اسکا اثر آنکھون مین بھی ظاہر ہوتا ہو یعنے دل کی گڑگڑاہٹ آنکھون سے ظاہر ہوگی پھر جب
مؤمنین سجدے سے سر اُٹھاوینگے تو انکے چہرے آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاوینگے اور کافرونکے چہرون پر سیاہی چھاجائیگی۔ ترہقہم ذلۃ کے یہی معنے
ہین یعنے شدت سے ذلت ان پر چھائیگی۔ قولہ تعالیٰ قد کانوا یدعون الخ یعنے دنیا مین جب صحیح سالم حالت مین وہ لوگ سجدے کے واسطے بلائے
جاتے تھے تو تکبر وسرکشی سے نہین جاتے تھے لہذا آخرت مین اسکی سزا یہ پائی کہ نجات کے وقت سجدہ نکرسکے جب رب عزوجل نے تجلی فرمائی تھی
اور وہ انعام کا وقت تھا تو مؤمنین سجدہ کرکے سرفراز ہوے اور کفار منافقین کی پیٹھ طبق ہوگئی جب انہین سے کسی نے سجدے کے لیے
زور کیا تو گُدّی کے بل چت گر پڑا اور سجدہ کا اُلٹا ہوگیا جیسے دنیا مین مومنون سے اُلٹی راہ چلتے تھے (ابن کثیرؒ) اس بیان سے
معلوم ہوا کہ شیخ ابن کثیرؒ کے نزدیک مختار یہی ہو کہ کشف ساق ایک تجلی باریتعالیٰ ہو اور یہی قول معتمد ہو اور جو لوگ یہان تاویل کرنے پر
اصرار کرتے ہین انکو لازم یہ تھا کہ آخر کشف الساق کو حدیث مشہور کے موافق تفسیر کرتے اور کہتے کہ یہ ایک قسم تجلی کی ہو کیونکہ قطعاً سب کا
اجماع ہو کہ ساق کے معنے یہ پنڈلی جو آدمیون مین ہوتی ہو ہرگز مراد نہین ہو اور بالاجماع کسی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی شان

Marfat.com

کسی مخلوق سے نہین ہی اور تجلی سے کسی کو انکار نہین ہی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا کہ ان متکلمین نے جنھون نے فلسفہ کے قواعد بر اسلام کے حقائق کو ملانا چاہا یہان محدثین اہل السنۃ والجماعۃ بر زبان درازی کی اہل السنۃ کا قول یہ ہی کہ دین کے مقابلے مین جو بات ہکو ملی کیا اس عقیدہ پر صحابہ و تابعین صالحین تھے ہم اسی پر چلینگے اور اپنی عقل و رائے کو دخل دیکر اصلاح نہ دینگے یعنے ہماری عقل ورائے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت مین عاجز تھی اسی لیے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے تھے اب جو انھون نے ہدایت کی اور لوگ اول و دوم و سوم طبقہ کے معارف بلند پر صاحب کرامت ہوئے تو چوتھی صدی والون نے اسمین اصلاح دینی شروع کی کہ یہ بات کیونکر ہوسکتی ہی یہ تو عقل سے خلاف ہی اور اسکی تاویل واجب ہی شیخ المشائخ نے لکھا کہ یہان بھی ان لوگون نے اہل السنۃ پر زبان درازی کی کہ یہ لوگ مجسمہ ہین یعنے اللہ تعالیٰ کے واسطے جسم بتلاتے ہین اور مشبہہ ہین یعنے اللہ تعالیٰ کی شان مین مخلوق سے مشابہت دیتے ہین کہ کشف ساق کہتے ہین حالانکہ مجھے بالکل صاف ظاہر ہوگیا کہ انکی یہ زبان درازی بالکل ہیچ ہی اور انکا خیال محض خطا ہی اور ائمہ پر طعن کرنا انکی غلطی ہی مترجم کہتا ہی کہ شیخ المشائخ نے بیشک سچ فرمایا ہی اور بڑا تعجب یہ ہی کہ ائمہ صوفیہ کرام سب کا یہ مذہب ہی کہ قیل و قال فلسفی بالکل حرام ہی کسیطرح حلال نہین ہی حتیٰ کہ قولہ تعالیٰ انما یاکلون فی بطونہم نارا۔ یتیم کا مال کھانے والے اپنے پیٹ مین انگارے کھاتے ہین۔ھ مشائخ نے کہا کہ یہی ہوتا ہی اور تم لوگ نہین دیکھتے ہو اور یہ نہین کہ آیندہ نتیجہ یہ ہوگا بلکہ ابھی موجود ہی مترجم کہتا ہی کہ طریقہ مستقیم یہی ہی کہ حضرات اہل بیت و صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم چلے اور ان فلاسفہ کے جھوٹے کالسہ کو جاننے والون سے دور رہے واللہ تعالیٰ ہو الموفق اگر کہا جاوے کہ آیت مین فرمایا کہ قد کانوا یدعون الی السجود وہم سالمون۔ یعنے پہلے یہ لوگ سجدے کے لیے بلائے جاتے تھے درحالیکہ صحیح سالم تھے۔ھ اس سے کیا مراد ہی خطیب وغیرہ نے لکھا کہ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مراد یہ کہ اذان و اقامت سے یہ لوگ بلائے جاتے تھے مگر نہین آتے تھے سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ حی علی الفلاح سنتے تھے اور نہین مانتے تھے حالانکہ انکو بیماری وغیرہ کا کچھ عذر نہ تھا۔ کعب احبار کہا کرے تھے کہ واللہ اس آیت کا نزول ایسے ہی لوگون کے حق مین ہی جو جمعہ و جماعت مین نہین آتے ہین اور بیہقی رحمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ ایسے شخص کے حق مین ہی کہ اذان سُنکر نماز مین نہین آتا ہی ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ لوگ کفار ہین کہ دنیا مین بُلائے جاتے تھے اور بے خوف تھے آج قیامت مین بلائے جاوینگے درحالیکہ خوفناک ہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث مشہور کے موافق صاف واضح تفسیر یہ ہی کہ تجلی کشف ساق کے وقت مؤمنین سجدے مین گرینگے تو چہرہ آفتاب کے مثل روشن پاوینگے اور ہر ایک کا کفارہ ایک یہودی یا نصرانی دیدیا جائیگا اور منافقین کی پیٹھ طبق ہوجاویگی وہ سجدے کی قدرت نہ پاوینگے اور یہ سزا انکے دنیاوی افعال کی ہی کہ وہان صحیح سالم حالت مین سجدے کو بلائے جاتے اور نہین آتے تھے اس سے ظاہر ہی کہ آیت مین فقط منافق مراد ہین کیونکہ کفار جمیع اقسام کے اپنے اپنے معبودونکے مثال کے پیچھے پیچھے جہنم کو روانہ ہوچلے صرف وہ لوگ باقی رہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے تو ان مین منافقین شامل ہین اگر کہو کہ بہت منافقین نماز مین چلے جاتے تھے (جواب) یہ کہ حدیث مین وہ بھی خارج کئے گئے جو دکھلانے سنانے کو سجدہ کرتے تھے۔ مترجم کہتا ہی کہ وہ مسلمان داخل سجدہ ہے جو مسجد مین اسلیے نہین جاتے تھے کہ تندرست نہین تھے لیکن وہ نماز پڑھتے تھے اگر کہا جاوے کہ پھر اس صورت مین جماعت واجب ہوگی (جواب) یہ کہ یہان دو طریقے سے معنے ہوسکتے ہین اور دونون کے موافق دو قول ہین ایک یہ کہ سجدے کے لیے بلانے کے یہ معنے ہین کہ مسجد مین حاضر ہوکر سجدہ کرین تو جماعت واجب ہی دوم یہ کہ یہ معنے کہ تم لوگ لا الٰہ الا اللہ یعنے وحدہٗ لاشریک کو سجدہ کرو تو جہان سجدہ کرے یہ حکم ادا ہوجائیگا اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے کافرون کو بھی شامل کیا کیونکہ یہ حکم تو عام ہی اب رہا یہ کہ جماعت مین حاضر ہونیکا کیا حکم ہی تو یہ مسئلہ جداگانہ ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت موکدہ ہی اور اگر سب ترک کرین تو ان سے مواخذہ ہوگا واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم پھر واضح ہو کہ کافرون سے جب یہ حال بیان کیا جاتا ہی کہ قیامت آنے والی ہی اور آخرت برحق ہی اور وہان ایسا ہوگا تو یہ لوگ جھٹلاتے ہین اللہ تعالیٰ نے سخت خوفناک عذاب سے تہدید فرمائی بقولہ تعالیٰ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ اب چھوڑدے مجھے اور ہر ایسی مخلوق کو جو

Marfat.com

اسکو جھٹلاوے ف یعنے جو قرآن کو جھٹلاوے اُسکا معاملہ میرے ساتھ چھوڑ دے مین خوب جانتا ہون کہ وہ کس عذاب کا مستحق ہے
لہذا دنیا مین ایسے ہی طریقے سے اسکو درجہ بدرجہ اُسکی سرکشی مین غرق کرونگا پھر لیکایک اسکو گرفتار عذاب کرونگا کہ جس سے کبھی اسکا چھٹکارا نہین
ہی لہذا فرمایا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ عنقریب ہم ایسے جھٹلانے والون کو درجہ بدرجہ بڑھاوینگے
ایسی راہ سے کہ وہ لوگ نہین جانتے ہین ف کہ آخر وہ جہنم مین گرینگے بلکہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیاوی مال و اولاد کی کثرت
دیکھکر یہ اعتقاد کرتے جاوینگے کہ ہمپر اللہ تعالیٰ کی کرامت ہی حالانکہ وہ لعنت ہی کما قال تعالیٰ یحسبون انما نمدہم بہٖ من مال وبنین نسارع لہم فی
الخیرات بل لایشعرون ۔ کیا وہ لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ جو ہم انکو مال و اولاد نرینہ سے مدد دیتے ہین تو انکے واسطے تیزی سے نیکی وبھلائی
پہونچاتے ہین کچھ نہین بلکہ انکو شعور نہین ہی ۔ ھ ۔ اور اسیطرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ فلما نسوا ما ذکروا بہٖ فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ حتی اذا فرحوا
بما اوتوا اخذناہم بغتۃً فاذا ہم مبلسون ۔ یعنے جب کفار وہ چیز بھولے جو یاد دلائے گئے تھے یعنے توحید کا عہد ازلی یاد نہ کیا اور نہ مانے تو ہم نے اُنپر
سب چیز کے دروازے کھول دیے (جو چاہتے تھے وہ انکو حاصل ہوتا تھا) حتی کہ جب دی ہوئی چیز و نپر اترائے تو اچانک ہمنے انکو گرفتار کرلیا
پس وہ ہر بھلائی سے ناامید ہوگئے ۔ ھ ۔ بالجملہ جب دیکھا جاوے کہ آدمی بدکاری کرتا ہی اور اسپر وہ جو کچھ چاہتا ہی اسکو دیا جاتا ہی تو سمجھ لینا چاہیے
کہ یہ شخص استدراج مین پھنسا ہی تاکہ اپنی حالت کو اچھا سمجھکر گمراہی مین درجہ بدرجہ بڑھتا چلا جاوے ۔ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت
دیتا ہی پھر جب اُسکو پکڑتا ہی تو اُسکی رہائی نہین ہوتی ہی لہذا یہان فرمایا ۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۔ اور مین انکو ڈھیل دیتا ہون
یہ میرا مکر مضبوط باریک ہی ف یعنی انکو تاخیر و ڈھیل مین چھوڑ دیا ہی تو یقین کرتے ہین کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے نہوتے تو ہم کو
کیون نعمتین دیتا اور کسی بلا مین نہ پکڑتا اور یہ نہین جانتے ہین کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے صریح فرمایا ہی بالکل اس سے مخالف ہین تو اچھے ہونیکی کیا صورت ہی
بلکہ اپنے نفس پر گھمنڈ ہی اور آخر عذاب شدید ہی لیکن یہ عجیب کیفیت ہی کہ یہان ایک طرف صریح خداے تعالیٰ کا پیغام اور بد و نیک انجام کا بیان ہے اور
دوسری طرف آدمی کے نفسانی خیالات و اوہام ہین پس جب اسنے رسول و قران سے انکار کیا تو نفس کے مکر مین پڑا اور مکر یہ ہی کہ آدمی کے ساتھ ایسا
برتاؤ کیا جاوے کہ ظاہر وہ اسکو اچھا سمجھے اور آخری نتیجہ اُسکا خراب نکلے جو اُسکے گمان مین نہ تھا ۔ یہی معنے یہان ہین کہ جب آدمی یا جن نے سرکشی
کرکے رسول سے کفر کیا تو اب نفس کے جال مین پھنسا اور اللہ تعالیٰ نے دنیاوی زندگی مین اُسکو دام دیدیے کیونکہ اسنے آخرت چھوڑی اور دنیا اختیار
کی تو یہ عوض محض ہیچ ہی اگر تمام دنیا ملتی تو کچھ نہ تھی حالانکہ وہ محض پوچ چیز پر ایسا اترایا کہ اُسنے اپنے آپ کو اچھا سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندون
کو گمراہ خیال کیا اور اسی مکر مین آخر یہ نتیجہ ہوا کہ مرتے ہی اسکو معلوم ہوا کہ وہ جہنمی ہی اور سب بھلائی سے محروم و مایوس ہوگیا اور اگر دنیا مین غور
کرتا تو سچی خیرخواہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دل و جان سے اُسکی قدر کرتا کیونکہ رسول اللہ کا اسمین ذاتی فائدہ کچھ بھی نہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کبھی کچھ نہین لیا اور اگر لیا تو اپنے یار غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال سے لیا جنکی محبت کامل تھی انکو اسمین کچھ شیطانی
وسوسہ نہین ہوسکتا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے کافرون کی حالت سے تعجب دلایا بقولہ تعالیٰ ۔ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ
مُّثْقَلُوْنَ ۔ کیا تو اُن سے کچھ اُجرت مانگتا ہی کہ وہ لوگ اس غرامت و تاوان سے بوجھل ہوئے ہین ف اس سبب سے تیری نصیحت و رخالص
خیرخواہی نہین مانتے ہین یعنے جب یہ بات نہین ہی کہ تو خیرخواہی مین کچھ ذاتی نفع چاہتا ہو تو کیون نہین مانتے اور اپنی جہالات کو سچ سمجھتے ہین اور
تیری نصیحت کو جو عالم غیب کے متعلق ہے جھوٹ بتلاتے ہین ۔ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۔
کیا ان کے پاس غیب ہی کہ وہ لکھتے ہین ف یعنے لوح محفوظ کیا انھین کے پاس ہی جو یہ اپنے لیے درجہ و مغفرت لکھے
لیتے ہین کہ اگر آخرت کوئی چیز ہوئی تو بھی ہم ہی افضل ہونگے یہ محض باطل ہے اور آخرت سے انکار کرنا صرف انکا خیال ہے
آخر مرتے ہی ہولناک عذاب انکے سامنے ہوگا ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و ثواب کی جانب ارشاد کیا بقولہ تعالیٰ

Marfat.com

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝ وقف لازم

اب تو ٹھہرا رہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسے مچھلی والا جب پکارا اور وہ غصے مین بھرا تھا

لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ

اگر نہ سنبھالتا اسکو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان مین الزام کھاکر پھر نوازا اسکو اُسکے رب نے

فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ وقف لازم

پھر کر دیا اُسکو نیکون مین اور منکر تو لگے ہی ہین کہ ڈگا وین تجکو اپنی نگاہون سے

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ ع 19

جب سنتے ہین سمجھوتی اور کہتے ہین وہ باولا ہے اور یہ تو یہی سمجھوتی ہے سارے جہان والون کو

جب اللہ تعالیٰ نے کافرون کا جہل و عناد بیان کیا کہ خالص خیر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت قبول نہین کرتے تو آنحضرت صلعم کو صبر جمیل کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ ۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۔ اب تو صبر کر اپنے رب کے حکم کے واسطے ف جو اسنے سابق علم سے لکھا ہے کہ کافرون کا یہی حال ہوگا بعض نے کہا کہ حکم یہ کہ کافرون کو ایک وقت تک مہلت دی اور رسول اللہ صلعم کو نصرت دینے مین ایک میعاد مقرر تک تاخیر دی بعض نے کہا کہ حکم رسالت مراد ہے یعنے اے خیر المرسلین تو اپنے رب عزوجل کا حکم رسالت ادا کرنے مین صبر کر اگرچہ تجھے کافرون کی باتون سے نفرت ہو بعض نے زعم کیا کہ صبر کا حکم محدود تھا اور جب جہاد کا حکم آیا تو منسوخ ہوگیا لیکن محققین نے کہا کہ یہ کچھ نہین ہے کیونکہ آپکے واسطے آخرت مین جو عیش تھا وہ یہان نہین ممکن ہے پس حکم دیا کہ عزم نبوت کے ساتھ اداے رسالت کی مشقت پر صبر کر وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۔ اور صاحب حوت کے مانند نہو جیو ف یعنے یونس علیہ السلام کی طرح تنگ دل ہوکر جلدی نہ کیجیو پھر یونس کے حال کا اشارہ فرمایا بقولہ تعالیٰ ۔ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۔ جب اسنے پکارا در حالیکہ مکظوم تھا ف غیظ مین بھرا ہوا تھا بعض نے کہا کہ غم مین بھرا تھا ۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ معاملہ اسوقت ہوا کہ یونس بن متی علیہ السلام اپنی قوم پر غصہ کرکے انکو چھوڑ کر روانہ ہوے اور درمیانی واقعات کا ذکر سورہ یونس و دیگر مقامات مین ہوچکا کہ کشتی پر سوار ہوا اور مچھلی نگل گئی اور وہ سمندرون کو پھاڑتی چلی اور یہ بحر ظلمات مین پڑے اور وہان سمندر والون کی تسبیح سنتے تھے کہ اپنے رب عزوجل کی ثنا و صفت کرتے ہین اور سمندر کی چیزین اسکی تسبیح پڑھتی ہین تب یہان انھون نے تسبیح کہی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون ۔ یعنے اگر یہ بندہ ہماری تسبیح پڑھنے والون مین سے نہوتا تو قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ مین پڑا رہتا ۔ ھ ۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید اسوجہ سے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو زمین نہین کھاتی ہے ۔ فافہم ۔ پس یہان اسی ندا کا بیان ہے یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یونس ع نے ہمکو پکارا در حالیکہ مکظوم تھا ابن عباس و مجاہد و سدی رح نے کہا کہ مکظوم یعنے مغموم تھا عطاء خراسانی و ابو مالک رح نے کہا یعنے کرب مین مبتلا تھا ۔ ہمنے سابق مین یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب یونس علیہ السلام نے تسبیح کہی تو یہ کلمہ انکی زبان سے نکلکر عرش کے گرد پھرنے لگا ۔ ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب یہ آواز کمزور ہے کسی اجنبی ولیس سے آئی ہے ہم اسکو پہچانتے ہین یعنے یہ آواز ہم نے پہلے بھی سنی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تمنے نہ پہچانا ۔ انھون نے عرض کیا کہ اے رب علیم ہم بندون نے نہین پہچانا کہ کسکی آواز ہے فرمایا کہ یہ ہمارا بندہ یونس ہے ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب رحیم یہ تیرا بندہ وہ ہے جسکا عمل نیک و دعا برابر آتا تھا فرمایا کہ ہان ۔ ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب یہ بندہ صالح اپنی راحت کے وقت نیک عمل کیا کرتا تھا اب کیا تو اس بلا سے نجات دینے مین اسپر رحم نہین فرماویگا ۔ اے رب اسپر رحم فرما ۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا اُسنے یونس ع کو عراء مین اوگل دیا عراء میدان لے گیاہ جہان نہ آبادی کا نشان ہو اور نہ درخت و گھاس ہو خطیب رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ

وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۔ اگر نہوتا کہ پالیا اسکو نعمت نے اسکے رب کی طرف سے تو پھینک دیا جاتا عراء مین درحالیکہ وہ مذموم ہوتا ...
(لولا) مع ۔ راب ہی یعنے اگر تدارک نعمت نہوتا تو وہ عراء مین مذموم پھینکا جاتا ۔ مذموم یعنے خطا کی وجہ سے مذمت کیا ہوا اور یہ مقتضی ہی ...
نہین پھینکا حالانکہ قولہ فنبذناہ بالعراء صریح ہی کہ عراء مین اوگلا تھا لہذا بعض نے کہا کہ یہان جواب محذوف ہی یعنے اگر تدارک نعمت الٰہی نہوتا
تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ مین رہتا مترجم کہتا ہی کہ یہ نظم کلام سے بہت بعید ہی کیونکہ (لنبذ) بلام صریح جواب ہی اور صحیح میرے نزدیک اول ہی اور تدارک
نعمت سے مذموم ہونا جاتا رہا نہ آنکہ عراء مین ڈالا جانا اسلیے کہ مچھلی نے اُسکو آبادی مین لاکر نہین اُگلا بلکہ عراء یعنے بیابانی ریگ پر جہان درخت و پہاڑ اور آبادی
نہ تھی اوگل دیا اور حاصل یہ کہ اگر یونس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ نہوتی اور وہ دستگیری نہ کرتی تو مذموم حالت مین میدان مین خوار پھینکے جاتے لیکن
نعمت الٰہی سے مذمت نہین رہی اور سقیم بیمار حالت مین عراء مین اُگلے گئے اور انپر سایہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے یقطین کا درخت اُگایا۔ فَاجْتَبٰهُ
رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ پس اسکے رب نے اسکو برگزیدہ کیا پس اسکو صالحین مین سے کردیا ف یعنے جیسے ازل مین پیغمبری
دی تھی اسی کے موافق دنیا مین انکو نعمت پہونچتی رہی اور صالحین کے مراتب مین انکو پہونچا دیا اسیطرح جسکے لیے علم الٰہی مین نعمت مقدر ہوچکی
ہی وہ ضرور اپنے مرتبے پر پہونچ جاتا ہی چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سید الانبیا بنایا تو اسی مرتبے پر کمال عطا کیا اور
واضح رہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت کے صالحین مین کردیا ہی اسی لیے بعض نے کہا کہ نعمت سے یہان نبوت مراد ہی اگر نبوت نہوتی تو معصیت مین
مذموم رہتے لیکن نعمت عظیمہ سے مذموم نہین رہے رازی رح نے لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ مذموم فقط ارتکاب گناہ سے ہی تو کیا پیغمبرون سے بھی گناہ ہوسکتا ہی
(جواب) یہان کوئی تصریح نہین ہی کہ پیغمبر سے گناہ سرزد ہوا اور جب قطعی دلیل سے یہ معلوم ہی کہ پیغمبرون سے گناہ نہین ہوتا تو یہان ضرور اسی کے موافق
معنے حاصل کرنا چاہیے اور وہ حاصل ہوتے ہین کئی وجہ سے ایک یہ کہ ہم کہتے ہین کہ سرے سے مذموم ہونا نہین پایا گیا کیونکہ صریح آیت یہ ہی کہ اگر تدارک
نعمت نہوتا تو یہ مذمت حاصل ہوتی اور جب تدارک نعمت سے مرتبۂ مجتبیٰ حاصل ہوکر صالحین مین ہوگئے تو نہ مذمت ہی نہ گناہ ہی ابن کثیر رح نے
حدیث نقل کی کسیکو نہین روا ہی کہ کہے کہ مین یونس بن متی سے بہتر ہون (صحیحین وغیرہ) دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت یونس ع کی مذمت انکے مرتبے
کے موافق ہی اور جس چیز سے انکے حق مین عتاب ہو وہ اگر ہمکو انکی نیت و معرفت کے ساتھ مل جاوے تو عین کرامت ہی چنانچہ کہا گیا کہ حسنات الابرار
سئیات المقربین مترجم کہتا ہی کہ معرفت کے موافق جواب یہ ہی ہی لیکن بدعتی فرقے کب سمجھتے ہین وجہ سوم یہ کہ شاید یہ واقعہ اُنکے پیغمبر ہونے
سے پہلے واقع ہوا ہو ۔ بدلیل قولہ تعالیٰ ۔ فاجتباہ ربہ یعنے اللہ تعالیٰ نے اُسکو پیغمبری کے واسطے برگزیدہ فرمایا خطیب رح نے لکھا کہ بعض لوگون نے
کہا ہی کہ جب جنگ احد مین کافرون کی سرکشی سے مسلمانون کو کچھ مصیبت پہونچی تو آپ نے کافرون پر بددعا کرنی چاہی اور اسکے ساتھ یہ بھی
چاہا کہ مسلمانون مین سے جو لوگ بھاگ گئے تھے اُنپر بددعا کرین تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اگر کہا جاوے کہ یونس ع کو صالحین مین کردینے سے کیا مراد ہے
تو ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اُنکو وحی پھیر دی اور اُن کی شفاعت اُنکے حق مین قبول کی اور ایک لاکھ سے زیادہ لوگون پر اُنکو پیغمبر بناکر بھیجا
مسئلہ اہل سنت نے اس آیت سے استدلال کیا کہ بندے کا کام بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہی کیونکہ صلاحیت اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کی
اسی واسطے فرمایا کہ ہم نے اُسکو صالحین مین کردیا بالجملہ اس سے یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین مقصود ہی کہ آپ اُولوالعزمی سے
کافرون کی جہالت پر صبر فرما دین ۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
اور البتہ قریب ہوتا ہی کہ جو لوگ کافر ہے ہین کہ گرا دین تجکو اپنی تیز نگاہ سے ہر گاہ ذکر سنین ف یعنے جب تو قرآن تلاوت فرماتا ہے تو کفار تجکو
ایسی بری تیز نگاہ سے دیکھتے ہین کہ قریب ہوتا ہے کہ تجکو بدنظری سے گرا دین یہ تو بعض کی نگاہ ہی ۔ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۔
اور زبان سے کہتے ہین کہ یہ شخص مجنون ہی ف یہ زبان کا حسد ہی ۔ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ حالانکہ یہ نہین ہی مگر ذکر
واسطے عالمین کے ف یعنی ذکر قرآن ایسی چیز نہین ہی جسکو سُنکر یہ عداوت پیدا ہو بلکہ وہ عالمین کے واسطے اعلیٰ نصیحت ہے جس سے

دنیا مین پاکیزہ ہوکر آخرت کے درجات جنت سے سرفراز ہون شیخ جلال محلی نے فرمایا کہ عالمین سے مراد انس وجن ہین اور اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ شیخ رحؒ نے ملائکہ کو خارج کیا ہی اور یہی شیخ نے جمع الجوامع مین صریح لکھا ہی اور بعض متاخرین رحؒ نے فرمایا کہ ظاہر آیت یہ ہی کہ آپ جمیع خلائق کی
جانب رسول بھیجے گئے تھے مترجم کہتا ہی کہ ملائکہ اگرچہ اپنی شان مین مہذب ہین اور اُن کے واسطے ثواب جنت یا عذاب دوزخ نہین ہے لیکن
قرآن مجید سے اُنکی ذاتی ترقی ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ حدیث مین آیا ہی کہ ملائکہ جب کسی مجلس پر گذرتے ہین جہان قرآن کی تلاوت ہوتی ہی تو
آپس مین ایک دوسرے کو پکارتے ہین کہ یہان آؤ یہان تمھاری مراد موجود ہی واللہ تعالیٰ اعلم خطیب رحؒ نے لکھا کہ قریش اپنی عداوت سے چاہتے تھے
کہ آپ کو نظر لگا دین بعض نے کہا کہ بنی اسرائیل یعنے یہودیون مین یہ طریقہ تھا کہ جس آدمی کی نظر لگتی اسکو تین روز بھوکا رکھتے پھر جو چیز اسکے
سامنے کردی گئی اور اسنے کہا کہ مین نے ایسی چیز نہین دیکھی تو اُسکو نظر لگ جاتی تھی چنانچہ یہ قصہ مشہور ہی کہ جہان کوئی موٹی تازی گائے یا
اونٹ کا گزر اسکے سامنے ہوا اُسنے اپنی چھوکری سے کہا کہ ٹوکری اور درم لیکر پیچھے جا اور اسکا گوشت لا یعنے چند قدم چلکر وہ جانور گرا اور تڑپنے
لگا آخر ذبح کرکے فروخت کیا گیا کلبی رحؒ نے یہ عرب کے ایک شخص کا حال بیان کیا اور کہا کہ قریش نے اس سے درخواست کی کہ محمد (صلے اللہ
علیہ وسلم) کو نظر لگا دے اُسنے قبول کیا اور بعد تین روز کے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف سے گزرے تو اُسنے نظر لگائی لیکن اللہ تعالیٰ
نے آپ کو محفوظ رکھا (سراج) ابن کثیر رحؒ نے یہان نظر بد کے بارہ مین احادیث بکثرت ذکر فرمائین اور کہا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ نظر بد ٹھیک ہی
اور اُسکی تاثیر بامر الٰہی برحق ہی چنانچہ ابو داؤد نے حدیث انس رضؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقیہ نہین ہی مگر چشم بد سے
اور سانپ بچھو کے زہر سے اور خون سے جو بند نہو آسی کے مانند حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ ومسلم وبخاری وابو داؤد وغیرہ نے روایت
کیا اور اس باب مین حدیث ابی ہریرہ وابن عباس ہی ابو امامہ رضؓ نے کہا کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو نہاتے دیکھکر کہا کہ مین نے ایسی
خوبصورت کھال نہین دیکھی۔ تھوڑی دیر مین سہل رضؓ بیہوش بخار مین گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا حضرتؐ آپ سہل کی
خبر لیجیے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کس پر شبہہ کرتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ عامر بن ربیعہ پر شبہہ ہی آپ نے (عام طور پر) نصیحت فرمائی کہ تم مین سے
آدمی کیون اپنے بھائی کو قتل کرتا ہی تمکو چاہیے کہ جب کوئی اپنے بھائی سے ایسی چیز دیکھے جو اُسکو اچھی معلوم ہو تو اسکے لیے برکت کی دعا کرے پھر
پانی منگوا کر عامر کو حکم دیا کہ وضو کرے منہ دھوئے اور کہنیون تک دونون ہاتھ دھوئے اور دونون گھٹنے اور داخلۂ ازار دھوئے اور راسکو
حکم دیا کہ اپنے اوپر بہاوے اور ایک روایت مین ہی کہ اسکو حکم دیا کہ برتن اپنے پیچھے کی طرف سے اوندھا وے مترجم کہتا ہی کہ صحیح مسلم مین بھی
نظر بد دور کرنے کا طریقہ اسی کے مانند مذکور ہی لیکن مترجم نے اسکے نقل کر نیمین اسلیے تکلف نہین کیا کہ اس زمانے مین اس طریقے پر عمل کرنا
دشوار ہی کیونکہ نظر اگرچہ اختیاری نہین ہوتی ہی تاہم جس پر شبہہ ہوگا و [illegible] فروختہ اور خشمناک ہوگا اسیوجہ سے اکثر علماء نے نظر بد دور کرنے
کے خاص طریقے اختیار کیے ہین اور شرح سفر السعادت مین ایک دعا [illegible] ابن کثیر رحؒ نے سنن کی حدیث ابی سعید الخدری رضؓ روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جن کی نظر بد سے اور انسان کی [illegible] پناہ مانگا کرتے تھے پھر جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس کا نزول ہوا تو آپ نے انھین دونون کو لے لیا اور باقی [illegible] ترمذی رحؒ نے کہا کہ حدیث حسن ہی امام احمد نے حدیث ابی سعید رضؓ
سے روایت کیا کہ جبرئیل نے کہا کہ ای محمد کیا آپ بیمار ہین آپ نے ف [illegible] ن تو جبرئیلؑ نے کہا کہ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنٍ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ ۔ اس حدیث کو امام مسلم واہل السنن نے بھی روایت کیا ہی اور
امام احمد رحؒ نے دوسرے طریق سے اسکو روایت کیا اور بجاے من شر کل نفس کے من کل حاسد وعین واللہ یشفیک واقع ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ ثابت البنانی رحؒ
بیمار تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای ثابت رحؒ کیا تو بیمار ہی انھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ بھلا مین تجکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے رقیہ سے جھاڑون پھر درد وبیماری کی جگہ ہاتھ رکھکر فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الشَّافِيْ اَنْتَ الْكَافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ

Marfat.com

اَشْفِهٖ شِفَاءً لَا تُغَادِرُ سَقَمًا- ترمذی نے حدیث کی تصحیح کی اور مترجم کہتا ہی کہ یہ مجرب ہی حدیث ابو ہریرہ [illegible] (صحیحین) ایک روایت مین ہی کہ نظر بد ٹھیک ہی اور اسکا محضر آدمی کا حسد و شیطان ہی (احمد) ابو ہریرہ رضہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے [illegible] رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نحوست تین چیزون مین ہی رہنے کے گھر مین اور گھوڑے اور عورت مین ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ کیا مین ایسی بات کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین نسبت کرون جو آپ نے نہین فرمائی ہی ولیکن مین نے یہ سنا کہ فال سب شگون مین سچی پڑتی ہی اور بدنظری ٹھیک ہی (احمد) واضح ہو کہ حدیث مین یون آیا ہی کہ اگر نحوست کسی چیز مین ہوتی تو گھر اور گھوڑے و عورت مین ہوتی شاید ابو ہریرہ رضہ نے یہ بھی حدیث سنی ہو- ہ اسماء بنت عمیس سے (جو جعفر بن ابی طالب کی زوجہ صاحب اولاد تھین پھر جعفر رضہ شہید ہو گئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کہ میرے بھائی کے لڑکون کا رنگ زرد ہو رہا ہی کیا ان کو کھانے پینے کی تکلیف پہونچتی ہی اسماء رضہ نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ بات نہین ہے ولیکن جلد نظر لگتی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ دریافت کیا کہ یا حضرت کیا انکے واسطے نظر بد کا رقیہ کرون- فرمایا کہ ہان اور اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت کرتی تو وہ نظر بد تھی (احمد و اہل السنن) ترمذی نے حدیث کو صحیح کہا- ابوداؤد نے حدیث ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نظر لگانے والے کو حکم دیا جاتا وہ وضو کرتا اور اس پانی سے وہ شخص نہلایا جاتا جسکو نظر لگی تھی (رواہ احمد) اور امام احمد نے سہل بن حنیف رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کو چلے اور ہم لوگ ساتھ تھے جب آپ جحفہ کے شعب الخرار مین پہونچے تو وہان سہل بن حنیف رضہ نے غسل کیا اور آدمی خوبصورت اچھے رنگ کے تھے (اور ایک روایت مین ہی کہ عامر بن ربیعہ عدوی بھی غسل کرنے کے واسطے ساتھ تھے) جب سہل رضہ نے جُبہ اُتارا تو عامر رضہ نے کہا کہ کیا خوبصورت جلد ہی مین نے آجتک ایسی نہین دیکھی (ایک روایت مین ہی کہ عامر رضہ نے خود بیان کیا کہ مین نے نظر لگائی یعنے ایسے طور پر دیکھا کہ نظر لگ گئی اور کہا کہ کچھ دیر نہین گذری تھی کہ مین نے پانی مین لوٹنے کی آواز سنی جلدی جاکر دیکھا کہ سہل رضہ بیہوش ہین تین مرتبہ مین نے پکارا کچھ جواب نہ پایا) یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی اور عرض کیا گیا کہ یا حضرت کیا آپ توجہ فرماوینگے واللہ سہل سر نہین اُٹھاتا اور نہ ہوش مین آتا ہی- آپ نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک کوئی متہم ہی لوگون نے عرض کیا کہ عامر بن ربیعہ نے اسکو نگاہ سے دیکھا تھا (شاید عامر رضہ نے خود یہ بیان کیا ہوگا ورنہ کیونکر معلوم ہوتا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو بلایا اور اسپر غصہ کیا اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہی کہ تم مین سے آدمی اپنے بھائی کو قتل کر ڈالتا ہی جب تو نے اسکو دیکھا تھا تو کیون نہین تو نے اسکے لیے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اغتسال کر (مراد یہ کہ اعضاء دھو) پس عامر نے ایک پیالے مین اپنا چہرہ اور کہنیون تک ہاتھ اور دونون گھٹنے اور دونون پاؤن کے کنارے اور داخلہ ازار ایک قدح مین دھوئے پھر یہ پانی اُسپر ڈالا گیا ایک شخص نے (سہل کے) سر پر اور پیٹھ پر پیچھے سے پانی ڈالا اور پیالہ پیچھے اوندھا دیا جب ایسا کیا گیا تو سہل رضہ اُٹھکر لوگون کے ساتھ سفر مین روانہ ہوے گویا انکو کچھ بیماری نہ تھی (احمد) مترجم کہتا ہی کہ امام احمد رحمہ نے اس قصہ کو خود عامر بن ربیعہ سے روایت کیا اور اسمین اسطرح ہی کہ جب مین نے سہل رضہ کو تین مرتبہ آواز دی اور انھون نے جواب نہ دیا تو مین نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی (شاید پہلے ڈر کے مارے خود نہین کہا تھا بلکہ لوگون سے کہا جب اُنھون نے خبر دی اور آپ نے بلایا تو خود جاکر خبر دی) پس آنحضرت صلعم پیدل تشریف لائے اور پانی مین داخل ہوے گویا مین اسوقت آپ کی ساق مبارک کی سفیدی دیکھتا ہون (جب آپ ازار چڑھاکر پانی مین چلے) پھر سہل کے پاس پہونچکر اسکے سینہ مین ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اصْرِفْ عَنْهُ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا (ضمیر ھا شاید پانی کی طرف ہو اور شاید آنکھ کی طرف ہو یعنے اے اللہ سہل کی ذات سے اسکی گرمی و سردی و کلفت دور فرماوے) عامر رضہ نے کہا کہ سہل اسی وقت اُٹھکر کھڑے ہوے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی کے جسم و جان یا اپنی جان مین یا مال مین کوئی چیز دیکھکر پسند کرے تو چاہیے کہ برکت کی دعا مانگے کیونکہ نظر بد ٹھیک ہی- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کی نظر خود اپنی جان و مال [illegible]

لگ جاتی ہی اور اسکے دفعیہ کے واسطے کہے۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ چنانچہ اسی آیت کی تفسیر مین ذکر ہوچکا ہی۔ حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتاب الٰہی اور قضا و قدر کے بعد میری امت مین سے اکثر لوگ انفس یعنے چشم بد سے مرینگے (البزار) معنے یہ کہ مرنا اگرچہ قضا و قدر سے ہوگا لیکن ظاہری سبب چشم بد ہوگی بزار نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یہ حدیث سوائے اس اسناد کے روایت کی گئی ہو ابن کثیرؒ نے کہا کہ بلکہ دوسری اسناد سے بھی روایت کی گئی ہی چنانچہ حافظ ابو عبد الرحمٰن محمد بن المنذر الہروی معروف بشکر نے کتاب العجائب مین دو طریق دیگر سے روایت کی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ چشم بد ٹھیک ہی وہ آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو دیگ مین داخل کرتی ہی اور میری امت مین سے اکثر لوگ چشم بد سے مرینگے۔ شیخؒ نے کہا کہ اس اسناد کے راوی سب ثقات ہین اگرچہ ائمہ نے اسکو روایت نہین کیا اور حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مین مرفوعاً آیا کہ عدوی نہین ہی نہ طیرہ نہ ہامہ نہ حسد ہی اور چشم بد ٹھیک ہی (تفرد بہ احمد) مترجم کہتا ہی کہ عرب کے لوگ گمان کیا کرتے تھے کہ بیماری متعدی ہوتی ہی مثلاً ایک اونٹ خارشتی آجاوے تو دوسرونکو خارشتی کردیتا ہی مترجم کہتا ہے کہ جیسے یہان کے لوگ آدمیون مین یہ گمان کرتے ہین کہ اگر ایک شخص کے خارش ہو تو گھر بھر مین پھیل جاتی ہی یا ایک شخص کو ہیضہ ہو تو اُسکی خدمت کرنے والون کو بھی ہوجاتا ہی اور اسکو عدوی کہتے تھے حالانکہ یہ باطل خیال ہی اور بیشک یہی حق ہے ولیکن یہان ایک بھید یہ ہی کہ جس بیماری کا اثر دوسرے کی طبیعت پر ہو اسطرح کہ اُسکی طبیعت متاثر ہوجاوے تو اس تصور کا اثر زیادہ ہوتا ہی چنانچہ خارش مین بھی یہی کیفیت ہوتی ہی لیکن خارش چندان خوفناک چیز نہین ہی بخلاف جذام و برص کے اسیواسطے حدیث مین حکم ہے کہ جذامی سے بھاگو اور اگر کوئی شخص مضبوط ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کو اپنے ساتھ کھانے کو بُھلایا اور کہا کہ بسم اللہ ثقۃً باللہ وتوکلاً علیہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور اسی پر بھروسہ و توکل کر کے بٹھا لیا (رواہ الطحاوی) اور عرب کے لوگ شگون لیا کرتے تھے کہ فلان چیز مبارک ہی اور فلان نحس ہی یا سفر کو جاتے وقت چڑیون وغیرہ سے شگون لیتے تھے جیسے ہندوستان مین کہتے ہین کہ چھینک ہوئی یا بلّی رستہ کاٹ گئی اور اسی کے مانند بکثرت مشہور ہی اور اسکو طیرہ کہتے تھے اسکو باطل فرمایا اور ہامہ یہ مردے کی روح کو بھوت پریت یا کسی جانور کی صورت مین سمجھتے تھے اور وہ لڑکون اور عورتون پر آکر ستاتی ہی تو اسکو باطل کردیا اسیطرح حسد کا کوئی اثر نہین ہوتا ہی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبریلؑ آنحضرت صلعم کے پاس آئے تو آپ کو غمگین پایا اور سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حسن و حسین کو نظر بد لگ گئی ہی جبریلؑ نے کہا کہ اسکو مانیے یہ ٹھیک ہی پھر آپ نے اُن کلمات سے تعوذ کیون نہین کیا آپ نے پوچھا تو جبریلؑ نے کہا کہ یون کہیے۔ اَللّٰھم ذا السلطانِ العظیم ذا المَنِّ القَدِیمِ ذا الوَجْہِ الکَرِیمِ وَلِیَّ الْکَلِمَاتِ التَّامَّاتِ وَالدعواتِ المُسْتجاباتِ عافِ الحسنَ والحسینَ من اَنْفُسِ الجِنِّ وَاَعْیُنِ الْاِنْسِ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دونون کو تعوذ کیا تو دونون اُٹھکر کھیلنے لگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس سے اپنی جان کو اور عورتون و بچون کو تعوید کیا کرو خطیب بغدادی نے کہا کہ اس حدیث کو فقط ابو رجا محمد عبید اللہ الحنظلی تستری نے روایت کیا ہی (ابن کثیر) حسن بصریؒ نے کہا کہ چشم بد کی دوا یہ ہی کہ یہی آیت یعنے وان یکاد الذین کفروا الآیہ پڑھے (برائے چشم زخم) چشم زخم کا یہ عمل ہی کہ ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ اور اسکے پاس رکھ جو نظر زدہ کو رکھتا ہی پھر یہ عزیمت یعنے عزمت علیک سے آخر تک پڑھ جسپر نظر لگی ہی پھر اُس تاگے کو ناپ سوا گز تین ہاتھ سے بڑھ جاوے یا کم ہوجاوے تو معلوم کر کہ اُسکو نظر لگی ہی تو اس عمل کو تین بار مکرر کر نظر کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ دور ہوگا طریقہ عزیمت کا یہ ہی کہ بسم اللہ ولاقوۃ الا باللہ کو تین بار پڑھے اور سورۂ فاتحہ کو تین بار پڑھکر عزیمت مذکورہ شروع کرے اور بجاے فلان بن فلانہ کے اُسکا اور اُسکی مان کا نام لے عزیمت مذکورہ یہ ہی عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا العَیْنُ الَّتِیْ فِي فلان بن فلانۃ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰہِ وَنُوْرِ عَظَمَۃِ وَجْهِ اللّٰہِ بِمَا جَرَیٰ بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِلیٰ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

...مت علیک ایتها العین التی فی فلان بن فلانة بحق شراهیا براهیا آصیاث ال شدای لم نمت ... فی فلان بن فلانة بحق شهت بهت انتهت یا قطاع النجا بالذی لا یقوی علیه ارض ولا سماء الا اخرجی یا نفس ... فلان بن فلانة کما اخرج یوسف من المضیق وجعل لموسی فی البحر طریقا والا فانت بریة من الله تعالی والله تعالی ... الی اخرجی یا نفس السوء من فلان بن فلانة بالف الف قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد اخرجی یا نفس السوء بالف الف لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله فالله خیر حافظا وهو ارحم الراحمین حسبنا الله ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وصلی الله علی سیدنا محمد واله وصحبه وسلم عمل برای حفظ اطفال

اور سنا مین نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ اور لڑکے کی گردن مین لٹکا حق تعالیٰ اسکو محفوظ رکھیگا۔ اعوذ بکلمات الله التامة من شر کل شیطان وهامة وعین لامة تحصنت بحصن الف الف لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم برای حفظ چیچک

اور مین نے حضرت والد سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اُسپر سورۂ رحمن پڑھ اور جب بار فبای آلاء ربکما تکذبان پر پہونچے تو ایک گرہ دے اور اُسپر پھونک ڈال و رتاگے کو لڑکے کی گردن مین باندھ دے حق تعالیٰ اُسکو اس بیماری سے محفوظ رکھیگا (از شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ)

سورة الحاقة مكية وهي اثنتان وخمسون آية

یہ سورہ مکیہ ہے ابن عباس و ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکہ مین نازل ہوا تھا قرطبی رحمہ نے کہا کہ سب علما کا یہی قول ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر مین سورۃ الحاقہ و اُس کے مانند پڑھا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) شاید حدیث سے یہ مراد ہے کہ آپ نے سورۃ الحاقہ پڑھی اور اُسکے برابر سورتین بھی پڑھین اور یہ سورہ باوٗن آیات ہین اور بعض نے کہا اکاوٗن ہین اور یہان سراج مین کلمات کا شمار مذکور نہین مگر حروف ایک ہزار چونسٹھ ہین واللہ تعالیٰ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

بسم۔ شروع اللہ تعالیٰ کے نام ف جسکو کمال الکل حاصل ہے بے ابتدا اور بے انتہا۔ الرحمن بہت مہربان ف اسکی مہربانی عام ہے سب کافر مؤمن و فاسق و صالح پر دنیا مین انعام ہی حتی کہ شیاطین و دجال بھی دنیا سے حصہ دئے گئے ہین اور عاقبت البتہ بندگان متقین کے لیے خاص ہی۔ الرحیم۔ کامل رحمت فرمانے والا ف یہ آخرت مین مومنون و مسلمون کے کے ساتھ مختص ہے و للہ الحمد والمنۃ

الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝

وہ ثابت ہوچکی کیا ہی وہ ثابت ہوچکی اور تونے کیا بوجھا کیا ہی وہ ثابت ہوچکی جھٹلایا ثمود اور عاد نے اُس کھڑکی والی کو

فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝

سو وہ جو ثمود تھے سو کھپائے گئے اوچھال سے اور وہ جو عاد تھے سو کھپائے گئے ٹھنڈی سناٹے کی باؤ سے ہاتھ سے نکلی جاتی

Marfat.com

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ
نعین کی اُنپر سات رات اور آٹھ دن کٹتے پھر تو دیکھے لوگ اُنمین بچھڑ گئے جیسے وہ
أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ۝ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ
ڈھنڈ ہین کھجور کے کھوکھلے پھر تو دیکھتا ہے کوئی اُنکا بچ رہا اور آیا فرعون اور جو اُس سے پہلے تھے اور الٹی بستیان
بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ
تقصیر کرتی پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑی اُنکو پکڑ دم چڑھتی ہمنے جسوقت پانی اُبلا
حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۝
لا دلیا تمکو بہتی ناؤ مین تا رکھین اُسکو تمھاری یادگاری کو اور سنتے اُسکو کان سننے والا

اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ۔ الحاقہ کیا ہی الحاقہ **ف** الحاقہ قیامت کے نامون مین سے ایک نام ہی جو اسکی صفت ظاہر کرتا ہے چنانچہ آیندہ معلوم ہوگا پھر الحاقہ کی ہولناک بزرگی سے سوال کیا کہ وہ کیا ہی لیکن اسکی اصلی کیفیت کون سمجھ سکتا ہی لہذا فرمایا۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ۔ اور کس چیز نے تجھے بتلایا کہ الحاقہ کیا ہی **ف** یعنے کیفیت کے تصور سے چیز کا اندازہ ہوسکتا ہی اور قیامت کا تصور جسقدر ہولناک اوہام سے لایا جاوے وہ اس سے بڑھکر ہی اسکا جاننا دیکھنے ہی پر منحصر ہی لہذا اشارہ فرمایا کہ کس کیفیت سے تو سمجھ سکتا ہی کہ الحاقہ کیا چیز ہے ہان عاقل جب یہ سمجھا کہ اسکی ہولناک کیفیت ہمارے تصور سے باہر ہی تو وہ ضرور اسکے لیے فکر کریگا خطیب رح نے لکھا کہ آیت مین قیامت کی ہولناک وہیبتناک حالت بیان فرمائی حتی کہ وہانتک کسی کی وہم و درایت نہین پہونچ سکتی ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ قیامت کی حالت بہت جانتے تھے تاہم اسکی کنہ صفت وحقیقت نہین جانتے تھے کیونکہ یہ دیکھنے پر منحصر ہی یحییٰ بن سلام نے کہا کہ مجھے یہ علم پہونچا کہ قرآن مین جہان ما ادراک ہی وہ آپ نے جانا اور جہان (ما یدریک) ہی وہ نہین جانا اور یہی سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہی کہ (ما ادراک) آپ کو بتلا دیا گیا اور (ما یدریک) نہین بتلایا گیا مترجم کہتا ہی کہ یہان اگر یہ مراد ہے کہ حالات قیامت سے آپکو خبر دی گئی تو اسمین کچھ شک نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ اسکی کیفیت آپ کو بتلائی گئی تو یہ باطل ہی کیونکہ کیفیت بتلائی نہین جاتی ہی اور جو کچھ مین نے اوپر ذکر کیا ہی وہی تفسیر کبیر مین لکھا ہی اور رازی رح نے کہا کہ بالاجماع الحاقہ قیامت ہی لیکن اسکے نام کی دس وجہین بیان کین از انجملہ ایک یہ کہ وہ حق واقع ہی لا محالہ یعنے ان الساعۃ آتیۃ لاریب فیہا دوم اسمین امور حق یعنے اپنی حقیقت سے ظاہر ہونگے سوم حاقہ ہی یعنے حواق امور یعنے ضروریہ واجبہ امور ظاہر ہونگے چہارم حاقہ ہی یعنے اسمین جزائے اعمال بلا انتظار واقع ہونگے یہ زجاج کا قول ہی پنجم میرے نزدیک وہ حاقہ ہی یعنے باطل اس مین مٹ جائیگا ششم وہ حاقہ ہی بحکم قولہ تعالیٰ حقت کلمۃ ربک تیرے رب کا کلمہ حق ہوا۔ھ۔ شیخ امام ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قیامت کا نام الحاقہ ہی کیونکہ وہ خود حق ہے اور اسمین امور حق کا ظہور ہوگا واحدی رح نے کہا کہ جمیع مفسرین کے نزدیک الحاقہ قیامت ہے کیونکہ اسمین حواقی امور یعنے واجب الصدق امور ہین كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ثمود اور عاد نے قارعہ کو جھٹلایا **ف** قارعہ وہی حاقہ ہی لیکن ضمیر کی جگہ قارعہ نام لیا کہ وہ قرع کرنے والی ہی لوگونکو ہیبتناک امور سے کوفتہ مدہوش کرنے والی ہی مثل چاک ہونا آسمان کا و پھٹنا زمین کا اور پہاڑونکا ریزہ ہوکر اُڑنا اور چاند و سورج کا سیاہ ہونا قیامت سے منکر بہت اقوام کفار گزرے ہین بعضون نے اس سے انکار کے ساتھ دنیا مین فساد بھی مچایا جیسے عاد و ثمود اور آخر ہلاک کردیے گئے چنانچہ فرمایا فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ۔ پس ثمود کا یہ حال ہوا کہ طاغیہ سے ہلاک کیے گئے **ف** طاغیہ آواز کرخت جسنے انکو سرد کردیا اور زلزلہ شدید جسنے انکو ساکت کردیا قتادہ رح نے کہا کہ طاغیہ آواز کرخت ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر امام محدث نے پسند کیا ہی مجاہد رح نے کہا کہ طاغیہ یعنے

Marfat.com

گناہ جو حد سے بڑھے تھے یہی ابن زید و ربیع بن انس نے کہا کقولہ تعالیٰ کذبت ثمود بطغوٰھا یعنے ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا [illegible]
نے کہا کہ طاغیہ یعنے ناقہ کو ہلاک کرنا ابن کثیر۔ بعض نے قول سدیؒ کے یہ معنے سمجھے کہ بسبب طاغیہ گروہ کے جسنے ناقہ ہلاک کیا تھا ثمود ہلاک [illegible]
واضح ہو کہ یہان بالطاغیہ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ سبب عذاب کا بیان ہو یعنے بسبب طغیان کے اُنپر عذاب ہوا لیکن [illegible]
خود منصوص ہی ثمود و عاد نے قارعہ کو جھٹلایا اس سبب سے ہلاک کئے گئے پھر مکرر ہوجائیگا کہ طاغیہ کے سبب سے ہلاک کئے گئے ہان یہ تکلف کیا جاوے
[illegible] قومون نے قارعہ پر یقین نہ کیا تو بداعمالیون کے مرتکب ہوے پس ثمود نے طغیان کیا اس سبب سے ہلاک کئے گئے دوم احتمال یہ کہ قسم عذاب
کا بیان ہو یعنے ثمود و عاد نے قارعہ کے انکار کے سبب ہلاکت پائی پھر ثمود تو عذاب طاغیہ سے نیست کئے گئے اور عاد بعذاب ریح صرصر مارے گئے
رازیؒ نے کبیر مین لکھا کہ بالطاغیہ مین تین اقوال ہین اول یہ کہ طاغیہ حد سے بڑھی ہوئی اور یہ صفت ہی اسکا موصوف محذوف ہے
بعض نے کہا کہ وہ صیحہ طاغیہ یعنے کرخت آواز حد سے بڑھی ہوئی بقولہ تعالیٰ انا ارسلنا علیھم صیحۃ واحدۃ فکانوا کھشیم المحتظر۔ بعض نے کہا کہ
رجفہ طاغیہ زلزلہ حد سے بڑھا ہوا چنانچہ یہ بھی آیت مین آیا ہی۔ بعض نے کہا کہ صاعقہ طاغیہ۔ بجلی حد سے بڑھی ہوئی مترجم کہتا ہی کہ
ظاہر آواز جبرئیلؑ سے برق بھی چمکی ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم دوم یہ کہ طاغیہ طغیان سے ہی یعنے گناہ مین حد سے تجاوز کرنا تو حد سے بڑھے
ہوے گناہ سے مارے گئے کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور ناقہ ہلاک کیا اور یہ ابن عباسؓ سے منقول ہی اور متاخرین نے اس قول پر
اعتراض کیا دو وجہ سے وجہ اول یہ کہ زجاجؒ نے کہا کہ قوم عاد کے عذاب مین بریح صرصر واقع ہوا جو قسم عذاب ہی تو یہان بھی
بالطاغیہ قسم عذاب ہونی چاہیے تاکہ تناسب ہو وجہ دوم قاضی نے کہا کہ اگر یہ مراد ہوتی تو بالطاغیہ نہوتا بلکہ لطاغیہ ہوتا واضح ہو کہ ثمود
قوم عرب سے حجاز و شام کے درمیان صوبہ حجر مین رہتے تھے جسکو وادی القری کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کو جاتے
ہوے اس قوم کے کھنڈل اور نشانات وکنوین دکھلائے تھے اور صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ اس قوم پر نجاؤ مگر اس حالت سے کہ تم روتے ہو
ایسا نہو کہ جو عذاب انپر پہونچا وہ تمکو پہونچے اور وہ تالاب دکھلایا جس سے ناقہ پانی پیتا تھا اور لشکر نے اول کنوین پر نزول کرکے پانی
بھر کر آٹا گوندھا اور ہانڈیان چڑھائین جب آپ پہونچے اور معلوم فرمایا تو حکم دیا کہ یہ کفار ثمود کے کنوین کا پانی ہے ہانڈیان لوٹ دو
اور آٹا اونٹون کو کھلا دو اور فرمایا کہ یہان سے جلد روانہ ہو اور خود روے مبارک پر چادر ڈالکر سواری تیز کی یہان تک کہ ثمود کے
کھنڈلون سے تیزی کے ساتھ گزر گئے اور دو کوس جاکر فرمایا کہ یہان ایک کنوان دوسرا ہی جس سے صالح علیہ السلام و اُن کے اصحاب پانی
پیتے تھے اسپر جاکر اُترے اللھم اعذنا من عذابک فی الدنیا و فی الآخرہ۔ قوم عاد کا مسکن بلاد احقاف مین تھا یہ عمان و حضرموت کے درمیان ہے
اور تمام یمن انکا مسکن تھا اور قوی زورآور دراز قد اور باسامان تھے انپر حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے اور یہ بھی قوم عرب تھے
انھون نے آخرت و قیامت سے انکار کیا اور ہودؑ کو جھٹلایا آخر ہلاک ہوے چنانچہ فرمایا۔ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ
صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ اور رہا قوم عاد کا حال تو وہ لوگ ہلاک کیے گئے بذریعہ ہواے صرصر کے جو سرکشی کرنے والی تھی ف صرصر
یعنے سخت سرد۔ قتادہ و سدی و ربیع بن انس و ثوریؒ نے کہا کہ صرصر سخت چلنے والی یعنے تند آدھی (ع) مترجم کہتا ہے کہ
قصہ قوم عاد جو سابق مین اعراف وغیرہ مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہوا مین آگ تھی پھر صرصر بمعنے سرد کیونکر ہوگا
خطیبؒ نے اس قول کے ضعیف ہونیکا اشارہ کرکے ایک توجیہ یہ بیان کی کہ وہ سخت سردی سے جلاتی تھی لیکن مترجم کہتا ہی کہ سخت
سردی مین مسام بند ہوکر خشکی و احتراق عارض ہوتا ہی اور کہا گیا کہ مسامات سے خون جاری ہوتا ہی جیسے برف قریب زمہریر کے
پہاڑون پر بھی اثر کرتا ہی۔ صر بمعنے سرد اور بڑھ ہی اور صرصر مبالغہ ہی اور حدیث مین ہی کہ مجھے صبا سے نصرت دی گئی اور قوم عاد
بادِ دبور سے ہلاک کی گئی۔ دبور مغرب سے چلتی ہے جیسے عموماً موسم سرما مین چلا کرتی ہی رازیؒ نے لکھا کہ صرصر جس مین

Marfat.com

تخت آواز اور صرصرہ ہو مترجم کہتا ہے کہ صرصرہ گویا اسی کو بگاڑ کر یہاں عوام الناس سُر سُری سرد ہوا کہتے ہین پھر اسکو عاتیہ کس معنے مین فرمایا (جواب) ہین اقوال ہین عتو سرکشی و تعدی ہو اور اس معنے مین دو تاویلین ہین (ایک یہ کہ) قتادہ رح نے کہا کہ اس ہوا نے قوم عاد پر تعدی کی حتی کہ ان کے دلون مین سوراخ کر دیا ضحاک رح نے کہا کہ انپر کچھ ترحم و برکت نرکھی (دوم) حضرت علی رضنے فرمایا کہ ہوا کے اوپر جو ملائکہ خزانچی ہین اُنسے سرکشی کر کے نکلی حتی کہ وہ اُسکو روک نہ سکے ۔ ابن عمر رض سے مرفوع حدیث روایت ہے کہ خازنین کو حکم تھا کہ عاد پر انگوٹھی کے نگینہ بھر ہوا بھیجین لیکن ہوا نے انپر سرکشی کی اور دروازون سے نکل گئی ۔ یہی فرمایا کہ صرصر عاتیہ یعنے خزانہ والون پر عتو کیا (ابن ابی حاتم) ابن عباس رضنے کہا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے پانی بمقدار معلوم بھیجا اور ہوا بمقدار معلوم بھیجی سوائے دو دن کے ایک دن جب قوم نوح ع پر طوفان آیا اور دوم جب عاد پر ہوا آئی پس قوم نوح پر (طغی الماء) سے پانی کا طغیان اسکے خزانہ دارون پر ہے اور قوم عاد پر صرصر عاتیہ سے ہوا کا عتو اسکے خزانہ دارونپر ہے یہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حدیث قرار دیا فاللہ تعالیٰ اعلم اور مترجم کہتا ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو اسکے معنے یہ نہین ہین کہ ملائکہ خازن سے یہ کام نہو سکا اور بگڑ گیا اور حکم الٰہی سے خلاف واقع ہوا جیسے ظاہر مین شبہہ ہوتا ہے کیونکہ قولہ یفعلون ما یؤمرون سے یہ خیال مردود ہوتا ہے بلکہ معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ سے ہوا نے اجازت مانگی کہ وہ قوم مشرک پر مسلط ہو اور ہوا مین سے ہر حصہ اس امر کی آرزو کرتا تھا کہ وہی اس قوم پر مسلط ہو کیونکہ جہان کی سب چیزین اپنے رب عز و جل کی توحید چاہتی ہین اور کلمہ شرک یا کفر سے جلتی ہین تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے موافق جس جزء کے لیے یہ تسلط مقدر کیا تھا وہ نکل گیا کیونکہ تمام ہوا اگر مسلط ہوتی تو تمام زمین ریزہ ریزہ ہو جاتی فافہم ۔ اب اوپر سے غور کرو کہ عاتیہ اگر عتو و سرکشی کے معنے مین ہو تو یہ دو تاویلین ہین کہ ہوا نے اپنے خازنین سے سرکشی کی یعنے نکل گئی یا قوم عاد پر ترحم نکیا اور غیظ کے ساتھ انکے سر کچل ڈالے اور مترجم کہتا ہے کہ دونون باتو نکا جمع ہونا ممکن ہے یعنے پہلے خازنین ملائکہ سے سرکشی کر کے نکل بھاگی پھر قوم عاد پر زور و شور کے ساتھ مسلط ہوئی اور اگر عاتیہ بمعنے تامہ ہے جیسے بولتے ہین کہ عتا العنب ۔ انگور پورا ہو گیا اور اپنی انتہا کو پہونچ گیا تو معنے یہ ہین کہ یہ ریح صرصر اپنی شدت و قوت و کیفیت مین انتہا کو پہونچی تھی (تفسیر کبیر) مجاہد رح نے کہا کہ یہ ریح صرصر یعنے باد سموم سخت تھی ۔ اگر بدعتی کہے کہ یہان سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خود اپنا فعل کرتی ہے جیسے ہوا نے لیا (جواب) یہ کہ ہر عاقل جانتا ہے کہ عقائد حقہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تفسیر مین چونکہ بدعتی نے یہ نہین جانا کہ ہر چیز اپنا فعل پیدا نہین کرتی بلکہ اسکی خواہش ہے کہ مثلاً یہ فعل وہ کماوے تو اللہ تعالیٰ اسمین پیدا کرتا ہے جیسے یہان ہوا کہ احمق نے جمادات بے شعور مین سے جانا اور طعن کے طور پر الزام لگایا کہ وہ خود فاعل ہے اور اس نے دونون باتون مین فی الحقیقت غلط کیا کیونکہ ہوا ہمارے نفع و نقصان کی حیثیت سے جاندار نہین ہے ولیکن اسکو معرفت حق تعالیٰ کا شعور ہے اگرچہ انسان صالح کے مثل نہو جیسے پتھر وغیرہ مین ہے اور ہر چیز اسی کی تسبیح کرتی ہے اسیطرح ہوا خود خالق فعل نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو مسخر کر دیا لقولہ تعالیٰ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ ۔ حضرت باری یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو ان کافرون پر مسخر کیا ف یعنے اللہ تعالیٰ نے ہوائے صرصر مذکور کو مسخر کر کے ان کافرونپر مسلط کیا تو یہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ۔ سَبْعَ لَيَالٍ ۔ سات راتین ف اگر غروب آفتاب سے شمار کرو تو دن بھی سات ہون اور اگر صبح سے شمار ہون تو دن آٹھ ہون اور قوم عاد پر یہی ہوا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے سبع لیال وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۔ اور آٹھ دن ف فرمایا الحاصل یہ کہ ہوا سخت جو اپنے رب عز و جل کی مطیع تھی اور اسکی توحید کے دشمنونپر دشمن تھی اور بحکم الٰہی انپر مسلط ہوئی تھی سات راتین و آٹھ دن مسلط رہی اس مدت مین ایک لمحہ فتور نہوا اور بحکم النص اسکی ابتدا ریوم نحس مستمر سے ہوئی مفسرین نے کہا کہ وہ روز بدھ یعنے چہارشنبہ تھا اور حدیث مین ہے کہ یہ دن کافرونپر ہمیشہ کے لیے نحس ہے ۔ ھ ۔ اس سے نکلا کہ مومنون کے لیے برکت و خیر ہے کیونکہ اگر مومن اس روز مرے بھی تو عین راحت و منزلت کرامت مین چلا جاوے پس مومن کے لیے جو کچھ اللہ تعالیٰ مقدر جاری فرماتا ہے

Marfat.com

رب بہتری ہوجاتا ہی الحاصل چہار شنبہ کی طلوع فجر سے کفار قوم عاد پر مسلط ہوئی اور ہود مع مومنون [illegible]
جہان عمدہ خوشگوار خنک ہوا آتی تھی اور وہ لوگ اِس دائرے مین سے کافرونپر خوفناک عذاب دیکھے اور [illegible]
تھے اور کافرونکی یہ حالت تھی کہ لمبے دراز قد تاڑ کے برابر چالیس پچاس ہاتھ یا زیادہ کے لوگ قوی الجثہ سخت قوی تھے ہوا [illegible]
می کو پر و بال کبوتر کی طرح اُڑا کر پہاڑ سے پٹک دیتی کہ بھیجا پھٹکر سر الگ ہوجاتا اور جانورون کو بھی ساتھ ہی ہلاک کرتی ریگ کی [illegible]
سے اُنپر زمین و آسمان ریگستان تھا۔ ریگ روان نے خاک مین انکو چھپاکر چور کردیا اور جہنم مین پہونچا دیا نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ
قولہ تعالیٰ حُسُوۡمًا۔ ان ایام یا اس ہوا کی صفت ہی یہان دو قول ہین مجاہد و قتادہ رح نے کہا یعنے پے درپے درمیان مین ایک لحہ کا
فتور نہ تھا اس قول کے موافق عرب بولتے ہین کہ (حسم الکی) اپے درپے داغ دیا پھر ہر قطع کرنے والی چیز کو حاسم کہا اور جمع حسوم ہی یعنے یہ راتین
اور دن حسوم تھے کلبی رح نے کہا کہ حسوم یعنے دائم نضر بن شمیل نے کہا کہ حسوم یعنے بے انتہا قطع کرنے والی چیز یعنے درحالیکہ یہ ہوا نہایت نیست
و نابود کرنے والی تھی (الخطیب) ابن مسعود و ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و ثوری وغیرہم نے کہا کہ حسوم یعنے پے درپے عکرمہ و ربیع بن انس نے
کہا کہ حسوم اُنپر شوم یعنے ایام نحس تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی فی ایام نحسات یعنے ایسے ایام مین جو نحس ہین **اقول** ہفتہ مین سب دن شامل ہین
تو بالضرور یہ مراد ظاہر ہی کہ یہ ایام خاص کر اس قوم عاد پر نحس تھے اگر ایسا نہو تو ہفتہ مین کوئی دن نیک نہ رہے اور یہ باطل ہی اور اگر خاص
یہی ہفتہ نہو تو لامحالہ ہر سال یہ ہفتہ نحس ہوا اگرچہ کافرونپر ہو اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی وقت کسی زمانے مین کوئی امر واقع ہوتا ہی تو آیندہ
جب اسکے مثل وقت آتا ہی تو بعینہ وہ فضیلت یا برائی اس روز نہین ہوتی ہی بلکہ وہ یاد دلاتا ہی جیسے عشرۂ محرم کے روز موسیٰ علیہ السلام کو نجات
ملی اور فرعون غرق ہوا تو ہر عشرۂ محرم کو ہمیشہ یہ بات نہین ہی کہ موجب سرور ہو خصوصًا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اُسی روز شہید ہوے
ولیکن یاد دلانیوالا ہی اور ایام مین سے جمعہ افضل ہی اور اس اصل پر دوشنبہ کے حق مین آیا کہ اسی روز میری ولادت ہی اور اسی روز مجروحی
آئی۔ ھ۔ اسی روز دار آخرت کی سرفرازی پائی ہی پس ہر دوشنبہ کے دن یہ برکات نہین ہوتے ہین ورنہ انکا حکم اسی کے موافق ہو ولیکن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ اور سید اولاد آدم کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ روز پسند فرمایا تو معلوم ہوا کہ ہفتہ کے ایام مین یہ دن
اچھا ہی اور یہ معنے نہین کہ ہر دوشنبہ کو وہی رحمت و برکت نازل ہوتی ہی جو آپ کی پیدایش کے دوشنبہ کو نازل ہوئی تھی۔ بالجملہ یہ ہفتہ خاص وقت
کا خاص اسی قوم عاد پر نحس شوم تھا اور چہار شنبہ ابتدائے عذاب کا دن بحکم النص محکوم ہوا کہ نحس مستمر ہی بلکہ بعض علما رح نے کہا کہ وہان نحس مستمر
کے معنے بھی فقط قوم عاد پر ہی یعنے قوم عاد کے حق مین یہ دن وہ تھا کہ اسکے بعد ہمیشہ کے لیے اُنسے خیریت اُٹھ گئی اور ہر نیکی و بھلائی سے
ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئے جیسے دوسری آیت مین اس ہفتہ کے سب آٹھون دنون کو ایام نحسات فرمایا ہی اور نہ قول بھی وجیہ ہی حافظ امام
ابن کثیر رح نے حسوم مین سب معانی کو جمع کردیا یعنے یہ سات راتین و آٹھ دن حسوم تھے یعنے پورے ایام پے درپے منحوس تھے۔ ربیع
ابن انس نے کہا کہ ان آٹھ دن مین سے پہلا روز جمعہ تھا اور دوسرے مفسرین نے فرمایا کہ چہار شنبہ تھا اور کہتے ہین کہ موسم کے لحاظ سے وہ
زمانہ تھا جسکو لوگ اعجاز کہا کرتے ہین اور لکھا کہ شاید یہ اطلاق انھون نے آیندہ آیت سے نکالا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَتَرَى الْقَوْمَ
فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ پس تو دیکھتا ہی قوم کو ان ایام مین مردہ پڑے ہوئے گویا وہ کھوکھلے
ہوے درخت کھجور کی پیڑیان ہین ف ترٰی صیغۂ حال ہی اس ہیبتناک حالت کو تصور مین مشاہدہ کرنے کو بالفعل صیغۂ حال فرمایا
یعنے ان آٹھون ایام مین تو یہ منظر دیکھتا ہی کہ قوم عاد بکثرت بُری طرح مرے پڑے ہین گویا وہ کھوکھل درخت کھجور کی پیڑی ہین فَهَلْ
تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ۔ اب کیا تو انمین سے کوئی باقی دیکھتا ہی ف یعنے انمین سے کسیکا کچھ نشان نہین رہا۔ اب یاد کرو کہ شیخ
اوپر کہا تھا کہ موسم جسمین قوم عاد پر عذاب آیا تھا اسکو لوگ ایام اعجاز کہتے ہین شاید آیت کے کلمہ (اعجاز نخل) سے نکالا

مترجم کہتا ہی کہ گویا جب جاڑیکا اخیر ہوا تو لوگون نے کہا کہ اسی موسم مین قوم عاد والے ہلاک کیے گئے اور اعجاز نخل کی صورت ہو گئے تھے تو یہ ایام اعجاز ہین اور بعض نے کہا کہ ایام اعجاز اسلیے کہتے ہین کہ وہ عجز الشتا کا موسم تھا جیسے کہتے ہین کہ جاڑے کی دُم باقی رہی ہی عجز بمعنے سرین یعنے چوتڑ ہے مترجم کہتا ہی کہ اس موسم کو ایام عجوز بھی کہتے ہین تو وہان یہ توجیہ نہین ہو سکتی ہی کیونکہ عجوز بڑھیا کو کہتے ہین ہان یہ توجیہ کی جاوے کہ گویا سردی اب بڑھیا ہو گئی قریب ہی کہ فنا ہو جاوے یا اس موسم مین بڑھیا کو تکلیف زیادہ ہوتی ہی اسلیے کہ مسامات کھلنے لگتے ہین اور ہوا چلنے لگتی ہے تو بوڑھے وکمزور آدمیون وجانورون کو خصوصاً پرندون کو تکلیف ہوتی ہی شیخ رح نے کہا کہ بعضے لوگ یہ کہتے ہین کہ قوم عاد مین ایک بڑھیا تھی جب اُسنے یہ شدت دیکھی تو زمین کے غار مین گھس گئی جو اُسنے مکان کے اندر تہ خانہ کی طرح بنایا تھا لیکن ہوا نے تہ خانہ مین گھسکر آٹھوین روز اُسکو قتل کیا یہ بغوی رح نے نقل کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ عرب کسی نیک وبد واقعہ کو جسمین کچھ عجیب بات ہو (ایام) کہتے ہین چنانچہ (ایام العرب) کے نام سے کتابین لکھی گئی ہین سب کا خلاصہ یہ کہ آخری جاڑیکا موسم تھا کہ یہ آندھی ایک روز بدھ کی صبح سے شروع ہوئی اور بقاعی نے کہا کہ آخری ماہ شوال تھا اور حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے تابعین مومنین کو پہلے سے اطلاع دیدی تھی اور بحکم الٰہی انھون نے جنگل مین جاکر موقع مناسب پر سب کو جمع کر کے گرد حصار کر دیا تھا اس حصار مین ہوائے نسیم خوشگوار آتی تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت تھی اور اسی نے صحیح ظاہر کر دیا کہ یہ اتفاقیہ آندھی نہین ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منکر کافرون پر عذاب ہی جسکو بھیجا ؤ ہوا سے سخت زور شور سے چلی اور اُسنے کافرون کے سر کچل ڈالے اور وہ لوگ دراز قد لمبے لمبے تاڑ کی طرح بے سر کے مرے پڑے تھے اسلیے اللہ تعالیٰ نے اعجاز نخل خاویہ۔ یا اعجاز نخل منقعر سے تشبیہ دی اور آٹھوین روز ایک بڑھیا جو تہ خانہ مین چھپی تھی ماری گئی اور غروب آفتاب پر آندھی موقوف ہو گئی لیکن کافرون مین سے کسیکا نشان باقی نہ تھا مفسرین نے لکھا ہی کہ جب آٹھوین روز سب قتل ہو گئے تو ہوا نے ایک جھونکے مین انکے تاڑ سے اجسام مردہ اُٹھاکر سمندر مین ڈال دیے مترجم کہتا ہی کہ غالباً احقاف کے ریگ مین سب دب گئے ہون یعنے اول مین پہاڑون سے ٹکرا کر نیچے نکال دیے پھر ریگ مین دا[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم شیخ الامام الحافظ رح نے لکھا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ نخل خاویہ یعنے درخت خرما خراب۔ دیگر مفسرین نے کہا کہ یعنے کھوکھلا ہوا مترجم کہتا ہی کہ دونون کا نتیجہ یہ ہی کہ درخت خراب پرانا ہو کر اندر سے کھوکھل ہوا اور گر پڑا اسیطرح قوم عاد کے لمبے لمبے قد اور اندر سے کھوکھل تھے تو تشبیہ نہایت عمدہ ہی اور لکھا کہ ہوا کی یہ کیفیت تھی کہ عادی آدمی کو زمین پر ٹپک دیتی تو بھیجا پھٹکر نکل جاتا اور جسم مردہ پڑا رہجاتا اور ابن ابی حاتم نے حدیث ابن عمر مرفوعاً روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر جو ہوا بھیجی وہ انگوٹھی کے نگینہ کی جگہ بھر تھی پس وہ روانہ ہوئی اور پہلے قوم عاد کے دیہات پر گزری تو دیہاتی آدمیون وجانورون ومالون کو سمیٹ کر اُٹھا لیا اور ابر کی طرح بوجھل ہو کر بڑھی جب شہریون نے دیکھا تو بہت خوش ہوے کہ یہ ہوا اچھے بادل لائی ہی خوب برساویگی کما قال تعالیٰ ہذا عارض ممطرنا جب شہریون پر محیط ہوئی تو پہلے اس کالی گھٹا سے دیہاتی آدمی وجانور وغیرہ برسے۔ ھ۔ مجاہد رح سے روایت ہی کہ ہوا کے دو بازو اور دم بھی (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی کہ یہ صورت ہر شخص کو منظر نہین آسکتی ہی اور شاید یہ تشبیہ ہو کہ اول مین اُسنے دونون بازو سے گرد نواح کے دیہاتون کو سمیٹ لیا اور اخیر مین ہوا آئی کہ جسنے بقیہ نہ چھوڑے واللہ تعالیٰ اعلم خطیب رح نے لکھا کہ ابن جریر رح سے روایت ہی کہ قوم عاد سات راتین اور سات دن عذاب مین مبتلا رہے اور آٹھوین روز شام کو مرے ہوا نے اڑا کر انکو سمندر مین ڈال دیا (سراج) الحاصل قوم عاد نے اللہ تعالیٰ وروز قیامت سے انکار کیا اور آخر عذاب سے ہلاک کر کے آخرت مین لائے گئے۔ **وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ**۔ اور لایا فرعون اور جو قوم اُس سے پہلے تھی اور موتفکات خاطیہ کو ف ایک قراءت مین (قبلہ) بکسر قاف وفتح موحدہ بمعنے جہت ورُخ ہی تو معنے (من قبلہ) جو کوئی اسکے جانب تھا یعنے قبط وغیرہ جو اسکے دین پر تھے کہ اسکو خدائی کے دعوے مین سچا مانتے تھے۔ مشہور قراءت قبل بالفتح بمعنے پہلے ہی یعنے جو قوم اس سے پہلے اسکے کافر تھی موتفکات متصل گنجان دیہات تھے جن مین قوم لوط رہتی تھی (سراج) اور ابن کثیر رح نے کہا کہ مشرک قومین مراد ہین مترجم کہتا ہی

اکہ قول اول کے موافق فرعون سے پہلے جو کافر قومین گزری ہین انہین سے خاصکر موتفکات والون یعنے قوم لوط کی بستیان کہ
کے انکی بدکاری خبیث تھی کہ باہم مرد سے مرد اغلام کرتا تھا اور اسلیے کہ انپر عذاب شدید واقع ہوا کہ ان سب دیہات کا تختہ الٹ دیا گیا اور
کے پتھر برسائے گئے اور اسلیے کہ عرب کے لوگ تجارت مین شام کو جاتے ہوئے بحیرۂ لوط کی طرف سے گذرتے تھے جسکا پانی نہایت بدبودار ہی
کہ جانور زندہ نہین رہتا اور نہ کنارے کوئی درخت جمتا ہی اور تہ و بالا بستی کا نشان موجود ہی اور اگر بقول ابن کثیرؒ موتفکات مشرک
قومین ہون تو شاید (افک) سے نکالا ہی کیونکہ شرک افک دروغ بہتان ہی اسی سے موتفک کو اختیار کیا ہی (بالخاطیہ) مین بار تعدیہ ہی
یعنے فرعون اور (اسکے ساتھی لوگ یا) اس سے پہلے والے لوگ خاصکر قوم لوط جو موتفکات مین رہتے تھے (یا مشرکہ قومین) یہ سب خطا لائے
یعنے قبیح حرکت خطا کے مرتکب ہوئے اور اسکی تفسیر خود بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ۔ پس ان لوگون نے اپنے
رب کے رسول کی نافرمانی کی ف ہر ایک کی ہدایت کے لیے جو رسول اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص الخاص بندہ بھیجا تھا اسکو جھٹلایا اور اسکی
ہدایت پر نہ چلے اور ایک رسول کا انکار سب رسولونکا انکار ہی فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً۔ پس گرفتار کیا اللہ تعالیٰ نے انکو سخت
گرفتاری کے طریقے سے ف مجاہدؒ نے کہا کہ رابیہ سخت شدید۔ سدیؒ نے کہا کہ مہلکہ یعنے ہلاک کرنیوالی گرفتاری مین ماخوذ کیا۔ الحاصل
اللہ تعالیٰ نے فرعون و اس سے پہلے ہر قوم کی بہتری کے لیے رسول بھیجے پھر جب ان قومون نے اللہ تعالیٰ کے رسولونکو جھٹلایا اور نہ مانا
تو اللہ تعالیٰ نے ان بدکارون کو سخت عذاب مین پکڑا کہ دنیا کے عذاب مین پڑکر آخرت کے عذاب مین مل گئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ
کے ساتھیون پر جو احسان فرمایا تھا وہ انکی نسل پر بھی رکھا بقولہ تعالیٰ وَاِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ
لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۔ اور ہماری یہ شان ہی کہ جب پانی نے طغیان کیا تو ہمنے تم کو
کشتی مین اٹھا لیا تاکہ اسکو تمہارے واسطے تذکرہ بناوین اور سننے والے کان اسکو حفظ کرین ف اللہ تعالیٰ نے قوم نوحؑ کے کافرونکو
طوفان آب سے ہلاک کیا اور حضرت نوح علیہ السلام وانکے ساتھیونکو نجات دی اور اس نجات کے لیے عجیب طریقہ رکھا کہ حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا
حکم دیا کہتے ہین کہ اس سے پہلے کشتی نہ تھی تو کفار قوم اسکو دیکھکر تمسخر کرتے اور جب کہا جاتا کہ یہ پانی مین چلتی ہی تو کہتے کہ خشکی مین پانی کہان ہے
اور جب اللہ تعالیٰ نے پانی کو غرق کا حکم دیا تو پانی نے جوش مارا کہ رب عزوجل کے دشمنون کو ہلاک کرے آور ابن جریرؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے اسناد کیا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے پانی بقدر معلوم فرشتہ کے ہاتھون اتارا لیکن طوفان نوحؑ کے دن پانی نے فرشتہ پر طغیان کیا اور نکل گیا
یہی فرمایا بقولہ تعالیٰ انا لما طغی الماء۔ یعنے جب پانی حد سے بڑھ گیا۔ حملناکم فی الجاریۃ۔ تو ہمنے تمکو کشتی مین سوار کر لیا اور ہمیشہ ہوا اندازے پر
بھیجی گئی سوائے قوم عاد کے کہ اسنے خازن ملائکہ پر غلبہ کیا بقولہ تعالیٰ بریح صرصر عاتیۃ۔ (ابن کثیر) زمخشری نے کہا کہ اگر کوئی پوچھے کہ اذن واعیۃ
مین اُذن جنس جمع مفرد ہے اسکی صفت واعیات نہین فرمائی اور نکرہ کیون ہی (جواب) یہ کہ اسمین اشارہ ہی کہ اذن بہت ہین لیکن واعیہ قلیل ہین
اور لوگون کو شرم دلائی کہ تم مین انسانیت کم ہی گویا انسانیت تم مین معرفہ چیز نہین بلکہ اجنبی نکرہ ہی اور اسمین تنبیہ فرمائی کہ جو اُذن کہ واعیہ ہی
یعنے اسنے شان معرفت الٰہی کو حفظ کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو عقل حاصل ہوئی تو اکیلا ایک امت ہوتا ہی اور ماسوائے اسکے جو اذن ہین
انکا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ شمار مین بکثرت ہون۔ ھ اگر کہا جاوے کہ جاریہ یعنے کشتی مین جنکو سوار کیا تھا وہ لوگ تھے جو نوحؑ کے ساتھ تھے
(جواب) ہان ولیکن انھین کی پشت مین تم لوگ موجود تھے تو تمکو بھی سوار کیا اور اگر وہ لوگ غرق ہو جاتے تو تم بھی مٹ جاتے (رازیؒ) قولہ
حملناکم فی الجاریۃ ہمنے تمکو سوار کیا کشتی مین۔ ھ۔ یہ صریح دلیل ہی کہ آدمی سے جو افعال ہوتے ہین وہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہی اور اسکی یہی
صورت ہی جو حضرت نوحؑ وانکے اصحاب کے کشتی بنانے اور سوار ہونے مین واقع ہوئی ابو السعودؒ نے کہا کہ مراد یہ کہ ایام طوفان تمام
ہونے تک ہمنے تمکو پانی کے اوپر کشتی مین محفوظ رکھا اور (فی) متعلق (حملنا) نہین بلکہ محذوف (حفظنا) سے متعلق ہی یعنے ہمنے تم کو

Marfat.com

کشتی مین بٹھاکر اونچا رکھا در حالیکہ تمھاری حفاظت کی جب تم کشتی مین تھے اور اسمین تنبیہ ہی کہ تمھاری نجات فقط اللہ تعالیٰ کی حفظ و عنایت سے تھی اور کشتی فقط ظاہری شکل تھی۔ لنجعلہا لکم تذکرۃ۔ تمھارے اس معاملہ مین عبرت کر دی یعنے ابتک قصہ یاد ہی کہ کافرون کو اللہ تعالیٰ نے غرق کیا اور مومنون کو نجات دی اور اس عبرت سے فقط ایسے کانون کو نفع و نصیحت ہی جو حفظ کرتے ہین یعنے جو چیز یاد رکھنے کیواسطے ضروری ہی اسکو حفظ کرتے اور اس سے نصیحت لیتے ہین اور اُسکو شائع کرتے اور اُسمین فکر کرتے ہین یعنے ضائع نہین کرتے اور نہ غفلت کرکے اسپر عمل چھوڑین۔ اور اسی ترحم و عنایت سے ابتک تمھاری نسل قائم ہی اس رحمت کا شکریہ ہی کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و رسالت پر ایمان لاؤ اور قیامت و آخرت کے لیے عمل کرو (ابو السعود) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے علیؓ مین نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اللہ تیرے کانون کو اذن واعیہ کر دے حضرت علیؓ نے کہا کہ اسکے بعد مین نے جو کلمہ آپ سے سن لیا اُسکو نہین بھولا (رواہ سعید بن منصور و ابو نعیم و ابن جریر و ابن ابی حاتم) ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہی اور بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ حضرت علیؓ سے فرماتے تھے کہ مجھے حکم دیا گیا ہی کہ تجھے نزدیک کرون اور دور نہ رکھون اور تجھے تعلیم دون اور تو حفظ کرے اور تجھے واجب بھی ہی کہ تو حفظ کرے اور یہ آیت نازل ہوئی وتعیہا اذن واعیہ۔ (ابن ابی حاتم و ابن جریر) اور یہ حدیث بھی اسناد مین صحیح نہین ہی یعنے متصل نہین ہی اور فیروز آبادی وغیرہ نقاد محدثین نے کہا کہ جن روایات مین (اے علی) بلفظ ندا واقع ہوا سوا اسے ایک کے صحیح نہین ہوئی

مترجم کہتا ہی کہ اسناد مرسل قوی ہی واللہ تعالیٰ اعلم

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ

پھر جب پھونکے نرسنگے مین ایک پھونک اور اُٹھائے زمین اور پہاڑ پھر ٹکے جاوین ایک چوٹ پھر اُس دن

وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ۝ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۚ

ہو پڑے ہو پڑنے والی اور پھٹ جاوے آسمان پھر وہ اُسدن بکس رہا ہی اور فرشتے ہین اُسکے کنارون پر

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ۝ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝

اور اُٹھا رہے ہین تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اُس دن آٹھ شخص اُسدن سامنے جاؤگے چھپ نہ رہیگا تم مین کوئی چھپنے والا

ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ ہولناک آثار قیامت سے آگاہ فرماتا ہی مترجم کہتا ہی کہ ابتدائے سورہ مین الحاقہ کی ہیبت ظاہر فرمائی پھر جن قومون نے اس سے انکار کیا تھا اور اپنے رسول کو جھٹلایا تھا انکی ہلاکت و بربادی سے آگاہ کیا بلکہ عرب وغیرہ کو انکے نشانات بتلا دیے ازانجملہ کفار قوم نوح علیہ السلام ہین پھر انہین سے مومنین کو اپنی رحمت سے باقی رکھنے پر احسان ظاہر فرمایا اور نصیحت و عبرت حاصل کرنیکا ارشاد فرما کر ان آیات مین ہولناک امور قیامت مین سے بعض بیان فرمائے بقولہ تعالیٰ۔ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ۔ پھر جب صور مین پھونکا جائیگا ایک مرتبہ پھونکنا ف باربار تکرار کی کچھ ضرورت نہوگی کیونکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ کسیطرح ورنگ نہین کرسکتا اور نہ کوئی ممانعت ہو سکتی ہی۔ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ۔ اور اُٹھائی جائیگی زمین و پہاڑ ف اپنی اپنی جگہ سے زائل کر دیے جاوینگے۔ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً پس یہ دونون چیزین کوفتہ کر دیجاوینگی ایک بار کوفتہ ف حتی کہ ریگ کی طرح سرمہ ہو جاوینگے۔ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ تو اس دن واقعہ قائم ہوگی ف یہی وقت ہی کہ قیامت قائم ہوگی ابن کثیرؒ نے کہا کہ قیامت قائم ہونے کے واسطے صور جو پہلے پھونکا جائیگا وہ نفخہ فزع ہی اقول وہ اول آہستہ ہوگا پھر بڑھایا جائیگا اور دیر تک ہوگا جیسا کہ حدیث مین آیا ہی جسکے کان مین آواز پڑیگی وہ ہی گھبرا جائیگا اور لوگون مین ہل چل پڑ جائیگی اور انکے دل بے قابو ہو کر اُچھلنے لگین گے اور اسکے پیچھے نفخہ صعق ہوگا یعنے چمک

دفورے لوگ بیہوش ہوجاوینگے سواے بعض لوگونکے جنکو اللہ تعالیٰ جانتا ہی پھر اسکے بعد ایک دفعہ صور پھونکا جائیگا [illegible]
اٹھنے از حشر ہونے اور رب العالمین جل جلالہٗ کے حضور مین حساب وکتاب کے اور عذاب وثواب کے واسطے آخری انجام کا [illegible]
ربیع بن انس رح نے کہا کہ یہان آیت مین جو نفخہ مذکور ہی یہ آخری نفخہ ہی (ابن کثیر) صور قرن ہی اور اسکی وسعت آسمان و زمین کے
برابر ہی (بقاعی) یہ نفخہ وہ ہی جسمین فیصلہ خلائق کے واسطے قیام ہوگا زمخشری نے کہا کہ نفخہ دو ہین پھر (واحدہ) کیون فرمایا ہی (جواب)
یہ کہ [illegible] وقت مین وہ دوبار نہین پھونکا جائیگا۔ اگر کہو کہ پھر یہ جو آیت مین مذکور ہی اول نفخہ ہی کہ دوم نفخہ ہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ اول
نفخہ ہی کیونکہ اسی نفخہ مین عالم خراب کردیا جائیگا اور ابن عباس رض سے بھی یہ روایت ہی کہ پہلا نفخہ ہی اور روایت دوسری بھی آئی کہ یہ دوسرا نفخہ ہے
(انتہی) زمخشری کے نزدیک مختار یہ کہ آیت مین پہلا نفخہ مراد ہی اور بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آیت کے سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ دوسرا
مراد ہی جس سے بعث وحشر ہوگا۔ اور عالم کا خراب ہونا لوگونکے اُٹھائے جانے کے بعد زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسی مین زیادہ ہیبت ہے۔ ھ
اقول اور کفار کے واسطے خجالت بھی ہی جو یہ زعم کرتے تھے کہ عالم اسیطرح چلا جاویگا اور آسمان کا ٹوٹنا و پھٹنا محال جانتے تھے اور جو کچھ انبیا علیہم السلام
نے بتلایا تھا اسکو جھوٹ مانتے تھے خطیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسیقدر لکھا کہ یہ پہلا نفخہ ہی یعنے زمخشری کی پوری
اتباع کی اور شیخ جلال نے اسیقدر لکھا کہ وہ دوسرا نفخہ ہی اور بقول بقاعی رح یہی انسب ہی (سراج) اگر کہا جاوے کہ انسب کیا معنے بلکہ زمخشری کا
گمان غلط ہی کیونکہ آیندہ یہ مذکور ہی کہ (یومئذ تعرضون) حالانکہ سب جانتے ہین کہ پیش ہونا دوسرے نفخہ کے بعد ہوگا (جواب) یہ کہ زمخشری نے خود یہ
اعتراض دفع کیا کہ یومئذ کے معنے (یوم اذ کان کذا) جسدن ایسا ہوگا اس روز تم پیش کیے جاؤگے اور یہ دن بہت وسیع وقت ہی جسمین دونون
نفخے (صعق وبعث ونشر وحساب) کی پیشی سب واقع ہوگا۔ جیسے کہتے ہین کہ مین تم سے فلان سال ملا تھا حالانکہ وہ فلان سال کے کسی وقت مین
ملا ہوگا۔ ھ باوجود اس تکلف کے انسب وہی قول ہی جو شیخ امام ابن کثیر وجلال وبقاعی وغیرہ نے اختیار کیا اور اسی کے بعد خراب
عالم ہی۔ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ۔ اور آسمان پھٹ جاویگا پس وہ اُس روز سست بنیاد ہوگا ف
کہتے ہین کہ (وہی الجدار) دیوار واہی ہوگئی یعنے بنیاد کمزور ہوگئی اور گرگئی تو آسمان بھی اُس روز روئی کے گالونکی طرح اُڑتا پھریگا۔
وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا۔ اور فرشتہ اُسکے اقطار پر ہوگا ف ایک فرشتہ مراد نہین ہی بلکہ یہ جنس مراد ہی یعنے اطراف آسمان پر فرشتہ
کی قسم سے ملائکہ محیط ہونگے ضحاک رح نے کہا کہ پہلے وہان ہونگے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ نازل ہوکر زمین پر محیط ہونگے اور سعید بن جبیر رح نے کہا کہ
ارجائہا سے اقطار زمین مراد ہین یعنے فرشتے اطراف زمین کو گھیر لین گے (سراج) ابن عباس رض نے کہا کہ آسمان پھٹ کر ٹکڑے ہوجائین گے
اور ملائکہ اُسکے اطراف مین وہان موجود ہونگے جہان خراب نہین ہوا ہی اور یہی سعید بن جبیر و اوزاعی کا قول ہی اور ضحاک رح نے کہا کہ اُسکے
اطراف مین ہونگے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی کہ فرشتون کے واسطے کسی چیز کی ضرورت پانون ٹیکنے کے واسطے نہین ہی خطیب رح نے کہا کہ اگر پوچھا جاوے
کہ ملائکہ تو جب پھٹے تو ارجا آسمان پر کیونکر ہونگے۔ جواب مین بعض نے کہا کہ پہلے ایک لحظہ ارجا پر قیام کرکے مرجائین گے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ انکو
اللہ تعالیٰ نے استثنا کیا ہی اور بعض نے کہا کہ اس دن جب لوگ جہنم کو دیکھین گے تو ہول و دہشت سے بھاگین گے لیکن زمین کے جس کنارے
جائین گے ملائکہ کو وہان محافظ پائین گے تو پھر اپنی جگہ لوٹ آئین گے (السراج) شیخ ابن کثیر رح نے اس تفسیر کے بعض مقام پر یہ حال شیاطین کا
بیان کیا ہی اور یہی قرین قیاس ہی اسواسطے کہ آدمی اتنی جلدی زمین کے کنارے نہین پہونچ سکتا خصوصاً جنوب وشمال کے کنارون پر بوجہ
سردی کے نہین جاسکتا ہی۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ اور اس روز تیرے رب کا عرش آٹھ فرشتے
اپنے اوپر اُٹھائے ہونگے ف بعض نے کہا کہ فوقہم کی ضمیر ملائکہ کی جانب ہی جو اطراف پر متعین ہونگے یعنی اُن فرشتون کے اوپر آٹھ فرشتے
عرش اُٹھائے ہونگے اور بعض نے کہا کہ یہ ضمیر آٹھ ملائکہ کی طرف ہی اگرچہ ضمیر پہلے مذکور ہی اور مرجع اُسکے بعد مذکور ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ

Marfat.com

عرش کے بارہ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ عرش عظیم مراد ہو دوم یہ کہ وہ عرش مراد ہو جو قیامت کے روز زمین مین فیصلہء خلائق کے واسطے رکھا جائے گا اور جو کچھ مراد ہو اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہی اور حدیث عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مین ہی کہ عرش کے اُٹھانے والے آٹھ اوعال ہین یعنے ایسے ملائکہ ہین جنکی صورت پہاڑی بکرے کی طرح ہی اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ عرش اُٹھانے والے آٹھ فرشتے ہین جنکی آنکھ کے ایک کوئے سے کنارے تک سو برس کی راہ ہی اور ابن ابی حاتم نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو اجازت دی گئی کہ عرش اُٹھانے والے ملائکہ مین سے ایک فرشتہ کا حال بیان کرون کہ اُسکی کان کی لَچیا سے گردن تک پرند تیز پر کی اُڑان سے سات سو برس کی راہ ہی (اسنادہ صحیح) اور اسی اسناد سے امام ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کیا اور اُسمین کان کی لَچیا سے کندھے تک سات سو برس کی راہ ہی مترجم کہتا ہی کہ غالبًا یہی صحیح ہی اور عاتق کو عنق پڑھا گیا واللہ تعالیٰ اعلم اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کی کہ آٹھ سے مراد ملائکہ کی آٹھ صفین ہین اور کہا کہ اسی کے مانند شعبی وعکرمہ وضحاک وابن جریج سے مروی ہی اور یہی ابن عباس سے روایت کیا گیا ہی اور ضحاک رح نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ ملائکہ کروبین کے آٹھ جز ہین ایک جز کی تعداد بقدر شمار انس وجن وشیاطین وملائکہ کے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ۔ اس روز تم لوگ پیش کیے جاؤگے تم سے کوئی پوشید گی بھی پوشیدہ نہ رہیگی ف یعنے اس روز تم لوگ اپنے رب عز وجل کے سامنے مع اپنے ظاہری وباطنی اعمال کے پیش کیے جاؤگے جو عمل تمنے بہت ہی خفیہ کیا ہوگا کہ کسیکو اس سے اطلاع نہوگی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ظاہر فرماویگا ہرگز تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہین رہیگی اس حالت سے تم لوگ پیش ہوگے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنے نفس کا خود حساب لیا کرو پہلے اس سے کہ تمسے حساب لیا جائے اور اپنے نفس کو تولا کرو اور اس سے پہلے کہ تم لوگ تولے جاؤ کیونکہ کل تم سے حساب لیا جائے گا تو یہ زیادہ آسان ہی کہ آج تم اپنے نفس کو حساب کرکے ٹھیک کرلو اور اعلیٰ پیشی کے واسطے آراستہ ہو رہو (رواہ ابن ابی الدنیا) اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز لوگون کی تین پیشیان ہونگی دو پیشیون مین تو لوگ جھگڑین گے اور اپنے اپنے واہی عذر پیش کرینگے اور رہی تیسری پیشی تو اُس مین نامۂ اعمال اڑکر ہاتھون مین آوین گے کسی کو داہنے ہاتھ مین ملیگا اور کسی کو بائین ہاتھ مین ملیگا (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وابن جریر) رہا یہ بیان کہ جسکے داہنے ہاتھ مین نامۂ اعمال ہوگا اُسکا کیا حال ہے اور بائین والے کا کیا حال ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ۝ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ

سو جسکو ملا اُسکا لکھا داہنے ہاتھ مین وہ کہتا ہی لیجیو پڑھیو میرا لکھا مین نے خیال کیا کہ مجکو ملنا ہے

حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوا

میرا حساب سو وہ ہین گذران مین من مانتی اونچے باغ مین جسکے میوے جھک رہے ہین کھاؤ

وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

اور پیو رچ سے بدلا اُسکا جو آگے بھیجا تمنے پہلے دنون مین

ان آیات مین اُن لوگون کا بیان ہے جنکے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ مین دیے جاوین گے اور اسکی خوشی بے انتہا اور شدت فرحت کا نمونہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ۔ پس جو شخص کہ اپنا نامۂ اعمال اپنے داہنے ہاتھ مین دیا جائیگا تو وہ کہیگا کہ اے لو آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو ف یعنے جو شخص اُس سے ملیگا اُس سے کہیگا کہ لو یہ میرا نامۂ اعمال پڑھو یہ اُسکی شدت کی خوشی ہی (ابن کثیر) یعنے اُسکو انتہا کا سرور حاصل ہوگا کیونکہ اس وقت اُسکو یقین ہوجائے گا کہ مین نجات پانے والون مین ہون اور اب بے کھٹکے جنت کے جانے والون مین ہون تو چاہیگا کہ دوسرون پر بھی اپنی سرفرازی ظاہر کرے اور بعض نے کہا کہ یا اپنے

Marfat.com

عزیزون وقرابتون سے کہیگا (کبیر رازی) اور اُسکو یہ کھٹک نہوگی کہ شاید اسمین میری کچھ بُرائیان بھی ہون کیونکہ [illegible]
فضل سے حاصل ہوگئی لیکن یہ دغدغہ نہوگا کیونکہ اُسمین خالص نیکیان اور حسنات ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکی بُرائیان بدل کر نیکیان کر دی
اور ابن ابی حاتم نے باسناد صحیح ابو عثمان النہدی تابعی کبیر سے روایت کی کہ مؤمن کو اُسکا نامۂ اعمال اس طرح دیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اُسکا پردہ چھپا رہیگا پس وہ اپنی بُرائیان پڑھنا شروع کریگا تو ہر بُرائی پر اُسکا رنگ متغیر ہوتا جائیگا یہانتک کہ پڑھتے پڑھتے نیکیان شروع
ہونگی تو اُسکا رنگ پھر اصلی حالت کی طرف بدلنا شروع ہوگا (یعنی ابھی اُسکو بُرائیون کی طرف سے دہشت و دغدغہ باقی ہوگا) پھر یکایک اُسکی
نظر اپنی بُرائیون پر پڑیگی تو دیکھے گا کہ رب ارحم الراحمین نے اُنکو بدل کر نیکیان فرما دیا ہی تب تو مارے خوشی کے کہیگا کہ لو یہ میرا نامۂ اعمال پڑھو
اور ابن ابی حاتم نے عبداللہ سے جنکے باپ کو ملائکہ نے نہلایا تھا روایت کی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندے کو کھڑا کریگا پھر اُسکے نامۂ اعمال
کی پشت پر اُسکی بُرائیان ظاہر فرمائیگا اور کہیگا کہ ای بندے تونے یہ گناہ کیے تھے وہ عرض کریگا کہ ای رب ہان مجھسے یہ قصور ہوا ہی تو رب عزوجل فرمائیگا کہ مینے
اسکی وجہ سے تجکو فضیحت نہین کیا اور آج مین تجکو یہ گناہ بخشتا ہون تب وہ بندہ خوشی مین کہیگا کہ یہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ
مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ۔ یعنے مجھے ظن تھا کہ مین ضرور اپنے حساب سے ملنے والا ہون **ف** یعنے مین نے اپنے دل مین یہ یقین ضرور رکھا تھا کہ قیامت
مین مجکو اپنے نامۂ اعمال سے ملنا ہوگا اور اُسکا حساب دینا ہوگا عبداللہؓ نے کہا کہ اِسوقت جب فضیحت سے بچ گیا تو خوشی مین یہ کہنے لگا (ابن
ابی حاتم) اور حدیث ابن عمر مرفوعاً گذر چکی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قیامت کے دن نزدیکی عطا فرماکر اُس سے اُسکے گناہونکا اقرار لیگا وہ سب
گناہونکا اقرار کریگا یہانتک کہ اُسکی رائے مین یہ جم جائیگا کہ مین برباد ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ مین نے دنیا مین یہ گناہ تجپر پردہ رکھے اور آج مین
تجھے اُنکو بخشے دیتا ہون پھر اُسکا نامۂ اعمال اُسکے دائین ہاتھ مین عطا ہوگا اور رہا کافر و منافق تو گواہان (یعنے ملائکہ) مجمع عام کے سامنے کہین گے کہ
آگاہ ہوجاؤ کہ یہ کفار و منافق لوگ وہی ہین جنھون نے اپنے رب عزوجل پر جھوٹ باندھا تھا آگاہ ہوجاؤ کہ ان ظالمون پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے
(الصحیح) اگر کوئی کہے کہ (ظننت) کے معنے گمان کے ہین کیونکہ ظن غالب گمان ہوتا ہی حالانکہ گمان سے آدمی مؤمن نہین ہوتا ہی تو جواب یہ کہ ظن
بمعنے یقین ہی بقولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم۔ یعنے ان کو اپنے رب عزوجل سے ملنے کا یقین ہی تو معنے یہ کہ مجکو دنیا مین یہ یقین تھا کہ ضرور یہ
دن پیش آنے والا ہی مترجم کہتا ہی کہ رب ارحم الراحمین نے اپنے بندون سے دنیا مین یقین قبول فرمایا ہی یعنے اپنے دل مین یقین جمائے رکھنا
اگرچہ عین الیقین جو قیامت کو دیکھنے کے وقت حاصل ہوگا وہ حاصل ہونا اسوقت انکے اختیار مین نہین ہی اسی واسطے ایمان یہ ہی کہ دل مین
جو وسوسے آوین اُنکو نکال پھینکے اور یقین پر جما رہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی بُرائیان بدل کر نیکیان فرما دیگا اور دائین ہاتھ مین نامۂ اعمال
لیکر بکمال مسرور ہوگا۔ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ۔ پس یہ بندہ عیش پسندیدہ مین ہوگا **ف** اُس عیش کی پسندیدگی ایسی کامل ہی
کہ گویا وہ عیش خود راضیہ ہی اسکا بیان یہ کہ۔ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ۔ جنت عالیہ مین ہوگا **ف** یعنے جو دنیاوی خیالات اور اوہام سے بھی عالی ہی
اُسکے حور و قصور اور دائمی سرور و باغات بے نظیر ہین۔ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ۔ اُسکے خوشے نزدیک ہین **ف** کسی وقت خزان نہین ہے
اور جسوقت چاہو خود بخود پھل منھ مین آجاوے اور حق یہ ہی کہ جنت کی جو کچھ تعریف کی جاے یا جہانتک انسان وہم دوڑائے سب سے اعلیٰ
و بہتر ہی اور ان لوگون کو مبارکباد دی جائیگی جو زہد و روزہ و پرہیزگاری و شریعت کے موافق نفس کو روکے رکھتے تھے بقولہ تعالےٰ
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ۔ کھاؤ اور پیو خوشگواری کے ساتھ بعوض اُن نیکیون کے
جو تمنے زمانہ گذشتہ مین کی تھین **ف** وہی اعمال حسنہ آج جنت کے درجات ہین۔ اگر کہو کہ حدیث مین آیا ہی کہ ای لوگو عمل کیے جاؤ
اور راستی پر رہو اور تقرب چاہو اور جان رکھو کہ تم مین سے کسی شخص کو اُسکا عمل جنت مین نہین داخل کریگا صحابہ نے عرض کیا اور نہ
آپ یارسول اللہ آپنے فرمایا اور نہ مین مگر آنکہ اللہ عزوجل مجکو اپنی رحمت و فضل مین ڈھانپ لے (جواب) یہ ہی کہ بیشک قبول

Marfat.com

جنت کے واسطے محض اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل درکار ہو ولیکن یہ اعمال حسنہ ہرایک کے واسطے اُسکی منزلت و درجہ ہین اور اسکی مفصل تحقیق سابق مین بھی گذرچکی ہو اور حدیث سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مین ہوکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کو پل صراط سے پار ہونے کیواسطے جواز یعنے پروانہ دیا جاوے گا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذا کتاب من اللہ العزیز الحکیم لفلان ادخلوہ جنۃ عالیۃ قطوفہا دانیہ (رواہ ضیاء) اور حدیث سلمان فارسی مین ہوکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمسے کوئی شخص جنت مین داخل نہین ہونے پائیگا مگر پروانگی کے ساتھ پھر بھی حدیث ذکر کی (رواہ الطبرانی) ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا جنتی لوگ آپس مین ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے آپنے فرمایا کہ ہان بلکہ بلند درجے والے اپنے یہان سے اتر کر نیچے درجے والون کے یہان آکر اُنکو تحیۃ وسلام کرین گے لیکن نیچے درجے والے یہ استطاعت نہین رکھتے کہ بلند درجہ والون کے یہان جائین اُنکے اعمال یہ قوت نہین دینگے (ابن ابی حاتم) اور صحیح حدیث مین آیا ہوکہ جنت کے ہرایک دو درجے کے درمیان مین اتنا فاصلہ ہو جتنا آسمان وزمین مین ہو (ابن کثیر) یہ سب کرامات اُس فریق کیواسطے ہین جنکے نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھون مین ملے ہین رہا دوسرے فریق کا حال تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۵ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا

اور جسکو ملا اُسکا لکھا بائین ہاتھ مین وہ کہتا ہو کسیطرح مجکو نہ ملتا میرا لکھا اور مجکو خبر نہوتی کیا ہے

حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ

حساب میرا کسی طرح وہی موت نبڑ جاتی کچھ کام نہ آیا مجکو مال میرا کھپ گئی مجھسے

سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

حکومت میری اُسکو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر مین اسکو پیٹھاؤ پھر ایک زنجیر مین جسکا ناپ

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۙ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ وَلَا یَحُضُّ

ستر گز ہے اُسکو پرودو وہ تھا یقین نہ لاتا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا

عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۙ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

فقیر کے کھانے پر سو کوئی نہین اسکا آج یہان دوستدار اور نہ کچھ کھانا مگر

غِسْلِیْنٍ ۙ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ ۚ

زخمون کا دھوون کوئی نہ کھاوے اُسکو مگر وہی گنہگار

ع ۷

ان آیات مین ان لوگون کا بیان ہو جو حقیقت مین اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین رکھتے تھے اگرچہ برائے نام خدا پر ایمان ظاہر کرین اور جسنے کسی ایک رسول سے انکار کیا وہ کافر ہو اور اُن کو اُنکے نامۂ اعمال بائین ہاتون مین دیے جاوینگے قال تعالیٰ۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ۔ اور رہا جو دیا جائیگا اپنا نامۂ اعمال بائین ہاتھ مین تو وہ کہیگا کہ اے کاش مین نہ دیا جاتا اپنا نامۂ اعمال ف یعنے امر محال کی تمنا کریگا کہ کاش اسکو نامۂ اعمال نہ دیا جاتا کیونکہ اسنے بداعمالیان سب دکھلا دین۔ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ۔ اور کاش مین نجانتا کہ میرا حساب کیا ہو ف جیسے دنیا مین غافل وجاہل تھا اسیطرح یہان چھوڑ دیا جاتا۔ اب قطعی معلوم ہوگیا کہ وہ ہولناک جہنم کا ٹھکانا ہو کسیطرح اُس سے نجات نہین ہے۔ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ۔ اے کاش موت ہی ہوتی ف قاضیہ قاطعہ یعنے زندگی کو قطع کرنے والی جسکو موت کہتے ہین (صراح) اور محاورہ مین بولتے ہین کہ قُضِیَ علیہ یعنے وہ مرگیا اور اسی سے کہتے ہین کہ فلان شخص کی قضا آگئی (کانت) تامہ بھی بمعنے

رہ جدت القاضیہ) یعنے کاش موت ہی ہوتی قتادہ رح نے کہا کہ دنیا مین ان لوگون کے نزدیک موت سب چیزون سے زیادہ ناگوار تھی لیکن اسوقت دیکھی کہ اسکے سامنے موت محبوب ہوگئی۔ یہی محمد بن کعب و ربیع بن انس و سدی سے روایت ہی اور کہا کہ ایسی موت مانگی جسکے بعد کبھی زندگی نہو جیسے دوسری آیت مین یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ یعنے کافر کہیگا کہ ای کاش مین مٹی ہو جاتا۔ ہ۔ یعنے کبھی زندہ نہوتا خطیبؒ نے لکھا کہ کانت الحالۃ القاضیۃ یعنے حالت ہوتی بعض نے کہا کہ لیتہا کی ضمیر موت کی طرف ہی اور امام رازی نے لکھا کہ لیتہا کی ضمیر مین دو قول ہین (ایک) یہ کہ موت اول کی طرف راجع ہی اور قاضیۃ کے معنے ختم و تمام کرنے والی جیسے فاذا قضیت الصلوۃ الآیہ۔ یعنے پھر جب نماز ختم کی جاوے تو زمین مین منتشر ہوجاؤ۔ ہ۔ اور قضی علی فلان۔ یعنے مرگیا پس آیت کے یہ معنے ہوے کہ ای کاش وہ موت جو پہلے آئی تھی وہ ہی خاتمہ ہوتی کہ اسکے بعد یہ زندگی نہوتی جس سے مجھے یہ مصیبت موت سے بدتر پیش آئی ہی دوم یہ کہ حالت کی طرف راجع ہی یعنے اے کاش یہ حالت مجھے موت ہو جاتی جسکے بعد زندگی نہین ہی اقول خاک ہوجانیکی تمنا اسی کو چاہتی ہی بالجملہ کافر یعنی سخت حالت و شدت دیکھے گا کہ موت و خاک ہونے کی تمنا کرے گا اور ہر حیلہ اس سے جاتا رہیگا اور کہیگا۔ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ۔ ہاے میرا مال کچھ میرے آڑے نہ آیا ف دنیا مین جو مال اپنی جان مار کے کمایا تھا اور اسکو ایمان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اُسی کے واسطے خدا و رسول کی نافرمانی کی اور عزیز و اقارب کا حق نہ دیا اور بیاج و رشوت و ظلم سے کمایا وہ آج کچھ کام نہ آیا۔ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ۔ مجھسے میری سلطنت جاتی رہی ف سلطنت غلبہ اور تسلط ہی جو درجہ بدرجہ ہوتا ہی جیسے مرد کو اپنے گھر والون پر تسلط ہی اور میر محلہ زبردست ہو تو اسکو محلہ والون پر غلبہ ہی اور سردار کو قوم پر غلبہ ہی اور صوبہ دار کو صوبہ پر حکومت ہی اور بادشاہ کو ملک پر تسلط ہی آخر کافر آخرت مین سر پر ہاتھ دھر کر روئے گا کہ ہاے وہ میری سلطنت خاک مین مل گئی۔ حاصل یہ کہ آج نہ میری دولت کام آئی اور نہ وہ جاہ و سلطنت باقی رہی اور عذاب الٰہی سے بچانے والی کوئی چیز نہین ہی۔ کافر کہیگا کہ ہاے آج مین اکیلا ہون نہ کوئی یار ہی نہ مددگار ہی اور یہ جہنم مجھپر غرّاتی ہی جسکی لپٹ جلانے والی چلی آتی ہی کہ ناگاہ حکم حق بنام ملائکہ ہوگا۔ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ۔ اسکو پکڑ کر لوہے کے طوق مین گردن سے باندھو تم پھر جہنم مین اسکو داخل کرو ف جہنم کی ایک عنق نکلکر رب عزوجل سے ان کافرون ظالمون متکبرون پر اپنا تسلط مانگے گی اور حکم ہوتے ہی ملائکہ زبانیہ ہر ایک کافر کو آتشی لوہے کے طوق مین ہاتھ و گردن سے جکڑ کر جہنم مین ڈالین گے۔ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ۔ پھر ایک زنجیر مین جسکی ناپ ستر گز ہے اسکو پرو دو ف منہال بن عمرو نے کہا کہ جب یہ حکم ہوگا ستر ہزار فرشتے تعمیل کے واسطے جلدی کرینگے انہین سے ایک ایک فرشتہ کی یہ شان ہی کہ اگر اس طرح اشارہ کریگا تو ستر ہزار کافرون کو جہنم مین ڈھکیل دیگا (ابن ابی حاتم) اور ہر چیز ان کافرون کو ٹھکراوے اور کوفتہ کریگی اور جس سے کہیگا کہ بھائی تمسے مجھسے کیا تعلق ہی تم کیون ٹھکراتے ہو تو کہیگا کہ جب ہمارے رب عزوجل کا تجپر غضب ہی تو ہر چیز تجپر غضبناک ہی (ابن ابی الدنیا) اور فضیل بن عیاض رحؒ نے کہا کہ ستر ہزار فرشتہ جو حکم کے واسطے جلدی کریگا تو ہر ایک کی یہ خواہش ہی کہ یہ خدمت مجھے حاصل ہو جاوے اور ہر ایک کو دشمن خدا کے قید کرنیکا فخر ہو۔ قولہ صلوہ۔ یعنے جہنم مین جھونک دو کہ ڈوب جاوے۔ کعب احبار رحؒ نے کہا کہ زنجیر جو ستر ہاتھ ہوگی وہ فرشتہ کے ہاتھ سے ہی اُسکی ایک کڑی اسقدر بھاری ہوگی کہ تمام دنیا کا لوہا ایک کڑی مین صرف ہو جاوے ابن عباس و ابن جریج نے کہا کہ ستر ہاتھ فرشتہ کی ناپ ہی اور ابن عباس رحؓ نے کہا کہ زنجیر مین پرونے کی یہ صورت ہی کہ اسکے چوتڑ کے درمیان سے ڈالکر منھ سے نکالی جائیگی جیسے ٹیڑیان مارکر سیخ مین پروئی جاتی ہین جب انکو بھونتے ہین اس زنجیر کی درازی کا بیان حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص مین ہی کہ اگر سیسے کے برابر رانگے کا گولہ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جاوے حالانکہ پانچسو برس کی راہ ہی تو شاید رات تک پہونچ جائے اور اگر یہ گولہ اس زنجیر کے سرے سے چھوڑا جاوے تو رات دن چالیس سال تک چلا جاوے اور اسکی جڑ تک نہ پہونچے (رواہ احمد و الترمذی) اقول شاید وہ جہنم کے اندر کسی حد تک لٹکا ہوا ہی اس لیے کہ جہنم کا قعر اس سے بہت زیادہ بیان کیا گیا ہی اور شاید اس سلسلہ مین ایک جنس کے کفار پروئے جائیں گے

Marfat.com

اور دوسرے زنجیرہ مین دوسرے قسم کے ہونگے رازی رح نے ذکر کیا کہ ایک زنجیرہ اسلیے ہوا کہ عذاب مین سختی وشدت ہو جبکہ زنجیرہ اسکے اجزا پر لپٹا ہوگا بلکہ سیخ پر کباب کی طرح سخت عذاب ہوگا پھر اس عذاب شدید کا باعث کیا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ۔ یہ شخص ایمان نہین لاتا تھا اللہ العظیم پر اور آمادہ نہین کرتا تھا مسکین کے کھانے پر ف پس اعتقاد مین خراب کافر تھا اور عمل مین بھی فاجر تھا (رازی) یعنے نہ خالق کا حق جانتا اور نہ مخلوق کا حق پہچانتا پس خالق عز وجل جس نے اسکو پیدا کیا تھا اُسکی شان اُلوہیت نہین مانتا تھا بلکہ شریک بناتا تھا اور مخلوق کو نفع نہ دیتا اور نہ انکا حق ادا کرتا (ابن کثیر) طعام یہان بمعنے اطعام ہے یعنے مسکین کو کھانا دینا یا یہان بذل محذوف ہی یعنے بذل طعام مسکین۔ خلاصہ یہ کہ مسکین کو کھانا دینے پر کسیکو آمادہ نہین کرتا تھا (رازی) یا خود اپنے نفس کو اس کام پر آمادہ نہ کرنا زمخشری نے کہا کہ اسمین دو قوی دلیلین موجود ہین کہ مساکین کو محروم کرنا جرم سخت ہی دلیل اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس جرم کو کفر پر عطف کیا یعنے یہ عذاب شدید اس وجہ سے ہوا کہ ایک تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا دوم یہ کہ مسکین کو کھانا دینے پر آمادہ نہ کیا دلیل دوم یہ کہ یہان عذاب فقط اتنی بات پر ہی کہ آمادہ نہین کیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ جس نے غیر کو آمادہ نہ کیا کہ مساکین سے سلوک کرے وہ اسقدر عذاب کے لائق ہی تو جسنے خود مسکین کو محروم کیا اُسکا جرم کسقدر سخت ہوگا آیت مین دلیل ہی کہ کفار پر شریعت کے افعال خیر چھوڑنے پر عذاب ہوگا جیسے طعام مسکین نہ دینا اور نہ آمادہ کرنا اور نماز و روزہ وغیرہ ترک کرنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ اپنے گھر مین حکم دیتے کہ گوشت مین شوربا زیادہ کرو تاکہ پڑوسی مساکین کو پہونچایا جاوے اور کہتے تھے کہ زنجیر جہنم سے ہمنے نصف بچاؤ کر لیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو باقی نصف سے بھی بچاؤ لازم ہی کہ مساکین کو طعام دین بعض مفسرین نے کہا کہ سرکش کفار کہا کرتے انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ یعنے کیا ہم ایسے مسکین کو کھانا دین کہ اگر خدا چاہتا تو اُسکو کھانا دیتا۔ھ۔ (کبیر رازی رح) کفار اپنی حماقت سے طعنہ دیتے کہ تم لوگ خدائے تعالیٰ کی مشیت کے قائل ہو اور پھر کہتے ہو کہ ایمان لاؤ اور مساکین کو کھانا دو تو اگر خدا چاہتا تو ہم ایمان لاتے اور ہم کیون مسکین کو کھانا دین اگر خدا چاہتا تو اسکو دیتا ان جانورون نے کفر کے باوجود یہ بدکاری جمع کی نعوذ باللہ من ذلک۔ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ۔ پس نہین ہی اسکے لیے آج یہان کوئی حمیم ف حمیم قرابتی آج یعنے قیامت کے دن کامل مین۔ ہہنا یہان یعنے میدان قیامت مین یعنے جس کافر نے دنیاوی زندگی مین اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور شریعت کے خلاف کیا تو آجکے دن یہان قیامت کے میدان مین کوئی اسکا قرابتی نہین جو اسکے کام آوے کیونکہ اگر قرابتی مسلمان تھا تو وہ اپنے رب عز وجل کا بندہ ہی اور اس کافر کا دشمن ہی کیونکہ وہان خون کی دوستی باقی نہوگی اور اگر وہ قرابتی بھی کافر ہی تو وہ خود خوار پڑا ہوگا لہذا فرمایا۔ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع۔ ظالمون کے واسطے نہ کوئی قرابتی ہی اور نہ سفارشی ہی جسکی بات مانی جاوے۔ھ۔ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ اور نہ اس کافر کے لیے کچھ طعام ہوگا سوائے غسلین کے جسکو کوئی نہ کھائیگا سوائے خطاوارون کے ف غسلین جہنمیون کا پیپ و کچ لہو وغیرہ ہی جو جہنم کے ایک وادی مین جمع ہوگا (س) قتادہ رح نے کہا کہ جہنمیون کے واسطے یہ بدتر غذا ہی اور ربیع وضحاک نے کہا کہ غسلین جہنم مین ایک درخت ہی مجاہد رح نے کہا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ مجھے غسلین کا حال معلوم نہین ہی اور مین گمان کرتا ہون کہ وہ زقوم ہی (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہی کہ سابق مین آیات قرآنیہ مین گزر چکا کہ زقوم خطاوارون کا طعام ہی ابن عباس نے کہا کہ میرے گمان مین غسلین بھی زقوم ہی اور زقوم ایک زہریلا خاردار آتشی درخت ہی جو جہنم کی تہ سے اُگا ہی اور ہر طبقہ جہنم مین اسکی شاخین پھیلین ہین جہنمیون پر شدت سے بھوک وپیاس غالب کی جائیگی اور وہ اسی سے پیٹ بھرینگے لیکن اسکا حال منکر روئین کا نپتے ہین حدیث مین ہی کہ وہ حدت و زہردار کانٹون سے انکے منھ کو زخمی کریگا اور حرارت سے انکے پیٹ مین آنتین کاٹ کر پائخانہ کی راہ سے نکل جائیگا اور وہ لوگ بھوک کی شدت سے لاچار ہو کر اسی سے پیٹ بھرینگے اور کبھی سیر نہونگے واضح ہو کہ یہ مجاہد رح نے

Marfat.com

ابن عباس رضؓ سے روایت کیا اور عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ غسلین جہنمیون کے بدن کا پیپ و کچ لہو جو انکے ... سے جمع ہوگا۔ اور علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ غسلین جہنمیون کی پیپ ہی (ابن کثیر) رازیؒ نے کہا کہ طعام ایسی چیز کو کہتے ہین جو کھانے کے لیے مہیا ہوا اور چونکہ جہنمیون کے کھانے کو یہی پیپ و کچ لہو ہی تو یہ ان کا طعام ہوا اور شاید یہ معنے ہون کہ جہنمیون کے لیے یہ چیز مقرر ہی تو گویا طعام کی جگہ ہونے سے اسکا نام طعام ہوا (کبیر) یعنے اگرچہ کہ یہ انکو پلایا جائیگا لیکن اصل مین طعام ہوگا اسلیے کہ انکا پانی حمیم ہی جو جہنمیون کا افشردہ نہایت گرم ہوگا کہ مُنھ کے پاس آتے ہی تمام سر و چہرہ کی کھال اسمین کٹ گریگی اور اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اللھم اعوذ بک من عذاب جہنم و عذاب القبر و سخطک و عذابک تنبیہ خطا وارون سے مراد کفار ہین جنکا ذکر ہو رہا ہی کیونکہ وہی اصل خطاوار ہین اسلیے کہ جس کسی نے اپنے جانور کو گالی دی تو اُسنے خطا کی اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہی کہ ایسے خطاوار کو یہ عذاب نہ دیا جاوے تو لامحالہ خطاوار کامل مراد ہین اور یہ کفار ہین خطیبؒ نے کہا کہ یہ طعام انکے پیٹ سے شرک و کفر کے عقائد کو اور مسکینون سے عداوت و بخل وغیرہ کو غسل دیدے گا اسی سے غسلین انکا طعام ہوا (س) اور حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غسلین سے ایک ڈول بھر کر دنیا مین ڈال دیا جاوے تو مشرق سے مغرب تک تمام دنیا بدبو دار گندہ ہو جاوے اور سب لوگ سڑ کر گندہ ہو جاوین (الحاکم وصحح) اور کہا گیا کہ جہنم مین طبقات ہین اور انکے عذاب جدا جدا ہین بعض کی غذا غسلین ہی اور بعضے زقوم کھاوینگے بقولہ تعالیٰ ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم اور بعض کو ضریع ملیگا لقولہ تعالیٰ لیس لہم طعام الا من ضریع الآیہ اور بعضے آگ کھاوینگے لقولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونہم الا النار۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ لکل باب منہم جزء مقسوم یعنے جہنم کے ہر باب کے لیے کفار و خطا وارین سے حصہ بانٹا ہوا ہی اب غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امت مین جو رسول بھیجا وہ کمال رحمت ہی کہ ان لوگون کو اس عذاب سے بچانے کی راہ بتلاتا ہے قال تعالےٰ

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۚ وَّمَا هُوَ
قسم کھاتا ہون اُن چیزونکی جو دیکھتے ہو اور جو چیزین نہین دیکھتے یہ کہا ہی ایک پیغام لانے والے سردار کا اور نہین یہ

بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۭ
کہا کسی شاعر کے تم تھوڑا یقین کرتے ہو اور نہ کہا پریون والے کا تم تھوڑا دھیان کرتے ہو

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
یہ اُتارا ہے جہان کے رب کا

امام رازیؒ نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دلالت فرمائی کہ قیامت قائم ہونا کچھ محال نہین ہی اور وہ لامحالہ واقع ہونے والی ہی اور آخر وہان عدل سے مومنون کو ایسی سرفرازی حاصل ہوگی اور کافرون اور مشرکون اور مذبذب منافقون کو عذاب شدید سے خواری حاصل ہوگی اور یہ دائمی ہی تو یہان آیات مین عذاب سے بچنے اور درجات جنت حاصل ہونے کا آسان طریقہ بتلایا کہ یہ قرآن مجید ہی اور قرآن مجید کی عظمت ایسی صاف بیان فرمائی کہ شیطان کے مہمل وسوسات سب دور ہوگئے بقولہ تعالیٰ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ یعنے اللہ تعالیٰ نے قسم سے فرمایا کہ یہ قرآن قول رسول کریم ہی اور وہ ہرگز قول شاعر نہین ہی تم لوگ بہت ہی کم مانتے ہو اور نہ وہ قول کاہن ہی تم لوگ بہت کم ہوش کرتے ہو ف رازیؒ نے لکھا کہ (فلا اقسم) کی تفسیر مین بعض نے کہا کہ (فلا) حرف صلہ زائد ہی اور اقسم مراد ہی اور (ما تبصرون) جو چیزین تم دیکھتے ہو یعنے محسوس چیزین ہین (وما لا تبصرون) جو نہین دیکھتے ہو اور اس سے مراد جمیع اشیاء ہین اسلیے کہ مخلوقات دو ہی چیزون مین منحصر ہین یا مبصر ہین یا غیر

Marfat.com

بصر ہین پس سب کو شامل ہوا یعنے خالق و مخلوق کو اور دنیا و آخرت کو اور اجسام و ارواح کو اور انس و جن کو اور نعمتہاے ظاہرہ و باطنہ کو
سب کو شامل ہی اور مقتضیٰ یہ ہوے کہ مین قسم کھاتا ہون جمیع اشیاء کی کہ یہ قرآن قول رسول کریم ہی الخ بعض نے کہا کہ نہین بلکہ (فلا) کافرون کے
قول کا رد ہی اور (قسم) سے علیحدہ کلام ہی یعنے اللہ تعالیٰ نے کافرون کو رد کیا کہ ہرگز نہین تمھارا قول ٹھیک نہین ہی بلکہ مین قسم کھاتا ہون الخ
اور بعض نے کہا کہ (فلا اقسم) متحد ہی یعنے مین قسم نہین کھاتا ہون نہ ایسی چیزون کی جنکو تم دیکھتے ہون اور نہ ایسی چیزون کی جنکو تم نہین
دیکھتے ہو یعنے قسم کھانے کی کچھ بھی ضرورت نہین ہی بلکہ بالکل صاف بدیہی بات ہی کہ یہ قرآن قول رسول ہی اور وہ رسول خداے تعالیٰ کے
نزدیک کریم (بزرگ) ہے رسول سے مراد یہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ اذا الشمس کورت مین بھی فرمایا۔
انہ لقول رسول کریم اور اسکے بعد فرمایا وما ہو بقول شیطانِ رجیم۔ وہان علما نے کہا کہ رسولِ کریم سے جبرئیل مراد ہین اور دونون جگہ
فرق یہ ہی کہ یہان اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے فرمایا کہ ما ہو بقول شاعر۔ ولا بقول کاہن۔ یعنے یہ قرآن کسی شاعر و کاہن کا قول نہین ہے بلکہ
رسول کریم کا قول ہی تو ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین کیونکہ کفار کبھی جبرئیل کو شاعر یا کاہن نہین کہتے تھے (بلکہ جبرئیل کو نہین
پہچانتے تھے) اور وہان سورۂ اذا الشمس مین اس لیے جبرئیل مراد ہین کہ آیندہ یہ نفی ہی کہ یہ قرآن کسی شیطان مردود کا قول نہین ہی یعنے یہ فرشتہ نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر القا کیا ہی اور شیطانی القا نہین ہی کیونکہ بعضے کافر یہ زعم کرتے تھے کہ کوئی جنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کلام عجیب سکھلاتا ہی اگر کوئی
شخص سوال کرے کہ قرآن تو ایک ہی پھر کیونکر وہ قول اللہ تعالیٰ اور قول جبرئیل اور قول محمد علیہم السلام ہو سکتا ہی (جواب) یہ کہ کلام درحقیقت کلام اللہ تعالیٰ ہی
لیکن جبرئیل نے اسکو وحی لاکر تلاوت کیا تو اس کلام سے قول کیا کیونکہ قول وہ ہی جو زبان سے ادا کیا جاوے خواہ اپنا کلام ہو یا کسی دوسرے کا کلام ہو
اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو تلاوت کیا تو آپ نے اس کلام مجید سے قول کیا پس ہر ایک کی طرف وہ نسبت کیا گیا اور حقیقت مین وہ
کلام اللہ تعالیٰ ہی اگر پوچھا جاوے کہ آیت مین فرمایا۔ قلیلا ما تومنون (کلمہ ما) تاکید قلت ہی یعنے بہت کم تم یقین لاتے ہو حالانکہ وہ لوگ کچھ بھی یقین نہین
لاتے تھے اسیطرح قلیلا ما تذکرون مین سوال ہی (جواب) یہ کہ عرب یہ محاورہ نفی کی جگہ بولا کرتے ہین جیسے کہا جاوے کہ تم اسکو پہچانتے ہو جواب مین کہا کہ
قلما عرفتہ۔ مین اسکو بہت کم پہچانتا ہون یعنے مین نہین پہچانتا ہون لہذا مقاتل رح نے کہا کہ قولہ قلیلا ما تومنون یعنے تم کچھ بھی ایمان نہین لاتے ہو اور ابن ?? نے
کہا کہ شاید وہ لوگ کچھ اپنے دل مین فکر کرتے ہون پھر منکر ہو جاتے ہون چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بعضے کافرون کا حال بیان فرمایا۔ فکر وقدر الآیہ آخر مین کہا
ان ہذا الاسحر یوثر۔ یعنے اس کافر نے فکر کی قرآن مین اور اندازہ لگایا۔ ہ لیکن آخر مین کہنے لگا کہ یہ کچھ نہین ہی سوائے جادو کے جو قدیم سے چلا آتا ہی
مترجم کہتا ہی کہ یہ احمق لوگ اسلیے جادو تجویز کرتے تھے کہ اسکے مثل کلام بلیغ کبھی عرب کے کانون نے نہین سنا بلکہ جادو کی طرح انکے نزدیک غیر ممکن
تھا لیکن یہ نہین مانتے تھے کہ کلام الٰہی کی طرح غیر ممکن ہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ۔ یہ قرآن رب العالمین کی
طرف سے تنزیل ہی ف اُسی نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل فرمایا ہے تاکہ تم لوگون مین سے جو صالح سعدا ازلی ہین آہستہ آہستہ حافظ و عامل ہو جاوین
اس کلام سے یہ شبہہ بھی رفع ہو گیا کہ یہ جبرئیل و محمد علیہم السلام کا کلام نہین ہی بلکہ ان دونون نے اسکے ساتھ قول کہا ہی اور عرب کے کفار کے واسطے
یہ دلیل بدیہی تھی کہ بہت سے شاعرون نے اس قرآن کے سامنے سجدہ کیا اور کاہنون نے اس سے پناہ مانگی (ا ھ م) بقاعی رح نے کہا کہ (رب العالمین) سے
اشارہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمیع عالمین آسمانیون و زمینیون کی طرف رسول بھیجا تھا اور انکی ہدایت کیواسطے نہایت آسان
راستہ بتلایا خطیب رح نے کہا کہ یہ قول موزون ہی اور ملائکہ کی طرف مرسل ہونے سے مفاد یہ کہ ملائکہ کو آپکی ذات سے شرف حاصل ہوا (سراج) مترجم
کہتا ہی کہ شاید مفاد یہ ہو کہ ملائکہ نورانی ہین اور انکو اہل غضب کے حالات سے اطلاع اصلی نہین ہی اور مشہور ہی کہ شیطان ابتدا مین معلم الملکوت تھا
اور قرآن مجید کے معارف دونون جہت سے ہین پس محتمل ہی کہ یہ تکملہ مطلوب ہو یا اس جہت سے کہ مجمع البحار مین لکھا ہی کہ ملائکہ کو قرآن مجید کی
تلاوت حاصل نہین ہی اگرچہ اداے رسالت بروجہ نقل ہی اور یہ دقیق نکتہ عوام کی سمجھ سے اسوجہ سے باہر ہی کہ وہ جبرئیل ع کو اجسام پر قیاس کرکے

Marfat.com

متحیر رہ گئے اسکا حاصل قرآن مجید مین کسی طرح کا شبہہ نہین ہی نہ کسی شاعر کا کلام ہی اور نہ کسی کاہن کی خبر ہی اور ...
بلکہ وہ کلام اللہ ہی اسکو جبرئیل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر اُتارا ہی جبرئیل مین کچھ شبہہ نہین ہی کیونکہ فرشتہ جس کو حکم ... اور ...
اور محمد صلعم امین ہین۔ تنبیہ امام احمد نے شریح بن عبید الحضرمی سے مرسل روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نکلا ...
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کرون اور مین اسوقت تک مسلمان نہین ہوا تھا مین نے دیکھا کہ آنحضرت مجھ سے پہلے مسجد الحرام مین پہونچ گئے
ہین تو مین آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپ نے یہی سورہ الحاقہ شروع کی تو مین اپنے دل مین قرآن مجید کی تالیف سے تعجب کرتا تھا اور نہایت خوب
دیکھتا تھا پھر مین نے سوچا کہ واللہ یہ شاعر ہی جیسے قریش نے کہا ہی کہ اتنے مین آپ نے یہ آیت پڑھی انہ لقول رسول کریم وما ہو بقول شاعر قلیلا ما
تومنون۔ مین نے سوچا کہ کاہن ہی کہ اتنے مین سنا کہ آپ پڑھتے ہین کہ لا بقول کاہن قلیلاً ما تذکرون تنزیل من رب العالمین آخر سورہ تک یہ سنکر
اسلام میرے دل مین پوری سمائی سے آگیا (اسناد جید) یہ منجملہ اسباب کے ہی جو اللہ تعالیٰ نے اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے واسطے سائق فرمائے
اور ہم نے اس مین مستقل رسالہ لکھا ہے (م) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝

اور اگر بنالاتا ہمپر کوئی بات تو ہم پکڑتے اُسکا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اُسکی ناڑ

فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ

پھر تم مین کوئی نہین اس سے روکنے والا اور یہ سمجھوتی ہے ڈر والون کو اور ہم کو معلوم ہی کہ

مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ۝ فَسَبِّحْ

تم مین بعضے جھٹلاتے ہین اور وہ جو ہے پچتاوا ہی منکرون پر اور وہ جو ہی قابل یقین کرنیکے ہی اب بول پاکی

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ ع ۱۵ ۲

اپنے رب کے نام کی جو ہی سب سے بڑا

اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول کریم امین ہی اور اگر کافرون مین سے کوئی یہ شبہہ کرے کہ شاید کچھ اپنی طرف سے
کہا ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ شبہہ دور کر دیا کہ شریعت الٰہیہ کا مدار پیغمبر ہی تو اسکی طرف سے ایسی خیانت جائز نہین ہو سکتی ہی بلکہ اللہ تعالیٰ
اسکو فوراً ظاہر فرماتا اور پیغمبر پر فی الحال عذاب کرتا کیونکہ آخرت مین تمام کافرون پر یہی قرآن حجت ہی تو ضرور ہی کہ یہ بالکل وحی الٰہی ہو لہذا فرمایا
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ اور اگر وہ بنا کر کہتا ہمپر بعض اقاویل کو ف تقول بروزن تفعل کسی طریقے سے
گڑھ کر کہنا اور ایسے اقوال کی جمع اقاویل آتی ہی بطور تحقیر کے جیسے اضاحیک ہنسی کی چیزین آور خلاصہ یہ کہ اگر پیغمبر کریم محمد صلی اللہ
علیہ وسلم جسکو ہم نے جہان کے واسطے رسول کیا ہی اگر وہ کافرون کے زعم کے موافق کچھ باتین سوائے وحی کے اپنی طرف سے بنا کر ہماری
طرف نسبت کرتا لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ تو بیشک ہم داہنے سے اسکو گرفتار کرتے
پھر اس سے وتین (دل کی رگ) کاٹ دیتے ف یعنے فوراً عذاب مین گرفتار کرتے علمائے رحمہم اللہ نے (لاخذنا منہ بالیمین) کے معنے
مین کلام کیا بعض نے کہا کہ یمین سے آنحضرت صلعم کا دایاں ہاتھ مراد ہی (منہ) یعنے محمد صلعم کے جسم سے معنے یہ کہ اگر وہ ہم پر جھوٹ باندھتا
تو ہم اسکا دایاں ہاتھ پکڑ کر اسکی رگ گردن کاٹ دیتے۔ بعض نے کہا کہ بالیمین مراد قوت و قدرت ہی یہ فراء و مبرد و زجاج کا قول ہی
اور یمین الٰہی مراد ہی اور معنے یہ کہ اگر ہمپر جھوٹ باندھتا تو ہم اپنی قوت وقدرت کے ساتھ اسکو پکڑ کر اسکی گردن کاٹ دیتے چونکہ
چیز کی قوت اسکے دائین طرف کے اعضا مین ہوتی ہی اسلیے یمین کنایہ قوت سے ہی بعض نے کہا کہ یمین راست ہی یعنے سچ ہی چنانچہ ...

ثابت ہے کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ ہم اسکو حق کے ساتھ گرفتار کرکے ہلاک کرتے (کبیر) امام ابن جریر نے کہا کہ یہ کلام لوگون کے طریقہ پر ہے کہ جب کسی دوسرے کو سخت جرم مین گردن سے مارنا چاہتا ہے تو دایان ہاتھ پکڑکر مارتا ہے (خ) بہرصورت حاصل یہ کہ ہم اسکو عذاب سے گرفتار کرکے مار ڈالتے۔ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ - پھر تم مین سے کوئی بھی نہ تھا جو اس سے آڑے آوے ف اور اسکو قتل سے بچاوے۔ حاجزین جمع ہی اور یہان (ما من احد) بھی تمام جہان کو شامل ہوگیا یعنے جب کوئی ایک بھی بچا نہین سکتا تو معنے یہ کہ اسپر اس عذاب سے تمام جہان کے لوگ روکنے والے نہین ہو سکتے تھے اس آیت مین تصریح ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امر حق تمام جہان کو صاف صاف پہونچا دیا۔ اس سے بدعتیون کا تقیہ بالکل باطل ہوا جو یہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق واجب نصب امام مین تقیہ کرگئے مترجم نے اس فرقے کے اکاذیب کو اوپر پارۂ ۲۸ مین مفصل بیان کردیا ہی جنکو سُنکر ہر ایماندار یہی دیکھتا ہی کہ کس قدر مہمل قادیل ہین کہ شاید کفار بھی ایسی حماقت نہ کرین نعوذ باللہ منہا پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن صریح حجت بھیجا اور جبرئیل نے ادا کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف پہونچا دیا۔ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ - اور وہ کلام پاک بیشک متقین کے لئے تذکرہ ہی ف متقی کا کمتر درجہ یہ ہی کہ الوہیت صفات اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مانے اور غیر کو شریک نہ جانے یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر دل سے یقین لاوے اور شرک وکفر ونفاق سے تقویٰ یعنے بچاؤ کرے تو ایسے متقی کو اس قرآن سے نصیحت ہوتی ہی اور وہ اپنے آغاز وانجام سے آگاہ ہوتا ہی اور مخلوقات مین بہت ایسے لوگ ہین جو نہین چاہتے اور اللہ تعالیٰ بھی اُن کو نہین چاہتا ہی لہذا فرمایا۔ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ - اور ہم خوب جانتے ہین کہ تم مین سے جھٹلانے والے لوگ ہین ف وہ ایمان نہین لاوینگے اور قرآن کو جھٹلا دینگے اور شیطان کے خیالات پر یقین لاوینگے اور آخر قیامت کے روز ندامت سے پچتاوینگے۔ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ - اور البتہ قرآن حسرت ہی کافرون پر ف قیامت کے روز جب عین الیقین سے دیکھین گے کہ جو کچھ قرآن مین بتلایا گیا تھا سب آنکھون کے سامنے موجود ہی تو حسرت وغم سے ہزارون برس روئین گے کہ ہائے کیون جھٹلایا تھا۔ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ - اور یہ بیشک حق یقین ہی ف قرآن حق ہی اور قرآن یقین ہی اور مبالغہ کے لیے حق الیقین فرمایا کہ اس مین ذرا بھی شک وشبہہ کو گنجایش نہین ہی الحمد للہ کہ اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اِس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا کہ جس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین ہی لہذا حدیث مین ہی کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا فرمایا پھر اس نے جانا کہ اس سے بڑھکر دنیا مین کسیکو دوسری نعمت دیگئی ہی تو وہ ناشکری کرتا ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ - اب تسبیح پڑھ اپنے رب عظیم کے نام کی ف یا یہ معنی کہ اب تسبیح پڑھ اپنے رب کے نام عظیم کی۔ پروردگار جل شانہٗ کا نام پاک عظیم ہی اور اُسکی شان پاک اعلیٰ واجل ہے قیاس مخلوق وہان دست بستہ عاجز ہے۔ اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وآلہ وصحبہ اجمعین

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

یہان سے سورۃ المعارج کی تفسیر شروع ہے اور یہ سورہ مبارک بھی مکیہ ہے قبل ہجرت کے مکے مین نازل ہوا ہے اسکو بھی سورۂ (سال سائل) کہتے ہین ابن عباس وابن الزبیر نے کہا کہ یہ سورہ مکے مین نازل ہوا ہے قرطبی رح نے لکھا کہ بالاتفاق سب کا یہی قول ہے اس مین چالیس آیات ہین اور دوسو سولہ ۲۱۶ کلمات ہین اور ایک ہزار آٹھ حروف ہین (سراج وغیرہ)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ؕ

مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اسکو ہٹانے والا اللہ کی طرف کا جو چڑھتے درجوں کا صاحب

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

چڑھیں گے اسکی طرف فرشتے اور روح اُس دن میں جسکا لنباؤ پچاس ہزار برس ہے

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ۝ اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا ۙ وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا ؕ

سو تو صبر کر بھلی طرح کا صبر کرنا وہ دیکھتے ہیں اسکو دور اور ہم دیکھتے ہیں اسکو نزدیک

بِسْمِ اللّٰهِ - شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے ف جسکی بزرگی اوصاف تک پہونچنا اوہام وقیاس سے محال ہے پھر اسکی ذات جامع کمال کا تصور وخیال کمال محال ہے۔ الرَّحْمٰنِ - نہایت مہربان ہے ف اس شان کا ادراک کسی کی مجال نہیں ہے جو کچھ مخلوق اسنے پیدا فرمائی سب عام رحمت ہے اسکی کچھ بھی غرض ان سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ سب اسی کے محتاج ہیں جیسے مخلوقات اپنی ذات کے پیدا ہونے میں اُسی کے محتاج تھے اُسی نے اپنی رحمتِ عام سے انکو پیدا کر دیا اسیطرح ہر دم ہر چیز میں اُسی کے محتاج ہیں اگر ایک دم وہ قیومی نہ فرماوے تو سب نیست ہو جاوے۔ الرَّحِیْمِ - نہایت رحمت والا ہے ف اُسی نے اپنی طرف سے توفیق عطا فرما کر بندگان اولیا کو برگزیدہ فرمایا ہے اور یہ ظہور دنیا میں ہے اور آخرت میں جنت وتاج کرامت ہے (سراج م) سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ - مانگا مانگنے والے نے عذاب واقع کافروں کے لئے کہ نہیں کوئی اسکو دفع کرنے والا یہ اللہ تعالیٰ ذی المعارج کی طرف سے ہے ف یعنے ایک مانگنے والے نے جلدی کرکے وہ عذاب مانگا جو اللہ تعالیٰ ذی المعارج کی طرف سے ضرور کافروں پر واقع ہونیوالا ہے اسکو کافروں سے کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ کی صفت ذی المعارج ہے یعنے وہ مالک ہے کہ اسی کے حضور میں قبولیت کے لیے عروج ہوتا ہے اور ہر چیز کے لیے اسکی بارگاہ عظمت میں مراتب ہیں چنانچہ فرمایا۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ اسی کی طرف ملائکہ وروح کا عروج ہوتا ہے ف پھر وہ عذاب کس دن ہوگا تو فرمایا۔ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا - ایک ایسے دن میں واقع ہوگا جسکی مقدار پچاس ہزار برس ہے اب تو صبر کر اچھا صبر۔ وہ لوگ (کفار) اسکو دور دیکھتے ہیں اور ہم اسکو نزدیک دیکھتے ہیں ف خلاصہ یہ کہ کافر ابھی عذاب مانگتا ہے اور تھوڑی مہلت جو دی گئی اسکو بھی بعید سمجھتا ہے حالانکہ یہ اجرائے حکمت کے واسطے ضروری ہے اور بمقابلہ آخرت کے یہ بہت ہی کم ہے کیونکہ وہ بے انتہا ہے اسمیں سے اول روز قیامت پچاس ہزار برس ہے جس سے عذاب موعود شروع ہو جائیگا۔ اب ہم اقوال مفسرین شروع کرتے ہیں امام رازی وغیرہ نے لکھا کہ سال سائل۔ میں دو قرائتیں ہیں اول سال بہمزہ مصدر سوال سے ہے اور یہی جمہور کی قرائت ہے اور کبھی تخفیف کرکے ہمزہ کو الف سے بدل لیتے ہیں دوم سال بالف مصدر سیلان سے ہے اور یہ شاذ ہے اور مؤید اسکی قرائت ابن عباسؓ ہے کہ انھوں نے (سال سیل بعذاب واقع) پڑھا ابن کثیرؒ نے کہا کہ ابن زید وغیرہ نے اسکی تفسیر میں کہا کہ سیل ایک وادی ہے جہنم میں جو قیامت کے روز کافروں پر عذاب بہاویگا۔ فتح البیان میں لکھا کہ یہ تفسیر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے مترجم کہتا ہے کہ ابن کثیرؒ کی مراد ابن زید سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم تابعی ہیں اور تفسیر کبیر میں زید بن ثابت رضہ کا نام بھی لکھا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ تفسیر سیل وادی کی بعید ہے اور ضعیف ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور صحیح اول ہے یعنے ایک سائل نے عذاب کا سوال کیا۔ اگر کہا جاوے کہ محاورہ عرب میں سال با

عذاباً ۔ ہونا چاہیے اور (بعذاب) تو سیلان کے ساتھ مناسب ہے (جواب) یہ کہ مراد یہاں یہ ہے کہ کافر سائل نے یہاں جلدی عذاب مانگا تھا اور وہ اگرچہ جلدی ہوتا ہم احمق جہلت کو بھی اُسنے بعید دیکھا تو (سائل) یہان متضمن استعجال ہے جیسے قولہ تعالیٰ یستعجلونک بالعذاب ۔ عذاب مانگنے مین جلدی کرتے ہین اور تضمین کا طریقہ بلاغت عرب مین نہایت نفیس ہے اور وہ حرف صلہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے یہان (بعذاب) سے معلوم ہوا (واقع) یعنے لامحالہ ہونے والا ہے اور نسائی نے بطریق سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سائل یعنے عذاب مانگنے والا النضر بن الحارث بن کلدہ تھا (اسناد صحیح) عوفی رحمہ اللہ نے روایت کی کہ کفار نے عذاب الٰہی مانگا تھا حالانکہ وہ خواہ مخواہ انپر واقع ہونے والا ہے (ابن کثیر) امام رازی وغیرہ نے کہا کہ (سال) یہان بمعنے دعا ہے (ای دعا داع بعذاب) ایک دعا کرنیوالے نے عذاب مانگا یعنے چونکہ (سال) بمعنے (دعا) ہے اسلیے (بعذاب) بالبار آیا ہے ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ مجاہد نے فرمایا کہ سال سائل یعنے دعا داع یعنے ایک دعا کرنے والے نے عذاب مانگا وہ آخرت مین لامحالہ واقع ہونے والا ہے ۔ لکھا کہ اس سے مراد قولہ تعالیٰ اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۔ یعنے کافر نے دعا مانگی تھی کہ یا الٰہی اگر یہ قرآن ہی تیرے پاس سے حق ہو تو ہم لوگون پر آسمان سے پتھر برسادے یا کوئی عذاب سخت ہمپر ڈالدے ۔ ھ ۔ (ابن کثیر) بالجملہ یہ تو معلوم ہوا کہ کافر نے عذاب الٰہی کے واسطے جلدی کی تھی اور دعا مانگی حالانکہ وہ عذاب تو کفار پر لامحالہ واقع ہونے والا ہے اور وہ جلدی ہے لیکن کافر اسکو دور سمجھتا ہے ۔ اب اگر یہ پوچھا جاوے کہ بھلا اس کافر کا نام بھی معلوم ہوا اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے تاہم یہ شخص قریش مین سے ہوگا تو اسکا نام ظاہر ہونا آسان ہے (جواب) یہ کہ ایسی دعا کئی کافرون سے سرزد ہوئی تھی لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ شخص نضر بن الحارث بن کلدہ تھا اور یہ شخص بہت گستاخ کافر بدزبان تھا آخر بدر کے روز یہ عذاب اسپر آیا یعنی آیت نازل ہونے کے چند مدت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے مدینے کو ہجرت کر گئے اور جہاد کا حکم ہوا تو بدر کی جنگ مین فقط تین سو تیرہ ۳۱۳ پیدل بے سامان اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلعم آئے اور اُدھر سے قریش قریباً ایک ہزار دلیر جوان مسلح باسامان مقابل ہوئے اور آخر بُری طرح شکست کھاکر بھاگے اور بہت مارے گئے اور بہت گرفتار ہوے ان مین سے یہ نضر بن الحارث بھی تھا اور باندھکر قتل کیا گیا اور اسی کے مثل عقبہ بن ابی معیط بدکار تھا وہ بھی قتل کیا گیا اور باقی قیدیون کو بعد فدیہ کے رہا کیا گیا ۔ ربیع بن انس رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ عذاب مانگنے والا ابو جہل تھا بعض نے کہا کہ قریش مین سے ایک جماعت نے یہی بد دعا اپنے اوپر مانگی تھی اور مارے گئے مترجم کہتا ہے کہ یہان خطیب اور ابو السعود نے یہ قصہ لکھا کہ قریش مین سے ایک شخص حارث بن النعمان تھا وہ مراد ہے کیونکہ اُسنے یہی دعا مانگی تھی اور اسکا قصہ یہ ہوا کہ جب حارث بن النعمان قریشی نے سنا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا ہے کہ ۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین جسکا مولیٰ ہون علی بھی اُسکا مولیٰ ہے آخر تک ۔ تو حارث مذکور اونٹ پر سوار ہوکر آیا اور رسول اللہ صلعم مقام ابطح مین اُترے تھے آپ سے مخاطب ہوا کہ ای محمدؐ آپ نے ہم سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کہو اسکو ہم نے قبول کیا آپ نے پانچ وقت نماز کو کہا وہ ہمنے مانا اور سال مین ایک مہینہ رمضان کے روزے کو کہا اسکو بھی ہم نے مانا اور حج کو کہا وہ بھی قبول کیا اور اپنے مالون سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا وہ بھی کیا اب آپ راضی نہوے یہانتک کہ آپ نے اپنے چچیرے بھائی کو ہمپر فضیلت دیدی کیا یہ بات خدا کی طرف سے ہے یا آپ نے اپنی خواہش سے بنائی ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ چلکر روانہ ہوا اور کہنے لگا کہ الٰہی اگر یہ سچ ہو جو محمدؐ نے کہا ہے تو ہمپر آسمان سے پتھر برسادے یا عذاب الیم اُتار دے واللہ وہ شخص ناپاک اونٹ تک نہ پہونچا تھا کہ آسمان سے اسکے سر پر ایک پتھر گرا جو اسکے پاخانہ کے مقام سے نکل گیا اور وہ ہلاک ہو گیا مترجم کہتا ہے کہ یہ قصہ سراج مین خطیب نے اور ابو السعود نے لکھا ہے لیکن تعجب کی بات ہے کہ ان لوگون کو ظاہر نہوا کہ ہم کیا لکھتے ہین (اول) تو یہ سورۂ معارج بالاتفاق مکیہ ہے قبل ہجرت کے نازل ہوئی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق مین یہ منقبت بالاتفاق بعد حجۃ الوداع کے مکہ سے روانہ ہوکر درمیان راہ مین خم غدیر کے مقام پر وارد ہوئی ہے پھر بھلا کیونکر اس آیت کی یہ تفسیر ہوسکتی ہے (دوم) یہ کہ اس روایت کا بنانے والا بھی جاہل تھا کیونکہ ابطح مکہ مین ہے جسکو محصب کہتے ہین

Marfat.com

اوراس سے پہلے آپ نے یہ حدیث ہی نہین بیان کی تھی تو اس شخص نے کیونکر سنی (سوم) بالاتفاق قریش بعد اسلام کے
علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل تھے (چہارم) اگر کوئی مردود ایسا ہوتا جو آپ پر اس بارہ میں اس طرح بر سر مجلس انکار کرتا تو صحابہ
رضی اللہ عنہم جو حاضر تھے اسی وقت اس کے سر پر اتنی جوتیاں مارتے کہ اسکے حواس درست ہو جاتے کیونکہ حجۃ الوداع کے وقت وہ زمانہ نہین تھا
جب ابو جہل جیسے لعین گستاخانہ کلام کرتے تھے اسیواسطے آیت مین اسوقت ارشاد ہوا ہی کہ فاصبر صبراً جمیلاً۔ آپ خوبصورتی کے ساتھ صبر کیجیے
یعنے کافرون کی بدکلامی پر تحمل کیجیے اور ان بدکارون پر بددعا نہ فرمایئے کیونکہ یہی چندروز انکے واسطے مہلت ہی پھر آخر یہ لوگ بہت سخت عذاب
مین جا وینگے اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو دیکھکر حرص فرماتے کہ کسیطرح مسلمان ہوجاوین کیونکہ جب کوئی قوم کیسے ہی دشمن ہو
آگ مین جلتی ہو تو مقتضاے بشریت وآدمیت وجوانمردی یہی ہی کہ ترس کھاکر اُسکے بچانے کی کوشش کرے اور زمانہ مین تم جن بدبختون کو دیکھو کہ
وہ یہ چاہتے ہین کہ لوگو نپر لعنت کرین تو وہ منافق قوم ہین کہ خود جہنم واسکے عذاب پر یقین نہین لائے ہین اور شیطان نے انکو یہود کی طرح
بے خوف بنادیا ہی اور واضح ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل جو صحیح روایات مین منصوص ہین وہ اسقدر کثرت کے اعلی فضائل ہین
کہ انکے باوجود ہم کو ایسی جھوٹی بنائی ہوئی روایات کی کچھ ضرورت نہین ہی فاستقم واللہ تعالی ہو الموفق قولہ تعالی ذی المعارج خطیبؒ نے کہا یعنے
والمصاعد اور مصاعد درجات ہین جہان کلمات طیبات اور اعمال صالحہ چڑھائے جاتے ہین یا مؤمنین اپنے سلوک مین وہانتک
ترقی کرتے ہین یا جب اُنکو ثواب دیا جائیگا تو ان مراتب مین ترقی ہوگی یا یہ ملائکہ کے مراتب ہین یا معارج سموات ہین (س) اور امام ابن کثیرؒ
نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذی المعارج یعنے صاحب درجات یہ سعید بن جبیر کی روایت ہی اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس
سے روایت کی کہ ذی المعارج یعنے ذی المعالی والفواضل اور مجاہد نے کہا کہ معارج آسمان ہین اور قتادہ نے کہا کہ معارج
فواضل ونعمتین ہین مترجم کہتا ہی کہ معنے اول زیادہ ظاہر ہوتے ہین بدلیل قولہ تعالی تعرج الملائکۃ والروح الیہ
یعنے ذی المعارج کی یہ تفسیر ہے کہ ملائکہ وروح اُسی کی طرف عروج کرتے ہین اگر کوئی وہم کرے کہ کیا اسکے واسطے کوئی مکان محدود ہے
جسکی طرف عروج ہو تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالی نے مکان وغیرہ سب چیزون کو پیدا کیا پس وہ مکان وغیرہ ہر چیز سے پاک ہی ولیکن اس نے تجلی
وانتظام کے واسطے جیسے زمین مین کعبہ معظمہ بنادیا اسیطرح آسمان مین بیت المعمور ہی اور عرش کو اُسنے مستوی بنادیا ہی کہ وہان سے
احکام نازل ہوتے ہین اور ہمیشہ انبیا علیہم السلام کی شرائع مین یہ بات معلوم ہی تو اسمین جن لوگون نے خوض کیا وہ اس حدیث کے مصداق
ہوگئے۔ ہلک المتعمقون یعنے بیجا غور کرنے والے برباد ہوے کیونکہ اُن کی عقل وہانتک رسائی نہین کریگی تو خواہ مخواہ امر حق کو بگاڑکر
اپنی راے پر لاوینگے اور اصلی مقصود سے دور ہوجاوینگے اسیواسطے فقہی مسائل مین متاخرین کا تعمق امام غزالی وغیرہ نے مکروہ جانا ہی اب رہا یہ
بیان کہ ملائکہ معلوم ہین لیکن روح سے کیا مراد ہی تو شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابو صالح تابعیؒ نے کہا کہ روح بھی اللہ تعالی کی ایک مخلوق ہے
جو آدمیون سے مشابہ ہی جو وہ انسان نہین ہین اور مین کہتا ہون کہ شاید اس سے جبرئیل مراد ہون جیسے قولہ نزل بہ الروح الامین الآیہ
مین جبرئیلؑ کو روح فرمایا ہی تو پہلے ملائکہ کو عام ذکر کیا اُسکے بعد جبریل کو بطور خاص عطف کیا جیسے اول پارہ کی آیت مین ہی کہ جبریل ومیکائیل کو
ملائکہ پر عطف فرمایا اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ارواح بنی آدم مراد ہون کیونکہ جب ارواح قبض کی جاتی ہین تو اُن کو چڑھاکر آسمان پر
لیجاتے ہین چنانچہ صحاح کی حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ مین ہی اور امام احمد وابوداؤد وابن ماجہ مین بھی اس طویل حدیث مین یہ
موجود ہی کہ مومن کی روح پاکیزہ کو برابر ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر یہانتک کہ ساتوین آسمان پر لیجاتے ہین اور اس حدیث کیواسطے
حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شاہد ہی جسکو امام احمد وترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا ہی اور ہم نے اس مسئلہ کو قولہ تعالی یثبت اللہ الذین
آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا الآیہ کی تفسیر مین مفصل بیان کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ روح کافر کو آسمان پر چڑھانے کی اجازت نہین دیجاتی

Marfat.com

امام رازی نے لکھا کہ قول سوم یہ کہ وہ درجات ہین جو اللہ تعالیٰ جنت مین اپنے اولیا کو عطا فرمادیگا اور میرے نزدیک یہان قول چہارم یہ ہی کہ جسطرح یہ آسمان بلندی و پستی اور چھوٹائی و بڑائی مین متفاوت ہین اسیطرح ملائکہ کی ارواح بھی قوت وضعف مین اور کمال ونقص مین اور کثرت معرفت و قوت وشدت تدبیر عالم مین مختلف واقع ہوئی ہین یعنے ملائکہ سب قوی ہین مگر بعض سے بعض مین قوت زیادہ ہی اور لکھا کہ شاید انعام الٓہی واثر فیض رحمت اس عالم مین بواسطہ انھین ارواح کے پہونچتا ہی چنانچہ قولہ تعالیٰ فالمقسمات امرًا۔ اور قولہ تعالیٰ فالمدبرات امرا مین دونون قسم ملائکہ ہین اور دونون مین فرق ظاہر ہی پس قولہ ذی المعارج انھین ارواح مختلفہ کی طرف اشارہ ہی قولہ تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم الآیہ۔ **رازی**۔ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ یہان چند مسائل ہین **مسئلہ اول** قرآن مین جہان ملائکہ کا ذکر بطور خوف دلانے کے آیا ہے جیسے یہان اور جیسے قولہ تعالیٰ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا۔ اور اس سے نکلتا ہی کہ روح کی قدر ومنزلت ملائکہ سے بڑھی ہوئی ہی اور یہان یہ نکتہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے عروج کی صورت مین اول ملائکہ کو پھر روح کو ذکر فرمایا اور حضوری تعالیٰ مین صف باندھکر کھڑے ہونے مین ... فرمایا جیسے قولہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا۔ یہ مقتضی ہی کہ روح نزول مین اول ہو اور صعود مین آخر ہو اور بعض اہل کشف رحمہ نے کہا کہ روح ایک نور عظیم ہی اور جلال الٓہی کے نور سے بھی زیادہ قریب ہی اور اسی سے ارواح ملائکہ کی شاخین پھوٹتی ہین اور بشر منازل ارواح کے آخری درجات مین ہی اور اس آخری طرف اور اول طرف کے درمیان مین معارج مراتب ارواح ملکیہ ہین ومدارج منازل انوار قدسیہ ہین اور انکی تعداد سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہی اور ہم نے قولہ تعالیٰ یوم یقوم الروح والملائکۃ الآیہ کی تفسیر مین متکلمین کا قول بیان کیا ہی۔ ھ۔ اور رازی رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف عروج روح وملائکہ سے یہ مراد نہین کہ وہان مکان ہی بلکہ مراد یہ کہ جمیع امور کی انتہا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہی اور قولہ فی یوم کان مقدارہ الخ اکثر کے نزدیک یہ تعرج کے متعلق ہی یعنے عروج ملائکہ وروح کا اس روز مین واقع ہوتا ہی (کبیر) اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ اس مین چار قول ہین (اول) اس سے مراد وہ مسافت ہی جو عرش اعظم سے لیکر اسفل السافلین تک ہی اور وہ قرار زمین ہفتم ہے یعنے یہ رستہ ابتدا سے انتہا تک پچاس ہزار برس کی راہ ہی یہ زمین ہفتم کے مرکز سے عرش تک ہی اور خود عرش اسقدر عظیم ہی کہ اسکے ایک قطر سے دوسرے قطر تک پچاس ہزار برس کی راہ ہی اور وہ یاقوت سرخ ہی جیساکہ ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین ذکر کیا ہی قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سلمۃ ثنا اسحٰق بن ابراہیم انبأنا حکام عن الخ ابن عباس رضہ نے کہا کہ فی یوم کان مقدارہ الخ منتہاے امر سب سے اسفل زمین سے منتہاے امر ساتوین آسمان کے اوپر تک پچاس ہزار برس ہی اور کہا کہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رحمہ نے اس روایت کے یہ معنے بیان کیے کہ آسمان سے اس زمین اول تک جو حکم اُترتا اور چڑھتا ہی اسکی مقدار ہزار برس کا دن ہی اسلیے کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ ہی اس حدیث کو امام ابن جریر رحمہ نے بھی روایت کیا کہ حدثنا محمد بن حمید صلہ انبأنا حکام عن الخ لیکن ابن عباس کو ذکر نہین کیا بلکہ مجاہد رحمہ کا قول بیان کیا اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ ہر زمین کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہی اور ہر زمین سے دوسری زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہی پس یہ سات ہزار سال ہوئے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ ہی تو یہ سب ملاکر چودہ ہزار سال ہوئے اور ساتوین آسمان اور عرش کے درمیان چھتیس ۳۶ ہزار برس کی راہ ہی پس یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت صریح ہی کہ سات زمینین علٰحدہ علٰحدہ تلے اوپر واقع ہین اور اگر زمین کرہ کا نام ہی تو پانی وخشکی اور اسکے مابعد جہانتک کہ ہوا محیط ہی سب ایک زمین کا کرہ ہی اور اگر فقط خشکی کا نام ہی تو محتمل ہی کہ پانی متصل ہو یا منفصل ہو واللہ تعالیٰ اعلم (قول دوم) پچاس ہزار برس کے دن سے مراد دنیا کی بقا ہی جب سے اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا ہی اور انتہا اُسکی قیامت ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابو زرعہ رازی سے مسند کیا کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ دنیا کی عمر پچاس ہزار برس کی ہی اور کہا کہ آیت مین یہ ایک دن ہی اور عکرمہ رحمہ سے بھی اسی کے مانند روایت ہی کہ دنیا اول سے آخر تک پچاس ہزار برس ہی اور یہ کوئی نہین جانتا کہ کتنا گذرا اور کتنا باقی رہا سواے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے (قول سوم) یہ کہ پچاس ہزار برس کا دن وہ ہی جو دنیا اور آخرت کے بیچ مین فاصل ہی اور اسکو ابن ابی طلحہ [illegible]
القرظی سے روایت کیا ہی اور یہ قول غریب ہی (قول چہارم) اس سے مراد یوم قیامت ہی۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی سے روایت کی
اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ روز قیامت ہی اور اسکی اسناد صحیح ہی اور یہی عکرمہؒ کا قول ہی اور یہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی سے
روایت کیا اور یہی ضحاک اور ابن زید کا قول ہی اور اسی معنے مین احادیث بھی وارد ہوئی ہین چنانچہ امام احمدؒ نے بطریق ابن لہیعہ عن دراج
عن ابی الہیثم روایت کی کہ ابو سعید خدری رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ قولہ تعالیٰ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنة عرض کیا گیا کہ یہ دن بہت طویل ہی آپ نے فرمایا کہ قسم ہی کہ بندۂ مومن پر یہ درازی بہت تخفیف کی جائیگی یہانتک کہ دنیا مین
جتنی دیر مین ایک نماز فریضہ ادا کرتا تھا اس سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا اس حدیث کو ابن جریر نے بھی روایت کیا مسل ابن لہیعہ کی متابعت
مین عمرو بن الحارث موجود ہین ولیکن دراج اور اُنکے شیخ دونون ضعیف ہین واللہ اعلم اور امام احمدؒ نے ابو عمر الادانی سے روایت کی
کہ مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اس طرف سے بنی عامر بن صعصعہ کا ایک شخص گذرا تو ابو ہریرہؓ سے کہا گیا کہ یہ سب بنی عامر
مین سے زیادہ مالدار ہی ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اسکو میرے پاس بلاؤ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ مین نے سنا ہی کہ تو بہت مالدار ہے اُسنے کہا
کہ ہان اور اُسنے اپنے اموال کو بتلانا شروع کیا تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ تو خبردار رہیو ایسا نہو کہ یہ اونٹ اور گھوڑے تجھی پر لاتین مارین
ابو ہریرہ نے اسکو بار بار کہنا شروع کیا اور عامری کا چہرہ خوف سے زرد ہونے لگا اور اُسنے پوچھا کہ یہ کیا بات ہی تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ جسکے پاس اونٹ ہون اور وہ آسانی کی حالت مین اور سختی کی حالت مین اُنکا حق نہین دیتا ہی
تو وہ قیامت کے روز بہت موٹے تازے لائے جائینگے اور یہ شخص ایک میدان مین اُنکے سامنے ڈال دیا جائیگا اور یہ جانور اُسکو اپنی
ٹاپون سے مارینگے جب تک دوسرا زخم لگاوین پہلا زخم بھر آویگا اور برابر پچاس ہزار برس کے دن تک یہی ہوتا رہیگا یہانتک کہ لوگون مین
فیصلہ کیا جائے تب یہ شخص اپنی راہ جنت یا دوزخ کی طرف پاویگا اسی طرح اس حدیث مین گاے اور بکری کا سینگ مارنا بیان کیا جسکو
مترجم نے مختصر کر دیا ہی پھر اُس عامر نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ اونٹون کا کیا حق ہے ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ محتاج کو اُسکا دودھ دینا اور
محتاج کو سواری دینا اور اچھی طرح خبرگیری کرنا اور یتیم و بیوہ کو دودھ دینا اور اُسکا نر جفتی کے لیے مفت دینا (رواہ ابو داؤد والنسائی)
اور حدیث ابو ہریرہؓ مین ہی کہ جس شخص نے خزانہ جمع کیا اور وہ حق نہین دیتا ہی (یعنے زکوٰۃ) تو اُسکے چاندی سونے کے پتر بنائے جائینگے
اور جہنم کی آگ مین گرم کرکے اُنسے اُسکی پیشانی و پہلو و پیٹھ داغے جائینگے اور پچاس ہزار برس کے دن تک یہی ہوتا رہیگا یہانتک کہ لوگون مین
فیصلہ ہو پھر وہ اپنی راہ یا تو جنت کی طرف دیکھیگا یا جہنم کی طرف دیکھیگا اور باقی حدیث مین اونٹون وغیرہ کا ذکر ہی (رواہ احمد و مسلم)
ابن کثیرؒ نے کہا کہ کفار اسی سے منکر تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو صبر کا حکم دیا کیونکہ فرمایا یستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا۔ یعنے جو لوگ اس
عذاب کا یقین نہین کرتے وہی اسکو جلدی مانگتے ہین اور جنکو یقین ہی وہ ڈرتے ہین پھر تسکین دی کہ کفار جسکو دور سمجھتے ہین وہ بہت قریب ہی

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۚ

جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا اور ہونگے پہاڑ جیسے اُون رنگی اور نہ پوچھے دوستدار دوستدار کو

يُّبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيهِ ۙ

سب نظر آجاوینگے مناوے گا گنہگار کسی طرح چھڑوائی مین دے اس دن کی مار سے اپنے بیٹے

وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۙ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُـْٔوِيهِ ۙ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ۙ

اور ساتھ والی اور بھائی اور اپنا گھرانا جسمین رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہین سارے پھر آپ کو بچا دے

كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۝ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝

کوئی نہیں وہ تپتی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجا پکارتی ہے اُسکو جسنے پیٹھ پھیری اور پھر گیا اور اکٹھا کیا اور سینتا

جسدن کافرون پر عذاب واقع ہوگا وہ دن پچاس ہزار برس کا ہوگا اور اسکی دوسری حالت بھی بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ یَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ جسدن آسمان مانند مہل کے ہوگا ف یعنے کافرون پر عذاب اُس دن واقع ہوگا جسدن یہ آسمان مہل کے مانند ہو جائیگا مہل روغن زیتون کی تلچھٹ ہی۔ یہ ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وعکرمہ وسدی وعطار وغیرہم کا قول ہی۔ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ۔ اور پہاڑ مانند عہن کے ہوجائینگے ف عہن دُھنی ہوئی روئی۔ یہ مجاہد وقتادہ وسدی وغیرہم نے کہا ہی (ابن کثیر) اور امام رازی رح نے کہا کہ ہم نے قولہ تعالیٰ بمار کالمہل۔ کی تفسیر مین لکھا کہ عطار رح سے یہ بھی روایت ہی کہ مہل جیسے قطران کی تلچھٹ قطران مین سے بدبودار تارکول نکلتا ہی جو اونٹ وغیرہ کے زخم پر لگایا جاتا ہی اور حسن بصری نے کہا کہ گلائی ہوئی چاندی کی طرح ہوگا اور یہی ابن مسعود رض کا قول ہی عہن لغت مین طرح طرح کے رنگ سے رنگی ہوئی روئی اور صوف ہی اور یہان اس وجہ سے پہاڑون کو عہن سے تشبیہ دی کہ بحکم قولہ تعالیٰ جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود الآیہ۔ پہاڑون مین سپید وسرخ مختلف رنگ کے اور سخت سیاہ ہین تو جب یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ہوا مین اُڑینگے تو ایسے معلوم ہونگے جیسے رنگین بال واون دھنی ہوئی اڑتی پھرتی ہی (کبیر وابو السعید وخطیب) خطیب نے کہا کہ زمین پر سب سے بھاری پہاڑ ہین وہ صوف کی طرح ہوا مین اُڑینگے بعض نے کہا کہ پہاڑ پہلے تو ریگ ہوجاوینگے پھر دُھنی ہوئی اون کی طرح ہونگے پھر ذرات کی طرح ہوا مین نظر آوینگے۔ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝ يُبَصَّرُونَهُمْ۔ ای یبصرونہم بہم رازی رح نے کہا کہ عرب بولتے ہین کہ بصرنی زید بکذا پھر جب بار جارہ حذف کی گئی تو کہتے ہین بصرنی زید کذا۔ پھر جب فعل کو مفعول بہ کے لیے ثابت کرتے ہین اور حرف جار حذف ہوا تو کہتے ہین کہ بصرت زیدا۔ اور یہی یبصرونہم کے معنے ہین زمخشری وغیرہ نے کہا کہ یبصرونہم۔ دونون ضمیرین جمع ہین اور دونون حمیم کے واسطے ہین اور وہ نکرہ تحت نفی ہی یعنے عام ہی تو جمع ضمیر محمول بعموم ہی رازی رح نے کہا یعنے حمیم اگرچہ لفظ مفرد ہی لیکن مراد کثرت ہی اور دلیل اسکی قولہ تعالیٰ فما لنا من شافعین۔ ہی یبصرونہم کے معنے یعرفونہم۔ انکو پہچان لینگے اور ایک حمیم دوسرے کو اپنی شناخت بتاویگا یہانتک کہ وہ اسکو پہچان جاویگا اگرچہ دنیا مین ان کے مکانات دور واقع ہون اور بعض نے کہا کہ ملائکہ شناخت کرادینگے ابن کثیر رح نے لکھا کہ حمیم قریب ہی اور معنی یہ کہ قرابتی سے قرابتی حال نہ پوچھیگا اگرچہ اسکو بُرے بدحال مین دیکھے حالانکہ ایک دوسرے کی شناخت کریگا یا باہم شناخت کرادیگا عوفی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اقربا باہم ایک دوسرے کو پہچانینگے اور باہم پہچان بھی بتلاوینگے پھر ایک دوسرے سے بھاگینگے (ابن کثیر) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یتعارفون بینہم الآیہ۔ یعنے ابتدائے حال مین باہم تعارف کرینگے۔ ھ۔ یعنے تم کون تھے اور کہان تھے اور وہ بتلاویگا اور یہ بھی ہوگا کہ تم لوگ وہان کتنی دیر رہے اور سب سے زیادہ جو عاقل وہوشیار سمجھا جاویگا وہ ایک دن ٹھہرنا بتلاویگا پھر ہولناک منظر سے ہول سما جاویگا اور کوئی کسیکی پروا نہین کریگا۔ لکل امرء منہم یومئذ شان یغنیہ۔ ہر شخص کے واسطے اِس دن ایسی حالت ہوگی کہ اسکو سوائے اپنی جان کے کسی طرف توجہ نہوگی۔ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝

مجرم تمنا کریگا کہ کاش وہ فدیہ مین دیدیتا آج کے عذاب سے اپنے بیٹون کو اور جورو کو اور بھائی کو اور فصیلہ کو جو اسکو جگہ دیتی ہے ف

یعنے اس دن جب کافر کو معلوم ہوگا کہ اسکا انجام جہنم ہے تو اس عذاب کو ٹالنے کے لیے وہ آرزو کریگا کہ مال کیا چیز ہی کاش کافر کے عوض مین اسکے لخت جگر بیٹے لیے جاوین یعنے اسکی کمال آرزو یہ ہوگی کہ وہ چھوڑ دیا جاوے اور کسی طرح اسکے لخت جگر بیٹے لے لیے جاوین یا جورو یا بھائی یا فصیلہ یا سب کے سب لے لیے جاوین بلکہ۔ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ۔ اور ہر کوئی جو زمین مین ہی سب کے سب لے لیے جاوین پھر یہ اسکو نجات دے ف یعنے کافر آرزو کریگا کہ بیٹون وغیرہ حتی کہ سب اہلِ زمین کو اپنے فدیہ مین دیدے پھر یہ امر اسکو نجات دیدے

Marfat.com

(یا) یہ معنی کہ کافر تمنا کریگا کہ جمیع اہل زمین کو فدیہ دے پھر نجات پاوے یعنے اگر تمام اہل زمین اسکی ملکیت ہوتے تو آرزو کرتا کہ سب کو فدیہ دیکر
پھر وہ نجات پاوے۔ **کَلَّا** ہرگز نہین۔ **ف** یہ کافر کی بدذاتی ہو کہ سب کو اپنے فدیہ مین دیکر اپنی نجات چاہتا ہو ہرگز اسکو عذاب سے نجات نہوگی
مین ہو کہ کافر سے کہا جاویگا کہ ارے آج تو منظور کرتا ہو کہ تمام جہان اپنے فدیہ مین دے اور نجات پاوے۔ وہ کہیگا کہ ہان اے پروردگار مین منظور
کرتا ہون حکم ہوگا کہ اس سے کہہ دو کہ تو جھوٹا ہو یہ تیری ہوس باطل ہو اور ہم نے اس سے بہت آسان بات دنیا مین تجھسے چاہی تھی کہ لا الٰہ الا اللہ
یعنے سب الوہیت خالص اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہو مگر تو نے نہ مانا سوائے شرک کے (صحیح) فصیلہ کسکو کہتے ہین (جواب) مجاہد و سدی وعکرمہ نے کہا کہ فصیلہ
اسکا کنبہ ہے اور مالک نے کہا کہ اسکی مان ہو۔ (ابن کثیر) **اقول** بنابر قول اول کے (تؤویہ) جسکے معنے (جگہ دینا) یہان اسطرح ہین کہ آدمی اپنے کنبے
و قبیلے کی طرف جگہ پاتا ہو اور ہر مصیبت مین وہی لوگ اسکو جگہ دیکر حمایت کرتے ہین۔ اور بنابر قول مالک کے یہ معنی کہ مان اسکو اپنی گود مین
پرورش کرتی تھی اور بعض نے کہا کہ (فصیلہ) اسکے قریب کے وادھیال و ننھیال والے ہین۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ کافر اپنی جان عذاب سے
بچانے کے لیے مان باپ وغیرہ تمام اہل زمین کو تمنا کے ساتھ فدیہ کرتا ہو تو بھلا دوسرون کے کام آنے کا کیا ذکر ہو وقال تعالیٰ یوم یفر المرء
من اخیہ وامہ وابیہ الآیہ۔ یعنے وہ دن ایسا سخت ہوگا کہ آدمی بھاگیگا اپنے بھائی و مان باپ لڑکے سب سے۔ م۔ یہ حکم مومن و کافر سب کو شامل ہو
کیونکہ مومن جب تک نجات پاکر اپنے ٹھکانے نہین پہونچیگا تب تک ایک ذرہ نیکی کسی کو دینے پر راضی نہوگا اور نہ کسی کے ایک ذرہ بدی
خود اُٹھانے پر راضی ہوگا **تنبیہ** اگر کوئی چاہے کہ اپنا ثواب کسی کو ہبہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُسکو پہونچ جاویگا جبکہ نیت ہو
اور اسکے واسطے اس مین ثواب ملا ہو اور اگر کوئی چاہے کہ کسی کے گناہ اپنے ذمہ کرلے جیسے حافظ لوگ کیا کرتے ہین تو ہرگز اس مردے کے
گناہ انکے کہنے سے نہین اُتر سکتے ہین ولیکن حافظ کے ذمہ یہ گناہ عظیم ہوگا اور اگر عذاب سے بے خوف ہوکر ایسا کیا تو کافر ہوگیا نعوذ باللہ من
ذلک جب اللہ تعالیٰ نے کافر کو مایوس کردیا کہ ہرگز اسکی طرف سے فدیہ قبول نہوگا بلکہ وہ ضرور جہنم کے عذاب مین پڑیگا تو اسکا وصف ذکر
فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **اِنَّهَا لَظٰى**۔ وہ بیشک نہایت سوزان ہو **ف** لظی جہنم کا نام بھی ہو اور جہنم کے ایک طبقے کا نام بھی لظی بیان کیا گیا ہو
اللہم اعذنا مولای من عذاب جہنم۔ **نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى**۔ بشدت شوی کو کھینچ ڈالنے والی ہو **ف** شوی کی تفسیر مین اقوال ہین
ابن عباس و مجاہد رح نے کہا کہ وہ سر کی کھال ہو عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ وہ بدن کی اور سر کی کھال ہو مجاہد رح نے کہا کہ ہڈیون
سے اوپر سب گوشت و کھال۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ پٹھے ہین ابو صالح نے کہا کہ ہاتھ و پاؤن وغیرہ اطراف ہین حسن بصری رح نے کہا کہ تمام بدن کو
کھا جاویگی سوائے احشائے قلب کے کہ کافر چلاتا رہیگا اور اسی کے مانند ضحاک سے منقول ہو خطیب رح نے کہا کہ قاموس مین شوی ہر ایسے عضو
و کھال وغیرہ کو کہا کہ جس سے آدمی قتل نہین ہو جاتا مترجم کہتا ہو کہ جہنم کی آگ ہر ایک کافر کا گوشت و پوست گلا کر گرا دیگی اگرچہ فوراً
دوسرا گوشت وہان ظاہر ہوگا جسکو پھر یہ آگ گلا کر گرا دیگی اور اسیطرح ہوتا رہیگا پس ظاہر مین یہان بھی یہی مراد ہو کہ یہ آگ بڑی شدت
اور سوزش سے تمام گوشت و پوست گلانے والی ہو۔ **تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى**۔ پکارے گی ہر ایسے
شخص کو جسنے پیٹھ پھیری اور منھ موڑا اور جمع کیا پس خزانہ بھرا۔ **ف** یعنے جہنم کی آگ ایسے لوگونکو بلاویگی جنکو اللہ تعالیٰ نے جہنم کیواسطے
پیدا کیا ہو کہ وہ لوگ دنیا مین ایسے ہی کام کرتے ہین جو جہنم کے لائق ہین پس قیامت کے روز وہ ان لوگون کو صاف تیز زبان سے
پکارے گی مثلاً اے فلان اِدھر آ پھر اہل محشر مین سے انھین لوگون کو چن لیگی جیسے چڑیان اپنا دانہ چن لیتی ہین اور ان جیسون
کی صفت یہ ہو کہ جب اُن کو اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت کی طرف بلایا جاتا ہو تو پیٹھ پھیر لیتے ہین اور دل سے اسکو جھٹلاتے ہین اور
جب نیک کام کو کہا جائے تو منھ موڑتے ہین اور دنیا کی چیزون کو تہ بر تہ جمع کرتے ہین پھر اُسکا خزانہ بھرتے ہین یعنے تھیلون و صندوقون
مین بھر کر اُنپر گرہ لگاتے اور بند کرتے ہین یعنے انھین سے مستحقین کا حق نہین ادا کرتے ہین حسن بصری رح فرماتے تھے کہ اے آدمی زاد

Marfat.com

تونے اللہ تعالیٰ کی وعید عذاب سن لی پھر بھی تو دنیا کو جمع کرکے بھر رکھتا اور اسپر گرہ دیتا ہی قتادہ رح نے کہا کہ کافر جمع کرنے پر حریص ہوتا ہی اور زکوٰۃ وحق نکالنے سے بہت منکر ہوتا ہی عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنی تھیلی مین گرہ نہین دیتے تھے اور اسی آیت کو پڑھکر ڈرتے تھے (ابن کثیرح) اور خلاصہ یہ کہ کافر فقط دنیا پر بھروسا کرتا ہی اور اسی دنیا کی چیزون پر حریص ہوتا ہے اور اسی لعنت کی وجہ سے اسکو ایمان کی نعمت نہین ملتی ہی اور اعمال صالحہ نصیب نہین ہوتے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے انسانی جبلت کے بعد اہل سعادت کا حال بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝

بیشک آدمی بنا ہی جی کا کچا جب لگے اسکو برائی تو گھبرا پڑا اور جب لگے اسکو بھلائی تو ان دیوا مگر وہ نماز

الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ

جو اپنی نماز پر قائم ہین اور جنکے مال مین حصہ ٹھہر رہا ہی مانگے کا

وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم

اور ہارے کا اور جو یقین کرتے ہین انصاف کے دن کو اور جو اپنے رب کے عذاب سے

مُّشْفِقُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝

ڈرتے ہین بیشک انکے رب کے عذاب سے نڈر نہوا جاوے اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہین

إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ

مگر اپنی جورؤن سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو اُن پر نہین اولاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈھے

وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

اسکے سوائے سو وہی ہین حد سے بڑھنے اور جو اپنی دھروہڑ ین اور اپنا قول

رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

نباہتے ہین اور جو اپنی گواہی پر سیدھے ہین اور جو اپنی نماز سے

يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ ع ۳۵

خبر دار ہین وہ رہین باغون مین عزت سے

اللہ تعالیٰ انسان کی جبلت اور کمینہ اخلاق سے آگاہ فرماتا ہے بقولہ تعالیٰ۔ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا۔ آدمی ہلوع پیدا کیا گیا ہی ف امام رازی رح نے کہا کہ عطار کے نزدیک یہان انسان سے مراد کافر ہی اور دیگر علمار نے یعنے سوائے عطار بن ابی رباح المکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دیگر علمار نے کہا کہ نہین بلکہ عام انسان مراد ہی اسلیے کہ استثنار ہمیشہ عام سے ہوتا ہی اور یہان آگے الا المصلین سے استثنار کیا گیا ہی۔ ہلع شدت حرص در قلت صبر کو کہتے ہین اور ہالع اسم فاعل ہی اور ہلوع مبالغہ ہی یعنے نہایت شدید الحرص قلیل الصبر اور فرار ومبرد نے کہا کہ ہلع ضجر ہے یعنے تنگدل بیقرار بزدل ہونا ابن کثیر رح نے کہا کہ ہلوع کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہی یعنے قولہ تعالیٰ۔ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا۔ جب اسکو (انسان کو) برائی چھو جاوے تو نہایت جزع کرنے والا ہی اور جب اسکو بھلائی چھو جاوے تو بہت منع کرنے والا ہی ف یعنے انسان ہلوع ہی کہ جب اسکو کچھ مضرت قلیل پہونچے جسکو چھو جانا کہین تو بیقراری وگھبراہٹ کے ساتھ رعب کھاکر اسکا دل اپنی جگہ سے ٹل جاتا ہی اور آیندہ بھلائی حاصل ہونے سے مایوس ہو جاتا ہی اور جب اسکو کچھ بھلائی مل جاتی ہی یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ نعمت ملجاتی ہی

Marfat.com

تو یہ حریص اسکی خوشی مین اڑا جاتا ہی اور اسکا دل اپنے ٹھکانے سے اُچھل جاتا ہے اور حرص مین اسکے ساتھ بخل کرتا ہی اور [illegible]
حق دارون کے جو حقوق اللہ تعالی نے مقرر فرمائے ہین ہرگز نہین دیتا اور جس طرح ہوسکتا ہے مانع ہوتا ہو ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ہین سب سے بدتر شح ہالع وجبن خالع ہی (رواہ احمد وابوداؤد) شح کی تفسیر قولہ تعالی ومن یوق شح نفسہ
مین گذری ہے یعنے حرص کے ساتھ بخل ہونا اور ہالع بہان تفسیر ہی یا ہلوع تنگدل بیقرار رہے اور جبن نامردی اور خالع یعنے اسکا دل کھائے والی
یعنے ایسی نامردی وبزدلی کہ خفیف رعب مین دل جاتا رہے قرار نہو دم وابن کثیر امبرد نے کہا کہ مثل مشہور ہو کہ میدان مین مقابلہ کے وقت ہلع
پیدا ہونے سے اللہ تعالی پناہ دے۔ احمد بن یحیی مشہور بنام ثعلب نے کہا کہ مجھسے محمد بن عبداللہ بن طاہر (امیر خراسان وبندار نے) پوچھا کہ ہلوع کیا ہی
مین نے کہا کہ اللہ تعالی نے خود اسکی تفسیر بیان فرمائی ہے اور اللہ تعالی کی تفسیر سے بڑھکر کسی کی تفسیر نہین ہوسکتی یعنے قولہ اذا مسہ الشر جزوعا الخ
یعنے جسکو کچھ بُرائی وضرر پہونچے تو شدت سے جزع وگھبراہٹ ظاہر کرے اور جب اسکو بھلائی پہونچے تو بخل کرے اور لوگون کو دینے سے روکے
تنبیہ واحدی رح نے کہا کہ مفسرین کا یہی قول ہے کہ ہلوع کی تفسیر خود اللہ تعالی نے بیان فرمائی تنبیہ قاضی رح نے کہا کہ قولہ تعالی خلق الانسان
ہلوعا۔ یہ نظیر ہی قولہ تعالی خلق الانسان من عجل آدمی عجلت سے پیدا کیا گیا ہی یعنے جیسے عجلت سے پیدایش بیان فرمائی اسیطرح ہلوع پر پیدایش بیان فرمائی حالانکہ یہ مراد
نہین ہی فی الحقیقت آدمی اس وصف پر پیدا کیا گیا ہی بلکہ بطور بلیغ محاورہ کے ہی اور دلیل یہ کہ اگر پیدایش ہی اس وصف پر ہوتی تو اللہ تعالی نے
پیدا کیا ہو حالانکہ اللہ تعالی نے آدمی کو ہلوع ہونے پر مذموم رکھا اور یہ معلوم ہی کہ اللہ تعالی کے پیدا کرنے پر مذمت نہین ہوسکتی یعنے جبتک آدمی کی
کمائی نہو تب تک کوئی چیز خدا کی پیدا کرنے مین مذموم نہین ہی اور دوسری دلیل یہ کہ اگر یہ صفت انسان مین خلقی جزو مانند ہاتھ پاؤن کے
ضروری ہوتی تو ہر انسان مین ہوتی حالانکہ آگے اللہ تعالی نے مصلین کو استثنا فرمایا ہی جنھون نے اپنے نفس پر جہاد کرکے یہ خصلت مذمومہ چھوڑدی
اور اگر اللہ تعالی کے پیدا کرنے سے ضروری ہوتی تو مصلین اُسکو چھوڑنے پر قادر نہوتے یعنے جیسے سر مثلا جدا نہین کرسکتے ہین واضح ہو کہ ہلع دو باتون پر
بولا جاتا ہی اول نفسانی حالت جسکی وجہ سے آدمی جزع وفزع کا مرتکب ہوتا ہی دوم یہ قول وفعل جو آدمی سے ظاہر ہوتے ہین اور دلالت کرتے ہین
کہ اسکے نفس مین ایسی حالت موجود ہی جسکی وجہ سے یہ اقوال وافعال صادر ہوتے ہین اب یاد رکھو کہ یہ حالت نفسانی بالضرور اللہ تعالی کے پیدا کرنے
سے پیدا ہوئی ہی اور آدمی اُسکو دور نہین کرسکتا ہی جیسے جو شخص بہادر پیدا کیا گیا وہ اسکو اپنی ذات سے دور نہین کرسکتا ہی بلکہ یہ ظاہری افعال
واقوال البتہ ترک کرسکتا ہی تو یہ البتہ ہلوع مین مذموم ہین انکو ترک کرے مثلاً شر کے وقت جزوع نہو اور خیر کے وقت منوع نہو اور شر یعنے بُرائی سے مراد فقیری ومرض
وغیرہ ہی اور خیر یعنے بھلائی سے مراد تندرستی وتونگری وغیرہ ہی اور معنے یہ کہ جب وہ فقیر یا مریض ہوجاتا ہی تو گھبراہٹ مین دل ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہی اور شکایت
کرتا ہی اور جب تندرست وتونگر ہوتا ہی تو نیک برتاؤ سے ہاتھ روکتا اور مال کو بخل سے رکھتا اور حقدارون کو دینے سے مانع ہوتا ہی مثلاً محتاج ضعیف
والدین کو خرچہ نہین دیتا اور فقیرون کو زکوۃ نہین دیتا اگر کہا جاوے کہ اس کلام کا حاصل یہ ہوا کہ وہ مضرت سے نفرت کرتا ہی اور راحت طلب کرتا ہی
اور یہ عقل کے موافق ہی پھر کیون اللہ تعالی نے اسکی مذمت فرمائی ہی (جواب) یہ کہ مذمت اسلیے فرمائی کہ اس شخص نے اپنی نظر فقط فی الحال جسم کی پرورش پر
رکھی اور انجام سے غافل رہا اور لائق یہ تھا کہ آخرت کے اہتمام مین مشغول ہوتا اور جب جانتا کہ مرض یا محتاجی اللہ تعالی کی طرف سے ہی تو اسپر راضی وشاکر
ہوتا اور اپنے اصلاح کی کوشش کرتا اور جب مال حاصل ہوتا تو اُسکو آخرت کی سعادت مین خرچ کرتا (تفسیر کبیر) مترجم کہتا ہی کہ اس شخص نے مضرت
سے بچاؤ یا راحت کی خواہش نہین کی بلکہ کمینہ اخلاق وپاجی فعال اختیار کیے اور اسقدر عقل سے احمق ہوا کہ ایسی چیزون کی پرورش وفکر کرتا ہے
جو فنا ہونے والی ہین کیونکہ جسم کی پرورش آخر قبر مین سڑانے کے لیے ہی اور مال کے جمع کرنے مین جسم وجان کو فت مین ڈالنا اسلیے کہ اسکو
چھوڑکر حسرت مین مرجاوے اور اگر عقل ہوتی تو جانتا کہ اللہ تعالی نے اس زمین کو پیدا کردیا اور اسمین جسم کے پرورش کی چیزین پیدا کین تاکہ
اس سے مومن وکافر وصالح وفاجر ہر ایک کھاوے جب تک زندہ ہی پھر سب چھوڑکر چلا جاوے اور دوسرے لوگ ان چیزون سے نفع اٹھاوین اسیطرح

Marfat.com

سلسلہ جاری ہی حتی کہ قیامت آوے لیکن کافر اس سے جاہل ہی اور اللہ تعالیٰ نے ایسی بُری حالت سے ایسے بندون کو مستثنیٰ کر لیا جن مین آٹھ صفتین ہین بقولہ تعالیٰ۔ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ سوائے نمازیون کے جنکی یہ صفت ہی کہ اپنی نماز پر دائم ہین ف یعنے جمیع انسان ہلوع و منوع ہین سوائے گروہ مصلین کے اور مصلین سے فقط یہ مراد نہین کہ نماز کی صورت سے ایک عمل کر لیتے ہین بلکہ مصلین وہ ہین جن مین آٹھ صفتین ہون اول یہ کہ نماز پر مداومت رکھتے ہین حضرات ابن مسعود و مسروق و ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ معنے یہ کہ نماز کے اوقات اور واجبات پر حفاظت کرتے ہین عقبہ بن عامر تابعی نے کہا کہ یہان دوام سے مراد سکون ہی یعنے عاجزی کے ساتھ نماز مین ساکن ہین کقولہ تعالیٰ ہم فی صلاتہم خاشعون الآیہ اور اسمین دلالت ہی کہ نماز مین طمانینت واجب ہی اس لیے کہ جسنے رکوع اور سجدہ مین سکون نہ کیا اسنے اِس صفت پر نماز نہ پڑھی بلکہ کوے کی طرح چونچین مارلین بعض نے کہا کہ دائمون سے یہ مراد ہی کہ جو نفل نماز شروع کی اسکو ہمیشہ ادا کیا یہ نہین کہ ایک روز پڑھلی چنانچہ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہی جسکا کرنے والا اُسکو برابر کیے جاوے اگرچہ وہ تھوڑا عمل ہو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو اسپر مداومت فرماتے تھے (صحاح) قتادہ رح نے اس آیت مین بیان کیا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ جب دانیال علیہ السلام نے اپنی قوم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا وصف بیان کیا تو فرمایا کہ وہ لوگ ایسی نماز پڑھینگے کہ اگر نوح ع کی قوم پڑھتی تو غرق نہوتی اور اگر قوم عاد پڑھتی تو اُنپر ریح عقیم نہ بھیجی جاتی یا قوم ثمود پڑھتی تو اُنپر صیحہ کرخت سے عذاب نہوتا پس تم لوگ نماز کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یہ مومنون کی اچھی خصلت ہی (ابن کثیر) امام رازی رح نے کہا کہ دوام نماز یہ کہ کبھی ترک نہ ہو اور اسکا اہتمام رہے اور اہتمام کے لیے کچھ امور نماز سے پہلے ہین اور کچھ نماز مین اور کچھ اسکے بعد ہین پس پہلے یہ ہین کہ وقت سے پہلے اسکا دل لگا ہو کہ فلان وقت نماز کا آتا ہی اور دل لگا ہے کہ اسطرح وضو کا بندوبست کریگا اور پردہ شرم و طلب قبلہ اسطرح ہوگا اور کپڑا اور جاے نماز پاک حاصل کریگا اور اسطرح جماعت مین جانا اور اچھی مسجد کو خیال کرنا جو پاکیزہ روپیہ سے اور نیک نیتی سے بنائی گئی ہو اور اسمین جماعت زائد ہوتی ہو اور نمازی دیندار اور سمجھدار ہون اور چاہیے کہ نماز سے پہلے دل کو شغل و وساوس سے خالی کرے اور نماز مین داخل ہونے سے پہلے ریا وغیرہ سے دل صاف کرے اور جو امور نماز کے اندر ہین ازانجملہ یہ ہین کہ اِدھر اُدھر التفات نہ کرے اور دل کو حاضر رکھے اور قرارت کو سمجھے اور رکوع و قومہ وغیرہ کے اذکار و تسبیحات کو سمجھتا جاے (مترجم کہتا ہی کہ ہر ایک رکن کو طمانینت سے بھی ادا کرے) اور جو امور نماز کے بعد ہین ازانجملہ یہ کہ نماز پڑھکر معاصی سے پرہیز رکھے اور کسی لہو و لعب مین نہ پڑے (تفسیر کبیر) بالجملہ مصلین کی اول صفت یہ تھی کہ اپنی نماز پر مداومت رکھنے والے ہون یا دائم و ساکن ہون اور دوسری صفت کا بیان قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ اور وہ لوگ جنکے اموال مین سائل و محروم کے واسطے حق معلوم ہی ف یعنے انکے اموال مین جو انکو اللہ تعالیٰ نے نصیب کیے ہین محتاجون کے واسطے حق مقرر ہے یعنے یہ حق ادا کرتے ہین اسکا بیان سورۂ ذاریات مین ہو چکا ہی (ابن کثیر) سائل جو لوگون سے سوال کرتا ہو اور محروم وہ ہی جو عفیف ہو یعنے سوال نکرے حتی کہ جو کوئی اسکو جانتا نہو وہ اِس صفت کی وجہ سے اسکو غنی تصور کرے (س فن) حق معلوم سے کیا مراد ہی ابن عباس و حسن و ابن سیرین نے کہا کہ زکوٰۃ مفروضہ مراد ہی حتی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ جسنے زکوۃ مفروضہ نکال دی تو اسپر کچھ گناہ نہین ہی اگر وہ زیادہ صدقہ نہ دے اور زکوۃ مراد ہونے پر دلیل یہ ہی کہ اول تو حق معلوم جسکی مقدار مقدر ہو فقط زکوۃ ہی اور دیگر صدقہ کی مقدار معلوم مقرر نہین ہی اور دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس صفت کو ایسے بندون مین بیان کیا جو اسکے ترک سے مذمت والے نہین ہین تو یہ ضرور ایسا صدقہ ہی جسکے ترک سے مذمت لاحق ہوتی ہے اور یہ فقط زکوۃ مین ہی دیگر علماء رح نے کہا کہ اس سے سوائے زکوٰۃ کے دوسرا حق مراد ہی جو بطور استحباب ہو اور یہ مجاہد و عطا و نخعی رح کا قول ہے (تفسیر کبیر) بعض نے کہا کہ زکوٰۃ مراد ہونے پر یہ دلیل بھی ہی کہ بعد نماز کے مذکور ہی مترجم کہتا ہی کہ نماز مین بھی اگر مداومت مراد ہی تو نفل کے ساتھ ہی کیونکہ فرائض مین ترک غیر ممکن ہی واللہ تعالیٰ اعلم صفت سوم قولہ تعالیٰ۔ وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ۔ اور جن کی یہ

Marfat.com

صفت ہی کہ روز جزا کی تصدیق کرتے ہین ف تصدیق سے یہ مراد نہین ہی کہ دل مین اسکا یقین خواہ مخواہ آجاوے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرآن و حدیث مین قطعاً ثبوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا خاتمہ ایک روز مقرر فرمایا ہی [illegible] یہ زمین و [illegible]
[illegible] ان وغیرہ سب خراب کر دیے جاوینگے۔ اور زمین و آسمان بدلے جاوینگے اور اول سے آخر تک جو مخلوقات پیدا ہوئی ہی سب [illegible]
[illegible] جاویگا جو اہل ایمان ہونگے وہ جنت کے رہنے والے ہین وہان داخل کیے جاوینگے اور جو منکر کافر تھے وہ جہنم مین عذاب پاوینگے پس آدمی اس
بات کو زبر دستی اپنے دل مین جگہ دے اور نفس کے وسوسہ کو رد کرے اور یقین کرے کہ بیشک یہی واقع ہوگا اور ضرور مردے زندہ کر کے
اُٹھائے جاوینگے اور ہر ایک سے حساب لیا جاویگا بعض علما رح نے کہا کہ کافرون سے صرف باہمی ظلم و جور و مظلمہ کا حساب لیکر جہنم مین بھیجدیا
جاویگا اور اُنکے نامۂ اعمال تولنے کی ضرورت نہین ہی لیکن اکثر علما رح کا قول صحیح ہی کہ انکے نامۂ اعمال اس لیے تولے جاوینگے تاکہ معلوم ہو کہ
جہنم مین کس طبقہ کے لائق ہی آنحاصل مصلین اس طریقہ سے عمل کرتے ہین جو ثواب کی امید ہو اور عذاب سے خوف ہو صفت چہارم قولہ تعالیٰ
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔ اور جنکی یہ صفت ہی کہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہین ف
یعنے یہ لوگ ڈرتے ہین کہ ایسا نہو اُن کو عذاب پہونچے۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ۔ بیشک ان کے رب کا عذاب
غیر مامون ہی ف یہ عذاب ایسا نہین ہی کہ کوئی شخص اس سے نڈر ہو بیٹھے امام رازی رح نے کہا کہ عذاب کا خوف دو طرح ہی ایک تو فرائض و
واجبات کے ترک سے اور دوم ممنوعات پر عمل کرنے سے جیسے قولہ تعالیٰ والذین یوتون ما اتوا وقلوبهم وجلة۔ یعنے باوجود عمل کرنے کے خوفناک
ہوتے ہین اور جو بندہ ہمیشہ خوفناک ہوتا ہی تو وہ قصورواری سے ڈرتا ہی اور اعمال طاعات پر حرص کرتا ہی اور بیشک انسان کے لیے
کبھی قطعی بیخوفی نہین ہو سکتی ہی اگرچہ گناہ نہ کرے اور واجبات ادا کرے کیونکہ اُسکو یہ اطمینان کہان سے ہو سکتا ہی کہ اُسنے واجبات
اسی طرح ادا کیے جسطرح ادا کرنے چاہیے ہین اور منہیات سے کب وہ بیخطر بچ سکتا ہی تو ضرور خوفناک ہونا فرض ہی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے
مصرح فرمایا کہ بیخوف ہونے والا کافر ہے صفت پنجم قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۔
اور جنکی یہ صفت ہی کہ وہ لوگ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنے والے ہین سوائے اپنی زوجات کے یا اُن عورتون کے جنکے مالک ہوے
انکے دائین ہاتھ تو یہ لوگ ملامت یافتہ نہین ہین پس جسنے سوائے اسکے خواہش کی تو ایسے ہی لوگ حد سے گذر جانے والے ہین ف اسکی تفسیر
شروع قد افلح المومنون کی آیت مین گزر چکی ہی اور اس آیت کا حاصل یہ ہی کہ جو کوئی اپنی زوجہ یا مملوکہ باندی کے سوائے اپنی شرمگاہ کو
خواہش مین ڈالے تو وہ حد سے خارج ہی تو اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہی کیونکہ متاعی عورت بالاجماع منکوحہ زوجہ نہین ہی اور اغلام حرام ہی
اور زنا اور بہائم سے بدکاری اور ہاتھ سے جلق لگانا سب حرام و ممنوع ہی صفت ششم قولہ تعالیٰ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ
وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ اور جن لوگون کی یہ صفت ہی کہ وہ اپنی امانتون اور عہد کی رعایت رکھنے والے ہین ف یعنے جو چیز ان کو
امانت دی گئی اسمین خیانت نہین کرتے ہین اور جو عہد کسی سے کیا اسمین عہد شکنی نہین کرتے ہین کہا گیا کہ بعض شرائع امانت ہین جیسے
عورت کے واسطے امانت ہی کہ وہ حمل ظاہر کرے جب اسکو طلاق دی گئی ہی اور ایسا نہ کرے کہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے کیونکہ اظہار کی
صورت مین اسپر لازم ہوگا کہ وضع حمل تک صبر کرے اسیطرح مرد کیواسطے غسل جنابت کرنا امانت ہی ابن کثیر رح نے لکھا کہ آیت مین مصلین کی
یہ صفت مذکور ہی کہ جو چیز انکی امانت ہی اسمین خیانت نہین کرتے اور جب عہد کرین تو غدر نہین کرتے اور اسکے برعکس منافقین کی صفت ہی
چنانچہ حدیث مین ہی کہ منافق کی تین علامتین ہین جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اسمین خلاف کرے اور جب اسکے پاس
امانت رکھی جاوے تو اسمین خیانت کرے (صحیح) اور امانات مین شرعی امانتین اور عہد مین عہد آلکی بھی داخل ہین چنانچہ عہد ازل یہ تھا کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت وحدانیت سے منکر نہوگا لیکن کافر ومنافق منکر ہوا اور توحید امانت رکھی گئی ہی اور جس شخص نے آدمیون کے معاملہ مین عہد توڑا تو وہ عہد الٰہی بھی توڑیگا اور شیخ ابن حجر رحمہ نے لکھا ہی کہ اگر وعدہ کیا کہ کل کے روز آونگا اور نیت یہ ہی کہ نہین جاؤنگا تو یہ کذب ہی اور اگر اس وقت قصد کیا کہ کل کے روز آؤنگا اور نیت یہ ہی کہ نہین جاؤن گا تو یہ کذب نہین۔ اور اگر اسوقت قصد ہو پھر اسکو جانا میسر نہوا تو گناہ نہوگا بشرطیکہ بضرورت نہ جاسکا ہو صفت ہفتم قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ۔ اور جنکی یہ صفت ہی کہ اپنی گواہی مین قائم ہین ف واحدی رحمہ نے کہا کہ بشہاداتہم بصیغۂ مفرد بھی قرارت ہی اور یہ اولیٰ ہی اسلیے کہ شہادت مصدر ہی اسکے جمع کرنیکی ضرورت نہین ہی اور بعض نے کہا کہ اسمین انواع ہین لہذا شہادات جمع ہی اکثر مفسرین نے کہا کہ شہادات سے وہ گواہیان مراد ہین جو حاکمون کے سامنے ٹھیک ادا کی جاوین اور چھپائی نہ جاوین تاکہ حاکم انکے موافق فیصلہ کرے اور یہ بھی امانات مین سے ہین لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو خاص اس وجہ سے بیان کیا کہ یہ خاص فضیلت رکھتی ہی اسلیے کہ عدل وانتظام کا مدار اسی پر ہی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مراد یہ گواہی ہی کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی (تفسیر کبیر) ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ شہادت پر قیام یہ ہی کہ جو کچھ گواہی اُٹھائی ہے اُسکو محفوظ رکھے اور اسمین کمی بیشی نکرے اور بدون تغیر کے ادا کرے اور نہ چھپاوے اسلیے کہ جسنے گواہی چھپائی اُسکا قلب گنہگار ہی (ابن کثیر) اور فوائد خطیب مین ہی کہ آیت مین تاکید بحق مسکین ہی خصوصاً جو بعد توانگری کے محتاج ہوگیا کہ اسکو بھیک مانگتے ہوئے عار آتی ہی اور سلف صالحین کا گھوڑا اس بارہ مین سب سے آگے تھا چنانچہ امام زین العابدین رض سے نقل کیا گیا کہ جب امام رض کا انتقال ہوا تو لوگون نے آپ کی مبارک پیٹھ پر تسمہ کے نشان دیکھے جو داغ سے سیاہ پڑگئے تھے لوگون نے اس سے تعجب کیا کچھ عرصہ کے بعد مدینہ کی بیوہ عورتون بڑھیون نے اپنی تکلیف واحتیاج ظاہر کی اور کہا کہ رات کو ایک مرد صالح یہان آیا کرتا اور پانی کی مشک اور آٹے کی تھیلیان لاکر ہمکو دے جاتا تھا اب کئی روز سے وہ نہین آتا ہی لاچار ہم لوگ دانہ پانی کے محتاج ہین جب یہ قصہ لوگون مین پھیلا تو لوگون نے پہچانا کہ امام رض کی پیٹھ پر یہی داغ تھے اسیطرح نقل ہی کہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رض اپنے زمانۂ خلافت مین رات کو بھیس بدل کر نکلے تھے ایک شخص نے انکو پہچان لیا اور پیچھے پیچھے ہولیا آپ چلے جاتے تھے یہانتک کہ بیوہ بڑھیون کے گھر پہونچے اور سلام کیا اور کہا کہ تمھارے پاس پانی بھی موجود ہی اگر نہو تو لاؤ مین مشک بھر لادون اُنھون نے ایک گھڑا نکالکر دیا اور آپ لیجا کر اسکو بھر کر کندھے پر لادلائے اور ان بڑھیون کے حوالہ کیا۔ اس بارہ مین سلف صالحین سے بکثرت منقولات ہین قولہ تعالیٰ الا علی ازواجہم یعنے زوجہ وباندی سے حجاب توڑنے مین ملامت نہین ہی کیونکہ اسمین وہ لوگ دونون طرف کی عفت اور نفس کی حفاظت وبقاے نسل اور طاعت الٰہی مین ایک دوسرے کی مدد چاہتے ہین مترجم کہتا ہی کہ ان عمدہ چیزون کے مقابلہ مین یہ شرم توڑنا برداشت کرلیا گیا ہی آٹھوین صفت قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور جنکی یہ صفت ہی کہ اپنی نماز پر محافظت کرتے ہین ف یعنے فرض ونفل نماز پر محافظت رکھتے ہین اگر کہا جاوے کہ اوپر گذرا کہ نماز پر مداومت رکھتے ہین تو یہان کیا معنے ہین (جواب) شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ نماز ہی سے شروع کیا اور نماز ہی پر ختم کیا تو دلالت ہی کہ نماز کا اہتمام زیادہ ہی اور اسیطرح سورۂ قد افلح المؤمنون کے شروع مین ہی (ع) اور خطیب رحمہ نے کہا کہ مداومت یہ کہ نماز کبھی ترک نہ کرے اور محافظت یہ ہی کہ نماز کا اہتمام رکھے حتی کہ اکمل طریقہ سے ادا کرے پس شرائط کی حفاظت کرے اور مسجد جماعت مین ادا کرے اور مسجد اچھی ڈھونڈھے اور وسواس سے دل صاف کرے اور ریا وسمعت یعنے دکھلانے وسنانے کا خطرہ نہو اور دائین بائین التفات نکرے اور دل حاضر رکھے اور تسبیح وقرارت وغیرہ کو سمجھتا جاوے اور نماز کا حکم یاد رکھے اور آیندہ وقت نماز کا منتظر رہے (سراج) مترجم کہتا ہی کہ رازی رحمہ نے یہ معنے مداومت نماز مین لیے تھے اسی واسطے یہان فقط یہ لکھا کہ اسکی تفسیر اوپر گذر چکی یعنے یہ آیت مکرر ہی تاکہ نماز کی تاکید ظاہر ہو۔ اب وپر سے خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کل انسان کو ہلوع فرمایا سوے مصلین کے جنکی یہ آٹھ صفتین بیان فرمائین یعنے سوائے مصلین کے کہ یہ لوگ ہلوع وخوار نہین ہوتے ہین بلکہ فرمایا اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ۔ ایسے لوگ جنات مین اکرام کیے گئے ہین ف یعنے مصلین جنکی یہ صفات ہین یہ لوگ جنات کرامت مین مکرم ہونگے اور ہرطرح کی نعمت

Marfat.com

درجات سے سرفراز ہوگے جیسے قد افلح المومنون مین فرمایا۔ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون یعنی ایسے
کے بندے یہی وارث ہین جو فردوس کو میراث لین گے یہ لوگ اسمین ہمیشہ رہنے والے ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق فرمایا
فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ○ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ○ أَيَطْمَعُ
پھر کیا ہوا ہے منکرون کو تیری طرف دوڑتے آتے ہین داہنے سے اور بائین سے جٹے کے جٹے کیا لالچ رکھتا ہے
كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ○ كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ○
ہر ایک اُن مین کہ داخل کرے نعمت کے باغ مین کوئی نہین ہمنے اُن کو بنایا ہے جس چیز سے جانتے ہین
فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ○ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ
سو مین قسم کھاتا ہون مشرقون اور مغربون کی مالک کی ہم سکتے ہین کہ بدل کر لے آوین اُن سے بہتر
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ○ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي
اور ہم سے چھپ نہ جاوین گے سو چھوڑدے اُنکو باتین بناوین اور کھیلین جب تک بھڑین اپنے اُس دن سے
يُوعَدُونَ ○ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ
جس کا انسے وعدہ ہے جسدن نکل پڑینگے قبرون سے دوڑتے جیسے کسی نشانے پر
يُوفِضُونَ ○ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ○ ع ٢/٩
دوڑتے جاتے ہین نرمی ہین اُنکی آنکھین چڑھی آتی ہے اُنپر ذلت یہ ہے وہ دن جسکا اُن سے وعدہ ہے

اللہ تعالیٰ اس امت کے کفار مین سے چوٹی کے کافرون پر انکار فرماتا ہے اور وہ قریش کے کفار ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کرکے منکر ہوے کیونکہ سب کافرون مین سے یہ فرقہ اول زیادہ سخت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نمونۂ قدرت حق تھے آنکھون دیکھا اور آپ کے کمال خلاق کو مع معجزات کے مشاہدہ کیا اور اعجاز قرآن کو بخوبی پہچانا تھا باوجود اسکے منکر ہوکر نفرت کی اور دائین بائین متفرق ہوئے اور انکاری خیالات مین فرقہ فرقہ جدا ہوگئے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فما لہم عن التذکرۃ معرضین کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ الآیہ۔ یعنے ان کافرون کو کیا ہوا ہے کہ یاد دلانے والی نصیحت (قرآن) سے منھ پھیرنے والے ہین گویا بدکے ہوئے گدھے ہین جو شیرون سے بھاگے ہین۔ ھ) اسیطرح یہان فرمایا۔ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ۔ پس کیا ہے ان لوگون کو جو کافر ہین تیری جانب تیزی سے بدکتے ہین **ف** یعنے اے محمد ان کافرون کو کیا ہوا ہے جو تیرے پاس ہین کہ تیزی کے ساتھ تجھسے نفرت کرکے بھاگتے ہین حسن بصری رح نے کہا کہ مہطعین یعنے سٹک کر چل دینے والے مترجم کہتا ہے کہ یہی تاویل اس مقام پر مفسرین کے مختلف تکلفات سے بہتر اور صاف ہے اور شیخ رح نے (قبلک) کے معنے (تیرے نزدیک) لیے اور ابوالسعود رح نے کہا کہ (قبلک) یعنے (حولک) (تیرے گرد) اور خطیب وغیرہ نے کہا کہ (قبلک مہطعین) یعنے اے رسول تیری جانب تیزی سے نگاہ کرنے والے ہین گردنین اُٹھاکر تجھے برابر دیکھتے اور تیری باتون سے (قرآن کی تلاوت سے) نہایت تعجب کرتے ہین جیسے کوئی موت کی طرف بلایا جاتا ہے (سراج) عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ۔ درحالیکہ متفرق ہین جانب راست و جانب چپ سے **ف** عزین جمع عزۃ ہے اور یہ مہطعین سے حال ہے یعنے تیزی کے ساتھ تیرے دائین و بائین جانب سے بھاگتے ہین درحالیکہ فرقہ فرقہ مختلف ہین جیسے امام احمد رح نے کہا کہ جو لوگ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہین وہ قرآن سے مخالفت کرنے مین متفق ہین لیکن مخالفت کے طریقے مین مختلف ہین اور قرآن سے مخالف ہین۔ ابن عباس نے کہا کہ قبلک مہطعین یعنے تیری جانب گردن اُٹھائے نگاہ کرتے اور دائین بائین متفرق بھاگتے ہین اور کہا کہ (عزین) لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے ہین اور دائین بائین تجھسے ٹھٹھول کرتے بھاگتے ہین ابن جریر

حسن بصری رح سے روایت کی یعنے متفرق ٹکڑے تیرے دائین بائین سے یہ کہتے ہوے بھاگتے ہین کہ یہ شخص کیا کہتا ہی - قتادہ رح نے کہا یعنے رسول اللہ صلعم
کے گرد متفرق ٹکڑے نہ انکو کتاب الٰہی مین رغبت ہی اور نہ اُسکے رسول کی مکرمت ہی - شیخ رح نے عزین کے معنے مین یہ حدیث ذکر کی کہ جابر بن سمرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ اصحاب متعدد حلقہ بنائے بیٹھے ہین تو فرمایا کہ یہ کیا ہی
کہ مین تمکو عزین دیکھتا ہون (رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن جریر) وقال ابن جریر حدثنا محمد بن بشار حدثنا مومل ثنا سفیان عن
عبدالملک بن عمیر عن ابی سلمة عن ابی ہریرة رض مثلہ الخ یعنے امام ابن جریر رح نے اس اسناد سے اس حدیث کو ابوہریرہ رض سے مرفوع روایت کیا ہی اور یہ اسناد
جید ہی لیکن صحاح ستہ مین اس طریق سے یہ حدیث نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید اسکی وجہ یہ ہی کہ شیخ رح نے مومل بن اسمعیل کو ثقہ لیا اور وہ بے شک
صدوق صالح ہین لیکن کہا گیا کہ کبھی کبھی وہم کرتے ہین اور غالبًا یہان بھی ائمہ کو شبہہ ہی کہ مومل رح نے وہم کرکے اسکو سفیان الثوری رح سے
عن عبدالملک الخ روایت کیا حالانکہ دیگر شیوخ نے اسکو سفیان الثوری عن الاعمش عن المسیب عن تمیم عن جابر بن سمرہ روایت کیا اور سفیان کے شاگرد
وغیرہ عیسیٰ ومحمد بن فضیل ووکیع ویحییٰ وابومعاویہ سب نے اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہی اور اسی سے ظاہر ہوتا ہی کہ مومل رح کو وہم ہوا ہی
اور بخاری وابوحاتم وابوزرعہ نے کہا ہی کہ ان سے چوک ہوجاتی ہی ولیکن امام ابن معین وابوداؤد نے انکو ثقہ کہا حق یہ ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ
نہین کہ سفیان رض اس حدیث کو دونون اسانید سے روایت کرتے ہون اور مومل رح کے صلاحیت وتقویٰ مین سب نے اتفاق کیا ہی اور شاید شیخ
ابن کثیر رح نے مومل رح کی متابعت پائی ہو واللہ تعالیٰ اعلم - رازی وخطیب وابوالسعود رح نے لکھا کہ مشرکین قریش متعدد حلقہ کرکے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ہوجاتے اور استہزا وٹھٹھول کرتے اور کہتے کہ اگر یہ لوگ جنت مین جاوینگے جنکو محمد کہتے ہین حالانکہ انہین سے اکثر لوگ
غلام وضعیف مفلس ہین تو ہم لوگ انسے پہلے جنت مین جاوینگے (یعنے ہم لوگ شریف ورئیس وکبیر معزز ہین ہم کو خدائے تعالیٰ بہت بزرگ
رکھتا ہی اسی وجہ سے ہمکو یہ عزت دی ہی) پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - **اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ** -
کیا طمع رکھتا ہی ہر ایک شخص ان مین سے یہ کہ جنت نعیم مین داخل ہو **ف** کیا ان کافر متکبرون مشرکون مین سے ہر ایک یہ طمع رکھتا ہی
کہ وہ جنت النعیم مین بے ایمان داخل ہو - **كَلَّا** - ہرگز نہین - **ف** یہ کلمہ جھڑکی کے واسطے ہی یہ ہرگز نہوگا کہ کوئی مشرک بے ایمان داخل
جنت ہوسکے - **اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ** - ہمنے انکو پیدا کیا ایسی چیز سے جسکو وہ جانتے ہین **ف** یعنے منی ضعیف سے پیدا
کیا ہی شیخ ابن کثیر رح کے نزدیک شاید مشرکون کا وہ مقولہ ثبوت نہین ہوا لہذا انھون نے اِس مقام کی تفسیر مین اسطرح لکھا کہ کیا یہ لوگ اِس
حالت کفر وشرک وفسق وفجور مین یہ طمع رکھتے ہین کہ جنت نعیم مین داخل ہونگے یہ ہرگز نہوگا بلکہ انکا ٹھکانا جہنم ہی پھر اللہ تعالیٰ نے
قیامت واقع ہونے پر دلالت فرمائی جہان کافرون پر عذاب ہوگا اور مومنون کو جنت نعیم کا ثواب ملیگا حالانکہ مشرکون نے اسکو بعید
جانکر اِس سے انکار کیا تھا اور دلالت کا طریقہ یہ کہ جو چیز ابتدا مین پیدا فرمائی اُسکو دوبارہ پیدا کرنا بہت آسان ہی اور ابتدائی پیدایش
کے وہ لوگ معترف ہین کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہی لہذا فرمایا - انا خلقنا ہم مما یعلمون - یعنے ہم نے انکو ضعیف منی سے پیدا کیا جسکو وہ
خود جانتے ہین کما قال تعالیٰ الم نخلقکم من ماء مہین - یعنے کیا ہمنے تمکو ضعیف پانی (نطفہ) سے نہین پیدا کیا ہی اور فرمایا انہ علی رجعہ لقادر الخ
الآیہ - یعنے اللہ تعالیٰ اسکو دوبارہ پیدا کرنے پر قطعًا ضرور قادر ہی - ھ - ابوالسعود رح وغیرہ نے لکھا کہ یہان دو قول ہین (ایک یہ) کہ قولہ (مما
جھڑکی کا سبب ہی یعنے ہمنے انکو جس واسطے پیدا کیا وہ جانتے ہین یعنے اسلیے پیدا کیا تھا کہ اپنے نفس کو ایمان وطاعت سے مکمل کرین حالانکہ
انھون نے بجائے تکمیل کے انکار وکفر وفسق وفجور سے اپنے آپ کو خوار کیا ہی تب کہان سے جنت مین داخل ہونے کی امید کرتے ہین
و مترجم کہتا ہی کہ وہ لوگ تو آخرت ہی سے منکر تھے پھر کیونکر کہا جاتا ہی کہ وہ لوگ اپنی پیدایش کو جنت کے لائق تکمیل کے واسطے جانتے تھے
واللہ اعلم) اور (قول دوم) یہ کہ مشرکین جانتے ہین کہ ہمنے انکو گندہ نطفہ سے پیدا کیا ہی (اقول گندہ ہونا باجتہاد حنفیہ وغیرہ ہی اور بعضے

محدثین وغیرہ کے نزدیک تمہارا نطفہ ضعیف کہنا چاہیے) تو مشرکون کو یہ تکبر کہان سے سمایا کہ اپنے آپ کو شریف قرار دین اور اصحاب رسول اللہ
اپنے آپ کو مقدم سمجھین اور کہین کہ اگر جنت کوئی چیز ہی اور دوبارہ زندگی ہوگی تو بھی ہم ہی مقدم جنت مین داخل ہونگے مترجم کہتا ہی کہ اس
وقت ان جاہلون سے یہ کہا جایگا کہ آؤ او جاہلو تم جہالت کی وجہ سے قابل تقدم ہو نعوذ باللہ من حماقتہم امام رازی رح نے اس مقام پر لکھا کہ قولہ تعالیٰ
انا خلقناہم مما یعلمون - یہان دو مسئلہ ہین مسئلہ اول یہ کہ اس آیت سے مقصود یہ کہ مشرکون کو دلیل دیجاوے کہ قیامت و بعث و نشر صحیح ہے گویا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب مجھے قدرت ہی کہ مین نے تمکو مردہ نطفۂ ضعیف سے زندہ قوی کر دیا تو تمکو یقین کرنا واجب ہی کہ مین جب چاہون تمکو دوبارہ
اعادہ کرون مسئلہ دوم اس آیت کا تعلق اپنے ماقبل کے ساتھ کئی وجہ سے بیان کیا گیا ہی وجہ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنپر آخرت و قیامت
مین زندہ کیے جانے کی صحت پر دلیل قائم کی تو معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ بعث و حشر و آخرت سے منکر تھے تو گویا اُن سے کہا گیا کہ کلا - انا خلقناکم الخ یعنے
یہ ہرگز نہوگا تم لوگ تو بعث و حشر سے منکر ہو پھر کہان سے طمع کرتے ہو کہ جنت مین داخل کیے جاؤگے وجہ دوم مشرکین اپنی جہالت کے تکبر مین مومنون کو
حقیر سمجھتے تھے تو کہا گیا کہ یہ مشرکین خود جانتے ہین کہ ہمنے انکو ضعیف نطفہ سے پیدا کیا پھر کیونکر اپنے آپ کو بھول کر دوسرون کو حقیر سمجھتے ہین وجہ سوم
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکو تنبیہ کی کہ وہ لوگ ایسی گندی چیز سے پیدا ہوے ہین جس سے گھناتے ہین تو جب تک ایمان و معرفت سے پاکیزہ نہون
تب تک کیونکر ہوسکتا ہی کہ خالق علیم حکیم انکو نورانی جنت مین داخل فرماوے - فَلَآ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ اِنَّا
لَقٰدِرُوۡنَ عَلٰٓى اَنۡ نُّبَدِّلَ خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ ۙ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ - کچھ نہین مین قسم کھاتا ہون مشارق و
مغارب کے پروردگار کی کہ ہم کو خوب قدرت ہی کہ ہم انکے بدلے انسے بہتر لاوین اور ہم مسبوق نہین ہین ف کسی طرح عاجز نہین ہین مشارق
جمع مشرق جہان سے سورج یا چاند یا ستارہ طلوع ہو شیخ ابن کثیر رح نے جمع کے لحاظ سے یہان ستارون کے طلوع ہونے و غروب ہونے کے
مشارق و مغارب قرار دیے اور لکھا کہ رب عزوجل نے آسمان و زمین و ستارے پیدا کیے اور ستارے کیواسطے مشرق و مغرب بنایا پس ستارے اپنے اپنے
مشرق سے طلوع کرتے یعنے ہمپر ظاہر ہوتے ہین اور مغارب مین جُدا جُدا غروب ہوتے یعنے ہمسے چھپ جاتے ہین اور آیت کے یہ معنے ہین کہ (فلا) ایسا
نہین ہی جیسا کفار گمان کرتے ہین کہ آخرت نہین ہی اور نہ حساب نہ کتاب نہ بعث نہ حشر یہ گمان غلط ہی بلکہ یہ سب بالضرور واقع ہونیوالا ہی اور یہ
رب عزوجل کے قبضۂ قدرت مین ہی تو کافرون کو غیر ممکن سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہی جبکہ انھون نے اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ مشاہدہ کرلی کہ اسنے
یہ بلند آسمان و زمین پیدا کیے اور اسمین کواکب مسخر فرمائے جو اپنے مشارق سے ظاہر ہوتے اور مغارب مین ڈوبتے ہین اور درمیان مین
ہزارہا قسم کے حیوانات و نباتات و جمادات بنائے ہین تو بھلا ان کافرون منکرون کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہی لہذا فرمایا لخلق السموٰت والارض
اکبر من الخ یعنے البتہ آسمانون و زمین کو پیدا کرنا آدمیون کے پیدا کرنے سے بڑھکر ہی - ھ - اور قولہ تعالیٰ اولم یروا ان اللہ الذی خلق الآیہ یعنے
کیا ان کافرون نے دیکھا نہین کہ اللہ تعالیٰ وہ پاک عزوجل ہی جسنے آسمانون و زمین کو پیدا کیا اور کچھ تکان نہ ہوا تو وہ ضرور قادر ہی کہ مردہ زندہ
کرے الخ - ھ - پس یہان فرمایا فلا اقسم برب المشارق الخ کچھ نہین مین قسم کھاتا ہون رب المشارق والمغارب کی یعنے خود اپنی ذات وحدہٗ لاشریک
کی قسم کھائی کہ ہم قادر ہین کہ ان سے بہتر بدل لاوین یعنے قیامت کے روز ان کو ان اجسام سے بہتر بدنون مین اعادہ کرین اور ہم کسی بات مین
عاجز نہین ہین جیسے قولہ تعالیٰ نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین الخ - ہم نے تمھارے درمیان موت مقدر فرمائی اور ہم اس امر سے عاجز نہین
ہین کہ تمھارے مثل بدل لاوین اور تمکو ایسی صورت مین پیدا کرین کہ جسکو تم جانتے نہین ہو - ھ - یعنے یہ آیت صریح دلالت کرتی ہی کہ تبدیل سے
مراد یہ ہی کہ قیامت مین دوسرے اجسام و ابدان مین انکو بدلدیا جاوے جو انھین ابدان کے مثل ہونگے اور امام ابن جریر رح کے نزدیک لسندیدہ
تفسیر یہ ہی کہ دنیا مین ان مشرکون سے بہتر مطیع امت تبدیل کیجاوے جیسے قولہ تعالیٰ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم الآیہ یعنے اگر یہ کفار پیٹھ
پھیرنے پر اصرار کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکے عوض مین دوسری قوم بدل دیگا پھر وہ لوگ ان کفار کے مثل نافرمان نہین ہونگے - ھ - چنانچہ ابن

Marfat.com

وغیرہ انکے عوض مین نہایت مطیع جان نثار دیے گئے لیکن جو تفسیر ہم نے اول بیان کی یعنے قیامت مین ان ابدان کے بدلے ان کے مثل بدان بدلدینا مقصود ہی یہی تفسیر زیادہ واضح ہی اور آیات وغیرہ اسی پر دلالت کرتی ہین واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (تفسیر الامام ابن کثیرؒ) خطیبؒ نے لکھا کہ اول مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا خلقنا ہم مما یعلمون - یعنے ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے تمکو نطفہ و علقہ و مضغہ وغیرہ سے دیگر انسانون کی طرح پیدا کیا ہی پس تمکو دوسرون پر کوئی شرف نہین ہی جسکی وجہ سے تم اپنے آپ کو سب سے زیادہ جنت کا مستحق جانو - ہان اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت و ایمان و عمل صالح کی وجہ سے طمع کرو تو البتہ ایک راہ ہی قتادہؒ نے کہا کہ ای آدمی زادہ تو گندگی سے پیدا ہوا ہی خدا سے ڈر اور تکبر مت کر مطرف بن عبداللہ بن الشخیرؒ نے مہلب بن ابی صفرہ کو دیکھا کہ خز کے لباس مین اکڑتا چلتا ہی (یہ مشہور امیر تھا لیکن اچھا آدمی تھا یہ حرکت اتفاقی تھی) مطرفؒ نے دیکھ کر فرمایا کہ اے بندۂ خدا یہ چال کیون چلتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہین ہی - مہلبؒ نے کہا کہ آپ مجھے پہچانتے ہین کہ مین کون ہون - مطرفؒ نے فرمایا کہ ہان مین تجھے پہچانتا ہون کہ اول تو گندہ نطفہ تھا اور آخر مردار گندہ ہوگا اور اسکے بیچ مین تو گندگی لادے پھرا کرتا ہی مہلبؒ نے سر جھکا لیا اور چال چھوڑ دی شیخ ابن العربیؒ نے فتوحات مین کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیون کو چار طریقے سے پیدا کیا اول بغیر مان و باپ کے اور وہ آدم علیہ السلام ہین دوم فقط مرد سے پیدا کیا اور وہ حوا رضی اللہ عنہا ہین اور سوم فقط عورت سے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام ہین چہارم مرد و عورت سے اور یہ باقی انبیاء و اولیاء و لوگ ہین - پھر اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا - انا لقادرون علی ان نبدل خیرا منہم الآیہ یعنے واللہ ہمکو کامل قدرت ہے کہ ان سے بہتر تبدیل فرما دین - ھ - اور اس تبدیل مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ پیدایش مین تبدیل ہو اور دوم یہ کہ وصف مین تحویل ہو اور قسم ثانی کی یہ صورت ہی کہ دنیا مین انکو غلبہ و قوت و شوکت و حشمت اور جاہ و منزلت زیادہ حاصل ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری مین ایک دل ہون اور دل و جان سے توقیر و تعظیم کرین الغرض ان مشرکین سے برعکس ہر بات مین اچھے ہون اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ انکے عوض مین مہاجرین و انصار کو بدل دیا جنکے یہی صفات تھے اور انھون نے جہاد کر کے خزائن کسریٰ و قیصر کو راہ الٰہی مین خیرات کیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھین ٹھنڈی ہوئین اور انھون نے آپ پر خدا کی راہ مین جان و مال و اولاد قربان کیے مترجم کہتا ہی کہ خطیب کی یہی عبارت فتح البیان مین منقول ہی اور رازیؒ نے لکھا کہ علماء نے اس مین کلام کیا کہ کیا اس طرح تبدیل کرنا واقع ہوا یا نہین ہوا پس بعض نے کہا کہ ہان واقع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین قریش کے عوض مین مہاجرین و انصار بدل دیے جنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت مین جو کچھ جان نثاری کی وہ مشہور و معروف ہی اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ یہ تبدیل اس طرح واقع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہی مین سے بعض کو ایمان دیا تو ان کا کفر بدل کر ایمان ہوگیا اور بعض نے اسکو رد کر دیا اس طرح کہ ان کا فرون مشرکون مین سے اکثر اسی کفر و جہالت پر مرے اور تبدیل تو جب ہوتی کہ یہ سب مرجاتے اسلیے کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ انکو ہلاک کر کے ان کے عوض مین بہتر بدل دیے جاوین بلکہ تبدیلی واقع نہین ہوئی صرف اس سے دھمکی دی گئی تھی تاکہ ایمان لاوین مترجم کہتا ہی کہ صحیح تفسیر تو وہ ہی جو امام ابن کثیرؒ نے اختیار کی یعنے اللہ تعالیٰ کو کامل قدرت ہی کہ ان کو بعد مرنے کے دوسرے اجسام مین اُٹھاوے جو ان سڑے ہوئے اجسام سے بہتر ہونگے اور یہ قیامت کے روز ہوگا اور اگر دنیا مین تبدیلی مراد لیجاوے تو ضرور یہ کہنا لازم ہی کہ یا تو مہاجرین و انصار بجائے ان کے بدل دیے گئے اور یا یہ تبدیلی واقع نہین ہوئی کیونکہ ان کی ذات مین ہلاکت نہین دی گئی بدلیل اس کے کہ آگے صریح مذکور ہی قولہ تعالیٰ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ - اب ان کو چھوڑ دے کہ خوض کرین اور کھیلین یہان تک کہ اپنے اُس دن سے ملین جسکا وعدہ دیے جاتے ہین ف یعنے اے رسول اللہ تو تحمل کر اور ان کو چھوڑ دے کہ اپنے کفر و عناد اور جھٹلانے مین اپنی خیالی باتین لڑا وین اور حق باتون سے مضحکہ کرین یہان تک کہ وہ دن انکے سامنے آجاوے جسکو آج مضحکہ سمجھتے ہین یہ صریح ہی کہ یہ نہین کہا گیا کہ تمکو مار کر بجائے تمھارے دوسرے بدل دیے جاوینگے بلکہ یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہی لیکن انکو اسی بدحالی مین چھوڑ دے اور

Marfat.com

امام ابن کثیرؒ کی تفسیر کے موافق یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالیٰ کو پوری قدرت ہی کہ انکو بہتر اجسام مین بدل دے تو ایسا ... کفروانکار مین چھوڑ دے یہانتک کہ وعدہ کا دن آوے تو یہ لوگ دوسرے اجسام مین اُٹھائے جاوینگے اُس دن خوب جان لینگے کہ کس ... ابرباد تھے **يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا** جسدن نکلین گے اپنی قبرون سے تیزی کے ساتھ یعنے ... کا وہ دن ہوگا کہ جس دن اپنے مرقد سے جلدی کے ساتھ گروہ گروہ نکلین گے **كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ** گویا کسی نشان کی طرف دوڑے جاتے ہین ابن عباس وغیرہ نے کہا یعنے علم ابوالعالیہ وغیرہ نے کہا کہ گویا دعاب کی طرف دوڑتے ہین یہ دونون تفسیرین نصب بفتح النون وسکون الصاد المہملہ کی قرارت پر ہین اور یہی جمہور کی قرارت ہی اور نصب قائم کرنا اور مراد منصوب ہے مترجم کہتا ہی کہ جو چیز منصوب کی گئی اسکی طرف دوڑتے ہین اور عرب کا دستور تھا کہ جب سردار کوئی نشان بلند کرتا تو جلدی کے ساتھ اسکی طرف دوڑتے تھے اور یہی قول اول ہی اور جب آپس مین دوڑ ہوتی تو ایک چیز کسی انتہا پر نصب کرتے اور دوڑتے اس طرح کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتا کہ کون آگے نکل جاوے اور یہی دوسری تفسیر ہی یہ دونون قول اس بنیاد پر کہ نصب بالفتح وسکون ہو اور حسن بصریؒ نے نُصُب بضمتین پڑھا اور وہ بت ہین لہذا کہا گیا کہ جب بت ظاہر ہوتا تو لوگ دوڑتے کہ سب سے پہلے کون شخص بوسہ دے پس معنی یہ کہ قیامت کے موقف کی طرف جانے مین اس طرح جلدی کرینگے جیسے بت کی طرف جلد دوڑتے تھے اور یہ بھی مجاہد ویحیی بن ابی کثیر اور مسلم البطین وقتادہ وضحاک وربیع بن انس وابوصالح وعاصم بن ابی النجود وابن زید وغیرہم سے مروی ہی ابن کثیر خطیبؒ نے لکھا کہ منصوب بھی بت ہی تو اول قرارت پر بھی یہی معنے ہوے اور امام رازی نے کہا کہ نصب مین تین قرارات ہین (اول) قرارت جمہور بالفتح والسکون اور معنے یہ کہ موقف حشر کی طرف ایسے دوڑین گے جیسے جھنڈے ونشان کی طرف دوڑتے ہین کہ ہر ایک دوسرے پر سبقت چاہتا ہے (دوم) قرارت بالضم والسکون اور اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ بمعنے قرارت اول ہو اور دوم یہ کہ جمع نصب ہو جیسے سقف کی جگہ سُقف ہے (سوم) قرارت بضم نون وصاد یعنے دونون کو ضمہ ہی اور اسمین بھی دو وجہین ہین ایک یہ کہ نصب کی جمع ہو جیسے اَسَد واُسُد دونون اَسَد کی جمع ہین دوم یہ کہ نصب سے مراد انصاب ہو یعنے وہ چیزین جو سوائے اللہ تعالیٰ کے عبادت کے لیے کھڑی کی گئین مانند قولہ تعالیٰ ما ذبح علی النصب یعنے جو جانور کہ نصب پر ذبح کیا گیا وہ حرام مردار ہی۔ ھ۔ **خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ**۔ درحالیکہ گڑگڑائی ہونگی ان کی آنکھین اُن پر ذلت چھائی ہوگی یہی وہ دن ہی جس سے ڈرنے کا وعدہ دیے جاتے تھے ف مترجم کہتا ہی کہ کفار اُس دن موقف کی طرف دوڑین گے اور یہ وہم نہو کہ اس دن تو ہولناک منظر سے ان کی آنکھین تیھرائی ہونگی یہ حالت پیچھے ہوگی اور ابتدا مین آپس مین جان پہچان اور سوال جواب ہوگا کہ ہم یہان کتنی دیر رہے تھے پھر جب ان لوگون کے خوار کرنے کو یہ سب کائنات خراب فرمائی جاویگی تو اُس وقت ہولناک منظر ہوگا اور کفار خود اقرار کرین گے کہ ہاے وہ دن پیش آیا جس سے ہم ڈرائے جاتے تھے اعاذنا اللہ تعالیٰ من عذاب القبر وعذاب الحشر وعذاب النار ولہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ

سورۃ نوح مکیۃ وھی ثمان وعشرون آیۃ

امام رازیؒ نے لکھا کہ اٹھائیس ۲۸ آیات ہین اور فتح البیان مین لکھا کہ انتیس یا اٹھائیس ہین اور خطیبؒ نے لکھا کہ ستائیس آیات ہین اور دو سو چوبیس کلمات ہین اور نوسو انتیس ۹۲۹ حروف ہین واللہ تعالیٰ اعلم اور ابن الزبیرؓ سے روایت ہی کہ یہ سورہ مکہ مین نازل ہوا ہی اہل تفسیر مین سے کسی نے اختلاف نہین کیا کہ یہ سورہ مکیہ ہی واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ

ہمنے بھیجا نوحؑ کو اُسکی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ پہونچے اُنپر دکھ والی آفت بولا

يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن

اے قوم میری میں تمکو کہہ سناتا ہون کھولکر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اُس سے ڈرو اور میرا کہا مانو کہ بخشے تمکو کچھ

ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تمکو ایک ٹھہرے وعدے تک وہ جو وعدہ رکھا اللہ نے جب آپہونچے اُسکو ڈھیل نہو گی اگر تمکو سمجھ ہے

اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہی کہ اُسنے نوح علیہ السلام اپنے بندۂ رسول کو اسکی قوم مشرک کی طرف بھیجا اور صریح انذار فرمایا اور آخر اُس قوم ناپاک نے نہ مانا اور اپنی بدکرداری کا وبال اُٹھایا - کہا گیا کہ زبان سُریانی مین نوحؑ کے معنے ساکن ہی چونکہ حلیم و ساکن تھے لہذا یہ نام ہوا اور وہ نوح بن لامک بن متوشلح بن اخنوخ بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام ہیں اور عمر مین سب نبیا سے زیادہ ہوے ہین اور اول پیغمبر ہین جنھون نے اپنی قوم کو شرک سے ڈرایا اور انھین کے زمانے سے شرک پھیلا تھا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و توحید سے لوگون نے مُنھ موڑا تھا فقال تعالیٰ إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - ہمنے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراوے اس سے پہلے کہ اُنپر عذاب الیم آوے **ف** خطیبؒ نے لکھا کہ نوحؑ جب چالیس برس کے ہوے تو اُنکو نبوت عطا ہوئی ... منقول ہی اور بعض نے کہا کہ پچاس برس کے تھے اور عبداللہ بن شداد سے روایت ہی کہ تین سو پچاس ۳۵۰ برس کے تھے اور لکھا کہ نوح بن لامک بن اخنوخ بن برد بن مہلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام ہین اور وہب بن منبہ نے کہا کہ یہ سب مومن ... مترجم کہتا ہی کہ سابق مین گزرا ہی کہ حضرت آدمؑ کے بعد دس پشت تک اسلام رہا پھر شرک شروع ہوا ہی بعض نے اسکی صورت ... حضرت آدمؑ کے بعد جب لوگون کی کثرت ہوئی اور روے زمین پر پھیلے تو دنیاوی خیالات بڑھے اور لوگون مین عبادت کرنے ... تو اپنے سابقین کے نام مسجد مین لکھے کہ جب لوگ اُنکو دیکھتے تو شرمندہ ہوکر انکا زہد و تقویٰ یاد کر کے عبادت مین مصروف ہوتے ... عابدون کی صورت بناکر سامنے رکھی اور اس زمانے مین تصویر منع نہ تھی - اتفاقاً تصویر سے کسی بچہ نے بے ادبی کی اور ... وسوسہ ڈالا اور عورتون کو خواب دکھلایا کہ اس بے ادبی کی سزا ہی اور رفتہ رفتہ جس قدر دنیاوی خیالات سمائے اُسی قدر ان ... نفع و ضرر کا اعتقاد جم گیا واللہ تعالیٰ اعلم - بعض نے لکھا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ السلام اول رسول ہین کہ انکے واسطے شرائع ... خطیبؒ نے کہا کہ نوح علیہ السلام جمیع اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اسیوجہ سے جب انھون نے ... کیا تو سب زمین والے غرق کر دیے گئے مترجم کہتا ہی کہ آیت مین صریح یہ مذکور ہی انا ارسلنا نوحا الی قومه یعنے نوح علیہ السلام فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور اگر یہ کہا جاوے کہ انھین کی قوم تمام زمین پر پھیلی ہوئی تھی تو یہ بعید بلکہ باطل ہی اور (الی قومه) کا کچھ فائدہ ظاہر نہو گا اور اگر اولاد آدم کی وجہ ... تو لازم آوے کہ ہر پیغمبر تمام جہان کے واسطے تھا اور اہل چین وغیرہ طوفان سے منکر ہین اور جسنے تمام زمین غرق ہوجانے کا دعویٰ ... ظاہر آیت سے کہتا ہی کہ (رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا الآیہ) یعنے حضرت نوحؑ کی دعا تھی کہ زمین پر کوئی کافر چھوڑا جاوے ... سے انکی زمین معہود مراد ہوسکتی ہی اور یہی تاویل اس وجہ سے متعین ہو کہ (الی قومه) صحیح ہی یعنے جب فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے ... اپنی قوم کی زمین پر کافر باقی نہ رہنے کی دعا کی بالجملہ حدیث صحیح مشہور مین بھی تصریح ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنے ...

Marfat.com

بیان فرمائے ہین ازانجملہ یہ ہی کہ پیغمبر فقط اپنی خاص قوم پر بھیجا جاتا تھا اور مین تمام اسود اور احمر کی طرف عام بھیجا گیا ہون پس اگر نوح بھی عام
خصوصیت نہوتی اور یہی نکتہ ہی کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر عذاب استیصال نہین رہا اسلیے کہ اگر یہ عذاب آوے تو تمام
ارت ہو اور یہ قیامت ہی اسیواسطے آپ آخری پیغمبر بھیجے گئے کہ آپ کے بعد قیامت ہی فافہم (سوال عربیہ) قولہ ان انذر قومک۔ کیونکر
متعلق ہی (جواب) خطیب رحمہ لکھا کہ (ان) اگر مفسرہ ہی یعنے جس انذار کے واسطے بھیجا تھا اُسکی تفسیر کرتا ہی تو اسکے واسطے اعراب کا محل نہین
ہی اسواسطے کہ ارسال مین خود امر کے معنے ہین پھر کوئی لفظ مقدر کرنیکی ضرورت نہین ہی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ مصدریہ ہو زمخشری رح نے کہا
کہ آیت کے یہ معنی ہین کہ ہم نے نوح ؑ کو بھیجا باین طور کہ اُس سے فرمایا کہ اپنی قوم کو انذار کر زمخشری رح نے (قلنا) مقدر کیا کیونکہ بدون اس کے ربط
نہین رہتا ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر بمعنے منذر لیا جاوے تو ربط باقی رہتا ہی اور قرطبی رح نے بار جارہ مقدر کی ای بان انذر امام رازی رح نے کہا کہ
اصل یہی ہی بان انذر قومک اور معنے یہ ہین کہ ہم نے نوح ؑ کو بھیجا اُسکی قوم کی جانب باین طور کہ اُس سے فرمایا کہ اپنی قوم کو ڈرسناوے قبل اسکے
کہ اُنپر عذاب الیم آوے مترجم کہتا ہی کہ شاید نوح علیہ السلام نے اسی سے یہ بات جان لی تھی کہ اس قوم پر دنیا ہی مین عذاب آویگا چنانچہ
اس حکم کی تعمیل کی۔ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اور کہا کہ ای قوم مین تمھارے واسطے صاف صاف ڈرسنانیوالا ہون
ف یعنے اگر راستی پر نہ آؤگے تو اپنے ہاتھون عذاب اُٹھاؤگے راستی کو بیان فرمایا۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ۔
یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے تقویٰ رکھو اور میری اطاعت کرو ف اطیعونی سے یار حذف کی گئی اور نون کا زیر باقی
رکھا گیا تاکہ اُسپر دلالت کرے اور اپنی اطاعت کا حکم اسواسطے فرمایا کہ اُنکی عقلین اپنے معبود عزوجل کی صفات کو نہین پہچان سکتی ہین اور
دنیا اور دین کا تعلق نہین جان سکتی ہین پس اُن کو لازم ہی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا رسول فرماوے اُسی پر قائم رہین اور اپنی عقلون کو
دخل نہ دین کیونکہ عقل اگر مستقل ہوتی تو رسول بکرم بھیجنے کی دنیا مین حاجت نہوتی پس اتباع لازم ہی جیسے اس امت کے واسطے فرمایا
ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ یعنے جو کچھ تمکو تمھارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے (حکم کرے) اُسکو لے لو (یعنی عمل کرو) اور جس سے
منع کرے اُس سے باز رہو چنانچہ سورہ حشر مین اسکا بیان ہوچکا ہی اور عبادت الٰہی کا حکم دیا یعنے ہر کام مین اپنے رب عزوجل کو اللہ وحدہٗ
لاشریک مانو اور تقویٰ کا حکم دیا یعنے جن چیزون کو اُسنے حرام کیا ہی اور گناہ قرار دیا ہی اُن سے باز رہو پس پہلے اُن کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا حکم
دیا یعنے جن چیزون پر عمل کرنا چاہیے اُن کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عمل مین لاؤ اور تقویٰ کا حکم دیا یعنے منہیات سے بچو لیکن اُن دونون کے
معلوم کرنے کے واسطے اور عمل کا طریقہ جاننے کے واسطے یہ حکم دیا کہ میری اطاعت کرو پھر اسکا نتیجہ تبلایا کہ اگر ایسا کروگے تو۔ يَغْفِرْ لَكُمْ
مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ تو وہ بخشیگا تمکو تمھارے گناہون سے اور تاخیر دیگا تمکو میعاد مقرر تک ف
یہ صیغہ امر کا جواب ہی یعنے عبادت و تقویٰ و اطاعت کرو تو یہ منفعت حاصل ہوگی کہ اول تو خدائے تعالیٰ تمھارے گناہون سے بخشیگا
یعنے تمھارے کل گناہون مین سے ہر ایک گناہ بخش دیگا اسیواسطے (من) فرمایا اور بعض نے کہا کہ یہ زائدہ ہی یعنے تمھارے مجموعی گناہ بخشیگا
لیکن مترجم کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہین ہوا کہ جسکے مجموعی گناہ بخشے جانیکا وعدہ دیدیا گیا ہو حاصل
یہ کہ دو باتون مین سے ایک بات یہ فرمائی کہ آخرت کا ضرر تم سے دور کیا جائیگا باین طور کہ گناہون کی مغفرت کی جائے دوسرا وعدہ یہ کہ دنیا
کا ضرر دور کیا جائیگا باین طور کہ تمھارے واسطے جو اجل مقرر ہی اُس میعاد تک تاخیر دیجائیگی اور قولہ (مسمی) اسواسطے زیادہ فرمایا تاکہ معلوم
ہو کہ ہر ایک کی اجل اللہ تعالیٰ کے یہان معلوم و مقرر ہی جو ہر ایک کے ایجاد سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم مین مقدر ہوچکی ہی پس علم الٰہی و قدرت
حق سب کو محیط ہی اسمین کچھ کمی و بیشی نہین ہوسکتی ہی تاکہ امت کے لوگ یہ بات جان لین کہ رسولون کا بھیجنا فقط اس واسطے ہوتا ہی
کہ وہ جو کچھ ازل مین مقدر ہوا ہی وہ ظاہر ہوجاوے اور اسواسطے نہین ہوتا ہی کہ تقدیر بدل دیجاوے اسیواسطے خود تصریح فرمائی

Marfat.com

إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - بیشک اللہ تعالیٰ کی میعاد جب آجاتی ہی تو تاخیر نہین دیتی کاش
تم جانتے ہوتے ف یعنے اگرتم کو یہ علم اسطرح سے حاصل ہوتا کہ اسکا اثر تمھارے دلون مین ہوتا تو تم جانتے کہ جب موت آتی ہی تو تاخیر نہین
ہوتی ہی اور اُسکو اجل الٰہی اسواسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اسکو اپنے علم سے مقدر فرمایا ہی جیسے روح اللہ یعنے اللہ تعالیٰ ہی نے اس روح کو خاص
طریقے سے پیدا کیا ہی رازی وخطیب وغیرہ نے لکھا کہ اسمین دلالت ہی کہ قوم اسطرح دنیا کی محبت مین ڈوبی ہوئی تھی گویا اُن کو موت مین شک تھا
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ یغفر لکم من ذنوبکم - یعنے اگر تمنے میرے کہنے کے موافق کیا اور میرے رسول ہونے کو مانا تو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخشیگا
بعض نے کہا کہ یہ (من) زائدہ ہی لیکن یہ قول ضعیف ہی اسلیے کہ جملہ اثبات مین (من) زائدہ بہت کم آتا ہی چنانچہ عرب کا یہ مقولہ ہی (قد کان من مطر)
بارش ہوئی تھی - ھ - یہ قلیل آتا ہی اور بعض نے کہا کہ (من) بمعنے (عن) ہی یعنے یغفر لکم ذنوبکم - ای یصفح عن ذنوبکم - یعنے تمھارے گناہون سے
چشم پوشی کریگا - ھ - اور اسی کو امام ابن جریر رح نے پسند فرمایا ہے اور بعض نے کہا کہ (من) تبعیضیہ ہی یعنے بعض گناہ تمھارے بخشیگا
بعض وہ کبیرہ گناہ ہین کہ جب وہ بخشدیے جاوین تو عذاب سے امن ہوجاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ حق میرے نزدیک یہی قول ہی کہ بعض گناہونکی مغفرت کا
وعدہ دیا تھا کیونکہ اول تو اسلام کے بعد جو گناہ ایسے ہون کہ جنمین بندون کے حق متعلق ہین اور لوگون کے مظلمہ مین وہ معاف نہین ہوجاتے ہین
اور دوم یہ بات قطعی معلوم ہی کہ دنیا مین کوئی پیغمبر ایسا نہین گزرا جسکی نسبت یہ آیت مین منصوص ہو کہ یعنے تمھارے سب گناہ اول و آخر معاف کیے تو
امت کا کیا ذکر ہی سواے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کہ یہ بات خاصۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نص ہی کہ آپ کے حق مین رب جل شانہ نے
کسی قسم کا گناہ نہین رکھا ہی پس نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو صرف یہ وعدہ دیا کہ اگر تم اسلام لاؤ گے تو اسلام سے سب گذشتہ گناہ معاف ہوجاتے
ہین تمھارے گناہون سے بھی بخشے جاوینگے اور چونکہ قوم جاہل کو ترغیب دینی منظور تھی لہذا ایسے پیرایہ سے بیان فرمایا کہ انکی رغبت مین فتور نہو حتی
کہ انکو زندگی کے نوید سنائی کہ یؤخرکم الی اجل مسمی اللہ تعالیٰ تم کو اجل مقرری تک تاخیر فرماویگا - یہ کلام حق ایسے پیرایہ مین ادا فرمایا کہ دنیا دی
حریص اس سے اپنی عمر کی زیادتی کے شوق مین آجاوے حتی کہ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس آیت سے بعضے علماء رح نے استدلال کیا کہ نیکیون کے
عمل مین لانے سے حقیقت مین عمر بڑھ جاتی ہی چنانچہ حدیث مین بھی آیا ہی کہ قرابت والون کے ساتھ سلوک کرنے سے عمر بڑھتی ہی امام ابن کثیر رح نے
اسمین کچھ کلام نہین کیا گو یا ظاہر احادیث وآیت کا ادب کیا اور مسئلہ مین سکوت کیا کیونکہ شاید یہان امر الٰہی عزوجل کچھ ایسی شان سے ہوکہ ہماری
عقلین وہان کام نہ کرتی ہون کیونکہ اس مسئلہ کا آخری مرجع تقدیر کی طرف آتا ہی اور تقدیر کا بھید ایک صفت الٰہیہ ہی جسکے کُنہ معرفت مین کلام کرنا السر
حمق ہی جیسے حسن وقبح مین اصولی بحث آخر صفت قدس مین کلام ہی بقول مولانا بحر العلوم لکھنوی کے انمین سے بہت لوگ جادۂ عدل سے
بھٹک گئے اور بہتون کو گمراہ کیا امام المتکلمین نے تفسیر کبیر مین لکھا کہ اگر یہان یہ سوال کیا جاوے کہ ایک طرف تو اُن لوگون کو اجل مسمی تک تاخیر کا
وعدہ دیا اور دوسری طرف مصرح فرمایا کہ اجل الٰہی جب آجاتی ہی تو تاخیر نہین دیتی ہی اور یہ صریح تناقض معلوم ہوتا ہی (جواب) یہ ہی کہ ہرگز نہین بلکہ
اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کے حق مین یہ مقدر فرمایا کہ اگر وہ لوگ اسلام لاوین تو مثلاً ان کی عمر ایک ہزار دو سو برس ہو اور اگر اسلام نہ لاوین تو پچاس کم
ایک ہزار برس دعوت نوح ع کے بعد انکو ہلاک کیا جاوے پس ان کو اول آگاہ کیا کہ ایمان لاؤ تو تمھاری عمر طبعی مین بارہ سو برس تک تاخیر دیجاوے
پھر آگاہ فرمایا کہ جب یہ عمر دراز بھی پوری ہوئی تو موت ضروری ہی - ھ - ابن کثیر رح نے لکھا کہ آخر مین انکو آگاہ فرمایا کہ اجل آجانے پر تاخیر نہین
ہوتی یعنے اسلام لانے اور نیکیان کرنے مین تاخیر نہ کرو کہ اجل آنے پر مہلت نہ پاؤگے اور مترجم کہتا ہی کہ قیامت وقت موعود ہی جب جنتی
ملک جنت مین اور دوزخی ملک جہنم مین بسائے جاوینگے اور درمیان مین ایک مدت تک برزخ ہی جسکی پوری کیفیت سواے علم الٰہی کے معلوم
نہین ہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت تفصیلی نہین فرمائی ہی غیر ازینکہ اصل مقصود بتلا دیا کہ جس حالت پر موت آئی اُسی حالت پر
اٹھایا جاوے گا تو دنیا وی زندگی مین کمی بیشی اس برزخ کے حساب مین ہی اور ہر شخص اپنا رزق وعمل وغیرہ پورا کرلیتا ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

اور گویا نوح علیہ السلام نے اس قوم جاہل کو بمنزلہ صریح کے آگاہ کر دیا کہ اگر اسلام نہ لاؤ گے تو طبعی موت سے پہلے عذاب الیم سے ہلاک کیے جاؤ گے
اور تاخیر تمہین دیجاویگی اور عمر مقدر در حقیقت اس قوم کیواسطے یہی تھی جب ہلاک کیے گئے واللہ اعلم

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۙ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا
بولا اے رب مین بلاتا رہا اپنی قوم کو رات اور دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور مین نے جس بار

دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا
انکو بلایا تا انکو معاف کرے ڈالنے لگے اپنی انگلیان کانون مین اور اوپر لپیٹے اپنے کپڑے اور ضد کی

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ
اور غرور کیا بڑا غرور پھر مین نے انکو بلایا او جاگر پھر مین نے انکو کھول کر کہا اور چھپکر کہا

لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
چپکے سے تو مین نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کی تم پر

مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝
دھارین اور بڑھتی دے تمکو مال اور بیٹون سے اور بنادے تمکو باغ اور بنادے تمکو نہرین

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ
کیا ہوا ہے تمکو کیون نہین امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی اور اُسی نے تمکو بنایا طرح طرح سے کیا تمنے نہین دیکھا کیسے بنائے اللہ نے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ
سات آسمان تہ برتہ اور رکھا چاند اُن مین اوجالا اور رکھا سورج چراغ جلتا اور اللہ نے اوگایا تمکو

مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
زمین سے جماکر پھر دوہرا کر ڈالے گا تمکو اُس مین اور نکالے گا تمکو باہر اور اللہ نے بنادی تمکو زمین

بِسَاطًا ۙ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ ع ۲
بچھونا تاکہ چلو اُس مین کشادہ رستے

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نو سو پچاس ۹۵۰ برس تک توحید کی دعوت کی اُنھون نے حضرت نوح نجی اللہ کو بزرگون سے منکر اور مجنون و گمراہ وغیرہ بدزبانی کے خطابات سے یاد کیا اور ہرگز ایمان نہ لائے سوائے چند اہل سعادت کے چند تعداد سو تک نہین پہونچتی تھی۔ آخر حضرت نوح کو وحی کی گئی۔ لا یؤمن من قومک الا من قد آمن الآیہ یعنے تیری قوم مین سے کوئی ایمان نہین لاویگا سوائے اسکے جو ایمان لا چکے ہین۔ ھ یہ معجزہ انکے مومنین تابعین کے واسطے اطمینان ہوگیا کہ یہ علم الٰہی ہے کیونکہ سوائے عالم الغیب کے کوئی نہین جان سکتا کہ اب کوئی مسلمان ہوگا الغرض جب نوح علیہ السلام مایوس ہوے تو اُنھون نے حضرت علام الغیوب عزوجل کے حضور مین اپنا سب حال و ہر طرح سے قوم کو دعوت و خیرخواہی کرنا اور ان کمبختون کا ہر طرح سے انکار و کفر کرنا عرض کر کے انپر بددعا کی کما قال تعالیٰ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب مین نے اپنی قوم کو رات و دن دعوت کی پھر میری دعوت نے انکو کچھ زیادہ نہ کیا سوائے فرار کے ف اس سے معلوم ہوا کہ دعوت سے فرار بڑھتا گیا۔ فرار بھاگنا و متنفر ہونا۔ نوح نے آخر اپنے رب کریم قریب مجیب کو یاس کی ندا کی کہ اے رب مین نے خالص تیری رضامندی و حکم بجالانے کے واسطے اپنی اس قوم کو دعوت کی توحید حق کی جانب اور یہ دعوت ہر ا[illegible]

Marfat.com

بجالایا یعنے علی الاتصال جاری رکھی کچھ سُستی دفتور نہین کیا لیکن میری عین خیر خواہی سے اس قوم مین کچھ اثر نیک نہوا بلکہ فرار و نفرت بڑھتی گئی
یہ ذکر نہ کیا کہ قوم نے انکو ہر روز اینٹ و پتھر اسقدر مارے کہ کبھی کبھی خون مین تر ہوکر بیہوش ہو جاتے تھے۔ قوم بدبخت اسپر بھی دوست خیر خواہ اور
دشمن شیطان مین امتیاز نکرتے اور وحشی گدھون کی طرح بدک کر بھاگتے تھے (ملخص) امام رازیؒ نے لکھا کہ واضح ہو کہ یہ آیت بھی دلیل
ظاہر ہے کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے واقع ہوتا ہے چنانچہ ہم صاف دیکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و
احکام کو ایک مجلس مین دو شخص سنتے ہین اور ایک ہی شخص کی زبان سے ایک ہی عبارت مین سنتے ہین تو یہ کلام انہین سے ایک کے حق مین ہدایت و رغبت ہو جاتا ہے
اور دوسرے کے حق مین تکبر و نفرت ہو جاتا ہے اور یہ کون شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ رغبت یا یہ نفرت خود اس آدمی کے اختیار سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ محسوس
چیز مین یہ جھگڑا عین حماقت ہے کیونکہ نفرت والے کا دل گواہ ہے کہ اس نفرت مین وہ بے اختیار کے مانند ہے جیسے کسی کو لرزہ چڑھتا ہے تو وہ بے اختیار
کانپتا ہے اور برعکس اسکے جسکو رغبت ہے اُسکا دل بے اختیار محبت سے لپٹتا ہے اور جب کافر کو بے اختیار نفرت ہو گئی تو نفرت کے بعد سرکشی وغیرہ لازم
واجب ہے اور جب مومن کو رغبت حاصل ہوئی تو ضرور اسکے لوازم پائے جاوینگے کہ وہ دل سے اطاعت و فرمانبرداری چاہیگا پس ہم کو صاف معلوم ہوا
کہ حکم رسالت سنکر ایک مین نفرت و سرکشی ہونا اور دوسرے مین رغبت و فرمانبرداری ہونا دونون اللہ تعالیٰ ہی کے قضاء و قدر سے ہے اگر کہا جاوے
کہ اچھا ہمنے مانا کہ حکم رسالت سنکر رغبت یا نفرت اختیاری نہ تھی لیکن آخر نفرت کے بعد تمرد اور عصیان کا کام کرنا تو اسی کے اختیار سے تھا اسلیے
کہ نفرت کے باوجود یہ ممکن ہے کہ آدمی مطیع و منقاد ہو گیا تم نہین دیکھتے ہو کہ مثلاً زید کے غلام کو زید سے عداوت و نفرت ہے باوجود اسکے وہ زید کے
احکام بجالانے مین مطیع و منقاد رہتا ہے تاکہ وہ سیاست مین سزا نہ دے (جواب) مین ہم کہتے ہین کہ جب نفرت اسطرح پیدا ہوئی کہ اسکے ساتھ مین کسی
طرح کی رغبت نہین ہے بلکہ خالص نفرت ہی نفرت ہے تو پھر یہ محال ہے کہ فعل پیدا ہو کیونکہ جب نفرت و رغبت جمع ہو تو فعل حاصل ہونا محال ہے
تو نفرت ہی کے وقت مانع موجود ہونے پر بدرجۂ اولیٰ فعل ممتنع ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ آیت سب سے اعلیٰ دلائل مین سے ہے کہ سب قضاء و قدر
سے ہوتا ہے (تفسیر کبیر) اور زید کا غلام اپنے دل مین نافرمانی کو بیجا جانتا ہے اور اسکی سزا کو جانتا ہے بخلاف کفار کے کہ یہ لوگ رسول کو سچ نہین جانتے
اور اسکی باتون سے نفرت کرتے ہین اور کلام کا مدار اسی بنیاد پر ہے کہ وہی ایک بات ہے کہ اُسنے کافر مین نفرت پیدا کی اور مومن مین رغبت پیدا کی
تو نفرت کے باوجود برعکس فعل کیون صادر ہو فافہم۔ نوح علیہ السلام نے اپنی خدمت کو ظاہر کیا کہ مین نے خالص خیر خواہی سے شب و روز ان
لوگون کو نصیحت کی پھر قوم کا حال بیان کیا کما قال تعالیٰ۔ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ
اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا۔ اور مین نے ہر بار جب انکو بلایا تاکہ تو ان کی
مغفرت فرماوے تو انھون نے اپنی اُنگلیان اپنے کانون مین دے لین اور اپنے کپڑے ڈھانپ لیے اور اصرار کیا اور تکبر کیا عظیم تکبر ف یعنی
ای رب مین نے متواتر برابر انکو دعوت کی اور ہر بار دعوت مین میری غرض یہ تھی کہ ای رب تو ان کو بخشیگا اگر یہ لوگ مان جاوین انھون نے
میرے جواب مین چند بُری باتین کین اول یہ کہ اپنے کانون مین اُنگلیان دے لین۔ دستور یہ ہے کہ جس بات کو سننا منظور نہین ہوتا ہے تو
کان مین اُنگلی کا سرا دے لیتے ہین اور جب نہایت مبالغہ منظور ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ اُنگلی دے لی تاکہ کان اسقدر بند ہو جاوے کہ اسمین سانس کی
راہ بھی باقی نہ رہے گویا کفار یہ ڈرتے تھے کہ عقلی جو حجت چاہیے وہ یہی ہے جو حضرت نوحؑ بیان فرماتے ہین تو خواہ مخواہ اسکو سنکر قلب قبول کرے گا اور جو
عقیدہ انھون نے بتون کے ساتھ جما یا ہے اسمین فرق آویگا وہ عقیدہ ان کے تجربہ سے آیا ہے کہ فلان وفلان بزرگان سابق کی روح ان مورتون
مین آجاتی ہے اور ان کی امیدین پوری کرتی ہے تنبیہ کفار اپنے باطل عقیدے کو اسطرح محفوظ رکھتے تھے اور آج کل یہان مسلمان لوگ ہین جو
یہود و نصاریٰ و ہنود وغیرہ کے عقائد تلاش کرتے اور پرکھتے ہین یہ درحقیقت کفر ہے جبکہ حق وہان تلاش کرتے ہین کہ شاید انکا خیال بہتر ہو اور
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے مذہب حق کے اسرار سے جاہل ہو کر وساوس شیطانیہ قبول کرتے ہین نعوذ باللہ من ذلک (دوسری بات) یہ کہ قوم نوح

Marfat.com

اپنے سرون کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے بعض نے کہا کہ اس غرض سے یہ کرتے کہ نوح علیہ السلام نہ پہچانین اور مترجم کے نزدیک یہ کچھ ٹھیک نہیں کیونکہ انکی
اول مقصد کا طریقہ تھا کہ نوحؑ کی نصیحت اور دلیل توحید نہ سنین۔ اور شاید یہ بھی غرض ہو کہ نوحؑ کی صورت تک نہ دیکھین کیونکہ انکو کمال نفرت
تھی (تیسری بات یہ کہ) انھون نے اصرار کیا اور اڑ گئے کہ جو انکا باطل عقیدہ ہی اگرچہ اسپر کوئی دلیل نہیں ہی نہ ظاہر مین اور نہ عقل مین کیونکہ ظاہر مین
مورت کے اندر روح آجانے کی کوئی علامت نظر نہ آئی اور نہ عقل مین اسکی دلیل پائی گئی اسلیے کہ ارواح تو خدائے تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین اپنی
اپنی جگہ ہین اور اگر وہ آجاوے تو بھی وہ بیٹا اور رزق نہین دے سکتی ہی اسلیے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہی اور ولی صالح اپنی زندگی مین نہین کر سکتا
تھا کہ جو چیز یہ لوگ چاہین وہ سب کام پورے کر دے بعض نے کہا کہ قوم کا اصرار یہ تھا کہ ہرگز حضرت نوحؑ کی نصیحت نہ سنین (چوتھی بات) یہ کہ انھون نے
استکبار کیا یعنے تکبر کیا اور استکبار سے یہان یہ فائدہ نکلا کہ خود شرارت سے تکبر کی حرکتین تلاش کر لاتے تھے اور جملہ مین استکبارًا مفعول مطلق بڑھایا جس سے
معلوم ہوا کہ بہت بڑھکر تکبر کی باتین اپنی شرارت سے بناتے تھے۔ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا۔ پھر مین نے اُنکو دعوت کی جہار سے ف
بلند آواز سے صاف صاف سُنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام حق اُنکو پہونچانا رسول اللہ کا خاص کام ہی۔ ثُمَّ اِنِّيْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ پھر مین نے
انکے واسطے اعلان کیا ف عام طور سے سب کے سامنے انکو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت سنائی اور شرک کو مٹایا اور شرک خود باطل ہے
وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا۔ اور خفیہ کہا اُنکے واسطے خفیہ کرنا ف یعنے دعوت حق انکو خفیہ سنائی جہانتک خفیہ سنانا مصلحت معلوم ہوا اور ثم
جسکا ترجمہ (پھر) لکھا گیا ہی اِس سے یہ مراد نہین ہی کہ پہلے یہ کیا پھر اسکے بعد یہ کیا بلکہ یہان تفصیلی بیان کے واسطے ہی یعنے ہر طریقے سے بلند آواز سے
اور اعلان سے اور خفیہ ہر ایک طرح سے جو جو طریقے سمجھانے کے ہوتے ہین سب طرح انکو دعوت و ہدایت کی۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ
اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔ پس مین نے اُنسے کہا کہ تم اپنے رب سے مغفرت مانگو وہ غفار ہی۔ ف بڑا بخشنے والا ہی جس بندے سے بڑے سے بڑا گناہ ہو گیا
جو اسکے ساتھ لازم ہی اور مرتے ہی بہت بُری صورت مین اُسکے ساتھ ظاہر ہوگا اور کسی شخص کی طاقت نہین ہی کہ اُسکو دور کردے سوائے اللہ تعالیٰ کے
تو حضرت نوحؑ فرماتے ہین کہ ای رب مین نے ہر طرح سے ہر ایک کیفیت سے اُن کو دعوت دی اور اُن سے کہا کہ تم لوگ اپنے رب عز وجل سے مغفرت مانگو وہ
بڑا غفار ہی اگر زمین و آسمان بھر گناہ ہون اور بندہ صدق دل سے اُس سے مغفرت مانگے تو وہ مغفرت فرماتا ہی اور سب گناہ مثل برگ خزان کے
گرا دیتا ہی اور سوائے اُسکے کسی مین یہ طاقت نہین ہی اور حدیث مین ہی کہ جب بندہ مومن نے گناہ کیا اور نادم ہو کر اپنے رب عز وجل کی جانب
التجا لایا کہ ای میرے رب مین نے یہ گناہ کمایا ہی تو مجھے اپنے کرم سے بخشدے تو رب عز وجل فرماتا ہی کہ ای ملائکہ دیکھو یہ میرا بندہ ہی وہ جانتا ہی کہ میرا
رب ہی وہ گناہ پر مواخذہ فرماتا ہی اور گناہ بخشتا ہی تم شاہد رہو کہ مین نے اسکا گناہ بخش دیا پھر بندۂ مومن جب تک منظور الٰہی تھا سالم رہا پھر
اُسنے گناہ کیا اور نادم ہو کر اسیطرح مغفرت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے جانا کہ میرا رب ہی کہ گناہ پر مواخذہ کرتا ہی اور گناہ
بخشتا ہی مین نے اسکا گناہ بخشدیا۔ پھر وہ بندہ جب تک منظور الٰہی تھا رہا پھر اسنے گناہ کیا اور نادم ہو کر جناب باری تعالیٰ مین ملتجی ہوا کہ ای رب مجھسے
گناہ ہوا مجھے بخشدے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ میرے بندے نے جانا کہ میرا رب ہی گناہ پر مواخذہ کرتا اور بخشتا ہی (یعنے سرکش کو گناہ کی سزا مین
پکڑتا ہی اور توبہ و استغفار کرنے والے کو بخشتا ہی) ای ملائکہ تم گواہ رہو کہ مین نے اس بندے کو بخشدیا وہ کرے جو چاہے (صحیح) اور تفسیر کبیر و خطیب وغیرہ
مین ہی کہ مقاتلؒ نے فرمایا کہ جب قوم نوحؑ نے آپکو جھٹلایا اور مدت دراز تک ہدایت کے باوجود شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے بارش اُنسے
موقوف کردی اور اُنکی عورتین بانجھ ہو گئین اور چالیس برس تک یہی کیفیت رہی اور وہ لوگ اپنے بتون وُدّ اور سواع وغیرہ کے سامنے عاجزی
کرکے تھک گئے آخر حضرت نوحؑ کے سامنے التجا لائے حضرت نوحؑ نے انسے فرمایا کہ اپنے رب عز وجل سے مغفرت مانگو اس گناہ شرک سے جو تمنے اب تک
کیا ہی۔ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ
اَنْهٰرًا۔ اللہ تعالیٰ تمپر سحاب بارش بھیجیگا اس صفت سے کہ مدرار ہوگا اور وہ تمکو وسعت دیگا مالون سے اور بیٹون سے اور کردیگا تمہارے

باغات اور پیدا کریگا تمھارے لیے نہرین ف یعنے اگر تم شرک سے مغفرت مانگو تمھارا رب بہت غفار ہی وہ تمکو بخشیگا اور دنیا مین تمکو بارش مدرار یعنے پی در پے جھڑی کے ساتھ عطا کریگا اور اموال ہر قسم کے اور اولاد بلکہ خاصکر نرینہ اولاد یعنے بیٹے عطا فرماویگا اور ہر قسم کے باغات و نہرین یہان پیدا کر دیگا امام رازی رح نے کہا کہ آیت مین دلالت ہی کہ جب بندہ عبادت مین مشغول ہوتا ہی تو اسکے لیے بھلائیون کا دروازہ کھل جاتا ہی اور اسکی دلیل بچند وجوہ موجود ہی (اول) یہ کہ کفر و شرک سے عالم خراب ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے کفر کرنیکی خرابی بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ تکاد السموات یتفطرن منہ الخ یعنے نصاریٰ کے فرزند بنانے سے قریب ہی کہ آسمان پھٹ جاوین اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ گر پڑین۔ھ۔جب کفر و شرک سے عالم خراب ہوتا ہی تو ایمان و توحید سے اسکے برعکس ہونا چاہیے یعنے عالم آباد ان ہو (دوم) یہ کہ ایمان و طاعت سے خیر و برکت حاصل ہونے پر آیات قدسیہ دلالت کرتی ہین مانند قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ آمنوا و اتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض الآیہ و مانند قولہ تعالیٰ ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیہم من ربہم لاکلوا من فوقہم ومن تحت ارجلہم الآیہ۔ترجمہ آیت اول یہ کہ اگر ان شہرون والے ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتیں کشادہ کر دیتے۔ھ۔اور دوسری آیت کا خلاصہ یہ کہ اگر اہل کتاب ٹھیک ایمان و عمل سے قائم ہوتے اور (قرآن) جو ان کی طرف اُتارا گیا ہی اسپر ٹھیک ٹھیک ایمان لاتے تو عیش سے کھاتے اپنے اوپر سے (آسمان سے) اور اپنے قدمون کے نیچے سے (زمین سے)۔ھ۔اور دیگر آیات ہین (سوم) یہ کہ جب بندے نے اپنے معبود عز و جل کی بندگی مین سعی کی تو معبود عز و جل اسکو دنیا کی کفایت فرماتا ہی **اقول** یہ مضمون خود حدیث مین روایت ہی اور ابن کثیر رح نے بھی لکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ استسقاء کیواسطے منبر پر آئے تو فقط استغفار کی اور یہ آیات پڑھین لوگون نے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی استغفروا ربکم الآیات۔اور مین نے مجادیح آسمان سے پانی پانی نازل ہونے کی دعا مانگی ہی۔ھ۔رازی رح نے کہا کہ مجادیح جمع مجدح ہی۔اور وہ تین کواکب ہین کہ اللہ تعالیٰ ان سے پانی نازل فرماتا ہی **اقول** مراد یہ کہ اے رب ہمپر مغفرت فرما کر ان اسباب سے پانی نازل کر دے رازی رح نے کہا کہ آدمی کو دنیاوی اموال کی محبت جبلی ہی کما قال تعالیٰ واخری تحبونہا الآیہ۔یعنی بہا دینی دوسری بات فتح و غنیمت جسکو تم لوگ پسند کرتے ہو۔ھ۔اسیواسطے نوح علیہ السلام نے دعوت مین ان لوگون کو در صورت ایمان و استغفار کے دنیاوی ہر قسم کے اموال کی بشارت دی ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ طریقہ ترغیب سے ایمان کی طرف بلانے کا تھا پھر خوف دلانے کے طریقے سے دعوت فرمائی بقولہ تعالیٰ **مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا**۔تمکو کیا ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تم امید نہین کرتے عظمت کی ف ابن عباس و مجاہد و ضحاک نے کہا کہ وقار عظمت۔ابن عباس رض نے کہا یعنے تمکو کیا ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ کی جیسی تعظیم چاہیے تم سے امید نہین یعنے اسکے عذاب سے نہین ڈرتے ہو (ابن کثیر) خطیب رح نے لکھا کہ معنے یہ ہین کہ تمکو کیا ہوا کہ تم ایسی حالت پر نہین ہو جاتے کہ جسمین یہ امید ہو کہ اللہ تعالیٰ دار آخرت مین تمھاری بزرگی فرماوے یہی زمخشری کا قول ہی اور وہ معرفت کی حالت ہی کیونکہ معرفت ہی سے اعمال پاکیزہ ہوتے ہین اور اقوال صالح ہو جاتے ہین اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو سب صحابہ پر سبقت حاصل ہوئی تو وہ اسی جہت سے حاصل ہوئی کہ ابوبکر رض کے دل مین توقیر و معرفت الٰہی ایسی ڈال دی گئی کہ وہ سب سے اعلیٰ تھی اور تعظیم الٰہی عز و جل جب ہی صحیح ہوتی ہی کہ اپنا کچھ حق اسپر نہ دیکھے اور اسکے اختیارات سب اپنے اوپر عین عدل جانے اور اسکے احکام کی تعظیم کرے اور کسی حالت مین اس سے معارضہ نکرے (السراج) ابو السعود رح نے کہا کہ آیت مین استفہام انکاری ہی یعنے کیون اور کس عذر سے تم اللہ تعالیٰ کے واسطے وقار کی امید نہین کرتے ہو۔ھ۔مترجم کہتا ہی کہ مشرکین ہر خیر و شر مین بتون و مخلوق کی طرف رجوع لاتے تھے اور انھین کی عظمت و جاہ دل مین ایسی بھری تھی کہ انکے سواے اللہ تعالیٰ کی عظمت ان کے دل ہی مین نہ سماتی تو ان کو ملامت کی کہ یہ کیا بات ہی کہ تم لوگ عظمت الٰہی کی امید نہین کرتے ہو پھر مین نے امام رازی رح کو دیکھا کہ اسی تفسیر کو پسند کیا ہی۔ **وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا** حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمکو پیدا کیا اطوار سے ف پہلے نطفہ تھے پھر خون کا تھکا پھر بوٹی علی ہذا القیاس سات اطوار سے تمکو پیدا کیا تو اُسی کے قبضۂ قدرت مین تم ہر دم موجود ہو رازی رح نے کہا کہ جب نوح علیہ السلام نے

ان کو تعظیم الٰہی کا اعتقاد دل مین لانیکا حکم دیا تو اسکی عظمت پر دلائل ذکر فرمائے (اول) دلیل خود انکی ذات ہی کہ انکو متعدد اطوار [illegible]
ابن الانباری رح نے کہا کہ مختلف اصناف مراد ہین کہ بعضے کسی رنگ روپ کے ہین اور بعضے دوسرے رنگ کے ہین۔ پھر آگاہ کیا کہ تمام [illegible]
باری تعالیٰ قدرت کا نمونہ ہی۔ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ کیا تمنے دیکھا نہین کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے
سات آسمانون کو طبق بر طبق پیدا کیا ہی ف رازی رح نے افادہ فرمایا کہ اگر ساتون آسمان طبق بر طبق مثل پیالہ کے ہین تو بھی ملائکہ کی
سکونت مین کچھ تردد نہین ہو سکتا کیونکہ وہ ارواح ہین اور اگر متوازی کُرات ہین کہ اول طبق کے بعد فاصلہ ہی پھر دوسرا کرہ محیط ہی تو کچھ اشکال نہین ہی
مترجم کہتا ہی کہ یہی دوسرا طریقہ ثابت بروایت الترمذی وغیرہ ہی جسکا ذکر بار ہا ہو چکا ہی لیکن مترجم کے نزدیک یہان یہ سوال ہی کہ اللہ تعالیٰ کے
رسول نوح عہ نے انکو ارشاد کیا کہ کیا تم نے ان آسمانون طبق بر طبق کو دیکھا نہین ہی پھر یہان دیکھنے کے کیا معنے ہین اگر جاننا مراد ہی تو یہ اعتقاد پر
موقوف ہی اور اگر دیکھنا مراد ہی تو کیا یہ آسمان بذریعۂ رصد وغیرہ کے نظر آتے ہین (جواب) یہ ہو سکتا ہی کہ اول آسمان بدیہی محسوس ہی اور باقیون کا علم سابق
سے مشہور متواتر ہی اور شیخ امام ابن کثیر رح نے بھی اسکے جواب کی طرف اسطرح اشارہ کیا کہ طباق یعنے ایک کے اوپر دوسرا ہی اور یہ بات بذریعہ
بیان نبوت کے معلوم ہو سکتی ہی یا دیکھنے سے بھی محسوس ہو جاتی ہی پس دیکھنے سے احساس کا طریقہ یہ ہی کہ رفتار و کسوف سے معلوم ہو کیونکہ آسمانون پر
جو سیارات ہین ان مین ایک سے دوسرے کو کسوف ہوتا ہی چنانچہ سب سے نزدیک اول آسمان دنیا پر چاند ہی وہ اپنے اوپر والے سیارات کو کسوف مین ڈالتا ہی
(اقول کسوف سے شیخ رح کی غرض یہ ہی کہ زمین سے انکا سامنا روکنے کو آڑ ہو جاتا ہی اور آفتاب کی روشنی جو چاند پر آتی تھی وہ نہین پہونچتی ہے)
شیخ رح نے کہا کہ عطارد دوسرے آسمان پر ہی اور زہرہ تیسرے آسمان پر اور آفتاب چوتھے پر اور مریخ پانچوین پر اور مشتری چھٹے پر اور زحل ساتوین
آسمان پر اور دیگر ستارے آٹھوین آسمان پر ہین جسکو وہ لوگ فلک ثوابت کہتے ہین اور ان مین سے جو لوگ شرع اسلام کے پابندی کرتے ہین
وہ آٹھوین فلک کا نام کرسی رکھتے ہین اور وہ لوگ نوین آسمان کے بھی قائل ہین اور اُسکا نام فلک اطلس اور فلک الاثیر بھی رکھتے ہین
اور کہتے ہین کہ نوین آسمان کا دورہ اپنے نیچے کے افلاک سے برخلاف ہی اور بات یہ ہی کہ اسی کی حرکت کرنے سے حرکت شروع ہوتی ہی اور وہ
مغرب سے مشرق کی طرف ہی اور باقی افلاک کی حرکت اسکے برعکس یعنے مشرق سے مغرب کی طرف ہی اور انھین کے ساتھ مین انھین کے تابع ہو کر
سب کواکب بھی حرکت کرتے ہین لیکن کواکب مین سے جو ستارے چلنے والے ہین ایک ہی جگہ نہین جمے رہتے ہین وہ اپنی سیر و چال مین
اپنے فلک کی چال سے برعکس ہی یعنے مغرب سے مشرق کی طرف چلتے ہین اور اسی چال سے ہر سیارہ گردش کر کے اپنے فلک کا دورہ مدت
معہود مین پورا کرتا ہی چنانچہ قمر (چاند) اپنے آسمان کا دورہ مغرب کی طرف سے شروع کرتا ہی اور ہر روز طے کرتا ہوا ایک مہینے مین پورا کر جاتا ہی
اور (سورج) اپنا دورہ اپنے فلک پر ایک سال مین پورا کرتا ہی اور (زحل) اپنے فلک کا دورہ (۳۰) سال مین پورا کرتا ہی اور یہ فرق باعتبار
ہر ایک کے فلک کی وسعت کے ہوتا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس بنیاد پر فلک اول سے فلک چہارم بارہ گونہ بڑا ہوگا و لیکن یہ کہنا چاہئے کہ
ہر ایک فلک کی بڑائی بھی ظاہر ہے اور ہر ایک سیارہ اپنے اندازہ مقررہ پر حرکت کرتا ہے اس لحاظ سے بھی فرق ہی لیکن شیخ رح نے لکھا کہ ان سیارات کی حرکت
باہم مناسبت کے ساتھ قریب قریب واقع ہوئی ہی اور یہ سب ہم نے علم ہیات کے مدعیون کا خلاصہ کلام نقل کیا ہی اور ہر ایک مقام مین ان کے
درمیان خود بہت اختلاف ہی یہان ہم اس کے بیان کرنے کے درپے نہین ہوتے ہین۔ ھ۔ اور مترجم کہتا ہے کہ مثل مشہور ہے س
تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی + یعنے اے شخص تجھسے زمین کا کام کیا خوب بن پڑا تھا کہ آسمان کے انتظام مین مشغول ہوا
سچ یہ ہی کہ اگر دلائل رصد وغیرہ سے آسمان کے کُرات وغیرہ عظیم خلقت کا کچھ حال ظاہر ہو تو آدمی کو لازم ہی کہ اس سے عظمت و جلال الٰہی سبحانہ تعالیٰ
کو دل مین لاوے اور یہ خیال نہ کرے کہ مین اس بھید کو جان گیا بلکہ یہان اسرار حکمت بیشمار ہین کیا یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ اگر دنیا مین کوئی شخص
کسی ایسے کارخانہ مین گیا جہان کلین چلتی ہین اور بعض کل سے کاغذ چھاپا جاتا ہے اور بعض سے بنایا جاتا ہے اور بعض سے کپڑا بنتا ہی اور بعض

Marfat.com

ہتھیار وغیرہ بنتے ہین اور اُس نے صورت دیکھ لی تو اس سے وہ جہانتک اٹکل دوڑاوے سوائے حماقت کے کچھ حاصل نہین جب تک علم حاصل ہو پھر یہ تو ایک ایسی چیز کا حال ہی جو مخلوقات کے ذریعہ سے پیدا کی گئی ہی تو بھلا خالص حکمت صنعت جہان مخلوق زمینی کا دخل نہین ہی کیونکر اٹکل سے دریافت ہوسکتی ہی اور اسی سے ظاہر ہوا کہ کسوف وخسوف کے وقت اگر اٹکل لگائی گئی کہ سیارات کے درمیان مین حائل ہونے سے ایسا ہوا ہی اور اسی پر مغرور ہوگیا تو احمق ہی اِسلیے کہ اُسکو اول تو اسی مین تیقن نہین ہی اور دوم یہ کہان سے معلوم ہوا کہ جسوقت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایسا کیا جاتا ہی تو ظہور شان کیونکر ہوتی ہی اسلیے کہ ضرور ایک تغیر دکھلایا گیا ہی جو نمونہ قیامت ہی اور اسکو وہی لوگ کچھ اندازہ کرسکتے ہین جو اسرار شریعت سے کوئی ذرہ جانتے ہین وللہ الحمد علی العظمۃ والکبریاء وہو العلی الحکیم۔ شیخ رح نے کہا کہ ہم نے کسوف سیارات کا کچھ مختصر حال نقل کیا اور طویل اختلافات جو ان مین موجود ہین ہم کو یہان بیان کرنا مقصود نہین ہی بلکہ ہمارا اصلی مقصود اس سے یہ ہی کہ آیت قدسی کی تفسیر مین مدد حاصل کرین کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون کو بزبان نوح علیہ السلام خطاب فرمایا۔ الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا۔ کیا تمنے نہین دیکھا کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے سات آسمانون کو طبق برطبق پیدا فرمایا ہی۔ ھ۔ تو یہان کافرون نے کیونکر دیکھا۔ پس کہا جاوے کہ سیارات کے کسوف سے اور رصدون سے دریافت ہوکر اس عظمت الٰہی کو مشاہدہ کیا مترجم کہتا ہی کہ اول تو یہ امر مشہور ہی اور معلوم ہوا کہ ابتدائے خلقت سے بذریعۂ ادم علیہ السلام وما بعد انبیاء علیہم السلام کے لوگون مین مشتہر تھا کہ یہ آسمان سات طبق برطبق ہین اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ جیسے اول آسمان مشاہدہ ہی تو اسمین شک نہین اسیطرح انکو باقیون کے واسطے آگاہی دی کہ اسی طرح چھ آسمان اوپر ہین اور شک نہین کہ جس نے غور نظر سے اول ہی آسمان کی طرف توجہ کی اسکو عظمت الٰہی ظاہر ہونے کو کافی ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ ایسے گول آفتاب اگر آسمان مین برابر بچھائے جاوین تو کروڑون شمار مین آوین اور ایک آفتاب بہ نسبت زمین کے اتنا بڑا ہی جیسے مٹکے مقابلے مین گھڑا تو آسمان کی بڑائی خیال کرو اور زمین کے مقابلے مین آدمی بھنگے سے کمتر ہی پھر جب آگاہ کیا گیا کہ اس آسمان سے اوپر بھی آسمان ہی جسکے مقابلے مین یہ آسمان ایسا ہی جیسے اسکے مقابلے مین زمین ہی تو ایک آسمان کو دیکھکر یہ یقین ہوا کہ سات آسمانون تک آسمان ہی پس کافرون کو تنبیہ فرمائی کہ اے کمینہ بے ہمت لوگو تم ان دنیاوی چیزون کے لیے کیون ان بتون وغیرہ کے سامنے ناک رگڑتے ہو اور بدون اُنکے امید نہین کرتے کہ خدائے تعالیٰ تمھاری مراد دیدے حالانکہ اسکی عظمت وشان کبریائی کے سامنے تمام آسمان وزمین ذرہ نہین بلکہ نابود ہین وہی تمھاری جان کا پیدا کرنے والا ہی تو تمھارے افعال وکام ومال سب کے پیدا کرنے مین کسی دوسرے کے دخل کی مجال نہین ہی اسکی عظمت وجلال کو تصور کرنا مخلوق سے بالکل محال ہی بھلا اسکی کمترین مخلوق کو تو خیال کرو کہ اُسنے اس آسمان کے اوپر آسمان سات طبق پیدا فرمائے ہین۔ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا۔ اور آسمانون مین قمر کو نور بنادیا ف قمر منور ہوجاتا ہے وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ اور آفتاب کو چراغ بنادیا۔ ف ابن کثیر رح نے لکھا کہ چاند اور سورج مین تفاوت پیدا کیا اور ہر ایک کو علیحدہ نمونہ کردیا چنانچہ سورج کے طلوع وغروب سے رات ودن پہچانا جاتا ہی اور چاند کے لیے منازل وبروج مقرر کردیے اور اسکے نور مین تفاوت مقرر کیا کبھی بڑھتا ہی اور کبھی گھٹتا ہی اور اس سے زمانے کے مہینے وسال کا اندازہ ملتا ہی۔ ھ۔ اگر کہا جاوے کہ قمر ان سب آسمانون مین منور نہین ہی اور یون ہی سورج ہی (جواب) یہ کہ آسمانون کے انواع جیسے آدمیون کے افراد ہین چنانچہ ہم بولتے ہین کہ مین مخزومیون کے یہان گیا تھا حالانکہ مقصود یہ کہ بنی مخزوم مین سے بعض سے ملا تھا اور کہتے ہین کہ فلان شخص انھین گھرون مین چھپا ہی حالانکہ وہ کسی گھر کے کونے مین ہوگا اور قمر کا ذکر پہلے شروع فرمایا کیونکہ وہ قریب ہی اور اسکی حرکت تیزی کے ساتھ ہی حتی کہ ہر مہینے مین سب بروج طی کرجاتا ہی اور بعض رات مین چھپکر چاند رات کو مغرب سے ظاہر ہوتا ہی اور یہ عجیب ہی اور ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ چاند وسورج کا رخ آسمان کی طرف ہی اور پیٹھ ان کی زمین کی طرف ہی اور اللہ تعالیٰ نے ان دونون کو اس بات کی نشانی بنادیا ہی کہ جنت مین مومنین اپنے رب عزوجل کو دیکھین گے (السراج) امام رازی رح نے لکھا کہ قمر اگرچہ آسمان دنیا مین اقرب ہی لیکن آسمانون کی طرف نسبت اصح ہی

Marfat.com

جیسے کہتے ہین کہ سلطان آج کل عرب مین ہی حالانکہ وہ کسی مکان مین ہوگا اور نور کا لفظ قمر کے واسطے فرمایا اور ضیاء اس سے قوی ہو [illegible]
اور سراج اسکی تشبیہ ہی کہ چراغ کی طرح وہ تاریکی دور کرتا ہی (کبیر) مترجم کہتا ہی کہ آج کل جو فتنہ پھیلا ہوا ہی یعنے دہریہ مذہب [illegible]
نکلکر ہندوستان مین بکثرت پھیلا تو بہ لوگ اپنے قیاسات مین نکالتے ہین کہ قمر اس زمین کے متعلق ہی اور یہان سے بہت نزدیک چند میل [illegible]
پر ہی۔ یہ عقل کی کوتاہی اور بدیہی باتون سے صریح نابینائی ہی جیسے آسمان سے انکار کرنا اور اسکے باطل ہونیکی بدیہی دلیل یہ ہی جو مین نے بعضے
نیچریون کو جواب دیا تھا کہ چاند کے کنارے چاندرات سے لیکر چودھوین رات تک وہی نیلگون رنگ ہوتا ہی جو دن مین آسمان کا رنگ نظر آتا ہی
کیونکہ اگر تم لوگ اس رنگ کو بے انتہا خلا رکھتے ہو جیسے وسیع کمرے مین انڈا معلق ہو تو اسکی کل دیوار نظر آتی ہے برخلاف اسکے اگر دیوار مین
ایک تل لگا دیا جاوے تو اسکے ماتحت ذرہ برابر دیوار چھپ جاتی ہی پس بالضرور یہ جرم قمر اس آسمان سے ملحق ہی اور اس سے خود آسمان کے وجود پر
دلیل قائم ہی کہ اگر آسمان نہوتا بلکہ خلا ہوتا تو قمر کی پشت پر اور آفتاب کی پشت پر نظر آتا اور واضح رہے کہ ماہتاب کا جرم بڑا ہونا ہمارے
واسطے کچھ مضر نہین ہی جبکہ ہم دور سے اس خلاے غیر متناہی پر نظر کرتے ہین اور ماہتاب قطعًا اول رات مین اسیقدر رہوتا ہی جسقدر ظاہر منور ہی
ورنہ اسکے کنارے نیلگون رنگ نہوتا بلکہ دور کے بعد یہ رنگ ہوتا اور یہ سب بدیہی ہی اور جو قوم کہ مکابرہ و ہٹ دھرمی پر آمادہ ہو اس کے واسطے
جواب مسکت غیر ممکن ہی واللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سواء السبیل وللہ الحمد والمنۃ۔ **وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ
يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا**۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُگایا تمکو زمین سے اُگانا پھر تم کو اُسی مین اعادہ فرماویگا اور
تمکو نکالیگا نکالنا **ف** یعنے اللہ تعالیٰ نے تمکو اس زمین سے پیدا کیا خاص صنعت عجیبہ سے پیدا کرنا اسطرح کہ چارون عناصر مین سے زیادہ جزو
خاک سے جسم آدم بنایا پھر اس جسم خاکی کو اسی زمین کی پیداوار سے غذا دی اور اس غذا سے بھی جسم مین یہی چار عناصر بنتے ہین اور اسکے
لباب یعنے نطفہ سے اولاد آدم کو پیدا کیا پھر اُنکے واسطے ایک اجل مقدر فرماکر اجل آنے پر موت دیکر قبر مین اعادہ کیا پھر قیامت کے روز ان کو
عجیب طریقے سے نکالیگا وہ نکالنا ایسا ہوگا کہ روح اس جسم سے کبھی جدا نہوگی۔ **تنبیہ امام رازی** رحمہ اللہ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ واللہ انبتکم من
الارض نباتا اسمین (نباتا) مفعول مطلق واقع ہی ولیکن (انبت) کا مفعول (انباتا) ہونا چاہیے تھا لیکن انبات اللہ تعالیٰ کی صفت ہی کیونکہ انبات
کے معنے اُگانا اور پیدا کرنا اور یہ صفت ہمکو دکھلائی نہین دیتی ہی تو اس نبات کو انبات عجیب کا مل نہین پہچان سکتے جب تک اللہ تعالیٰ ہم کو
آگاہ نہ فرمادے کیونکہ ہم تو فقط نبات یعنے اُگنا دیکھتے ہین اور یہان موقع یہ ہے کہ کافرون کو آثار قدرت سے ایسی چیز دکھلائی جاے
جسکو دیکھکر وہ لوگ خداے تعالیٰ کی کمال قدرت پر یقین لادین تو اب تمکو معلوم ہوگیا کہ (انباتا) اسیوجہ سے نہین فرمایا کہ یہ ایجاد جو صفت
الٰہی ہی کافرون کو محسوس نہین ہوتی ہی بلکہ (نباتا) کا فعل محذوف ہی یعنے واللہ انبتکم فنبتم نباتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمکو اُگایا تو تم اُگے عجیب طرح کا
اُگنا۔ **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا**۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے واسطے زمین کو بچھونا کردیا **ف** نہ بہت سخت
ہی کہ بدن مین گڑے اور نہ بہت نرم ہی کہ پاؤن دھنس جاوے اور نہ اُسکو ہالا ڈولا ہی کیونکہ پہاڑون سے اُسکو استقرار دیا گیا ہی
اور درمیان مین چوڑی راہین چھوڑی ہین۔ **لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا**۔ تاکہ تم لوگ چلو اُسمین سے راہین کشادہ **ف**
سبل جمع سبیل بمعنے راہ ہی اور فجاج جمع فج بمعنے وسیع ہی یعنے جہان چاہو اس زمین مین پھرو اسطرح کہ زمین کے درمیان چوڑے چوڑے
راستہ بنالو سمندر ہو یا خشکی ہو بالجملہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہوشیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت دیکھو تم کہان بتون
و پتھرون کے آگے سر مارتے بھٹکتے پھرتے ہو دیکھو اللہ تعالیٰ نے آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور تمکو زمین سے پیدا کرکے زمین ہی سے
تمھارے منافع بنادیے اور باوجود اسکے کہ زمین سب متصل ہی اسکے مختلف قطعات مین مختلف رنگ کی آب و ہوا اور پھل و آدمی پیدا
کیے اور ہرایک کے واسطے اُسکا رزق مقرر کیا پس وہی خالق ہی اور وہی ہر جاندار کو روزی دیتا ہی اور اسی کے قبضۂ قدرت [illegible]

Marfat.com

ہر چیز کا قیام ہے پس اسی کی عبادت اور اسی کی توحید واجب ہے تم اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ کیونکہ اُسکا نظیر و مشابہ و وزیر و جورو و بچہ کچھ نہیں ہے اور نہ اُسکے واسطے کوئی مشیر و صلاح کار ہے بلکہ اسی مین سب قدرت ہے وہو العلی الکبیر لیکن قوم نوح ع کچھ ایسے جاہل احمق تھے کہ ہرگز نہ مانے

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ

کہا نوح نے اے رب میرے انھون نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جسکو اُسکے مال اور اولاد سے

إِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ

ٹھاکرون کو اپنے چھوڑیو نہ بولے اور داؤ بڑا اور داؤ کیا ہے اور بڑھا ٹوٹا

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ أَضَلُّوا

اور نہ چھوڑیو وداکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو اور بہکا دیا

كَثِيرًا ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا

بہتون کو اور تو نہ بڑھائیو بے انصافون کو مگر بہکاوا

جب نوح علیہ السلام کے ساتھ قوم نے جھگڑا کیا حتی کہ نوح علیہ السلام کو گمراہ بنایا اور بُرے کلمات اُنکی شان مین کہے اور بُرے افعال سے ایذا دینی شروع کی اور نوح علیہ السلام نو سو پچاس برس تک اُنکو دعوت کرکے عاجز ہوگئے تو جناب باری تعالیٰ مین اپنی قوم کا حال عرض کیا حالانکہ وہ عالم الغیب ہے۔ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي۔ نوح ع نے کہا کہ اے میرے رب ان لوگون نے میری نافرمانی کی ف یعنے جو احکام رسالت کے مین نے ان کو سُنائے اُسکے ماننے سے اُن لوگون نے انکار کیا اور بُری طرح سے میرے ساتھ مخالفت کی۔ وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا۔ اور ان لوگون نے پیروی کی ایسے شخص کی جسکو اُسکے مال اور فرزند نے کچھ نہین بڑھایا سوائے خسارہ کے ف یعنی اس قوم احمق نے اپنے مالدارون کی بات مانی جو زیادہ مالدار اور کثیر الاولاد ہین اور امرالٰہی کی مخالفت مین بڑے سرکش ہین تو قوم نے اپنی حماقت سے انھین کو اپنا پیشوا بنایا اور شیطان نے اُن کو بہکایا کہ اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اچھے نہوتے تو اُنکو یہ دنیا کا مال و دولت و اولاد کیون دیجاتی حالانکہ اس سرکش کافر کو اپنے مال و اولاد سے سوائے خسارہ کے کچھ بھی حاصل نہین ہے کیونکہ یہ اُنکے حق مین کرامت نہین ہے بلکہ استدراج ہے اور روایت کیا گیا کہ جب کسی شخص کو دیکھا جاوے کہ بدکاری و نافرمانی مین اُسکو دنیا کی دولت اور عیش ملتا ہے تو جان لینا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھوکے مین پڑا ہے۔ پس قوم نوح ع نے بھی ایسے ہی مالدار کافرون کی پیروی کی۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا۔ اور انھون نے مکر کیا مکر عظیم۔ ف مجاہد رح نے کہا کہ کبار عظیم۔ ابن زید نے کہا کہ کبیر۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ اسکے معنے مبالغہ ہین اور مراد یہ کہ شیطان کے وسوسے سے انکے نفوس نے اپنی دنیاوی دولت و ثروت دیکھکر یہ مکر کیا کہ تم حق پر ہو اور خدا کے نزدیک تمھارا رتبہ زیادہ ہے برخلاف تمھارے یہ نوح ع کے اصحاب محتاج فقرا ہین تو خدا کے نزدیک بھی انکا مرتبہ نہین ہے اور اسی وجہ سے اِن احمقون نے اُنکے نوح ع کو گمراہ ٹھہرایا اور یہ دستاویز نکالی کہ یہ لوگ بزرگون سے منکر ہین (خطیب و ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ یہ فتنہ سب سے زیادہ سخت ہوتا ہے کہ جاہل آدمی جاہلون کی جماعت اپنے زعم باطل کے ذریعہ سے کسی شخص یا فرقہ کو دین کے خلاف قرار دین تو اپنے نزدیک اُس سے خدا کے واسطے عداوت باندھتے ہین حالانکہ محض نفس و شیطان کے وسوسہ مین گمراہ ہوتے ہین اور آج کل یہ فتنہ اس دیار کے مسلمانون مین بڑے زور کے ساتھ پھیلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور سمجھ پر ثابت قدم رکھے خطیب وغیرہ نے لکھا کہ مکر کبار کی تفسیر مین اختلافی اقوال ہین

بعض نے کہا کہ انھین مالدارون نے جنکو عوام نے اپنا پیشوا بنایا تھا بہت بڑا مکر کیا کہ عوام سفلہ لوگون کو برافروختہ کیا کہ اس شخص (نوح) کی
د جو ہمارے بزرگون سے منکر ہی قتل کر ڈالو اور تکبر یہ تھا کہ زبان سے طرح طرح کے فحش کلمات کہتے تھے اور جو کوئی حضرت نوح پر ایمان لاتا
اسکو بدگوئی سے ایذا دیتے اور ایمان کی طرف مائل ہوتا اسکو مال وغیرہ کے لالچ سے روکتے بعض نے کہا کہ لوگونکو اسی مالداری و ثروت
کے ذریعہ سے بہکاتے کہ خدا کے نزدیک تو یہ رئیس ثواب بزرگ ہین اور اگر بزرگ و مقبول یہ نہوتے تو کیون بادشاہ بنائے جاتے بعض نے
کہا کہ یہ بڑا مکر یہ تھا کہ انھون نے کفر کیا اور بعض نے کہا کہ مکر عظیم کی تفسیر خود آگے مذکور ہی یعنے قولہ تعالیٰ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ
اور کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے آلہہ کو ہرگز نہ چھوڑو ف یعنے مالدارون و رئیسون نے عوام الناس سے جو انکے تابع تھے یہ کہا کہ ہرگز کبھی
اپنے معبودون کو نہ چھوڑیو۔ یعنے شرک پر قائم رہیو اور بزرگون سے منکر نہو جیو جیسے نوح علیہ السلام کہتے ہین بلکہ انھین معبودون کی عبادت پر
قائم رہیو اور انھین کی دعا سے اپنی مراد پاؤگے چنانچہ قریش کے کفار کہا کرتے کہ۔ ہولاء شفعاءنا عند اللہ۔ یعنے یہی ہبل وغیرہ خدا کے یہان
ہمارے سفارشی ہین۔ ھ۔ پھر بعض کے نام بھی لیے چنانچہ فرمایا۔ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ
وَنَسْرًا۔ اور ہرگز نہ چھوڑیو وَدّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث و یعوق و نسر کو۔ ف پہلے تو جمیع آلہہ کے نہ چھوڑنے کی تاکید کی پھر ان پانچ بتون
کے نام لیے کیونکہ انکی محبت و کارسازی کا اعتقاد ان کے دلون مین بھرا ہوا تھا تو گویا کہا کہ بھلا تم ان بزرگون کو وُدّ وغیرہ کو چھوڑ دوگے ہرگز
ان مین سے کسی کو نہ چھوڑیو اور یہی حال سب خیالی مشرکون کا ہوتا ہی محمد بن کعب القرظی رح سے روایت ہی کہ ودّ اور سواع وغیرہ حضرت آدمؑ کے
بعد اور حضرت نوحؑ سے پہلے بندگان صالحین تھے اور عبادت و زہد مین معروف تھے جب وہ مرے تو انکے پیچھے جو قوم ہوئی اُس نے عبادت
کرنے مین انکا طریقہ اختیار کرنا چاہا پس ابلیس نے اُنسے کہا کہ اگر تم لوگ اپنے پیرون کی صورت بنا کر اپنے روبرو کر لو تو تمھارے دل مین نشاط
زیادہ ہوگا اور انکی حضوری یاد کر کے عبادت کا شوق بڑھیگا ان لوگون نے اس امر کو منظور کر لیا پھر انکے اور ایک قوم پیدا کی گئی تو ابلیس نے
اُنسے کہا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہین وہ انھین صورتون مین فیض و برکت پاتے اور انھین کی عبادت کیا کرتے تھے تم بھی انھین کی عبادت
کیا کرو۔ اسوقت سے بتون کی عبادت شروع ہوئی مترجم کہتا ہی کہ شاید عبادت سے مراد یہ ہو کہ قوم نے ان مورتون سے فیض وغیرہ طلب کیا
اور آیندہ نسل نے زیادتی کی حتی کہ ظاہری طریقے سے بھی عبادت کرنے لگے اور مورتون مین ہر مورت کو اُسی کے اصل کی صورت پر بنایا
تھا لہذا اسکے نام سے مشہور کی۔ عروہ بن الزبیر وغیرہ سے روایت ہی کہ یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے نام تھے اور وَدّ سب سے بڑا تھا
اور یہ سب عابد زاہد تھے پھر ان مین سے ایک نے انتقال کیا تو باقی غمگین ہوے شیطان نے اُن سے کہا کہ تم کیون غمگین ہوتے ہو مین تمھارے
لیے اسکی صورت ایسی بنا دون کہ جب تم دیکھو گویا تم اُسی کو دیکھ رہے ہو انھون نے منظور کیا تو شیطان نے تانبے و رانگے سے اسکی مورت بنا کر انکی
مسجد مین نصب کی پھر دوسرا مرا تو اسکی مورت بھی قائم کی اسی طرح سب کی مورتین قائم ہوئین پھر جب زمانہ دراز گزر گیا اور لوگون نے عبادت
الٰہی چھوڑ دی تو شیطان نے آکر اُن سے کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ عبادت نہین کرتے ہو کہنے لگے کہ کسکی عبادت کرین تو شیطان نے کہا کہ اپنے باپ
دادون کے معبودون کو پوجو اور یہی مورتین دکھلا کر کہا کہ کیا یہ نہین جانتے ہو کہ یہ تمھاری مسجد مین منصوب ہین جب نوح علیہ السلام اس شرک سے
منع کرنے کو بھیجے گئے تو مشرکون نے انسے معارضہ کیا اور آپس مین کہا کہ لا تذرن آلہتکم الآیہ مترجم کہتا ہی کہ اس روایت مین کئی طرح تردد ہے
اول یہ کہ وَدّ اور سواع وغیرہ حضرت آدمؑ کے بیٹے ہین یہ محل تامل ہی کیونکہ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے مدت تک بلکہ کہا گیا کہ دس پشت تک توحید
باقی تھی ہان یہ تاویل کی جاوے کہ یہ نسل آدم علیہ السلام سے آدمی تھے دوم یہ کہ لوگون نے کسی رب کو نہ جانا حتی کہ ابلیس سے پوچھا کہ ہم کسکو
معبود بناوین شاید یہ ہوا ہو کہ لوگون نے بسبب انہماک دنیا کے عبادت الٰہی مین غفلت کی اور دنیاوی چیزون کی آرزو کرنے مین وسوسہ
شیطانی چل گیا کہ ان بتون سے مانگو امام ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ امام بخاری رح نے اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس رض سے روایت کی

کہ قوم نوحؑ جن بتون کی پرستش کرتے تھے وہ آخر عرب والون مین آگئے چنانچہ وُدّ ایک بت دومۃ الجندل مین تھا اُسکو قبیلۂ کلب کے لوگ پوجتے تھے اور سواع قبیلۂ ہذیل کا معبود تھا اور یغوث قریب سبا کے بنی مراد کا بت تھا پھر قبیلۂ غطیف کو میسّر ملا اور وہ مجرف مین تھا یعوق بنی ہمدان کا بت تھا اور نسر قبیلۂ حمیر مین آل ذی الکلاع کا بت تھا اور یہ سب بندگان صالحین کے نام ہین جو قوم نوحؑ سے پہلے گزرے ہین جب وہ مرگئے تو شیطان نے انکی قوم کے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ یہ لوگ جہان جہان عبادت کیا کرتے تھے وہان ہر ایک کی مورت بنا کر قائم کرو اور وہی نام رکھو لوگون نے یہی کیا (تاکہ یادگار قائم ہو جیسے یورپ کے ملکون سے ہندوستان مین یہ رسم جاری ہوئی ہے) اور ان مورتون کی عبادت نہین کی گئی بلکہ بطور یادگار کے قائم تھے اور اپنے اپنے مسمی کی صورت پر تھے پھر جب وہ تو مین مرگئین اور مدت دراز گزر گئی اور لوگون مین اصلیت کا علم نہ رہا تو جاہلون نے انکی عبادت شروع کی مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت اقوی اور اقرب ہے اور شاید دستور یہ ہوگا کہ لوگ اکثر اوقات ان لوگون کے مقامات واصلی صورتون کی نظیر دیکھنے کو جایا کرتے ہون شیخؒ نے لکھا کہ یہی قتادہ وضحاک وعکرمہ وابن اسحٰق وغیرہم سے روایت ہے ابن جریرؒ نے محمد بن قیس تابعی سے روایت کیا کہ یہ لوگ وُد وسواع وغیرہم صالحین بندے تھے جو آدم ونوحؑ کے درمیان گزرے تھے اور انکی زندگی مین انکے مریدین اصحاب تھے جو انکی اقتدا کیا کرتے تھے جب وہ لوگ مرے تو انکے اصحاب نے کہا کہ اگر ہم لوگ اپنے شیخ کی صورت بنا کر رکھ لین تو جب ہم دیکھکر یاد کرینگے تو ہم کو عبادت کا شوق زیادہ ہوگا پس اس نیت سے انھون نے صورتین بنائین (مترجم کہتا ہے کہ پہلے صورت بنانا حرام نہ تھا) پھر جب یہ لوگ مرگئے (یعنی مدت دراز گزر گئی) تو ابلیس نے آخری لوگون مین یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ لوگ تو ان مورتون کی پرستش کرتے تھے اور انھین سے بارش پاتے تھے مترجم کہتا ہے کہ ان روات کا دستور یہ ہے کہ بات کو بہت مختصر بیان کرتے ہین مثلاً ان لوگون مین مشہور تھا کہ وہ لوگ دعا کرتے تو بارش ہوا کرتی تھی پس ابلیس نے وسوسہ دلایا کہ وہ لوگ انھین مورتون سے التجا کرتے تھے تو پانی ملتا تھا تم بھی انھین سے مانگو اور انکی تعظیم کرو تو تم کو بھی ملے واللہ تعالیٰ اعلم۔ھ۔ ابن عساکر نے بطریق جویبر ومقاتل عن الضحاک عن ابن عباس روایت کی کہ آدم علیہ السلام کے چالیس فرزند ہوئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیان اور جسقدر انمین سے زندہ رہے از انجملہ ہابیل وقابیل وصالح وعبدالرحمٰن اور وَدّ ہین اور عبدالرحمٰن وہ ہے جسکا نام حوا نے عبدالحارث رکھا تھا اور وُدّ کو شیث کہا کرتے اور ہبتہ اللہ بھی کہتے تھے اور بھائیون نے اسی کو اپنا سردار بنایا تھا اور اسی کی اولاد مین سواع ویغوث ویعوق ونسر ہین مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد مین جویبر ومقاتل رازی دونون مین کلام ہے اور ضحاک کی روایت خود ابن عباسؓ سے نہین کہی گئی ہے اور ابن ابی حاتم نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام بیمار ہوئے اور انکی خدمت کرنے مین انکے بیٹے ود اور یعوق ویغوث وسواع ونسر حاضر رہے اور سب مین وَدّ بڑے تھے اور بہت تابعدار تھے مترجم کہتا ہے کہ اس روایت سے ظاہر مین یہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ خود حضرت آدمؑ کے بیٹے تھے اور احتمال ہے کہ پوتے یا پر وتے ہون واللہ تعالیٰ اعلم اور خطیب وغیرہ نے لکھا کہ واقدیؒ نے بیان کیا ہے کہ عرب مین جو بت تھے ان مین سے وَدّ تو مرد کی صورت تھا اور سواع عورت کی صورت تھی اور یغوث بر شکل شیر تھا اور یعوق بشکل اسپ تھا اور نسر بصورت نسر طائر تھا بقاعیؒ نے کہا کہ اگر کہا جاوے کہ اول روایات مین معلوم ہوا کہ یہ صالحین کی صورتین تھین حالانکہ یہان گھوڑے وغیرہ کی صورت ہے تو جواب یہ کہ شاید ان لوگون نے ہر ایک سے معانی مناسب نکال کر اسکے موافق صورت بنائی ہو مثلاً وَدّ مردی مین کامل تھا اور سواع ایک عورت عابدہ تھی اور یغوث شجاع تھا اور یعوق سبقت مین توی تھا اور نسر لنبا دراز عمر تھا واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ امام رازیؒ نے توفیق اسطرح دی کہ یہ سب آسمانی کواکب کی تاثیرات نجومی کے خیال پر بطور طلسم بنائے تھے اور یہی عرب نے سیکھا پھر وہ طلسم خاک ہو گیا اور محض صورت کی پرستش ہونے لگی اور مترجم کہتا ہے کہ بقاعی کا قول مشکل ہے اسلیے کہ قوم نوحؑ نے نظیری صورت بنائی تھی اور یہ روایت ہے کہ ایام طوفان مین یہ بت ریگ کے نیچے پڑے رہے پھر شیطان نے نکال کر عرب کو دیے سراج خطیب مین ہے کہ وُدّ سب سے پہلے پوجا گیا اور اسی کے نام پر عمرو بن وَدّ کا نام ہے اور یہی فتح البیان مین منقول ہے مترجم کے

Marfat.com

نزدیک شاید عمرو بن عبدوُدّ مردہے جسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ خندق کے روز قتل کیا تھا اور اسی طرح عبد یغوث تھا اخ
محمد بن کعب و محمد بن قیس نے کہا کہ یہ لوگ حضرت آدم و نوح کے درمیان قوم صالحین تھے بعد انکے انتقال کے انکے مریدون نے انکی صورتین بنا کر
رکھ لین تاکہ دیکھکر انکا زہد و تقویٰ یاد آوے بعد مدت کے جاہلون نے پرستش شروع کی اور اسی معنے مین حدیث صحیحین کی تفسیر کی گئی کہ حضرت
ام المومنین عائشہ رضی نے ذکر کیا کہ ام حبیبہ و ام سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ انھون نے ملک حبشہ مین کنیسہ دیکھا جسکو کنیسہ ماریہ
کہتے تھے اور اسمین بکثرت تصویرین تھین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ تھے کہ جب انمین کوئی مرد صالح مرجاتا تو اسکی قبر پر
مسجد بنا کر اسمین یہ صورتین نقش کرتے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت مین سب سے بدتر مخلوق ہین واضح ہو کہ عرب کے واسطے
سوائے ان بتون کے دیگر بت مانند ہبل و اساف و نائلہ وغیرہ کے بکثرت تھے مترجم کہتا ہی کہ نوح علیہ السلام کو زمانہ دراز گزرا اور وہان تک
اسناد قائم نہین ہی جو اصل حالت معلوم ہو لیکن اسقدر جسکی حاجت ہی صاف معلوم ہی کہ قوم نوح علیہ السلام ان بتون کو پوجتی تھی پس انمین سے
مالدارون نے سفلہ و تابعین کو سخت تاکید کی کہ تم اپنے آلہہ کو مت چھوڑو اور خاصکر وُدّ اور سواع وغیرہ پانچون کو مت چھوڑو۔ وَقَدْ اَضَلُّوْا
كَثِيْرًا۔ اور ان لوگون نے بہتون کو گمراہ کیا ف یعنے قوم کے مالدارون نے بہتونکو گمراہ کیا یعنے انھین کے ذریعہ سے بہت لوگون نے
شرک پسند کیا اور اللہ تعالیٰ نے انکے دلون مین ان کی پسند کے موافق گمراہی پیدا کردی یا ضمیر ان بتون کی طرف ہی یعنے ان بتون نے بہتون کو بہکایا ہی
جیسے حضرت ابراہیم ع نے اپنی دعا مین عرض کیا تھا کہ رب انہن اضللن کثیرا۔ اے رب ان مورتون نے بہتون کو گمراہ کیا ہی۔ ہ۔ وَلَا تَزِدِ
الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا۔ اور زیادہ نہ کر ظالمون کو مگر گمراہی ف یعنے جہنمی ظالمون کو سوائے گمراہی کے کچھ نہ دے۔ اگر کہا جاوے
کہ کسی شخص کے حق مین یہ چاہنا کہ یہ کافر ظالم ہو جاوے یہ بھی کفر ہی تو حضرت نوح علیہ السلام نے کیونکر یہ درخواست کی (جواب) یہ کہ
حضرت نوح علیہ السلام کو یہ وحی کی گئی تھی کہ اب اس قوم مین سے کوئی ایمان نہ لاوے گا تو ان کی بدکاریون پر غگین ہو چنانچہ
دوسری آیت مین صریح ہی بقولہ تعالیٰ واوحی الی نوح انہ لن یومن من قومک الا من قد آمن الآیہ۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے
کافرون کے حق مین بددعا کی اور یہ ان کافرون کے ظلم و ایذا کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے ان کے واسطے جہنم مین بھی زیادہ سخت
عذاب کی بددعا فرمائی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون و اسکی اتباع پر اسی قسم کی بددعا فرمائی ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے دونون پیغمبرون
کی دعا قبول فرمائی اور یہان فرمایا۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
کچھ انکے گناہون سے ڈوبائے گئے پھر پہنچائے گئے آگ مین پھر نہ پائے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی
اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝
مددگار اور کہا نوح نے اے رب نہ چھوڑ زمین پر منکرون کا ایک گھر بسنے والا
اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ
مقرر اگر تو چھوڑ دے انکو بہکاوین تیرے بندون کو اور جو جنین سو ڈھیٹھ حق نہ سمجھتا اے رب
اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ
معاف کر مجکو اور میرے ماں باپ کو اور جو آوے میرے گھر مین ایماندار اور سب ایمان والے مردون کو اور عورتون کو
وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝
اور گنہگارون پر یہی بڑھتا رکھ برباد ہونا

ع ۲ / ۸

اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہی کہ اس قوم فاجر نے اس قدر ظلم و بدکاریان کمائین کہ نیک دل و رحیم و خیرخواہ پیغمبر نے بھی انکے حق مین خسارہ و ہلاک کی بددعا فرمائی
یعنے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انپر عذاب تھا لہذا فرمایا۔ مِمَّا خَطِيٓـَٔتِهِمْ أُغْرِقُوا۟ فَأُدْخِلُوا۟ نَارًا۔ اپنے گناہون کی جہت سے
غرق کیے گئے پس آگ مین داخل کیے گئے ف یعنے کثرت گناہون کی وجہ سے طوفان مین غرق کئے گئے اور عجیب قدرت الٰہیہ ہی کہ اس پانی
مین غرق ہونا آگ مین داخل ہونا ہوگیا۔ فَلَمْ يَجِدُوا۟ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَنصَارًا۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا سے
کوئی ناصر نہ پایا ف یعنے اللہ تعالیٰ کے سوائے جنکو اپنا معبود بنایا تھا ان مین سے کسی کو اپنا ناصر و مددگار اور عذاب سے نجات دینے والا نہ پایا
خطیب رح نے لکھا کہ مولوی رح نے کہا کہ دنیا مین غرق سے عذاب ہوا اور آخرت مین حرق یعنے جلانے سے عذاب ہوا ضحاک رح نے کہا کہ غرق کے واسطے
ظاہر مین پانی تھا حالانکہ ایک جانب غرق ہوتے اور دوسری طرف جلتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عذاب و وبال انپر آیا تو ما سوا سے
حق کے جنکو پوجتے تھے کسی کو انھون نے نہ پایا جو عذاب دفع کرنے مین انکی مدد کرتا حالانکہ کافرون مین سے کوئی نہ بچا۔ باوجودیکہ ... و
اور بکثرت تھے برخلاف ان کے حضرت نوح و مؤمنین مین سے کوئی غرق نہ ہوا باوجودیکہ کمزور و مفلس و قلیل تھے جیسے فرعونیون کو باوجود کثرت
و قوت کے غرق کر دیا بقاعی رح نے کہا کہ یہان جسنے یہ معنے لگائے کہ ان لوگون نے آخر مین سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ناصر نہ پایا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کو
ناصر پایا۔ ھ۔ تو یہ کلام کہنے والا سخت گمراہ ہی اور کہا کہ یہ شخص ابن العربی صوفی ہی جسنے فصوص الحکم وغیرہ بنائی ہی حالانکہ اسنے اپنی کتابون کے
تصنیف کرنے سے یہی قصد کیا کہ شریعت کو منہدم کرے بقاعی نے اس مقام پر ابن العربی و ابن فارض و منصور حلاج وغیرہم کی جو باہم
مشابہت رکھتے ہین بہت مذمت کی لیکن مین کہتا ہون کہ ان لوگون کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا چاہیے وہی دلون کے بھیدسے خوب
آگاہ ہی (الخطیب فی السراج) مترجم کہتا ہی کہ تفسیر ابن العربی سامنے موجود ہی اسمین فقط اسی قدر لکھا ہی کہ اُغرقوا یعنے ہیولی کے سمندر مین غرق
ہوے۔ فادخلوا نارا۔ یعنے طبیعت کی آگ مین داخل کیے گئے۔ ھ۔ شیخ سیوطی رح نے مقدمہ تفسیر اتقان مین اور شیخ علی القاری رح حنفی نے ...
شرح فقہ اکبر مین قول امام ابن الصلاح وغیرہ نقل کرنے کے بعد خلاصہ یہ نکالا کہ صوفیہ کے اقوال کچھ تفسیر نہین ہین اگر کوئی تفسیر سمجھے تو بیشک کافر ...
ولیکن اشارات ہین اور بہتر یہ تھا کہ ایسے اشارات بھی علیحدہ بیان کیے جاتے مترجم کہتا ہی کہ انکی غرض یہ کہ مثلاً آیت مین قوم نوح کے غرق
کیے جانے سے یہ مطلب ہی کہ طوفان مین غرق کئے گئے اور شیخ ابن العربی رح نے لکھا کہ ہیولی کے سمندر مین غرق کیے گئے تو بیشک یہ تفسیر نہین
ہوسکتی ہی بلکہ ہیولی تو جسم کا مادہ ہی اور آدمی جب کافر ہوتا ہی تو مادہ جسم کے خواہشون مین غرق ہوتا ہی یہ ایک اشارہ ہی اور آیت کی تفسیر نہین
فافہم۔ ھ۔ امام ابن کثیر رح وغیرہ نے لکھا کہ قوم نوح نے اللہ تعالیٰ کی شان پاک کے واسطے اُلوہیت و توحید رکھی بلکہ دوسرون کو اپنے اعتقاد مین
کارساز اور حاجت روائی کرنے والا اور مشکل کشائی کرنے والا سمجھا اور رسول اللہ نوح علیہ السلام سے مخالفت کی بلکہ انکو اور مومنون کو ایذا دی اور
اور اپنے کفر و شرک پر اصرار کیا اور سرکشی و تکبر کیا اور فسق و فجور سے بکثرت گناہ بھی جمع کیے حالانکہ شرک و کفر ہی عظیم گناہ ہی پس انھین گناہون کی
وجہ سے طوفان مین غرق کیے گئے تو آگ مین داخل کیے گئے یعنے پانی کے بھنور سے آگ مین منتقل کر دیے گئے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے جنکا کچھ
وجود سمجھتے تھے یعنے انکو اپنا کارساز جانتے تھے انمین سے کسی کو کارساز نہ پایا کہ انکی فریاد کو پہونچتا اور انکو عذاب سے چھڑاتا۔ وَقَالَ نُوحٌ
رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا۔ اور نوح نے کہا کہ اے رب زمین پر کافرون مین سے کوئی دیار نہ چھوڑیو
ف دیّار گھر بسانے والا مراد یہ کہ کافرون مین سے روے زمین پر کوئی زندہ نہ چھوڑیو مترجم کہتا ہی کہ تحقیق یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نوح
علیہ السلام کی دعا فقط اپنی قوم کی زمین تک تھی یعنے اس زمین پر کسی کو باقی نہ چھوڑیو کیونکہ اگر تمام زمین پر انھین کی قوم ہوتی تو (الی قومہ) کی
قید کچھ مفید نہوتی باوجودیکہ یہ امر بعید ہی کہ حضرت آدم ع سے لیکر انکے زمانہ تک فقط انھین کی قوم ہو۔ بہت سے مفسرین اس طرف گئے کہ نوح ع کا
طوفان تمام روے زمین کو محیط ہوگیا تھا اور خطیب رح نے سابق مین نقل کیا کہ نوح ع بھی تمام آدمیون کی طرف عموماً بھیجے گئے تھے اور اس صورت مین

Marfat.com

شاید یہ لوگ یہ کہتے ہون کہ نوح علیہ السلام فقط آدمیون کی طرف عموماً مرسل تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انس وجن سب کی طرف تھے
ظاہر احادیث کی دلالت یہ ہی کہ سابق انبیا فقط اپنی قوم کی طرف مرسل ہوتے اور ہین تمام جہان کی طرف مرسل ہون اور جن کی طرف رسول ہونا
ہم نے شریعت سے معلوم کیا ہی اور ظاہر ہین جن ہماری نظر کے سامنے نہین کیے گئے خطیبؒ نے لکھا کہ قتادہؒ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام نے بددعا
اسوقت مانگی کہ جب انکو یہ وحی کی گئی کہ اب تمھاری قوم مین سے کوئی مسلمان نہوگا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب پر دعا کی جو جتھے
باندھکر مدینے پر چڑھ آئے تھے اللھم منزل الکتاب مجری السحاب ہزم الاحزاب وزلزلھم - الٰہی کتاب کے اتارنے والے سحاب کے چلانے والے ان احزاب
کو بھگادے اور ان کے دلون مین و پانون مین زلزلہ ڈال دے یعنے ان کے پانون اُکھڑ جاوین - چنانچہ اس دعا کے بعد کافرون نے آندھی
دیکھی اور بھاگنا شروع کیا - بعض نے کہا کہ حضرت نوحؑ کے بددعا کرنے کا یہ سبب تھا کہ آپ ایک جگہ بیٹھے تھے کہ اس طرف سے ایک کافر اپنے
کندھے پر اپنا لڑکا بٹھائے جاتا تھا آپ کو دیکھتے ہی لڑکے سے کہنے لگا کہ اے لڑکے اس شخص سے بچتا رہیو یہ تجکو گمراہ کریگا اُس لڑکے نے کہا کہ بابا جان
ذرا مجھے اُتار دو اُس کافر مردود نے اسکو اُتار دیا اُسنے پتھر اُٹھا کر اس زور سے پھینک مارا کہ آنحضرت کا سر زخمی ہوگیا تو غصہ ہوکر بددعا فرمائی
مترجم کہتا ہی کہ لوگ تو یہ بیان کرتے ہین کہ قوم کے کافر ہر روز نصیحت کے وقت پتھرون سے زخمی کرتے اور آپ عفو کرتے تھے اور حدیث مین ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک پیغمبر کو اسکی قوم کے کفار زخمی کرتے وہ خون پونچھتے جاتے اور کہتے کہ اے رب میری قوم کو بخشدے
یہ لوگ جانتے نہین ہین - ھ - پس ظاہر وہی ہی جو قتادہؒ نے بیان فرمایا کہ جب آپ قوم کے ایمان سے مایوس ہوئے تو بددعا فرمائی کیونکہ کافر
دشمن خدا ہی امام ابن العربی مالکیؒ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ نے کافرون پر بددعا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب پر بددعا کی جو
جتھے بلا کر مومنون پر چڑھ آئے تھے تو اس سے معلوم ہوگیا کہ کافرون پر ہلاکت کی بددعا کس طرح ہوتی ہی کیونکہ بعض خاص کافر شاید آخر مین
مسلمان ہوجانے والا ہو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عتبہ وشیبہ و ابوجہل وغیرہ پر خاص بددعا کی تو آپ کو یہ علم دیدیا گیا تھا کہ یہ ایمان
نہ لاوینگے مترجم کہتا ہی کہ خاص کافرون مین یہ بھی علم چاہیے کہ انکی پشت مین مؤمن نطفہ نہین ہی اگر کہا جاوے کہ نوحؑ کی قوم مین اگر مؤمن
نطفہ نہو تو آخر اطفال موجود ہونگے اور وہ حد بلوغ تک نہین پہونچے (جواب) اول تو یہ ہوسکتا ہی کہ انمین سے بھی کوئی ایمان لانے والا
نہ تھا یعنے کافر مطبوع ہوے تھے جیسے جس طفل کو حضرت خضر نے قتل کیا تھا وہ کافر مطبوع ہوا تھا اگر کہا جاوے کہ ظاہر مین وہ بلوغ کو نہ پہونچے تھے
(جواب) مین خطیبؒ نے لکھا کہ اطفال بطور عذاب کے ہلاک نہین کیے گئے چنانچہ یہی حسن بصریؒ سے روایت ہی مترجم کہتا ہی کہ سوال ہی اس بات پر
موقوف ہی کہ ثبوت ہو کہ ان مین اطفال موجود تھے اور محمد بن کعب ومقاتل سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم مین مردون کی پشت سے
ہر مومن نطفہ نکال لیا اور بعد اُسکے چالیس برس تک اور بعض نے کہا کہ ستر برس تک عورتین بانجھ رہین اور کوئی اولاد نہین ہوئی پھر عذاب کے
وقت انمین بچہ نہ تھا (السراج) ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جب نوح علیہ السلام نے انپر بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور روے زمین کے کفار ہلاک
کردیے حتی کہ نوحؑ کا صلبی بیٹا جو کفر کے دین پر باپ سے الگ ہوا تھا آخر ہلاک ہوا ابن ابی حاتم قرأ علی یونس بن عبد الاعلی انا ابن وہب اخبرنی
شبیب بن سعید عن ابی الجوزاء عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو رحم اللہ من قوم نوح احدا لرحم امرأة الخ یعنے اگر اللہ تعالیٰ قوم
نوحؑ مین سے کسی پر رحم کرتا تو ایک عورت پر رحم کرتا کہ جب اُسنے پانی کا جوش دیکھا تو اپنا بچہ اپنی گود مین لا کر پہاڑ پر چڑھ گئی پھر جب پانی
وہان پہونچا تو اُسنے بچہ کو کندھے پر بٹھا لیا (اور خود نالہ وزاری مین اپنی جان پر کھیل گئی) پھر جب پانی کندھے تک پہونچا تو اُسنے بچہ کو اپنے
سر پر بٹھا لیا پھر جب پانی سر تک پہونچا (اور وہ اپنی جان کندنی مین ہی) تو اسنے بچہ کو دونون ہاتھون سے سر سے اونچا کر لیا پس اگر اللہ تعالیٰ
ان مین سے کسی پر رحم کرتا تو اس عورت پر رحم کرتا (ہذا حدیث غریب) شیخؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی لیکن راوی سب ثقات ہین
مترجم کہتا ہی کہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا کہ ابن وہب کی روایت شبیب بن سعید سے ٹھیک نہین ہی بلکہ احمد بن شبیب کی روایت

باپ سے معتمد ہی مترجم کہتا ہو کہ یہ عجیب فرق ہو کیونکہ ابن وہبؒ امام حافظ ثقہ مشہور ہین ہان اگر خبیبؒ آخر مین مختلط ہوتے اور ابن وہبؒ نے اس وقت پایا ہوتا تو البتہ وجہ تھی واللہ اعلم بالجملہ اس روایت سے یہ بات نکلتی ہو کہ وقت ہلاکت کے قوم نوح مین اطفال موجود تھے لہذا جواب وہی اولیٰ ہو جو ہم نے سابق مین لکھا تھا کہ اطفال کفر پر مطبوع تھے ہان یہ ہوسکتا ہو کہ بوجہ بلوغ تک نہ پہونچنے کے انپر عذاب نہ کیا جاوے یا وہ لوگ ایسے کافرون کے حکم مین ہون جو زمانۂ فترت مین مرے ہین ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو مع انکے اصحاب مؤمنین ومنات کے کشتی مین نجات دی اور کافرون کو موافق دعاے نوح علیہ السلام کے بالکلیہ غرق کیا کیونکہ دعاے نوحؑ یہ تھی کہ اے رب کافرون مین سے زمین پر کوئی دیار نہ چھوڑیو۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ - اگر تو انکو چھوڑے تو تیرے بندون کو گمراہ کرینگے ف یعنے اے ربّ تو ان مین سے کسی کو باقی رکھے تو وہ اپنی شریعت سے تیرے مابعد کے بندون کو گمراہ کرینگے (ابن کثیرؒ) مترجم کہتا ہو کہ اسکی ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ آیندہ پیدا ہونے والون کی قید لگائی جاوے بلکہ جو لوگ حضرت نوحؑ کے ساتھ تھے انھین مین سے بعض کو بعد نوحؑ کے فتنے مین ڈالتے جیسے اس زمانے کے کفار کہتے ہین کہ قوم نوحؑ پر عذاب نہ تھا بلکہ ستارون کے جمع ہونے سے بارش وپانی کا جوش ہوا تھا اسیطرح وہ بھی بہکاتے۔ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا - اور نہ جنین گے مگر بدکار سخت ناشکرے۔ ف یعنے انکی اولاد بھی فاجر اور ناشکری ہوگی جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے ہزار برس تک تجربہ کی۔ یعنے حضرت نوح علیہ السلام نے یہ بات اپنے تجربہ کی بنیاد پر بیان کی کہ انکی اولاد بھی فاجر کفار ہوگی بھی شیخ ابن کثیرؒ اور خطیبؒ نے کہا کہ ان کفار مین سے جو شخص اپنے فرزند کو لئے ہوئے حضرت نوحؑ کے سامنے آتا وہ اپنے فرزند کو تاکید کرتا کہ اس شخص سے بچے رہنا یہ گمراہ نہ کرے تو بچے بھی اِسی بنیاد پر اعتقاد رکھتے اور مترجم کہتا ہو کہ میرے نزدیک جب حضرت نوح علیہ السلام کو یہ وحی کی گئی کہ اب تیری قوم مین سے کوئی ایمان نہین لاویگا تو آپ نے قطعًا جان لیا کہ یہ کفار مرد وعورتین سب جہنمی ہین اور انکی نسل مین بھی کوئی نطفہ مومن نہین ہو ورنہ اللہ تعالیٰ اُسکو نکال لیتا اور آیندہ ان جہنمیون سے کچھ امید نہین ہو سواے اسکے کہ بدکاری وشرارت سے میرے ساتھی مومنون ومومنات کو بہکاوین لہذا یہ بددعا فرمائی اور اپنا یقین عرض کیا اور چونکہ اپنے بیٹے کے لیے پہلے کچھ عرض کیا تھا اس کلام سے اسکا عذر بھی عرض کیا کہ جب وہ جہنمی ہو تو وہ بھی ہلاک کیا جاوے اور ایسے بندون کے لیے دعا کی جو اسلام لائے ہین بقولہ تعالیٰ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا - اے رب میرے مجھے بخشدے اور میرے والدین کو اور جو کوئی میرے گھر مین مؤمن ہوکر داخل ہو اور سب مؤمنین ومؤمنات کو بخشدے اور ظالمون کے لیے کچھ زیادہ نہ کیجیو سواے ہلاکت کے ف دعاے خیر کا یہی طریقہ ہو کہ پہلے اپنی ذات کو مقدم کرے اور ادب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے بے پروائی ظاہر نہو لہذا پہلے اپنا نام لیا کہ الٰہی مجھے بخشدے اور احادیث سے بھی یہی طریقہ معلوم ہوا ہو اور آیت مین اگر والدین سے حقیقی والدین مراد ہین تو صریح معلوم ہوا کہ حضرت نوحؑ کے والدین مومن تھے باپ کا نام لمک بیان کیا گیا اور مان کا نام سمخا بنت انوش بیان کیا گیا ہو اور بعض نے کہا کہ والدین سے حضرت آدمؑ وحوّا مراد ہین لیکن اس تاویل کی کوئی وجہ ظاہر نہین ہو۔ قولہ دخل بیتی۔ ظاہر یہ ہو کہ ہر ایسے شخص کے لیے دعا مانگی جو مؤمن ہوکر انکے گھر مین آیا ضحاکؒ سے روایت ہے کہ گھر سے مراد مسجد ہو اور مترجم کے نزدیک یہ محاورہ اِس معنی مین ہو کہ جو کوئی ایمان کے ساتھ انکا ساتھی ہوا گویا اس دعا مین بھی اپنے کافر فرزند کو خارج کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکے اہل کو نجات دینے کا وعدہ فرمایا تھا لہذا فرزند کو اہل مین سمجھکر دعا کی تھی اب صریح دعا مین یہ قید لگائی کہ میرے اہل وہ ہین جو ایمان کے ساتھ میرے گھر مین آئے پھر نوح علیہ السلام نے تمام امم کے مؤمنین ومؤمنات کے واسطے مغفرت مانگی اور ظالمین یعنے کفار کے واسطے ہلاکت کی بددعا فرمائی امام ابن کثیرؒ نے امام احمدؒ کی روایت سے حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت صحبت رکھیو مگر مؤمن سے اور تیرا طعام نہ کھاوے مگر وہی جو متقی ہو

Marfat.com

(رواہ ابوداؤد والترمذی) ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جمیع مؤمنین و مومنات کے لئے دعا فرمائی خواہ زندہ ہون یا مردہ ہون اور حدیث مین ایسی طرح دعا کرنا مروی ہوا ہی خطیبؒ نے لکھا کہ ؤ آپ فرماتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے مؤمنین و مؤمنات بھی اسمین شامل ہین یونکہ قیامت تک کے مؤمنین و مومنات کے واسطے دعا فرمائی ہے کلبیؒ نے کہا کہ یہ خاص کرامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دعا ہی واضح ہو کہ ظالمین سے یہان ظلم کامل مراد ہی کیونکہ گنہگار مسلمان کے واسطے بالاجماع کسی کے نزدیک یہ جائز نہین ہو کہ ایسی بددعا کی جاوے بلکہ اسکے لیے توبہ کرنے اور نیکی کی توفیق کی دعا واجب ہی تو بددعا کی دلیل سے صاف معلوم ہوا کہ پورا ظالم مراد ہی اور پورا ظالم وہ ہی جو شرک و کفر کرے کیونکہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے پورا ظلم قرار دیا ہی پس مؤمنین و مؤمنات کو دعائے خیر سے نکال لیا پھر قیامت تک کافرون و مشرکونکے لیے ہلاکت و بربادی کی بددعا فرمائی اگر کہا جاوے کہ یہ جائز نہین کہ مثلاً اس زمانے مین جو کافر موجود ہین سب کے واسطے یہ بددعا کرین کہ یہ سب ہلاک و برباد ہون (جواب) یہ ہی کہ اگر خاص کافرون کی طرف اشارہ کرکے کہا جاوے کہ یہ لوگ تباہ و برباد ہون یعنی جہنمی ہون تو یہ جائز نہین ہی کیونکہ ہم انکا انجام نہین جانتے ہین اور اگر یون کہا جاوے کہ الٰہی جو کفار جہنمی ہین وہ ہلاک و تباہ و برباد ہون تو جائز ہی یعنی علم الٰہی مین جو لوگ ایسے ہین وہ ہلاک ہون واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

خطیبؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سورہ کا نام قل اوحی بھی لیا جاتا ہی۔ یہ سورہ مکیہ ہی یعنی ہجرت سے پہلے مکۂ معظمہ مین نازل ہوا ہی ابن عباسؓ وام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور انکے بھانجے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ یہ سورہ مکہ مین نازل ہوا ہی اور قرطبیؒ نے کہا کہ یہی سب علماء کا قول ہی اور یہ سورہ اٹھائیس ۲۸ آیات ہین اور خطیبؒ نے لکھا کہ دو سو پچاسی ۲۸۵ کلمات ہین اور آٹھ سو ستر حروف ہین مترجم کہتا ہی اس سورے مین معجزات رسالت و عجائبات قدرت ہین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ

تو کہہ مجکو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنون کے پھر کہا ہمنے سنا ہی ایک قرآن عجب سوجھاتا

اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ

نیک راہ پھر ہم اُسپر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بناوینگے اپنے رب کا کسیکو اور یہ کہ اونچی ہی شان ہمارے رب کی نہین رکھی اُسنے

صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّاَنَّا

جورو اور نہ بیٹا اور یہ کہ ہمارا بیوقوف کہتا اللہ پر بڑھکر باتین اور یہ کہ ہمکو

ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

خیال تھا کہ نہ بولین گے انس اور جن اللہ پر جھوٹھ اور یہ کہ تھے کتنے مرد

مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ وَّاَنَّهُمْ

آدمیون کے پناہ پکڑتے کتنے مردون کی جنون میں پھر اُنکو بڑھا اور سر چڑھنا اور یہ کہ اُنکو بھی

ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ

خیال تھا جیسا تمکو خیال تھا کہ ہرگز نہ اُٹھاویگا اللہ کسیکو

Marfat.com

خطیبؒ نے لکھا کہ چونکہ اول رسول حضرت نوح تھے اور آخر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس مناسب ہوا کہ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا ذکر کیا جاوے۔ ھ۔ اور امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ اپنی قوم کو خبر دیجیے کہ جن نے یہ قرآن سُنا اور ایمان لائے اور اسکی تصدیق کی اور مطیع ہوے بقولہ تعالیٰ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا۔ کہدے کہ مجھے وحی کی گئی کہ چند نفر جن نے کان لگا کر قرآن سُنا پھر کہنے لگے کہ ہم نے سُنا ہے ایک قرآن عجب جو ہدایت کرتا ہی راہ راست کی پس ہم اسپر ایمان لائے اور ہرگز ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بناوینگے ف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ ای محمدؐ اپنی امت سے کہدے کہ مجھے جبرئیلؑ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی ہی کہ جن مین سے چند نفر نے کان لگا کر میری قرارت سے قرآن مجید سُنا پس باہم کہنے لگے کہ ہم نے یہ نہایت عمدہ تلاوت سُنی ہی یہ توراہ راست کی ہدایت فرماتی ہی ہم فورًا اسپر یقین لائے یہ اللہ تعالیٰ کا اُتارا ہوا قرآن ہی اور یہ شخص بیشک رسول اللہ ہی اور شرک باطل ہی ہم ہرگز کبھی اپنے رب عزوجل کی شان مین کسی کو بھی ساجھی نہ بناوینگے معالم مین ہی کہ سننے والے ملک نصیبین کے جن نو عدد تھے اور بعض نے کہا کہ سات تھے اور آیت دلالت کرتی ہی کہ اس مرتبہ خود آنحضرت صلعم نے انکو نہین دیکھا تھا اور نہ انکی گفتگو سنی اور نہ انکو سُنانے کے لیے قرآن پڑھا بلکہ اتفاق سے آپ کی تلاوت کے وقت وہ لوگ آگئے اور قصہ اسکا صحیحین وغیرہ مین حدیث ابن عباسؓ سے اسطرح مذکور ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکہ مین تھے اور ہر مجمع مشرکین مین جاکر وعظ فرماتے تھے) اپنے چند اصحاب کو لیکر سوق عکاظ کے ارادہ سے جاتے تھے (عکاظ کا بازار زمانہ جاہلیت کا میلہ تھا) اور اس زمانے مین شیاطین کی یہ کیفیت تھی کہ انکو آسمانی خبر نہین مل سکتی تھی (برابر آتشی شہاب ثاقب انپر پڑتے تھے جب وہ چوری سے سننے کو آسمان کی طرف چڑھتے اور ملائکہ کی طرف سے سخت حراست ہوگئی تھی) تو یہ شیاطین بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آسمانی خبر سننے مین ہم لوگ مردود کیے گئے اور برابر ہمپر شہاب مارے جاتے ہین یہ بات کسی سبب سے ہی جو زمین پر سانح ہوئی ہی اب تم لوگ تمام مشرق و مغرب کی طرف دوڑو دیکھو کیا سانحہ ہی پس شیاطین کی متفرق جماعتین چارون طرف دوڑین انہین سے جو جماعت تہامہ کی طرف آئی تھی وہ بطن نخلہ مین اسوقت پہونچی جب آپ اپنے اصحاب کے ساتھ وہان فجر کی نماز پڑھتے تھے بعض روایات مین نماز عشا ہی اور شاید انھون نے اول نماز عشا مین قرارت سنی پھر شوق مین رات بھر درختو نپر رہے حتی کہ فجر کی نماز مین قرارت سنی پھر آپ مع اصحاب کے سوق عکاظ کی جانب روانہ ہوے اور یہ جن وہان سے اپنی قوم کی طرف پھر گئے یعنے ابلیس کی طرف نہین گئے کیونکہ اسکو احمق جاہل شیطان جان گئے ابو حیانؒ نے کہا کہ جو یہان مذکور ہی یہی احقاف مین مذکور ہی بقولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن الآیۃ۔ یہی مشہور قول ہی اور بعض نے کہا کہ بطن نخلہ مین سننے والے نینوی کے جن تھے اور یہان جنکا ذکر ہی یہ نصیبین والے تھے (سوال) کس سورہ کی قرارت سنی تھی (جواب) عکرمہ نے کہا کہ سورۂ اقرا اور بعض نے کہا کہ (الرحمن) ہی اور یہان یا احقاف مین یہ کہین مذکور نہین ہی کہ آپ نے اس جماعت جن کو دیکھا تھا لیکن حدیث ابن مسعودؓ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہی کہ جن کو قرآن سُناؤن تم مین سے جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے صحابہؓ خاموش رہے پھر آپ نے دوبارہ اسکا ذکر کیا تو بھی صحابہ خاموش رہے۔ پھر تیسری مرتبہ بھی آپ نے ذکر کیا تو مین نے عرض کیا کہ مین آپ کے ساتھ چلونگا مترجم کہتا ہی کہ اسکا مطلب میرے نزدیک بنظر روایات دیگر یہ ہی کہ اول روز آپ نے یہ ذکر فرمایا تھا کہ فلان تاریخ کی رات کو مین جن کو سنانے جاؤنگا صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے لوگ تھے کہ اپنے امور آخرت کو سب باتون پر مقدم رکھتے تھے ہر ایک کو یہ منظور ہوا کہ کوئی دوسرا ساتھ چلا جاوے تو ہم اس رات مین اپنی نماز پوری کرین آخر تیسری مرتبہ آپ نے ذکر کیا کہ آجکی رات جاؤنگا تو ابن مسعودؓ نے ساتھ جانا منظور کیا۔ پس آپ چلے یہانتک کہ حجون کے پاس پہونچے جہان وہ گھاٹی ہی جسمین ابن ابی ذئب اُترا کرتے تھے تو میرے واسطے آپ نے ایک حلقہ کھینچ دیا یعنے

Marfat.com

جیسے دل دائرہ بنا دیا اور فرمایا کہ اس سے باہر نہ جانا پھر آپ جنون کی طرف گئے تو مین نے دیکھا کہ کالے کالے لوگ آپکے گرد ہجوم کرتے ہین اگ [illegible] تے ہین (ابن الاثیر نے نہایۃ اللغۃ مین لکھا کہ زطی حبشیون مین سے ایک قوم ہی اور ہندیون مین سے ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید جٹ کا معرب ہی) اور انکے چہرے گویا مکوک ہے (ایک ظرف لنبے مُنہ کا ہوتا ہی) اور اُن کی چال سے ایسی آواز ہوتی ہی جیسے عورت کی چال مین جھنکار ہوتی ہی اور انھون نے اس قدر ہجوم کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری نظر سے غائب ہو گئے (اور انکی آواز مین مجھے آپکی آواز سنائی نہین دیتی تھی) مین گھبرا کر اُٹھا یعنے دوڑ کر آپ کے پاس جاؤن یہ شبہہ کیا کہ جیسے مشرکون کو قرآن سُنانے مین بعضے بر سر فساد ہوتے تھے کہین ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ کوئی بُرائی پہونچا دین لیکن آپکا حکم یاد آگیا کہ باہر نہ جانا) مین اسی اضطراب مین تھا کہ میری نظر پڑی دیتے آپ عصا سے اُن لوگون کو ادب دیتے ہین کہ بیٹھو) اور آپ نے اشارہ سے مجھے حکم دیا کہ بیٹھ جا پھر آپ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی اور برابر آپکی آواز بلند ہوتی جاتی تھی اور جن کی آواز کم ہوتی جاتی اور وہ لوگ زمین سے چپٹ گئے تھے یہانتک کہ مجھے نظر بھی نہین آتے تھے (یعنے قرآن مجید کی عظمت وہیبت سے بالکل پست ہو گئے تھے) ایک روایت مین ہی کہ پہلے انھون نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون ہین آپ نے فرمایا کہ مین رسول اللہ ہون انھون نے کہا کہ اس بات پر آپ کے واسطے کوئی گواہی دیتا ہی آپ نے فرمایا کہ ہان اور یہ درخت گواہ ہی پھر آپنے درخت کو پکارا وہ زمین پھاڑتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہوا آپ نے اس سے پوچھا تو اُسنے صاف زبان سے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول اللہ ہین آپ نے حکم دیا کہ اب اپنی جگہ چلا جاوے وہ اسیطرح جاکر اپنے مقام پر ٹھہرا ابن مسعودؓ نے کہا کہ پھر جب آپ میرے پاس آئے تو فرمایا کہ کیا تو میرے پاس آنا چاہتا تھا مین نے عرض کیا کہ جی ہان آپ نے فرمایا کہ تجھے یہ جائز نہین تھا (اقول ایک روایت مین فرمایا کہ اگر تو ایسا کرتا تو شاید انمین سے کوئی تجھے فریب مین ڈالتا) اور فرمایا کہ یہ لوگ جن تھے قرآن سننے آئے تھے پھر اپنی قوم کے پاس قرآن سنانے چلے گئے اور انھون نے مجھسے اپنے واسطے توشہ مانگا تو مین نے ہڈی و مینگنی انکو دیدی ہی اب تم مین سے کوئی شخص ہڈی و مینگنی سے استنجا نکرے ایک روایت مین ہی کہ جب آپ قریب فجر کے فارغ ہوے تو ابن مسعودؓ کے گود مین سر رکھکر سو رہے پھر جاگے تو فرمایا کہ پانی موجود ہی مین نے عرض کیا کہ نہین مگر نبیذ موجود ہی آپ نے فرمایا کہ کوئی اور چیز ہی سوا چھوہارے و پانی کے پھر اُس سے وضو کیا بالجملہ اس روایت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے جن کو دیکھا اور قرآن سنایا اور حدیث ابن عباس گزر چکی کہ آپ نے نہین دیکھا اور نہ انکو سنایا ابن العربی رحؒ نے کہا کہ ابن عباسؓ اُسوقت بچّہ تھے انھون نے کسی سے سُنکر روایت کیا ہی اور ابن مسعودؓ نے خود مشاہدہ کیا ہی اور حدیث سے ثبوت ہی کہ سننا دیکھنے کے مثل نہین ہوتا ہی یعنے حدیث ابن مسعود رضؓ کو ترجیح دیجاویگی لیکن یہ تقریر اُسوقت درست ہو کہ ایک ہی واقعہ ہوا اور دونون روایتون مین تناقض ہو اور اگر یہ دو دفعہ ہوا ہی تو دونون روایتین ٹھیک ہین قرطبی رحؒ نے کہا کہ جن دو دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہین ایک دفعہ مکے مین آئے تھے جسکو ابن مسعودؓ نے بیان کیا ہی اور ایک مرتبہ نخلہ مین آئے تھے جسکو ابن عباسؓ نے ذکر کیا ہی بیہقی رحؒ نے کہا کہ ابن عباسؓ نے جو قصہ بیان کیا ہی وہ پہلی مرتبہ جن نے قرآن سنا تھا اور اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو نہین دیکھا اور نہ انکو قرآن سنانیکا قصد کیا پھر دوسری مرتبہ جن کے ایلچی آئے تب آپنے انکو سنایا اسکو ابن مسعودؓ نے بیان کیا ہی قشیری رحؒ نے کہا کہ اول مرتبہ انکو ابلیس نے حال دریافت کرنے بھیجا تھا کہ زمین پر کیا سانحہ ہوا ہے تو سات جن نے اتفاقاً بطن نخلہ مین آپ سے قرآن سنا اور ایمان لائے اور جاکر اپنی قوم سے کہا کہ ہم نے قرآن عجیب سنا ہی ابلیس کے پاس نہین گئے کیونکہ انھون نے جان لیا کہ یہ کمبخت جھوٹا احمق بدکار ہی اور اپنی قوم کو سمجھا کر راہ راست پر لائے اور انہین سے ستّر جن کے ساتھ آپ کے پاس قرآن سننے آئے (یہ سب خطیب نے سراج مین لکھا ہی مترجم کہتا ہی کہ امام ابن کثیر رحؒ نے احقاف کی تفسیر مین روایات کو جمع کیا اور ملخص یہ نکالا کہ اول مرتبہ بطن نخلہ مین جن نے خود سُنا پھر دوسری مرتبہ مکے مین آئے پھر انکے ایلچیون کی آمد خصوصاً مدینے مین متواتر ہوئی اور اسی موید روایات سب ذکر کین اور کہا کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ جن والی رات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین نہین تھا (جواب)

یہ کہ جب معلوم ہوا کہ جن کی آمد بارہا واقع ہوئی ہی تو شاید ایک مرتبہ نہ ہون یا یہ مطلب ہو کہ مین مجلس مین نہ تھا چنانچہ کہا کہ مجھے آرزو تھی کہ آپ کے ساتھ ہوتا مترجم کہتا ہی کہ شاید لیلۃ الجن سے مراد وہ رات ہو جب بطن نخلہ مین جن نے قرات سنی اور انہی حدیث مین دوبارہ آمد کا قصہ ملادیا کہ ایک رات ہم نے آپ کو گم کیا اور بڑی طرح رات بسر کی صبح ہوتے آپ غار حرا کی طرف سے آتے تھے یعنے یہ دوسری مرتبہ واقع ہوا واللہ تعالیٰ اعلم اور یہ تکلف اسواسطے کیا گیا کہ لیلۃ الجن کوئی معروف رات ہونی چاہیے جبکہ آمد متعدد واقع ہوئی ہی اور مدینے مین آنا بسند صحیح ثابت ہے مترجم انشاء اللہ تعالیٰ بعض روایت کا خلاصہ اور تحقیق ماہیت جن واسکے متعلقات کو آخر فوائد مین لاتا ہی انتظار کرنا چاہیے بالجملہ تحقیق اس مقام پر یہی ہی کہ جو سورۂ احقاف مین مذکور ہی وہی اس مقام پر ہی کہ ایک جماعت جن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنا اور ایمان لائے اور جاکر اپنی قوم کو ہدایت کی کہ ہم نے قرآن عجب ہادی سنا اور ایمان لائے اور ہم کبھی اپنے رب عزوجل کے ساتھ شرک نہ کرینگے۔ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔ اور یہ کہ ہمارے رب نے جسکی عظمت برتر ہی کوئی جورو [illegible] ف (تعالیٰ جد ربنا) جملہ معترضہ ہی درمیان مین (عزوجل) کی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی اور اصل مطلب اسی قدر ہی کہ انہ ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا۔ یعنے ہمارے رب نے اپنے واسطے کوئی زوجہ یا فرزند نہین بنایا ہی اسکی ذات پاک عالی متعالی ہی کہ اس کی شان مین یہ خیال قبیح لایا جاوے۔ وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا۔ اور بیشک یہ تھا کہ ہم مین سے احمق شخص کہا کرتا تھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان ف یعنے جورو اور بیٹے کا فقرہ ہم مین سے احمق شخص بطور کذب وبہتان کے اللہ تعالیٰ کی شان مین کہا کرتا تھا ہم کبھی احمق کی پیروی نہ کرینگے جن مین سے سفیہ شیطان ہی لہذا مجاہد وعکرمہ وقتادہ وسدی وغیرہم نے کہا کہ سفیہ سے انکی مراد ابلیس تھی۔ ابومالک نے کہا کہ شطط ظلم وجور ہی اور اسی کے مانند ابن زید نے کہا یعنے ابلیس نے یہ فقرہ اپنی حماقت سے بنایا اور نصاریٰ کو بہکایا شاید یہ لوگ پہلے نصرانی عقیدہ پر تھے لہذا خاصکر اسکی تردید کی اور بعض نے لکھا کہ یہ یہودی تھے۔ بہرحال وہ لوگ جن وانس دونون کے متفق ہونے سے دھوکے مین تھے چنانچہ آیندہ فرمایا۔ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور بیشک ہم لوگون نے یہی گمان کیا تھا کہ انسان وجن کبھی نہ کہین گے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ف یعنے ہمارے اعتقاد مین یہ تھا کہ انسان وجن دونون کبھی متفق ہو کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہین باندھین گے جب ہم نے قرآن پاک سُنا تو معلوم ہوا کہ ابلیس کے بہکانے سے جن نے بھی اور نصاریٰ نے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کہ اسکے واسطے مریم جورو اور عیسیٰ بیٹا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ مترجم کہتا ہی کہ جنھون نے (سفیہنا) سے ابلیس بیان کیا تو لازم آتا ہی کہ ابلیس اپنی سفاہت وحماقت سے اس قول کا قائل تھا اور شاید مطلب یہ ہو کہ ہم مین سے سفیہ ابلیس یہ قول کہا کرتا تھا یعنے انس وجن کے گمراہ کرنے کو یہ بات کہتا تھا آیت مین تصریح ہی کہ شرک وکفر مین انس وجن درحقیقت شیطان کے تابع ہوتے ہین۔ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا اور بات یہ کہ انس مین سے کچھ لوگ تھے کہ جن مین سے کچھ لوگون سے پناہ لیا کرتے تھے تو انھون نے انکو قبیح بدکاری کی ضیق بڑھائی ف مجاہد رح نے کہا کہ رہق کے معنے گناہ اور فحش مین غرق ہونا جیسے قولہ تعالیٰ ترہقہم ذلۃ۔ یعنے ذلت انکو ہر طرف سے گھیرے گی اور حاصل یہ کہ زمانہ کفر وشرک مین انسان پناہ مانگا کرتے تھے جن سے تو جن اپنے زعم مین اپنے آپ کو پناہ دینے والا سمجھے اور یہ اعتقاد ان کے حق مین قبیح گناہ کے اعتقاد کا باعث ہوگیا ابن کثیر رح نے بعض تابعین سے رہق کے معنے تنگی وضیق کے بیان کیے اور اس صورت مین دو وجہ سے مطلب ہو سکتا ہی ایک یہ کہ جن کو انھون نے گناہ کی ضیق مین پھنسایا دوم یہ کہ جب آدمیون نے جن سے پناہ مانگی تو جن نے انکو ڈرنے والا دیکھکر زیادہ تنگ کرنا شروع کیا حتیٰ کہ آدمیون نے جن کے واسطے منتین ماننی شروع کین مترجم کہتا ہی کہ اس دیار مین بھی مشرکہ عورتین جن کی منتین مانتی ہین سدی رح نے کہا کہ عرب کے خانہ بدوش جب ایک جگہ سے جاکر دوسری زمین مین

اُترتے یعنے جہان پانی وگھاس پاتے تھے تو بڑی کھڑا ہوکر چلاتا کہ مین اس وادی کے مالک سردار سے پناہ مانگتا ہون کہ مجھے یا میری
... کو ضرر پہونچایا جاوے قتادہ وابراہیم نخعی وغیرہ نے کہا کہ جن کو جرات زیادہ ہوگئی تھی وحسن نے کہا کہ جب ان آدمیون نے اللہ تعالیٰ کے
سواے جن سے پناہ مانگی تو نتیجہ یہ ہوا کہ جن نے انکو خوف زدہ پاکر زیادہ تنگ کیا اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کی کہ پہلے آدمیون سے
جن ڈرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ ڈرتے جس قدر آدمی ڈرتے ہین حتی کہ آدمی جب کسی وادی مین اُترتے تو جن وہان سے بھاگ جاتے تھے
پھر اعراب قوم کا سردار وادی مین کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ مین اس وادی کے مالک سے پناہ لیتا ہون جب جن نے یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ لوگ
توہم سے ڈرتے ہین پس جن نے جرات کی اور ان لوگون سے نزدیک ہوے اور خود کچھ ضرر نہ دیکھا تو ان آدمیون کو مس کردیا جس سے
وہ مخبوط ومجنون ہوگئے خطیب رحمہ نے لکھا کہ یہ مشرکین تھے نہ انکا ایمان تھا اور نہ کتاب نہ دین لہذا جن انکے پاس آتے نہین ڈرتے تھے اور ابن عباس
وقتادہ ومجاہد رحمہ نے کہا کہ رہق گناہ وطغیان ہے یعنے اعراب جاہلون اور عرب مشرکون کے پناہ مانگنے سے جن اور بھی گناہ وسرکشی مین پڑگئے مترجم
کہتا ہے کہ گویا ان لوگون نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ وہ شرک وباطل تھا جو مٹ گیا اور اب قرآن مجید ہے کہ اگر ایمان لاؤ تو منور وسرفراز ہوجاؤ اور
اگر کفر کرو تو کسی مومن کے پاس پھٹکنے نہ پاؤگے کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے پناہ لیتے ہین اور انکے پاس قرآن پاک ہے جسکا نور تم پر شہاب
ثاقب سے زیادہ اثر کریگا تو اُلٹے خبطی مجنون ہوجاؤگے ابن ابی حاتم نے کردم بن ابی السائب انصاری سے روایت کی کہ مین ایک ضرورت
سے اپنے باپ کے ساتھ مدینے سے باہر گیا اور یہ وہ وقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ مکے سے مدینے مین پہونچا تھا پھر مین اور میرا
باپ رات کو ایک جنگل مین اُترے جب آدھی رات ہوئی تو ایک بھیڑیا نظر آیا اور وہ بھیڑی کا بچہ لیکر بھاگا چرواہا ایکبارگی اُٹھ کر
چلانے لگا کہ اے سردار وادی مین تیری امان مین ہون میرا بچہ یہ بھیڑیا لیے جاتا ہے ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی اور کوئی شخص ہمکو
نظر نہین آتا تھا کہ اے بھیڑیے اسکو چھوڑدے ہمنے دیکھا کہ وہ بچہ دوڑتا ہوا آیا یہانتک کہ بکریون کے گلہ مین مل گیا اور اسکو کچھ صدمہ نہین
پہونچا حتی کہ کہین دانت کا نشان بھی نہین لگا تھا اور مکے مین اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی وانہ کان رجال
من الانس یعوذون الآیہ ۔ اور بھی ایک جماعت تابعین سے روایت ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھیڑیا خود جن تھا تاکہ آدمی جنون سے
ڈرین اور ان سے پناہ مانگین چنانچہ جب اُسنے پناہ مانگی تو چھوڑدیا اس جہت سے وہ دین سے گمراہ ہوے مترجم کہتا ہے کہ امام ابوداود نے سنن
مین اسکے مانند ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کو فہمایش کرنے گئے تھے وہان ایک بت کے واسطہ سے بکری کا بچہ چھوڑا گیا
تو انھون نے تعجب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ اس قوم سے کھیل کیا گیا یعنے شیطانی مکر مین ڈالے گئے ہین وَأَنَّهُمْ
ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۔ اور انھون نے گمان کیا تھا جیسے تمنے گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو
مبعوث نہین فرماویگا ۔ **ف** ابن جریر وکلبی رحمہ نے کہا کہ مراد یہ کہ اس جماعت جن نے اپنی قوم سے کہا کہ ان آدمیون کا گمان بھی تمہاری
طرح یہی تھا کہ اس مدت کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہین بھیجیگا (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ بعث سے اِس قول مین رسول کی بعثت
مراد ہے اور چونکہ انسانون مین یہ گمان یہود کا تھا کہ موسیٰ خاتم الانبیا ہین اسی سے بعض نے کہا کہ یہ فرقہ جن کا یہودی تھا اور مترجم کہتا ہے کہ
نصاریٰ کا بھی یہی گمان تھا خصوص جبکہ وہ لوگ اس قول کے قائل ہوئے تھے کہ لوگون کی خطائین اپنے سر پر لیکر خدا کا اکلوتا بیٹا قربانی
ہو گیا لیکن یہ کہتے ہین کہ بعد اسکے روح القدس آویگا اور دعویٰ کرتے ہین کہ وہ حوارین پر آیا تھا اور روح القدس کی صفت یہ لکھی ہے کہ
(۱) خداے تعالیٰ اپنا کلام اُسکے مُنھ مین ڈالیگا وہ جو کچھ کہیگا خدا کا کلام ہوگا جو کوئی اسکی بات نہ مانیگا خداے تعالیٰ اُس سے انتقام
لیگا ۔ یہ صحیح ہے کہ وہ روح مقدس زبان سے لوگون کو کلام الٰہی سُنا دے گا حالانکہ حوارین پر جس روح نازل ہونیکا دعوی کرتے ہین
وہ خواب کی طرح مراقبہ مین تھا کسی نے اسکا نشان بھی نہ دیکھا (۲) اسکی صفتین متعدد وہ مذکور ہین سوار ہونا ۔ تلوار سے کافرون کو

مقابلہ کرنا وغیر ذلک اور یہ باتین سب حضرت محمد صلعم کے صفات ہین جنکو ہٹ دھرمی سے بدلتے ومحرف کرتے ہین بہرحال آیت مین اس قول کے موافق بعثت رسول کی نفی کرتے تھے اور ظاہر یہ ہی کہ بعث حشر مراد ہی یعنے انسان جو جنون سے پناہ مانگتے تھے اور جن رہق مین پڑتے تھے یہ دونون فریق مشرک تھے کہ یہ گمان رکھتے تھے کہ بعد موت کے بعث نہین ہی واللہ تعالیٰ اعلم **ف** یہان فوائد ہین (۱) امت کو اس آگاہی کے فوائد (۲) جن کی حقیقت (۳) جن کا ثواب وعذاب ومتعلقات **فائدہ اول** رازی رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ واقعہ جن سنادین اسمین بہت فائدے ہین ایک یہ کہ تمام امت کو بنص قرآنی معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح انسان کی طرف بھیجے گئے اسیطرح جن کی طرف مرسل ہین دوم یہ کہ قریش کو معلوم ہوجاوے کہ جن نے باوجود اس تمرد کے جب قرآن سنا اور اسکا اعجاز پہچانا تو جادو وغیرہ دروغ بہتان نہین باندھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے سوم یہ کہ قوم کو معلوم ہو کہ آدمی کی طرح جن بھی ایمان ونیک اعمال کے واسطے مامور ہین چہارم یہ معلوم ہو کہ جن ہمارا کلام سنتے اور ہماری زبان سمجھتے ہین پنجم جن مین ایمان کی دعوت جاری ہی اور ایک کی دعوت سے دوسرے کا ایمان ظاہر ہوتا ہی جب وہ قبول کرے اور ان وجوہ کے سمجھنے مین بہت سی مصلحتین ہین جنکے بیان مین طول دینا ضرور نہین ہی۔ ھ۔ **فائدہ دوم** علما نے جن کی اصلیت مین اختلاف کیا ہی حسن بصری رح سے روایت ہی کہ ابلیس کی اولاد ہین جیسے انسان حضرت آدم ع کے اولاد ہین اور دونون فریق مین سے مومن بھی ہوتے ہین اور کافر بھی ہوتے ہین اور جو کافر ہین وہ شیطان ہین مترجم کہتا ہی کہ انسان کے شیاطین بھی آیت سے ثابت ہین اور نکتہ یہ ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے جو ناخلف ہوکر شیطان کے تابع ہوے وہ شیطان کی ذریات مین داخل ہوگئے اسلیے کہ ایمان وکفر درحقیقت اصلی رشتہ ہی جیسے جن مین سے جو مومن ہوا وہ حضرت آدم ع کی ذریات مین شامل ہوگیا۔ کیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت نوح ع کے بیٹے کا کی نسبت فرمایا کہ انہ لیس من اہلک۔ حالانکہ وہ نطفہ سے بیٹا تھا فافہم ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جان کی اولاد مین جن ہین شیاطین کی اولاد نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اوفق ہی بقولہ تعالیٰ کان من الجن۔ یعنے ابلیس کی نسبت فرمایا کہ وہ جن مین سے تھا ولیکن جو انہین سے کافر ومشرک ہین وہ انسان کے کافر ومشرک کی طرح ابلیس کی ذریات مین شامل ہوجاتے ہین اور ابن عباس نے کہا کہ ابلیس کی اولاد ابلیس کے ساتھ مرینگی مترجم کہتا ہی کہ کسی قوی دلیل سے مجھے یہ معلوم نہوا کہ ابلیس کی اولاد ہوتی ہی غیر ازینکہ شیاطین الانس والجن کے واسطے البتہ اولاد ہی واللہ تعالیٰ اعلم **شیخ العرائس** رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیا کو جن مین سے پیدا کیا ہی اور انکی ارواح ملکوتیہ واجسام روحانیہ ہین وہ لوگ معرفت الٰہی حاصل ہونے مین ہمارے بھائی ہین اور اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت وسنت طریقہ کی پیروی کرتے ہین اور قرآن سنتے ہین اور اسکے معنے سمجھتے ہین ان مین سے بعض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور آپ کی زبان مبارک سے کلام شریف سنا ہی۔ ھ۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے یہ نہین کہا کہ جن خود قرآن کی تلاوت کرتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ جسطرح سنتے ہین اسیطرح تلاوت بھی کرتے ہین۔ شاید انکو لب ولہجہ انسانی حاصل نہو واللہ تعالےٰ اعلم **شیخ ابن العربی صوفی** رح نے لکھا کہ موجودات مین ایک قسم نفوس ارضیہ قویہ ہین مگر ان مین درندہ وبہائم کی غلظت وکثافت نہین اور نہ جانورون کی طرح ادراک مین کمی ہی اور نہ انکو انسانی استعداد کامل ہی یعنے حیوان وانسان کے درمیان ہین اور نہ ان کو ملائکہ کے مانند صفائی جوہر ولطافت ہی کہ عالم بالا سے متعلق ہون ولیکن نفوس جن کا تعلق لطیف عنصر کے ساتھ ہی اسپر ہوا یا آگ غالب ہے یا دھوان غالب ہی اور یہ شک نہین ہی بلکہ جن کے اقسام ہین اور بعض حکمانے انکو صور معلقہ نام دیا ہی **اقول** امام بیضاوی رح نے بعض آیت کے اشارہ مین کہا کہ یہ خیال نہین ہوسکتا کہ جن مین سب عناصر نہین ہین بلکہ جیسے انسان مین مٹی غالب ہی اسیطرح انمین آگ غالب ہی اور مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین صحیح ہوا کہ جن کی پیدایش مارج النار سے ہی پس یہ تو معلوم ہی لیکن شاید اسکے ساتھ عناصر

Marfat.com

دیگر بھی ہون جیسے انسان کی نسبت منصوص ہی کہ ہم نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہی ابن العربی رح نے لکھا کہ ان نفوس جن ... طرح علوم اور ادراکات ہین پھر چونکہ جن کی طبیعت بھی ملائکہ کی طبیعت سے قریب ہی اور انسان سے لطافت مین ممتاز ہی کیونکہ انسان بوجہ کثافت کے جسم کثیف میں ہی اور جن بوجہ لطافت کے جسم لطیف ہی پس مشابہت ملکیہ کی وجہ سے جائز ہی کہ وہ فرشتون کی طرح عالم غیب سے بعض علوم حاصل کرے پس کچھ بھی بعید نہین کہ وہ آسمان تک چڑھکر کلام ملائکہ سے چوری کے ساتھ کچھ سن بھاگے اور ملائکہ نفوس مجردہ ہین لیکن چونکہ جن مین نسبت آسمانی قوی کے ضعف ہی اسلیے قوائے سماویہ یعنے ملائکہ کے رجم سے اسمین اثر ہوتا ہی اور مغلوب ہوجاتے ہین اور انکے علوم کی انتہا کو نہین پہونچ سکتے ہین اور یہ بھی انکار نہین ہوسکتا ہی کہ جن کے اجرام دخانیہ بسبب حرارت کواکب کے مشتعل ہوجاتے ہون پس مرجاتے ہون اور آسمان پر چڑھنے اور سن بھاگنے سے روکے جاتے ہون اور یہ سب امور ایسے ہین کہ عقل کے نزدیک صحیح ممکن ہین اور اہل کشف انبیا و اولیاء نے صدق کے ساتھ انکی خبر دی ہی خصوصًا ہمارے حضرت جو انبیا مین اکمل ہین صحیح فرماتے ہین۔ ھ۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے شاید اپنے زمانے کے فلسفی خیال والون کو اس تقریر سے قائل کیا ہی کیونکہ شیخ کے زمانہ مین یعنے ساتوین صدی مین تمام ممالک اسلام مین دین کے اندر فتنہ و رخنہ پیدا ہوگئے تھے خصوصًا اندلس و قرطبہ یعنے اسپین مین یہ نوبت تھی کہ گویا دہریت کے خیالات اور فلسفی مذہب عمومًا پھیل گیا تھا اور اسی وقت مین اندلسی نے امام غزالی کی تہافۃ الفلاسفہ کا جواب لکھا تھا اور اندلس کے امرا مین سے ایک جماعت نے فلسفی مدرسہ قائم کیا تھا اور اپنا مال کثیر وقف کیا تھا کہ فرانس و اٹلی وغیرہ سے جو طلبہ نصرانی آوین وہ فلسفہ و اقلیدس و جبر و مقابلہ و ریاضی کے دیگر فنون و علم فلاحت پڑھائے جاوین اور قانون شیخ تعلیم کیا جاوے اور جسقدر مال خرچ ہو بے تکلف دیا جاوے اور اسیطرح ممالک ماوراء النہر و خراسان تا بغداد و یمن و خوارزم مین بالکل جہالت چھائی تھی سوائے ملک حجاز و ہندوستان و شام و مصر کے کوئی جگہ فتنہ و فساد سے خالی نہ تھی اور اسی زمانے مین اللہ تعالیٰ نے بکثرت اولیا صاحب کشف و کرامت ظاہر کیے اور طرح طرح کے عبرتناک واقعات دکھلائے مگر کچھ اثر نہوا آخر ممالک مغرب مین نصاری غالب ہوے اور ممالک مشرق مین قوم تاتار غالب ہوئی لیکن اسپین مٹ گیا اور ممالک مشرق مین سو برس کے بعد تاتاری مسلمان ہوگئے اسلیے کہ اسپین مین علما بدتر تھے اور یہان کے علما اچھے تھے اور چونکہ خلیفہ نے بھی دنیا کے واسطے تاتاریون کو ان ممالک پر چڑھایا اسلیے خلافت بھی مٹ گئی انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ شیخ نے اسی بنیاد پر شاید اس عنوان سے کلام کو بیان کیا ہی واللہ تعالیٰ اعلم شیخ ابو السعود رح نے لکھا کہ جن اجسام عاقلہ خفیہ ہین انپر ہوا یا آگ غالب ہی بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم کی ارواح ہین اور بعض نے کہا کہ جب آدمی کی روح اسکے بدن سے جدا ہوتی ہی تو وہی جن ہین مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابو السعود رح کو یہ قول ہرگز نہین لکھنا چاہیے تھا اور عجب ہی کہ مولوی صدیق حسن نے بھی اسکو اپنی تفسیر مین نقل کیا اور کچھ حوالہ نہین دیا حالانکہ یہ محض باطل ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہین تو کیا بعد موت کے آپ ہدایت فرماتے ہین یہ بالکل شریعت کے مخالف ہی اور درحقیقت امام رازی رح نے یہ قول بعض فلاسفہ کفار سے نقل کیا ہی تو انکا قول یہان اسطرح نقل کرنا باطل طریقہ ہی امام رازی رح نے لکھا کہ ہمیشہ سے لوگ جنکے وجود مین اختلاف کرتے آئے ہین اور اکثر فلاسفہ اس سے منکر ہوے اور ابن سینا نے رسالہ حدود الاشیاء مین لکھا کہ جن ایک جاندار چیز ہوائی ہی جو مختلف شکلو نمین نظر آتی ہی اور لکھا کہ یہ نام کی شرح ہی یہ جملہ دلالت کرتا ہی کہ فقط عنقا کی طرح لفظ جن کی یہ شرح ہی اور خارج مین اسکی کوئی حقیقت نہین ہی یہ ان لوگو نکا حال ہی جو اپنی رائے کے پابند ہین اور جو لوگ انبیا علیہم السلام کے ماننے والے ہین وہ جمہور اقرار کرتے ہین کہ جنکا وجود ہی اور یہی جماعت عظیم متقدمین فلاسفہ و اصحاب روحانیات کا قول ہی جو ان کو ارواح سفلیہ کہتے ہین اور زعم کرتے ہین کہ تسخیر مین جن جلدی آجاتے ہین اور علوی فلکی قوی مشکل سے آتے ہین پھر انمین سے بعضے کہتے ہین کہ جن کچھ جسمانی چیز نہین ہین ولیکن انکے اعراض مختلف ہین بعضے نیک ہین اور بعضے بد ہین اور بعضے نیکی پسند کرتے ہین اور بعضے بدی پسند

کرتے ہین اور انکے اقسام بے شمار کو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہی اور یہ لوگ کہتے ہین کہ جن کے مجرد ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ
کچھ نہ کرین بلکہ وہ افعال کر سکتے ہین اور دیکھتے سنتے ہین اور بعضے ایسے سخت کام کر سکتے ہین جو بشر سے نہین ہو سکتے ہین اور شاید انہین سے
ہر قسم کے واسطے ایک خاص تعلق اس عالم کے اجسام سے ہو اور ممکن ہے کہ انکا تعلق اول ہوا سے ہو کر بذریعۂ ہوا کے کسی جسم انسانی
یا حیوانی مین سرایت کرے جیسے خون کے بخارات بذریعۂ خون کے اجسام کے اعضا مین سرایت کرتے ہین جنکو اطبا روح حیوانی کہتے ہین
اور روح حیوانی مع خون کے ہوا سے متعلق ہی **قول دوم** یہ کہ جن اجسام ہین اور امام رحؒ نے عمدہ استدلال کے بعد ثابت کیا کہ جسم کچھ زندگی کے
واسطے شرط نہین ہی اور جس چیز کے دیکھنے کے شرائط موجود ہون اسکا نظر آنا ضروری نہین ہی یہ مطلب عمدہ دلائل سے ثبوت ہی لیکن افسوس
کہ اردو مین عوام کے ذہن وہانتک نہین پہونچ سکتے اور بیفائدہ تشویش مین ڈالنا منظور نہین ہی صرف نتیجہ یہ نکلا کہ اب ثابت ہوا کہ جن اجسام
کثیفہ موجود ہین اور نظر نہین آتے ہین اور معتزلہ بھی جن کے وجود کا اقرار کرتے ہین اگرچہ انکے اقوال پراگندہ ہین اور قرآن ... شک
کہ ملائکہ بہت قوی اور نہایت عظیم الخلقت ہین اگرچہ نظر نہین آتے اسی دلیل سے جو مذکور ہو چکی اور اسیطرح جن کا حال ہی کہ بہ نسبت انسان کے
مشقت کے کام کر سکتے ہین اور نظر آنا ضرور نہین ہی اور جس فرقے نے یہ زعم کیا کہ موجود ہو تو نظر آنا ضرور ہی وہ عقل سے جاہل اور صرف حواس
حیوانی رکھتا ہی **اقول** بلکہ حیوان بھی حواس سے دیکھتے ہین اور وہ حیوان سے بھی بدتر ہی **فائدہ سوم خطیب** رحؒ نے لکھا کہ علما مین اختلاف ہی
کہ جن جنت مین داخل ہونگے جبکہ ایمان لاوین یا نہین (جواب) مین ایک اصل پر اختلاف ہی یعنے جسنے کہا کہ وہ ابلیس کی نسل سے ہین اسنے
کہا کہ جنت مین داخل نہونگے بلکہ عذاب النار سے بچائے جاوینگے اور یہ مجاہد کا قول ہی **اقول** یہی ابوحنیفہ سے روایت کیا جاتا ہی لیکن بہت سے
مشائخ نے اس سے اختلاف کیا ہی اور حسن بصری رحؒ کہتے تھے کہ داخل جنت ہونگے جبکہ ایمان لاوین اگرچہ ذریت ابلیس ہون اور جسنے کہا کہ جن
اولاد جان ہین انکے نزدیک کچھ تردد نہین کہ ایمان کے ساتھ جنت مین داخل ہونگے **اقول** یہی قول قوی واصح ہی واللہ تعالیٰ اعلم قرطبی نے
کہا کہ کافر اطبا و فلاسفہ مین سے ایک جماعت نے کہا کہ جن بسیط ہین یعنے فقط آگ سے پیدا ہین تو انکے واسطے طعام و غذا نہین ہو سکتی ہے
(جواب) یہ کہ ان احمق کافرون نے اللہ تعالیٰ پر جرات کی اور قرآن و حدیث انکے قول کو مردود فرماتی ہین اور مخلوقات مین کوئی چیز بسیط نہین ہی
بلکہ سب مخلوقات مرکبات ہین اور انکا دیکھنا ممتنع نہین ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو بلکہ ملائکہ کو دیکھتے تھے اور اکثر ہماری انکو
سانپ کی صورت مین نظر آتے ہین ھ۔ مترجم کہتا ہی کہ بکثرت اخبار متواتر ہم لوگون مین سے ثقات کی زبان سے مسموع ہین کہ انہون نے
جن کو مختلف صورتون مین دیکھا اور اس سے منکر فقط وہی شخص ہوگا جو بدیہیات کا انکار کرے اور دیدہ و دانستہ ...
جاوے اور جنون کا دیکھنا خود حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث مین موجود ہی اور غزوۂ خندق مین جس جوان نے سانپ کو نیچے سے پیار ڈالا
وہ جن تھا اور شیخ امام ابن کثیر رحؒ نے سورۂ احقاف مین روایات کثیرہ لکھی ہین مجھے ... معلوم ہوتا ہی کہ یہان انکا خلاصہ درج
کرون تاکہ یہ مقام بھی فوائد سے خالی نہ رہے وباللہ التوفیق۔ امام احمد نے بطریق سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ روایت کی کہ جن کان لگاکر
آسمان سے وحی سنا کرتے تھے (وحی سے مراد وہ فرمان الٰہی تھا جو ملائکہ کو احکام قضا و قدر مین سے سنایا جاتا تھا) پس جن کوئی کلمہ سن لیتا اور
اسمین جھوٹ سوا اپنی طرف سے ملاتا تھا تو جو بات اُسنے سنی وہ تو حق تھی اور جو بڑھائی ہی وہ باطل تھی اور تارے اس سے پہلے نہین مارے
جاتے تھے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے (وحی الٰہی نازل ہونے لگی۔ تو جب کوئی جن اپنے ٹھکانے جاکر بیٹھنا چاہتا تو کبھی
نہ جانے پاتا بلکہ اُسکو شہاب ثاقب مارا جاتا کہ جہان لگتا وہ جل جاتا تو انھون نے ابلیس سے یہ شکایت کی کہ اب ہم مین سے کوئی نہین جانے
پاتا ہی ابلیس نے کہا کہ یہ امر ضرور کسی سبب سے ہی پس اُسنے ہر طرف اپنے لشکر بھیجے تو ایک گروہ نے رسول اللہ صلعم کو نخلہ کے دونون پہاڑون کے
درمیان نماز پڑھتے پایا پس جاکر ابلیس کو خبر دی تو اُسنے کہا کہ یہی حادثہ سانح ہوا ہی (رواہ الترمذی قال حسن صحیح مترجم کہتا ہی کہ اس روایت سے

معلوم ہوتا ہی کہ جنون نے جو ابلیس کو خبر دی تھی پس جو خطیب نے قشیری رح سے نقل کیا کہ یہ لوگ سفیہ ابلیس کے پاس نہین گئے بلکہ نبی آدم کی طرح ہم قرآن پر ایمان لائے ہین یہ کلام اس روایت کے خلاف ہی محمد بن کعب القرظی رح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف جانا اور لوگون کا منکر ہونا روایت کیا اور اسمین عمدہ دعا ذکر کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف والون کے اسلام سے مایوس ہو کر پھرے یہ دعا مانگی۔ اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُو ضُعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيْلَتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَاَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّي اِلٰى مَنْ تَكِلُنِي اِلٰى عَدُوٍّ بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِي اَمْ اِلٰى صَدِيْقٍ قَرِيْبٍ مَلَّكْتَهُ اَمْرِي اِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا اُبَالِي غَيْرَ اَنَّ عَافِيَتَكَ اَوْسَعُ لِي اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِي اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ يَنْزِلَ بِي غَضَبُكَ اَوْ يَحُلَّ بِي سَخَطُكَ وَلَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ ۔ اور طائف کو جانا بعد وفات ابوطالب کے ہجرت سے ایک دو سال پہلے واقع ہوا تھا حدیث ابن مسعودؓ مین ہی کہ نو عدد جن مین ایک کا نام زوبعہ تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُترے جب آپ بطن نخلہ مین قرآن پڑھتے تھے پس آپس مین ایک نے دوسرے کو خاموش کیا اور قرآن سنکر اپنی قوم کو انذار کرنے گئے (رواہ ابن ابی شیبہ) یہ سب نصیبین کے جن تھے (محمد بن کعب) آنحضرت صلعم کو اس مرتبہ جنون کا موجود ہونا معلوم نہوا بلکہ وہ لوگ قرات سُنکر اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے پھر اسکے بعد آپ کے پاس اپنی اپنی قوم کی طرف سے ایلچی آئے پھر قومین آنی شروع ہوئین پھر فوج فوج آنے لگے چنانچہ اسکی روایات آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ آتی ہین (حدیث ابن مسعود) آمد داعی الجن اور خلاصہ یہ کہ ایک رات آپ کہین نہین ملتے تھے صبح ہوتے غار حرا کی طرف سے آتے تھے پھر جن الجزیرہ کا آنا بیان فرمایا اور وہان جاکر اُنکے فرودگاہ و آگ کے نشانات دکھلائے اور اُنھون نے اپنے واسطے توشہ طلب کیا تو فرمایا کہ جس ہڈی پر نام الٰہی ذکر کیا گیا ہی جب تمھارے ہاتھ آوے گی تو سب حالتون سے زیادہ پر گوشت ہوگی اور ہر لید و مینگنی جو تمھارے جانورون کے واسطے ملے گی اصل سے بہتر ہوگی (رواہ احمد و مسلم) پھر وہ حدیث ذکر کی جسمین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ گئے تھے اور آپ نے خط کھینچ دیا تھا اور اسکی اسانید اکثر قوی ہین (رواہ اسحق بن راہویہ و ابن جریر و عبداللہ بن احمد و ابونعیم وغیرہم) بعض روایات مین ہی کہ قریب صبح کے آپ آئے تو فرمایا کہ کیا تو سویا تھا مین نے کہا کہ نہین واللہ مین نہین سویا مگر مین نے بارہا یہ قصد کیا کہ لوگون کو پکارون کہ وہ دوڑین یہانتک کہ مین نے دیکھا کہ آپ انکو اپنا عصا مارتے ہین کہ بیٹھ جاؤ آپ نے فرمایا کہ اگر تو باہر نکلتا تو شاید انمین بعضے تجھے اُٹھالے جاتے اور ایک روایت مین ہی کہ تو ہلاک ہوجاتا اور فرمایا کہ کیا تو نے دیکھا تھا مین نے کہا کہ مین نے مرد سیاہ رنگ وحشی دیکھے تھے جو سپید لباس پہنے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ نصیبین کے جن تھے اور ایک روایت مین ہی کہ مین نے سیاہ سیاہ صورتین بکثرت دیکھین اور صبح ہوتے بادل کے ٹکڑون کی طرح اُڑے چلے گئے اور ایک روایت مین ہی کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان کو یہ ہڈی و مینگنی و لید کیا کفایت کریگی آپ نے فرمایا کہ ہڈی مین اس سے بہتر گوشت پاوینگے جسدن کھائی گئی ہی اور لید و مینگنی مین اس سے بہتر دانہ پاوینگے جسدن وہ کھائی گئی تھی اور ایک روایت مین ہی کہ صبح کو مین نے کہا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے مین وہان جاکر دیکھون تو مین نے ساٹھ اونٹون کے بیٹھنے کے نشانات پائے اور امام احمد نے ابوزید مولی عمرو بن حریث کے طریق سے ابن مسعودؓ کی حدیث روایت کی اور اسمین مذکور ہی کہ آپ نے صبح کو پانی مانگا تو مین نے کہا کہ نہین ہی مگر برتن مین نبیذ ہی آپ نے فرمایا کہ خرما پاکیزہ ہی اور پانی طہور ہی (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ) و ابوزید کو کہا گیا کہ مجہول ہین انکا حال معلوم نہین ہی امام احمد رح نے اسکو حنش الصنعانی عن ابن عباس عن ابن مسعود روایت کیا لیکن اسناد مین ابن لہیعہ ہین ہیثمی رح نے کہا کہ اکثر علما انکو ثقہ و حجت کہتے ہین اور امام احمد نے کہا کہ حدثنا ابوسعید حدثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن ابی رافع عن ابن مسعود روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گرد خط کھینچ دیا اور مین نے دیکھا کہ جن ہر ایک درخت خرما کے برابر تھا اور اسمین نبیذ سے وضو کرنا مذکور ہی

اسناد کے سب راوی ثقات ہین فقط علی بن زید بن جدعان مین کلام ہی اور ترمذی نے انکی روایت کو بارہا حسن کہا ہی اور اسکے سوائے متابعت ابوزید حاصل ہوئی اور ابن لہیعہ کی اسناد بھی حسن ہی بس شک نہین کہ حدیث قابل حجت ہی اور ابن ابی حاتم نے حدیث قتادہ رح سے مرسل روایت کیا اور اسمین یہ ہی کہ ابن مسعود رض نے کہا کہ مین اِس دائرہ خطی کے اندر خوفناک ہوتا تھا اور نسر طائر کے مانند انکی رفتار دیکھتا تھا دیسے لنبے لنبے قدم رکھتے جنسے آواز آتی تھی) اور مین نے سخت غل وشور کی آواز سنی (یہ خط مذکور کا اثر تھا ورنہ کچھ سنائی نہ دیتا) حتی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر خوف شدید ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے اس دائرہ مین سے جو آپ نے میرے گرد کھینچا تھا سُنا کہ آپ نے قرآن پڑھا جب آپ تشریف لائے تو مین نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ سخت شور وغل کیا تھا آپ نے فرمایا کہ ان لوگون نے ایک شخص مقتول کے واسطے نالش پیش کی تو مین حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا (رواہ ابن جریر ایضًا) ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ اس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصدًا تشریف لے گئے اور ان کو قرآن مجید سنایا اور انکے واسطے شرائع ضروریہ مقرر فرمائین **اقول** یہ بھی معلوم ہوا کہ جن بھی باہم ایک دوسرے کو قتل کرتے ہین اور بیہقی رح نے زعم کیا کہ اول حدیث بن مسعود رض سے جو یہ ثابت ہوا کہ ابن مسعود رض آپ کے ساتھ نہین تھے تو مراد یہ کہ جہان آپ جن سے ہم کلام تھے وہان موجود نہین تھے جیساکہ دوسری حدیث ابن مسعود رض سے ثبوت ہی ولیکن میرے نزدیک شاید یہ بھی دومرتبہ واقع ہوا ہی اول مرتبہ جب آپ جن کو تلاوت قرآن سنانے گئے تو کوئی ساتھ نہین تھا اور جب دوسری مرتبہ تشریف لے گئے تو ابن مسعود رض ساتھ گئے تھے مترجم کہتا ہی کہ یہی اقوی ہی اور واضح ہو کہ عثمان بن صالح شیخ ثقہ نے کہا کہ مین نے ایک جن صحابی دیکھا ہی چنانچہ تقریب وغیرہ مین انکا قول مذکور ہی اور یہ شیخ بیشک ثقہ ہین اور اس سے معلوم ہوا کہ جن کی عمر بہت دراز ہوتی ہی شیخ ابن کثیر رح نے حدیث ابوہریرہ رض لکھی کہ میرے پاس جن نصیبین کے ایلچی آئے تھے اور اُنھون نے مجھسے اپنا طعام وزاد مانگا تو مین نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی کہ انکا گذر جس ہڈی وگوبر کی طرف ہو اسکو طعام پاوین (رواہ البخاری فی الصحیح) اور خود ابن عباس رض سے باسناد جید ایک روایت آئی ہی جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جن نصیبین کا آنا دومرتبہ واقع ہوا ہی چنانچہ ابن عباس رض نے کہا کہ جن نصیبین سے سات شخص آئے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی قوم کی جانب اپنی طرف سے پیغام پہونچانے والا کردیا (رواہ ابن جریر) اور ابن حاتم نے مجاہد رح سے روایت کیا کہ جن نصیبین سے سات شخص آئے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوگروہ کردیا تین کو حران بھیجا اور چار کو نصیبین بھیجا اور انکے نام یہ ہین حسی - حسا - منینی - شاضر - ماضر - اردانیان - احقم - اور ابوحمزۃ الثمالی رح نے ذکر کیا کہ جن مین سے اس قبیلہ کو بنی شیصیان کہتے ہین اور یہ لوگ شمار مین سب سے زیادہ ہین اور نسب مین سب سے اشرف ہین اور پہلے یہی لوگ زیادہ تر ابلیس کے گروہ مین تھے - مین کہتا ہون کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مین گذر چکا کہ نو عدد تھے ایک کا نام زوبعہ تھا اور یہ بھی روایت گذری کہ پندرہ عدد تھے مترجم کہتا ہی کہ یہ متعدد آمد مین متعدد نفر آئے چنانچہ تیسری روایت مین مصرح ہی کہ انکی سواریان ساٹھ تھین اور یہ بھی گذرا کہ سردار کا نام وردان تھا مترجم کہتا ہی کہ ان روایات کی اسانید بیشک اچھی ہین غیراز ینکہ شاید حفاظ الائمہ کے نزدیک کچھ علل خفیہ ہون لیکن حافظ ابن کثیر رح نے کچھ اعتراض نہین کیا ہی اکہ یہ کہا کہ بعض سلف نے ذکر کیا کہ تین سو جن آئے اور عکرمہ سے روایت ہی کہ بارہ ہزار تھے پس ضرور ہی کہ یون کہا جاوے کہ شاید یہ متعدد روایات اس امر کی دلیل ہین کہ جنون کی آمد بارہا واقع ہوئی ہی مترجم کہتا ہی کہ قریب وفات شریف تک آمد ہوئی چنانچہ خود شیخ رح نے کہا امام ابونعیم الحافظ رح نے بطریق مینا عن ابن مسعود رض روایت کی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنون کی آمد کی رات مین تھا ناگاہ آپ نے اوپر کی سانس لی مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یارسول اللہ آپ کا کیا حال ہی آپ نے فرمایا کہ اے ابن مسعود رض مجھے میری وفات کی خبر دی گئی ہی مین نے عرض کیا کہ پھر آپ کسی کو خلیفہ کردیجیے آپ نے فرمایا کہ کسکو خلیفہ کرون مین نے عرض کیا کہ ابوبکر رض کو آخر تک حدیث روایت کی اور اسکے آخر مین حضرت علی رضی عنہ کے خلافت کے ذکر مین آپ نے فرمایا کہ اگر اسکی اطاعت کرین تو سب کے سب جنت مین داخل ہون ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ حدیث بالکل غریب ہی اور غیر محفوظ معلوم ہوتی ہی اور اگر محفوظ ہو تو یہ آمد مدینے مین واقع ہوئی ہی اور یہ بالکل آخری وقت ہی جب حجۃ الوداع مین سورہ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوچکا ہے

Marfat.com

کیونکہ صحیح مین حضرت عمرو بن د اس سے اسکی تفسیر بھی مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبردی گئی کہ جب لوگ دین [illegible] تو یہ علامت ہی کہ آپ اعلیٰ علیین کے مرتبۂ اعلیٰ مین تشریف لیجاوین اور مکروہات دنیا سے فراغت پاوین مترجم کہتا ہی کہ یہان [illegible] آوین داخل ہونے لگے تھے اور ہر طرف سے قبائل عرب داخل اسلام ہونیکو آپ کی خدمت مین آتے تھے اسیطرح جن بھی فوج [illegible] ا رعکرمہ کی روایت مین بارہ ہزار جن کا آنا اسی وقت مین ہوگا **تنبیہ** اس حدیث سے کسی کے دل مین شیطان یہ وسوسہ [illegible] کہ روافض کی طرح وہ سمجھے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے ابتدا مین منظور ہی بلکہ آپ نے معجزہ سے خبردی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مین لوگ پھوٹ ڈالین گے تو تنبیہ فرمائی کہ اگر لوگ اس حالت مین حضرت امیر المؤمنین علی رض کی اطاعت کرین تو نجات پاوین اور دونون گروہ سب کے سب درجات بلند جنت مین پاوین جیسے حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ لوگون نے بعد آپ کے خلیفہ بنانے کے واسطے حضرت ابوبکر رض کا نام لیا تو آپ نے تعریف کی اور حضرت عمر رض کا نام لیا اور حضرت عثمان رض کا نام لیا ہر ایک کے حق مین تعریف کی پھر حضرت علی رض کا نام لیا تو بھی آپ نے تعریف کی ولیکن فرمایا کہ (ولا اراکم فاعلین) مین تمکو ایسا کرنیوالا نہین دیکھتا ہون۔ یہ حدیث معجزہ ہی چنانچہ حضرت علی رض کی خلافت مین لوگون نے اتفاق نہ کیا بلکہ اختلاف کیا۔ اور جمیع اہل السنۃ اتفاق کرتے ہین کہ خلافت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے واسطے حق تھی اور آپ سے اختلاف کرنا ٹھیک نہ تھا اور ہر معاملہ مین امر حق آپ ہی کے ساتھ رہا فاحفظ، ھ۔ بالجملہ اگر یہ روایت محفوظ ہو تو بھی سورہ اذا جاء نصر اللہ۔ دلیل ہے کہ (الناس) جن وانس فوج فوج داخل اسلام ہوتے ہین اور قول عکرمہ بھی مؤید ہی کہ بارہ ہزار جن آئے تو ظاہر ہوا کہ جن کی آمد بارہا واقع ہوئی ہی اور اسکے وہ حدیث بھی دلیل ہی جو بخاری رح نے صحیح مین روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ جب کبھی مین نے حضرت عمر رض سے سُنا کہ مین اس چیز کو ایسا گمان کرتا ہون تو وہ چیز ویسی ہی نکلتی تھی ایک مرتبہ حضرت عمر بیٹھے تھے کہ ناگاہ اس طرف سے ایک خوبصورت آدمی گزرا تو فرمایا کہ یا تو میرا گمان غلط ہی یا یہ شخص اپنے دین سابق پر ہی یا پہلے یہ کاہن تھا اسکو میرے پاس لاؤ جب وہ بلایا گیا تو اس سے یہ بات بیان کی گئی اُسنے کہا کہ آج کا روز عجب ہی کہ ایک مسلمان سے اسطرح کلام کیا جاتا ہی حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مین تجھے قسم دیتا ہون کہ تو سچ سچ بات کہدے تب اُسنے کہا کہ ہان بیشک مین زمانۂ جاہلیت مین لوگونکا کاہن تھا آپ نے پوچھا کہ تونے سب سے زیادہ عجیب کیا بات پائی جو تیری جنیلاتی تھی اُسنے کہا کہ ایک روز مین بازار مین تھا کہ وہ میرے پاس آئی اور اُسکی صورت سے گھبراہٹ برستی تھی اور مجھسے کہا کہ الم تر الجن وابلاسہا ۔ ویاسہا من بعد انکاسہا ولحوقہا بالقلاص واحلاسہا ۔ یعنے تونے دیکھا کہ جن کیونکر مایوس ہوگئے اور عروج کے بعد محروم ہوئے اور وہ ہی اپنی اونٹنیون و کملیون مین رہ گئے حضرت عمر رض نے کہا کہ اسنے سچ کہدیا اور ایک روز مین انکے بتون کے پاس سوتا تھا اتفاق سے ایک شخص بچھڑا چڑھاوا لایا اور اُسکی گردن ماری کہ ناگاہ ایک چیخنے والے کی آواز نہایت زور سے آئی اور کوئی نظر نہ آتا تھا اور نہ اس زور سے چیخ مین نے سنی وہ کہتا تھا۔ یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ قوم کے لوگ کود کر بھاگے لیکن مین نے دل مضبوط کیا کہ نہین جاؤنگا جب تک نہ دیکھون کہ اسکے پیچھے کیا ہی پھر وہی آواز آئی تب مین وہان سے اٹھ آیا پھر زیادہ دن نہین گذرے کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ شخص خدا کے رسول ہین امام بیہقی رح نے کہا کہ اس روایت مین بظاہر یہ شبہہ ہوتا ہی کہ حضرت عمر رض نے یہ آواز سنی تھی اور ایک ضعیف الاسناد روایت مین بھی صریح مذکور ہی ولیکن دیگر روایات دلالت کرتی ہین کہ یہ قصہ بھی اُسی شخص نے بیان کیا ہے جسکو حضرت عمر نے بلایا تھا اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ہان یہی بات ٹھیک ہی اور یہ شخص جسکا نام نہین لیا ہی یہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہین اور مین نے حضرت عمر رض کی تاریخ مین اس قصہ کی سب روایات جمع کی ہین مترجم کہتا ہی کہ حضرت عمر رض نے سواد بن قارب سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور گلے سے لگالیا بیہقی رح نے باالاسناد حضرت براء بن عازب رض سے روایت کی کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلعم کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے کہ ناگاہ یہ فرمایا کہ ای لوگو تم مین سواد بن قارب بھی ہین مگر اس سال کسی نے انکو جواب نہین دیا (مترجم کہتا ہی کہ شاید منبر رسول اللہ صلعم سے مراد حج کے مقام کی منبر ہو یا مدینے مین جب مجاہدین آئے تھے اسوقت خطبہ سُنایا ہو) پھر دوسرے سال بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ مین اسیطرح آواز دی کہ کیا تم مین

سوادبن قارب ہین مین نے ربعد اسکے مجلس خاص مین)عرض کیاکہ ای امیرالمؤمنین یہ سوادبن قارب کون شخص ہین جنکو آپ تلاش کرتے ہین آپ نے فرمایاکہ یہ ایک شخص ہی جسکے ابتداے اسلام کاعجیب قصہ ہی ہم اسی گفتگو مین تھے کہ ناگاہ سوادبن قارب نظر پڑے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہاکہ اے سواد اپنے اسلام لانیکا ابتدائی قصہ ہم سے بیان کرو سواد رضہ نے کہ بہت اچھا سنیے مین ہندوستان مین اُترا تھا اور میرے پاس جن مین سے ایک مخبر تھا دقلت شاید جنیہ ہو یاجن ہوا ورآیندہ لفظ مین جن معلوم ہوتا ہی اور شاید مخبر کی وجہ سے لفظ مذکر ہوا ور شاید جنس مین مذکر ہو واللہ اعلم ایک روز رات کو مین سوتا تھاکہ میرے خواب مین آکر اُسنے کہاکہ اگر تجھے عقل ہی تو اُٹھکر سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے قبیلۂ لوی بن غالب مین سے ایک رسول بھیجا ہی پھر یہ اشعار پڑھنے شروع کیے ؎ عجبت للجن وتحساسها + وشدها العيس باحلاسها + تهوي الى مكة تبغي الهدى + ماخير الجن كانجاسها + فانهض الى الصفوة من هاشم + واسمح بعينيك الى راسها + یعنے مجھے جن کی ہوشیاری اور اپنے اونٹون پر پالان ڈالکر روانہ ہونا خوش معلوم ہواکہ ہدایت کی خواہش مین مکے جاتے ہین - بہتر جن اپنے بدتر کے مثل نہین ہین توبھی اُٹھکر برگزیدہ بنی ہاشمی کے حضور مین جاکر اپنی آنکھین اسکے قدمون سے مل - پھر اُس نے مجھے جگایا اور کہاکہ ای سوادبن قارب اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مکرم بھیجا ہی اسکی خدمت مین ارشاد وہدایت حاصل کر فلاح پاوے گا - دوسری رات مین پھر اُسنے آکر مجھے بیدار کیا اور یہ اشعار پڑھے ؎ عجبت للجن وتطلابها + وشدها العيس باقتابها + تهوي الى مكة تبغي الهدى + وليس قدماها كاذنابها + فانهض الى الصفوة من هاشم + واسمح بعينيك الى قابها + مجھے جنون کی تلاش کامل وا ونٹ کس کر روانگی اچھی معلوم ہوئی چونکہ ہدایت لینے جاتے ہین حالانکہ جن کے شرفا و کمینہ برابر نہین ہین توبھی اُٹھکر برگزیدہ بنی ہاشمی کی خدمت مین حاضر ہوکر انکے قدمون سے آنکھین مل + پھر تیسری رات کوبھی اُسنے آکر مجھے بیدار کرکے یہ اشعار سُنائے ؎ عجبت للجن وتخبارها + وشدها العيس باكوارها + تهوي الى مكة تبغي الهدى + وليس ذو الشر كاخيارها + فانهض الى الصفوة من هاشم + ما مومنوا الجن ككفارها - مجھے جنون کی اچھی آگاہی اور کجاوہ باندھکر روانگی پسند آئی جو ہدایت لینے کو مکہ جاتے ہین اور بدتر بھی بہترون کے مثل نہین ہوسکتے ہین توبھی بنی ہاشم کے برگزیدہ بزرگ کی خدمت مین حاضر ہو جن مین سے مؤمنین مانند کافرون کے بدتر نہین ہین جب تین راتین برابر اُسنے مجھسے یہی کہا تو میرے دل مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسلام کی محبت ماشاء اللہ سماگئی اور مین نے سواری کس کر قصد کیا کہ کوئی کام نہ کرونگا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر نہون جب مین حجاز مین پہونچا تو معلوم ہواکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مین ہین یعنے مکہ معظمہ مین ہین اور لوگ آپکی خدمت مین ایسے ہین جیسے گھوڑے کی ایال ہوتی ہی یعنے خلاصہ اولیا مگر قلیل ہین پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دور سے دیکھا تو فرمایاکہ مرحبا اے سوادبن قارب ہم کو تیرے آنے کاحال معلوم ہی مین نے کہاکہ یارسول اللہ مین نے کچھ اشعار کہے ہین آپ توجہ فرماکر سن لیجیے آپ نے فرمایاکہ اچھا کہو مین نے عرض کرنا شروع کیا ؎ اتاني رئيي بعد ليل وهجعة + ولم يك فيما قد بلوت بكاذب + ثلث ليال قوله كل ليلة + اتاك رسول من لوي بن غالب + فشمرت عن ساقي الازار ووسطت + بي الذعلب الوجناء بين السباسب + فاشهد ان الله لارب غيره + وانك مامون على كل غائب + وانك ادنى المرسلين وسيلة + الى الله يا ابن الاكرمين الاطائب + فمرنا بما ياتيك ياخير مرسل + وان كان فيما جاء شيب الذوائب + وكن لي شفيعا يوم لاذو شفاعة + سواك بمغن عن سواد بن قارب + ترجمہ میرا مخبر جنی رات مین خواب کے بعد میرے پاس آیا اور جہانتک مین نے اُسکو آزمایا تھا جھوٹا نہین پایا + تین رات پیہم آیا ہر رات اسکا یہی قول تھا + کہ قبیلۂ لوی بن غالب سے ایک رسول اللہ تیرے پاس آیا ہے + پس مین نے اپنا لنگ اپنی ساق پر چڑھایا + اور تیز رفتار پرزور اونٹنی مجھے بیابان دور دراز کے بیچ مین لائی + اب مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی اسکے سواے کوئی رب نہین ہی + اور آپ مین اللہ ہین جو بات امر غائب کی نسبت فرماتے ہین سب معتمد ہی + اور آپ سب رسولون سے بڑھکر مقرب وسیلہ ہین + اللہ تعالیٰ کی جناب مین ای فرزند پاکیزگان + اب آپ ہم کو اس سے حکم فرماوین جو آپکے پاس وحی الٰہی سے آتا ہی اے خیر المرسلین + اگرچہ احکام آمدہ مین ایسا حکم ہو جس سے بال سپید ہوجاوین (یعنے خوفناک ہو یا مشکل ہو + اور میرے واسطے شفیع ہوجایے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا نہوگا + جو سواے آپ کے سوادبن قارب کے آڑے آویگا + جب مین نے یہ اشعار

سنائے تو رسول اللہ صلعم ہنسے، اور فرمایا کہ اے سواد تو نے فلاح پائی تیری مراد بر آئی حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اے سواد بھلا تمھارا مخبر اب بھی آتا ہے سواد نے
کہا کہ جب سے مین نے قرآن پڑھا تب سے نہین آتا اور قرآن مجید اسکا بہتر عوض ہے اس حدیث کو بیہقی نے تین جہت سے روایت کیا اور
ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارہ راوی مبہم حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مدینے مین ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ
مدینے کے باہر وفد الجن سے ملنے گئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حلقے مین بٹھا دیا حتی کہ ابن مسعود کو دور سے ہجوم دیکھکر خوف ہوا کہ شاید
ہوازن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کیا ہے پھر مانند قصہ مکہ کے ذکر کیا اور ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث زبیر بن العوام سے
روایت کیا کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ گیا یہانتک کہ مدینے کے سب پہاڑ ون کے باہر پہونچے مین نے یکایک بہت لمبے مرد کھڑے
دیکھے اور گویا مجھے غشی ہوگئی پھر مانند حدیث ابن مسعودؓ ذکر کیا اور ابونعیم نے ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی کہ حضرت ابن مسعودؓ کے چند شاگرد
حج کو گئے۔ راہ مین انھون نے دیکھا کہ ایک سفید سانپ راستہ پر بل کھاتا ہے اور اُس سے مشک کی خوشبو اُڑتی ہے ایک نے ساتھیون سے کہا
کہ آپ لوگ چلیے اور مین تو یہان سے نہین ہٹون گا جب تک یہ دیکھ نہ لون کہ اس سانپ کا کیا انجام ہوتا ہے پھر کچھ دیر نہین گذری تھی کہ وہ
سانپ مرگیا پس مین نے ایک سفید کپڑا لیکر اسمین لپیٹ کر اسکو راستہ سے علیحدہ لیجا کر دفن کردیا اور مین تیز چلا تاکہ اپنے ساتھیون سے
مل جاؤن تین نے عشا کے وقت انکو پالیا پھر واللہ ہنوز ہم لوگ کھڑے تھے دیکھا وہ کھولکر بیٹھنے بھی نہین پائے تھے کہ چار عورتین جانب
مغرب سے آئین اور ایک نے انمین سے کہا کہ تم مین سے کسنے عمرو کو دفن کیا ہے ہم نے کہا کہ عمرو کون شخص ہے ہم جانتے بھی نہین ہین تب اُسنے
کہا کہ تم مین سے کس نے سفید سانپ کو دفن کیا ہے تین نے کہا کہ وہ مین ہون اُسنے کہا کہ آگاہ ہو کہ واللہ تو نے ایسے شخص کو دفن کیا جو شب بیدار
اور روزہ دار تھا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق حکم کیا کرتا تھا اور وہ تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر چار سو برس پہلے سے ایمان لایا تھا۔
اُسنے آپ کی تعریفین آسمان سے سُنی تھین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے وہ ایمان لاچکا تھا پھر آپ کے ہاتھ پر
ایمان لایا یہ سُنکر ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کی پھر ہم نے حج ادا کیا اور جب مدینہ واپس آئے تو ہم نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے مدینہ مین
یہ قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ عورتون نے سچ کہا مین نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ میری بعثت سے چار سو برس پہلے
ایمان لایا تھا ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب محض ہے اور ابونعیم نے کہا کہ سفیان ثوری نے ابواسحق عن الشعبی عن رجل من ثقیف
اس قصہ کو بمانند مذکورۂ بالا روایت کیا اور عبداللہ بن امام احمد نے اور طبرانیؒ نے صفوان بن معطلؓ سے روایت کی کہ جنھون نے اِس
سانپ کو دفن کیا تھا کہ ان عورتون نے یہ بھی کہا کہ یہ شخص اُن نو جن مین سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن سننے آتے
تھے اور یہ ان نو جن مین سے سب سے آخر مرا ہے مترجم کہتا ہے کہ روایت مین یہ مذکور ہے کہ اُسنے آسمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعریف سُنی تھی مراد یہ کہ وہ گروہ ابلیس مین جاکر آسمان سے چوری کے ساتھ خبرین سنا کرتا تھا ناگاہ ملائکہ نے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے فضائل بیان کیے اور شاید یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد جب نصرانی بگڑے ہین اسوقت ہوگا کہ آیندہ ایک پیغمبر
خاتم المرسلین ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنون کی عمر بہت دراز ہوتی ہے چنانچہ عثمان بن صالح نے جنکا انتقال ۲۱۹ھ ہجری مین بہتر برس کی
عمر پر ہوا ہے کہا کہ مین نے ایک جن صحابی دیکھا اور وہ ثقہ صالح تھے بخاریؒ نے اُنسے حدیث روایت کی اور اُنکے بیٹے یحییٰ بن عثمان سے
ابوداؤد وابن ماجہ وطحاوی وابن ابی حاتم حتی کہ طبرانیؒ نے روایت کی اور معلوم ہوا کہ سانپ کے دفن کرنے والے صفوان بن معطل الخزاعی
ہین ابونعیم نے باسناد صحیح معاذ بن عبداللہ بن معمر سے روایت کیا کہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے
لگا کہ اے امیر المؤمنین مین ایک بیابان مین تھا ناگاہ مین نے دیکھا کہ دو سانپ زبردست آپس مین لڑتے ہین آخر ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور
چلا گیا۔ پھر مین اُس مقام پر گیا جہان دونون لڑتے تھے مین نے دیکھا کہ وہان بہت سے سانپ مرے پڑے ہین اور مشک کی خوشبو

آتی ہی مین نے ایک ایک کو سونگھنا شروع کیا آخر مجھے ایک زرد سانپ پتلا ملا جسمین سے خوشبوے مشک آتی تھی مین نے اُسکو عمامہ مین لپیٹ کر دفن کیا اور وہان سے چلا ناگاہ مین نے ایک آواز سنی کہ اے عبداللہ تو نے نیک توفیق پائی یہ دونون گروہ جن تھے ایک بنو شعیبان تھے اور دوسرے بنو قیس تھے اور ان مین لڑائی ہوئی اور اسقدر مقتول ہوے جنکو تو نے دیکھا اور یہ شخص شہید ہوا جسکو تو نے دفن کیا اور یہ اُن لوگون مین سے تھا جنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی سنی تھی یہ سُنکر حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ اگر تو نے سچ کہا تو بیشک تو نے عجیب معاملہ دیکھا اور اگر تو جھوٹا ہی تو تیرا جھوٹ تیری گردن پر ہی حدیث مین ہی کہ آپ نے صحابہ رض کو سورۃ الرحمٰن سُنائی سب خاموش تھے آپ نے فرمایا کہ مین نے جن کو یہ سورہ سنایا تو ہر بار فبای آلاء ربکما تکذبان - پر کہتے کہ لا بشئ من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد - یعنی اے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہین جھٹلاتے ہین تیرے ہی واسطے حمد ہی آپ نے فرمایا کہ جن نے اچھی بات کہی اور تمکو مین نے دیکھا کہ خاموش رہے (الترمذی وغیرہ) اور غزوۂ احزاب مین ایک نوجوان انصاری نے آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی کہ اپنے گھر سے ہو آوے اور اُسنے نئی شادی کی تھی آپ نے اجازت دی جب وہ آیا تو اپنی عورت کو دروازہ پر دیکھکر غیرت سے غصے مین آیا اور نیزہ اُٹھایا عورت نے کہا کہ نیزہ نیچے کر اور گھر مین جا کر دیکھ کہ کس چیز نے مجھے نکالا ہی اندر جا کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک سانپ بستر پر گنڈلی مارے بیٹھا ہی اُسنے نیزہ سے مار کر اُٹھا لیا اور صحن مین لایا اُدھر سانپ تڑپ کر مرا اور ادھر یہ جوان مر گیا نہین معلوم کہ دونون مین سے کسنے پہلے جان دی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو فرمایا کہ مدینے مین جن ہین جو مسلمان ہو گئے ہین جب تمھارے گھر مین سانپ ظاہر ہو تو اُسکو اعلام کرو کہ تو ظاہر نہو ہمکو حرج پہونچتا ہی اگر پھر ظاہر ہو تو قتل کرو کہ وہ شیطان ہی اور بعض روایات مین ہی کہ تین بار اعلام کرو بعض مین تین روز ہے واللہ اعلم -

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اُسکو بھر رہے اُسمین چوکیدار سخت اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا

آسمان کے ٹھکانون مین سننے کو پھر جو کوئی اب سُنے پاوے اپنے واسطے ایک انگارا گھات مین اور یہ کہ ہم

لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا

نہین جانتے کچھ بُرا ارادہ ٹھہرایا ہی زمین کے رہنے والون پر یا چاہا اُنکے حق مین اُنکے رب نے راہ پر لانا

یہ آیات بھی جن کا بقیہ کلام ہی اور عظمت باری تعالیٰ کا نمونہ ہی کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے ازل مین فرمایا تھا وہ جن نے اُس وقت اپنی قوم سے بیان کیا اور خلاصہ مطلب میرے نزدیک یہ ہی کہ ان جنون نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ قرآن مجید خالص وحی الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا اہتمام خاص عین رحمت سے فرمایا کہ ہم جب آسمان کو سننے گئے تو کہین ٹھکانا نہ پایا سخت حراست و حفاظت کی گئی ہی اور کثرت سے شہاب ثاقب تیار ہین اسوقت تو ہمکو ظاہر نہ تھا کہ اس سے کیا مقصود ہی یعنے اہل زمین کے حق مین عذاب منظور ہی یا بہتری مقصود ہی جب ہم نے قرآن سُنا تو ہم صاف سمجھ گئے کہ یہ ہدایت ہی تا کہ چوری سے سننے والے خلط ملط نہ کرنے پاوین شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور قرآن نازل ہونے لگا تو جن نے اپنی قوم سے کہا کہ آسمان کی حراست جمیع جہات سے سخت کردی گئی ہی اور شیاطین یعنے ابلیس کے تابعین ہر طرف سے بھگائے جاتے ہین اور جہان جہان یہ لوگ بیٹھتے تھے کسی جگہ نہین بیٹھنے پاتے - یہ سب قرآن مجید کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی تا کہ قرآن مجید سے کچھ سنکر کاہنون کی زبان پر نہ ڈالین پس خلط ملط ہو جاوے لہذا جن نے اپنی قوم سے کہا کما قال اللہ تعالیٰ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا - اور بات یہ کہ ہم نے آسمان کو لمس کیا تو اس کو اس حالت مین پایا کہ

حراست سخت اور شہب ۔۔ بھر دیا گیا ہی ف لمس ٹٹولنا مس چھونا اور شہب جمع شہاب۔ یہان لمس فرمایا کیونکہ لامس کسی چیز کو ٹٹولتا ہی تاکہ حال دریافت کرے اور یہان مراد یہ کہ جن نے کہا کہ ہم نے آسمان کا قصد کیا تاکہ وہان سے کچھ خبرین کائنات کی دریافت کرین جیسے ہم لوگ ہمیشہ کیا کرتے تھے تو ہم نے آسمان مین یہ اہتمام پایا کہ ہر طرف نگہبانی کے واسطے ملائکہ مقرر ہین گویا تمام آسمان حراست شدید اور بے شمار نگہبانون سے بھرا ہو کہ کوئی شیطانی شخص کچھ خبر نہ سننے پاوے اور اگر سنے تو شہاب سے مارا جاوے حتی کہ شیطانی کوئی اپنے بیٹھنے کی جگہ مین نہین بیٹھنے پاتا ہی۔ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا اور بات یہ تھی کہ ہم لوگ آسمان سے کچھ ٹھکانے لیے تھے بیٹھنے کے تاکہ سنا کرین پس اب جو کوئی کان لگانا چاہے تو اپنے لیے شہاب رصد پاتا ہے ف شہاب اسکے مارنے کو تیار پاتا ہی۔ اس خوف سے وہ پاس بھی نہین جاسکتا ہی خلاصہ یہ کہ پہلے کبھی ایسا نہ تھا ہم نے آسمان کے نیچے اپنے بیٹھنے کے ٹھکانے بنا لیے تھے وہان بیٹھکر ملائکہ کی باتین سنا کرتے تھے اور کاہنون کے دماغ مین القا کیا کرتے تھے اور اسی سے آدمی سب ہمارے تابع تھے حدیث مین ان لوگون کے بیٹھنے کا یہ طریقہ مذکور ہی کہ زنجیر کی کڑیون کی طرح زمین سے آسمان تک انکا ذخیرہ ہوتا تھا اور جب جنی نے آسمان سے کوئی بات سنی وہ اپنے پاس والے کو سنائی اور اسنے دوسرے کو اسیطرح ایک دم مین زمین تک خبر پہونچی اور زمین والے نے کاہن کے کان مین مرغی کی کڑکڑاہٹ کی طرح ڈالدی اور اس ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملائے یعنے اٹکل کی باتین یا کفر و شرک کی باتین ملائین اور جس جنی کو شہاب مارا گیا وہ جل جاتا تھا۔ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۔ اور ہم یہ نہین جانتے کہ آیا زمین والون کے حق مین کوئی برائی چاہی گئی ہی یا اُنکے ساتھ اُنکے رب نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہی ف ابن زید نے کہا کہ یہ بات ابلیس نے کہی تھی اسواسطے کہ یہ لوگ جن تو ایمان لا چکے تھے بعض نے کہا کہ نہین بلکہ انھین جن کا مقولہ ہی مگر یہ اس وقت کہا تھا جب انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرارت قرآن نہین سُنی تھی اور بعض نے کہا کہ نہین ایمان لانے کے بعد بھی اس معنے سے یہ بات کہی کہ ہم نہین جانتے کہ منظور الٰہی کیا ہی کیونکہ اگر زمین کے جن وانس نے قرآن مجید سے کفر کیا اور خاتم المرسلین صلعم کو نہ مانا تو انکے حق مین شاید عذاب آوے اور شاید ایمان کی توفیق پا دین تو انکو بہتری دیجاوے مترجم کہتا ہے کہ مجھے اس سب تکلف کی وجہ ظاہر نہوئی کیونکہ اگر قولہ تعالی انا لمسنا السمار کے فاعل یعنے جن سے یہ جملہ حالیہ ہو تو معنے بالکل واضح ہوجاوین یعنے ہم نے آسمان کو لمس کیا اور اسکو حراست شدید مین پایا درحالیکہ ہم یہ نہین جانتے تھے کہ یہ سب معاملہ کیون ہی آیا اہل زمین کے حق مین عذاب الٰہی ارادہ کیا گیا ہی یا رب عزوجل نے انکے حق مین بھلائی چاہی ہی اب ہم نے وجہ معلوم کی کہ اللہ تعالی نے قرآن ہدایت اُتارا ہی یہ اسکی حفاظت کا اہتمام شدید ہی ابن کثیر رح نے لکھا کہ جن نے ادب کا برتاؤ کیا کہ بُرائی کی نسبت یہ کہا کہ آیا برائی چاہی گئی ہی یعنے اسکو جناب باری تعالی کی جناب مین منسوب نہین کیا اور بھلائی کو صریح رب عزوجل کی طرف سے اظہار کیا مترجم کہتا ہی کہ بالخصوص بیان کے وقت انکو معلوم ہوگیا تھا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید نازل فرمایا ہی اور شک نہین کہ قرآن عین ہدایت ہی لیکن لوگون کے حق مین امتحان ہی چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث مین یہ صریح مذکور ہی اور فرمایا کہ قرآن حجت ہی یا تو تیرے واسطے حجت ہی یا تجپر حجت ہی تنبیہ علما کے اقوال مختلف ہین کہ شیاطین کو شہاب ثاقب سے مارا جانا آیا بعد ظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا یا پہلے بھی تھا خطیب نے لکھا کہ ایک جماعت کا یہ قول ہی کہ حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلی اللہ علیہما وسلم کے درمیان مین شیطان نہین مارے جاتے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کی وجہ سے رجم شروع ہوا اور عبداللہ بن عمرو سے روایت ہی کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی تو شیاطین سب آسمان سے منع کیے گئے اور ملائکہ و شہب سے حراست کی گئی زمخشری رح نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ شیاطین کا رجم بشہاب ثاقب جسکو ستارہ ٹوٹنا کہتے ہین پہلے بھی تھا اور زمانہ جاہلیت کے شعرانے اسکو اپنے اشعار مین باندھا ہے چنانچہ بشر بن ابی حازم کہتا ہے

Marfat.com

العیر یرھقہا الغبار وحشیا - بنقص خلفہا انقضاض الکوکب - یعنے عیر کو غبار ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھا اور اسکا بچہ گرہ اسکے پیچھے ستارہ ٹوٹنے کی طرح گرتا تھا - لیکن یہ گاہ گاہ ہوتا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تو کثرت سے ستارے ٹوٹتے تھے یہانتک کہ آدمی و جن اسکو دیکھکر دہشت کھاتے تھے اور جن کو مطلقًا ممانعت ہوگئی کہ چوری سے کچھ بھی سننے نہ پاوین معمر رحؒ سے روایت ہی کہ مین نے زہری رحؒ سے پوچھا کہ کیا شہاب ثاقب پہلے تھے فرمایا کہ ہان اور زہری رحؒ نے علی بن الحسین یعنے امام زین العابدین سے روایت کی کہ مجھسے ابن عباس رضؓ نے روایت کی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجمع اصحاب مین بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی پھیل گئی آپ نے پوچھا کہ زمانہ سابق مین تم لوگ ایسے واقعہ مین کیا کہا کرتے تھے صحابہ رضؓ نے کہا کہ یا حضرت ہم لوگ یہ کہتے تھے کہ یا تو کوئی عظیم شخص پیدا ہوگا یا عظیم رئیس مریگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہاب کسی شخص کی موت یا پیدایش کی وجہ سے نہین پھینکا جاتا ہی بلکہ یہ بات ہی کہ رب تبارک و تعالیٰ جب آسمان مین کوئی امر مقدر جاری فرماتا ہی تو حاملان عرش تسبیح کرتے ہین پھر ہر ایک آسمان والے تسبیح کرتے ہین (اور کلام الٰہی کی عظمت کے سامنے سب ملائکہ سجدے مین گرتے ہین) یہانتک کہ تسبیح اس آسمان تک پہونچتی ہی پھر آسمان والے پوچھتے ہین کہ ای حاملان عرش ہمارے رب عزوجل نے کیا فرمایا پس وہ ملائکہ آگاہ کرتے ہین اور ہر آسمان والے دوسرے آسمان والونکو خبر دیتے ہین اسیطرح آسمان دنیا تک خبر پہونچتی ہی - ھ - اس حدیث سے ظاہر ہی کہ ستارہ ٹوٹنا زمانہ جاہلیت مین موجود تھا ابن کثیر رحؒ نے کہا کہ ہان لیکن کبھی کبھی ہوتا تھا یعنے اسی وجہ سے وہ لوگ اسکو امر عجیب دیکھکر عظیم رئیس کی موت یا پیدایش خیال کرتے تھے - ھ - ابن عادل رحؒ نے کہا کہ یہی اکثر علما کا قول ہی - ھ - ابن کثیر رحؒ نے کہا کہ جب کثرت شہاب و حرس شدید واقع ہوا اور شیاطین راندے گئے تو اس سے انسان کو ہول ہوا اور جن کو بھی ہول ہوا اور انسان مین سے بعض نے خیال کیا کہ اسمین علامت ہی کہ عالم خراب ہوجاویگا چنانچہ سدی رحؒ نے بیان کیا کہ پہلے آسمان کی حراست نہین کی جاتی تھی جب تک کہ زمین مین کوئی پیغمبر نہو یا دین حق ظاہر و غالب نہو پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شیاطین نے آسمان کی طرف چڑھکر وہان اپنے بیٹھنے کے ٹھکانے مقرر کرلیے تھے تاکہ آسمان مین جو بات حادث ہو اور ملائکہ مین خبر اور گفتگو ہو تو اُسکو سُن بھاگین پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی کئے گئے یعنے آپ کے واسطے وحی بھیجی گئی تو ایک رات شیاطین بکثرت رجم کئے گئے اور زمین والون نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ تارے ٹوٹتے ہین چنانچہ اہل طائف نے جب یہ دیکھا تو بہت ڈرے اور کہنے لگے کہ آسمان کے سب مرگئے ان کے یہان کے تارے سب ٹوٹتے جاتے ہین اور تارون کے ٹوٹنے مین یہ نہین دکھلائی دیتا تھا کہ اصلی تارے کس حالت مین ہین بلکہ تمام آسمان مین شہاب ثاقب سے آگ لگ جانے کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی وہ رات اسی ہول مین گزری اور صبح کو ان لوگون نے اس خوف سے کہ اب عالم خراب ہوگا اور آسمان والے مرچکے ہین اپنے اپنے غلامون کو بھی آزاد کرنا شروع کیا اور جانورونکو جنگلون مین چھوڑنا شروع کیا تو انکے رئیس عبد یالیل بن عمرو بن عمیر نے اُن سے کہا کہ ای طائف والو کمبختو اپنے اموال ابھی ضائع نہ کرو اور رات مین غور کرکے دیکھو کہ تارے جہان جہان تمہارے پہچانے ہوے ہین انکا کیا حال ہی اگر وہ سب اپنے اپنے موقع پر موجود ہون تو جان لو کہ ابھی آسمان والے ہلاک نہین ہوے ہین بلکہ یہ سب معاملہ جو تم نے دیکھا ہی یہ فقط ابن ابی کبشہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جہت سے ہی اور اگر وہ تارے تمکو اپنی اپنی جگہ نظر نہ آوین تو البتہ آسمان والے ہلاک ہوے اُسوقت جو چاہنا وہ کرنا رات کو ان لوگون نے آسمان کی طرف ہر طرف سے نگاہ جمائی اور غور سے نگاہین اٹھاکر معلوم کیا کہ وہ ستارے بجاے خود قائم ہین تب اُنھون نے اپنے اموال روک لیے اور شیاطین کا یہ حال ہوا کہ اُس رات وہ بھی بہت گھبرائے اور خوف زدہ ابلیس کے پاس آئے اور آسمانی واقعہ کا حال عرض کیا تو اُسنے حکم دیا کہ خبیثو میرے پاس ہر جگہ سے ایک ایک مٹھی خاک لاؤ مین اُسکو سونگھون انھون نے اسکے حکم کی تعمیل کی اور ابلیس نے سونگھکر بتلایا کہ وہ شخص جسکے واسطے یہ سب ہوا ہی وہ مکہ مین ہی (اور ہاے ہاے اور واویلا کرکے رودیا چلایا) اور اُسنے جن نصیبین سے سات شخص روانہ کیے وہ مکہ مین ایسے

Marfat.com

وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت سنکر انکو اسقدر وجد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے اور اسقدر تلے اوپر گرے پڑتے تھے کہ قریب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھو جاوین پھر سب مسلمان ہوگئے اور اسکے قصے کو کتاب التاریخ مین جو خاص ... کے حالات مین ہی مفصل لکھا ہی وللہ الحمد والمنۃ (ابن کثیر رح) مترجم کہتا ہی کہ ابلیس نے بھلا ایسے جن کیون بھیجے جو یہان مسلمان ہوگئے اور اسکو گوارا کیا (جواب) یہ ہی کہ اسمین ایک نکتہ لطیف ہی وہ یہ ہی کہ ابلیس ملعون کو یہ معلوم ہوگیا کہ اب مدت تک اسکی خرابی ہی اور یہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام وہ ہین کہ جنپر کتاب بوحی خاص نازل ہوئی ہی اور انکی امت مین سے جو شخص اس کتاب مجید کی آیت تلاوت کریگا تو اسکے نور سے ابلیس کی جان جل جاویگی پس اُسنے اپنی خاص نسل سے کسیکو نہین بھیجا کہ خواہ مخواہ یہ لوگ مردہ یا زخمی ہوکر آوینگے بلکہ اُسنے نبی جان مین سے سات جن بھیجے کہ اُنپر یہ اثر نہوگا سواے اسکے کہ وہ پاس نہ جانے پاوین چونکہ ان مین سے بعضے فوراً سنتے ہی آپکو پیغمبر خاتم النبیین پہچان گئے اور ایمان لائے اور سب مان گئے تو حرص قرآن سے اسقدر قریب ہوگئے اور اگر یہ نہوتا تو وہ بھی پاس نہ آنے پاتے اور خطیب رحمہ نے ایک سوال لکھا کہ بھلا جن اپنی جان پر شہاب ثاقب کا صدمہ اُٹھاتے تھے کہ جہان لگا اُسنے جلا کر خاک کیا یا مجنون خبطی کردیا یا زخمی بدصورت بنادیا پھر کیون آسمان پر چڑھے جاتے تھے (جواب) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان مین حرص شدید ڈالی تھی کہ ریاست کے لالچ مین جان جوکھم اُٹھاتے اور زمین والون کے حق مین یہ بلاے سخت تھی کہ رب عزوجل سے گمراہ ہوکر جہنم کو جاتے تھے اسلیے شیاطین کے تابع جن اسکو آسان سمجھتے تھے مترجم کہتا ہی کہ یہ کچھ تعجب نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ انسان موت کے قطاعت جانتا ہی پھر بھی ظلم و رشوت و جان جوکھم سے تمام عمر روپیہ و مال و متاع اس زمین کی پیدا وار جمع کرنے مین بسر کرتا ہے اور آخر حسرت لادکر سب چھوڑ جاتا ہے۔

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

اور یہ کہ کوئی ہم مین نیک ہین اور کوئی اسکے سوا ہم تھے کئی راہ پر پھٹ رہے اور یہ کہ ہمارے خیال مین آیا کہ ہم

نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِى الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ

چھپر نجاوینگے اللہ سے زمین مین اور نہ تھکادینگے اُسکو بھاگ کر اور یہ کہ جب ہم نے سُنی راہ کی بات ہمنے اُسکو مانا پھر جو کوئی

يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ

یقین لاوے اپنے رب پر سو نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے اور یہ کہ کوئی ہم مین حکم بردار ہین اور کوئی بے انصاف

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

سو جو حکم مین آئے سو اُنھون نے اٹکلی نیک راہ اور جو بے انصاف ہین وہ ہوے دوزخ کا ایندھن

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ

یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے اُنکو پانی بھرکر تاکہ انکو جانچین اسمین اور جو کوئی

يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

منھ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ بیٹھا دے اُسکو چڑھتے عذاب مین

اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہی کہ جن نے اپنی قوم واپنے حالات سے خبر دی پھر قوم کو ہدایت کی کما قال تعالیٰ۔ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ۔ اور ہم لوگون کا یہ حال ہی کہ ہم مین سے صالحین ہین اور ہم مین سے سواے اُسکے ہین ف یعنے اے قوم دیکھو کہ ہم جن کے نوع مین مختلف خیالات اور طرح طرح کے حالات کے لوگ ہین بعض ہم مین سے صاحب صلاحیت ہین اپنے رب عزوجل کی فرمانبرداری چاہتے ہین اور نیکی و خوبی تلاش کرتے ہین اور عدل و اعتدال سے رہتے ہین اور کسی پر ظلم و جور نہین چاہتے ہین اور ہم مین بہت فرقے ہین جا کے

سواے دوسرے حال پر ہین۔ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ہم لوگ مختلف طریقون پر چلے آتے ہین ف ہر ایک جماعت کا ایک طریقہ ہی جو
دوسری جماعت کے طریقے سے مختلف ہی اور ایک فرقے کی رائے سے دوسرے فرقے کی رائے جدا ہی ابن عباس و ایک جماعت تابعین نے کہا کہ طرائق قددًا
یعنے بعضے مؤمن ہین اور بعضے کافر ہین (ابن کثیرؒ) سعید بن المسیب رحؒ نے کہا کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ جنون کے فرقے مختلف اور متعدد ہین بعضے مسلمان ہین
اور بعضے یہودی اور بعضے نصرانی اور بعضے مجوسی ہین حسن بصری و سدی رحؒ نے کہا کہ ای لوگو جن بھی تمھاری طرح ہین بعضے قدریہ معتزلہ ہین اور بعضے
مرجیۂ و بعضے رافضی و بعضے خارجی و بعضے شیعہ وغیرذلک قرطبی رحؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ فرمایا کہ بعض جن نے اپنی قوم سے کہا کہ انا سمعنا
کتابا انزل من بعد موسیٰ الآیہ۔ یہ دلیل ہی کہ یہ فرقہ یہودی تھا کیونکہ بعد موسیٰ علیہ السلام کے عیسیٰ و انجیل موجود ہی (خطیب فی السراج) اور شیخ
احمد بن سلمان البخاری نے اپنی امالی مین لکھا کہ حدثنا اسلم بن سہل بحشل حدثنا علی بن الحسن بن سلیمان و ہو ابو الشعثاء الحضرمی شیخ مسلم حدثنا
ابو معاویہ قال سمعت الاعمش یقول بروح الیناجنی الخ یعنے ابو معاویہ محمد بن حازم الضریر نے کہا کہ مین نے سلیمان بن مہران صغیر [illegible]
سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ ہمارے پاس ایک جنی آیا جایا کرتا ہی مین نے اُس سے پوچھا کہ تمھارے نزدیک کس اناج کی زیادہ قدر ہی یعنے کس
اناج کو زیادہ پسند کرتے ہو اُسنے کہا کہ (اُرز) زیادہ پسند ہی مترجم کہتا ہی کہ اُرز چانول ہی اور بعض نے کہا کہ جینوان یا باجرہ یا جوار لیکن اول
اظہر ہی کیونکہ حدیث در مثال تکالیف مسلم و منافق مین یہی ظاہر ہوتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم اعمش نے کہا کہ پھر ہم نے اِن جنیون کی دعوت مین
یہی طعام پیش کیا اعمش فرماتے تھے کہ مین یہ دیکھتا تھا کہ لقمہ اُٹھائے جاتے تھے مگر کسی کا ہاتھ نظر نہین آتا تھا مین نے اُن سے پوچھا کہ بھلا
تمھارے یہان بھی یہ اہل اہوا ہین یعنے جو لوگ طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جماعت صحابہ صالحین کو چھوڑ کر اپنی اپنی خواہش کے موافق
پھوٹ نکلے ہین جیسے خوارج و روافض وغیرہ یہ تمھاری قوم مین بھی آدمیون کی طرح موجود ہین اُنھون نے کہا کہ ہان ہم مین بھی موجود ہین
مین نے پوچھا کہ رافضہ تم مین کیسے ہین یعنے تم لوگ فرقۂ رافضی کو کیسا سمجھتے ہو انھون نے کہا کہ رافضی ہم مین بدتر فرقہ ہی امام ابن کثیر رحؒ نے کہا
کہ مین نے اس اسناد کو اپنے شیخ الحافظ ابو الحجاج المزی (صاحب تہذیب وغیرہ) کے حضور مین پیش کیا یعنے دریافت کیا کہ یا حضرت یہ اسناد آپ کے
نزدیک کیسی ہی شیخ نے فرمایا کہ یہ اسناد صحیح ہی ابن عساکر نے عباس بن احمد دمشقی کے تذکرہ مین لکھا کہ شیخ نے کہا کہ گھر مین ایک رات مین نے
بعض جن سے سنا کہ وہ یہ شعر پڑھتا تھا ؎ قلوب براہا الحب حتی تعلقت + مذاہبہا فی کل غرب و شارق + تہیم بحب اللہ واللہ ربہا
معلقۃ باللہ دون الخلائق + یعنے بعض قلوب کو رب عزوجل نے محبت سے تندرست صحیح کر دیا ہی یہانتک کہ مشرق و مغرب مین اس کے مذاہب
متعلق ہین وہ خود اللہ تعالیٰ کی محبت مین ہائم ہین قسم ہی انکے رب کی ولیکن تعلق انکا کسی مخلوق سے نہین بلکہ فقط اللہ تعالیٰ ہی سے تعلق ہی
(ابن کثیرؒ) بالجملہ جیسے یہ کلام صوفیہ ہی اسی طرح جن مین ہر طرح کے فرقے موجود ہین اور شاید اس زمانے خیالات واہیہ والے بہت ہون
اگرچہ وہ لوگ ان کلون وغیرہ کی چندان قدر نہ کرتے ہونگے جن سے یہان آدمیون کے حواس متغیر ہو کر مشرکین و کفار کے معتقد ہو گئے ہین
اور دہریہ خیالات سما گئے ہین نعوذ باللہ منہ۔ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا۔
اور ہم نے گمان کیا کہ ہم ہرگز نہین عاجز کر سکتے ہین اللہ تعالیٰ کو زمین مین اور ہرگز اسکو عاجز نہین کر سکتے بھاگ کر ف یعنے ہم
جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہم پر حاکم ہی اور ہم زمین مین اسکو عاجز نہین کر سکتے اگرچہ تمام قوت سے بھاگین (ابن کثیرؒ) یعنے
ہم نے آیات قدرت مین غور و فکر کر کے استدلال سے یقین کیا کہ ہم لوگ ہر حالت مین اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین مقہور و محکوم ہین
ہرگز کسی حیلہ سے ہم اُس سے بچ نہین سکتے ہین درحالیکہ ہم زمین مین ہون یا یہان سے آسمان کو بھاگین بلکہ ہم جو کچھ کرین سب
اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہی اگر کہا جاوے کہ یہ بات کہ خداے تعالیٰ کی قدرت غالب و محیط ہی یہ یقینی بات ہی پھر جنون نے اسکو ظن
کیونکر کہا (جواب) مین تین طریقے ہین (ایک) یہ کہ ظن بمعنے علم بکثرت آتا ہی جیسے قولہ تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم۔ یعنے جو لوگ

یقین کرتے ہین کہ اپنے رب سے ملنے والے ہین۔ھ۔یہان گمان کرنے کے معنے نہین ہو سکتے ہین کیونکہ ایمان کسی چیز کے گمان سے نہین
بلکہ یقین سے ہوتا ہی اسیطرح یہان بھی یقین کے معنے ہین اور ترجمہ یہ کہ ہم نے جان لیا کہ الخ (طریقۂ دوم) یہ کہ انسان یقین لاتا اور نا ظاہر
جر کرتا ہی کہ میرے دل مین ہر لیکن یہ ظنی معلوم نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ اسکے دل مین اندر داخل ہوا کہ نہین ہوا لہذا ظن کہنا
ادب ہی اور یہ باریک نکتہ نہایت مفید ہی (طریقۂ سوم) یہ کہ خطیب نے لکھا کہ مراد تو یقین ہی لیکن انھون نے (گمان) اسلیے کہا کہ عاقل
نیکبخت وہ ہی کہ جہان اسکو ضرر کا گمان ہوا ایسا ضرر جیسا کہ آخرت کی بربادی سے ہوگا تو اسپر واجب ہی کہ فوراً اُس سے پرہیز کرے
حالانکہ یہان تو ہمارے لیے یقین کا مرتبہ ہی اسلیے آگے کہا کہ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ۔اور ہماری حالت تو یہ ہے
کہ جب ہی ہم نے ہدی کو سنا تو اسپر ایمان لے آئے ہین ف یعنے اے قوم جب تم نے ہمارا تمہیدی کلام خوب سمجھ لیا تو ہم تمسے ظاہر کرتے ہین کہ
ہمنے جب ہی کلام ہدی یعنے قرآن ہادی سُنا بزبان رسول اللہ خاتم النبیین تو ہم سنکر ایمان لائے ہین تم بھی ہماری ہدایت سے اس ہادی
برحق کو قبول کرو جو ہماری ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہی حسن بصریؒ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے انس وجن کی طرف
رسول بھیجا اور سوائے آدمی کے کوئی رسول جن مین سے نہین ہوا بلکہ آدمیون مین سے بھی دیہات وپہاڑ وغیرہ کے رہنے والون مین سے
رسول نہین کیا سوائے شہری آدمی کے اور عورتون مین سے کوئی رسول نہین کی گئی مترجم کہتا ہی کہ اس مضمون کو اس عبارت سے
اداکرنا بہتر ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیہ۔یعنے اللہ تعالیٰ نے ازل مین پیغمبرون سے عہد لیا۔ھ۔قال اللہ اعلم
حیث یجعل رسالتہ۔اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی کہ وہ اپنی رسالت کس شخص مین رکھتا ہی۔ھ علم الٰہی بدلتا نہین تو ازل سے وہ جانتا تھا کہ وہ
فلان بندے کو رسول فرماویگا چنانچہ صحیح کی حدیث مین ہی کہ مین پیغمبر کیا گیا حالانکہ آدم کا جسم ہنوز پانی ومٹی مین تھا یعنی تیار بھی نہوا تھا
وقال تعالیٰ ما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم۔ہم نے تجسے پہلے کسیکو وحی نبوت نہین دی سوائے مردون کے جنکو ہم وحی بھیجتے تھے۔ھ پس سوائے
مرد کے کوئی رسول نہوا۔قال تعالیٰ من اہل القریٰ۔یعنے شہرون مین سے پیغمبر بنائے پس معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس بندے کو رسول بنایا اُسکو
شہر مین بسایا اور جو بات اللہ تعالیٰ چاہے جسطرح چاہے اُسیطرح ہو جاتی ہی اور اسی سے کہا گیا ؎ وہ مرد وہ مرد را احمق کند عقل را بے نور وبے رونق کند
؎ وہ نجادہ مرد کو احمق کرے عقل کو بے نور وبے رونق کرے +شمائل ترمذی مین ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی سے مذاق
فرماتے جو وقتاً فوقتاً اپنی تجارت کے لیے آتا تھا ایک روز بازار مین فرمایا کہ کون اس غلام کو مجھسے خریدتا ہی اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ ناچیز
کو آپ بے قیمت پاوینگے ہر ایک سستے دام لگاویگا آپ نے فرمایا لیکن تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گران قیمت ہی مترجم کہتا ہی سبحان اللہ یہ نعمت
اُسکو مبارک ہو یہ حدیث کتاب الفضائل مین اس دیہاتی کی فضیلت مین لانا واجب تھا کیونکہ جب آپ نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھسے کون
خریدتا ہی تو یہ غلام الٰہی تھا کیونکہ حدیث مین ہی کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے غلام ولونڈیان ہو اور کسی کی غلامی پوری نہین ہوتی جبتک
وہ نفس کی بندگی سے آزاد نہو تو ان صحابی کو عبد اللہ ہونا حاصل تھا کیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
فضیلت مین فرمایا عبد اللہ ورسولہ اور آیندہ اسی سورۂ مبارک مین آیا ہی پھر کوئی نہ تھا جو اس آزاد کو خرید سکے سوائے اللہ تعالیٰ کے
اور جسکو خریدے اور اسکا رسول بیچے تو بحکم ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین الآیہ۔اسکی گران قیمتی کا اندازہ کرنا ہماری مجال نہین ہی وللہ الحمد
والمنۃ شیخ ابن کثیرؒ نے جن کا کلام بطور فخر کے قرار دیا چنانچہ لکھا کہ قولہ تعالیٰ وانا لما سمعنا الہدیٰ آمنا بہ۔یہ لوگ اس بات پر فخر کرتے ہین
کہ ہم کلام ہدایت سنتے ہی ایمان لائے اور یہ مقام فخر ہی اور اس سے انکے واسطے منزلت عالی اور درجہ رفیع حاصل ہوا۔فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ
فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا۔پس جو کوئی اپنے پروردگار (پیدا کرنے والے پالنے والے) پر یقین لاوے تو وہ خوف نہین رکھتا خسارہ کا
اور نہ بربادی کا ف ابن عباس وقتادہ وغیرہ نے کہا یعنے اُسکے حق مین یہ خوف نہین ہی کہ اسکی نیکیان کم کی جاوین اور نہ یہ کہ اسپر خدا کی

مقبول بندون کے گناہ لادے جاوین جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا- فلایخاف ظلماً ولا ہضماً- وہ خوف نہین رکھتا ظلم کا اور نہ ٹوٹے کا
ھ- دابن کثیر؍ بخس (ف خ س) بمعنے نقصان ہی- اور رہق بمعنے ظلم اور حرام چیزون سے گھر جانا (خطیب) خلاصہ یہ کہ دنیا کے ہر معاملے مین
چاہے کچھ دغدغہ وخوف ہو لیکن اپنے پیدا کرنے والے خالق ومالک پر ایمان لانا ایسی چیز ہی کہ کسی جانور کے نزدیک بھی اسمین کچھ اندیشہ نہین ہی
تو عاقل کے نزدیک اسمین ہر طرح کی کامل خوبی ہی **تنبیہ** انھون نے اسکی خوبیان نہین بتلائین بلکہ یہ کہا کہ کچھ خوف نہین ہی اس مین
اشارہ ہی کہ عاقل جو کام کرتا ہی اسکی ظاہری خوبی کے بعد اول فکر یہ ہوتی ہی کہ اسمین ضرر کیا ہین کیونکہ خوبی کا حاصل ہونا جب ہی معتبر ہی کہ ضرر سے
بچاؤ ہو مثلاً سمندر کے موتی ملنا اچھا ہی لیکن جس نادان نے جان دیکر حاصل کیے تو نہایت برا بدتر ہی اس لیے پہلے اپنی قوم کو بیخوف کر دیا کہ
ایمان لانے مین خوف کا تو احتمال ہی نہین ہی لیکن یہ جب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو اور وہ الوہیت خالص خدائے تعالیٰ کے واسطے جانے
برخلاف اسکے زبانی دعوی وخیالی ایمان جس مین الوہیت مین غیرون کو ساجھی بنانا لازم آوے تو یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہوگا اسلیے آیندہ کو صاف
کیا کما قال تعالیٰ- وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا
وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا- اور بات یہ کہ ہم لوگون مین سے مسلمین بھی ہین اور ہم مین سے قاسطین بھی ہین پس جسنے
اسلام لیا تو ایسے ہی لوگ ہین کہ قصد کرکے راہ راست اختیار کی اور رہے قاسطین تو وہ لوگ جہنم کے لیے ایندھن ہین **ف** یعنے ہم مین بھی آدمیون کی طرح
دو ہی فرقے ہین یا تو مسلمان ہین یعنے خالص اللہ تعالیٰ ہی کی الوہیت کے واسطے گردن جھکائے ہوئے ہین اور باقی قاسط ہین یعنی اس راہ سے
عدول کر گئے ہین یعنے سیدھی لکیر سے ادھر ادھر کج ہو گئے ہین اور کج ہونے والون کی راہین بے شمار ہین کیونکہ سیدھا خط فقط ایک ہی ہو سکتا ہی
اور ٹیڑھے خط بے شمار ہو سکتے ہین لیکن ان بے شمار کا حکم ایک ہی ہی اسلیے فقط دو ہی قسم رہگئین یا تو خط مستقیم پر قائم ہونے والے یا اس سے
عدول کرنے والے اور خط مستقیم پر مسلم ہین اور باقی قاسطین ہین پس جو اسلام پر قائم ہوا اسنے رشد وراستی وہدایت کا قصد کیا اور اسکا انجام
جنت ہی اور قاسطین کی راہ جہنم مین پہونچی ہی اگر راست سے تھوڑی کجی ہی تو جاکر جہنم کے اوپر والے طبقے مین پہونچی جیسے مشرک یہود ونصاریٰ
ہین اور اگر زیادہ کجی ہی تو جاکر جہنم کے نیچے طبقے مین پہونچے بہرحال یہ سب جہنم کے ایندھن ہین **سوال** یہ حال انھون نے کسوقت کا بیان کیا
جواب جملہ بطور استمرار ہی چاہے جسوقت ہو پس اگر انھون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا حال بیان کیا ہی تو مراد یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ہدایت پر بعضے تو توحید پر رہے جنکا ذکر حدیث صحیح مین آیا ہی اور ان کو بقایائے اہل کتاب فرمایا ہی اور یہ کچھ لوگ خال خال تھے اور آدمیون
مین سے یہ لوگ پہاڑون وجنگلون مین آوارہ روپوش تھے اور اگر انھون نے قرآن مجید نازل ہونے کے بعد یہ حال بیان کیا جیسے خطیب نے
لکھا کہ مراد یہ کہ قرآن مجید سننے کے بعد ہم لوگون مین سے دو فرقے ہوئے جو اسلام لایا وہ راہ راست پر آیا اور باقی قاسط جہنم کے ایندھن ہین قسط کے
معنے عدل اور عدول دونون آتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے نام پاک مین مُقسِط سے مراد عدل بمعنے ... کو اُسکا حصہ عطا فرمانے والا خطیب نے
لکھا کہ عادل کے یہی معنے آتے ہین سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ ثقہ صالح تابعی ہین اُن کو حجاج ظالم نے مکہ معظمہ سے گرفتار کرکے منگوایا اور قتل کرنیکا
قصد کیا اور کہنے لگا کہ تو میرے حق مین کیا کہتا ہی حضرت سعید رح نے فوراً کہا کہ تو سر دار قاسط عادل ہی لوگون نے کہا کہ بہت اچھی تعریف کی بیشک
اسکو چھوڑ دے حجاج ظالم نے کہا کہ تم لوگ جاہل ہو اُسنے مجکو ظالم مشرک کہا ہی مترجم کہتا ہی کہ حضرت سعید رح نے غالباً یہی معنے مراد لیے تھے پھر اُس
ظالم سے کہا کہ دیکھ تو میرے قتل کرنے سے فائدہ نہ پاویگا حجاج بولا کہ تو مجھے ڈراتا ہی مین نے تجھسے بہتر صحابہ رض کو قتل کیا ہی جبکہ اُنھون نے خلیفہ وقت
کی بغاوت اختیار کی سعید رح نے فرمایا کہ اتنی بات تو نے سچ کہی کہ تو نے مجھسے بہتر لوگون کو قتل کیا لیکن تو نہین جانتا کہ وہ لوگ دنیا سے سیر تھے
اور موت کے خواہشمند تھے بخلاف میرے کہ مجھ مین یہ نقص ہی کہ مجھے خواہش زندگی ہی حجاج نے ضد کی اور قتل کر دیا تاریخ مین مذکور ہی کہ جب
حجاج مذکور کے مرنے کا زمانہ قریب آیا تو ایک روز رات کو چیخ اُٹھا لوگ دوڑے اور پوچھنے لگے تو کہنے لگا کہ مین نے سعید کو دیکھا کہ مجھے خونناک

آواز سے جگاتے ہین کہ اُٹھ او ظالم مین تیرا منتظر ہون لوگون نے سمجھا یا کہ یہ صرف خواب خیال ہو مگر اسکے دل سے خوف کم نہ ہوا پھر تو اکثر ... بے سبب چیخ اُٹھتا تھا آخر چالیس روز یا چھ مہینے کے بعد مرگیا واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہو کہ قاسطین سے یہان مراد وہ ظالم ہین جو ... الٰہی سے منکر ہین یعنے اعتقاد اًاصل مین ظالم ہین اور یہی لوگ جہنم ہین ایندھن ہونگے برخلاف ان کے جو لوگ اعتقاد مین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ... تے ہین اور شرک سے بچتے ہین مگر اعمال خراب ہین تو یہ بھی دو قسم کے ہین ایک وہ جو طریقۂ نبوت پر اعتقاد رکھتے ہین لیکن اعمال شریعت سے کوتاہی وقصور ہو تو یہ گنہگار ہین اور دوم وہ جو خوارج وروافض کی طرح اعتقاد مین بھی گناہگار ہین تو یہ لوگ قسم اول سے زیادہ خراب ہین اور بد اعتقاد بھی بعد کلمۂ توحید کے ایندھن نہونگے ان شاء اللہ تعالیٰ اگرچہ سزا پا دین اور اگر کلمۂ توحید مین خراب ہوے جیسے بعضے بعضے روافض نے غلو کیا اور یہ شعر پسند کیا ٥ کیونکر کہے نہ قوم نصیری خدا علی + تو پسند کرنے سے مشرک ہوگیا اسیطرح بعض نے کہا کہ یہ قرآن تالیف خلیفۂ سوم ہو وہ قرآن نہین ہو تو ایسے کفریات کا انجام خراب ہو۔ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا - اور وہ لوگ اگر طریقہ پر ٹھیک ہوتے تو ہم اُنکو پلاتے آب کثیر تاکہ اسمین ہم ان کو امتحان کرین اور جسنے اپنے رب کی یاد سے منھ موڑا تو ہم اسکو پرودینگے عذاب سخت مین **ف** یہ کلام یہان سے علٰحدہ ہو اور (اوحی الی) کے تحت مین ہو پس حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن الخ وان لو استقاموا ای وانہم لو استقاموا الخ یعنے کہدے کہ مجھے وحی فرمائی گئی ایک یہ کہ چند نفر جن نے قرآن مجید سنا اور ایمان لاکر اپنی قوم کو اسطرح سمجھایا اور دوم یہ کہ وہ لوگ اگر استقامت کرتے طریقہ پر تو ہم انکے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے **سوال** الطریقۃ الف لام کے ساتھ ہو اس سے کیسا طریقہ مراد ہو طریقۂ اسلام یا طریقۂ قاسطین **جواب** اسمین اہل تفسیر کے دو قول ہین شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا **قول اول** یہ کہ اگر قاسطین اپنا عدول چھوڑکر طریقۂ اسلام پر استقامت اختیار کرتے یعنے برابر اعتدال واسلام کے طریقے پر قائم رہتے تو ہم اپنی عظمت وقدرت سے انکو آب کثیر پلاتے آب کثیر سے مراد رزق ودولت کی زیادتی وکثرت ہو۔ ھ۔ رازی ومحلی نے کہا کہ قریش پر سات برس تک بارش کا قحط رہا تھا پھر یہ سورۃ نازل ہوئی کہ اول تو جن باوجود اپنی جبلت کے قرآن پر ایمان لائے اور دوم اگر یہ بے راہ لوگ طریقۂ حق پر قائم ہوجاتے تو ہم انکو آب کثیر پلاتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جہان آب کثیر ہوتا ہو وہان سب طرح کے مال کی کثرت ہوتی ہو اور جہان مال کی کثرت ہوتی ہو وہان فتنہ بھی ہوتا ہو (الخطیب) اور اسلام پر مستقیم ہونے سے رزق کی کثرت ووسعت ہوتی ہو چنانچہ فرمایا۔ ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیہم من ربہم لاکلوا من فوقہم الآیہ یعنے اگر یہود ونصاری عدول چھوڑکر ٹھیک قائم کرتے توریت کو اور انجیل کو اور قرآن کو جو انکی طرف انکے پروردگار کے یہان سے اتارا گیا ہو تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤن کے نیچے سے یعنے نہایت وسعت وفراخی دیجاتی اور فرمایا۔ ولو ان اہل القریٰ آمنوا لفتحنا علیہم برکٰت من السماء والارض الآیہ یعنے اگر ان شہرون والے ایمان لے آتے تو ہم اُن پر کھول دیتے برکتین آسمان وزمین سے۔ ھ۔ اور فرمایا من یتق اللہ یجعل لہ الآیہ۔ یعنے جسنے اللہ تعالیٰ کا تقوی کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے مخرج پیدا کرتا ہو اور ایسی جگہ سے اُسکو رزق دیتا ہے کہ جہان سے اُسنے گمان نہین کیا تھا۔ ھ اور فرمایا۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیہ۔ یعنی حضرت نوحؑ نے قوم سے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت مانگو وہ بڑا غفار ہو تمپر آسمان سے پانی برابر موسلا دھار برسا دیگا۔ ھ۔ (س ع) اور اس قول کے موافق (لنفتنہم فیہ) کے یہ معنے کہ ہم اُنکو اس کثرت سے اموال دیکر امتحان کرتے کہ کون شخص اُسی طریقۂ نیک پر قائم رہتا ہو اور کون اُس سے منحرف ہوجاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم تھا کہ بنی اسرائیل کو بشارت دے کہ قریب آیا ہو کہ تمھارا رب تمھارے دشمنون کو یعنے فرعونیون کو ہلاک کریگا اور تمکو بادشاہت دیگا تاکہ دیکھے تم لوگ کیسے عمل کرتے ہو۔ ھ۔ اور خطیبؒ نے لکھا کہ حسن بصری وغیرہ فرماتے تھے کہ تابعین ...

سامعین مطیعین تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر ایران وروم کے خزانے فتح کردیے جب یہ مال کی کثرت ہوئی تو فتنہ مین پڑگئے اور ہجوم کرکے اپنے امام یعنے حضرت عثمان کو قتل کردیا (س) امام مالک رحمتہ زید بن اسلم سے روایت کی کہ قولہ لنفتنھم فیہ۔ یعنے ہم ان کو امتحان مین ڈالین تاکہ ظاہر ہو کہ کون شخص پہلے کی طرح ہدایت پر قائم رہتا ہو اور کون شخص دنیا کے فریب مین پڑتا ہو ابن عباس رضہ نے کہا کہ الطریقہ یعنے طاعت مجاہد رحمہ نے کہا یعنے اسلام اور یہی سعید بن جبیر وسعید بن المسیب وعطاء وسدی ومحمد بن کعب کا قول ہو کہ الطریقہ سے مراد اسلام ہو اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ تفسیر یہ کہ اگر وہ لوگ سب ایمان لاتے تو ہم دنیا مین بھی انکو وسعت دیتے مقاتل نے کہا کہ آیت کفار قریش کے حق مین نازل ہوئی جب سات برس تک انکو بارش نصیب نہین ہوئی تھی (ابن کثیر رحمہ) مترجم کہتا ہو کہ قریش کے ساتھ خصوصیت کی وجہ ظاہر نہین ہوتی ہو بلکہ بظاہر یہ جن وغیرہ کو شامل ہو یعنے ابتداے سورہ سے جن کے ایمان لانے وہدایت کرنے کا حال مذکور ہو اب فرمایا کہ اگر اُنھون نے دین حق پر استقامت کی تو ہم ان کو آب کثیر عطا کرینگے یعنے دنیا مین بھی وسعت دینگے تاکہ اس فراخی وثروت کے ساتھ بھی امتحان کرین اور جس نے یاد الٰہی سے مُنھ موڑا اسکو عذاب مین منسلک کرینگے واللہ تعالیٰ اعلم قول دوم اس بنیاد پر کہ (الطریقہ) سے مراد ضلالت کا طریقہ ہو جسپر قاسطین تھے اور اس قول کے موافق آیت مین یہ علم دیا گیا کہ دنیا مین جس قوم کو فراخی دیجاوے وہ کچھ اسواسطے نہین ہو کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے ہین اس لیے کہ جو چیز ان کو دی گئی وہ دیکھنی چاہیے اور وہ دنیا اور اسکی دولت وثروت ہو اور یہ سب لعنت ہو اسی لیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو اگرچہ کسریٰ وقیصر کے خزانے دئے گئے لیکن انھون نے اس سے کچھ عیش نہین کیا اور اپنے استعمال مین نہین لائے بلکہ ترک کیا کہ فقیرون کو دیدیا اس جہت سے اُنکو ثواب ملا اور جسنے اسی کو نعمت سمجھکر غرور سے لیا اُسنے لعنت کو جمع کیا لہذا فرمایا۔ وان لو استقاموا علی الطریقۃ الخ اور اگر قاسطین گمراہ اسی طریقے پر جم جاتے تو ہم انکو آب کثیر پلاتے یعنے اُنپر رزق کی کثرت کردیتے کہ قوم نوح وکفار امت کی طرح استدراج مین پڑجاتے کہ اگر یہ لوگ اچھے نہوتے تو انکو کیون اسطرح سرفرازی دیجاتی (لیکن عاقل جانتا ہو کہ یہ طوق لعنت سے سرفرازی ہی) اور کافر اس مغروری مین ذکر الٰہی وقرآن سے منھ پھیرے ہوے جیتا ہے اور اسی پر مرتا ہو اور دنیا اُسکو پوری مل چکی تو آخرت مین خالص عذاب سخت مین بندھ جاتا اور کبھی جہنم سے رہائی نہین پاتا ہو چنانچہ فرمایا۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ حتی اذا فرحوا الآیہ۔ یعنے جب ان کافرون نے بھلا دیا جو یاد دلائے گئے تھے (کسی طرح ایمان نہ لائے) تو ہمنے اُنپر ہر چیز دنیاوی کے دروازے کھول دیے (خوب دنیا کی دولت وثروت پائی) یہانتک کہ جب خوشی مین پھولے بذریعہ اس دولت وثروت کے تو ہم نے انکو اچانک پکڑ لیا (عذاب یا موت سے) پس انکی آنکھ کھلی تو ہر بھلائی سے مایوس تھے۔ھ۔ اور جیسے فرمایا۔ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لہم فی الخیرات الآیہ۔ یعنے کیا یہ مشرک بدکار خیال کرتے ہین کہ یہ جو مال واولاد کی کثرت ہم انکو دیتے ہین یہ ہم انکے واسطے بھلائیان جلدی جلدی پہونچاتے ہین نہین بلکہ انکو شعور نہین ہے۔ یہ تفسیر ابو مجلز سے ابن جریر وابن ابی حاتم نے روایت کی اور بغوی رحمہ نے کہا کہ یہی ربیع بن انس وزید بن اسلم وابن کیسان کا قول ہو (ابن کثیر) مترجم کہتا ہو کہ زید بن اسلم سے امام مالک رحمہ نے قول اول روایت کیا اور وہ اقوی ہو ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ قول دوم بھی ہوسکتا ہو اور اس صورت مین قولہ لنفتنھم فیہ۔ یہ معنے کہ اس دولت دنیاوی کے غرور مین مفتون ہونگے اور حق عزوجل کی توحید ومعرفت کو رسول اللہ سے قبول نکرینگے۔ قولہ عذابا صعدا ابن عباس ومجاہد وعکرمہ وقتادہ وابن زید نے کہا کہ عذاب سخت شاق جسکے ساتھ کچھ بھی راحت نہین ہو ابن عباس سے یہ بھی روایت ہو کہ جہنم مین ایک پہاڑ ہو اور سعید بن جبیر نے کہا کہ جہنم مین ایک غار ہو مترجم کہتا ہو کہ یہ دونون قول اسطرح متحد ہوسکتے ہین کہ اوپر کے طبقے سے دیکھو تو غار ہے اور نیچے کے طبقے سے اوپر کو پہاڑ ہو (ابن کثیر رحمہ) کلبی رحمہ نے کہا کہ ولید بن المغیرہ جسکی نسبت زنیم کہا گیا ہو وہ ضرب شدید سے مارا جاویگا کہ اس آتشی پہاڑ پر چڑھے وہ چکنا پہاڑ ہے تو اسفل طبقے سے بذریعہ زنجیرون کے اوپر کھینچا جائیگا اور پیچھے سے لوہے کے گرز سے مارا جائیگا چالیس برس مین اوپر چڑھایا جائیگا اور وہان سے گرایا جائیگا جب نیچے پہونچیگا تو پھر اوپر چڑھنے کے واسطے مارا جائیگا چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ سارھقہ صعودا۔ واللہ اعلم پھر اللہ تعالیٰ نے جن کا حرص خیر وقریش کی مذمت ذکر فرمائی۔

Marfat.com

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ
اور یہ سجدے کے ہاتھ پاؤن حق اللہ ہی سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اسکو پکارنے

كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝
لگ ہونے لگتے ہین اُسپر ٹھٹھ تو کہہ مین تو یہی پکارتا ہون اپنے رب کو اور شریک نہین کرتا اُسکا کسیکو

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۝
تو کہہ میرے ہاتھ نہین تمھارا برا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجکو نہ بچاوے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور نہ پاؤنگا اُسکے سوا کہین سرک رہنے کو جگہہ مگر پہونچانا ہو اللہ کی طرف سے اور اُسکے پیغام دینے اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اُسکے رسول کا

فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ حَتّٰٓي اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ
سو اُسکو آگ ہے دوزخ کی رہا کرین اُسمین ہمیشہ یہانتک کہ جب دیکھین جو اُنسے وعدہ ہوا تب جان لین گے

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝
کس کی مدد کمزور ہے اور گنتی مین تھوڑے

اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو ارشاد فرماتا ہے کہ مساجد و معابد مین سوائے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے کسی کو نہ پکارین اور شرک نہ کرین چنانچہ قتادہ رحنے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔ اور شان یہ مساجد اللہ تعالیٰ کے واسطے ہین پس تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مین کسی کو مت پکارو **ف** قتادہ رحنے کہا کہ یہود و نصاریٰ جب اپنے بیعہ و کنیسہ مین جاتے تو ہر فرقہ اپنے اعتقاد کے موافق سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کو پکارتا اور شرک کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و امت محمدیہ کو حکم دیا کہ خالص اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو پکارین مترجم کہتا ہے کہ نصاریٰ تو اپنی کارسازی کو صلیب اور مسیح کی طرف سے خیال کرتے ہین اور یہ بات نصاریٰ شام مین ہر گلی و کوچہ شائع تھی اور ہر مالدار اپنے واسطے نفیس جواہر سے جڑاؤ صلیب بنواتا اور گلے مین پہنتا اور گھنٹا نئی ساخت کا بنواتا تھا گویا مساجد و معابد بھی دنیا کے رسوم مین سے افتخار کا سامان تھا اور مترجم نے اس شہر مین دیکھا کہ مکان مین ایک کونے پر مسجد بنائی اور اسکے جواب مین دوسرے کونے پر بھی شمال مغرب کے رخ پر اُسی شکل کی بنوائی اگر اجنبی دیکھے تو اُسکو مسجد سمجھکر وہین نماز پڑھے جبتک اُسکو یہ معلوم نہو کہ یہ مسجد نہین بلکہ قبلہ رخ سے مخالف ہے۔ ۵۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جس روز یہ آیت اُتری ہے اُس دن روئے زمین پر کوئی مسجد نہ تھی سوائے مسجد کعبہ کے اور مسجد بیت المقدس کے اعمش نے کہا کہ جن نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو اجازت دیجیے کہ ہم لوگ بھی نمازون مین آپ کے ساتھ مسجد مین حاضر ہوا کرین تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ فرماتا ہے کہ تم جن لوگ نماز پڑھو اور آدمیون کے ساتھ مختلط نہو اور ابن جریر نے باسناد جید حضرت سعید بن جبیر شہید رح سے مرسل روایت کی کہ جن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ کیونکر مسجد مین حاضر ہون حالانکہ ہم لوگ بہت دور ہین اور نماز مین آپ کے پیچھے کیسے حاضر ہون حالانکہ ہم لوگ آپ سے بعید ہین (یعنے اسکے واسطے اجازت عطا ہو) تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا مترجم کہتا ہے کہ ان دونون روایتون سے یہ ثبوت نہین ہوتا ہے کہ آیت قدسی کا نزول اسی وقت ہوا ہے بلکہ یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ مدینے مین جن کا حاضر ہونا واقع ہوا ہے حتی کہ ان لوگون نے اپنے حال پر افسوس کیا کہ ہم حضور کے پیچھے آپ کی مسجد مین نماز کو حاضر نہین ہو سکتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان کا اختلاط یعنے بے حجاب دونون فریق کا خلط

حکمت ممتنع کر دیا ہی اور اسمین بھید یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انسان کے درمیان مین ایسا حجاب آڑ کر دیا ہی کہ بدون اجازت الٰہی کے
خلط ممکن نہین ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے آبِ شیرین و آبِ شور مین قدرتی روک کر دی ہی پس جن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست
کی یعنے اللہ تعالیٰ اجازت دیدے اور یہ روک جاتی رہے تو ہم حضور کی اقتدا مین نمازون مین حاضر ہوا کرین اول تو آپ کے پیچھے نماز بے انتہا
افضل ہی دوم یہ کہ مسجد نبوی مین ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہی اور ابو حنیفہ رح نے اجتہاد سے نکالا کہ یہ حکم فقط فرائض کے واسطے ہی
اور طحاوی رح نے اسپر یہ دلیل پیش کی کہ آپ نے صحابہ رض کو تحریض فرمائی کہ سوائے فرائض کے باقی نماز گھر مین افضل ہی پس اگر مسجد نبوی مین نوافل کا
ثواب بھی پچاس ہزار گونہ ہوتا تو لازم آتا کہ نوافل کا ثواب گھر مین اس سے زیادہ ہی پس جب جن نے یہ درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اس آیت کو مکرر نازل فرمایا یعنے یاد دلایا کہ اس درخواست کا جواب اسی آیت سے نکلتا ہی
جو مکہ مین سورۂ جن مین نازل ہو چکی ہی یعنے آدمیون مین خلط ہونے کی اجازت نہ دی اور شاید اسمین یہ نکتہ ہو کہ یہ جن جنھون نے درخواست
کی تھی نیک اصحاب تھے پھر اگر یہ شریعت جاری ہوتی تو آیندہ ایسے لوگ بھی ہوتے جو شرارت کرتے خصوصًا جبکہ آیندہ جنون مین بھی خوارج و
روافض وغیرہ فرقہ اہوا پیدا ہو گئے تو خواہ مخواہ وہ لوگ اہل الحق کو آزار پہونچانا ثواب سمجھتے جیسے روافض کی بعض شاخین یہی عقیدہ رکھتی ہین
واللہ تعالیٰ اعلم اگر کہا جاوے کہ آدمیون نے بارہا جن کو انسانی صورت مین اپنے درمیان پایا ہی بالخصوص اکثر علما کے پاس طلب علم کے واسطے
حاضر ہوتے رہے اور یہ روایات اس کثرت سے متواتر ہین کہ حاجت بیان نہین ہی پھر یہ خلط کیونکر ہوا (جواب) یہ خلط نہین ہی اور اسکا مفصل
حال جسکو شوق ہو کتاب آکام المرجان فی احکام الجان مین دیکھے واللہ تعالیٰ اعلم شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عکرمہ رح سے خصیف رح نے روایت کی
کہ (المساجد) سے یہان روے زمین کی سب مساجد مراد ہین مترجم کہتا ہی کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ جس وقت آیت نازل ہوئی تو اُس وقت
مساجد کہان تھین بلکہ فقط مسجد الحرام و مسجد ایلیا یعنے بیت المقدس دو ہی مسجدین تھین سیوطی رح نے نقل کیا کہ حسن بصری رح نے فرمایا کہ
مراد ہر قطعہ زمین ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام زمین مسجد کر دی گئی ہی یعنے اگلی امتون پر یہ سختی تھی کہ فقط بیعہ و کنیسے کے
سوائے کسی جگہ نماز نہین پڑھ سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے ببرکت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت پر یہ آسانی کر دی کہ جہان نماز کا وقت آوے وہان
پڑھ لین سعید بن جبیر رح نے کہا کہ آیت کا نزول اعضاے سجود کے بارہ مین ہی یعنے یہ سب اعضا جن سے سجدہ کیا جاتا ہی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہین تم
سوائے خدا کے انسے کسی کی تعظیم عبادت مت کرو اور اس قول کے واسطے حدیث صحیح ذکر کی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ مجھے حکم دیا گیا ہی کہ سات ہڈیون پر سجدہ کرون پیشانی پر (آپ نے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا) اور دونون ہاتھ پر اور دونون
گھٹنون پر اور دونون قدمون کے سرون پر (رواہ الترمذی وغیرہ) اور خطیب رح نے لکھا کہ آیت مین مشرکین قریش پر ملامت ہی کہ مسجد خالص
اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتی ہی باوجود اسکے ان مشرکون نے مسجد الحرام مین بت رکھے تھے اور مسجدین سوائے اللہ تعالیٰ کے غیرون کو پکارتے تھے
جیسے یہود و نصاریٰ کا بھی یہی حال تھا پس اللہ تعالیٰ نے مومنون کو حکم دیا کہ مساجد مین خالص اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ذات پاک سے
دعا کرین بعض نے کہا کہ آیت مین یہ معنی ہین کہ مساجد کو خالص عبادت الٰہی کے واسطے رکھو اسمین دوسرا کام مت کرو چنانچہ حدیث مین ہی
کہ جسکو دیکھو کہ مسجد مین اپنے گم شدہ جانور کے لیے پکارتا ہی (یعنے یہ کہتا ہی کہ بھائیو جسنے ایسا ایسا اونٹ مثلاً دیکھا ہو وہ مجھے پتہ بتلاوے)
تو اُس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ یہ جانور تجھے واپس نہ دے اسلیے کہ مسجدین اس کام کے لیے نہین بنائی گئی ہین (صحیح) اور حسن بصری رح نے کہا
کہ طریقۂ سنت سے یہ ہی کہ جب کوئی شخص مسجد مین داخل ہو تو کہے لا الٰہ الا اللہ کیونکہ آیت مین جب یہ فرمایا کہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا۔ تو اسکے
ضمن مین یہ ارشاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ ضحاک رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین داخل ہوتے
تو دایان پاؤن پہلے اندر رکھتے اور فرماتے کہ ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا۔ اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ وَزَائِرُکَ وَعَلٰی کُلِّ مَزُوْرٍ حَقٌّ وَاَنْتَ خَیْرُ مَزُوْرٍ

فَاَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ اَنْ تَفُكَّ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ۔ الٰہی تیرا بندہ تیری حضوری کو آیا ہی اور جسکی ملاقات کے لیے حاضر ہوتے ہیں ان میں الٰہی تو سب سے بہتر ہی مین تیری رحمت سے امید وار ہون کہ آگ سے میری گردن آزاد کردے۔ ھ۔ اور جب مسجد سے باہر آتے تو بایان پاؤن پہلے نکالتے اور فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ صُبَّ لِيَ الْخَيْرَ صَبًّا وَلَا تَنْزِعْ عَنِّي صَالِحَ مَا اَعْطَيْتَنِي اَبَدًا وَلَا تَجْعَلْ مَعِيْشَتِي كَدًّا وَاجْعَلْ لِي فِي الْاَرْضِ جَدًّا الٰہی مجھپر بھلائی بہتری کے ساتھ برسادے اور جو بہتری تونے مجھے عطا فرائی ہی وہ کبھی مجھسے جدا نہ فرمائیو اور میری روزی مجھپر مشقت و تنگی کے ساتھ نہ کیجیو اور زمین پر میرے لیے فراخی و توانگری دیجیو۔ (السراج) مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ یہ کہ یہان دو قول ہین بعض نے مقام سجدہ مراد لیا اور بعض نے وہ اعضا مراد لیے جنپر سجدہ کیا جاتا ہی اور توجیہ یہ ہی کہ مساجد جمع مسجد ہی اور وہ زمین کا موضع سجود ہی یا آدمی کا موضع سجود ہی اور مترجم کے نزدیک دونون کو عام لینا زیادہ انسب ہی اسی جہت سے سعید بن جبیر وغیرہ سے یہ اور وہ دونون روایتین آئی ہین پس آدمی اپنے اعضاء سجود سے غیر کے واسطے اس صورت سے تعظیم نہ کرے اسی لیے باہمی سلام کی حالت مین سر جھکانا حرام ہی اور اس زمانہ کی منافق قومون مین یہ ادب قرار پایا ہی کہ رکوع کی طرح خم ہون اور رکوع درحقیقت ایک طرح کا سجدہ ہی بدلیل قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین۔ اور کہتے ہین کہ دخلت المسجد فرکعت رکعتین یعنے مسجد مین جاکر مین نے دوگانہ رکوع کیے یعنی دو رکعتین پڑھین اور اسی کلام کو (سجدت سجدتین) بھی کہتے ہین اور رکوع کی طرح خم ہونا بالاجماع حرام ہی اور خلاف فقط پیشانی پر ہاتھ رکھنے مین ہی بعض نے مکروہ جانا ہی اور بعض نے بضرورت جائز رکھا مثلاً دور سے اشارہ کیا یعنی مین سلام کرتا ہون لیکن اگر زبان سے السلام نہ کہا تو باطل ہی اور جواز کی دلیل وہ حدیث ہی کہ نماز مین آپ ہاتھ سے سلام کے واسطے اشارہ کردیتے تھے اسیطرح جب مسجد مین نماز کے لیے داخل ہو خواہ وہ مکان معہود ہو جیسے مساجد بنائی جاتی ہین یا کسی نے کسی جگھ نماز پڑھنے کا قصد کیا تو اس حالت مین اللہ تعالیٰ کے واسطے توحید کرے۔ ﴿وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ ۔ اور شان یہ کہ ہرگاہ بندہ خدا کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہی تو نزدیک تھا کہ لوگ اسپر لبد ہو جاوین ف لبد تہ برتہ۔ اور بالضم بھی پڑھا گیا بمعنے ازدحام و کثرت و جماعات اور یہان کادوا کے فاعل بیان نہین فرمائے گئے اس وجہ سے بعض نے اُن جن کو فاعل قرار دیا جو آپ کی نماز مین قرآن سننے آئے تھے یا مطلقاً آپ سے قرآن مجید سننے آئے تھے اور اس صورت مین یہ لبد بطور حرص و محبت ہی اور بعض نے فاعل مشرکون کو قرار دیا یعنے جن و انسان کے مشرکون نے جماعتین و ازدحام کیا اور یہ بطور عداوت ہی اور بعض محققین نے دونون فریق کو شامل لیا جیسے قرآن مجید حجت ہی مگر مومنون پر خوبی کے لیے حجت ہی اور کافرون پر عذاب و مذمت کی حجت ہی عبد اللہ سے یہان علم مراد نہین ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ مراد ہی اور چونکہ بندہ ہونے مین اکمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین لہذا بالاتفاق سب کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین (اقوال مفسرین) عوفی رحؒ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ جب انھون نے (جن نے) آنحضرت صلعم سے قرآن مجید کی تلاوت سنی تو جذب شوق مین قریب تھا کہ آپ کے کندھون پر آجاوین یعنے بہت نزدیک ہو گئے (اور استغراق مین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جانا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اقول گویا اوپر کی آیت تمہید ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا خیال نہین رکھا حتی کہ باوجود اسقدر قرب کے جن سے آگاہی نہوئی کیونکہ آپ نے التفات نہین فرمایا یہ قول حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہی اور ابن جریر رحؒ نے کہا کہ حدثنا محمد بن معمر حدثنا ابن ہشام عن ابی عوانۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال الخ یعنے ابن عباس رضؓ نے کہا کہ جن نے اپنی قوم سے بیان کیا کہ جب عبد اللہ (محمد رسول اللہ) کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے تو قریب تھا کہ لوگ اسپر لبد ہو جاوین ابن عباس رضؓ نے کہا کہ جب جن نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور دیکھا کہ آپ کے اصحاب آپ کے رکوع پر رکوع کرتے ہین اور آپ کے سجدے پر سجدہ کرتے ہین تو اصحاب کی تابعداری پسند کی پس یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا

[illegible] جیسا ہوا واسطے یہ ہین کہ جن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اصحاب کے نماز پڑھتے دیکھا تھا اسطرح کہ اصحاب اقتدا ہین
[illegible] تو اسکو لبد قرار دیا مترجم کہتا ہی کہ شاید لبد باعتبار ارتباط و اتفاق کے کہا ہو ابن کثیرؒ نے کہا کہ آیت کی تفسیر
مین [illegible] قول ہی اور یہ سعید بن جبیرؓ سے بھی مروی ہی اقول لیکن رازیؒ نے تفسیر کبیر مین کہا کہ اس صورت مین یہ آیت پھر جن کا
قول ہوگا اور اوپر اللہ تعالیٰ کا فرمان مذکور ہی اور آیندہ بھی فرمان الٰہی ہی اور بیچ مین اجنبی آیت غیر موزون ہی واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہی
کہ اسکا جواب یہ ہوسکتا ہی کہ اول و آخر سب کلام الٰہی ہی اور جن نے اس کلام کے موافق اپنی قوم سے کلام کیا ہی فافہم شیخ حافظؒ نے لکھا
کہ حسن بصریؒ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر لا الٰہ الا اللہ کہکر لوگون کو توحید اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے لگے تو لوگون
تلبد کیا یعنے عرب سب جمع ہوئے کہ آپ سے مخالفت و عداوت کرین قتادہؒ نے کہا کہ جن و انس سب مجتمع ہوے کہ اس امر کو مٹا دین لیکن
اللہ تعالیٰ نے اسکو منظور نہین فرمایا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو نصرت دی اور اس امر توحید کو پورا کیا اور ہر ایک عداوت
کرنے والے کو مغلوب کیا ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ تیسرا قول ہی اور یہ ابن عباسؓ و مجاہد و سعید بن جبیر سے بھی مروی ہی اور یہی عبدالرحمٰن بن زید کا
قول ہی اور اسی کو حافظ امام ابن جریرؒ نے پسند کیا ہی اور آیندہ آیت بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور یہی قول اظہر ہی مترجم کہتا ہی کہ باہمی
موافقت اقوال کی طرف مین نے اول اشارہ کردیا ہی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب توحید الٰہی کو قرآن حمید سے تلاوت کیا تو آپ پر
دو طرح سے تلبد کیا گیا مؤمنین نے محبت و معاونت سے تلبد کیا اور کفار نے عداوت و مخالفت سے تلبد کیا اور جن نے اول قسم کی موافقت کو پسند
کرکے اپنی قوم سے اسکی تعریف کی اور خود بارہ ہزار کے قریب یا زیادہ تعداد سے آئے اور اسی طرح بیعت کی اور محبت و موافقت ظاہر کی و رآپ نے
انکو قرب و انوار جلالت کی جانب ہدایت کی کیونکہ آپ کی زبانِ مبارک سے توحید کا کلام جب ظاہر ہوتا تھا تو اُس سے مومنون کے دلون کو
نور پہونچتا تھا اور کافرون کی دو حالتین تھین بعضے اپنی روحانیت مین پاک تھے لیکن انپر زمانہ جاہلیت کی کدورت بشدت چھائی ہوئی تھی
تو اس کلام سے انکی کدورت ہٹی جاتی تھی بشرطیکہ کان دھر کر سنین اسی واسطے صلح حدیبیہ کے بعد جب کافرون نے بات سنی تو بہت کثرت سے لوگ
مسلمان ہوگئے اور بعضے ازلی سیاہ تھے اُن کے دلون پر سخت صدمہ پہونچتا تھا لہذا جمیع کے واسطے فرمایا۔ قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا رَبِّي وَلَآ
أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا۔ کہدے کہ مین تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہون اور اسکے ساتھ کسی کو بھی شریک نہین بناتا ہون ف خطیبؒ نے
لکھا کہ کافرون نے جب توحید سنی تو لبد ہوئے اور جماعتین عداوت پر قائم کین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ آپ یہ عجیب بات
لائے اور کل عرب کو دشمن بنایا اگر باز آؤ تو ہم تمکو اپنا سردار بنا دین اسکے جواب مین اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک پر وحی کی کہ اے حبیب
خیر الخلق یہ کہدے کہ مین تو اُسی کی توحید کرتا ہون جس نے مجھے پیدا کیا اور پالا اور وہی میرا کارساز ہی اور وہی درحقیقت اللہ وحدہ
لاشریک ہی اور مین جھوٹی بات نہین کہتا کہ اسکے ساتھ کسی کو ساجھی بناؤن اور یہ اعتقاد [illegible] کہ فلان مجھے بیٹا دیتا ہی یا روزی دیتا
ہی اور نہ سواع نہ یغوث نہ ہبل نہ لات نہ عزی وغیرہ وغیرہ یہ سب خود مخلوق مجبور ہین وہی چاہے تو بولین اور وہی قوت دے تو چلین بخلاف
تم کافرون کے کہ تم ایسے ساجھی بناتے ہو اور جہالت سے کچھ معرفت الٰہی نہین رکھتے ہو تم ہرگز اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانتے ہو تنبیہ
سب سے اشرف و محبوب و افضل تمام عالم آسمان و زمین مین اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خیر الخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا
اور نعم الرب اللہ وحدہٗ لاشریک ہی اور نعم العبد محمد وحدہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس اگر آپ کچھ کارسازی کی خود قدرت رکھتے ہین
تو لات و سواع بلکہ عیسیٰ مسیح و موسیٰ وغیرہم سے بھی امید کرو اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ہدایت فرماوین کہ مجھسے اللہ تعالیٰ کی
عبادت سیکھو اور اسی کی طرف رجوع لاؤ تو پھر احمق مشرکون پر تُف ہے کہ دوسرون کی طرف رجوع لاوین لہذا فرمایا۔ قُلْ إِنِّي
لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا۔ کہدے کہ مین نہین مالک ہون تمھارے واسطے ضرر کا اور نہ رشد کا ف یعنے ا[illegible]

Marfat.com

اشرف الخلق ان احمق ... لوٰن سے کہدے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی قدرت پیدا کرنے کے مین یہ طاقت نہین رکھتا کہ تم سے ضرر دور کرون
تم تک پہونچاؤن بعض نے کہا کہ ضر کفر ہی اور رشد ہدایت ہی یعنے کسی مین تاثیر کی قدرت نہین سواے اللہ تعالیٰ کے بعض نے کہا کہ [illegible]
اور رشد حیات ہی (السراج) پھر اس مزید تاکید فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ
مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ۔ کہدے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ تعالیٰ سے پناہ مین لینے والا نہین ہو اور مین
ہرگز کسی کو اُسکے سواے پناہ کی جگہ نہین پاؤن گا مگر آنکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام اور اُسکی رسالات پہونچاؤن ف عرب کا دستور تھا
کہ جب کسی شخص کو دوسرے کی طرف سے خوف ہوتا تھا تو کوئی بڑے کنبے والا آدمی اُسکو اپنی جوار مین لے لیتا تھا پس اُس رئیس کے خیال
سے کوئی اس سے تعرض نہین کرتا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تو ان کافرون سے صاف کہدے کہ اگر مین اللہ تعالیٰ کی رسالت
نہ پہونچاؤن اور اُسکے خلاف کرون تو کوئی نہین ہی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اپنی جوار مین لے سکے کیونکہ عذاب الٰہی سے بچانے کی
کسی مین طاقت نہین ہی اور اگر مین پناہ ڈھونڈھون تو سواے اللہ تعالیٰ کے کہین میرے واسطے پناہ نہین ہی سواے ایک طریقے کے کہ
مین اللہ تعالیٰ کا پیغام پہونچاؤن اور اُسکی رسالتین ادا کرون اور یہی میرے واسطے عذاب آلٰہی سے بچنے کی پناہ ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ بعض
علماءؒ نے قولہ الا بلاغا کو اوپر کی آیت سے متعلق کیا ہی یعنے مین تمھارے واسطے مالک نہین ہون ضرر کا اور نہ نفع کا سواے اسکے کہ تم کو
پیغام الٰہی پہونچاؤن۔ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا
مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا۔ اور جسنے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی نافرمانی
کی تو اُس کے واسطے جہنم کی آگ ہے درحالیکہ یہ لوگ اُسمین ہمیشہ رہینگے حتیٰ کہ جب یہ لوگ وہ چیز (عذاب) دیکھ لینگے جس سے ڈرائے
جاتے ہین تو جان جائینگے کہ وہ کون ہی جسکے مددگار نہایت ضعیف ہین اور شمار نہایت قلیل ہی ف یعنے جسنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سننے کے بعد نافرمانی کی اور قبول نہ کیا تو اُسکی سزا یہ ہی کہ آخرت مین نار جہنم مین ڈالا جائیگا اور جب سے
ڈالا جائیگا پھر اُسمین ہمیشہ رہیگا کبھی اُس سے نکل نہین سکیگا اور واضح ہو کہ جن علماءؒ کے نزدیک ایک مدت دراز کے بعد جہنم مین فقط راکھ
رہجائیگی وہ بھی کہتے ہین کہ یہ لوگ اُس ملک سے نکلنے نہین پائینگے اور یہان مشرکین اپنے آپ کو صاحب قوت و ثروت و کثرت سمجھتے ہین یہانتک
کہ جب وہ عذاب دیکھین گے جس سے آج ڈرائے جاتے ہین تو اُنکو معلوم ہوگا کہ اُس دن کس کے مددگار نہایت کمزور ہین اور شمار مین بہت کم ہین
یعنے یہ مؤمنین ہونگے یا کفار ہونگے ولیکن آیات مین تصریح کردی کہ کافر اُس دن اکیلا بے یار و مددگار ہوگا اور مومنین کے واسطے تمام انبیاء
و مرسلین اور ملائکہ اور آسمان و زمین سب عزہ و عشیرہ ہونگے۔

قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ○ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا
تو کہہ مین نہین جانتا کہ نزدیک ہی جس چیز کا وعدہ ہی یا کردے اُسکو میرا رب ایک مدت کی حد جاننے والا بھید کا سو نہین
يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ○ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ
خبر دیتا اپنے بھید کی کسیکو مگر جو پسند کرلیا کوئی رسول تو وہ چلاتا ہی اُسکے آگے
وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ○ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ
اور پیچھے چوکیدار تا جانے کہ اُنھون نے پہونچائے پیغام اپنے رب کے اور قابو مین رکھا ہی جو اُنکے پاس ہی
وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ○ ع ۲
اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی

جب نے کہا کہ مقاتلؒ نے کہا کہ جب یہ آیت آئی حتی اذا راوا مایوعدون الآیہ تو نضر بن الحارث قریشی نے کہا کہ جس سے آپ ہم کو ڈراتے ہین
کب ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ قُلْ إِنْ أَدْرِيٓ أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُۥ رَبِّيٓ أَمَدًا۔ تو کہدے کہ
مین نہین جانتا کہ آیا وہ قریب ہی جس سے تم ڈرائے جاتے ہو یا اسکے لیے میرا رب کوئی انتہا مقرر کریگا۔ ف کہ اُس محدود وقت سے پہلے
نہ پیچھے ہوگا اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعثت انا والساعۃ کہاتین۔ مین اور قیامت اسطرح بھیجا گیا ہون جیسے یہ دونون
انگلیان۔ یعنی آپ نے کلمہ کی اُنگلی اور بیچ والی اُنگلی ملائی اور فرمایا کہ مین رسول بھیجا گیا ہون درحالیکہ قیامت میرے بعد اسطرح متصل ہے کہ
بیچ مین کوئی دوسری اُنگلی فاصل نہین ہی اور گویا زمانے کے حساب سے جسقدر بیچ کی اُنگلی کچھ بڑی ہی اسیقدر قیامت کے آنے مین
دیر رہگئی ہی اور دوسری حدیث مین عصر سے غروب تک باقی وقت بیان فرمایا ہی پس سوال یہان یہ ہی کہ ان احادیث مین آپ نے قیامت
کا نزدیک ہونا بیان کیا پھر آیت مین کیا مطلب ہی کہ آپ کو حضرت حق عزوجل نے حکم دیا کہ تو کہدے کہ مین نہین جانتا کہ قریب ہی یا بعید
(جواب) یہ دیا گیا کہ حدیث مین صرف اسقدر بتلایا گیا ہی کہ دنیا جس قدر گزر گئی وہ بہت گزر گئی اور اب بہت کم باقی ہی تو اسقدر نزدیک ہونا معلوم ہی
لیکن اس نزدیکی کی مقدار نہین معلوم ہی (السراج) اور فتح البیان مین اسی کو نقل کر لیا اور کہا کہ بہر حال قیامت کا آنا معلوم ہی لیکن وقت کی تعیین
سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہی اور یہ کلام بھی ابو السعودؒ نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی اور اصل وجواب جو سراج مین مذکور ہے وہ بعینہ
امام رازی نے کبیر مین لکھا ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس آیت مین اللہ تعالیٰ اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتا ہی کہ لوگون سے صاف
کہدین کہ مجھے قیامت آنے کا وقت نہین معلوم ہی کہ وہ قریب ہی یا بعید ہی کہ اسکے واسطے اللہ تعالیٰ مدت دراز مقرر فرماویگا اور مترجم کہتا ہی کہ صاف
بیان انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہی کہ آخرت زمانہ بے انتہا ہی اُسکے مقابلے مین تمام عمر دنیا ہیچ ہی اگرچہ ہزارون برس ہو پھر بھی سب دنیا گزر گئی اور ہر قوم
مین نبی رسول گزر چکا اور سب دنیا کو اعلام کر کے اللہ تعالیٰ نے آخر مین سب جہان کے لیے ایک رسول معظم مکرم خاتم النبیین بھیجا تو اسکے بعد
کوئی نبوت نہین اور نہ کوئی امت ہی بلکہ قیامت ہی تو اب قیامت نہایت ہی قریب ہی اور اسکے لیے اللہ تعالیٰ کے علم مین ایک وقت معلوم اور
محدود ہی اور جو کوئی قوم اس رسول کو نہ مانے اسکے اوپر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور انتقام ہی اور اسکے لیے سب سے پہلے وہ کافر قوم ہی جسکے درمیان
مین آپ کا ظہور ہوا کیونکہ انکو سب سے پہلے ماننا فرض تھا اور ماننے سے انکو تمام جہان پر فخر اور شرف بھی حاصل تھا تو ظاہر ہی کہ نہ ماننے
اُنپر سب سے پہلے انتقام وعذاب بھی ہوگا لیکن جب انکو ڈرایا گیا تو ان مین سے بدتر بدبخت مانند نضر بن الحارث وابو جہل وغیرہ نے مضحکے
کہا کہ یہ عذاب و انتقام ہمپر کب آویگا پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کافرون سے کہدے کہ مین یہ نہین جانتا کہ فی الحال
تم سے انتقام لیا جائے گا تاکہ جو عذاب دیکھنا چاہتے ہو وہ ابھی دیکھ لو یا اُسکے لیے اللہ تعالیٰ کوئی محدود وقت رکھیگا۔ یہ نزدیکی اور دوری بہ نسبت
ایسے ماہ وسال کے ہی مثلاً آدمیون کے نزدیک دس پانچ برس نزدیک ہین اور چالیس پچاس برس دور ہین کیونکہ اس زمانے مین عمرین ساٹھ ستر
برس سے کم بڑھتی ہین اور جب دوسو برس کے قریب عمرین ہوتی تھین تو ان کے نزدیک چالیس پچاس بہت نہ تھے بالجملہ یہان ان کافرون
کے لیے عذاب وانتقام واقع ہونیکا بیان ہی کہ جب یہ غضبی جھڑکی وعذاب یہ کفار دیکھین گے تو اُسدن اُنکو معلوم ہوگا کہ کون فریق اضعف
واقل ہی اور کون فریق اعز واکثر ہی نکتہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مخفی رکھا کیونکہ علم الٰہی مین مقدر یہ ہوا تھا کہ
کافرون کو تھوڑا تھوڑا انتقام چکھایا جاوے لقولہ تعالیٰ لنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر الآیہ۔ یعنے ابھی ہم ان کو عذاب حقیر
چکھادین گے سوائے عذاب کبیر کے۔ ھ۔ جیسے غزوۂ بدر مین ان کافرون کو چکھایا اور ابو جہل کو اور نضر بن الحارث شقی کو مارا اور نضر بن الحارث
نے پوچھا تھا کہ یہ جو تمنے دھمکایا ہی کہ (حتی اذا راوا مایوعدون الآیہ)۔ یعنے یہانتک کہ جب یہ کفار وہ عذاب دیکھین گے جس سے ڈرائے جاتے
ہین تو اُس وقت جان لین گے الخ) تو پوچھا کہ یہ کب ہوگا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ۔ قل ان ادری اقریب الخ کہدے کہ مین یہ نہین جانتا کہ

نزدیک ہی وہ جس سے تم ڈر. ئے جاتے ہو یا میرا رب اسکے لیے کوئی انتہا رکھیگا رازی وغیرہ نے کہا کہ دشمن جو عداوت سے [illegible]
تیری عداوت پر (لبدا) رہین گے یعنے جتھے بنائے ہوے دشمنی کرتے رہین گے اور اپنے آپ کو کثرت کے ساتھ اور جبل ذلت [illegible]
اٹھ جائین گے اور رسول کو اقل عدد اور اضعف ناصر خیال کرتے رہین گے یہانتک کہ جب وہ عذاب دیکھین گے تو اس وقت [illegible]
کون فریق اپنے ناصر نہایت ضعف رکھتا ہی اور شمار مین اقل ہی چنانچہ بدر کے روز اسی گھمنڈ پر آئے تھے آخر مارے گئے یا قیامت [illegible]
دیکھین گے مترجم کہتا ہی کہ بدر کے غزوہ مین ابتدا مین صحابہ رضہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ انجام کیا ہوگا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کہ الٰہی نصرت عطا فرماوے اور جس دن صبح کو مقابلہ ہوا ہی اُس سے پہلے شام کے قریب آپ نے میدان مین جاکر بعضے خاص خاص صحابہ کو بتلایا
کہ اس مقام پر ابو جہل قتل ہو کر گریگا اور وہان فلان کافر گریگا اسیطرح ہر ایک کی جگہ بتلائی اور واللہ ہر ایک اسی مقام پر قتل ہو کر گرا اور ذرا
بھی تجاوز نہوا اور پہلے سے عموماً صحابہ رضہ کو اطلاع نہوئی تاکہ آخرت کا یقین اور شہادت کا ثواب اُن سے ظاہر ہو کہ اُنھون نے کفار کی یہ
کثرت وشوکت دیکھنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی راہ مین جان دینا اختیار کیا تاکہ جنت مین جاوین حالانکہ انھون نے فتح پائی اور اللہ تعالیٰ
نے پانچ ہزار سے زیادہ ملائکہ سے انکو نصرت دی پھر جو کفار قتل ہو کر بدر کے گڑھے مین ڈالے گئے تھے بعد تین روز کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب وہان سے کوچ کا قصد کیا تو اس گڑھے پر جاکر فرمایا کہ او فلان او فلان ہر ایک کافر کا نام لیکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمسے حضرت
کا وعدہ دیا تھا وہ تو ہم نے پایا اور تم نے بھی وہ عذاب پایا جس سے تم کو ڈرایا گیا تھا پس اب خلاصہ مطلب اس آیت کا ظاہر ہو گیا کہ مفسرین
جب یہ آیت اُتری ہی اس وقت یہی حکم دیا کہ ان کافرون سے کہدے کہ مین یہ نہین جانتا کہ جس سے تمکو ڈرایا جاتا ہی وہ نزدیک ہے
یا اللہ تعالیٰ اسکے لیے کوئی آمد یعنے حد قرار دیگا۔ چنانچہ بعض کافرون کے لیے خفیف جھڑکی سے بدر مین انتقام لیا اور بعض کے لیے اجل
رکھی لیکن دنیا مین عام عذاب سے امت کو ہلاک نہین کیا شیخ ابن کثیر رح نے اس مقام پر لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت قیامت
پوچھنے پر کسی کو جواب نہین دیتے تھے سوائے اسکے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہین جانتا ہی حدیث مین ہی کہ ایک اعرابی مسلمان
نے بلند آواز سے ایک مرتبہ آپ کو پکارا کہ اے محمدؐ قیامت کب ہی آپ نے فرمایا کہ ارے وہ تو ضرور آنے والی ہی پھر تو نے اسکے لیے کیا سامان
مہیا کیا ہی یہ سنکر وہ دم بخود ہو رہا پھر اُسنے عرض کیا کہ حضرت مین نے اسکے لیے کچھ زیادہ نماز یا روزہ سے سامان جمع نہین کیا ہی ولیکن مین
اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو دل سے پیار کرتا ہون آپ نے فرمایا کہ پھر تو جسکو پیار کرتا ہی اسی کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض راوی کہتے ہین کہ
آپ کے اصحاب کو یہ حدیث سنتے ہی اسقدر خوشی ہوئی کہ بعد اسلام کے کبھی کسی چیز سے ایسی خوشی نہین ہوئی مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث
صحیح مین نہایت اُمید ہی اور ترمذی رح کی روایت مین ہی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کرکے کہا کہ مین تو حضرت ابوبکر
وعمر رضی اللہ عنہما کو محبت سے پیار کرتا ہون اگرچہ میرے اعمال انکے برابر نہین ہین (حدیث صحیح) مترجم کہتا ہی کہ طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین
یہ بات متواتر ثبوت تھی کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما افضل ہین اور روافض گمراہون نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا کہ اس متواتر
قطعی بات کو کیونکر جھٹلاوین اور کیا کرین تو شیطان نے ان روافض کو سمجھایا کہ تم یہ کہدو کہ پچاس ہزار سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم
سب کے سب دین سے منحرف ہو گئے تھے ان احمقون نے اس سے سبق پڑھکر یہ دعوی کر لیا کہ یہ سب منحرف ہو گئے بلکہ ابوبکر وعمر و [illegible]
زبیر وغیرہ عشرہ مبشرہ تو کبھی ایمان ہی نہین لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تقیہ کرکے انکو صدیق وفاروق [illegible]
جھوٹھ کہتے تھے نعوذ باللہ من کفرہم اور اس احمق فرقہ نے یہ نہ جانا کہ اُسنے اپنا ایمان کھویا بلکہ ایمان کی جڑ کاٹ [illegible]
یہ فرقہ اپنا قرآن کسی اہل کتاب یہود یا نصاریٰ وغیرہ پر پیش کریگا تو وہ کہین گے کہ تمھارے اعتقاد کے موافق [illegible]
شاید یہ تقیہ سے کہا ہو غرض کہ عقلمند ذرا توجہ سے جان لیگا کہ یہ عجیب نادان فرقہ ہی کہ اسنے بالکل شیطان کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] پر ایسے قبیح اتہام وبہتان لگائے کہ اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرورہم پھر شیخ الاسلام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا ابی (ابو حاتم) حدثنا محمد بن فضا، باسنادہ الی ابی سعید الخدری رضہ رفعہ قال الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اولاد آدم اگر تم جانتے ہو (علم رکھتے ہو اور تم کو عقل ہے) تو اپنے آپ کو مردہ لوگون مین شمار کیا اور قسم اُس پاک عزوجل کی جس کے قبضے مین میری جان ہے کہ تم کو جو کچھ وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور آتا ہے اقول ابن ابی حاتم نے شرط کی ہے کہ وہی حدیث صحیح کرین جو حسن ہے پس اسکی سند اچھی ہے اور امام ابو داؤد نے آخر کتاب الملاحم مین ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لن یعجز اللہ ہذہ الامۃ من نصف یوم) یعنے ہرگز اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن سے عاجز نہین فرماوے گا (اسنادہ صحیح) ابو داؤد نے دوسری اسناد جید سے حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین امیدوار ہون کہ میری امت اپنے پروردگار کے نزدیک عاجز نہو گی کہ اسکو آدھے دن تک تاخیر دے سعد بن ابی وقاص [illegible] گیا کہ آدھا دن کسقدر ہے فرمایا کہ پانچسو برس ہے (انفرد بہ ابو داؤد) مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث جید صحیح دو صحابہ رضہ سے دو اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی گئی ہے اور یہ حدیث بھی معجزات عظیمہ مین سے ہے اور جب اسکے ساتھ وہ حدیث ملائی جاوے کہ (آگاہ رہو کہ فتنہ وہان سے ہے اور مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جہان سے قرن الشیطان طلوع ہوتا ہے) اور وہ حدیث ملائی جاوے کہ آپ نے خراسان کی نسبت فرمایا کہ وہان فتن وزلازل وبلایل ہین) تو واقعات بالکل مطابق ہین اور پانچ سو برس کے بعد وہان سے نہایت خراب فتنہ ظاہر ہوے اور آخر ۶۱۶ھ ہجری مین چنگیز خانی فتنہ تاتار پیدا ہوا جسکا ذکر مین نے بارہا لکھا ہے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔ (اللہ تعالیٰ) عالم الغیب ہے پس وہ نہین مطلع فرماتا ہے اپنے غیب پر کسی کو سوائے اسکے جسکو پسند فرمایا ہے رسول سے کہ اللہ تعالیٰ منسلک فرماتا ہے اسکے روبرو سے اور پیچھے کی جانب سے نگہبان تاکہ وہ جان لے کہ رسولون نے ٹھیک پہونچا دیے اپنے رب کے پیام اور حال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے احاطہ کر لیا ہے ہر چیز کا جو رسولون کے پاس ہے اور اُسنے ہر چیز کو پورا شمار کر لیا ہے ایک ایک گن کر ف اس آیت کے بیان مین اہل تفسیر کے اقوال اور اسکے احکام کے بیان مین نفیس مباحث ہین اور ناداقون کے جدال ہین اور مجھے آسانی کے ساتھ سمجھانا منظور ہے تاکہ پہلے کلام حق کے مطالب ذہن نشین ہون پھر فوائد کا ذکر کیا جاوے پہلے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حبیب بندہ رسول کو حکم دیا کہ تو لوگون سے کہدے کہ تم کو جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے اُسکا نزدیک یا دور ہونا مجھے نہین معلوم ہے یعنے یہ علم اللہ تعالیٰ ہی کو خوب حاصل ہے وہی عالم الغیب ہے غیب کے معنے پوشیدہ ہونا اور قرآن مجید مین جہان عالم الغیب یا یومنون بالغیب [illegible] تو سیوطی وغیرہ نے لکھا کہ اس سے وہ چیز مراد ہے جو مخلوق کی نظر سے غائب ہے اور اس تقریر کا فائدہ یہ ہے کہ بہت چیزین ہماری یعنے امتیون کے حق مین غیب ہین تو ہم لوگ جب اللہ ورسول کے فرمانے سے اُنپر ایمان لائے تو یومنون بالغیب مین شامل ہوئے جیسے ملائکہ وجنت ودوزخ وحوض کوثر وعذاب القبر یا ثواب وغیرہ ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزون کو ملاحظہ فرمایا تھا تو آپ کے حق مین انپر ایمان لانا کچھ ایمان بالغیب نہ تھا یا معراج سے پہلے تھا پھر آپ نے ملاحظہ کر لیا یا جیسے بعض صحابہ رضہ نے بعض ملائکہ کو دیکھ لیا یہ بات بعضے اکثر علما نے بیان کی ولیکن مترجم کے نزدیک یہ بات سرسری سمجھ کے طور پر ہے اور اس سے ایک قسم کی سمجھ حاصل ہوتی ہے اور جب یہ سمجھ آگئی تو مین کہتا ہون کہ حقیقت چیزین غیب موجود ہے اگرچہ وہ چیز بعض وجہ سے کسی بندے پر ظاہر بھی ہوگئی ہو مثلاً ہم آسمان کو دیکھتے ہین لیکن اسکی حقیقت ہم سے پھر مخفی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کے علم الغیب مین ہے اس سے یہ سمجھ حاصل ہوئی کہ پاک ہے ہمارا رب عزوجل کہ وہی عالم ہے کوئی چیز

کسی وجہ سے بھی اسکے علم مین غائب نہین ہی اُسی نے وہ چیز اور اسکی ذات سب پیدا کی ہی اور اگر ہم اسن کاغذ کو [illegible]
اور اگر پشت بھی دیکھین تو اندرونی ذرات ہم سے غائب ہین اور اگر ہم کو وہ ذرات بھی نظر آجاوین تو ہم سوا [illegible]
ہر سکتے ہین مثلاً کاغذ ہی اور کاغذ بانس سے بنا ہی بانس ایک درخت ہی اور یہ سب باہمی زندگی مین نفع اٹھانیکا طریقہ [illegible]
زبان قلم سے نکلی اسکو تحریر نہ دیکھو اور غور نظر درکار ہی اسی لیے اکثر ائمہ اولیا یہ دعا مانگتے ہین کہ الٰہی ہم کو وہ چیزین [illegible]
دکھلائی جاوین اگرچہ انکا مطلب یہ ہی کہ مال وخزانہ سونا وچاندی وجواہرات جو حرام طریقہ سے حاصل ہوا ہی لوگون کی نظر مین نعمت [illegible]
ہی اور لعل وگوہر کی آب وتاب آنکھون مین روشنی بڑھاتی ہی یہ کب سوجھتا ہی کہ یہ آتشی سانپ وبچھو واژدہے ہین [illegible]
سبحانہ تعالیٰ نور بصیرت سے غیب کے معنے پر اطلاع پائی اُسنے جانا کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہی اُسکے سوائے یہ صفت [illegible]
کر کسی مین حاصل ہو پھر حضرت عالم الغیب ہی جس بندے کو چاہتا ہی اپنے غیب سے کچھ مطلع کرتا ہی اور یہ کسی مخلوق کو نہین عطا کرتا
سوائے ایسے بندے کے جسکو اُسنے مرتضیٰ کیا ہی اور وہ رسول ہوتا ہی خطیبؒ نے کہا کہ رسول خواہ آدمی ہو یا فرشتہ ہو پس رسولون کو غیبی [illegible]
مطلع فرماتا ہی جسقدر اُسکو منظور ہی اور جس کیفیت سے اور جہانتک منظور ہی اور ہم کو دلیل سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ حضرت خاتم النبیین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا اور رسول کو ان علوم غیب سے سرفرازی دینے مین اول تو رسول کی ذاتی کرامت ہی اور دوم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے پیغام اسکے بندون کو پہونچاوے چنانچہ فرشتہ رسول اسکو لیکر آدمی رسول کے قلب پر وحی کرتا ہی اور یہ اعلیٰ طریقہ ہی اور فقط خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کلام الٰہی بلباس کتاب آیا اور باقی معاملات مین البتہ قلبی وحی ہوئی
لیکن قلبی وحی مین شیطان اپنی وحی ڈال سکتا تھا چنانچہ فرمایا۔ ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم۔ البتہ شیاطین اپنے دوستون کو
وحی کرتے ہین ھ۔ پس اس التباس کو اللہ تعالیٰ نے قہر از بردستی سے دفع نہین کیا بلکہ اختیار وامتحان کے طریقے سے اپنی قدرت ظاہر
فرمائی تاکہ شیطان کو کچھ عذر کرنے کی گنجایش باقی نہ رہے لہذا فرمایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ الخ یعنے رسول کی پس وپیش اللہ تعالیٰ
حافظ مسلوک فرماتا ہی اور وہ ملائکہ ہین جو ہر طرف سے رسول کے ساتھ اس طرح متصل ہوتے ہین گویا سوتی پرویا ہوا ہی پس شیطان کو
مجال نہین رہتی کہ وہ اپنی وحی پھونکے اور رسول اپنے اختیار سے پیغام حق اداکر کے کرامات ودرجات عظیم پاتا ہی اور اسی وجہ سے رسول
سب معصوم ہوتے ہین اور سوائے رسول کے کوئی بشر ایسا نہین ہوتا کیونکہ باقی ہر شخص امتی ہی جسپر حکم رسول کے موافق امتحان ہی پس اگر
وہ بھی معصوم بطریق مذکور ہو تو اسکا درجہ ثواب جاتا رہے کیونکہ وہ پیغام پہونچانے کے لیے رسول نہین ہی اور رسول مین یہ طریقہ حفاظت
پیغام کے لیے ہی یعنے جو پیغام حق اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہی اسمین کسی جہت سے شبہہ کسی وسوسہ کا باقی نہ رہے لہذا فرمایا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات
ربھم۔ تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ رسولون نے اپنے رب کے پیغام سب ابلاغ کر دیے پورے پہونچا دیے یعنے رسولون کا اس خدمت کا
پورا کرنا ظاہر ہو جاوے جیسے امتیون کے حق مین فرمایا۔ لیعلم اللہ الذین جاھدوا منکم تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ جو لوگ تم مین سے
جہاد کرنے والے ہین ھ۔ اور اسی قسم کی دیگر آیات ہین اور مراد یہ کہ مؤمنین ومنافقین کو اپنے علم ازل کے موافق جدا کردے
اور یہ ظاہر ہونا ہم لوگون پر ہوتا ہی کیونکہ ہم سب امتی ہین اور رسولون کا اعلیٰ درجہ ہی تو انکا ابلاغ کرنا ملائکہ کرام پر اور خود اپنی شان پاک کی طرف نسبت [illegible]
لیکن شیطان یہان ہم لوگون پر یہ شبہہ ڈال سکتا تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم نہین تھا تو اس وسوسہ کو دور کرنے کے لیے فرمایا۔ واحاط بما لدیھم
یعنے جو کچھ رسولون کے پاس ہی سب کو اللہ تعالیٰ نے احاطہ کر لیا ہی ھ۔ یعنے خالی پیغام پہونچانا نہین بلکہ یہ خدمت مع انکی [illegible]
وغیرہ سب کو اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہی بلکہ کچھ رسولون پر موقوف نہین ہی ہر چیز پر محیط ہی واحصیٰ کل شیء عددا۔ یعنے ہر چیز کو [illegible]
ایک ایک شمار سے احاطہ فرمایا ہی بس اسقدر آہستہ بیان سے ہر بندہ جسکے حق مین سعادت الٰہی ہی شان [illegible]

[اسکی] عظمت وقدرت ایسی بے انتہا ہی کہ وہان عقل تسبیح پڑھتی ہے اور کچھ تصور بھی نہین کرسکتی چنانچہ ایک نمونہ خیال کرو کہ اسوقت شمالی ممالک کے فلان بن کے سوراخ مین چیونٹیون کے سوراخ ہین اور ہر چیونٹی شمار آئی مین حاضر ہی اور ہر چیونٹی کے پانون اور سانس واسکی چال کے قدم اور ہر ایک کا رزق واسکا منھ چلانا بلکہ جو غارون کی تاریکی مین ہین یہ تو ایک جگہ کا ذکر ہی بلکہ تمام ملک بلکہ تمام جہان کی چیونٹیون کو اسیطرح جانتا ہی یہ تو ایک چیونٹی کا ذکر تھا ہزارون قسم کے کیڑے اور مکوڑے اور جانور وچرند وپرند وآدمی ہین اور ہر ایک کے متعلق ہر چیز اور ہر ایک کی آواز علیحدہ علیحدہ سب پر علم حق محیط ہے سبحان ذی العظمۃ والجبروت سبحان ذی الملک والملکوت اغفرلی وتوفنی عبدالک برحمتک یا ارحم الراحمین

واقوال مفسرین، شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے لکھا کہ عالم الغیب فلا یظہر الخ یعنے عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہی بس وہ نہین مطلع فرماتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے ایسے بندے کے جسکو برگزیدہ فرمایا من رسول- برگزیدہ کا بیان ہی یعنے رسولؑ کو مطلع فرماتا ہی اور یہ رسول فرشتہ اور رسول انسان دونون کو شامل ہی یعنے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی رسالت ونبوت کے لیے برگزیدہ فرماتا ہی اُسکو اپنے غیب مین سے جسقدر چاہتا ... رسول بشر کو مطلع کرنا کبھی ملکی رسول مانند جبرئیل وغیرہ کے واسطہ سے ہوتا ہی اور کبھی بغیر واسطہ ہوتا ہی جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج مین عالم بالا پر ہوا قرطبیؒ نے کہا کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا سوائے برگزیدہ بندۂ رسول کے کہ اسکو جسقدر غیب پر چاہتا ہی مطلع فرماتا ہی یہ اسلیے کہ رسول کو معجزات سے تائید عطا ہوتی ہی اور منجملہ معجزات کے ایک یہ طریقہ ہی کہ غیب کی خبرین بتلائے چنانچہ قرآن مین ہی انبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم- یعنی مین تم کو آگاہ کرتا ہون جو کچھ تم گھرین کھاتے ہو اور جو کچھ اُٹھا رکھتے ہو- ھ- مترجم کہتا ہی کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور اِس قسم سے بہت ہین مانند قولہ تعالیٰ قل للذین کفروا ستغلبون- ان کافرہو دیون سے کہدے کہ عنقریب تم مغلوب ہو جاؤگے اور جہنم کو کھینچے جاؤگے- ھ- یہی ہوا کہ ان مین سے کوئی جماعت اسلام نہ لائی اور کفر پر مرے اور قولہ تعالیٰ الم غلبت الروم فی ادنی الارض- یعنے فارس سے روم معلوم ہوے اور ... کے اندر پھر وہ غالب ہوجاوینگے- ھ- چنانچہ کفار مکہ نے اسپر شرط باندھی کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی شاہ فارس کسریٰ مین آج وہ طاقت ... روئے زمین پر کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا چنانچہ ساتوین سال ہجرت کے رومیون نے فارس پر غلبہ کیا تو یہ دیکھکر بہت سے مشرکون نے ایمان قبول کیا اور پھر یہ آیت نازل اس طرح ہوئی الم غلبت الروم تا قولہ سیغلبون فی بضع سنین- یعنے روم نے فارس پر غلبہ پایا تا نو برس کے اندر پھر رومی مغلوب کیے جاوینگے- ھ- یہ نہین بتلایا کہ کس سے مغلوب کیے جاوینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا[یا کہ] اہل ایمان اِن پر غالب ہونگے چنانچہ سنہ ۱۶ ہجری تک تمام رومی مغلوب کرکے شام سے نکال دیے گئے وللہ الحمد والمنۃ اور واضح ہو کہ ساتوین سال ہجرت کے جب رومیون نے فارس پر غلبہ پایا ہی تو اُسی سال حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش سے صلح کی اور سورۂ انا فتحنا نازل ہوا یعنے ہمنے تجھے صاف کھلی ہوئی فتح دی- ھ- حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [کیا یہ] فتح ہی آپ نے فرمایا کہ ہان- اور اسی سال بادشاہ روم ہرقل اپنی فتح کی خوشی مین بیت المقدس آیا تھا اور یہ بادشاہ بڑا نجومی تھا اور دین نصرانیت مین بھی خوب علم رکھتا تھا حتیٰ کہ شام کے نصاریٰ نے اُسکو بادشاہ مانا اور پوپ بھی مانا تھا تو بیت المقدس مین نذر ونیاز چڑھاتے کے بعد اُسنے رات مین نجوم دیکھا کہ آیندہ تو فارس کے لیے غلبہ نہوگا مگر نجوم مین غور کرنے سے اُسکو وہ سانحہ نظر آیا کہ فارس کے غلبہ سے بہت زیادہ صدمہ پایا صبح کو جب تخت پر بیٹھا تو بہت کبیدہ اور غمناک تھا اُسکے عمائد اور وزرا نے پوچھا کہ بادشاہ پوپ ہمیشہ زندہ رہے اور ہماری جانین اُسکے آڑے آوین یہ رنج کس وجہ سے ظاہر ہے حالانکہ بڑی خوشی کا وقت ہی کہ مسیح کی مدد سے ہم نے دشمنون کو نکال دیا- بادشاہ نے حال بیان کیا کہ مجھے نجوم سے ایسا ظاہر ہوا ہی کہ یہان ایسی قوم کی بادشاہت ہی جو ختنہ کیے ہوئے ہین اور فارس ختنہ نہین کرتے اور ترک ... یہ طاقت نہین کہ فارس کو ... آوین وہ بھی میرے خیال مین بے ختنہ ہوتے ہین اور مین گمان نہین کرتا کہ کوئی قوم ہو سوائے عرب کے اور بنو غسان کو حاضر کر[و]

Marfat.com

اور دیکھو کہ کیا یہ لوگ فتنہ [illegible] تے ہین - یہ بنوغسان نصرانی ہو گئے تھے - چنانچہ دیکھا اور پوچھا گیا تو انھون نے کہا کہ [illegible]
فتنہ کا دستور ہی - اُسکے عمائد رؤسا نے کہا کہ ای بادشاہ حضور کو ان ناچیز عرب کی طرف سے یہ خطرہ نہ رکھنا چاہیے [illegible]
اور ان کے پاس یہ سامان کہان ہی ہمارے غلامون سے مقابلہ کرسکین اور اگر حکم ہو تو ہم ابھی بنوغسان [illegible]
کہ کہ اول تو کس جرم پر انکو قتل کروگے پھر مین نہین دیکھتا کہ تم تمام عرب کو قتل کرسکوگے - انھون نے کہا کہ ہم پہلے انکو [illegible]
چڑھائی کر کے قتل عام کرین - بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تم لوگ بڑے نادان ہو جب خدا کو کچھ منظور ہوتا ہی تو ایسی [illegible]
یہ لوگ اسی شیطانی خیالات مین تھے کہ فرمانِ ہدایت حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام بادشاہ [illegible]
جس مین آپ نے اُسکو نہایت عمدہ طریقے سے راہ حق کی جانب ہدایت فرمائی تھی اور تمام قصہ حدیث صحیح البخاری کی شرح مین حافظ [illegible]
شیخ ابن حجرؒ نے بحوالہ روایات محدثین لکھا ہی یہ کلام مترجم نے تتمیم فوائد کے طور پر درمیان مین لکھدیا اور مقصود یہ کہ الم غلبت الروم الآیہ کی
طرح غیب کی خبرین بہت ہین اور بطریق تواتر یہ بات ثبوت ہوئی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز بلکہ اکثر بات مین صحابہ
رضی اللہ عنہم کو غیب کی خبرین بتلاتے تھے پس اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ برگزیدہ یعنے رسول کو غیب سے مطلع فرماتا ہی جس قدر چاہتا ہے
مترجم کہتا ہی کہ اس کلام مین تنبیہ ہی کہ قولہ الا من ارتضی سب کے نزدیک مطلقاً سب طرح اظہار غیب کے واسطے نہین ہی اور توضیح یہ کہ
عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہی اور اظہار غیب اُسی کی قدرت سے ہوتا ہی پس بعض مخلوق کو بعض وہ چیز جو دوسرون کو ظاہر نہین ہی اللہ تعالیٰ
کے اظہار سے ظاہر ہو جاتی ہی اور یہ بعض مخلوق بندۂ مرتضیٰ یعنے رسول اللہ ہی خواہ فرشتہ ہو یا انسان ہو اور کبھی فرشتہ کے بیان سے بعض غیب
کی بات ان شیاطین کو ظاہر ہو جاتی تھی جو چوری سے کان لگا کر ملائکہ کی باتین سُنا کرتے تھے جیسے انسانی رسول کے بیان سے امتیون کو
[illegible] جاتی ہی جیسے ہم لوگون کو جنت و دوزخ موجود ہونے کا علم ہوا لیکن یہ اظہار بعض وجہ سے اظہار ہی اور بعض وجہ سے غیب ہے
اسی واسطے یومنون بالغیب کہا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اول مین اسی طرح اظہار تھا پھر معراج مین بلا کر آپ کو آنکھون سے
دکھلا دیا تو یہ مزید اظہار ہوا لیکن ابھی ظاہری اظہار دیگر وجوہ سے باقی ہی جیسے جسم کے ساتھ قیامت کے بعد جنت مین داخل ہونا
اور حدیث مین ہی کہ جنت مین داخل ہو کر مین نے بلال کے پاؤن کی آواز سنی - یہان لطائف نکات ہین حالانکہ بلالؓ کو خود خبر
نہ تھی کہ کب وہان داخل ہوے اور جسم کے پردے مین عجیب امتحانات ہین اور حدیث صحیح مین ہی کہ پل صراط سے پار ہو کر سب سے اول آپ ہی
جنت کا دروازہ کھٹکھٹاوینگے اور خازن جنت عرض کریگا کہ آئیے مبارک مرحبا مجھے یہی حکم تھا کہ آپ ہی کے لیے پہلے دروازہ کھولون
آپ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولون اور اظہار غیب جس وجہ سے ہو ہر حال مین یہان اللہ تعالیٰ کے اظہار مین حکمت ہی وہی
امتحان ہی کہ اہلِ سعادت اِس اظہار مین رحمت کے کام حاصل کرتے ہین اور شیاطین کو جو بات ظاہر کردیجاتی ہی وہ فتنہ ہی تاکہ وہ انسانی
کاہن کے کان مین ڈال دے اور کافر پلید اس کاہن خبیث کا معتقد ہو جاوے حالانکہ اس سے بہتر اور بکثرت غیب اور سب صحیح خبرین
رسول اللہ بتاتا تھا اسپر یہ نجس ایمان نہ لایا اسیطرح نجومی کو تجربہ سے بعض بات ظاہر ہوتی ہی اسپر نجس لوگ یقین لے آتے ہین اور نجومی کا
تجربہ مین نے اس لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم مین ایک معمولی طریقہ جاری فرمایا ہی مثلاً ماہتاب آخر ماہ مین ڈھائی رات چھپا تو فلان [illegible]
یہ چاند فلان رات کو نکلیگا یعنے اُس شام کو ظاہر ہوگا اور جب بحیرۂ عرب مین جوش شدید ہوا تو تجربہ ہی کہ بارش جلد شروع ہوگی اور
زیادہ ہوگی چنانچہ ۱۳۰۵ ہجری مین اسی تجربہ پر حکم لگایا گیا لیکن وہ طوفان بڑھکر سورت سے بمبئی تک بکثرت برسا اور آگے [illegible]
تو یہ تجربہ سے خلاف ہوا اسی طرح ستارون کی گردش سے تجربہ ہوتا ہی جو شخص مشق کریگا اُسکو یہی اٹکل ظاہر ہوگی [illegible]
تجربہ ہی کہ جب کالی گھٹا آئی سمجھے کہ برسے گی علی ہذا القیاس لیکن یہ صرف اٹکل ہی اور اس سے یہ ترو خیال ہی [illegible]

Marfat.com

جانتے ہین کہ وہ محض واہی ہیچ بچر خیالات ہین اور (قمر در عقرب) وغیرہ کا خیال کرنے والا گناہ سخت کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ ایسے بدکار کو اکثر اسکے خیال کے موافق عذاب دیتا ہی اور خلاصہ یہ کہ امور مذکورہ کو کچھ بھی غیب پر اطلاع نہین ہی بلکہ اٹکل ہی جیسے کسی احمق نے دعویٰ کیا کہ وہ یا اسکی ماں مگر کشف وکرامت رکھتی ہی لوگون نے پوچھا کہ یہ مدار کشف تو نے کیونکر پہچانا۔ اُس احمق نے کہا کہ اسپر دلیل یہ ہی کہ جب ابر آتا ہی تو وہ اور اسکی ماں دونون حکم لگاتے ہین ایک کہتا ہی کہ برسیگا اور دوسرا کہتا ہی کہ نہین برسیگا پھر ضرور ایک کا کشف ٹھیک ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین ہم کو آگاہ فرمایا کہ احمق کفار و مشرکین کا یہ قاعدہ ہی کہ اٹکل و گمان کی باتون پر یقین لاتے ہین اور احکام خدا و رسول مین شک کرتے ہین اب خلاصہ بیان یہ ہوا کہ علم غیب کا عالم فقط اللہ تعالیٰ ہی اور غیب کا ظاہر کرنا البتہ مخلوق پر ہوتا ہی پس اللہ تعالیٰ غیب کو جسقدر اسکو منظور ہی بالکل ٹھیک اپنے رسول مرتضیٰ پر اظہار کرتا ہی تاکہ یہ رسول بندے اُن رسالات کو اپنے عام بندون کو پہونچاوین اور اسکے واسطے اپنی رحمت سے ایک اہتمام فرماتا ہی کما قال تعالیٰ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدًا۔ یعنے اللہ تعالیٰ رسول کی حفاظت کے لیے معقبات ملائکہ مقرر کرتا ہی جو اُسکو امر الٰہی سے محفوظ رکھتے ہین پس وہ ٹھیک وحی پہونچاتا ہی اور شیاطین و جن اس وحی سے کوئی کلمہ چوری سے نہین سُن سکتے ہین اور نہ کوئی شیطان شکل بناکر اسکے پاس جھوٹی وحی لاسکتا ہی۔ ضحاکؒ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول بھیجا تو اُسکے ساتھ ملائکہ محافظ بھیجے جو اُسکی حفاظت کرتے رہے کہ کوئی شیطان صورت بناکر اُسکے پاس نہ آوے۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم ابن کثیرؒ نے لکھا کہ لیعلم کی ضمیر راجع کرنے مین سابقین مفسرین کے اقوال ہین۔ بعض نے کہا کہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہی اور بعض نے کہا کہ اہلِ کفر کی طرف ہی اور بعض نے اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف تجویز کیا **قول اول** کے موافق معنے یہ ہین تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوجاوے کہ یہ ملکی رسولون نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کا پیغام تھا ٹھیک ادا کردیا ہی۔ ابن جریرؒ نے باسناد ابن حمیدؒ عن سعید بن جبیرؒ روایت کی کہ چار ملائکہ حفظہ جبرئیلؑ کے ساتھ آتے تھے تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جان لین کہ بیشک ان فرشتون نے اللہ تعالیٰ کی رسالت پہونچادی اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا اور اسی طرح ضحاک و سدی و یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہی قتادہؒ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ لیعلم ان قد الخ تاکہ رسول اللہ جان لے کہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام لائے تھے سب نے ادا کردیا اور ملائکہ نے حفاظت رکھی۔ اس قول کو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہی۔ **قول دوم** عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالیٰ رصدًا سے ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ معقبات ملائکہ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شیطان سے حفاظت کرتے ہین تاکہ آپ جن لوگون کی طرف بھیجے گئے ہین ان کو پیغام الٰہی پہونچاوین تاکہ مشرکین یہ جان لین کہ رسولون نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہونچادیا ہی مجاہدؒ نے کہا یعنے کفار کو معلوم ہوجاوے کہ رسولون نے رب عزوجل کا پیغام پہونچادیا ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس قول مین تردد ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید تردد کی یہ وجہ ہی کہ مشرکون کو یہ یقین کب ہوگا فافہم بغویؒ نے کہا کہ امام یعقوبؒ کی قرارت مین لیُعلم [illegible] ہی یعنے تاکہ یہ جان لیا جاوے کہ انھون نے پروردگار کے پیغامات پہونچادیے ہین۔ ھ۔ ابن الجوزی نے زاد المسیر مین نقل کیا کہ یہان **قول سوم** یہ قول ہی کہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہی یعنے اللہ تعالیٰ جان لے کہ رسولون نے رسالت پہونچادی معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ رسولون کو ملائکہ سے محفوظ فرماتا ہی تاکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا کرسکین اور وحی حق محفوظ رہے **اقول** جیسے قولہ تعالیٰ واللہ یعصمک من الناس الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ رسالت الٰہی پہونچاؤ اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگون (جن وانس) سے محفوظ رکھیگا۔ چنانچہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب کوئی میری حفاظت کے لیے رات مین پہرہ نہ دیا کرے اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی ہی رواہ [illegible] خطیبؒ نے لکھا کہ آیت مین یہ نص ہی کہ اللہ تعالیٰ غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا ہی سوائے مرتضیٰ رسول کے یعنے برگزیدہ رسول کے سوائے کسی کو ظاہر نہین کرتا تو اس آیت سے زمخشری معتزلی نے دلیل پکڑی کہ کرامات اولیا باطل ہین اس لیے کہ جن لوگون سے

کرامت بیان کی جاتی ہی یہ لوگ اگرچہ بندگان مرتضیٰ یعنی برگزیدہ ہین ولیکن رسول نہیں ہین اور حق تعالیٰ نے ... فقط رسولون کو خاص کیا ہی کہ انکو غیب پر مطلع فرماتا ہی اور زمخشری نے کہا کہ اسی آیت سے نجوم و رمالی ... کہ جب والے رسولون کے اولیا و صالحین کو اطلاع نہوئی باوجودیکہ یا اولیا بھی مقبول بندے تھے تو نجومی و رمال ... اطلاع نہوگی کیونکہ یہ لوگ تو بدکار اور غضب مین گرفتار ہوتے ہین صلاحیت سے بہت دور ہین۔ خطیبؒ نے کہا کہ کرامات کا انکار ... مذہب ہی اور اہل السنۃ سب معتقد ہین کہ اولیا کی کرامت برحق ہی اور یہ جائز ہی کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیا کو ایسی چیز الہام فرما دے جو آیندہ واقع ہونے والی ہی اور وہ الہام سے خبر دے اور یہ ولی کے اختیار مین نہین ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اسکو اپنے کرم سے آگاہ فرماتا ہے اور دلیل یہ ہی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ تم سے پہلے امتون مین لوگ محدث ہوتے تھے (یعنے الہام والے ہوتے تھے) بدون اسکے کہ وہ پیغمبر ہون اور میری امت مین اگر کوئی ہو تو وہ عمرؓ ہی (رواہ البخاری فی الصحیح) اور یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ مین حضرت عائشہ رضؓ سے بھی روایت ہی اور اس حدیث مین کرامات اولیا ثابت ہی اگر کہا جاوے کہ اگر ولی کی طرف سے کرامت جائز ہو تو پیغمبر کے معجزہ مین اور ولی کی کرامت مین امتیاز باقی نہ رہے اور رسول کی شناخت مین شبہہ پڑ جاوے (جواب) اس طرح دیا گیا کہ پیغمبر کا معجزہ عادت کے خلاف واقع ہوتا ہی اور اسکا مقابلہ معارضہ کے طور پر نہین ہوسکتا اور دعویٰ نبوت کے ساتھ کافرون کو عاجز کرنے کی تحدی ہوتی ہی اور ولی کے واسطے یہ نہین جائز ہی کہ تحدی کے ساتھ خرق عادت کا دعویٰ کرے اسلیے کہ اگر ولی یہ دعویٰ کرے تو اسیوقت کافر ہو جاوے پس دونون مین فرق ظاہر ہوگیا کہ معجزہ مین وہ دعویٰ ہی جو رسالت کے ساتھ ہی اور ولی کی کرامت مین نہین مترجم کہتا ہی کہ ولی کی کرامت درحقیقت اس پیغمبر کا معجزہ ہوتا ہی جسکی امت مین یہ ولی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہی کہ وہ پیغمبر حق ہی جسکی پیروی مین اس ولی کو یہ کرامت ملی ہی اور ولی یہ دعویٰ کرتا ہی کہ مین اس پیغمبر حق کا ضعیف امتی ہون اور بات یہ کہ جب امت بگڑنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ امت کے صالحین سے کرامات ظاہر فرماتا ہی تاکہ لوگ ہوشیار ہوکر یقین تازہ کرین اور صورت عذاب بھی ظاہر فرماتا ہی تاکہ خوفناک و بیدار ہون اور جب یہ امر مفید نہین ہوتا اور انپر حجت پوری ہوجاتی ہی تو اللہ تعالیٰ انپر کفار کو مسلط فرماتا ہی چنانچہ اس امت مین پانچسو برس بعد خرابی شروع ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے چھٹی صدی اور ساتوین صدی مین بکثرت اولیا صالحین صاحب کرامات ظاہر فرمائے اور جب خراسانیون نے دھیان نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے کفار تاتار کو انپر مسلط کیا نعوذ باللہ من عذاب اللہ و انا للہ و انا الیہ راجعون پس شک نہین کہ ولی ضمن مین اپنے پیغمبر کے ہی اور یہ اطلاع درحقیقت معجزہ پیغمبر ہی پس زمخشری کا شبہہ دور ہوگیا اور قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین مین یہ بیان گزرا اور تحقیق جابجا گزر چکی ہی اور کرامات اولیا اس کثرت تواتر کے ساتھ زمانہ صحابہ رضؓ سے آخر تک ظاہر ہوئین کہ منکرون کا انکار انکی بیحیائی ہی اور وجہ یہ ہی کہ جب انھون نے دیکھا کہ ان مین کوئی بھی اس لائق نہوا تو بجاے اسکے کہ انکو یہ نصیحت ہوتی کہ انھون نے خلاف طریقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ لی ہی اس سے توبہ کرکے راہ راست پاوین بلکہ گمراہی مین ترقی کرکے کرامات سے انکار کیا اور یہ انکے لیے مفید نہین ہی واللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سواء السبیل خطیبؒ نے لکھا کہ رہی کہانت و رمالی و نجومی وغیرہ تو قرطبیؒ نے لکھا کہ علماءؒ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کی مدح فرمائی کہ وہ عالم الغیب ہے اور وہی یہ شان رکھتا ہے کسی مخلوق کو یہ صفت حاصل نہین ہی تو اسمین یہ دلیل ہی کہ سواے اسکے کسی کو غیب ظاہر نہین ہی پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے انبیاے برگزیدہ کو مستثنیٰ فرمایا تو انکو جو چاہا غیب سے ظاہر کیا اور یہ بطریق وحی ہی اور یہ انکے لیے معجزہ اور دلیل نبوت قرار دیا تو صاف ظاہر ہوا کہ نجومی و رمال ... شگون لینے والا اور پانسہ پھینکنے والا اور ایسے ہی بدکردار لوگ ایسے نہین ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شریعت کی کسوٹی پر اچھا ... غیب پر مطلع کرے بلکہ جب اُسنے تخمینہ و اٹکل سے حکم لگایا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور ان چیزون کی تاثیر کا قائل ہوا ...

نکمت سے پانی برسنے کا قائل بھی کافر ہوتا ہی بعض علما رحمہ نے کہا کہ اگر ایک کشتی وجہاز غرق ہوا اور اُسمین مختلف درجے و طبقے کے لوگ سوار تھے یعنے بادشاہ و امرا سے لیکر بازاری و بھنگی و چمار تک سوار تھے اور بعض جاہل و بعض عالم و بعض فقیر و بعض تونگر اور بعضے بڑے اور بعضے چھوٹے تھے اور ہر ایک کا ملک جدا و ستارہ جدا اور ولادت کا وقت و ساعت جدا تھا تو ہم پوچھتے ہین کہ نجومی منحوس ایسی حالت مین کیا کہتا ہی کہ ایک ہی ساعت مین یہ سب غرق ہو گئے اگر وہ کہے کہ یہ لوگ ایسی ساعت سے سوار ہوے تھے کہ سب غرق ہوے کیونکہ اسوقت قمر درعقرب تھا تو لازم آویگا کہ ہر ایک کی ولادت کے وقت جو مختلف طوالع تھے ہر ایک کے واسطے طالع مخصوص تھا تو ان سب کا حکم باطل ہو گیا اور اسی طالع قمر درعقرب کا حکم رہگیا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ ولادت کے طالع اور زائچہ کا جاننا و نجاننا برابر ہی سب بے فائدہ نکلا اور اسمین شقی وسعید معلوم نہین ہوتا اور ظاہر ہی کہ اسوقت سوائے قرآن مجید سے مخالفت وعناد کرنے کے کچھ نہ نکلا اور یہ شخص کافر ہی اور خوب کسی نے کہا کہ منجم سے کہو کہ طوفان نوح مین سب غرق ہوے تو کیا طالع غرق انکا مولد تھا نعوذ باللہ من ہذہ الہذیانات اقول کچھ شک نہین کہ یہ سب حالات بلائے شیطانیہ ہین کہ بیفائدہ لوگ اسمین اپنا ایمان برباد کرتے ہین اور سب سے بدتر یہ کہ بہت سے مسلمانون کو جو غرق جہالت ہین دیکھا گیا کہ موسمی تیوہارون مین جو ہندوؤن نے اختیار کیے ہین اور ان مین اکثر موسمی کیفیت ہوتی ہی تو اسکو تیوہار کی کرامت سمجھتے ہین اور یہ عجیب جہالت ہی خطیب رحمہ نے لکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب خوارج سے قتال کا قصد کیا تو بعض نے جو پیچھے روافض ہو گئے آپ سے کہا کہ آج کل قمر درعقرب ہی کیا ایسی حالت مین آپ سفر کرینگے آپ نے اس جاہل کو چپ کرنے کے واسطے کہا کہ اچھا یہ تبلا کہ خوارج کا قمر کہان ہے یعنے آخر وہ بھی قمر درعقرب ہین اور یہ آخری سال تھا اس جواب لطیف کو دیکھو کہ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے کس مبالغہ سے احکام نجوم کو رد فرمایا اور مسافر بن عون نے آپ سے عرض کیا کہ ای امیر المؤمنین اس گھڑی آپ ٹھہر جائیے اور تین گھڑی کے بعد سفر کیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ کیون اُسنے کہا کہ اگر آپ اس گھڑی چلین گے تو آپ کو اور آپ کے ساتھیون کو بلا و ضرر شدید لاحق ہوگا اور اگر تین گھڑی کے بعد جب مین کہتا ہون اسوقت آپ چلین گے تو آپ غالب و مظفر و منصور ہونگے اور آپ کی مراد حاصل ہوگی آپ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی منجم نہین تھا اور نہ آپ کے بعد ہم لوگون نے کوئی منجم رکھا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے سلطنتین کسریٰ و قیصر کی فتح کر دین پھر فرمایا کہ جو کوئی تیری اس بات کو سچ مانے اسکو خوف کرنا چاہیے کہ اُسنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمسر اور مخالف بنایا (مشرک ہو گیا) پھر فرمایا کہ (اللہم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک) ترجمہ الٰہی کوئی شگون نہین سوائے تیرے شگون کے اور کوئی خیر نہین سوائے تیری خیر کے پھر اس شخص سے فرمایا کہ ای شخص ہم تجسے مخالفت کرتے ہین اور تجکو جھٹلاتے ہین اور اسی گھڑی روانہ ہوتے ہین جس گھڑی تو ہمکو منع کرتا ہی پھر لوگون سے فرمایا کہ اے لوگو خبردار تم مین سے کوئی شخص نجوم نہ سیکھے مگر اسی قدر نجوم مین نظر کرے کہ اندھیرے مین خشکی و تری مین انکے ذریعہ سے راستہ ٹھیک کر سکے اور نجومی تو مثل کافر کے ہوتا ہی اور کافر دائمی دوزخی ہی اور نجومی مانند جادوگر کے ہوتا ہی اور جادوگر دائمی دوزخی ہی پھر اُسی شخص سے خطاب فرمایا کہ سن ای شخص کہ واللہ اگر مجھے خبر ملی کہ تو نجوم مین نظر کرتا ہی یا اُسپر عمل کرتا ہی تو مین تجھے ہمیشہ کے لیے قید کرونگا جب تک تو زندہ رہے اور مین زندہ رہون اور جو عطیہ تیرے نام سے دیوان مین درج ہی وہ روک دونگا جب تک میری خلافت ہی پھر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت کوچ فرمایا جس ساعت وہ شخص منع کرتا تھا اور جا کر خوارج سے قتال کیا اور غالب ہو کر فتح پائی اور ان کو قتل کیا اور یہی واقعہ نہروان ہی جو صحیح مسلم کی حدیث مین ثابت ہی (مترجم کہتا ہی کہ آپ کے اصحاب کو کچھ بھی مشقت لاحق نہین ہوئی بلکہ خوارج اس قدر قتل ہوئے کہ غالباً ان مین سے کوئی باقی نہین رہا) پھر بعد فتح کے فرمایا کہ اگر مین اس نجومی کے کہنے پر عمل کرتا اور جس ساعت وہ کہتا تھا اُس ساعت مین روانہ ہوتا اور یہی فتح جو مقدر تھی حاصل ہوتی تو یہ بیہودہ کہتا کہ میرے نجوم بتلانے سے یہ ہوا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی منجم ساعت بتلانے والا نہین تھا اور نہ آپ کے بعد ہم لوگون کے لیے کوئی منجم تھا حالانکہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ہم لوگون کے واسطے کسری وقیصر کی سلطنتین فتح کین اور دیگر ممالک فتح کردیے پھر فرمایا کہ اے لوگو تمپر واجب ہی کہ اپنی توکل اللہ پر
اور اُسی پر بھروسا رکھو وہی سب ... کافی ہی مترجم کہتا ہی کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال ...
وادراک منیف ہمارے لیے ... ہدایات ہین کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ فتن پھیل گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے واسطے دعا
کی کہ الٰہی یہ جدھر جاوے حق اسی کے ساتھ رکھیو پس ہر حالت مین حق آپ ہی کے ساتھ رہا ہی اور یہ امر مسائل شرعیہ مین نہیں ہی ورنہ
آپ کے ... اجتہاد کا ثواب مٹ جاتا بلکہ امور خلافت مین جب آپ سے بغاوت کی گئی اور فتن پھیلے تو جدھر آپ تھے اسی طرف حق تھا وہو مذہب اہل السنۃ
والسنۃ۔ آور اس حدیث مین غور کرو کہ جب مسافر بن عون نجومی نے اپنا دعویٰ کہانت ونجوم بیان کیا تو آپ نے اس کو اس جہالت پر کافر وساحر
کے مانند کہکر مذمت کی اور سخت انکار فرمایا ولیکن آپ متردد ہوے کہ اگر خدانخواستہ اسوقت جانے مین تقدیر الٰہی اسیطرح جاری ہو کہ اہل لشکر کچھ
شہید ہون تو عوام الناس کے عقیدہ مین فرق آوے اور اگر اسوقت کوچ نہ کرین بلکہ جس وقت وہ کہتا ہی اُسوقت کوچ کرین تو دو طرح کی خرابی ہی
اول تو اسی وقت سے لوگون مین یہ عقیدہ بیٹھ جاوے کہ آپ نے نجوم پر عمل کیا ہی تو نجوم پر عمل کرنا لازم ہی دوم یہ کہ اگر اس وقت فتح ہو تو وہ کہے
کہ دیکھو مین کہتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا اور عوام کے اعتقادات مین فتور آوے کہ نجوم ٹھیک ہی پس آپ نے اول رائے اختیار کی اور اللہ تعالیٰ
سے دعا مانگی کہ اللّٰھم لاطیر الا طیرک الخ۔ اور یہ بھی غالباً آپ کو یاد آگیا ہوگا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ یہ فرقہ مارقہ جوقت
خروج کریگا جب مسلمانون مین پھوٹ ہوگی تو اس فرقے کو وہ گروہ قتل کریگا جو اولیٰ بحق ہی تو آپ نے جان لیا کہ مین انشاء اللہ تعالےٰ
اس ناپاک فرقے کو قتل کرونگا ولیکن یہ دغدغہ ہوسکتا ہی کہ شاید اس لشکر کے سواے دوسرے لشکر سے ہو لہذا دعا فرمائی اور معلوم ہوگیا
کہ نجومی کی اٹکل یہان بالکل غلط واقع ہوئی بلکہ شیطان نے اسکو وحی کی تھی کہ یہ فتنہ گمراہی کا زبان سے نکالے ولیکن اللہ تعالیٰ نے
اسکے فتنہ سے محفوظ رکھا فافہم۔ واضح ہو کہ امام المتکلمین فخر الدین الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کے فوائد مین زمخشری کا کلام
نقل کیا جو اوپر گزرا ہی کہ کرامات اولیا بطور الہام کے دربارۂ خبر غیب کے نہین جائز ہی اور بالکلیہ نجوم وکہانت وغیرہ اباطیل نہین جائز ہین
پھر لکھا کہ امام واحدی نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ جس شخص نے دعویٰ کیا کہ نجوم اسکو آیندہ کسی کی موت یا حیات وغیرہ بتلاتے
ہین تو اُسنے کفر کیا اور قرآن سے منکر ہوا رازی رح نے کہا کہ امام واحدی رح کرامات اولیا کے قائل ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ جائز ہے کہ
اللہ تعالیٰ اولیا کو آیندہ ہونے والے واقعات الہام کرے رازی رح نے کہا کہ اسمین تردد ہی اسلیے کہ آیت کی نسبت دونون کی جانب
یکسان ہی پس اگر آیت مین یہ دلالت ہو کہ نجوم کے احکام باطل ہین تو چاہیے کہ یہ بھی دلالت ہو کہ اولیا کے الہام بھی نہین جائز ہین جیسے
صاحب کشاف نے کہا ہی اور اگر کہا جاوے کہ اولیا کے الہامات جائز نہونے پر آیت مین دلیل نہین ہی تو یہ بھی کہنا چاہیے کہ نجوم جائز
نہونے پر بھی دلیل نہین ہی کیونکہ دونون کی نسبت یکسان ہی اور رہا یہ فرق کہ کرامات اولیا اس سے ممنوع نہین ہین ولیکن نجوم کے
احکام ممنوع ہین تو یہ خالی دل کی خوشی کی بات ہی پھر امام رازی نے کہا کہ میرے نزدیک ٹھیک یہ ہی کہ آیت مین فقط یہ بیان
مقصود ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام وحی کو پیغمبرون پر نازل کرتا ہی اور انکی حفاظت فرماتا ہی اور باقی جو کچھ کشاف وغیرہ مین کہا ہے
اسپر آیت مین دلالت نہین ہی اِس دلیل سے کہ (علی غیبہ) صیغۂ عموم نہین ہی تاکہ لازم آوے کہ کسی قسم کے غیب پر کسی کو مطلع
نہین کرتا سواے رسول کے بلکہ خاص امور پر اطلاع علم غیب نہین ہی تو آیت کا حکم پورا ہوگیا اور یہ غیب امر قیامت ہی پس مراد یہ کہ غیب
کسی کو ظاہر نہین فرماتا ہی تو آیت مین یہ دلیل نہین رہی کہ کسی قسم کے غیب پر کسی کو آگاہ نہین فرماتا۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ پہلے
فرمایا۔ ان ادری أقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا۔ یعنے مین نہین جانتا کہ جس امر سے تم لوگ ڈرائے جاتے ہو وہ قریب ہی یا میرا
رب اُسکے لیے کوئی انتہار مدت محدود رکھیگا۔ یعنے مین قیامت کے وقت سے آگاہ نہین ہون بلکہ اسکو اللہ تعالیٰ ہی جانتا

Marfat.com

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ الآیہ ۔ وہی عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین فرماتا ہے یعنے قیامت واقع ہونے کے وقت سے کسی کو مطلع نہین فرماتا ہے پھر اگر یہ اعتراض ہو کہ اس صورت مین رسولون کا استثنا کیونکر ہوگا بقولہ تعالیٰ الامن ارتضی من رسول یعنے سوائے اسکے جسکو سرفراز فرمایا ہے رسولون مین سے یہ مقتضی ہے کہ رسول مطلع ہوتا ہے حالانکہ صریح معلوم ہوا کہ وقت وقوع قیامت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ تھی (جواب) یہ ہے کہ قیامت واقع ہونے کے قریب اطلاع ہو جاویگی اگرچہ بعضے رسولون کو اطلاع ہوا اسلیے کہ وقت قیام کے علامت یہ ہے جو فرمائی ۔ یوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا ۔ جس دن آسمان شق ہوگا الخ اور شک نہین کہ ایسے وقت مین ملائکہ رسول آگاہ ہو جاوینگے اگرچہ انسانی رسول اسوقت زندہ نہون (دوسرا جواب) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ استثناء منقطع ہے یعنے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا یعنے قیامت کے وقت پر کسی کو مطلع نہین کرتا الا یعنے لیکن جو شخص رسولون مین سے ہے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی حفاظت کے لیے ہر طرف سے ملائکہ محافظ مقرر فرماتا ہے جو اسکو متمرد انسان وشیاطین سے حفاظت کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ رازی رحنے یہ تاویل عجیب ذکر کی اور آیندہ مترجم ایک تاویل ذکر کریگا کہ درصورت التکلف کے میرے نزدیک جو تاویل ہے جسکا ذکر کرونگا بے تکلف بہتر ہے واللہ تعالیٰ ہو الموفق رازی رحنے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام ایسے شخص کافر کے جواب مین ذکر فرمایا ہے جو مضحکہ و بے ایمانی کے طریقے سے پوچھتا تھا کہ آخر یہ قیامت موعود کب آویگی اور رسول اللہ سے تمرد کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تو کہدے کہ قیامت کا وقت موعود مجھے نہین معلوم ہے اور اسکا علم غیب فقط اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے اور اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ رسول کو متمرد انسان وجن سے محفوظ رکھتا ہے اور واضح ہو کہ اللہ کی مراد یہ نہین ہے کہ غیب کی کوئی بات سوائے رسول اللہ کے کوئی نہین جانتا ہے اور یہ ہم نے اسواسطے جان لیا کہ چند وجوہ سے سوائے رسول کے بعض لوگون کو کچھ مخفی امور معلوم ہوے (وجہ اول) یہ کہ قریب متواتر اخبار کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ دو کاہن تھے ایک کا نام شقا اور دوسرے کا سطیح تھا اور یہ دونون کاہن خبر دیتے تھے کہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہونگے اور یہ آپ کے زمانہ ظہور سے بہت پہلے تھا اور یہ دونون عرب مین اس قسم کے علم کی بابت مشہور تھے حتی کہ کسریٰ بادشاہ فارس نے ان کی طرف رجوع کیا تاکہ اس معاملے مین دریافت کرے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ کے سوائے بھی بعض کو علم الغیب مین سے کچھ حاصل ہوتا ہے (وجہ دوم) یہ کہ سب ملت والے خواہ مسلمان ہون یا بت پرست یا مجوس یا کتابی یہود ونصاری ہون سب متفق ہین کہ خواب کی تعبیر کا علم ٹھیک ہے اور جو کچھ وہ تعبیر دیتا ہے کبھی ہو بہو ٹھیک واقع ہوتی ہے حالانکہ آیندہ آنے والے واقعات ہوتے ہین (وجہ سوم) یہ کہ بغداد مین جو کاہنہ پیدا ہوئی تھی وہ آیندہ واقعات کی خبر دینے مین مشہور ہوئی حتی کہ سلطان سنجر بن [illegible] نے اسکو بغداد سے خراسان مین بلوایا اور اس سے آیندہ آنے والے حالات پوچھے اور جس طرح اسنے کہا تھا اسی طرح واقع ہوے اور ابو البرکات نے اسکا حال بہت مفصل لکھا ہے اور مصنف (اللہ تعالیٰ اسکا خاتمہ بخیر کرے) کہتا ہے کہ مین نے چند لوگون کو جو علم کلام وحکمت مین محقق تھے دیکھا کہ وہ لوگ اس عورت کاہنہ سے بہت سے وقائع نقل کرتے تھے اور مفصل بیان کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ جس طرح اسنے بیان کیا تھا اسی طرح واقع ہوے اور کہا کہ مین نے تیس برس تک اسکے حالات دریافت کیے یہانتک کہ متواتر خبرون سے مجھے یہ تیقن ہو گیا کہ وہ عورت امور غائبہ کی خبرین در واقع بیان کیا کرتی تھی (وجہ چہارم) ہم نے سچے الہامات والے مشائخ کو دیکھا کہ وہ اخبار مستقبلہ ٹھیک بیان کرتے ہین اور یہ کچھ اولیاء کے ساتھ مختص نہین ہے بلکہ ساحرون مین بھی ایسے نظر آتے ہین بلکہ ہم دیکھتے ہین کہ عامی آدمی جسکے درجہ طالع پر سہم الغیب پڑتا ہے وہ اکثر اوقات حالات مستقبلہ مطابق واقع بیان کرتا ہے اگرچہ بہت سے احکام مین جھوٹا بھی پڑتا ہے

Marfat.com

اور اسیطرح احکام نجومیہ کو ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے واقعات مین مطابق پڑتے ہین اگرچہ بہت سے احکام مین جھوٹے بھی [illegible]
مشاہدہ سے معلوم ہو گئی تو پھر آیت قدسی مین یہ تاویل کرنا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ سوائے پیغمبر کے کسی کو خبر غیب سے اطلاع [illegible]
یہ ایسی تاویل ہی کہ جس سے عوام کے خیال مین قرآن مجید کی طرف سے بیدلی پیدا کرنی لازم آویگی اور یہ بات باطل ہی [illegible]
تو ہم کو معلوم ہو گیا کہ صحیح تاویل وہ ہی جو ہم نے بیان کی واللہ تعالیٰ اعلم (تفسیر کبیر) مترجم کہتا ہی کہ امام رازی رح نے اس قدر تاویل کی لیکن
تحقیق کچھ نہین ہی اور مترجم نے شروع بحث مین غیب کے معنے اور بعض تحقیقات کا اشارہ کر دیا ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے تاکہ غلط [illegible]
اور کچھ شک نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہنون کی حالت سے آگاہ فرمایا کہ جنی یا ذریت ابلیس آسمان کی طرف چڑھکر چوری
سے کوئی کلمہ ملائکہ سے سنکر بھاگتا ہی اور وہ کاہن کو القا کرتا ہی تو یہ کلمہ اس کاہن کی خبر مین سچ پڑتا ہی فافہم اور واضح ہو کہ شیخ محمد بن علی
الشوکانی الیمنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام رازی رح کے کلام کی تردید کی اور اسکو فتح البیان مین اس طرح نقل کیا ہی کہ (امام رازی رح نے
کہا کہ (علی غیبہ) صیغہ عموم نہین تاکہ لازم آوے کہ کسی طرح کے غیب پر کسی کو الخ (شوکانی رح) نے رد کیا کہ صیغہ عموم ہی اور اسکا انکار باطل ہی
اس لیے کہ (غیب) مصدر ہی اور مصدر واسم جنس کی اضافت علماء اصول وغیرہ کے نزدیک عموم ہی اور جب رازی رح نے یہ دعویٰ کیا کہ یہان غیب سے
فقط غیب قیامت مراد ہی پس اول تو عموم کے خلاف ہی اور دوم وہی اعتراض ہوا جو خود لکھا ہی کہ (الا من ارتضی) کے استثنا سے لازم
آویگا کہ رسول اسکو جانتے ہین۔ رازی رح نے دو طرح اسکا جواب دیا (اول) یہ کہ جب آسمان پھٹیگا تو اس وقت رسول جان جائے گا مترجم
کہتا ہی کہ یہ حالت بعث قبر کے بعد ہو گی تو رسول کی کیا خصوصیت ہی جو دیکھے گا وہ جان جاویگا حتی کہ نص قرآن مین ہی کہ کافر کہیگا کہ ہائے
یہ تو بڑا سخت دن ہی علاوہ برین یہ غیب کا جاننا نہین ہی بلکہ محسوس کا مشاہدہ ہی۔ علاوہ برین اسمین کوئی فضیلت نہوئی جبکہ خاصکر
رسول فرشتہ نے جانا کیونکہ ملائکہ کے سوائے کوئی موجود نہ تھا بنا برزعم بعض کے اور اگر سب رسول موجود تھے تو کیا مدح ہوئی اور رازی رح
نے جواب دوم یہ دیا کہ استثنا منقطع قرار دیا جاوے تو رسول کا مطلع ہونا بھی لازم نہین آتا بلکہ یہ معنی ہو جاوینگے کہ غیب قیامت پر سوائے
اللہ تعالیٰ کے کوئی مطلع نہین ہوتا ہے اور رسول کو اللہ تعالیٰ ایسے متمرد کافرون سے جو سرکشی وعناد کرین محفوظ رکھتا ہی شوکانی رح نے
اسکو رد کیا کہ استثنائے منقطع کا دعویٰ محض خیالی خوشی ہی اور بلاغت نظم کلام سے موافقت نہین رکھتا ہی۔ رازی رح نے وجہین بیان کین
جن سے معلوم ہوتا ہی کہ سوائے رسول کے بھی بعضے غیب جانتے ہین جیسے شق وسطیح کاہن تھے۔ شوکانی رح نے جواب دیا کہ ان کاہنون
کی تخصیص ہی کیونکہ حدیث صحیح مین انکی تخصیص آئی ہے اور یہ لوگ ایسے زمانے مین تھے جبکہ شیاطین آسمان سے چوری کے ساتھ کچھ ملائکہ کی گفتگو سن
بھاگتے تھے اور کاہن کو وحی کرتے تو یہ کلمہ سچ ہوتا تھا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد روک دیے گئے چنانچہ اوپر کی آیات
مین انکا بیان ہو چکا ہی پس کہانت اس عموم سے مخصوص ہی رہا وہ جو رازی نے ایک عورت کا قصہ لکھا ہی جسکو سلطان سنجر بن ملک شاہ نے
بغداد سے خراسان مین بلایا تھا تو وہ خرافات قصہ ہی اور اگر ہم اسکو مان لین تو وہ بھی اولیاء کی تخصیص مین داخل ہی اور آئندہ رازی رح
پر بدزبانی اور سخت کلامی کی گئی ہی اسکو مین ترک کرتا ہون مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر اس امت مین محدثین صاحب
الہام ہون تو ان مین سے عمر بن الخطاب ہین (حدیث الصحیح) لیکن اس عورت کو محدثین مین داخل کرنا جیسا شوکانی رح نے کہا ہے بالکل
باطل معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ راضی وغیرہ نے خود تصریح کی کہ وہ صالح پارسا عابدہ عورت نہ تھی بلکہ کاہنہ تھی ولیکن شوکانی رح نے اسے
اسکو صالح بنایا کہ شوکانی رح کے نزدیک بعد بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہانت مٹ گئی اور اب کوئی شیطان آسمان سے کچھ نہین
سن سکتا ہی اور مترجم کے نزدیک ہمیشہ کے لیے یہ امر باطل ہونا لازم نہین آتا ہی بلکہ یہ فقط اس وقت تک کے لیے تھا جب تک قرآن مجید
نازل ہوتا تھا تاکہ اس مین سے کچھ بات کوئی شیطان نہ سن سکے کیونکہ اگر رسول اللہ کی تلاوت کے مثل کاہن نے تلاوت کی [illegible]

غلط ہوگا اور بعد نزول قرآن کے یہ وجہ باقی نہ رہی ولیکن زمانۂ خیرات و مبرات مین کاہنون کو کوئی نہین پوچھتا تھا پھر جب سے فساد شروع ہوا تو بغداد میں کاہنہ دخترہ پیدا ہوگئی کیا نہین دیکھتے ہو کہ سلطان سنجر نے اُسکو بغداد سے خراسان بلوایا اور اس سے غیب کے اخبار پوچھے اور یہ طریقہ سخت مذموم تھا حتی کہ عوام الناس بلکہ پڑھے ہوے احمقون مین کتنا بڑا فتنہ پھیلا حالانکہ ابوالبرکات وغیرہ نے ان لوگونکو محققین فلاسفہ بیان کیا ہی اور عجب تعجب کے قابل بات یہ ہی کہ سلطان سنجر نے اس سے یہ نہین پوچھا کہ آخر اُسکا کیا انجام ہوگا حالانکہ آخر اُس کو قوم غز نے پکڑ کر پنجرے مین بند کیا اور نظام سلطنت درہم برہم ہوگیا اور تمام ملک اس کمینہ غز کے فسق و فجور اور ظلم و جور سے بھر گیا اور انوری شاعر نے اسکے غلام تکش کو جو خوارزم کا بادشاہ تھا نظم مین عرائض لکھے تاکہ وہ سلطان کی رہائی کے لیے لشکرکشی کرے لیکن وہ یہ چاہتا تھا کہ سلطان ہلاک ہو تو مین دارالسلطنت مرو پر خود سلطان ہوجاؤن اور تمام قصہ تواریخ مین ہی - م شوکانی رح نے کہا کہ اگر پوچھا جاوے کہ قولہ تعالیٰ الا من ارتضی من رسول سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع نہین کرتا کسی کو سوائے ایسے بندے کے جسکو برگزیدہ کیا جو رسول ہی - تو کیا یہ رسول خود کسی دوسرے کو جس قدر غیب پر اللہ تعالیٰ نے اُسکو مطلع فرمایا ہی یا اسمین بعض غیب پر مطلع کر دیتا ہے یا نہین (جواب) یہ کہ ہان اور اس سے کوئی چیز مانع نہین ہی اور ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ مین بہت کچھ ثبوت ہوا ہی چنانچہ علم حدیث کے عارف پر پوشیدہ نہین ہی چنانچہ ایک صحابی کی حدیث مین ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے کے واسطے قیام فرمایا۔ (یعنے بعد نماز فجر کے ظہر تک اور بعد ظہر کے عصر تک اور بعد نماز عصر کے غروب تک) پس جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہی سب سے آگاہ کر دیا پھر ہم مین سے جسنے یاد رکھا اُسنے یاد رکھا اور جو بھلا دیا گیا وہ بھلا دیا گیا اور ایک صحابی رض نے فرمایا کہ مین اسمین سے بہت باتین بھول گیا ہون لیکن جب میرے سامنے کوئی بات واقع ہوتی ہی تو مجھے آپ کا فرمانا یاد آجاتا ہی اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے فتنون سے آگاہ فرمایا تھا حتی کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اس معاملہ مین اُن سے پوچھا کرتے تھے چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز مجلس مین پوچھا کہ تم مین سے کس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنے کے بارہ مین سُنا ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے سنا ہی حضرت عمر رض نے کہا کہ ہان تو بڑا جری ہی بیان کر حذیفہ نے کہا کہ اہل و مال مین آدمی کے فتنہ کو نماز و روزہ کفارہ ہو جاتا ہی عمر رض نے کہا کہ مین اس فتنے کو نہین پوچھتا بلکہ ایسے فتنے کو پوچھتا ہون جو سمندر کی طرح موجین ماریگا حذیفہ رض نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ کو اس سے کیا ڈر ہی آپ کے اُس کے درمیان ایک دروازہ بند ہی حضرت عمر رض نے کہا بھلا وہ دروازہ توڑا جاویگا یا کھولا جاویگا حذیفہ رض نے کہ وہ دروازہ توڑا جاویگا تو حضرت عمر نے کہا کہ پھر لایق یہ کہ وہ کبھی بند نہ ہو۔ تابعین کہتے ہین کہ ہم نے ہیبت کی وجہ سے حضرت حذیفہ رض سے نہین پوچھا کہ یہ کیا ہے پھر بعض نے جاکر پوچھا تو فرمایا کہ وہ دروازہ خود عمر رض تھے ہم نے کہا کہ کیا حضرت عمر رض اسکو جانتے تھے حضرت حذیفہ رض نے کہا کہ ہان اس طرح جانتے تھے جیسے آدمی آج کے پیچھے کل ہونا جانتا ہی مین نے تو اُن سے حدیث بیان کی تھی کوئی چیستان یا بجھائی نہ تھی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے ابو ذر تیرا کیا حال ہوگا جب تو مدینے سے نکالا جائیگا مین نے کہا کہ یہ ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہان مین نے کہا کہ حرم الٰہی مکہ مین چلا جاؤنگا آپ نے کہا کہ وہان سے بھی نکالا جاویگا مین نے کہا کہ شام کو چلا جاؤنگا آپ نے کہا کہ وہان سے بھی نکالا جاویگا مین نے کہا کہ پھر تو قسم ہی اُس پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ تلوار اُٹھاؤنگا فرمایا کہ نہین اس سے بہتر طریقہ مین نے عرض کیا کہ جو حکم ہو آپ نے فرمایا بلکہ جو حاکم وقت کا حکم ہو اُسکی تعمیل کیجیو (رواہ مسلم) اسیطرح دیگر احادیث ہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خارجی ذوالثدیہ کی خبر بتلائی تھی اور اس باب مین اسقدر کثرت سے اخبار غیب ہین کہ اگر سب جمع کیے جاوین تو ضخیم کتاب ہوجاوے جب یہ معلوم ہوا تو جائز ہے کہ اس امت کے بعضے صالحین بھی اخبار غیب سے آگاہ ہون جنکو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا اور آپ نے بعض امت کو ظاہر کیا ہی اور بعض امت نے اپنے مابعد کے لوگون کو ظاہر کیا ہی

Marfat.com

پس صالحین کی کرامات اس قسم سے ہوئین اور یہ سب فیض نبوت کے ذریعہ سے ہی (انتہی مترجما) یہ سب شوکانی رحمہ کے کلام کا خلاصہ
نفیس ہی لیکن آمین بعض امور ابھی طرح حل نہین ہوے ہین کیونکہ کرامات اولیا صرف اسی قدر نہین ہی کہ صحابہ رضہ سے جو روایتین آئی ہین
اُن کو بیان کرے لیکن شاید شوکانی رح کی یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر فرمائے اور آپ نے بعض صحابہ پر
ظاہر کیے اور بعض صحابہ رضہ نے یہ فیض مابعد کو پہونچایا اسیطرح آخر تک سلسلہ فیض جاری ہی پس اس فیض سے یہ کرامت ظاہر ہوئی اگرچہ خاص
اسناد حدیث مین اسکی روایت نہین ہی لیکن مخفی نہ رہے کہ یہ فیض فقط غیب کی خبر دینے مین ہوگا اور بعض کرامات دوسری قسم سے ہوتی ہین اور
ہمارا کلام یہان غیب کے معاملے مین ہی پس اگر یہ مراد ہی تو صحیح ہی اور جواب کافی ہی اور خلاصہ کلام امام رازی یہ تھا کہ اگر آیت مین فقط رسول
کی تخصیص ہی تو نجوم وغیرہ سے خبر غیب باطل ہی اور کاہن بھی باطل ہی تو پھر اولیا کی خبر غیب بھی باطل ہوگی کیونکہ فقط رسول کی تخصیص ہے
جیسے زمخشری نے زعم کیا ہی اور شوکانی رح نے جواب دیا کہ کاہن کے واسطے دوسری آیت مین استراق السمع مذکور ہی اور وہ چوری کہلاتی ہی
اظہار نہین کہلاتا ہی اور نجوم باطل ہی کیونکہ وہ اٹکل ہی اور اولیا کی کرامت ذیل نبوت مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع
وصلاحیت سے ولی کو آپکا فیض بواسطۂ درجات کے پہونچتا ہی تو آپ آگاہ فرماتے ہین اور غیب سے آپ نے بکثرت آگاہ فرمایا ہی اسیطرح
مشائخ وعلماء صالحین کے واسطہ سے آخر تک یہ فیض جاری رہیگا فافہم۔ اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک اظہار غیب و اخبار غیب مین
فرق کردیا جاوے اور یہ کہا جاوے کہ غیب سب مخلوق کے حق مین ہی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز غیب نہین ہی کیونکہ کوئی ذرہ
اُس سے غائب نہین ہی چنانچہ آیات قرآنیہ صریح وارد ہین لیکن اس غیب کے معنے یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہی مخلوق مین سے جس کسی کو جس قدر
چاہتا ہی ظاہر فرماتا ہی حتی کہ اگر کوئی چاہے کہ مین خود ایک ذرہ پر آگاہ ہوجاؤن حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت مین جاری نہین ہی
تو وہ ہرگز آگاہ نہین ہوسکتا ہی مثلاً قبر کا عذاب وثواب ہرچند کوئی شخص کوشش کرے آگاہ نہوگا ولیکن اللہ تعالیٰ رسول برگزیدہ کو
اظہار فرماتا ہی وہ رسول اسکی خبر دیتا ہی تاکہ جو یقین لاوے وہ نجات پاوے اور جو نہ مانے وہ برباد ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ معاملہ دیکھا اور امت کو آگاہ کیا اور واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایکبارگی سب سے آگاہ نہین کیا بلکہ رفتہ رفتہ
آگاہ فرمایا ہی حتی کہ آخر زمانے مین قریب انتقال شریف کے آپ فرماتے کہ مین مدینے کے ٹیکرون پر دیکھتا ہون کہ فتنے وہان سے
تمھارے گھرون مین بارش کی بوندون کی طرح برستے ہین یعنے یہ عنقریب ہونے والا ہی اور اپنی امت کا مقاتلہ دیکھا اور خطبہ مرض
مین فرمایا کہ مین اب اپنے حوض کوثر کو دیکھتا ہون اور آیت قدسی کے اندر اشارہ ہی۔ کہ من ارتضی من رسول۔ یعنے جو اتنی کہ
اپنے رسول کی جناب مین پسندیدگی پاوے وہ بھی قلب رسول پر اپنی لیاقت کے موافق آگاہ ہوگا اور یہ نظیر ہی قولہ تعالےٰ
الٓم غلبت الروم پھر غلبت بصیغہ معروف نازل ہوا اسیطرح وضو کی آیت مین وارجلکم بالجر قرارت واسطے مسح موزہ کے ہی
اور بالفتح بدون موزہ کے ہی پس کرامات اولیا برحق ہی اور وہ بیشک اسی فیض نبوت کے ذریعہ سے ہوتا ہی جو شوکانی رح نے بیان کیا ہی
رہا امام رازی رح کا وہم فلسفی بلاشبہہ محض باطل ہی اور کاہن کی خبر اس دنیا کے متعلق ہی اور وہ فقط خبر ہوتی ہی اور اظہار نہین
ہوتا ہی اور جس شخص نے حق نہین پایا اسکو ظلمات جہالت مین جھگڑا اور سرگردانی ہی تو کسی کاہن وغیرہ کو اظہار حال سے کچھ بھی
حاصل نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ اگر عذاب القبر اسکو ظاہر ہوتا تو وہ کیون وادی ضلالت مین کافر ہوتا اب خلاصہ تفسیر یہ ہے کہ
قولہ تعالیٰ عالم الغیب۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہی ف کوئی چیز اُس سے غائب نہین ہی تمام آسمان وزمین وعرش وفرش سب ذرہ ذرہ
اسکے حضور مین حاضر ہی اور ازل سے ابد تک جو کچھ گزرا اور جو بے انتہا ہی سب اسکے حضور مین ہی سبحانہ وتعالیٰ جل شانہ وعز برہانہ لا الٰہ الا
ہو سبحانہ عقل ضعیف اسکی شان تبارک وتعالیٰ مین متحیر ہی پس غیب بلحاظ نظر مخلوق کے ہی یعنے جو کچھ مخلوق کی نظر سے غائب ہی

اللہ تعالیٰ ہی اُسکا عالم ہی اور یہ ہر مخلوق کے لحاظ سے جدا جدا ہوتا ہی مثلاً ہماری نظر سے قسطنطنیہ غائب ہی اور جنھون نے یہ شہر دیکھا اُن کی نظر سے غائب نہین ہی لیکن عرف مین اسکو غیب نہین کہتے ہین بلکہ غیب وہ ہی جسکے جاننے اور دیکھنے کی سبیل عموماً غیر ممکن نظر آوے جیسے دار آخرت وجنت وغیرہ ہی اسی وجہ سے ایک جماعت کفار نے اس سے انکار کیا اور حق یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت مین مخلوق ہی اور وہ جسقدر چاہتا ہی اور جس مخلوق کو چاہتا ہی دنیاوی چیزون سے علم دیتا اور اظہار کرتا ہی ورنہ آدمی کو اپنے ساتھی فرشتے نظر نہین آتے اور روح نظر نہین آتی ہی۔ فلا یظہر علی غیبہ الآیہ پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر ظاہر نہین کرتا کسی کو سوائے اُسکے جو برگزیدہ یعنے رسول ہی ف تو رسول کو البتہ اللہ تعالیٰ بعض غیب پر جہانتک منظور ہی اور جس کیفیت سے منظور ہی ظاہر فرماتا ہی اور بعض غیب پر فقط علم سے آگاہ فرماتا ہی یعنے خبر دیتا ہی کہ ایسا ہوگا اور خبر کی آگاہی مین رسول کی خصوصیت نہین ہی بلکہ ملائکہ کی باتون سے کبھی شیاطین بھی سُن بھاگتے ہین اور کاہن کو وحی کرتے ہین اور وہ اپنے سناتا ہی اور اسکے ساتھ مین سیکڑون جھوٹ ملاتا ہی لیکن شیاطین یا کاہن کو غیب پر ظہور واطلاع نہین ہوتی ہی بلکہ خبر سے آگاہی ہوتی ہی اور فرق یہ ہی کہ شیطان کو اگر خبر سے یہ آگاہی ہوئی کہ وہ جہنم مین جلایا جاویگا تو یہ خبر اُسنے ملائکہ کے بیان سے سنی لیکن اُسنے جہنم کو نہین دیکھا ہی تو یقین نہین لاتا ہی اور اگر اظہار ہوتا یعنے جہنم اُسکو دکھائی جاتی تو انکار ممکن نہ تھا برخلاف اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اظہار کردیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مین آپ کے فیض ہدایت سے جس امتی کے قلب مین وہی نورانیت آئی جو اطلاع واظہار کے لائق ہی تو اپنے نور واستعداد کے موافق اُسکو بھی اظہار ہوتا ہی مگر بواسطہ فیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی واسطے جو کوئی بت وآگ ومسیح وغیرہ کو نہ پوجے اور خالص اللہ تعالیٰ کا نام لے حالانکہ محمد رسول اللہ نہین کہتا تو وہ مومن نہوگا اور تمام تفصیل اوپر کے کلام سے واضح ہوچکی ہی وللہ الحمد والمنۃ اور عجب ہی کہ شیخ ابن العربی رحمہ نے اس مقام پر کچھ نہین لکھا سوائے فلسفی تاویلات کے اگرچہ یہ صریح لکھا کہ غیب مخصوص بجناب حق عزوجل ہی اسکے سوائے کوئی غیب نہین رکھتا اور وہی رسول کو مطلع فرماتا ہی اور شیخ الشیرازی صاحب العرائس نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ نے نور غیب کو تمام خلق سے مخفی کردیا سوائے ارواح نبیین ومرسلین کے اور سوائے عقول صدیقین وقلوب عارفین موحدین کے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ ہی کی قوت سے اسکے غیب پر مطلع ہوتے ہین اور یہ لوگ اہل کشف وفراسات صحیحہ ہین اور انکے مشاہدات واضحہ ہین بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے غیب کو مخفی کردیا مخلوق مین سے کسی کو اسپر اطلاع نہین دی سوائے اولیا کے کہ اُنکو غیب مین سے ایک کنارہ پر اطلاع دی کہ یہ لوگ نور غیب سے مشاہدہ کرتے ہین۔ م۔ مترجم کہتا ہی کہ اطلاع کے معنے کسی چیز کو جھانک کر دیکھنا۔ ابن المنذر وابن مردویہ نے روایت کی کہ ابن عباس رضہ نے اس آیت مین کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کو غیب سے وحی پر آگاہی دی اور غیب جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو وحی کیا اور حکم دیا وہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا۔ م۔ مترجم کہتا ہی کہ صاحب عرائس نے بالکل اس عبارت کو بعض سے نقل کیا۔ بالجملہ ان کلمات مین غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو کچھ مترجم نے بیان کیا وہ ٹھیک ہی یعنے یہان خبر غیب مراد نہین ہی کیونکہ یہ تو ملائکہ یا رسول سے سنکر معلوم ہوسکتی ہی خواہ مومن اسکی تصدیق کرے یا کافر اسکی تکذیب کرے کیا نہین دیکھتے ہو کہ تمام امت یومنون بالغیب کے حکم مین ہی اور خبر سے آگاہ ہونا ضرور ہی پس جب رسول نے تمام کافرونکو آگاہ کیا تو ان کافرون کو غیب سے خبر ہوئی اور انھون نے بہت سے امور غیب سے سن لیے لیکن انپر یقین نہین کیا پس خالی خبر کا جاننا غیب کا اظہار اس طرح نہین ہی کہ وہ غیب نہ رہے جیسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیب نہین ہے کیونکہ جو یقین لایا وہ بھی غیب پر یقین لایا اور اب بھی وہ غیب ہی اور یہی اللہ ورسول کی تصدیق ہی کہ ان چیزون کو سچ مانے اور کاہن وغیرہ شیاطین کی چوری سے خبر سنکر تبلاتے ہین وہ بھی خبر غیب ہی اور اس خبر سے غیب ہوتا نہین جانتا ہے فافہم واللہ تعالیٰ ہو الہادی

Marfat.com

سورۃ المزمل مکیۃ وہی عشرون آیۃ

ماوردی رحہ نے کہا کہ حسن وعطا وعکرمہ وجابر بن زید کے قول مین سب سورہ مکیہ ہی اور ابن عباس وقتادہ نے کہا کہ
ہمین سے دو آیتین مدینہ ہین یعنے قولہ تعالیٰ واصبر علےٰ ما یقولون سے دو آیات تک اور ثعلبی رحہ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ ان ربک
یعلم انک تقوم سے آخر سورہ تک مدینہ مین نازل ہوا ہے۔ نحاس رحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ سورہ مکے مین
نازل ہوا ہی سوائے دو آیات کے ان ربک یعلم الخ اور ابن الفریس وابن مردویہ وبیہقی نے روایت کی کہ ابن عباس نے کہا
کہ یہ سورہ مکے مین نازل ہوا ہی۔ ابن مردویہ نے اسی کے مثل عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا و قال الامام الحافظ
ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار حدثنا محمد بن موسیٰ القطان الواسطی حدثنا معلی بن عبد الرحمن حدثنا شریک عن عبد اللہ بن محمد
بن عقیل عن جابر قال اجتمعت قریش فی دار الندوۃ الخ جابر رضی اللہ نے کہا کہ قریش اپنے مشورے کی چوپال مین جسکو دار الندوہ
کہتے تھے جمع ہوے اور آپس مین مشورہ کیا کہ اس شخص (محمد صلعم) کا ایک ایسا نام رکھو کہ لوگ اُسی کو لیے جاوین تو کہنے لگے وہ
کاہن ہی باقیون نے کہا کہ وہ کاہن نہین ہی تو کہنے لگے کہ مجنون ہی لوگون نے کہا کہ وہ مجنون بھی نہین ہی تو کہنے لگے کہ ساحر (جادوگر) ہی
پھر کہنے لگے کہ وہ ساحر بھی نہین ہی پھر اسی پر لوگ متفرق ہوے۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے اپنے کپڑے لپیٹے
اور اپنے اوپر اوڑھکر لیٹ رہے پھر جبرئیل ع نے آکر آپ سے کہا کہ یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور
ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین بھی روایت کیا امام بزار رحہ نے بعد روایت کے کہا کہ معلی بن عبد الرحمن ایک شیخ ہی جس سے اہل العلم
کے ایک جماعت نے حدیث روایت کی اور اسکی حدیث اُٹھائی لیکن اُسنے چند احادیث ایسی بھی روایت کین جنکو اس کے
شیخ سے دوسرا روایت کرنے والا نہین ملتا ہی مترجم کہتا ہی کہ محمد بن موسیٰ القطان الواسطی ثقہ حافظ ہین ان سے امام بخاری ومسلم
نے بھی روایت لی ہی اور شریک رحہ سے لیکر باقی روایت سنن ہین لیکن شریک النخعی قاضی واسط مین اختلاف ہی اور یہان مترجم کے
نزدیک بھی مراد ہین اسنے صحیح مسلم مین متابعۃً روایت ہی تقریب مین لکھا کہ صدوق ہین لیکن خطا کرتے ہین یعنے بھول جاتے ہین جب سے
کوفے مین قاضی ہوے تو حافظہ خراب ہوگیا اور قاضی عادل فاضل عابد ہی اہل بدعت یعنے روافض وخوارج وغیرہ پر سختی کرتے تھے
اور میزان مین ہی کہ ابن معین نے کہا کہ ثقہ ہین اور احمد العجلی نے کہا کہ ثقہ ہین اور یعقوب بن سفیان نے کہا کہ ثقہ ہین لیکن حافظہ
خراب ہی اور معلی بن عبد الرحمن مین سخت جرح ہی انکی روایت ابن ماجہ مین موجود ہی یہ بھی واسط کے رہنے والے ہین تقریب مین
کہا کہ انپر حدیث بنانے (وضع) کی تہمت دی گئی ہی اور یہ بھی کہا گیا کہ رافضی تھے۔ تہذیب مین ہی کہ ابن معین نے کہا کہ یہ شخص حدیث
بناتا تھا اور ابو حاتم الرازی نے کہا کہ یہ راوی متروک ہی ابو زرعہ الرازی نے کہا کہ ذاہب الحدیث ہی ابن حبان نے کہا کہ
جس حدیث کو یہ شخص تنہا روایت کرے وہ حجت کے قابل نہین ہی ابن عدی الحافظ نے کہا کہ میرے نزدیک امید ہی کہ اس شخص کی
روایت مین کچھ مضائقہ نہین ہی۔ ہ۔ مترجم کہتا ہی کہ ابو بکر البزار رحہ کا قول بھی اسی کی تائید کرتا ہی اور عیب صرف اسیقدر ظاہر ہوتا ہے
کہ بعض ایسی حدیثین روایت کین جنکو دوسرے روایت کرنے والے نہین روایت کرتے ہین پس اگر وہ روایت کسی صحیح روایت کے
مخالف ہو تو قابل اعتبار نہوگی اور یہان جو حدیث روایت کی یہ مخالف نہین ہی واللہ تعالیٰ اعلم پھر واضح ہو کہ جابر رضی اللہ عنہ انصاری
مدنی ہین تو یہ حدیث انھون نے کسی صحابی سے سنکر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر روایت کی ہی اور حدیث کے یہ معنی ہین کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت توحید ادا کی تو کفار قریش مین ولولہ پھیلا آخر سال ختم ہوا اور ذی الحجہ کا مہینہ آیا جسمین قریش کی

Marfat.com

کیونکہ پہاڑون اور وادیون واطراف سے حج کرنے جمع ہوا کرتے تھے اور انکا حج درحقیقت اپنے اپنے بتون کا طواف تھا اور منیٰ مین گیارھوین تاریخ سب کو جمع ہوکر جہالت کے طریقے سے مفاخرت کرتے ہر قوم اپنے اپنے باپ دادون کے فخر بیان کرتے اور جاہلانہ خونریزی اور شجاعت کو بڑے زور شور سے ذکر کرتے اور دنیا کی فلاح مانگتے جب یہ زمانہ آیا تو قریش کے مُڈھ ڈرے کہ شاید عرب کے قبائل جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی اور آفتاب سے بڑھکر نورانی چہرہ دیکھین اور قرآن مجید کی معجز فصاحت و بلاغت سنین تو ایمان لادین اور عرب اپنی بات کے بڑے مضبوط متدین تھے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کرنے مین کچھ بھی دریغ نہین کرینگے اور انکی قوت سے ہم لوگ مغلوب کیے جاوین اور ہمارے بتون کا نشان مٹا دیا جاوے اِس خوف سے باہم مشورہ کیا کہ قبائل کو کس طرح بہکایا جاوے اور عرب کے قبائل ہمیشہ سے قریش کو خانہ کعبہ کا متولی اور نسب مین اشرف اور دین مین افضل مانتے تھے تو جب دیکھینگے کہ انکی قوم کے لوگ خود انکو نہین مانتے ہین اور وہ ہم سے اشرف و افضل ہین تو وہ بھی رجوع نہونگے ولیکن یہ امر ضرور ہی کہ ہم سب ایک ہی کلمہ بولین یعنے جس خاندان قریش سے جو کوئی پوچھے وہ جو کچھ کہے وہی سب کہین کیونکہ اگر اختلاف کرینگے تو قبائل خیال کرینگے کہ یہ لوگ خود اس شخص کے بارہ مین متحیر ہین پس اس مطلب کے واسطے دار الندوہ مین یعنے مشورے کی چوپال مین جمع ہوے کہ اس شخص کے بارہ مین ایک نام رکھلو تاکہ قبائل عرب بھی تمھاری طرف سے ایک ہی نام لیجاوین بعض نے کہا کہ اسکو کاہن کہو یعنے جو کوئی پوچھے اُس سے یہی کہا جاوے کہ کاہن پیدا ہوا ہی غیب کی خبرین بتلاتا ہی پھر سب نے اتفاق کیا کہ جب وہ کاہن نہین ہی بلکہ کاہنون پر ملامت کرتا ہی تو یہ لفظ کتنا فضول ہی آخر بعض نے کہا کہ جو کوئی پوچھے اُس سے کہو کہ ساحر ہی اسپر بھی سبھون نے کہا کہ وہ ساحر نہین ہی لیکن اسکے سوا ان بدبختون نے کوئی مناسب نام بھی نہین پایا اسلیے کہ جو معجزہ دکھلاوینگے تو وہ جادو کہدینگے اور اعجاز قرآن کو سحر بتلاوینگے الغرض اسی نام پر اتفاق کرکے سب متفرق ہوے ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امید مین تھے کہ قریش بدبخت نہین مانتے ہین لیکن دیگر قبائل عرب آدین تو وہ غالبًا ایمان لاوینگے جب آپ کو مکر قریش کی خبر پہونچی تو آپ نے خیال کیا کہ ابھی امتحان الٰہی عزوجل ہی اور لگیکے تحمل سے آپ اوڑھ لپیٹ کر خاموش لیٹ رہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ کی طرف سے یاایہا المزمل اور یاایہا المدثر کا خطاب کیا اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مین اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہان رات کو رہا (میمونہ ام المؤمنین ہین) اُس رات انھین کی باری تھی آپ رات مین نماز پڑھنے اُٹھے پس تیرہ[۱۳] رکعتین پڑھین جن مین سے دو رکعتین فجر کی تھین اور ہر دو رکعت مین آپکا قیام بقدر یاایہا المزمل کے اندازہ کیا تھا (رواہ ابوداؤد والبیہقی) اس سورۂ مزمل مین اُنیس[۱۹] یا بیس[۲۰] آیات ہین اور دوسو پچاسی[۲۸۵] کلمات ہین اور آٹھ سو اڑتیس[۸۳۸] حروف ہین (م ملخص السراج وابن کثیر وب وف وغیرہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۝ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ

اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر تھوڑا آدھی رات یا اس سے کم کر تھوڑا سا یا زیادہ کر اسپر

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ؕ اِنَّا سَنُلۡقِىۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ

اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالینگے تجپر ایک بھاری بات البتہ اوٹھان رات کا

اَشَدُّ وَطۡـاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ؕ اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ؕ وَاذۡكُرِ اسۡمَ

سخت روندتا ہی اور سیدھی نکلتی ہی بات البتہ تجکو دن مین شغل رہتا ہے لمبا اور پڑھ نام

Marfat.com

رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
اپنے رب کا اور چھوٹ جا اسکی طرف سب سے الگ ہوکر مالک مشرق اور مغرب کا ...

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝
سو پکڑ اسکو کام سونپا

یہ سورۂ مبارک ریاضت وعبادت مین کوشش کرنے کے لیے اصل ہی خطیب نے لکھا کہ بِسْمِ اللّٰهِ - شروع ... اللہ تعالیٰ کے نام سے ف جسکی یہ شان ہی کہ جو کوئی اسپر توکل کرے یعنے اسی کے بھروسے پر کام کرے تو ... اللہ تعالیٰ اسکی کفایت فرماتا ہی۔ الرَّحْمٰنِ - وہ نہایت مہربانی فرمانے والا ہی ف جسنے مہربانی سے گمراہون کو بھی دنیا مین پیدا کیا اور انکو رزق وحیات دی یعنے ان کو اول ہی سے جہنم مین نہین ڈالا بلکہ دنیا مین مہلت دی اور ہر طرح کی عافیت ورزق ... جب انھون نے سوائے جہنمی کامون کے کچھ نہ مانا تو قیامت کا وقت انکے لیے موعود فرمایا۔ الرَّحِيمِ - نہایت رحمت والا ہے ف کہ اس دنیا مین اپنے بندون کو جو اسی کی بندگی پر قائم ہین نیک کامون وعبادت کی توفیق دی اور آخرت مین انھین کے لیے جنت مہیا کی فلہ الحمد والمنۃ۔ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا - اے مزمل قیام کر رات مین سوائے قلیل کے ف یعنے تمام رات قیام کر سوائے قلیل حصے کے یعنے کل رات کی بہ نسبت یہ حصہ قلیل ہو اگرچہ آدھا ہو اور معنے یہ کہ اٹھکر نماز پڑھ تمام رات سوائے قلیل کے جسکو بیان فرمایا۔ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ - نصف رات یا اس سے کچھ کم کردے یا اسپر کچھ زیادہ کردے ف زجاج رح نے کہا کہ نصفہ بدل ہی لیل سے اور استثنا فقط نصف سے ہی بس حاصل یہ ہوا کہ قم اللیل نصفہ قیام کر رات مین آدھی رات اور باقی آدھی واسطے ادائے حق نفس کے ہے کہ خواب کرے اور حق زوجہ ادا کرے تاکہ وہ نہ گھبراوے اور مہمان آوے تو اسکی دلجوئی کرے او انقص منہ قلیلا - یا آدھی رات سے بھی کچھ کم کردے مثلاً تہائی رات آوزد علیہ یعنے زد علیہ قلیلا - یا آدھی رات پر کچھ زیادہ کردے مثلاً دو تہائی رات قیام کر یہ بنا بر قول زجاج رح ہے اور اسی کو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا اور کہا یعنے ہم تجھے حکم کرتے ہین کہ تو آدھی رات نماز مین قیام کرے یا اس سے کچھ کم کردے یا کچھ زیادہ کردے بہرصورت تجھ وسعت ہی کسی طرح سختی نہین ہی۔ اھ۔ بعض نے کہا کہ قلیلاً سے بدل ہی نصفہ الخ۔ تو معنے یہ ہوے کہ قم اللیل الا نصفہ الخ یعنے قیام کر رات مین سوائے نصف یا کچھ کم وبیش کے اسی کو شیخ جلال رح نے اختیار فرمایا ہی اور کہا کہ نصف کو قلیل کہنا بلحاظ کل کے ہی حفناوی رح نے کہا کہ اس سے یہ وہم دفع ہوا کہ کوئی کہے کہ نصف رات قیام ہوا تو باقی نصف رہا وہ قیام کے حصہ کے برابر ہی قلیل نہین ہی تو جواب دیا کہ قلیل ہونا بلحاظ تمام رات کے ہی واحدی رح نے کہا کہ مفسرین رح کے نزدیک حکم یہ نکلا کہ نصف رات قیام کرین یا کچھ کم یعنے تہائی رات تک فقط یا کچھ زیادہ یعنے دو تہائی رات قیام کرین اور یہ اختیاری وسعت دیدی کہ ان مین سے جسقدر چاہو قیام کرو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ مقدار قیام نماز مین بسر کرتے اور آپ کے اصحاب مین سے بھی ایک جماعت آپ کے طریقے پر عمل کرتے اور اسقدر قیام انپر شاق ہوگیا یعنے عبادت مین انکو دلی خوشی تھی کہ تمام عمر سجدے ہی مین بسر کرین ولیکن بدن اتنی قوت نہین رکھتا اور حال یہ تھا کہ صحابی کو یہ پہچان نہ ہوتی کہ اسنے کتنی دیر نماز پڑھی اور کس قدر رات باقی رہی تو وہ احتیاطاً فجر تک قیام کرتا پھر اللہ تعالیٰ نے انپر رحم فرماکر تخفیف کردی اور آیندہ تخفیف کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا اقوال مفسرین رح امام ابن کثیر وخطیب ... نے لکھا کہ (المزمل) دراصل (المتزمل) تھا دت) کو (ز) سے بدل کر ادغام ہوا اور (تزمل) کے معنے کپڑے مین لپٹنا ... مین ہی کہ یہ تزمیل کا مطاوع ہوتا ہی چنانچہ بولتے ہین زملتہ فتزمل مین نے اسکو لپیٹا تو وہ لپٹ گیا یعنے جسطرح ...

[illegible] اصطلاح ملفوف ہوگیا اسی لغت پر اسباب لاد کے اونٹ کو زاملہ کہتے ہین بطور مبالغہ اور ابن عباس رضی نے [illegible] یا ایہا المزمل۔ ای محمد تو اس قرآن سے مزمل ہوا ہی۔ ایک روایت مین کہا یعنے ای محمد تو اس نبوت سے ملفوف ہوا ہی تو اٹھکر اس کام پر قیام کر۔ عکرمہ نے کہا ای مزمل بلباس نبوت اور ملتزم بقباے رسالت یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ایہا المزمل سے جو خطاب فرمایا گیا تو اس معنے بین کہ آپ لباس نبوت ورسالت سے ملفوف ہوے تھے یا قرآن مجید سے ملفوف ہوے اور ملفوف و مزمل فرمایا اور پہننے کو نہین فرمایا اس لیے کہ پہننے والے سے لباس ڈھیلا ہوتا ہی اور ملفوف بالکل چسپان و محفوف [illegible] ہوتا ہی کسی طرف سے خالی نہین ہوتا۔ جیسے اوپر سورہ جن کے آخر مین تھا۔ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ ہر طرف سے محفوظ و مصئون ہوا ہی گویا حضرت خالق جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کلام پاک مین اور نبوت ورسالت مین بالکلیہ غائب کر لیا بعض علما نے ظاہری لباس کا تزمل لیا چنانچہ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ قتادہ رحمہ نے کہا کہ المزمل یعنے اپنے کپڑون مین لپٹے ہوے نخعی رحمہ نے کہا کہ جسوقت آیت [illegible] ہوا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کملی مین لپٹے تھے یعنے کملی اوپر سے لپیٹ کر لیٹ رہے تھے ابن عباس وسدی وضحاک نے کہا کہ المزمل ای نائم یعنے اے سونے والے مترجم کہتا ہی کہ گویا مہربانی کے طور پر خواب کے غلبے مین لپٹا ہوا فرمایا خطیب نے لکھا کہ نخعی رحمہ کی روایت یہ ہی کہ وقت نزول آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قطیفہ مین متزمل تھے اور یہ قطیفہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضہ کی تھی جسکا طول چودہ ہاتھ تھا ام المؤمنین نے بیان کیا کہ آدھی قطیفہ (قسم کملی) مین اوڑھے تھی اور آدھی قطیفہ آپ اپنے اوپر ڈالے ہوے نماز مین تھے اور مین سوتی تھی واللہ وہ خزنہ تھی اور نہ قز اور نہ مرعزی اور نہ ریشمی اور نہ اونی بلکہ تانا بالون کا اور بانا اون کا تھا اس روایت کو ثعلبی نے ذکر کیا ہی اور قرطبی رحمہ نے کہا کہ یہ قول دلالت کرتا ہی کہ یہ سورہ مدینہ ہی کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضہ کا ساتھ مدینہ مین ہوا ہی اور یہ کہنا صحیح نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ قول جمہور کے خلاف ہی غالبًا ام المؤمنین نے عبادت کا ذکر کیا اور اس ذکر مین سورہ مزمل کا نازل ہونا بیان کیا اور آخر مین آپ کا عبادت کرنا اور جہد ومشقت کا ذکر کیا تو راوی نے خیال کیا کہ یہ سورہ مزمل کے نزول مین ہی حالانکہ ایسا نہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم اور بزار رحمہ کی روایت حضرت جابر رضہ سے شروع مین ذکر ہو چکی کہ مشرکین کی حرکت شنیع کی خبر آپ کو پہونچی تھی اس وجہ سے آپ غمگین ہوکر کملی اوڑھکر لیٹ رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی بعض نے کہا کہ یہ امر ابتداے وحی مین تھا چنانچہ جب غار حرا مین آپ پر پہلے وحی آئی تو آپ وہان سے گھر مین آکر ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے کہ مجھے تزمل کرو یعنے خوب کپڑا اوڑھاؤ اور آپ کا بدن کانپتا تھا اور مجھے اپنی جان کا خوف ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہانت اور سحر بہت ناگوار سمجھتے تھے حضرت خدیجہ رضہ نے کہا کہ نہین ہرگز نہین آپ اپنی جان کا خوف نہ فرمادین آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی ایسے غم مین نہ ڈالیگا آپ قرابت کا حق ادا کرتے ہین اور مہمان کی خاطر کرتے ہین اور نادار کی مدد [illegible] آخر تک اسی قسم کے اخلاق کریمہ ذکر فرمائے پھر جبرئیل علیہ السلام سے ایک مرتبہ بعد دو برس چھ ماہ کے دوچار ہوے تو پھر واپس ہوکر خدیجہ رضہ سے یہی کلمہ کہا کہ مجھے اوڑھاؤ پھر وحی نازل ہوئی یا ایہا المدثر قم فانذر بغوی رحمہ نے کہا کہ حکماے ربانی کہتے ہین کہ یہ خطاب اول مین تھا پھر یا ایہا النبی اور یا ایہا الرسول سے خطاب کیا گیا سہیلی رحمہ نے کہا کہ بعضے لوگون نے المزمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماے شریف مین شمار کیا لیکن یہ انکی خطا ہی بلکہ یا ایہا المزمل اس حالت سے نکالا ہوا نام ہی جس حالت مین آپ اس وقت تھے یعنے ایسی حالت سے موسوم ہوکر خطاب کیا گیا جس سے خود آپ کو یہ حالت ناگوار معلوم ہو کہ کملی اوڑھے ہوئے پڑے سوتے ہین اور کلبی رحمہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے کپڑے پہنے تھے تو خطاب ہوا کہ یا ایہا المزمل۔ اور اسی کو فراء رحمہ نے اختیار کیا ہی اور اس قول کے موافق یہ خطاب اسواسطے ہوا کہ آپ اس حالت کو ناگوار نہ سمجھین بلکہ اس حالت کی خوبی ہی اور حکم دیا کہ اسی حالت پر ہمیشہ قائم رہین

اور رات مین بھی قیام کرین۔ ولیکن یہ امر ظاہر ہی کہ نماز کے لیے تزمل کی خصوصیت نہین ہی بلکہ [illegible]
مانند مناسب تھا واللہ تعالیٰ اعلم لہذا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible]
اور تزمل رات مین اوڑھکر سونا او حکم فرماتا ہی کہ اُٹھکر رب عزوجل کی جناب مین نماز کے لیے قیام کرو اور [illegible]
تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم الآیہ یعنے جن بندون کے واسطے درجات آخرت ہین انکی یہ صفت ہی کہ [illegible]
بستر راحت سے انکے پہلو دور رہتے ہین کہ اپنے رب عزوجل سے خوف وامید کے ساتھ دعائین مانگتے ہین [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا کہ یاایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ الخ اور خطیبؒ نے لکھا یعنی رات جو وقت راحت [illegible]
نفس ہی ترک کرکے ہمارے ساتھ تخلیہ مین مناجات کر اور ہمارا کلام تلاوت کرتا کہ اپنے مقام اعلی مقام محمود کو پہونچے اور تیرے [illegible]
سے خشکی وسمندر اور ظاہر وباطن معطر ہو جاوے شرع مین قیام لیل بمعنے نماز شب ہی اور نماز شب انواع خیر ظاہرہ وباطنہ [illegible]
تزمل عرب کے محاورات مین بمعنے آرام طلبی آیا ہی جو دلیری وہوشیاری کے خلاف ہی تو حکم دیا کہ تزمل چھوڑکر عبادت کے لیے
تشمر اختیار کیجیے تشمر ازار چڑھاکر مستعد ہونا لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مع خاص اصحاب کے تشمر اختیار کیا اور تزمل
چھوڑ دیا اگر کہا جاوے کہ یاایہا المزمل سے خطاب کرنے مین کیا نکتہ ہی (جواب) اسمین دو فائدے ہین (اول) یہ کہ عرب
جب کسی سے لطف سے خطاب کرنا چاہتے ہین اور عتاب نہین کرتے تو اُسکی حالت موجودہ کے ساتھ خطاب مین نام نکال لیتے ہین
جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضرت فاطمہؓ پر غصہ ہوکر باہر جاکر مسجد مین خاک پر لیٹ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ
مسجد مین تشریف لے گئے اور فرمایا۔ قم یا اباتراب۔ اے ابوتراب اُٹھو۔ تراب بمعنے خاک ہی چونکہ حضرت علیؓ خاک پر لیٹ گئے تھے
لہذا حالت موجودہ سے خطاب کیا اور یہ اظہار فرمایا کہ تمپر عتاب نہین ہی بلکہ لطف ہی اسیطرح حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ قم یا نومان (
بڑے سونے والے اُٹھ بیٹھ) اور قصہ یہ ہوا کہ جب احزاب قریش وثقیف وغطفان وغیرہ نے بکثرت جماعت سے مدینہ کو گھیرا اور صحابہ نے
گرد خندق کھودی اور مقابلہ کیا ولیکن راتون مین لبسبب سخت سردی کے تکلیف بہت اُٹھائی کیونکہ کسی کے پاس چادر تھی اور کسی کے پاس
بالکل نہ تھی صرف ڈھال کی آڑ مین باہم ملے ہوے رات کاٹتے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے سخت ہوا بھیجی وہ اہل اسلام کے لشکر مین
خنک ہوا چلتی تھی ولیکن کافرون پر سخت آندھی تھی حتی کہ پہاڑ سے پتھر اُنپر برستے تھے اور زور شور سے اونٹ بھڑکے ہوے
بھاگے جاتے تھے خیمے گر پڑے ہانڈیان اوندھ گئین اور آگ ہر طرف اُڑتی پھرتی تھی کفار کے دل اُچھلنے لگے اور ایک بار گی
رعب کھاکر سب نے بھاگنا شروع کیا اور ابوسفیان وغیرہ نے خوفناک ہوکر کہا کہ محمد (صلعم) نے آفت ہمپر بھیجی ہی یہان صحابہ رضؓ سرد
ہوا سے زیادہ جڑاتے تھے اور کہتے کہ اگر اس وقت کافر حملہ کرین تو بڑی مشکل پڑے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز
پڑھتے تھے یکایک سلام پھیرکر فرمایا کہ کون جاتا ہی کہ مشرکون کی خبر لاوے حذیفہؓ کہتے ہین کہ واللہ سردی کی شدت سے
کسی نے جواب نہ دیا آپ نے تین مرتبہ فرمایا آخر میرا نام لیکر فرمایا کہ تو جاکر خبر لا اب مجھے حکم کی تعمیل سے چارہ نہ تھا اور مجھے [illegible]
کہ کوئی نیا کام وہان نہ کرنا۔ مین چلا تو واللہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مین حمام گرم مین چلا جاتا ہون اور مجھے گرمی معلوم ہوتی [illegible]
یہانتک کہ مین بازو کھولکر خندق سے پار ہوکر لشکر کفار مین پہونچا تو وہان آندھی کا شور عظیم دیکھا اور مشرکون پر آفت [illegible]
(مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک نہین کیا کیونکہ چند ہی روز کے بعد اکثر مسلمان ہو گئے تھے) اور میرے سامنے [illegible]
بھاگنا شروع کیا اور مین نے اُس وقت تیر کمان سے جوڑکر چاہا کہ ابوسفیان کو مار دون لیکن مجھے یاد آیا کہ حضرت [illegible]
منع فرمایا تھا کہ کوئی نئی بات نہ کرنا پھر مین وہان سے واپس آیا اور مین نے حال عرض کیا۔ جب مین فارغ ہوا تو [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور مین کانپنے لگا آنحضرت صلعم ایک کملی اوڑھے نماز پڑھتے تھے مجھسے فرمایا کہ لیٹ جا مین آپ کے پیرون کے درمیان لیٹ رہا
پھر آپ نے مجھپر اس کملی کا کونہ ڈالدیا پھر واللہ مجھے خبر نہوئی یہانتک کہ صبح کو آپ نے فرمایا کہ قم یا نومان - تو مین اُٹھ بیٹھا اور نماز کا
اہتمام کیا - اس کلام مین لطف وعدم وعتاب ہی اسی طرح یا ایہا المزمّل قم مین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارت ہی کہ اللہ تعالیٰ تجھپر
مہربان ہو اور عتاب نہین ہی بلکہ ارشاد ہی کہ اپنا کمال حاصل فرمایئے (فائدہ دوم) یہ کہ اس کلام سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
خطاب فرمایا تو آپ کی امت کو تنبیہ فرمائی کہ یہ صورت چھوڑین اور قیام اللیل کے واسطے اُٹھین اسلیے کہ حالت موجودہ سے جو نام بنایا جاتا ہی
وہ مخاطب کے واسطے مخصوص نہین ہوتا بلکہ جو کوئی اس صورت پر ہو اسکے لیے بھی شامل ہوتا ہی اور (لیل) نام ہی غروب آفتاب سے
صبح تک وقت کا قرطبی رح نے کہا کہ علما مجتہدین مین اختلاف ہی کہ قیام اللیل (تہجد) کیا آنحضرت صلعم پر فرض تھا یا کہ نفل تھا اور دلائل شرعیہ
قوی ثبوت یہ دیتے ہین کہ آپ پر فرض تھا مترجم کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ آخر اس اختلاف سے کیا فائدہ ہی کیونکہ جو کچھ تھا وہ آپ پر گزرا
(جواب) یہ کہ اسمین بہت بڑا فائدہ ہی کیونکہ قاعدہ یہ ہی کہ جو امور فقط آنحضرت صلعم کے واسطے خاص تھے انکو چھوڑکر باقی امور مین یہ دیکھنا
چاہیے کہ اگر وہ آپ پر فرض تھا اور امت پر صریح فرض نہین کیا گیا ہی تو وہ امت پر مستحب ہوتا ہی اگر نہ کرین تو ملامت بھی نہوگی اور اگر وہ آپ پر
نفل تھا جسکو برابر مداومت سے ادا کیا تو وہ امت کے واسطے مؤکدہ سنت ہی اگر نہ کرین تو ملامت کے قابل ہی اگرچہ عذاب نہوگا قرطبی رح
نے کہا کہ فرض ہونا اس وجہ سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اگر نفل ہوتا تو نصف وکم وبیش کی حد نہوتی کیونکہ وہ کسی حد تک مخصوص نہین ہوتا ہی
مترجم کہتا ہی کہ مین پہلے مختصر تقریر اپنے پاس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہی لکھدون پھر خطیب وغیرہ کی تقریرین دیکھکر جمع کرون
واضح ہو کہ یہان آپ کو قیام اللیل کا حکم صریح ہی اور حکم جب کوئی قرینہ نہو تو فرض ہوتا ہی بعض نے کہا کہ یہان نصف وتہائی ودو تہائی
مین آپ کو اختیار دیا تو یہ نفل ہونیکا قرینہ ہی (جواب) یہ کہ اس سے نفل ہونا ثبوت نہین ہوتا بقول قرطبی رح کے یہ محدود کرنا قرینہ ہے کہ
فرض تھا بعض نے کہا کہ نہین بلکہ صریح فرمایا - من اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک - یعنے رات مین سے نماز تہجد پڑھ وہ تیرے واسطے نافلہ ہے -
وہ تو صریح نفل ہونا معلوم ہوا (جواب) نافلہ کے معنے لغت مین زائدہ ہین اور پنج وقتی فرض کے اوپر یہ نماز آپکے واسطے زائد فریضہ تھی
اور آپ کی خصوصیت سے معلوم ہوا کہ امتیون پر فریضہ نہین ہی - اعتراض کیا گیا کہ صحیح مین حدیث ام المؤمنین عایشہ رض سے ثبوت
کہ جب آپ رات مین کبھی کسلمند ہوتے تو بعد طلوع آفتاب کے ظہر تک کے درمیان مین پڑھ لیتے تھے یہ دلیل ہے کہ فریضہ نہ تھی اور بعض
احادیث مین ہی کہ جہاد کے سفر مین رات مین آپ سواری پر نماز پڑھتے جاتے تھے تو یہ بھی نفل ہونے کی دلیل ہی (جواب) یہ کہ یہان
یہ ممکن ہی کہ اسکی فرضیت مین آپ کے واسطے یہ آسانی دی گئی ہو کہ ناسازی طبیعت کی صورت مین اُسکو دن مین قبل ظہر کے
قضا کرلین اور حدیث مین عام حکم ہے کہ جسکا ورد رات مین فوت ہوجاوے تو وہ ظہر [illegible] قضا کرلے وہ رات مین شمار ہوگا
اور رہا جہاد مین نماز پڑھنا تو یہ ٹھیک معلوم نہین ہوسکتا کہ آپ سواری پر تہجد ہی پڑھتے تھے - شاید سفر مین نفل ہو اور اس
صورت مین یہ لازم ہوگا کہ رات مین آپ نے گیارہ رکعت سے زائد بھی پڑھی ہین پس بعض لوگون نے جو اس زمانے مین زعم کیا کہ
حدیث عائشہ رض مین ہی کہ رمضان مین یا غیر رمضان مین آنحضرت صلعم نے گیارہ رکعات سے زیادہ نہین کیا کیونکہ اس صورت
مذکورہ مین یا تو یہ تہجد سے زائد نماز تھی یا تہجد سواری پر اشارہ سے جائز ہی تو فرضیت مین تامل ہوگا فافہم خطیب رح نے لکھا کہ علماء
مختلف ہین کہ قیام اللیل کیا فقط خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوا ہی یا آپ پر اور اگلے انبیا پر علیہم الصلوۃ والسلام
فرض تھا یا آپ پر مع آپ کی امت پر فرض ہوا یہ تین اقوال ہین **قول اول** یعنے فقط آپ پر فرض ہوا یہ سعید بن جبیر تابعی رح کا
قول ہی اس دلیل سے کہ خطاب فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص ہی **قول دوم** ابن عباس رض نے کہا کہ قیام اللیل آپ پر

مع انبیاے سابقین علیہم الصلوۃ والسلام فرض تھا قول سوم ام المؤمنین عائشہ [illegible]
مروی ہے کہ آپ پر مع امت کے نفل ہے چنانچہ امام مسلم نے صحیح مین روایت کیا کہ ہشام بن عامر نے ام المؤمنین [illegible]
یا ام المؤمنین مجھے رات [illegible] قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ فرمایئے ام المؤمنین نے فرمایا کہ کیا تو نے [illegible]
یا ایہا المزمل نہین پڑھا۔ مین نے عرض کیا کہ جی ہان قرآن کیون نہین پڑھتا ہون ام المؤمنین نے کہا کہ اللہ تعالی نے [illegible]
شروع مین قیام اللیل فرض کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآپ کے اصحاب نے ایک سال رات مین قیام کیا اور اللہ تعالی نے
اس سورہ کا خاتمہ آسمان مین روک لیا بارہ مہینہ تک نازل نہین فرمایا پھر اسکو نازل فرماکر تخفیف کردی پس قیام اللیل [illegible]
کے نفل رہگیا مترجم کہتا ہے کہ اس سے ایک لطیفہ ظاہر ہوا کہ یہ سورہ دو رکوع ہے رکوع اول پہلے نازل ہوا اور حکم فرضیت [illegible]
سال کے بعد دوسرا رکوع نازل ہوا اور اول کا ناسخ ہوکر نفل کردیا پس یہ سورہ دونون باتون مین لطیفہ رکھتا ہے ابن کثیر نے کہا کہ تہجد
خاصۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی خطیب نے کہا کہ بعض نے بیان کیا کہ پہلے جب مقدار قیام واجب ہوئی تو نصف یا ثلث
یا دو تہائی مین سے اُنھون نے افضل کو لیا لیکن دو تہائی کی شناخت سخت ہوگئی پس انھون نے تمام رات قیام کیا اور یہ امر شاق ہوگیا
حتی کہ ان کے قدم سوج گئے تو آخر رکوع نازل کرکے اسکو آسان فرمادیا بقولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن۔ یعنی جسقدر آسان میسر ہو
اُس قدر قرآن پڑھو۔ اور یہ ایک سال کے بعد ہوا ہے بعض نے کہا کہ مقدار مین تخفیف مکے ہی مین ہوگئی تھی لیکن اصل تہجد باقی تھی
وہ مدینے مین منسوخ ہوگئی (س) حسن وابن سیرین کا مذہب یہ ہے کہ قیام اللیل مسلمان پر فریضہ ہے اگرچہ اتنی دیر ہو جسقدر بکری کا
دودھ دوہنے مین دیر ہوتی ہے (ف) ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جب یا ایہا المزمل کا نزول ہوا تو قیام رمضان کی طرح
قیام کرتے تھے حتی کہ آخر سورہ نازل ہوا سعید بن جبیر رح تابعی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآپ کے اصحاب دس برس تک
قیام اللیل کرتے رہے پھر دس برس بعد آخر سورہ نازل ہوا بقولہ تعالی ان ربک یعلم انک تقوم ادنی الآیہ۔ پس اللہ تعالی نے
تخفیف کردی بعض نے کہا کہ قیام اللیل فرض رہا یہانتک کہ پانچون نمازین فرض ہونے پر منسوخ ہوا مترجم کہتا ہے کہ پھر وہ مکے
ہی مین منسوخ ہوچکا اسلیے کہ نمازون کی فرضیت پنجگانہ معراج مین ہے وہ ہجرت سے کچھ پہلے واقع ہوچکی خطیب نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان مین دوشنبہ کے روز وحی سے نبوت ملی اسوقت آپ کی عمر مبارک پوری چالیس سال
کی ہوچکی تھی یعنے اکتالیسوین سال مین یہ نبوت ملی مترجم کہتا ہے کہ ربیع الاول مین وحی اول مشہور ہے واللہ تعالی اعلم پہلے ام المؤمنین
خدیجہ آپ پر ایمان لائین پھر انکے بعد یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بعمر دہ سالگی ایمان لاے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ (۳۷) برس کی عمر مین ایمان لاے یا زید
بن حارثہ ایمان لائے پھر تین سال کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ قوم قریش کو بلکہ جہان کو اسلام کی دعوت کرین اور اسکے بعد سب سے پہلے
قیام اللیل کا حکم نازل ہوا جیسا کہ اس سورہ کے اول مین حکم ہے پھر آخر سورہ سے تخفیف ہوئی پھر نماز پنجگانہ فرض ہونے سے منسوخ ہوا
اور یہ شب معراج مین ہوا اور یہ ستائیسوین رجب کی دس برس نبوت کے بعد دوشنبہ کی رات کو ہوا اسکو امام نووی نے [illegible] ذکر
کیا اور اپنے فتاوے مین لکھا کہ نبوت کے پانچ یا چھ برس بعد ہوا اور رات ربیع الاول کی قرار دی اور شرح صحیح مسلم مین [illegible]
خلاف یہ کہا کہ رات ربیع الآخر کی تھی اور قاضی عیاض کی تقلید کی اور اکثر علما کے نزدیک قول وہ ہے جو روضہ مین ذکر کیا ہے [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین بھی بعد معراج کے اور مدینے مین بھی بعد ہجرت کے سولہ یا سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف [illegible]
پڑھا کرتے تھے پھر آپ کو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ کا استقبال کرین پھر ہجرت سے قریب دو برس بعد روزہ رکھنے کا حکم نازل ہوا اور اسکے
بعد زکوۃ کا حکم نازل ہوا اور بعض نے کہا کہ روزہ سے پہلے نازل ہوا تھا (مترجم کہتا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ زکوۃ کا حکم [illegible]

Marfat.com

[اس]کے واسطے کوئی نصاب اور مقدار زکوۃ مفروض نہ تھی وہ بعد روزہ کے مدینے مین مقدر ہوئی ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور خانہ کعبہ کی طرف توجہ کا
[بعض] نے کہا کہ نصف شعبان مین اور بعض نے کہا کہ رجب مین ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا ہو اور اسی سال مین صدقہ فطر مفروض
[ہوا] اور اسی سال مین آپ نے عید الفطر کی نماز پھر عید اضحیٰ کی نماز پڑھی ہو پھر ہجرت کے پانچوین یا چھٹے سال حج فرض ہوا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے فقط آخری ایک حج حجۃ الوداع کیا ہو اور چار عمرے البتہ ادا کیے اور بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ کو گیارھوین
سال ہجرت کے انتقال فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **فائدہ** سب انبیا علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی کفر سے معصوم رہے ہین رہا نبوت
سے پہلے معاصی سے معصوم رہنے مین اختلاف ہو اور بعد نبوت کے کبیرہ گناہون سے معصوم ہین اور محققین کے نزدیک صغیرہ
گناہون سے بھی اگرچہ سہواً ہو معصوم ہین (کذا فی السراج) بالجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ قیام کیجیے رات کو نصف
یا کم یا زیادہ **وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا** - اور تلاوت کر قرآن کی ترتیل کے ساتھ **ف** یعنی آہستگی کے ساتھ قرآن [پڑھ] کہ
جس سے آدمی اچھی طرح سمجھتا اور اسمین غور کر سکتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسیطرح پڑھا کرتے تھے ام المؤمنین
عائشہ رضہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورہ پڑھتے اور اسکی ترتیل کرتے یہانتک کہ وہ بڑی سی بڑی سورہ سے
بھی بڑی ہو جاتی تھی صحیح البخاری مین حدیث انس رض سے آیا کہ قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشیدہ ہوتی تھی پھر انس رض نے بسم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھکر بتلایا کہ بسم اللہ پر مد کرتے الرحمن پر مد کرتے اور الرحیم پر مد کرتے - ام سلمہ رض سے پوچھا گیا کہ قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیونکر تھی فرمایا کہ آیت جدا پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین (رواہ احمد وابوداؤد
والترمذی) اور حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضہ مین ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب القرآن سے کہا جائیگا کہ پڑھ
اور چڑھ اور ترتیل کر جیسے تو دنیا مین ترتیل کرتا تھا کہ تیرا درجہ وہ ہوگا جہان تو آخری آیت پر پہونچے (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی
والنسائی) یہ حدیث صحیح بشارت ہو کہ دنیا مین جس شخص نے قرآن پڑھا اور اُسکو ترتیل سے پڑھتا ہو تو جب درجات جنت عطا ہونگے
تو اُس سے کہا جائیگا کہ آہستہ تلاوت سے پڑھتا جا اور چڑھتا جا جہان تلاوت ختم کریگا وہ اعلیٰ درجہ تیرا مقام ہوگا اور نہایت مستحب
کہ آدمی ترتیل سے قرآن پڑھے اور آواز اچھی اور دردناک ہووے چنانچہ حدیث مین ہو کہ اپنی خوش آوازیون سے قرآن کو زینت
دو اور جس نے قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھا وہ ہم مین سے نہین ہو آوے حدیث مین ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی خوش آوازی
مین ہو کہ یہ شخص آل داؤد کے مزامیر مین سے ایک مزمار عطا کیا گیا ہو ابو موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر مین جانتا کہ حضرت میری
قراءت سنتے ہین تو بہت ہی خوب لہجہ سے ادا کرتا (صحیح) شاید یہ مراد ہو کہ مین اللہ تعالیٰ کے حضور مین آہستگی سے ادا کرتا تھا اور اگر مین
جانتا کہ آپ سنتے ہین تو لہجہ بلند کر دیتا واللہ تعالیٰ اعلم - ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ لوگون قرآن کی آیات کو ردّی (ناکارہ خرما) کی طرح
نہ جھٹکا یا کرو اور نہ اشعار کی طرح بلکہ اسکے عجائب کے نزدیک ٹھہرو اور دلون کو جنبش دو اور تم مین سے کسی کا قصد یہ نہو اکرے
کہ سورہ ختم ہو (رواہ البغوی) ابو وائل رح نے کہا کہ ایک شخص نے ابن مسعود رضہ سے کہا کہ آج مین نے مفصل ایک رکعت مین پڑھی تھی
ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ کیا شعر خوانی کی طرح سے البتہ مجھے وہ نظائر معلوم ہین جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاتے تھے پھر مفصل کی (۲۰) سورتین
ذکر فرمائین ہر رکعت مین دو سورتین پڑھتے تھے (ابن کثیر) اسی ترتیل سے پڑھنے مین بہت دیر ہوا کرتی تھی چنانچہ ام المؤمنین
عائشہ رضہ کی حدیث دلالت کرتی ہو عبد اللہ بن مغفل رض سے روایت ہو کہ فتح مکے کے روز مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ اپنے ناقہ پر سورۃ الفتح ترجیع کے ساتھ پڑھتے تھے (صحیحین) ترجیع ایک قسم کی قراءت معروف ہو اور جابر رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھتے تھے ہم مین عربی اور عجمی سب تھے پس فرمایا کہ پڑھو

اور ہرایک اچھی قرارت پڑھے اور عنقریب ایسے لوگ ہونگے کہ قرارت اس طرح ٹھیک کرینگے جیسے تیر کی ڈنڈی سیدھی کی جاتی ہی جلدی چاہینگے اور وقت تک تاخیر نہین کرینگے (ابوداؤد) قرآن انکے حلق سے نیچے نہین اتریگا دسویں یہ کہ حروف صاف نکالے اور حرکات کشیدہ ہون اور آخر آیت پر ٹھہرے اور خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور احتراز کرے کہ قاری بنکر دنیا مین اسکی اجرت کا طالب ہو جیسے حدیث جابر رضہ مین وعید گذری ہے۔ ھ۔ ترتیل سے پڑھنے کی تاکید ہو اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ تین آیات یا چار یا پانچ آیتین آہستگی وخوبی سے پڑھ۔ ام المؤمنین عایشہ رضہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات فقط ایک آیت کی تلاوت بار بار ادا کی یہانتک کہ صبح ہوگئی اور آیت یہ ہی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ ترجمہ یعنے اے رب اگر تو اُن لوگون کو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہین اور اگر تو اُنکو بخشدے تو بیشک تو غفور رحیم ہی (رواہ الترمذی) حضرت عائشہ رضہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت دریافت کی گئی تو فرمایا کہ تمہاری طرح سے سرسری نہ تھی اگر سننے والا چاہتا کہ اسکے حروف گن لے تو گن لیتا۔ حسن بصری رح نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک شخص کی طرف ہوا جو ایک آیت پڑھتا اور روتا تھا تو فرمایا کہ تم نے قولہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا۔ سنا ہے وہ ترتیل یہی ہی **تنبیہ** جب قرآن مجید پڑھا جاوے تو کان لگا کر سننا مستحب ہی بعض علما کے نزدیک واجب ہی اور یہی اکثر مشائخ حنفیہ کا مختار ہی اور قرارت کے وقت رونا مستحب ہی اسی طرح اچھی آواز سے پڑھنا اور زور سے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھنا اور بیٹھکر پڑھنا اور قبلہ رخ بیٹھنا و دل نرم رکھنا مستحب ہی اور حفظ پڑھنے سے مصحف مین دیکھکر پڑھنا افضل ہی لیکن جس شخص کی یہ حالت ہو کہ اُسکو حفظ پڑھنے سے زیادہ دلجمعی و نرم دلی ہوتی ہو تو خاصکر اُسکے حق مین حفظ پڑھنا اچھا ہی اور واضح ہو کہ جو ذکر کسی محل کے واسطے خاص ہی جیسے رکوع وسجود مین تسبیح ہی تو اسکے سوائے باقی اذکار سے قرآن مجید کی تلاوت افضل ہی مصحف مجید سے تکیہ لگانا حرام ہی (بعض فقہا حنفیہ نے کہا کہ رات مین حفاظت کی غرض سے سر کے نیچے رکھ لینا جائز ہی اور سواری پر جس صندوق مین مصحف ہی اُسپر بیٹھنا جائز ہے اور مصحف لکھنا اور خط واضح کرنا مستحب ہی اور باریک خط مین لکھنا مکروہ ہی اور اسکا مفاد یہ کہ چھوٹی حمائل لینا مکروہ ہی۔ شاذ قرارت پڑھنا حرام ہی اور اُلٹی آیتین پڑھنا مکروہ ہی اسی طرح صورتون کو عکس ترتیب سے پڑھنا مکروہ ہی مثلاً پہلے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے پھر عم یتساءلون پڑھے لیکن تعلیم مین آسانی کی غرض سے جواز ہی نماز مین قرآن ختم کرنا افضل ہی جبکہ حفظ ہو قرآن کو بھول جانا یا اسمین سے کسی جزو کو بھول جانا حرام ہی (مشائخ حنفیہ نے کہا کہ بھول جانے کے یہ معنے ہین کہ دیکھکر بھی نہ پڑھ سکے) قرآن کی تفسیر بدون علم کے کہنا حرام سخت ہی (السراج) **اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا**۔ ابن جریر کے نزدیک ہی کہ ہم تجپر قول ثقیل القا کرینگے ف حسن وقتادہ نے کہا کہ قول ثقیل یعنے بھاری قول اور مراد یہ کہ قرآن پر عمل کرنے کا حکم فرماوینگے بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ قرآن کی وحی اُتارنے کے وقت بوجھ اور سختی ہوتی تھی چنانچہ زید بن ثابت نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی (مدینہ مین) اور آپ کی ران مبارک میری ران پر تھی تو مجھپر اسقدر سختی ہوئی کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری ران پھٹی جاتی ہی (ع) اس قول پر مراد قول ثقیل سے وحی ہی چنانچہ خبر مین وارد ہی کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت مین وحی آتی تھی کہ آپ ناقہ پر سوار ہوتے تھے تو وہ سختی کی وجہ سے اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیتی تھی کہ جنبش نہین کرسکتی تھی جبتک کہ آپسے وحی منکشف نہو جاوے (امام احمد وابن جریر) اور حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وحی آپ پر کس کیفیت سے آتی ہی آپ نے فرمایا کہ کبھی مجھپر صلصلۃ الجرس کی طرح آتی ہی (جرس گھنٹا) اور یہ سب سے زیادہ مجھپر سخت ہی اور جب وہ جدا ہوتی ہی تو مجھے جو کچھ اُسنے کہا سب یاد ہوتا ہی اور کبھی فرشتہ میرے سامنے متمثل ہو جاتا ہی پس وہ مجھسے کلام کرتا ہی تو جو کچھ کہتا ہے وہ یاد

یاد رکھتا ہون ام المؤمنین عائشہ رضہ نے کہا کہ واللہ مین دیکھا کرتی کہ سخت جاڑے مین آپ پر وحی آئی اور جدا ہوئی تو آپ کی پیشانی
مبارک سے پسینا خون فصد کی طرح روان ہوتا تھا (صحاح) فتح الباری وغیرہ مین ہی کہ صلصلۃ الجرس وحی نہین تھی بلکہ فرشتہ کی آمد
سے آپ کو اس طرح اطلاع ہوتی تھی دلاسکے بعد آپ پر ایک کیفیت طاری ہوتی کہ گویا دنیا سے اٹھا لئے گئے (م) شیخ ابن جریرؒ نے کہا کہ ثقیل ہونا
دونون طرح ہی ایک تو وحی ثقیل ہی دوم اسکے احکام پر عمل کرنے کا حکم ثقیل ہی عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ قرآن مجید جسطرح دنیا مین
ثقیل ہی اسی طرح قیامت مین میزان عدل کے پلہ مین ثقیل ہی (ع) قتادہ رحؒ نے کہا کہ واللہ اسکے فرائض وحدود پر قائم رہنا ثقیل ہی
اور مجاہد رحؒ نے کہا کہ ثقیل اسکے حلال وحرام ہین مترجم کہتا ہی کہ اس راہ سے ثقیل ہونا ظاہر ہی اور حاصل معنی یہ ہوئے کہ اول
قیام اللیل وتلاوت قرآن کا حکم دیا پھر آگاہ فرمایا کہ عنقریب ہم تجپر اسلام کے حدود وفرائض نازل فرماوینگے لیکن اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ یہ حدود اور فرائض خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثقیل ہون اسلیے کہ صحیح مین حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہی کہ خلق عظیم آنحضرت صلعم کا قرآن ہی یعنے قرآن کے موافق عمل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی جبلت تھی تو ظاہر ہے کہ آپ پر
کیونکر گران ہوسکتا ہی ولیکن معنی یہ کہ آپ پر ایسا حکم نازل کیا جائیگا جو لوگون پر ثقیل ہوگا اور جو لوگ اسپر قائم رہین گے اُنکے واسطے میزان
عدل مین ثواب عظیم ثقیل عطا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ یہان وحی مراد لینے کی تفسیر مین تردد ہی اسلیے کہ وحی اول ہی نازل ہوچکی ہی
چنانچہ قیام اللیل وتلاوت وحی قرآن کا ارشاد کرکے یہ فرمایا کہ سنلقی علیک۔ تو ظاہر ہی کہ یہ قول ثقیل آیندہ ہوگا اسی وجہ سے زمخشری رحؒ
نے یہ تاویل کی کہ یہ کلام یعنے۔ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ اسی قیام اللیل کا وصف ہی یعنے پہلے قیام اللیل وتلاوت ترتیل کا حکم دیا پھر
فرمایا کہ ہم ضرور تجپر قول ثقیل نازل کرنے والے ہین یعنے یہ امر منجملہ قول ثقیل کے ہی اسلیے کہ رات کا وقت خواب وآسائش وراحت
کے لیے دنیا کی زندگی پسند کرنے والے اختیار کرتے ہین پس جو کوئی رات مین قیام وبیداری اختیار کرے تو ضرور ہے کہ طبیعت کی
مخالفت کرے اور اسکے ساتھ مجاہدہ کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ سنلقی مین (سین) واسطے استقبال کے نہو بلکہ تحقیق کے واسطے ہے
واللہ تعالیٰ اعلم خطیب رحؒ نے ذکر کیا کہ محمد بن کعب القرظی تابعی نے لکھا کہ قرآن منافقون پر ثقیل ہی اس لیے کہ وہ انکے دین کو باطل
کرتا ہی اور ان کے بھید کھولتا ہی بعض نے کہا کہ وہ کافرون پر ثقیل ہی کیونکہ اُنپر حجت قطعی ہی کہ انکا خیال باطل ہی اور جن چیزون کو
انھون نے اپنا معبود بنایا اُن کو باطل ثابت کرتا ہی اور کفار در حقیقت کچھ بھی جواب نہین دے سکتے ہین اسلیے قرآن انپر سخت ثقیل
ہی سدی رحؒ نے کہا کہ یہان ثقیل کے معنے گران ودشوار کے نہین ہین بلکہ عرب محاورہ مین بولتے ہین (ہو ثقیل علی) وہ میرے نزدیک
بھاری بھرکم بزرگ ہی تو قرآن بھی معظم مکرم ہی فراء رحؒ امام لغت نے کہا کہ ثقیل بمعنے رزین یعنے مضبوط مستحکم خوبصورت ہی حسن بن الفضل رحؒ
نے کہا کہ ثقیل ہی کیونکہ اسکو وہی قلب اُٹھا سکتا ہی جس مین اللہ تعالیٰ نے توحید رکھی اور اسکو نور توفیق سے قوی فرمایا ہی ابن زید نے
کہا کہ ہان واللہ قرآن دنیا مین ثقیل مبارک ہی اور قیامت مین میزان عدل مین پلہ بھاری کرنے والا ہی بعض نے کہا کہ ثقیل بمعنے ثابت
ومحکم ہی کیونکہ اسکا معجزہ ہمیشہ تازہ ثابت ہی۔ بعض نے کہا کہ ثقیل ہی یعنے عقل واحد اُسکے فوائد کا ادراک نہین کرسکتی ہی چنانچہ دیکھو
کہ متکلمین نے اسکے معقولات مین غور کیا اور عاجز ہوئے اور فقہا نے اُسکے احکام امر ونہی مین خوض کیا اسی طرح اہل لغت ومعانی وبیان و
بلاغت وغیرہ نے مدتہاے دراز سے غور کیا اور ہر زمانے مین متاخرین اہل تقویٰ کو اسمین سے وہ بات حاصل ہوتی جاتی ہے جو
متقدمین کو نصیب ہونے سے رہگئی تھی اور حدیث علی رضی اللہ عنہ مین ہی کہ قرآن ایسی بزرگ شان رکھتا ہی کہ اسکے عجائب کبھی کم نہونگے
۔ پس ہم کو معلوم ہوگیا کہ وہ مثل بزرگ پہاڑ کے ہی جسکو ایک آدمی کبھی نہین اُٹھا سکتا ہی اسی طرح عقل واحد اسکو اُٹھانے سے
عاجز ہے۔ اور بہتر یہ ہی کہ ثقیل کے معانی مین یہ سب باتین شمار کی جاوین (م س)، بلکہ مترجم کے نزدیک قول ثقیل ابلاغ رسالت

کو بھی شامل ہے یعنے ہم عنقریب حکم دینے والے ہین کہ لا الٰہ الا اللہ سے ابلاغ رسالت کیجیے اسی واسطے ...
لا الٰہ الا اللہ ہے کہ وہ زبان پر بہت ہلکا ہے اور میزان مین ثقیل ہے واللہ تعالیٰ اعلم اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ
وَطْأً وَّأَقْوَمُ قِيلًا۔ البتہ قیام لیل بہت زیادہ موافقت ہے اور بہت درست ہے باعتبار گفتگو کے ...
نشأ زبان حبشیہ مین بمعنے قیام ہے (ع) ظاہر یہ کہ خاصکر یہ عرب کی بولی ہے اور حبشیہ نے پڑوس کے سبب ...
عمر و ابن عباس و ابن الزبیر نے کہا کہ رات سب کی سب ناشئہ ہے اور یہی مجاہد وغیرہ نے کہا ہے عرب بولتے ہین کہ ... یعنے جو
خواب کے بعد اُٹھا ہو اور یہی ابو مجلز و قتادہ و سالم و ابو حازم و محمد بن المنکدر رح نے بیان کیا ہے اور حاصل یہ کہ رات مین جسقدر ساعات
ہین ہر ایک کو ناشئہ کہتے ہین اور رات کے ساعات و اوقات کو بھی ناشئہ کہتے ہین اور آیت کے معنے یہ ہین کہ خواب کے بعد جب
رات مین آدمی اُٹھتا ہے تو جو کچھ زبان سے کہتا ہے دل بھی موافق ہوتا ہے اور ادائے قول خوب ٹھیک ہوتا ہے تو قرارت حاضر
دل کے ساتھ ٹھیک ادا ہوتی ہے اور حضور دل کی وجہ سے معانی خوب سمجھتا ہے اور دن مین یہ بات نہین ہوتی ہے کیونکہ بدن کے
خیالات منتشر ہو کر دلی حاضری و فہم معانی پر حائل ہوتے ہین اور لوگون کے غل و شور سے طبیعت متردد ہوتی ہے۔ وطأ بمعنے ثبات
و موافقت ہے اور ابو یعلیٰ نے ابراہیم بن سعید الجوہری سے بالاسناد روایت کی کہ اعمش رح نے کہا کہ حضرت انس رضہ نے پڑھا و اصوب قیلا۔
تو کہا گیا کہ ہم لوگ تو۔ اقوم قیلا۔ پڑھتے ہین انس رضہ نے فرمایا۔ اصوب و اقوم و اہنا و اسکے مانند سب ایک ہی ہین و ابن کثیر (قتادہ
و مجاہد رح نے کہا کہ رات مین جب سو جاوین اُسکے بعد قیام کرنا قرارت کے واسطے بہت ٹھیک ہے اور بات خوب جمتی ہے کیونکہ رات کا
وقت ایسا ہوتا ہے کہ اسوقت آوازون سے کان پریشان نہین ہوتے بلکہ سکون و خاموشی ہوتی ہے اور رب عزوجل کی تجلی
اس وقت ظاہر ہوتی ہے اور برکات حاصل ہوتے ہین اور ریا کا دخل بھی نہین ہوتا ہے اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے نماز شب کی
فضیلت نماز روز پر بیان فرمائی اور نماز شب جہانتک قرارت کے ساتھ ہو سکے زیادہ فضیلت و ثواب عظیم رکھتی ہے اور امام زین العابدین
علی بن الحسین رضی اللہ عنہم درمیان مغرب و عشا کے نماز پڑھتے اور کہتے کہ یہ ناشئة اللیل ہے اور عطار و عکرمہ نے کہا کہ ناشئة اللیل
ابتدائے شب ہے اور صحاح مین لکھا کہ ناشئة اللیل رات کے اول ساعات ہین اور ابن عباس و مجاہد وغیرہ نے کہا کہ ناشئة اللیل
تمام رات ہے کیونکہ ناشی کے معنے جدید پیدا ہونا چونکہ دن کے بعد رات ناشی ہوتی ہے اسی واسطے اسکے ساعات کو ناشئة اللیل
فرمایا امام مالک رح نے اسی قول کو پسند کیا اور ابن العربی مالکی رح نے کہا کہ لغت اسکو مقتضی ہے و اضح ہو کہ (اشد وطا) مین دو قراتین
آئی ہین (وِطَاءً) بکسر الواو اور فتح الطاء بمعنے سختی و گرانی یہ ابو عمرو و ابن عامر کی قرارت ہے اور معنے یہ کہ رات کے اوقات مین نماز پڑھنا نمازی
پر سخت گران ہوتا ہے بہ نسبت دن کے کیونکہ وہ خواب و راحت کا وقت ہے تو جب اُسکو چھوڑ کر نماز کو کھڑا ہوا تو اُسنے مشقت عظیم اپنے اوپر
اُٹھائی اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے جسقدر زیادہ مشقت اُٹھاوے اُسی قدر ثواب زیادہ پاوے اور باقی ائمہ سبعہ کی
قرارت (وطا) بالفتح و سکون الطاء ہے بمعنے موافقت و مواطات اور معنے یہ کہ ساعات شب مین نماز پڑھنا خوب موافقت ہے دل و زبان مین
اور کان خوب سنتے ہین بالجملہ رات مین عبادت کرنا اور افضل عبادت نماز پڑھنا خوب نشاط ہے اور دل و زبان کے موافقت سے مورث
انوار و برکات ہے اور اخلاص مزید اور ثواب عظیم ہے۔ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا۔ تیرے واسطے دن مین سبح طویل ہے
ف سبح دریا مین پیرنا اسکو مطلقاً زمین مین چلنے پھرنے کے واسطے مستعار لیا گیا قرطبی رح نے کہا کہ سبح اصل مین روانی اور دوڑنا ہے
اور اسی سے پانی مین روانی کو سباحت کہا گیا اور (فرس سابح) روان گھوڑا (سراج) ابن عباس رضہ و عکرمہ و عطاء بن ابی مسلم نے کہا
کہ سبحا طویلا یعنے فراغت طویل ہے کہ چاہو خواب کرو یا معاش حاصل کرو ابو العالیہ و مجاہد و ابو مالک و ضحاک و حسن و قتادہ ...

Marfat.com

سفیان الثوری نے کہا کہ سبحا طویلا یعنے فراغت طویل۔ معنے یہ کہ تیرے واسطے دن مین فراغت طویل ہی قتادہؒ نے کہا کہ فراغ بعید و منقلب ہی یعنی فراغت سے ہر ایک غرض حاصل کرنا ممکن ہی۔ اور آمد و رفت کی گنجایش ہی۔ سدیؒ نے کہا کہ سبحًا طویلًا۔ یعنے تطوع کثیر ہی مترجم کہتا ہی کہ سبح کو تسبیح سے لیا اور اسی سے سبحہ نفل نماز کو کہتے ہین اور معنے یہ لیے کہ رات مین قیام اللیل تجیر مفروض ہی اور دن مین نفل نماز ہدا از تیرے اختیار مین ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ م۔ عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ ان لک فی النہار سبحًا طویلًا۔ یعنے دن مین تیرے واسطے اپنی ضروریات کے لیے وسیع فراغت حاصل ہی پس رات کو اپنے دین کے واسطے مقرر کر اور یہ حکم اس وقت تھا جب رات کی نماز فرض تھی پھر اللہ تعالیٰ نے بندون پر آسانی کی اور رات کی نماز منسوخ کردی ابن کثیرؒ نے کہا کہ جو کچھ ابن زیدؒ نے بیان فرمایا یہی دلائل سے ظاہر ہوتا ہی کیونکہ امام احمد نے روایت کی کہ سعد بن ہشام نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی پھر مدینے کی طرف سفر کیا تاکہ وہان اپنی املاک فروخت کرکے ہتھیار اور گھوڑا وغیرہ سامان خرید کرے اور کفار روم پر جہاد کرے یہانتک کہ موت آوے جب مدینے پہونچا اپنی قوم کے لوگون سے ملا انھون نے بیان کیا کہ جیسا تو نے ارادہ کیا ہی اسی قسم سے تیری قوم کے چھ آدمیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین ارادہ کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگون کو میرے طریقہ پر چلنا نہین ہی پس انکو اس سے منع کردیا یہ سنکر سعد نے اپنی عورت سے رجعت کرلی اور انھین لوگون کو رجعت پر گواہ کرلیا پھر جب سعد رحمہ اللہ تعالیٰ واپس آئے تو بیان کیا کہ مین ابن عباسؓ سے ملا تھا مین نے اُن سے وتر کو دریافت کیا تو فرمایا کہ مین تجھے ایسے شخص کو بتلاؤن جو روے زمین کے سب آدمیون سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر سے واقف ہی وہ ام المؤمنین عائشہ رضؓ ہین ان سے جاکر دریافت کرکے پھر واپس آکر مجھسے بھی بیان کرنا مین پہلے حکیم بن افلح کے پاس گیا اور کہا کہ تم مجھے ام المؤمنین عائشہ رضؓ کے پاس لے چلو حکیم نے کہا کہ مین ان کی خدمت مین نجاؤنگا مین نے ان کو روکا تھا کہ ان دونون شیعہ کے حق مین آپ دخل نہ دیجیے (یعنے دو فرقے جو آپس مین لڑے ایک وہ لوگ جنھون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی اور آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطیع ہوگئے اور دوم وہ جنھون نے حضرت عثمان کے دعوے قصاص مین باغیون کو طلب کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد حقہ سے فرمایا کہ بعد اطاعت کے انپر قتل کا مواخذہ نہوگا تو بعض لوگون نے آپ کو متہم کیا اور بعض نے کہا کہ مسلمانون پر واجب ہی کہ ہجوم کرکے باغیون کو آپ سے چھین لین اور بعض نے دونون طرف سے سکوت کیا) حکیمؒ نے کہا کہ مین نے ام المؤمنین کو سمجھایا تھا کہ آپ اس بارہ مین دخل نہ دیجیے انھون نے مانا نہین اور دخل ہی دیا پھر مین نے حکیم رحؒ کو قسم دلائی کہ ضرور میرے ساتھ چلو پس ہم دونون آئے تو ام المؤمنین نے حکیم رحؒ کو پہچان لیا اور کہا کہ کیا حکیم ہی اُسنے کہا کہ جی ہان اور کہا کہ یہ تیرے ساتھ کون شخص ہی کہا کہ سعد بن ہشام ہی کہا کہ کون ہشام حکیم نے کہا کہ ہشام بن عامر ہی پس ام المؤمنین نے ہشام کے حق مین رحمت کا کلمہ کہا اور فرمایا کہ ہشام بن عامر اچھا آدمی تھا مین نے کہا کہ اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق سے آگاہ فرمائیے آپ نے فرمایا کہ کیا تو قرآن نہین پڑھتا ہی مین نے کہا کہ پڑھتا کیون نہین ہون آپ نے فرمایا کہ پھر قرآن ہی آپ کا خُلق تھا (یعنے قرآن مین جس طرح اسلام و عبودیت عمدہ ارشاد ہوئی ہے وہی آپ کی مبارک جبلت پیدا کی گئی تھی) پھر مین نے قصد کیا کہ رخصت ہونے کے لیے اُٹھون اتنے مین مجھے خیال آیا کہ قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کرون تو مین نے عرض کیا کہ اے ام المؤمنین مجھے قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ فرمائیے آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے یہ سورہ یا ایہا المزمل نہین پڑھی مین نے کہا کہ کیون نہین پڑھی تو فرمایا کہ پس اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے اول مین قیام اللیل (نماز شب) فرض فرمایا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب نے ایک سال تک رات مین قیام کیا حتی کہ ان کے پاؤن سوج گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کا خاتمہ بارہ مہینہ تک آسمان مین روک لیا پھر آخر سورہ مین تخفیف نازل فرمائی پس

Marfat.com

قیام اللیل بعد فرضیت - کے نفل رہگیا پھر مین نے اُٹھنے کا قصد کیا تو میرے خیال مین آگیا کہ ...
یا ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر سے آگاہ فرمایئے آپنے فرمایا کہ ہم لوگ یعنے ازواج جسکے بیان ...
ہوئی تھی) آپ کے واسطے مسواک و وضو کا پانی مہیا کر رکھتے تھے پھر رات مین جب اللہ تعالیٰ چاہتا تھا اُس وقت آپ ...
مسواک کرتے پھر وضو کرتے پھر آٹھ رکعات پڑھتے اور درمیان مین نہین بیٹھتے تھے بلکہ انکے آخر مین بیٹھتے تھے بعد آٹھوین ...
پڑھکر بیٹھتے اور رب عزوجل کا ذکر کرتے اور دعا کرتے اور پھر سلام کرتے اس طرح کہ ہم لوگون کو سناتے پھر بعد سلام کے دو رکعتین ...
بیٹھے پڑھتے پس ای میرے فرزند یہ سب گیارہ[1] رکعتین ہوئین پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف دراز ہوا اور گوشت آگیا ...
رکعات سے وتر کیا پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعتین پڑھتے پس ای فرزند یہ سب نو رکعتین ہوئین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ جب
آپ کوئی کام کرتے تو چاہتے کہ اسکو ہمیشہ کیا کرین اور جب کبھی آپ کو رات مین نماز پڑھنے سے درد یا نیند یا بیماری روکتی تو دن[2] مین بارہ
رکعات پڑھتے اور مین نہین جانتی ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی رات مین صبح تک قرآن ختم کیا ہو اور مین نہین جانتی
کہ کبھی پورا مہینہ سوائے رمضان کے روزہ رکھا ہو- سعد بن ہشام نے کہا کہ پھر مین نے واپس آکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی تو کہا
کہ سچ ہی اور اگر مین ام المؤمنین کے یہان جاتا ہوتا تو خود حاضر ہو کر بالمشافہہ یہ حدیث حاصل کرتا (رواہ مسلم وغیرہ ایضاً واضح ہو
کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عباس پر خشمناک تھین اس وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ وہان جاتے نہ تھے - م - ابن جریر رحمہ اللہ نے بطریق
موسیٰ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بوریا بنا دیا تھا
رات مین وہان نماز پڑھتے تھے (مسجد مین بوریا گھیر دیا تھا) اور لوگون نے ایک دوسرے سے یہ بات سن لی تو رات مین آپ کی
اقتدا مین جمع ہوئے پس آپ خشمناک طریقے سے باہر نکلے اور اپنے اصحاب کے حق مین بہت شفقت و ترحم رکھتے تھے تو خوف کیا کہ ایسا
نہ ہو قیام اللیل انپر فرض کر دیا جاوے پس اُن سے فرمایا کہ اے لوگو اعمال خیر مین سے اسی قدر اپنے اوپر رکھو جس قدر تم سے ہو سکے
کہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے ملال آگین نہو گا بلکہ تم ہی ملال آگین ہو جاؤ گے اور اعمال مین سے بہتر وہ ہے کہ اسکا کرنے والا اسپر ہمیشہ
عمل کرے کہا کہ قرآن نازل ہوا یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا الخ حتیٰ کہ آدمی ایک رسی باندھتا اور اسکے سہارے سے نماز مین قیام کرتا
پھر اسی حالت پر آٹھ مہینے گزرے اور اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا کہ کس طرح یہ بندے اُسکی رضامندی چاہتے ہین پس اُن پر رحم فرمایا کہ
قیام اللیل منسوخ کر کے فقط فریضہ پر انکو قائم رکھا (رواہ ابن ابی حاتم ایضاً من طریق موسیٰ المذکور) ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ موسیٰ
بن عبیدہ الزبیدی راوی کا حافظہ ضعیف تھا اور یہ حدیث تو صحیح مین باسناد صحیح موجود ہی لیکن اُس مین یا ایہا المزمل نازل
ہونے کا ذکر نہین ہی اور اس روایت مین سیاق اس طرح واقع ہوا جس سے یہ وہم ہوتا ہی کہ اس سورہ کا نزول مدینے مین
اس قصہ کے متعلق ہوا ہی حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ نزول ابتداءً مکہ مین ہوا تھا اور اس روایت مین اول و آخر کے نزول مین فقط آٹھ مہینے کا فرق
مذکور ہی حالانکہ صحیح و مشہور روایات مین ایک سال کا فرق ہی مترجم کہتا ہی کہ ابن کثیر کی تقریر کے موافق جبکہ یہ روایت ٹھیک مانی جاوے
اسکا مطلب یہ ہی کہ ام المؤمنین نے ظاہر کیا کہ ابتدا مین قیام اللیل فرض ہونیکا حکم سورۃ المزمل کے شروع مین نازل ہوا تھا اور کبار صحابہ
جو کہ مکے مین آپ پر ایمان لائے تھے اور اُس مقام پر خطرناک جان جوکھم مین اللہ تعالیٰ نے ایمان عظیم سے اُنکے سینے بھر دیے تھے انہون نے
بصد شوق اسپر عمل کیا ولیکن انکے پاؤن سوج گئے اور تکلیف سخت لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ترحم سے اسکا فرض ہونا منسوخ کر دیا اگرچہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر فرضیت باقی رہی لیکن آپکی برابری کسی سے ہو نہین سکتی ہے تو جب مدینے مین بعض اصحاب نے آپکی اقتدا کی
تو آپ ڈرے کہ ایسا نہو پھر وہ فریضہ عود کرے اسلیے خشمناک صورت مین نکل کر ان کو منع کیا کہ سمجھ بوجھ کر وہی کرین ...

[1] گیارہ الخ ... رکعت ... ۱۲ [2] وتر دن مین الخ ... روایت ... رات مین ہو سکے تو دن مین قضا کرین اور یہ فرضیت کی دلیل ہے کیونکہ نفل کی قضا معہود نہین ۱۲

[illegible] صحت روایت کے ایک تاویل یہ بھی ہوسکتی ہو کہ دوبارہ یہ سورہ نازل ہوا یعنے جس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پیش آئی لیکن آٹھ مہینے کے بعد پھر حکم منسوخ ہوگیا جبکہ ان لوگوں کے پانوں سوج گئے اور کا اول مرتبہ ایک سال کے بعد نسخ ہوا تھا لیکن یہ تاویل بہت بعید ہو اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ بات ثقات کی اسناد سے روایت کی جاتی حالانکہ یہ موجود نہین ہو اور ابن عباس و ابوعبدالرحمٰن و حسن بصری و سدی سے باسانید صحیحہ اول و آخر کے نزول مین ایک سال کا فرق مذکور ہو اور ابن ابی حاتم نے بطریق دیگر حدیث سعد بن ہشام عن ام المومنین عائشہ رض روایت کی اور اس مین یہ مذکور ہو کہ آخری رکوع بعد سولہ مہینے کے نازل ہوا اور اسناد جید ہو قتادہ رح نے کہا کہ اول قیام اللیل کا حکم آنے پر صحابہ رض نے ایک یا دو برس قیام کیا حتی کہ ان کی ٹانگین و قدم سوج گئے اور ورم آگیا تب آخری حکم نازل ہوا۔ اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر تابعی سے دس برس کا فرق روایت کیا اور مترجم نے نہین پہچانا کہ اس سے کیا مراد ہو شاید کہ یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت مین تخفیف کی تو حدیث ام المومنین رض و ابن عباس سے مخالف ہو اور شاید یہ مطلب ہو کہ مکرر مدینے مین فرضیت عام ہوئی کہ مہاجرین و انصار بھی رات مین قیام کرین حالانکہ آنحضرت صلعم برابر قیام کرتے اور بعض صحابہ بھی قیام کرتے تھے پھر فرضیت صحابہ رض سے تخفیف کر دی گئی واللہ تعالیٰ اعلم اور علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جب اول سورۂ المزمل مین قیام اللیل کا حکم نازل ہوا تو صحابہ رض پر شاق ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے تخفیف کی اور رحم فرما کر نازل فرمایا قولہ تعالیٰ علم ان سیکون منکم مرضی تا قولہ تعالیٰ فاقرؤا ماتیسر منہ پس اللہ تعالیٰ نے وسعت دیدی اور اُسی کے واسطے سب حمد و ثنا ہو اور سختی نہین رکھی۔ **وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا**۔ اور یاد کر اپنے رب کو اور اُسی کی طرف الگ ہوجا جیسے الگ ہونا چاہیے **ف** یعنے جب اپنی دنیاوی ضرورات سے فراغت ہوجاوے جو دن مین مباح کیے گئے ہین تو اسکے بعد اپنے رب عزوجل کو یاد کر یعنے یاد مین دل کے ساتھ زبان سے بھی زیادتی کر جیسے قولہ تعالیٰ فاذا فرغت فانصب۔ یعنے جب فراغت ہو تو پھر عبادت و طاعت مین قیام کرتا کہ دل تشویش سے خالی ہو اسی کے مانند عبدالرحمٰن بن زید رح نے تفسیر بیان کی ہو اور تبتل کے معنے انقطاع کے ہین اور یہان مراد یہ کہ عبادت کو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص کر۔ یہ ابن عباس و مجاہد و ابوصالح و عطیہ و ضحاک و سدی نے بیان کیا ہو مترجم کہتا ہو کہ اسمین انقطاع یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت مین کسی غیر کا لگاؤ نہین رہا سب سے انقطاع کر کے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے توحید و عبادت رکھی گئی اور حسن بصری رح نے کہا یعنے اپنے رب عزوجل کی یاد مین کوشش کر اور اپنے نفس کو سب سے الگ کر کے اسی کی طرف منقطع کر دے ابن جریر رح نے کہا کہ عابد کو متبتل کہتے ہین مترجم کہتا ہے کہ جیسے امرء القیس کے شعر مین ہو ؎ منارۃ ممسی راہب متبتل ؂ یعنے جیسے راہب متبتل شام کو منارہ پر چراغ روشن کرتا ہو۔ ھ۔ لیکن مخفی نہین کہ اس مصرع مین متبتل بمعنے منقطع زیادہ مناسب ہین اور لکھا کہ اسی معنے مین یہ حدیث وارد ہوئی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبتل سے منع فرمایا۔ معنے یہ کہ نکاح چھوڑ کر عبادت کے لیے الگ ہوجانے سے منع کیا ابن کثیر اور خطیب وغیرہ رح نے لکھا کہ آیت مین ذکر الٰہی و تبتل کا حکم ہو۔ ذکر سے یہ مراد کہ برابر ذکر الٰہی پر مداومت و کثرت کرین اور جب نام حق کی تعظیم کی تو حق تعالیٰ کی عظمت آتی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رض کو ذکر الٰہی کی جانب ارشاد فرمایا اور دنیا کی چیز سے منقطع فرمایا چنانچہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے ہاتھ مین چکی وغیرہ کے کام سے چھالے پڑگئے تھے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم حضرت والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جا کر قیدی لونڈیون مین سے کوئی لونڈی مانگ لاؤ حضرت سیدہ رض آئین تو آپ اس وقت گھر مین نہ تھے اور ام المومنین عائشہ رض سے اپنی غرض بیان کر گئین جب آپ تشریف لائے تو ام المومنین نے حال عرض کیا آپ بعد نماز عشا کے اپنی صاحبزادی کے یہان تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم نے خادم مانگا

Marfat.com

اور مین تم کو خادم سے اچھی چیز بتلاؤن جب بستر پر سونے لگو تو (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور (۳۴) مرتبہ
تکبیر کہو یہ تمھارے لیے خادم سے بہتر ہی اور ایک روایت مین ہی کہ دس دس مرتبہ فرمایا۔ شاید کم سے کم یہ ہو اور زیادہ یہ
واللہ تعالیٰ اعلم اور تبتل سے مراد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی یاد مین جہد و کوشش کرین اور جن چیزون کی طرف دل مشغول ہوتا ہی ان سے
فارغ ہون تاکہ خلوص حاصل ہو اور تاکید کے واسطے تبتیلاً زیادہ فرمایا اگر کہا جاوے کہ یہ مفعول مطلق ہی تو فعل کا مصدر ہونا چاہیے
(تبتل) کا مصدر (تبتلاً) از باب تفعل ہی پس (تبتیلاً) باب تفعیل سے وارد فرمانے مین کیا نکتہ ہی (جواب) زمخشری رح نے کہا کہ
تبتل کے معنے اپنے نفس کو منقطع کیا اور یہی تبتیل کے معنے ہین تو (ترتیلا) وغیرہ کی رعایت سے تبتیلاً فرمایا اور معنی کا لحاظ کیا گیا یہ
جواب خطیب وغیرہ نے نقل کیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین لفظی رعایت زمخشری وغیرہ کے مبلغ علم پر مبنی ہی جبکہ ان لوگون نے
معانی سے محسوسات پر قناعت کی اور بات یہ ہی کہ نفس کا تبتل بطریق تبتیل ہوتا ہی تو حاصل معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تبتل کر
بطریق تبتیل کے وہ اس طرح کہ آہستہ آہستہ نفس کو ہر ایک تعلقات سے علیٰحدہ کرے اور اس مین انسانی صنعت و تکلف کو دخل
ہی حتی کہ انسان صالح اپنے آپکو نفس سے بھی علیٰحدہ کرتا ہی اور اگر کوئی شخص ایکبارگی غذا الکم کردے تو اسکے حواس مین خلل ہو جاوے
اور آہستہ ریاضت سے آدمی ہمیشہ روزہ رکھنے والا ہو جاتا ہی بلکہ سلف صالحین مین سے ایسے لوگ گزرے ہین جو چند روز تک بغیر
غذا کے طے کر جاتے تھے اور نماز و قیام وغیرہ مین کچھ خلل نہین ہوتا تھا بخلاف اہل البدعۃ کے جو چلہ مین بیٹھتے ہین اور بیہوش
ہو کر مردے کی صورت سے نکالے جاتے ہین اور شیخ العرائس شیرازی رح نے اسکو قبیح بدعت و گمراہی قرار دیا چنانچہ سابق مین عرائس
کا ترجمہ مذکور ہو چکا ہی اور اسی قسم کی رہبانیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا خطیب رح نے لکھا کہ تبتل کے معنے
منقطع ہونا یعنے ہر چیز کے تعلق سے الگ و جدا ہونا اور اسی لغت سے عورت کو بتول کہتے ہین یعنے نکاح سے منقطع ہونے والی
اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبتل سے منع فرمایا (س) حدیث مین ہی کہ میری امت کی رہبانیت جہاد ہے
مترجم کہتا ہی کہ مرد صالح جب غور سے سمجھے تو صاف پہچان جاویگا کہ نصاری وغیرہ مین جو رہبانیت تھی وہ بالکل جہالت
بے معنے اور محض گمراہی تھی اور اسی قسم سے جوگ محض ضلالت ہی کیونکہ اصل مقصود یہ ہی کہ انسانی نفس بالکل زمین کی
طرف منجذب ہوتا ہی کیونکہ اسی سے پیدا ہوا ہی اور زمین ہی کی پیداوار مانند سونا و چاندی و جواہرات وغیرہ سے الفت
کرتا ہے اور عالم اعلیٰ سے بالطبع نفرت کرتا ہے کیونکہ وہ اس زمین کی کثافت سے پاکیزہ ہی تو جسم جب جنت کے لائق ہو
کہ ایسی طہارت حاصل کرے اور یہ جبھی ہوگا کہ وہ ذاتی خواہش سے منقطع کیا جاوے جیسے روح کو اس زمین و اسکی لذیذ چیزون سے
کچھ رغبت نہین ہی اور نفس کو ذاتی خواہش سے مارنا اسی کو نفس کشی کہتے ہین اور اسکی شناخت یہ ہی کہ نفس کو زندگی سے
موت زیادہ پسند ہو کیونکہ جب تک اسکی خواہش موجود ہی تب تک وہ زندگی پسند کریگا کیونکہ اسی صورت مین اسکی خواہش
ملا کرے گی اور دوسری شناخت یہ ہی کہ خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے جہاد مین راغب ہو کیونکہ نفس منقطع ہو کر آخرت چاہتا ہی
اور شہادت سے اسکو ڈر نہین رہتا بلکہ عین مراد ہی اور انقطاع آہستہ آہستہ روزہ وغیرہ سے حاصل کیا جاتا ہی اور نفس پر
شاق ہی اور کیسا کچھ شاق ہوتا ہی اگرچہ مرتے دم تک یہ ممکن نہین کہ نفس کی خواہش بالکل باقی نہ رہے اسی لیے کہ نفس تو
اسی خاک سے پیدا ہوا ہی تو وہ خاک سے بدل کر نور سے نہین ہو جائے گا ولیکن آئینہ کی طرح صاف ہو سکتا ہی کیونکہ شیشہ
آخر اسی مٹی سے پیدا ہوتا ہی اور اس صفائی کے وقت مین نور روح ظہور کر کے اسکو منور کر دیتا ہی تو ہم اسکو دیکھا اور
خواہش سے مارنا جو اسکے ساتھ لڑائی ہو برابر باقی رہتی ہی لیکن وہ سیاہی مین کمزور اور مجھد لا ہو جاتا ہی تو نفسانی سے

مقابل ہی اور اُسکی خواہش کچھ ایک نہین ہی بلکہ تمام دنیا اور اُسکی خواہش ہی اور اسی مردانہ قوت سے اُسکو مطیع کرنا عین کمال درجہ سلوک ہی اور یہی مومنین مردان صالحین کا طریقہ ہے برخلاف انکے نصرانی راہب نے آلۂ تناسل کو بال یا تانت باندھکر ہیجڑا کردیا اب وہ خواہش نہین کرتا مگر اس نامردے ہیجڑے کو دنیا و آخرت مین یہ مذمت لاحق ہی قطع نظر اس کے جہالت دیکھو کہ اس حرکت سے صرف عورت کی خواہش دور ہوئی جو آلۂ تناسل سے متعلق تھی اور ہزارون خواہشین جو دل و دماغ سے متعلق ہین اس ہیجڑے مین موجود ہین اسی واسطے تواریخ نصاریٰ اور حالات رُہبان دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان ہیجڑون نے مال و دولت جمع کرنے مین عجب طرح سے رہزنی شروع کی اور لاکھون مخلوق کو اس حرص مین تباہ و گمراہ بلکہ ہزارون خون کیے مثلاً شیخ ابن الجوزی رح نے ایک قصہ لکھا کہ ایک راہب ملک شام کے ایک قریہ مین تھا جب کوئی مسافر اکیلا اُدھر سے گزرتا تو وہ بڑے تپاک سے اُسکو اپنی گڑھی مین لے جاتا اور سردی سے آرام دینے کے واسطے آگ تیار کرتا اور کھانا کھلاتا صبح کو پائخانہ جانے کے واسطے راستہ بالاخانہ پر بتلاتا اور وہان دروازہ سے لکڑیون پر راستہ بنایا تھا مسافر بلاشبہ سمجھ لیتا کہ بالکل جنگل مین پائخانہ کرتا ہی اور یہ صفائی ہی جب وہ بیچارہ آگے قدم رکھتا تو فوراً تختے جھول جاتے اور وہ نیچے جنگل کے غار مین گر کر جان سے جاتا رہتا تھا اور یہ خبیث اسکا مال و اسباب مقفل کر لیتا اور اُتر کر غار مین نظر کرتا اور اوپر دو ایک پتھر مار کر بالکل ہلاک کر دیتا اتفاقاً ایک مسلمان کا گزر ہوا اور زمانہ سردی کا بلکہ برف گرنیکا تھا اس خبیث نے اسکے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا لیکن اتفاق سے یہ شخص اول ہی وقت پائخانہ گیا چونکہ خبیث راہب نے اسوقت تک تختون کی ڈوری کھولنے کا موقع نہین پایا تھا اس وجہ سے یہ شخص جھونکا کھا کر غار سے باہر گرا اور سوائے خفیف زخمون کے جان سے بچ گیا اور متحیر تھا کہ بڑا پتھر گرا اور یہ شخص بال بال بچ گیا اُسنے معلوم کیا کہ راہب خبیث کا کیا معاملہ ہی اور فوراً وہان سے ہٹ کر دور چلا گیا لیکن برف شدت سے گرتی تھی یہ بہت پریشان ہوا کہ اگر اُس آفت سے بچا تو اس برف کی آفت سے جان کیونکر بچے اور صحرا مین سفید چادر ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور یہ بیچارہ کپڑے اُتار کر پائخانہ گیا تھا جب یہ واقعہ ہوا۔ آخر اُسنے فکر کی کہ ایک بھاری پتھر اُٹھا کر دوڑتا پھرا جب گرم ہوکر تھک جاتا تو دم لے لیتا اِسی مصیبت سے رات کاٹی اور برف سے بچ گیا۔ جب آفتاب نکلا تو وہ خبیث راہب نکلا اور غار کے دہانے پر آیا اور اُسکو کچھ شبہہ نہ تھا کہ وہ بھی غار مین ہلاک ہوا وہان اُسنے کئی مرتبہ پکارا پھر چند پتھر لاکر اوپر سے مارے اور خوش و خندان وہان سے چلا تاکہ ہر طرف سے اطمینان کرلے۔ مسافر مذکور نے دوسری طرف سے فوراً اپنے آپ کو گڑھی مین داخل کیا اور دہلیز کی آڑ مین چھپ رہا جب خبیث راہب آیا اور دروازہ بند کیا تو اُسنے جست کرکے اُس ہیجڑے کو چھُری ماری اور کام تمام کیا پھر اپنی خرجی سے کپڑے نکالکر گرم ہوا اور سوگیا حتی کہ عصر کے وقت آنکھ کھلی اور اسنے گڑھی مین پھرنا شروع کیا تو وہان کھانا ملا اور سیر ہوکر قوت پائی اور اُسنے گڑھی مین بند کوٹھریان کھولنی شروع کین تو جس کوٹھری کو کھولتا ہی اُسکو مالامال پاتا ہی۔ ھ۔ بالجملہ یہ طریق رہبانیت محض کفر و ضلالت ہی اور حدیث مین ہی کہ اے گروہ جوانان تم مین سے جسکو دسترس ہو وہ نکاح کرلے اور جسکو دسترس نہو تو وہ روزے رکھے کہ یہی سکے لیے خصی ہونا ہی خطیب رح نے لکھا کہ آیت قدسی مین تبتل سے مراد عبادت کے لیے فارغ البالی ہی اور یہ نہین کہ نکاح نکرے اور ابن عرفہ رح نے کہا کہ اصل لغت مین تبتل یہ کہ لوگون سے الگ ہو ابن العربی رح نے کہا کہ نکاح کا افضل ہونا زمانۂ سابق مین تھا اور آج کل تو یہ کیفیت ہی کہ لوگون کے عہد برباد ہین اور کوئی امین نہین رہا اور حرام کی کثرت ہوگئی پس اس زمانے مین یہی بہتر ہی کہ الگ ہو رہے اور لوگون سے نہ ملے اور کنوارا رہے بیاہ نہ کرے۔ ھ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے عہد و امانت کو محفوظ رکھے اور مردانہ ہمت سے نفس کو مغلوب کرے اور خطیب رح نے کہا کہ حرام و کبیرہ وہ طریقہ ہی جو نصاریٰ کے راہبون نے اختیار کیا تھا **قول** خصی ہونا تو جہنمی کا کام ہی اور خالی یہ کہ نکاح ترک کرے اور صوامع مین بیٹھ رہے

Marfat.com

تو یہ رہبانیت ہی ویلیکن جب سے امت مین فساد پھیلا تو حدیث کے موافق مسلمان کا بہتر مال [illegible]
پہاڑون اور بیابانی (وگھاس) کے مقامات پر چلا جاوے فتنے سے اپنے دین کو بچاتے جاوے [illegible]
اور ترتیل سے تلاوت قرآن کی حکم دیا اور دن مین فراغت ضروریات کی اجازت دی اور بعد فراغت [illegible]
پر توحید رب عزوجل سے آگاہ کیا بقولہ تعالیٰ۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ [illegible]
اور مغرب کا کوئی الوہیت والا نہین ہی مگر وہی **ف** اُسی نے پیدا کیا اور وہی رات و دن ظاہر فرماتا ہے اور آفتاب [illegible]
وستارے اُسی کے قبضۂ قدرت مین چلتے ہین وہی خالق ہی جو وہ پیدا کرے وہی پیدا ہوتا ہے آدمی و فرشتہ [illegible]
کسی سے کوئی کام ذاتی قدرت سے نہین ہو سکتا یہ سب کمانے والے ہین تو اُسی رب عزوجل ہی کی طرف [illegible]
امیدوار ہونا چاہیے۔ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۔ بس تو اُسی کو کارساز بنالے **ف** یعنے خالص اعتقاد صحیح رکھ کہ وہی کارساز [illegible]
مشرکون نے اس امر حق سے گمراہی کمائی اور مخلوقات مین سے اپنے کارساز بنائے اور انکے بنانے سے کچھ نہوا سوا [illegible]
اسکے کہ گمراہ ہوگئے ع د خطیب رحمہ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ فاتخذہ وکیلا۔ یعنے اپنے نفس کو تمام کوشش وجہد کے ساتھ اسی امر پر معتقد
رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہی پس تو اپنے سب کامون کو اُسی کے بھروسے پر رکھ وہی کفایت فرماوے گا کیونکہ اُسی مین سب
قدرت ہے اور سوائے اُسکے کوئی بھی نہین جسکے ہاتھ مین کچھ ہو۔ **امام بقاعی** رحمہ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ آدمی ہر کام کا سامان چھوڑ دے اور کہے کہ مین نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا یہ تو ایسا ہے جیسے ایک احمق بغیر زوجہ کے
فرزند مانگتا ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جو حکمت اس جہان مین جاری فرمائی ہی اُس سے مخالفت کرتا ہی **اقول** یہ کلام برحق ہے
اور جو لوگ اس زمانے مین بلکہ دو چار سو برس پہلے سے جاہل صوفی کے لباس مین عوام الناس کو بہکاتے ہین وہ دین کے دشمن
ہین کیا اتنا نہین سمجھتے کہ رسول اللہ صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی بلکہ اسکے مثل آیات بکثرت ہین پھر کیا آپ یہی طریقہ رکھتے تھے جو یہ گمراہ
کرنے والے برتاؤ کرتے ہین اور کیا یہ جھوٹے توکل کرنے مین آپ سے بھی بڑھ گئے ہین ہرگز نہین بلکہ یہ لوگ جاہل ہین اور بات یہ ہی
کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کے یہ معنے ہین کہ لا الٰہ الا ہو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مین الوہیت نہین ہی تو جو کچھ نتیجہ پیدا ہو سب اُسی کا
پیدا کیا ہوا ہوگا خواہ بھلائی ہو یا بُرائی ہو اور بُرائی اسکے نفس کی کمائی ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو دوسری بات سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے
اس جہان مین قہراً کسی شخص کو مجبور نہین کیا بلکہ کافر و مؤمن سب کو ان کی کمائی پر چھوڑ دیا حتی کہ جو کوئی جس چیز کو حاصل کرنا چاہے
اللہ تعالیٰ وہی چیز اسمین پیدا کر دیتا ہے اور اگر یہ نہوتا تو کافرون کا عذر یہی ہوتا کہ ہم مقہور تھے بلکہ کافر نے شرک یا کفر کا قصد کیا اور
یہی کمائی اُسکا ارادہ ہی تو اللہ تعالیٰ نے اُسمین یہی فعل اعتقادی پیدا کر دیا پھر اعتقاد کے موافق اُسنے بت یا مسیح یا سورج و چاند
وغیرہ کے واسطے سجدہ یا عبادت یا چڑھاوا وغیرہ چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسکا یہ فعل بھی پیدا کر دیا اور اگر مسلمان نے باوجود اسلام
کے زنا کرنے کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسکا یہ فعل اُسمین پیدا کر دیا پھر اُسنے توبہ چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اُسمین توبہ کا فعل پیدا
کر دیا جیسے مشرک نے توفیق سے اسلام کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسمین یہ اعتقاد حق پیدا کر دیا ہان کبھی جب اُسکو منظور ہوتا ہی
تو پیغمبر سے معجزہ پیدا کر دیتا ہے جو خلاف عادت ہوتا ہے یا ولی سے کرامت پیدا کر دیتا ہے اور اگر ایک شخص نے اپنے زعم مین [illegible]
تدبیرین چاہین اور وہ پیدا کر دی گئین اور اب وہ منتظر ہوا کہ نتیجہ مراد نکلے لیکن دوسرا نتیجہ نکلا تو یہ اُسی کی الوہیت ہی [illegible]
نے اپنے رب عزوجل کو پہچانا تو یہ بھی جان گیا اور کافر احمق نے اُلٹی سمجھ کے موافق یہ کہا کہ ہان فلان تدبیر مین مجھسے غلطی ہوئی اور اگر
مین اس طرح عمل کرتا تو یہ مراد ملتی عاقل جانتا ہی کہ اُسکی اس بیہودہ گفتگو کا کیا نتیجہ ہے سوائے اسکے کہ اُسنے اپنی حماقت ظاہر کی

[illegible] نہین سمجھا کہ وہ فلان تدبیر کیونکر کرتا اور جب یہ تدبیر عمل مین لاتا تھا تب تو یہ سمجھتا تھا کہ اسی سے مرادی نتیجہ نکل آویگا حالانکہ [illegible] تھا اور اب یہ کہتا ہو کہ نہین بلکہ فلان تدبیر سے نکل آتا حالانکہ یہ اُسکو کہان سے معلوم ہوا کہ اب غلط نہین ہو پھر بھی یہ سب بک بک کرکے خالی ہاتھ بیٹھ رہنے کے سواے کیا کرسکتا ہو بقاعی ؒ نے کہا کہ اہل یمان جو عاقل ہین وہ رب عزوجل کی حکمت کے آگے گردن جھکاتے ہین اور حکمت یہ اسباب ہین تو اسباب پر عمل کرتے ہین اور جانتے ہین کہ نتیجہ وہی نکلیگا جو منظور حق ہو کہ وہی کارساز ہے تو اسی کو وکیل لیتے ہین اور دنیا مین آدمی اپنی طرف سے دوسرون کو وکیل کرتا ہو اور وہ موکل سے کمتر ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ برتر ہو پھر آدمی اپنے وکیل سے یہ توقع رکھتا ہو کہ وہ اُسکی بھلائیون مین کلام کرے اور رب عزوجل سب سے اعلیٰ واجل ہو پس تو اپنی بھلائیون کے واسطے اُسکی جناب مین دعا کر اور جو طریقہ وہ بتلا دے اسپر عمل کر اور تیرا انسانی وکیل تجھسے اُجرت چاہتا ہو اور رب عزوجل تجھے اجرت دیتا ہو اور تیرا انسانی وکیل تیرے مال سے خرچ کرتا ہو اور رب عزوجل تجھے مال دخرچ دیتا ہو اور جسنے اس آیت مین غور کیا اور سمجھ لیا وہ دنیا مین بزرگی وکرامت سے جیتا رہا اور عزت وشرف پر مرا اور رب عزوجل کی وکالت مین گیا جس نے اُسکو دنیا مین بزرگ رکھا تھا وہ آخرت مین اُسکو کرامت عطا فرماویگا اور موحد کی شان بھی یہی ہے کہ وحدہٗ لاشریک کی طرف دل سے اور رخ سے متوجہ رہے اور جان ومال فدا کرے اور اپنا کام اُسی کے سپرد کرے فہو نعم المولیٰ ونعم الوکیل

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ○ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ
اور سہتا رہ جو کہتے رہین اور چھوڑ اُنکو بھلی طرح چھوڑنا اور چھوڑ دے مجکو اور جھٹلانے والون کو جو آرام مین رہے ہین

وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ○ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ○ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا
اور ڈھیل دے اُنکو تھوڑی سی البتہ ہمارے پاس بیڑیان ہین اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے مین اٹکتا اور دُکھ کی

أَلِيمًا ○ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَهِيلًا ○ إِنَّا أَرْسَلْنَا
مار جس دن کانپے زمین اور پہاڑ اور ہوجاوین پہاڑ ریت پھسلتی ہمنے بھیجا

إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۵ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا ط فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
تمھاری طرف رسول ۔ بتانے والا تمھارا جیسے بھیجا فرعون پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے

الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ○ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ
رسول کا پھر پکڑی ہمنے اُسکو پکڑ وبال کی پھر کیونکر بچوگے اگر منکر ہوگئے اُس دن جو کر ڈالے

الْوِلْدَانَ شِيبًا ○ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ط كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ○
لڑکون کو بوڑھا آسمان پھٹتا ہے اُسمین ہے اُسکا وعدہ ہونا

ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون کے ایذا پر صبر جمیل کے لیے ارشاد فرمایا اور کافرون کو اس ناگوار حرکت پر وبال شدید سے ڈرایا اور آخرت کے عذاب الیم سے مطلع فرمایا اور فرعون لعین کا نمونہ دکھلایا اور یہ دنیا مین ہو اور سامنے قیامت کا ہولناک منظر باقی ہو جہان انسان کے لئے دائمی قسمت کا فیصلہ ہو پس فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا۔ اور صبر کر ہر ایسے ناخوش کلمات پر جو وہ لوگ کہتے ہین اور اُنکو چھوڑ دے خوبصورت چھوڑنا ف یعنے اے رسول مکرم تیری قوم تیرے حق مین جو کچھ کلمات جھٹلانے اور ایذا رسانی کے کہتے ہین تو ان کلمات پر صبر کر کہ یہ سب تو نے اپنے رب کریم کے پیغام پہونچانے مین برداشت کیا تو تیرے درجات آخرت

کے واسطے اعلیٰ بلندی ہے اور جمیل طریقے سے ان لوگون سے علیحدگی اختیار کر۔ ہجر جمیل یہ ہو کہ عتاب نکرے اور
آیت کی تفسیر مین لکھا یعنی مشرکین جو تجسے مخالفت کرکے اذیت دیتے ہین اور بدگوئی اور تمسخر کرتے ہین تو اسپر صبر کر اور
راہ حق کی دعوت کرنے سے استناع کر بلکہ انکا معاملہ میرے حوالے کر پس جب تو نے مجھے اپنا وکیل وکارساز بنالیا
ان فرماؤنگا اور تجھے اخلاق عظیمہ ورضوان اعلیٰ پر پہونچاؤنگا۔ واہجرہم ہجرا جمیلا۔ ان کافرون سے جمیل طریقے سے اعراض کر
ان سے ... لالینے اور تعرض کرنے سے اعراض کر کیونکہ ایسا کرنے مین اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا چھوٹ جاویگا۔(س)
بھید یہ ہی کہ آدمی اگرچہ مرتبۂ اعلیٰ پر ہوتا ہم وہ نہین جانتا کہ اب کیا کرون جس سے آخرت مین میرا درجہ بلند ہو اور میری روح کو کمال
اور جسم منور ہو بلکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم مین ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت مین جبکہ ابتدائی بعثت کا زمانہ تھا
مطلع فرمایا کہ ای حبیب مکرم تو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے اس مخلوق الٰہی کی طرف سے یہ معاملہ ناگوار ظاہر ہونے پر صبر کر۔ حکماے اولیا
نے اشارہ کیا کہ کفار سے ظہور غضب تھا تو وہ جہنم کے نیچے طبقات مین داخل ہونے کی کوشش اسی ذریعہ سے کامل کرتے تھے کہ
رسول مکرم حبیب اللہ رحمۃ للعالمین کو ایذا دین اور اس جرم سخت کی مکافات دنیا مین نہین ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو صبر کی ہدایت فرمائی اور یہ ظہور رحمت ہی اور دنیا مین جو لوگ تجبر اور تکبر کرنیوالے ہین وہی جہنم کے لوگ ہین۔ ھ۔ خطیب وغیرہ اہل
تفسیر نے لکھا کہ جو حکم یہان مذکور ہی کہ صبر وہجر جمیل کیجیے یہ ابتداے اسلام مین تھا کہ آنحضرت صلعم وآپ کے اصحاب کو کافرون کی
ایذا پر صبر کا حکم تھا وقد قال تعالیٰ لتبلون فی اموالکم الآیہ یعنے ای مومنین صادقین تمکو اللہ تعالیٰ امتحان وبلا مین ڈالے گا
تمھارے مالون مین اور جانون مین اور مشرکون وکفار سے ایذا کے کلمات سنوگے الخ۔ ھ۔ **اقول** یعنے مومنون کو مال وجان
سب سے منقطع کرکے اپنے واسطے کرلیا اور یہ نہایت اعلیٰ کمال ہی۔ ھ۔ پھر مومنون کو اجازت دی کہ جو کفار تم سے لڑین
اُن سے لڑو بقولہ تعالیٰ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم الآیہ۔ یعنے جو کفار تم سے قتال کرتے ہین تم لوگ خالص اللہ تعالیٰ
کی راہ مین اُن سے قتال کرو۔ ھ۔ **اقول** یعنے نفس کا لگاؤ نہو اور نہ بدلا لینے کا اور نہ کسی دوسری چیز کا لگاؤ ہو بلکہ خالص
اللہ تعالیٰ کی راہ مین قتال ہو اور اپنی طرف سے ابتدا وپہل نہ کرو اور یہ اُنکے کمال کا ابتدائی مرتبہ تھا۔ ھ۔ پھر انکو اجازت
دی گئی کہ راہ الٰہی مین خود جہاد کی لڑائی مین ابتدا کرین لیکن اُن مہینون مین نہو جو حرام ہین جنہین زمانہ حضرت اسمٰعیل
سے ابتک عرب کے دلون مین تعظیم وحرمت چلی آتی ہے حتی کہ باوجود جہالت کے وہ لوگ ان مہینون مین باہمی قتال و
خونریزی نہین کرتے ہین تو تم بھی اُن مہینون کی حرمت بدرجۂ اولیٰ ملحوظ رکھو اگرچہ تمھارے قتال سے کچھ بے حرمتی نہین ہوسکتی
کیونکہ یہ جہاد تو خود کلمۂ الٰہی کی تعظیم کے واسطے ہی ولیکن کفار ومشرکین مین اتنی سمجھ نہین ہی تو ان کے دلون سے یہ احترام
بھی نکل جاویگا اور یہ چار مہینہ ہین رجب وذی القعدہ وذی الحجہ ومحرم لقولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین
الآیہ (شروع سورۂ براءۃ) پھر جب اسپر بھی کچھ مدت گذری اور انکو عمدہ قاعدہ سکھلایا کہ۔ الفتنۃ اشد من القتل یعنی مشرکون
کا شرک کرنا ان مہینون مین قتل سے بھی بڑھکر ہی۔ اس لیے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو نہ مانا اس سے مہینون کا احترام کرنا
کچھ بھی نہین ہوا اور نام الٰہی کی بے تعظیمی کرنا اس سے بے انتہا بدتر حرکت ہی تو پھر عام اجازت دیدی کہ۔ اقتلوہم حیث ثقفتموہم
الآیہ۔ یعنے جس زمانے مین اور جس جگہ ایسے لوگون کو پاؤ جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نام پاک کی بے تعظیمی کرتے ہین تو ان کو
قتل کرو مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ یہ ہوا کہ آخر مشرکون سے قتال کی اجازت دی اور پہلے یہ حکم دیا کہ۔ واہجرہم ہجرا جمیلاً۔ یعنے مشرکون
کی بدگوئی وایذا پر صبر کر اور خوبی کے ساتھ انکو چھوڑدے یعنے اُنسے کچھ تعرض نکر۔ پس معلوم ہوا کہ آخر مین یہ حکم منسوخ فرمایا

Marfat.com

لیکن مترجم کے نزدیک حق یہ معلوم ہوتا ہی کہ- واصبر علی مایقولون الآیہ- نہایت بلیغ عام ہی اسمین سے یہ بھی ایک سے جزو تھا کہ مشرکون کو فساد کرنے مین مطلق العنان چھوڑدے کہ وہ نیک بندون کو نماز پڑھنے پر مارین وگالیان دین اوراذان نہ کہنے دین وغیرذلک تو یہ عدم تعرض آخر مین دفع کردیا اور یہ حکم دیا کہ انکو ایسے ظلم وبدکاری سے منع کرو اور اگر نہ مانین تو بندگان صالحین کو حکم دے کہ باوجود قلت کے جو بمقابلہ مشرکین کے بہت ہی قلیل ہین بزور شمشیر ظالمون کو روکین اور اپنی کمی کا خیال نکرین اپنے رب عزوجل کو وکیل بنا چکے وہی انکو نصرت عطا فرماویگا- چنانچہ مومنون نے اپنی طاقت وقوت سے بیزاری کی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ- کچھ طاعت وقوت نہین مگر اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ یہ کہکر مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح دی- کیونکہ اہل ایمان جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی قوت کے مقابلے مین آسمان وزمین سب ذرہ سے کمتر ہین امام ابو اسمٰعیل الازدی رح نے باسانید صحیحہ فتوح روایت کی جس سے صحابہ رض کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہی اور انشاء اللہ تعالیٰ اسکا ترجمہ عم یتساءلون کی تیسیر مین آویگا اسمین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط بنام امیر العسکر ابو عبیدۃ بن الجراح امیر الامۃ ہی ابو عبیدہ رض نے آپکو اطلاع دی کہ اے امیر المؤمنین اس وقت مومنون کی مدد کیجیے انکے مقابلے مین کفار روم اس کثرت سے بمقام یرموک آئے ہین کہ مومنون کو اُن سے مقابلے کی طاقت نہین ہی یہ سب شہید ہونگے مگر آنکہ اللہ تعالیٰ انکی مدد فرماوے اور کافرون کے ساتھ انکے قسس وراہب سب آئے ہین حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے جواب مین بعد حمد ونعت کے لکھا کہ اے ابو عبیدہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہی تو روے زمین پر یہ قسس وراہب سب بکثرت موجود تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے نگاہ غضب سے دیکھا اور انکی گمراہی مٹانے کے لیے اپنے حبیب صلعم کو بھیجا اور اے ابو عبیدہ رض تم دلگیر نہو اور جان لو کہ ان کفار گمراہون کی طرف اللہ تعالیٰ نہین ہی پھر جس کی طرف اللہ تعالیٰ نہوا اسکو کثرت کیا فائدہ کریگی اگرچہ تمام زمین بھر ہو اور تم شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ مومنون کے ساتھ ہی اور جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو وہ کبھی تھوڑا نہین ہی اور یہ نجانو کہ مین مدد نہ بھیجونگا نہین مدد انشاء اللہ تعالیٰ میرا خط پہونچتے ہی پہونچیگی اور بقاے حق عزوجل کی قسم ہی کہ یہ امر کچھ مومنون کے لیے ناگوار نہین ہی کہ ان لوگون کی راہ پر ہون جنکو ہم نے اور تم نے دیکھا کہ حضرت سرور عالم صلعم کے گرد خدا کی راہ مین قربان پڑے تھے اور قسم ہی کہ مومنون کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہان نہایت خوب بہتری ہی اور اے ابو عبیدہ تم خطا سے بال بال بچے جب تم نے یہ لکھا کہ مومنون کو اُن سے مقابلے کی طاقت نہین ہی اے ابو عبیدہ اگر تم کو اُن سے مقابلے کی طاقت نہین تو ہمارے رب عزوجل کو سب طاقت وقوت وقدرت ہی اور تم جانتے ہو کہ ہم کبھی کافرون سے اپنی طاقت کے بھروسے پر نہین لڑے بلکہ ہم اپنی طاقت وقوت سے بیزار ہوے اور ہم نے اپنے رب عزوجل کی جناب مین التجا کی کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل وہی ہمارا پروردگار محسن ہی ہم اُسی کے بھروسے لڑتے ہین اے ابو عبیدہ آخر مین تم نے اتنا لکھا کہ- مگر آنکہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے- اسی سے تم خطا سے بچ گئے بیشک وہی ہمارا رب عزوجل کارساز ہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے یہان اِس پاکیزہ خط کو مختصر کردیا- پھر حضرت عمر رض نے ایلچی سے فرمایا کہ ای عبد اللہ تم جب وہان پہونچو تو مومنون کو میرا سلام کہنا کہ عمر تم کو سلام کہتا ہی اور یہ کہتا ہی کہ اے مردان خدا تم خدا کے سامنے مردانہ شجاعت دکھلاؤ ہم جان چکے ہین کہ تم ہی غالب ہو ان کافرون کے سرون پر شیرانہ حملے سے تلوارین مارو اور انکو کتون سے بےتر سمجھو- حضرت عبادہ بن الصامت نقیب انصار نے قیساریہ کی لڑائی مین اپنی جماعت سے حملہ کیا اور کفار بھی جی توڑکر لڑے آخر دونون فریق تھک کر جدا ہوے تو عبادہ رض نے فرمایا کہ اے میرے یارو یہ کیا بات ہے کہ کفار تمھارے سامنے ٹھہر گئے افسوس ہین اتنے دنون زندہ رہا کہ آج تمھارے ساتھ مجھے اِس جماعت کفار سے مقابلے کی نوبت آئی حالانکہ ہم نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ جس کسی جماعت کفر پر حملہ کیا انھون نے ہمارے واسطے میدان خالی چھوڑ دیا۔ یہ کیا بات ہی کہ آج وہ جماعت کفر [illegible]
امیرالمؤمنین عمرؓ کو جب خبر ہوئی کہ یرموک مین کافرون کے مقابلے مین مسلمانون نے سختی اُٹھائی تو فرمایا کہ یہی گمان مگر [illegible]
مسلمانون نے گوشۂ چشم سے دنیا کی طرف دیکھا ہے اگر یہ نہوتا تو کبھی کفار نہین ٹھہر سکتے تھے اور مسلمان بے [illegible] فتح پاتے
اے میرے یارو تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاؤ۔ (یہ سُنکر مسلمان رونے لگے) اور مین واللہ حملہ کرتا ہون اور نہین پھرونگا یا تو اللہ تعالیٰ
فتح دے یا مین مارا جاؤنگا۔ پھر حملہ کیا اور فتح پائی رضی اللہ عنہم اجمعین امام رازیؒ نے کبیر مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ واصبر علیٰ ما یقولون
واہجرہم ہجرا جمیلا۔ مراد یہ کہ اے رسول حبیب جب تونے مجھے اپنا وکیل بنایا تو کفار کے ناشایستہ اقوال پر صبر کر اور انکا معاملہ میری طرف
چھوڑدے کیونکہ جب مین تیرا کارساز ہون جس طرح تو چاہتا ہے اُس سے بہتر تیری کارسازی فرماؤنگا رازیؒ نے کہا کہ واضح رہے کہ
بندگی کا اہم معاملہ دو باتون مین منحصر ہی (ایک) جس طریقے سے بندے کو اللہ تعالیٰ کی جناب مین عمل کرنا چاہیے (دوم) جس طریقے
سے مخلوق کے ساتھ عمل کرنا چاہیے۔ امر اول زیادہ اہتمام کے قابل ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کے اول
مین امر اول کو ذکر فرمایا پھر یہان امر دوم ذکر کیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت (واصبر علیٰ ما یقولون الخ) مین سب ضروری باتون کو
نہایت لطافت سے جمع فرمایا۔ اس لیے کہ آدمی کی دو حالتین ہوتی ہین یا تو وہ لوگون مین ملکر رہتا ہی یا الگ رہتا ہی۔ اگر ملکر رہے تو
لوگون کی ایذا و بیہودگی پر صبر کرے کیونکہ اگر ان کی طرف سے بھلائی وراحت چاہے تو نہین پاوے گا پھر اپنے خیال کے موافق غم
و رنج مین پڑجاوے گا تو ضرور ہی کہ ملکر رہنے مین بہت صبر کی عادت ڈالے اور اگر الگ رہنا چاہے تو یہی ہجر جمیل ہی اور اس سے مراد یہ کہ
اپنا دل اُن سے الگ رکھے اور اُن کی خواہش مین شریک نہ ہو اور چشم پوشی کرے اور بدلا لینے کا خیال نکرے باوجودیکہ ظاہر مین
ملا ہو جیسے قولہ تعالیٰ اعرض عنہم وعظہم۔ یعنے لوگون سے مُنھ موڑ اور اُن کو نصیحت کر۔ ھ۔ قولہ تعالیٰ اعرض عن الجاہلین۔ جاہلون سے
مُنھ موڑلے اقول یعنے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ادائے رسالت فرض تھی تو آپ اُن سے علیحدگی وگوشہ نشینی نہین کر سکتے
تھے پس جیسے اعراض تھا اسی طرح ہجر جمیل ہی کہ دل سے کافرون کی جانب کچھ توجہ نہو اور نہ اُنسے کسی نیکی وبدی کا شمار ہو بلکہ سب
اللہ تعالیٰ ہی کی کارسازی پر چھوڑے اور اولیائے صالحین نے اسی سے نکالا کہ ؎ من از حق شناسم نہ از بکر و زید + یعنے جو کچھ مجھے
پہونچتا ہی خواہ بھلائی ہو یا بُرائی ہو وہ مین حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہون کسی مخلوق کی طرف سے نہین سمجھتا اگرچہ اسکا ظہور کسی
مخلوق کے فعل سے ظاہر ہوگا۔ ھ) رازیؒ نے کہا کہ بعض مفسرین کا قول یہ ہی کہ اس آیت کے بعد جب جہاد کا حکم آیا تو یہ حکم منسوخ ہوا
اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ یہ ایسا طریقہ ہی کہ اس سے دعوت حق اچھی طرح قبول ہو سکتی ہی تو یہ منسوخ ہونے والی چیز نہین ہی اور یہی
قول اصح ہی۔ ھ مترجم کہتا ہی کہ بحمد اللہ سبحانہ یہی میرا خیال تھا جو مین نے اوپر ذکر کیا ہی اگرچہ فی الجملہ ظاہر مین تکلف کیا پھر جبکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے کافرون کی ایذا پر صبر کا حکم دیا کہ اپنی وکالت حقہ مین آپ کو لے لیا تو جھٹلانے والونکا
انجام بیان کیا بقولہ تعالیٰ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا۔ اور چھوڑدے مجھے
اور جھٹلانے والون صاحبان نعمت کو اور ان کو تھوڑے دن چھوڑدے **ف** یعنے جو لوگ مال و دولت وعیش وراحت والے
تجھے جھٹلاتے و آزار دیتے ہین تو خود صبر کر مین تیرا کارساز ہون پس تو ان کو میرے مواخذہ مین چھوڑدے اور ابھی یہ خواہش
نہ کیجیو کہ فی الفور ان کو وہ سزا دون جسکے قابل وہ لوگ ہین بلکہ چند روز مہلت دے اسلیے کہ جو عذاب انپر ہوگا اگر اسکا ایک قطرہ
یہان ظاہر ہو تو تمام زمین آگ سے بڑھکر ہوجاوے حالانکہ ابھی قیامت تک مسلمان نطفہ ظاہر ہونے والے ہین اس سے معلوم ہوا کہ
جنگ بدر کے روز ان کافرون مین سے بعض کا مقتول ہونا انکے واسطے سزا نہ تھی بلکہ وہ سزا اسقدر سخت وشدید ہی کہ دنیا [illegible]

ایک ذرہ بھی ظاہر نہین ہو سکتا ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین کفار پر غضب ظاہر کیا اعاذنا اللہ تعالیٰ من غضبہ-
اسکے غضب کے سامنے کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی ہے اور (اولی النعمۃ) سے مراد مالدار عیش و غرور مین اترانے والے اور انکو خاص کر
بیان کیا کیونکہ غربا انکے تابع تھے اور عداوت مین ان کو زیادہ دسترس تھا جیسے اگر راہ پر آتے تو عبادت اچھی طرح ادا کر سکتے تھے
اقول بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت دی تھی تاکہ جان و مال سے احسان کا شکر کرین انھون نے کفر کیا اور پیغمبر الٰہی کی عداوت مین
مال صرف کیا قال تعالیٰ نمتعہم قلیلا ثم نضطرہم الی عذاب غلیظ- یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ہم انکو چند روزہ تمتع دینگے پھر سخت عذاب مین
گھسیٹ لاوینگے ع-خطیب رح نے کہا کہ آیت مین کفار کے لیے غضبناک تہدید ہو اسلیے کہ یہان یہ معنے تو ہو نہین سکتے کہ تجھ سے
چاہا جاتا ہو کہ تو مکذبین کو چھوڑدے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو روکے نہ تھے بلکہ مراد یہ کہ تو خاموش ہو کر صبر کر کہ تو جو کچھ ان
کافرون سے عوض لے وہ انتہا یہ کہ ہلاک کیا جاوے بلکہ تو صبر کر اور مجھے وکیل لے لے دیکھ مین ان کافرون کو سزا دونگا جو تیرے خیال
مین بھی اس وقت نہین ہو بغوی رح نے کہا کہ یہ آیت قریش کے مُٹھ سرکشون کے عذاب مین ہو-سعید بن جبیر رح نے کہا کہ مجھے خبر
دی گئی کہ وہ بارہ تھے-یحییٰ بن سلام نے کہا کہ وہ مغیرہ کی اولاد ہین فائدہ نعمت بالفتح عیش-نعمت بالکسر انعام اور بالضم مسرت
(خوشی) ہو (السراج) رازی رح نے کہا کہ یہ جان رکھنا چاہیے کہ جب آدمی کسی مرہم مین متفکر ہوتا ہو اور دوسرا اُسکو بخوبی پورا
کر سکتا ہو تو اُس سے کہدیتا ہو کہ تو الگ ہو اور مجھے اسکو چھوڑدے مین اسکو بخوبی سمجھ لونگا-مہلت تملیل سے یہان مراد حیات
دنیا ہو یا بدر کی لڑائی تک چند سال کا وقت ہو-(تفسیر کبیر) مترجم کہتا ہو کہ بدر مین عذاب فقط ہلاکت ہو اور آیت سخت غضب
کی تہدید ہو علاوہ ازین آگے خود انکا عذاب بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ- اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ
وَّعَذَابًا اَلِيْمًا-بیشک ہمارے یہان انکال ہین اور جحیم اور طعام گلے مین پھنسنے والا اور عذاب الیم ہو ف یعنے ان جھٹلانے
والون کی سزا میرے اوپر چھوڑدے مین ان کو ان چار چیزون سے عذاب دونگا اسکا زمانہ بہت نزدیک ہو-يَوْمَ تَرْجُفُ
الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا-جس دن زلزلہ مین پڑیگی زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ریگ کثیب مہیل
ہو جاوینگے ف یعنے یہ سزا ان کمبختون کو اُس دن پہونچیگی-ابن کثیر و خطیب و رازی وغیرہ تفاسیر کا خلاصہ یہ ہو کہ انکال جمع
نکل بالکسر وہ بھاری بیڑی جو کبھی نہ ٹوٹے اور نہ کھلے ابن عباس رض و عکرمہ و طاؤس و محمد بن کعب و عبداللہ بن بریدہ و ابو عمران و ابو مجلز
و ضحاک و حماد بن ابی سلیمان و قتادہ و سدی و ابن المبارک و ثوری وغیرہم نے فرمایا کہ انکال بیڑیان ہین-جحیم جلتی ہوئی آگ لپٹ مارتی
ہوئی-طعام ذا غصۃ-ایسا کھانا جو حلق مین پھنسے اور نہ اُترے یہ ابن عباس رض سے مروی ہو خطیب رح نے کہا کہ قیود سزا ہو کہ ملک مین فساد
کرتے اور اتراتے پھرتے تھے اور جحیم عوض ہو کہ دنیا مین سردیانی و عیش راحت کو کفران نعمت مین اس طرح صرف کیا کہ اللہ تعالیٰ کی شان مین
شرک سے بدگوئی کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے عداوت کا برتاو کیا اور طعام ذی غصہ عوض لذیذ طعام ہو کہ خوشگواری سے میسر تھا اب زقوم
و ضریع ملیگا اعاذنا اللہ تعالیٰ زقوم کا بیان سابق مین گذر چکا ہو اور عذاب الیم مزید ہے جسکا اندازہ محال ہو حسن بصری رح سے روایت
کیا جاتا ہو کہ ایک روز شام کو روزہ کھولنے کے وقت اُن کو یہ آیت یاد آئی تو رو دئے اور کھانا پانی اُٹھا دیا-اتفاقاً دوسرے روز پھر اُنکو کل کا
وقت یاد آیا اور آیت یاد آئی تو جھجکے اور کھانا پانی اُٹھا دیا پھر تیسرے روز بھی یہی حالت ہوئی-یہ خبر ثابت البنانی رح اور یزید الضبی اور
یحیی البکاء کو پہونچائی گئی تو یہ لوگ سنتے ہی آئے برابر حسن رح سے کہتے رہے حتی کہ آخر انھون نے کچھ ستو گھولے ہوئے پی لیے-قولہ کثیبا مہیلا-
کثیب ریگ کا تودہ مہیل بکھرنے والی اور بہنے والی بعض نے کہا کہ ایسی ریگ کہ اگر اسمین سے کچھ لی جاوے تو باقی بہکر پیچھے آوے ابن کثیر رح نے
کہا کہ پہاڑ پہلے سخت تھے قیامت کے روز اول ریگ تودہ ہو جاوینگے پھر یہ بھی اُڑ جاوینگی اور زمین برابر میدان رہجاویگی نہ کہین اونچا اور

Marfat.com

نہ کہین نیچا ہی اور رازی رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ پہاڑون کے اجزا متفرق کریگا تو اول انکو دھنی ہوئی روئی کے [illegible] تعالیٰ کالعھن المنفوش اور اس وقت مین پہاڑ مثل تودہ ریگ کے نظر آوینگے تو دکثیب) ہو جاوینگے پھر ایکے حرکت [illegible] یوم تسیر الجبال سیرا۔ ولقولہ تعالیٰ وہی تمر مرّ السحاب۔ پس اس وقت (مھیل) ہونگے۔ اگر کہا جاوے کہ پہاڑ بہت ہین اور [illegible] (کثبانا) جمع کیون نہین فرمایا (جواب) یہ کہ سب پہاڑ مجتمع ہو کر کثیب واحد ہو جاوینگے (تفسیر کبیر) مترجم کہتا ہی کہ [illegible] جواب یہ ہی کہ مفرد کثیب مین اشارہ ہی کہ ہر پہاڑ اپنی جگہ پر ریگ تودہ ہو جاویگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ تفسیر کبیر و خطیب مین ہی کہ جب اللہ نے کفار اولی النعمۃ کو عذاب قیامت سے ڈرایا تو ان کے واسطے دنیاوی عذاب کے استحقاق سے بھی تہدید فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ انا

اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا۔ ہم نے بھیجا ہی تمھاری طرف ایسا رسول جو تمپر شاہد ہی جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا پس فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اُس نافرمان کو گرفتار کیا بُری گرفتاری کے ساتھ **ف** ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ خطاب اگرچہ قریش کو ہی لیکن قیامت تک کے کفار جن وانس مراد ہین رسول کو شاہد فرمایا یعنے تمھارے اعمال پر گواہ ہی یعنے اے کافرو ہم نے تمھارے پاس اپنا رسول بھیجا جو تمھارے اعمال پر گواہ ہی وہ بالکل عادل امین حبیب ہی تم اسکے حضور مین جیسے اعمال کروگے وہ گواہی دیگا اور وہ گواہی تمپر حجت ہوگی اور اللہ تعالیٰ خود خوب دیکھتا اور جانتا ہی اور ان کافرون کو جو الذی دولت وسلطنت وحکومت پر مغرور تھے صاف آگاہ کیا کہ فرعون بھی صاحب سلطنت وقوت تھا جیسے ہم نے تمھاری طرف ایک رسول شاہد بھیجا اسی طرح اسکی طرف بھیجا تھا تم اُسکا انجام متواتر اخبار سے جانتے ہو کہ جب فرعون نے اس رسول مکرم کی نافرمانی کی تو ہمنے اسکو اخذ وبیل سے گرفتار کیا ابن عباس ومجاہد وقتادہ وسدی وثوری نے فرمایا کہ اخذ وبیل یعنے سخت شدید پکڑ مین پکڑا پس اس امت کے کافرون کو تہدید کی کہ خبردار تم لوگ اپنے رسول کی نافرمانی سے بچو نہین تو تم بھی ضرور بدتر عذاب مین گرفتار کیے جاؤگے پھر کسی طرح نہین چھوٹوگے ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے حال سے بکثرت آگاہ فرمایا ہی ازانجملہ قولہ تعالیٰ فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ والاولیٰ یعنے فرعون کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کے سخت عذاب مین اور دنیا کے عذاب مین گرفتار کیا پس اس امت کے کافرون کو جاے عبرت ہی کہ جب فرعون ہلاک وعذاب کیا گیا تو یہ لوگ بدرجہ اولیٰ اُس سے بدتر عذاب کے لائق ہین جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرین اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کے اشرف واعظم ہین۔ یہی ابن عباس رض ومجاہد رض سے مروی ہی (ع) اور خطیب رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ اور تمام جہان کو جنکو دعوت محمدیہ پہونچ چکی ہی سب کو آگاہ کیا کہ اے کافرو عذاب وبیل سے بچو ہم نے تمھاری طرف اپنا رسول بھیجا ہی وہ رسول بالاتفاق عظیم القدر ہی خاتم النبیین اور سب پیغمبرون کا امام ہی اور قدر ومنزلت مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھکر ہی تم جو کچھ برتاؤ کروگے وہ قیامت مین تمپر شہادت دیگا اور اللہ تعالیٰ اسکی شان سے خوب آگاہ ہی اُسی نے اُسکو پیدا کیا اور رسول بنایا ہی پس خبردار رہو کہ اُسکی نافرمانی ہرگز نہ کرو نہین تو عذاب وبیل مین گرفتار ہوگے جیسے فرعون گرفتار ہوا جب اُسنے ہمارے رسول کی نافرمانی کی اور اُسکی دنیاوی سلطنت کچھ کام نہ آئی آخر سختی سے غرق کرکے آخرت کے عذاب دائمی سے ملا دیا گیا۔ رازی رح نے مقاتل رح سے نقل کیا کہ یہان فقط تشبیہ مین موسیٰ علیہ السلام و فرعون کو ذکر کیا اور دیگر انبیا علیہم السلام وانکی کافر قومون کا ذکر نہین کیا اسلیے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر کی اور کہا تھا کہ۔ الم نربک فینا ولیدا۔ یعنے تو وہی ہی جو ہمارے یہان پالا گیا ہے اسی طرح قریش نے آنحضرت صلعم کی حقارت کی کیونکہ آپ انھین کے درمیان بڑے ہوے تھے۔ ھ۔ ابن عادل نے اس بیان کو رد کردیا کہ یہ وجہ نہین ہوسکتی اسلیے کہ مفسرین نے ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام بھی قوم نمرود کے درمیان پالے

Marfat.com

[illegible] ہوئے اور انکا باپ آزر نمرود کا وزیر تھا اور اسی طرح نوحؑ وہودؑ وصالحؑ ولوطؑ وغیرہم انبیا علیہم السّلام کا حال ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ ہر پیغمبر کے حال مین اللہ تعالیٰ نے (اخاہم) فرمایا یعنے اپنی قوم مین سے تھا۔ ھ خطیبؒ نے کہا کہ بعضے یہ کہتے ہین کہ (کما ارسلنا) کی تشبیہ فقط تربیت کی وجہ سے ہی یعنے جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش ابوطالب کے یہان ہوئی اسی طرح موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے یہان ہوئی تھی اور یہ بات ان دونون پیغمبرون کے سوائے کسی مین نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ سب پیغمبرونکا حال کس کو معلوم ہوا ہی جو یہ حکم لگایا کہ یہ بات کسی دوسرے پیغمبر مین نہ تھی کہ اُسکو کسی کافر نے پرورش کیا ہو اور یہ سب تکلفات بعیدہ ہین اور حق میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر (مکذبین اولی النعمۃ) پر غضب ظاہر کیا جو مال و دولت کے غرور مین اپنے آپ کو اشرف جانتے اور عوام کو بہکاتے کہ اگر خدا کو رسول بھیجنا ہوتا تو وہ باوشاہی دولت وسلطنت کے ساتھ ہوتا اور نہین تو من القریتین عظیم۔ ہوتا یعنے مکہ وطائف مین سے چھانٹ کر کوئی مالدار صاحب دولت بڑے کنبہ والا ہوتا۔ یہ یتیم غریب کیون ہوتا پس اللہ تعالےٰ نے ان جاہلون کو فرعون کا حال دکھلایا جسکا قصہ ان مین متواتر معروف تھا کہ ہم نے اُسکی طرف رسول بھیجا تھا اور فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی اور اپنی قوم بدکار جاہل کو بہکایا کہ مین خدائی کے لائق ہون اور یہ باغات جنت وغار دوزخ وعورتین حور وقصور میرے پاس دریائے نیل کے کنارے دور دور تک موجود ہین اور یہ شخص (موسیٰؑ) میرے یہان کا پروردہ ہی اسکے پاس کچھ نہین ہی اور نہ اسکو انعام دینے کی قدرت ہے اور نہ انتقام لینے کی طاقت ہی پھر اللہ تعالیٰ نے فرعونیون کو طوفان وٹیڑی وغیرہ دنیاوی بربادی مین مبتلا کیا اور ہر باران احمقون نے موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی اور آپ کی دعا سے نجات پائی پھر بھی راہ حق پر نہ آئے اور عاجز حقیر فرعون ہی کو خدا بناتے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع اسکے تابعین کے عذاب وبیل مین گرفتار کر لیا پس عبرت حاصل کرو کہ تمھاری دولت سے فرعون کی سلطنت زیادہ تھی اور فرعون کے رسول سے تمھارا رسول اشرف ہی اگر تم بھی نافرمانی کرو گے تو بدرجہ اولیٰ عذاب وبیل مین پکڑے جاؤ گے اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ دنیاوی زندگی چند روزہ ہی **فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا** ۔ پھر کیونکر تقوی کرو گے اگر تمنے کفر کیا اُس دن کو جو بچون کو بوڑھا بنا دے گا ف ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام ابن جریرؒ نے نقل کیا کہ ابن مسعودؓ کی قراءت مین اس طرح آیا ہے فکیف تتقون یوماً یجعل الولدان شیبا ان کفرتم۔ اس صورت مین (یوما) مین (تتقون) عامل ہی اور معنے یہ ہین کہ اے لوگو کیونکر اپنے آپ کو بچاؤ گے ایسے دن سے جو بچون کو بوڑھا کر دینے والا ہی اگر تم کفر ہی پر جمے رہو اور اللہ تعالیٰ واس کے رسول کی فرمانبرداری نہ کرو اور یہ بھی ہو سکتا ہے (کفرتم) کا معمول ہو اور معنے یہ کہ پھر کیونکر تقویٰ و بچاؤ حاصل کرو گے اگر تم نے انکار کیا ایسے دن سے جو بچون کو بوڑھا بنانے والا ہی۔ یعنے قیامت کے انکار کرنے سے تمکو تقوی حاصل نہین ہو سکتا ہی (ع) خطیبؒ نے لکھا ہی یعنے کہان پاؤ گے اپنی جان کے لیے عذاب الٰہی سے بچاؤ اور کس قلعے مین بچو گے یعنے کہین نہین اور کسی چیز سے نہین ممکن ہی کہ تم عذاب الٰہی سے بچو جسدن قیامت دیکھو گے جو اپنے ہولناک واقعات سے بچون کو بوڑھا کریگی۔ شیبًا جمع اشیب ہی اور شین دراصل مضموم ہی اسکو مجانست یا کی وجہ سے کسرہ دیا گیا ہے (بچون کو بوڑھا کرنا) یا تو مجاز ہی کہ سختی اور خوف ودہشت کے دن کہتے ہین کہ آج وہ سخت دن ہی کہ جس نے بچہ کو بوڑھا کر دیا اور یا یہ واقعہ درحقیقت واقع ہوگا کہ دنیا مین جو لوگ بچہ مرے تھے وہ اسی صورت پر قبرون سے اُٹھائے جاوینگے پھر جب قیامت کا ہولناک معاملہ شروع ہوگا تو خوف سے ان کے بال سپید ہو جاوینگے اسی طرح کہا گیا کہ جو عورت دودھ پلاتے ہوے مری ہی وہ اسی طرح اٹھائی جاویگی لیکن ہولناک منظر دیکھکر دودھ پلانا بھول جاویگی۔ اور دن کی طرف بوڑھا کرنے کی نسبت بہرصورت مجاز ہے یعنے وہ دن بوڑھا کریگا یعنے اُس دن کے ہول وخوف سے بچون کے بال سفید ہو جاوینگے (خطیب) لیکن رازی نے اسپر اعتراض کیا کہ حقیقت

ہین ہونا نہین مراد ہی اس پئے کہ بچون کو خوف و دکھ پہونچانا قیامت کے روز نہین ہوگا بلکہ یہ فقط اس روز کی سختی سے کنایہ
آدمی پر جب غم و ہم پے درپے آتے ہین تو جلد بوڑھا ہوجاتا ہی اس لیے کہ قلب پر صدمہ ہونے سے حرارت طبعی اسکی ضعیف ہو
جاتی ہی تو کھانا بے ہضم یا کم ہضم ہجاتا ہی جس سے بلغم کی کثرت ہوتی ہی تو بال سفید ہوجاتے ہین اور غم والم انسان کو ضعف
دل سے حاصل ہوتا ہے تو عرب نے ایسے دن کو جسمین یہ باتین جمع ہون یہ کہا کہ ایسا دن ہی جسنے بچون کی پیشانی سپید کر دی
کہتا ہی کہ راری ح کا اعتراض یہ ہی کہ قیامت مین معصوم بچون کو عقوبت تو ان کو دکھ درد نہین پہونچایا جاویگا تاکہ درحقیقت بال سفید ہوجاوین
جواب یہ ہوسکتا ہی کہ اس سے دُکھ پہونچانا مقصود نہین ہی بلکہ جیسے انبیا علیہم السلام اُس روز غضب الٰہی کا ظہور دیکھکر نفسی نفسی کہینگے
اگرچہ معصوم ہین شاید اسی طرح یہ حالت بچون مین ہو۔ ابن کثیر و خطیب رح وغیرہ نے لکھا کہ یہ حالت اُس وقت ہوگی کہ جب آدم
علیہ السلام سے کہا جاویگا کہ دوزخ کا حصہ بھیجو چنانچہ حدیث مین ہی کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز آدم ع سے فرماوے گا کہ اے آدم
آدم عرض کرینگے لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک ۔ یعنے ای رب مین خدمت مین برابر حاضر ہون اور تیری خدمت میرا سرمایہ سعادت ہی
اور سب خیر و خوبی تیرے ہی قبضۂ قدرت مین ہی۔ پھر نداء آویگی کہ اے آدم تجکو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہی کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کا
حصہ بھیجدے ۔ آدم عرض کرینگے کہ ای رب دوزخ کو بھیجنے کا حصہ کیا ہی۔ حکم ہوگا کہ ہر ہزار مین سے نوسو ننانوے ہین (اور ایک جنت کے
لیے ہے) پس یہی وہ وقت ہی کہ حاملہ حمل ڈال جاوے اور بچہ بوڑھا ہوجاوے اور تو دیکھے لوگون کو بیہوش وہ نشہ مین بیہوش نہین
ہین ولیکن عذاب الٰہی شدید ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تو آپ کے اصحاب سخت غمناک ہوے اور انکے
چہرون پر سخت بیچینی و تغیر کے آثار نمودار ہوگئے مترجم کہتا ہی کہ فتح الباری مین ہی کہ تمام مجلس مین سواے رونے والے اور آہ
کرنے والے اور غم دیدہ کے کوئی نظر نہین آتا تھا اور یہ سفر کا واقعہ ہی پھر کوچ ہوا تو منزل پر اُترے اور شدت غم سے اصحاب مانند
دل دلی کملی کے گر پڑے اور کسی نے نہ اونٹ سے کجاوہ اُتارا اور نہ کھانا پانی لیا سب مردہ کی طرح پڑے تھے اور لشکر مین بالکل سناٹا تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہی۔ کبار اصحاب حضرت ابوبکر و عمر وغیرہما نے حال عرض کیا تو آپ نے جمع فرمایا
اور بعد حمد و ثنا کے ارشاد کیا کہ غم نہ کرو۔ اصحاب رونے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ہماری خبر لیجیے یہ شخص یعنے ہزار مین سے
ایک شخص بچا تو وہ کون ہوگا یعنے کیا اعتبار ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خوش رہو کہ تمھارے ساتھ اولاد آدم مین بیشمار
کافر ہین اور دو گروہ اس کثرت سے ہین کہ جس سے مقابلہ کیا جاوے وہ زیادہ نکلین وہ یاجوج ماجوج ہین پس تم مین سے ایک ہے اور
کفار مین سے (۹۹۹) ہین بھلا آدمیون مین تمھارا کچھ شمار ہی سواے اسکے کہ جیسے سیاہ بیل کے پہلو مین ایک سفید داغ ہو اور مجھے امید ہی
کہ تم لوگ (یعنے میری امت) اہل جنت مین سے ایک چوتھائی ہوگی۔ اصحاب نے یہ سُنکر (خوشی مین) اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہی
(شکریہ ادا کیا) پھر فرمایا بلکہ مجھے اُمید ہے کہ تم لوگ تہائی اہل جنت ہوگے۔ پھر صحابہ رضہ نے تکبیر کہی۔ پھر فرمایا بلکہ مجھے
اُمید ہے کہ تم لوگ نصف اہل جنت ہوگے پس صحابہ رضہ نے اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہی مترجم کہتا ہے کہ آہستہ آہستہ
آپ نے بشارت فرمائی ورنہ خوشی مین شادی مرگ ہوجانے کا شبہہ تھا اور معنے یہ کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
آگاہ فرمایا کہ اہل جنت جس قدر تمام انبیا علیہم السلام کی امتون مین سے ملکر ہونگے میری امت مین سے انکے برابر ہونگے بلکہ دوسری
حدیث مین ثبوت ہوا ہی کہ اہل جنت ایک سو بیس صفین ہین ان مین سے اسی صفین فقط آپ کی امت ہین وللہ الحمد والمنۃ وہو
ربنا ارحم الراحمین اور یہ کمال رحمت ہم پر بواسطہ حبیب مکرم رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فدیناہ بآبائنا وامہاتنا اللہم
مولاے صل علی حبیبک ورسولک خاتم النبیین محمد المصطفیٰ وآلہ وصحبہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا لاینقطع الا بدین والحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

رب العالمین۔ بالجملہ کفار کو آگاہ فرمایا کہ اگر تم نہین ایمان لاؤ گے تو اُس دن کے عذاب سے کیونکر بچو گے جس دن کی یہ ہولناک حالت ہی کہ بچہ کو بوڑھا کر دے۔ **السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا**۔ آسمان اسکی وجہ سے پارہ پارہ ہی اسکا وعدہ کیا ہوا ہو **ف** اور اس روز کے ہول سے آسمان کا جگر شق ہی لقولہ تعالیٰ ثقلت فی السموات الآیہ یعنے قیامت کا آنا آسمان پر بھاری ہی۔ ھ اور اظہر معنے یہ کہ اُس دن آسمان پارہ پارہ ہوگا اور دوسرا آسمان بدلا جاویگا اور اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ یہ وعدہ ایسا حق ہی گویا پورا کردیا گیا یعنے لامحالہ واقع ہونے والا ہی **فوائد**۔ ا۔ رازی رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان لدینا انکالا وجحیما الآیہ۔ چار قسم کے عذاب بیان فرمائے اور واضح ہو کہ میرے نزدیک ان چارون قسم کے عذاب کو روحانی عذاب پر محمول کرنا بھی ممکن ہی اس طرح کہ انکال یہ کہ نفس کی خواہشون اور لذتون کی بیڑیان آدمی کے پاؤن مین پڑی رہین اور جب دنیاوی زندگی مین یہ تعلق مستحکم ہوگیا تو بعد موت کے آہ وزاری کریگا کیونکہ ان خواہشون کے حاصل کرنیکا ہتھیار یعنے بدن تو جاتا رہا پس ان بیڑیون کی وجہ سے وہ عالم روح تک نہین پہونچ سکتا ہی پھر ان بیڑیون سے آگ پیدا ہوگی کیونکہ جب خواہش کامل ہوگئی اور ملنا محال ہوا تو آتش شوق سے سوزش پیدا ہوگی اور یہی جحیم ہے پھر وہ اس غم و غصہ کو گھونٹ گھونٹ پیتا رہیگا اور یہی طعام ذا غصہ ہی پھر وہ اس حال کی وجہ سے انوار قدس سے محروم رہا اور یہ عذاب الیم ہے ولیکن مین یہ نہین کہتا ہون کہ آیت قدسی کے یہی معنے ہین بلکہ جو کچھ تفسیر مین گزرا ہی وہ حقیقت ہی اور یہان جو کچھ مین نے بیان کیا یہ مجاز متعارف ہی اور یہ معنے بھی لینا ممکن ہی مترجم کہتا ہی کہ رازی رح نے یہان فلاسفہ کے خیالات کو جمع کردیا ولیکن افسوس یہ ہی کہ ایسے طور پر جمع کیا کہ اہل المعرفت رحمہم اللہ تعالیٰ سے مطابق نہین ہی بلکہ اسرار شریعت سے مخالف ہی کیونکہ نفس انسانی بعد موت کے اپنے عذاب مین ہے اُسکو اس معنے مجازی لینے کی فرصت کہان ہی ولیکن شیخ ابن العربی رح نے البتہ لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان لدینا انکالا۔ ہمارے پاس بیڑیان ہین اشارہ ہی کہ قیود شرعیہ ہین ان بیڑیون سے نفس گمراہ نہین ہونے پاتا اور کفار کی طرح اپنے افعال ہوا وہوس مین سرگردان ضلالت نہین ہوسکتا ہی اور جب دنیا مین ان بیڑیون کو برداشت کرلیا تو آخرت مین جہنم کی بیڑیون سے آزاد ہوگیا اور اگر یہان نہین برداشت کریگا تو جہنم مین اُٹھاویگا قولہ وجحیما۔ طلب کی راہ مین آتش تعب ہی وطعاما ذا غصۃ۔ نفس کی جبلی خواہش سے مخالفت ہی اور حظ نفس کے عوض اداے حق عبودیت ہی جسکو نفس گھونٹ گھونٹ پیتا دکھاتا ہی اور مرداسپہ صبر سے قائم رہتا ہی قولہ وعذابا الیما۔ انواع ریاضت و مجاہدہ ہی جو نفس پر عذاب الیم ہی اگر اُسکو دنیا مین برداشت کرلیا تو آخرت مین راحت ہی اور یہ نفس کے واسطے نورانی کمال ہی جیسے طفل خردسال کو بیڑیان ڈالکر تعلیم دیتے ہین اور وہ اُسکو عذاب الیم سمجھتا ہی اور جو شخص راہ رسالت مین نہ آیا اور کافر رہا تو اُسکے واسطے اُسکے نفس کی کمائی ہوئی انواع عذاب مین انکال و جحیم و طعام ذی غصہ و عذاب الیم اور اسکا وصول اُس دن ہوگا جس دن بدن خراب ہوگا لہذا فرمایا۔ یوم ترجف الارض والجبال الخ مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن العربی رح کے قول مین البتہ اسرار شریعت سے فی الجملہ موافقت ہی اور یہ آیت کی تفسیر نہین ہی بلکہ اشارات ہین جنسے اہل ایمان فائدہ اُٹھاوین واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۔ مہیلا۔ مہیل دراصل مہیول تھا ضمہ یا پر ثقیل تھا وہ نقل کرکے ہا کو دیدیا گیا تو دو ساکن جمع ہوے۔ ی و۔ پس **امام سیبویہ** و انکے اتباع نے واو حذف کیا اور یہی حذف کے واسطے زیادہ مناسب ہی کیونکہ وہ زاید ہی اگرچہ قاعدہ یہ قرار پایا کہ دو ساکن جمع ہوجانے کی صورت مین اول کو حذف کرین۔ مَہُیْل رہا تو (ی) کے لحاظ سے (ہ) کو کسرہ دیدیا گیا اور اسکا وزن مَفْعُلٌ ہی کیونکہ (مَفْعُوْلٌ) مین سے واو نکل گیا ہی اور کسائی و اسکے تابعین نے دونون ساکنین مین سے موافق قاعدہ کے اول گرادیا ہے تو وزن مَفُوْل ہی اور عین حرف اصلی ساقط ہوا ہی ۳۔ رازی رح نے

Marfat.com

لکھا ہی کہ قولہ تعالی یجعل الولدان شیبا یہ یوم کی صفت ہی اور مبالغہ بلاغت ہی جیساکہ اوپر بیان ہوا ہی جہان ایک [illegible]
نے مجھسے دریافت کیا کہ مغری شاعر کا قول ہی ؎ وظلم یملأ الفودین شیبا + یعنے ایسا ظلم کہ جسنے دونون گیسوؤن کو بڑھاپے
سے بھر دیا + عالم مذکور نے کہا کہ اس مصرع مین بھی مبالغہ موجود ہی تو آیت قدسی کے مبالغہ مین اور اسمین کیا فرق ہی اور
قرآنی کو کیا فضیلت ہی۔ مین نے جواب دیا کہ تشبیہ قرآنی کو کئی وجہ سے فضیلت حاصل ہی (اول) یہ کہ گیسوؤن کا بڑھاپے سے
کچھ عجیب چیز نہین ہی ولیکن بچون کا بوڑھا ہوجانا امر عجیب ہی گویا اس روز قیامت کی شدت ایسی ہولناک ہی کہ بچون کو ایکبارگی بوڑھا بنا
لیجاتی ہی بغیر اسکے کہ درمیان مین شباب وجوانی بتدریج ہو تو یہ مبالغہ عظیم ہی (دوم) یہ کہ گیسوؤن کا بڑھاپے سے بھرنا فقط یہ ہے کہ
بال سفید ہوجاوین حالانکہ بالونکا سفید ہونا کبھی کسی علت وبیماری سے ہوتا ہی باوجودیکہ شباب کی عمر ہوتی ہی اور شباب کی قوت
بدستور باقی رہتی ہی تو مغری کے مصرع مین ممکن ہی کہ بدستور قوت وتازگی وطاقت باقی ہی صرف ظلم سے اسقدر کام ہوا کہ خالی بال سفید
ہوگئے تو اسمین کچھ بھی مبالغہ نہوا اور آیت قدسی مین البتہ مبالغہ تام ہی کہ بچے بوڑھے ہوگئے اور طراوت وتازگی وغیرہ سب جاتی
رہی اور ضعف ونحافت وخشکی آگئی اور شدت ہول سے اسقدر صورت بگڑ گئی کہ کبھی نہین پہچانا جاسکتا ہی (سوم) یہ کہ مغری شاعر
نے جس عضو کی نسبت سفیدی بیان کی وہ گیسو ہین اور وہ سر کے دونون جانب ہین اور وہان بلغمی مواد کا انصباب قدرتی معروف ہی
اسی جہت سے تم دیکھتے ہو کہ بڑھاپا جب پہلے پہل شروع ہوتا ہی تو اسی مقام سے بال سفید ہونا شروع ہوتے ہین تو اسکے شعر مین
کچھ مبالغہ بھی نہین ہی ہان اگر یہ کہتا کہ سب سر سفید ہوگیا تو خیر کچھ مبالغہ ہوتا بلکہ جمیع اجزاے بدن کے نسبت کہتا واللہ تعالے اعلم
مترجم کہتا ہی کہ امام رازی رح کے زمانے مین اسی قسم کے واہی لوگ پیدا ہونے شروع ہوے تھے کہ باوجود ایسی بے تمیزی کے
ان کی بے حیائی یہ تھی کہ قرآن مجید کی نسبت زبان درازی کرتے تھے چونکہ یہ زمانہ وہ تھا کہ پانچ سو برس ختم ہونے لگے تھے جہانتک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میری امت کے واسطے عزت رہیگی تو فساد شروع ہونے کے آثار اسی طرح ہوے کہ ایسے
جاہل پیدا ہونے لگے جو شاعری مین منہمک ہوے اور علم قرآن وحدیث سے اعراض کیا انا للہ وانا الیہ راجعون ؎ ف۲ فی العرائس
قولہ تعالی یا ایہا المزمل قم اللیل۔ حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب علیہ الصلوة والسلام کی مناجات پسند فرمائی تو حبیب صلعم کو حکم دیا
کہ جوف اللیل مین بصفت اقبال ومشاہدہ جلال سامنے حاضر ہوا ور یہ مقام محمود ہی جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوا ہی
چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا۔ من اللیل فتہجد بہ نافلة لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا مترجم کہتا ہی گویا اشارہ کیا کہ اس قیام کے
حکم مین اظہار انوار تھا جس سے آپ مقام محمود کے واسطے شایستہ ہوے اور یہان جو مقام تھا اسکا ظہور آخرت مین مقام محمود ہوگا
اور آیت مین اسکا اشارہ ظاہر ہی کیونکہ یہان کے ہر مقام کا ظہور آخرت مین ضرور ہی۔ م۔ اللہ تعالی نے یا ایہا المزمل۔ سے خطاب
فرمایا اور متزمل لباس مین مستور ہوتا ہی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے اہل جہان سے مخفی کرلیا تھا اور اس
اسرار سے کوئی شخص عرش سے فرش تک واقف نہین ہی کیونکہ اس ظہور کے واسطے کوئی چیز پائدار نہین ہوسکتی ہی ابن عطا رح
نے کہا کہ ای المزمل یعنے اے مخفی جو خصوصیت تجپر ظاہر فرمائی جائیگی اسکے واسطے قیام کر کہ ہم نے تجکو اسکی قوت دی قولہ تعالے
رتل القرآن ترتیلا۔ قرآن مجید کے اسرار ناپیدا کنار مین خوض کر کیونکہ اسمین جواہر اسرار ہین کہ ہر تلاوت وترتیل مین آپ پر
ظاہر فرمائے جاتے تھے اور قرآن مجید کے نظم ومعانی مین ہر حرف کے نیچے بحر غیر متناہی ہی کیونکہ وہ اسرار قدم سے ہی اور حدوث
تمام اول وآخر اسکی تاب نہین رکھتا ہی مترجم کہتا ہی کہ ہمارے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے کتاب المطالب مین فرمایا کہ انوار
قرآن اور تجلیات الرحمن اگر ابتدا مین ظاہر ہون تو قلب برداشت نہین کرسکتا ہی بلکہ یہ فیض بر طبق ترتیب ہے اور [illegible]

[illegible] کہ تلاوت قرآن اول بر حسب معمول ہی پھر اسکے مطالب و معانی مین خوض و غور سے جو تفاسیر سے معلوم ہوتا ہی پھر حسب اشارات لطیفہ ہی جو فہم ابتدائی ہی پھر کوشش کرے کہ مشائخ اور مشائخ المشائخ حتی کہ طبقۂ تابعین و صحابہ تک پہونچے رضی اللہ عنہم پہلے اسی قدر کہ گویا انکو سنا تا ہی پھر یہ جہد کرے کہ گویا انکی زبان سے سنتا ہی پھر ترقی کرے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کرتا ہی پھر گویا آپ کی زبان مبارک سے سنتا ہی لیکن یہ ادب بمجاہدہ و ریاضت ہی پھر اس سے بالاتر ایک مرتبہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نصیب فرماتا ہی و للہ الحمد و المنۃ۔ شیخ ابوبکر بن طاہرؒ نے فرمایا کہ اول لطائف خطاب مین مستغرق ہو پھر خصائص احکام پر ادب سے قیام کرے پھر فہم معانی و اسرار مین روح روان ہو مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن العربی رحؒ نے اس مقام پر ہم لوگون کے مفید معانی بیان کیے چنانچہ کہا کہ یا ایہا المزمل یعنے متزمل بغاشیۂ بدن۔ گویا امت کو حکم ہی کہ تم لوگ بدن کے لباس مین لپٹے ہو تو اُٹھکر رات مین قیام کرو اور راہ الٰہی مین روانہ ہو اور پہلے میدان نفس طے کرو تاکہ مقام دل [illegible] پہونچو پس طبیعت کے استیلا سے نکلو (الا قلیلا) یعنے اسقدر عفو ہی جسقدر ضرورت مین شامل ہی مانند کھانا پینا و قضاے حاجت و خواب ضرورت و مصالح بدن و مہمات معیشت وغیرہ جنکے بغیر زندگی نہین ہوسکتی ہی اور یہ اسکا نصف ہی یعنے زمانہ مین سے نصف قیام بمقام طبیعت ہو تو یہ پورے دورہ۔ ۲۴۔ گھنٹہ مین سے چارم ہوا کیونکہ نصف۔ ۱۲۔ گھنٹہ رات مین سے نصف۔ ۶۔ گھنٹہ بمقابلہ۔ ۲۴۔ کے چارم ہی اور اگر قوی ہو تو اس سے بھی کم کردے اور اگر ضعیف ہو تو کچھ زیادہ لے قولہ تعالےٰ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ یعنے روح القدس سے تائید ہوگی تاکہ جو ہر نفیس ظاہر ہو (ابن العربی رحؒ) صاحب العرائسؒ نے کہا کہ قول ثقیل وحی قرآن ہی کیونکہ حقیقت قرآن کے تحت مین ارواح و اشباح فنا ہوتے ہین اور تمام جہان اسکے برداشت کی طاقت نہین رکھتا کیونکہ یہ صفت حق عز وجل ہی اور وہ سواے حق عز وجل کے کوئی نہین اُٹھا سکتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فقط انزال قرآن کی نسبت فرمایا۔ لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا۔ پھر برداشت کا کیا ذکر ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت رفیعہ اسی مقام سے ہمارے وہم و خیال سے بالاتر ہی کہ آپ کے قلب پر نزول ہوا کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خُلق عظیم سے متصف فرمایا تھا اور یہ نور صفات حق ہی تو آپ اس حق کو بالحق برداشت کرتے تھے یعنے بقوت الٰہیہ اُٹھاتے تھے اور حدیث مین ہی کہ یہی قرآن مجید آپ کا خلق عظیم تھا۔ پس آپ کے قلب مبارک پر وہ لطیف تھا اور ثقیل ہونا بلحاظ ناسمجھ کفار کے ہے ابوبکر بن طاہرؒ نے کہا کہ قرآن مجید کو وہی قلب اُٹھا سکتا ہی جو حق تعالیٰ کی تائید سے توفیق پائے ہوا ور اُسی نفس کو اس سے نور ہی جو لا الٰہ الا اللہ سے آراستہ ہو مترجم کہتا ہے کہ اسی واسطے روایات کثیرہ سے ثبوت ہی کہ کفار قرآن مجید کی بلاغات و لطائف سے متحیر ہوتے تھے ولیکن ازلی کافر اسکے سمجھنے سے عاری ہوتے تھے کیونکہ انکے کانون مین وہ میل تھا جسکے واسطے جہنم کی آگ چاہیے قولہ تعالےٰ ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطا الآیہ۔ رات کی تہجد اور ساعات اہل مناجات کے دلون کے لیے موافق ہین اور دن کے ساعات سے زیادہ آسان ہین کیونکہ رات مین کشوف و حلاوت زیادہ ہی اور شیخ سہلؒ نے کہا کہ بندہ رات مین جو عادت کرتا ہی وہ اسکے دل مین اثر کرنے مین زیادہ مفید ہی اور اقوم قیلا۔ یعنی اصوب اور اثبت ہی خوب دل مین جمتا ہی اور اخلاص و برکت مزید ہے۔ قولہ تعالیٰ ان لک فی النہار سبحا طویلا۔ اور دن مین روح بجانب صفات سیر کرتی ہی۔ ابن طاہرؒ نے کہا کہ دن مین تیرے لیے اشغال خدمت اور اقبال بجانب الٰہی اور انتظار موارد الوحی ہین مترجم کہتا ہی کہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رات مین بھی آتی تھی اور دن مین آتی تھی اور حاکمؒ نے روایت کیا کہ اصدق الرویا ما کان نہارا فان اللہ قد خصنی بالوحی نہارا یعنی وہ خواب زیادہ

Marfat.com

سچا ہوتا ہی جو دن مین ہر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کے واسطے دن مین خاص کیا ہی [illegible]
سیوطیؒ نے کہاکہ حدیث منکر ہی مترجم کہتا ہی کہ منکر خلاف ثقات ہی جیساکہ اوپر بیان ہوا قولہ تعالیٰ واذکر [illegible]
نام الٰہی ذکر کرنے کی ہدایت فرمائی تاکہ اُسکی برکت سے بقا ہو اور دوسری آیت مین فرمایا۔ واذکر [illegible]
عز وجل کی یاد مین فنا ہی گویا اول بقاے ذکر سے فنار مذکور کی ہدایت فرمائی بعض نے کہا کہ اول اللہ تعالیٰ نے [illegible]
ونہی بتلایا پھر تہذیب یعنے قسمت وقدرت ظاہر فرمائی پھر ہدایت کی کہ لیس لک من الامر شئی۔ یعنے خودی سے [illegible]
فرمایا تبتل الیہ تبتیلا۔ یعنے اپنے ساتھ بقا ردی اور سب سے منقطع کر لیا مترجم کہتا ہی کہ یہ قول دلیل ہی کہ [illegible]
اول شریعت ظاہر مین مستقیم ہو تو ترقی نصیب ہو ورنہ محروم ہی۔ قولہ تعالیٰ لا الٰہ الا ہو فاتخذہ وکیلا۔ اپنے حبیب [illegible] صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے اپنی الوہیت وحدانیت سے تجلی فرمائی اور غیر کی نفی کی تب حکم دیا کہ میری ہی طرف دل وجان سے
متوجہ ہو اور غیر سے منقطع ہو کہ مین ہی تجھے ہر مراد کے واسطے کافی ہون کہ تجھے درجات رفیعہ پر پہونچاؤن اور تیری امت کو
جنت مین لاؤن۔ اور اسی معنے مین شیخ سہلؒ نے اشارہ کیا ہی (عرائس) اور شیخ ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان
ناشئۃ اللیل۔ وہ نفس جو خواب غفلت ومقام طبیعت سے نشو مین آئی ہو مترجم کہتا ہی کہ ناشئۃ دراصل نشو ونما پانے والی
اور نئی پیدا ہونے والی اور عرائس مین شیخ سہلؒ سے گزرا کہ ناشئۃ جو عبادت کہ بندہ رات مین پیدا کرے وہ دل وزبان کی
موافقت اچھی طرح رکھتی ہی اور قول اصوب ہوتا ہی یعنے اسمین نفس کا مکر کمتر ہے تو دلی اخلاص سے بندہ اسوقت عبادت
کے لیے کھڑا ہوگا تو جو کچھ زبان سے ادا کرتا ہے مثلاً ایاک نعبد۔ تو یہ خوب موافق بقلب ہی۔ اور شیخ ابن العربی نے چونکہ اشارہ
امت کے نفوس کے واسطے لیا کیونکہ ہم ہی لوگون کو اب ضرورت ہی تو ناشئۃ وہ نفس لے جو تاریکی طبیعت وغفلت سے
اُٹھ کھڑی ہوئی ہو اور ظاہر ہی کہ ایسے نفس سے جو کلام صادر ہو وہ قلب سے زیادہ موافق ہوگا اور اس مین مخفی نفاق وریا کو
دخل نہوگا اور (اقوم قیلا) یعنے جو زبان سے کہے وہ اقوم واصوب ہوگا اس لیے کہ وہ خواہش طبیعت سے باہر ہی تو جو قول
اُس سے صادر ہوگا وہ علم سے ہوگا اور نفس کے اعتماد پر نہوگا جہان وہم وخیال وگمان عارض ہوتا ہی مترجم کہتا ہے کہ
یہان ایک نکتہ سمجھ لینا ضرور ہے اور یہ نہایت دقیق نکتہ ہی واضح ہو کہ قلب درمیان نفس وروح کے واسطہ ہے اور ایمان
داخل قلب ہی اور نفس مین خیال ووہم وگمان وغیرہ قوتین ہین ان مین سے کسی کی معرفت سے ایمان نہین ہوتا جب تک
قلب مین نہو تو بسا اوقات آدمی مین ایمان حقیقی قلبی نہین ہوتا ہی بلکہ نفس کے ظن وغیرہ سے معرفت ہوتی ہے اور آدمی
سمجھتا ہی کہ مین ایمان حاصل رکھتا ہون حالانکہ درحقیقت نہین ہوتا ہی جیسے بعض اعراب نے گمان کیا تھا کما قال تعالیٰ قالت
الاعراب آمنا۔ اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہین یعنے ایمان ہم کو حاصل ہی۔ قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل
الایمان فی قلوبکم۔ کہدے کہ تم ابھی ایمان سے متصف نہین ہوئے ہو ولیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہوگے ہین اور ایمان ابھی تک
تمھارے دلون مین داخل نہین ہوا ہی۔ ھ۔ اور یہ عموماً ایسے لوگون مین ہوتا ہی جو بندۂ نفس ہین اُن کے افعال سب دنیا کے
واسطے ہین اور مُنھ سے دعویٰ ایمان ہی کیونکہ یہ بھی نفس کی خواہش ہے کہ فخر وتکبر کرے اور اپنے آپ کو اولیاے صالحین سے
بہتر جانے اور یہی حال عموماً گمراہ فرقون روافض وخوارج وغیرہ کا ہی پس شیخؒ نے اشارہ کیا کہ زبان سے دعویٰ کاذب ہوتا ہی
جبتک کہ نفس اپنی طبیعت وغفلت کی تاریکی سے خارج نہو اور جب خارج ہو جاوے تو البتہ قلب وزبان مین موافقت
ہوتی ہی اور جو زبان سے کہتا ہی وہ علم ہوتا ہی اور نفس کا وہم وگمان نہین ہوتا ہی اور اسی لیے اہل سعادت [illegible]

Marfat.com

[illegible] کرتے ہین ۔ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ۔ اور حق تعالیٰ کی رحمت جب شامل حال ہوتی ہے تو قلب مین ایمان داخل ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پیدا کرتا ہی ولیکن گمراہ فرقے نے زعم کیا کہ وہ تو خود ہی پیدا کرسکتا ہے اسلیے جب بیجا یہ دعویٰ کر لیا کہ مین مومن ہوگیا ہون حالانکہ وہ شیطان کے پیچھے مین پھنس گیا ہی اعاذنا اللہ تعالیٰ من النفاق والضلال۔ قولہ تعالیٰ وتبتل الیہ تبتیلا۔ یعنے غیر سے منقطع ہوکر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بالکلیہ متوجہ ہو جس طرح حق ہی نہ صرف اپنے وہم وگمان پر بلکہ بحقیقت شرعیہ۔ لا الٰہ الا ہو۔ الوہیت والا کوئی وجود مین نہین ہی سوائے اللہ تعالیٰ کے فاتخذہ وکیلا۔ پس تو اپنی تدبیر وفعل سے نکلکر جمیع افعال کو اُسی کی طرف سے دیکھ تاکہ وہی تیری تدبیر فرماوے مترجم کہتا ہی کہ یہ خاص اصطلاح مشائخ ہی کہ اپنی تدبیر سے خارج ہو اسکے معنے یہ ہین کہ ارادات بندے کے ہوتے ہین اور نتائج وہ پیدا ہوتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہین اور بندہ اپنے نفس کے ارادات وخیالات مین منہمک وغافل ہوتا ہے پھر جب ایمان لایا اور اُسنے رب عز وجل کو پہچانا اور اُسکے احکام [illegible] جان لیے تو اُسکو لازم ہی کہ اپنے نفس کے ارادات وخیالات سے خارج ہو اور محض شریعت پر بطریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم رکھے اور جہان اُسکو آپ کا طریقہ معلوم نہو تو اُس مین اگر صحابہ رض سے پاوے تو اُسپر چلے اور اپنے نفس کا لگاؤ درمیان سے خارج کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس راہ پر تھے اور صحابہ رض آپ کے خاص اصحاب ہین اور جب اُسنے اس طرح عمل کیا تو باطن مین یہ دیکھے کہ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اُسکی تقدیر پر ایمان ہے تو ضرور ہے کہ ہر ایک نتیجہ اُسکی مراد ومشیت کے موافق ظاہر ہوا ہی پس اُسکو خوشی سے قبول کرے تو اس وقت مین قلب نور معرفت سے منور ہوگا جو بیان سے باہر ہی اور بعضے جاہل جو صوفیہ کے رنگے کپڑے پہن لیتے ہین اور اس کلام کے معنے نہین سمجھتے ہین وہ دھوکے مین پڑتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ اسکے معنے یہ ہین کہ کسی جگہ بیٹھ جاوے اور معاش وغیرہ کے واسطے کوئی حرفہ وپیشہ نہ کرے اور یہ توکل ہی حالانکہ یہ محض امری خلاف سنت وجہالت ہی اگر یہی معنے ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب رضی اللہ عنہم اسی طریقے پر ہوتے اور یہ بالکل باطل ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے مین انکو ہر طرح کے سامان وکوشش واہتمام کا حکم دیا اور یہ قرآن مجید واحادیث مین صحیح ہے کیونکر مشائخ رح ایسا طریقہ بتلاتے جو بالکل خلاف ہی ولیکن ان جاہلون نے دنیا کے لیے عوام کو پھنسایا اور خود متوکل کے نام سے نامردے بن گئے اور اپنے زمانے کے بادشاہ وامرا کو تقدیر پرشاکر بنایا یعنے یہ معنے بتلائے کہ کچھ فکر مت کرو جو ہونا ہے وہ ہو وہ بیفکرے فارغ ہوکر بیٹھے اور نفس کو شہوات مین لگایا کیونکہ نفس جب فارغ چھوڑا جاوے تو فواحش کی طرف راغب ہوتا ہی اور اسی سے جہالت پھیل گئی کیونکہ اس شیطانی ولی نے علما کو ظاہر پرست ودنیادار بنایا اور علم باطن یعنے وہی شیطانی کو اپنے واسطے کمال ٹھہرا کر دین ودنیا سے لوگون کو گمراہ کیا اور سلطنت وعدل وانصاف سب [illegible] ہوئے نعوذ باللہ من الضلال۔ قولہ تعالیٰ واصبر علی ما یقولون الخ یعنے اپنے نفس کو طیش واضطراب سے روک رکھ مترجم کہتا ہے کہ قلب کی استقامت کے واسطے یہ ضرور ہی کہ غصہ یا غم وجزع یا فکر مشوش سے مضطرب نہ کرے کیونکہ اس سے نور مجتمع منتشر ہوجاتا ہی اور یہ شرع مین ایک اصول ہی چنانچہ احکام شرع مین غور سے ظاہر ہے اور ایک شخص کو غصہ کرنے سے منع فرمایا۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ ع ۱ ۱۹

یہ تو سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کی طرف راہ تیرا رب جانتا ہے کہ تو

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ

اُٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات اور تہائی رات اور کتنے لوگ تیرے ساتھ کے

Marfat.com

وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

اور اللہ ناپتا ہے رات کو اور دن کو اون نے جانا کہ تم اُسکو پورا نہ کرسکوگے پھر تم پر معافی بھیجی

مِنَ الْقُرْاٰنِ ۚ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ

قرآن جانا کہ آگے ہونگے تم مین کتنے بیمار اور کتنے اور پھرتے

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ

ڈھونڈتے اللہ کا فضل اور کتنے اور لڑتے اللہ کی راہ مین سو پڑھو جتنا آسان ہو

مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوْا

اسمین سے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا اور جو آگے بھیجوگے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۚ

اپنے واسطے کوئی نیکی اُسکو پاؤگے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ع

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

رازی رح نے تفسیر کبیر مین لکھا کہ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے شروع مین اہل سعادت یعنے جنتی بندون کے حال سے شروع کیا اور ظاہر ہی کہ ان کے حالات دو قسم ہین (ایک) وہ حالات جو رب عزوجل کی بندگی و توحید سے متعلق ہین تو انکو مقدم بیان کیا یعنے رات مین نماز پڑھنا وغیرہ (دوم) وہ حالات جو باہمی معاملات یعنے مخلوقات کے ساتھ برتاؤ کرنے سے متعلق ہین (یہ بھی شریعت کے طریقے پر عمل کرنے سے دینی معاملات مین شامل ہین) اور انکا بیان بقولہ تعالیٰ اصبر علی ما یقولون الآیہ مذکور ہی پھر اہل سعادت کے بعد اہل شقاوت یعنے بدبخت جہنمیون کا حال شروع کیا پس اول تو مجمل طریقے سے سخت غضبی تہدید فرمائی بقولہ تعالیٰ ذرنی والمکذبون الآیہ۔ پھر اسکے بعد انواع عذاب آخرت کا ذکر کیا پھر فی الجملہ دنیاوی عذاب (اخذ وبیل) وغیرہ سے عبرت دلائی پھر اسکے بعد شدت یوم القیامۃ کا ذکر کیا تو بیان پورا ہوگیا لہذا اب فرمایا۔ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ البتہ یہ یاد دلانے والی نصیحت ہی پس جو شخص چاہے اپنے رب عزوجل کی طرف راہ اختیار کرے ف یعنے یہ آیات ہر عاقل کو ہوشیار و انجام کار یاد دلانے والی نصیحتین ہین ان مین ہر طرح کے ہدایات و ارشادات مذکور ہین پس جو چاہے اپنے نیک انجام کے لیے اپنے رب عزوجل کی طاعت مین مشغول ہو اور معصیات سے پرہیز کرے (تفسیر کبیر) یعنے یہ سورہ تذکرہ ہی کہ اس سے وہی نصیحت پکڑتے ہین جو صاحبان عقل ہین اور قولہ فمن شاء عام ہے کہ جو کوئی چاہے ۔ یعنے جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے چاہا ہے چنانچہ دوسری سورۃ مین اسکی تصریح موجود ہی بقولہ تعالیٰ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیما حکیما یعنے تم نہین چاہوگے مگر جبھی کہ اللہ تعالیٰ چاہے البتہ اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہی ۔ھ۔ ابن کثیر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یتذکر اولوا الالباب ۔ یعنے نصیحت وہی لیتے ہین جنکو عقل ہی ۔ھ۔ معتزلہ و روافض و خوارج وغیرہم نے زعم کیا کہ ہر شخص قدرت رکھتا ہی کہ اپنے دل مین کفر چھوڑ کر ایمان پیدا کرلے کیونکہ وہ اپنے افعال کا پیدا کرنے والا ہے جیسے یہان فرمایا کہ جو شخص چاہے اپنے رب عزوجل کی جانب راہ لے ۔ھ۔ تو ہر شخص قادر ہے کہ یہ راہ لے۔ اہل السنت والجماعت نے کہا کہ امر بدیہی ظاہر ہے لیکن ہر شخص نہین چاہے گا اگر چاہے تو اللہ تعالیٰ اسمین ہدایت پیدا کردے بلکہ وہی لوگ چاہینگے

Marfat.com

حکمت مین اللہ تعالیٰ نے عقل و ہدایت چاہی ہو اور خطیب رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص مین ایسی سمجھ رکھی ہو کہ وہ نیک و بد پہچان سکے اور اُسکو فی الجملہ یہ اختیار دیا ہو کہ جسکی پیروی چاہے کرے تو اُسکو کوئی چیز مانع نہین رہی سواے قہر الٰہی کے جسپر اطلاع نہین ہو لہذا فرمایا کہ۔ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہ سبیلا۔ (السراج) مترجم کہتا ہو کہ یہ بات ہر شخص جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو پیدا کیا اور وہ اسکے ذرہ ذرہ سے آگاہ ہو لیکن جس شخص کی جبلت مین نجس و حقیر چیز کی محبت غالب ہو وہ کبھی پاکیزہ چیز کی طرف خواہش نہین کرتا ہو چنانچہ تم بدیہی دیکھتے ہو کہ مشرکین اپنی مَن مانی بیہودہ چیزون کی طرف دلی اعتقاد سے رغبت کرتے ہین حتیٰ کہ پتھرون کی مورتین بنا کر اُن سے مرادات مانگتے ہین اور جسنے پیدا کیا اُس سے مایوس ہین اور امید نہین کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے ان کی مراد حاصل ہو اور اسی طرح سب کفار و مشرکین کا حال اہل عقل پر آئینہ کی طرح واضح ہو بس یہی بھید ہو کہ باوجود اس حکم عام کے وہ شخص کبھی اس ہدایت کو نہین چاہیگا جسکی جبلت برعکس ہو اور اگر وہ چاہتا تو اللہ تعالیٰ اِس ... ہدایت پیدا فرماتا و لیکن وہ اس دنیا کی نجاست کو عین مراد جانتا ہو اور واضح ہو کہ لا الٰہ الا اللہ یہی ایک کلمۂ حق ہو جس نے اسکو جان لیا اُسنے راہ حق پہچان لی اور جس نے یہ نہین جانا وہی گمراہی مین ہو پھر مشرکون نے صریح ظاہر خلاف کیا اور مخلوقات مین الوہیت مانی اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے حد فاصل قرار دیا اور کافرون کے اقسام بکثرت ہین یہ سب جہنمی گروہ ہین اور اسلام یہ ہو کہ الوہیت فقط اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو پھر آخر مین اسلام سے بھی بہت سے فرقے نکلکر مشرکون مین مل گئے اور یہ اعتقاد کیا کہ ہم لوگ خود مختار ہین اور یہ نادانی ہو کیونکہ اگر اتنا سمجھتے کہ ہر مخلوق ہر دم اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین ہو ایک آن بھی باہر نہین ہو سکتی ہو الحی القیوم۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی تو پھر یہ گمان کیونکر صحیح ہو گا کہ ہم خود ہر کام کرنے پر قادر ہین فافہم۔ اور اس مسئلہ کی تحقیق بہت توضیح کے ساتھ جا بجا پہلے مذکور ہوئی ہو اور جس قلب مین اللہ تعالیٰ نے نور ایمان رکھا ہو اُسکو اشارہ کافی ہو اور گمراہ کے واسطے دفتر کفایت نہین کرتا کیونکہ اُسکا نفس غالب ہو اور نفس کے حواس اسکو ادراک کرنے سے عاجز ہین واللہ تعالیٰ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم خطیب رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راہ لینے کے معنے یہ ہین کہ طریقۂ اتباع نبوت کا انقیاد کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہو **اقول** اب قیامت تک یہ طریقہ فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہو خطیب رح نے کہا کہ بعض کے نزدیک فمن شاء الآیہ منسوخ ہو یعنے اسمین حکم یہ کہ جو چاہے اختیار کرے تو یہ چاہنا منسوخ ہو گیا اور جہاد کا حکم آگیا ثعلبی رح نے کہا کہ حق یہ معلوم ہوتا ہو کہ منسوخ نہین ہو مترجم کہتا ہو کہ یون کہنا چاہیے کہ ہرگز منسوخ نہین ہو کیونکہ جہاد تو فقط اس لیے ہو کہ کافرون کا ظلم و فساد اس زمین سے مرتفع ہو اور بندگان خدا امن و عافیت سے رہین خواہ وہ کسی دین مین ہون لیکن انکو جنت کی راہ اور جہنم کی راہ بتلادی گئی ہو وہ جس راہ کو اختیار کرین وہی نتیجہ پاوین گے اور جہاد کے یہ معنی نہین ہین کہ زبردستی اسلام لاؤ خواہ چاہو یا نہ چاہو یہ کسی نے بھی نہین کہا ہو اور اسلام کیونکر ہو گا جبکہ آدمی نہ چاہے اور کیا یہ نہین دیکھتے ہو کہ جزیہ قبول کر کے اپنی حفاظت مین لینا قطعی شرع ہو اور برابر اسی پر عمل چلا آتا ہو بس یہ آیت برابر باقی ہو غایت یہ کہ اسمین کافرون کے واسطے تہدید ہو کہ راہ حق واضح کر دی گئی اب جو کوئی نہ چاہے وہ سخت بدبخت ہو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بے شک تیرا رب جانتا ہو کہ تو قیام کرتا ہو اقرب دو تہائی رات سے اور نصف رات اور تہائی رات اور ایک گروہ اُن بندون سے جو تیرے ساتھ ہین اور اللہ تعالیٰ رات کو اور دن کو مقدر کرتا ہو اُسنے جان لیا کہ تم اسکو گھیر نہین سکتے ہو بس

اُسنے تمپر رجوع کیا اب ؎ آن سے اُس قدر پڑھو جو باسانی میسر ہو یعنے تیرا رب [illegible]
ساتھیوں (مومنوں) مین سے ایک گروہ موافق حکم کے رات کی نماز مین قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی [illegible]
[illegible] حی رات اور کبھی تہائی جیسا ۔ ہوسکا اور اول سورہ مین اسی طرح آسانی دی گئی تھی ولیکن اللہ تعالیٰ [illegible]
اوقات کو ضبط نہین کر سکتے اور اللہ تعالیٰ ہی دن و رات کو منضبط فرماتا ہی کبھی گھٹاتا ہی اور کبھی بڑھاتا ہی یعنے کبھی [illegible]
اور رات جھوٹی کرتا ہے یعنے رات کا حصہ دن مین ملاتا ہی اور کبھی دن مین سے رات مین ملاتا ہی تو رات بڑی ہوجاتی [illegible]
جانتا ہی کہ تم اس فریضہ کو یعنے قیام الیل کو ہر حال مین برابر احصا نہین کرسکو گے اگرچہ اب تک تم نے ہر موسم مین اپنے [illegible]
اسپر عمل کیا ہی پس اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق تمپر کرم سے رجوع کیا اور عفو فرماکر یہ حکم دیتا ہی کہ جس قدر قرآن تم سے باسانی
ہوسکے وہ پڑھو یعنے وقت کی کچھ حد نہین ہی ولیکن نماز مین جسقدر قرآن ہوسکے آسانی کے ساتھ اُسقدر رات مین پڑھو و علی ہذا
آخر یہ بھی منسوخ کیا گیا اور فقط نماز پنجگانہ رہگئین یہان قرآن پڑھنے سے نماز مراد ہی جیسے سورۂ معراج مین قرأت کی جگہ نماز فرمائی
بقولہ تعالیٰ ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا الآیہ ۔ یعنے نہ جہر کر اپنی نماز کے ساتھ اور نہ اخفا کر ۔ مراد یہ کہ نماز کی قرأت کو اسقدر
زور سے پڑھ کہ مشرکین سنکر بدگوئی کرین اور نہ اسقدر اخفا کر کہ تیرے مقتدی اصحاب نہ سن سکین بلکہ درمیانی آواز سے قرأت کر
۔ اور یہان نماز کی جگہ قرأت فرمائی اور مراد نماز ہی اور اشارہ یہ کہ اس نماز مین قرأت و تلاوت قرآن ایک جزو اعظم ہے
اسی سے بعض علما نے کہا کہ قیام اللیل ان لوگون پر ہی جو اہل القرآن ہون یعنے قرآن کی سورتین یاد رکھتے ہون (سوال) یہان
(فتاب علیکم) کے کیا معنے ہین کیونکہ توبہ تو گناہ سے ہوتی ہی تو کیا اس فریضہ کے ادا کرنے مین کچھ گناہ ہوا تھا (جواب) نہین بلکہ
لغوی معنے مراد ہین چنانچہ شیخ جلال رح نے کہا کہ (رجع بکم الی التخفیف) حفناوی رح نے کہا یعنے توبہ لغت مین بمعنے رجوع ہی اور
گناہ سے توبہ نہین ہی یعنے اللہ تعالیٰ نے تمپر کرم و آسانی کے ساتھ رجوع فرمایا اور تم کو رخصت دیدی کہ قرآن جسقدر میسر ہو آسانی کے
ساتھ اسی قدر نماز مین تلاوت کرو (سوال) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر بھی یہ شاق تھا کہ آپ ہمیشہ قیام اللیل
نہ کرسکین گے (جواب) نہین بلکہ یہ امت کے واسطے آسانی ہی اور امتیون پر ترحم ہی کیونکہ اگر فرضیت باقی رہتی تو قیامت تک امت پر
فرض ہوتا کہ قیام اللیل کرین اور یہ ضرور شاق ہو جاتا کیا نہین دیکھتے ہو کہ نماز عشا کی تاخیر تہائی رات گئے تک اکثر لوگون پر خصوصًا
کمزور اور دائم المرض لوگون پر شاق ہوتی ہی پس یہ امت پر کرم ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قیام اللیل فرمایا اور
آپکا قیاس نہین ہوسکتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ نہایت سخت گرمی مین سفر جہاد مین صحابہ رض بوجہ بیتابی کے اونٹ ذبح کرکے اُسکے
اوجھ کا پانی چھڑکتے تھے اور اسپر بھی مضطرب الحال ہوتے تھے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ سے ہوتے تھے چنانچہ
گیارھوین پارہ مین غزوہ تبوک کے قصے مین اور سورۂ انا فتحنا مین غزوۃ الفتح کے قصے مین غور سے نظر کرو ۔ پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان مبارک اس سے اعلیٰ ہی کہ کوئی شخص وہان قیاس دوڑاوے ہان آپ کے طفیل مین امتیون پر کرم ہی چنانچہ
ارشاد فرمایا ۔ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ
وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔ ای علم انہ سیکون الخ یعنے اللہ تعالیٰ نے جانا [illegible]
بات کہ اب ہونگے تم مین مریض لوگ اور دیگر ایسے لوگ کہ پھرینگے ملک زمین مین تلاش کرتے ہوے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور [illegible]
لوگ کہ جہاد کرینگے لڑائی کا اللہ تعالیٰ کی راہ مین پس تم قرآن سے اُتنا پڑھو جو آسان ہو ف یعنے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ [illegible]
امت مین عذر والے مریض ہونگے جو رات مین قیام نہین کرسکین گے اور ایسے لوگ ہونگے جو رزق کی تلاش مین ملکون [illegible]

[illegible] مالب ہونگے بذریعہ حرفہ وتجارت کے اور دیگر فریق مجاہدین ہونگے جو راہ الٰہی مین کفار سرکش سے قتال کرینگے اور ان
[illegible] مین قیام کی تاکید فرض ہونے مین ان لوگون پر حرج ہی اور اللہ تعالیٰ نے اس امت سے حرج اُٹھا دیا ہی بقولہ تعالیٰ ما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنے اللہ تعالیٰ نے تمپر دین مین حرج نہین رکھا ہی۔ھ۔ واضح ہو کہ یہ آیت بلکہ تمام سورہ مکیہ ہی اور اس وقت تک قتال
جہاد شروع نہین ہوا تھا اور نہ اس وقت تک اسلام مین ظہور تھا بلکہ اصحاب رضی اللہ عنہم رات کو آواز سے قرآن نہین پڑھنے پاتے تھے
اور مشرکین ان کو ہر طرح کی ایذائین دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین آگاہ فرمایا کہ اس امت مین مجاہدین ہونگے تو یہ اخبار
غیب مین سے ہے اور معجزہ صادق اعظم دلائل نبوت سے ہی (ابن کثیر) بلکہ غور کرو تو نہایت اعلیٰ معجزہ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ اس امت مین آیندہ ایسے فریق ہونگے اور پہلے بیمارون کو ذکر فرمایا یعنے امت اسقدر کثرت کے ساتھ ہوگی کہ اس مین
ایسے معذور مریض ہونگے جو رات مین قیام کرنے پر قادر نہونگے اور اس قدر کثرت کے ساتھ ممالک مفتوح ہونگے اور امن
قائم ہوگا کہ اہل حرفہ وتجارت دور ملکون ملکون سفر کر کے فضل الٰہی سے رزق تلاش کرینگے اور یہ سب واقع ہوا فللہ الحمد والمنہ
(لطیفہ) امام رازی رح نے کہا کہ اس آیت کے لطائف مین سے یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو اور رزق حلال حاصل کرنے
کے لیے سفر کرنے والون کو برابر کر دیا نسفی رح نے کہا کہ یہ اسلیے کہ حلال کمائی کرنا بھی جہاد ہی خطیب رح نے لکھا کہ مجاہدین کو اور حلال
کمائی کرنے والون کو ایک درجہ مین ذکر فرمایا تو یہ دلیل ہی کہ جو شخص اپنی ذات کے لیے اور اہل وعیال وغیرہ کے لیے حلال کمائی
کرتا ہی وہ جہاد کرنے والون کے برابر ہی حدیث مین ہی کہ جو شخص طعام ایک شہر سے دوسرے شہر مین لاکر اُس روز کے بھاؤ سے
فروخت کرتا ہی تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمنزلہ شہیدون کے ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت پڑھی وآخرون
یضربون فی الارض الآیہ رازی ونسفی رح نے لکھا کہ ابن مسعود رض نے کہا کہ جو کوئی کسی چیز کو مسلمانون کے شہرون مین سے کسی
شہر مین لایا درحالیکہ وہ صابر ہی اور ثواب کی امید رکھتا ہی پس اُس روز کے نرخ سے اُسکو فروخت کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
بمنزلہ شہدار کے ہوگا ابن مسعود رض نے یہی آیت پڑھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ راہ الٰہی یعنے جہاد مین مرنے کے سوائے
کوئی موت مجھے اس سے زیادہ محبوب نہین ہی کہ مین ایسی حالت مین مرون کہ مین نے رزق حلال کے واسطے سفر کیا
اور طاؤس رح نے کہا کہ جو شخص بیوہ ومسکینون کے واسطے ساعی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنے والے کے مثل ہے
(مسئلہ) آیت مین حکم ہی کہ قرآن ماتیسر منہ پڑھو اس سے کیا مراد ہی (جواب) خطیب رح نے کہا کہ دو قول ہین ایک یہ کہ نماز مین
پڑھو دوم یہ کہ تلاوت کرو تا کہ بھول نجاوے قول اول کی یہ توجیہ ہی کہ رات کی نماز مین قرآن جسقدر خفیف وآسان ہو اُس قدر
پڑھو یعنے اسلیے کہ تمہارے واسطے کوئی مقدار مقرر ہو قرطبی رح نے کہا کہ یہی قول ارجح ہی اور آیندہ جب مغرب وعشا کی نماز فرض ہوئی تو
یہ بھی منسوخ ہوا خطیب رح نے کہا کہ اس صورت مین نماز کے جزء اعظم یعنے قرأت کو بیان کیا اور مراد نماز ہے مترجم کہتا ہے کہ
اس تکلف کی ضرورت نہین رہی جبکہ قرآن کی تلاوت نماز مین مقصود ہی مگر آنکہ یہ مراد ہو کہ نماز پڑھو جس قدر آسان ہو
حسن بصری نے کہا کہ نماز مغرب وعشا مین اور قیس بن ابی حازم نے کہا کہ مین نے ابن عباس رض کے پیچھے بصرہ مین نماز پڑھی
تو ابن عباس رض نے پہلی رکعت مین الحمد پڑھی اور اسکے ساتھ مین سورہ بقرہ کی اول آیت پڑھی پھر رکوع کیا اور دوسری رکعت
مین الحمد پڑھی اور سورۂ بقرہ کی دوسری آیت پڑھی پھر رکوع کیا جب سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
کہ فاقرؤا ماتیسر منہ (قول دوم) یہ کہ مطلقاً تلاوت قرآن منظور ہی خواہ نماز مین ہو یا نماز سے خارج ہو خطیب رح نے کہا کہ جب یہ
معلوم ہوا کہ قیام اللیل فرض نہین رہا ہی تو آیت کے یہی معنے ہوے کہ قرآن پڑھو اور حفظ کرو اور پڑھاؤ تا کہ بھول نہ جاوے

Marfat.com

کعبؒ نے کہا جسنے رات مین سو آیتین پڑھین تو وہ قانتین مین سے لکھا جاویگا اور سعیدؒ نے کہا کہ ... آیتین [illegible]
درجے مین لکھا جاوے قرطبیؒ نے کہا کہ کعبؒ کا قول اصح ہی کیونکہ حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت [illegible]
قرآن کی دس آیات سے ... مین نماز پڑھی تو وہ غافلین مین سے نہین لکھا جاویگا اور جس نے سو آیتین پڑھین تو وہ [illegible]
مین سے لکھا جاویگا اور جسنے ہزار آیتین رات کی نماز مین پڑھین تو وہ مقنطرین مین لکھا جاویگا رواہ الطیالسی وابوداؤد اور حدیث
انس رضؓ مین مرفوعاً وارد ہی کہ جس نے پچاس آیتین پڑھین رات یا دن مین تو وہ غافلین مین سے نہین لکھا جاویگا اور جس نے سو
آیتین پڑھین تو وہ قانتین مین لکھا جاویگا اور جس نے دو سو آیتین پڑھین تو قیامت مین قرآن اسپر حجت نہ لاویگا اور جسنے
پانچ سو آیتین پڑھین تو اُسکے واسطے قنطار ثواب ہی حدیث مین ہی کہ قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ ہی اور ایک اوقیہ آسمان
وزمین کے جوف سے بہتر ہی ابو عبیدہؒ نے کہا کہ قنطارہ عرب کے نزدیک بلا حساب ہی اسکا وزن نہین جانتے ہین ثعلبؒ نے کہا کہ
عرب کے نزدیک معتمد چار ہزار دینار ہین اور جب قناطیر مقنطرہ کہتے ہین تو ایک ہزار دو سو دینار ہوتے ہین بعض نے کہا کہ قنطار ایک
بیل کی کھال بھر کے سونا ہی اور بعض نے کہا کہ اسی ہزار اور بعض نے کہا کہ ڈھیر بیشمار ہی اسکو ابن الاثیرؒ نے نہایہ مین نقل کیا ہی
قرطبیؒ نے کہا کہ قول دوم اصح ہی کیونکہ خطاب کو ظاہر معنے پر محمول کرنا اولیٰ ہی یعنے مطلقاً تلاوت مراد ہی (السراج) (**مسئلہ**) ابن کثیرؒ
نے لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب نے اس آیت سے استدلال کیا کہ جب یہ حکم ہی کہ جس قدر آسان میسر ہو اُسقدر قرآن پڑھو تو نماز
مین قرارت سورۂ فاتحہ متعین نہین ہی بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھے یا دوسرا کوئی سورہ بلکہ کوئی ایک آیت پڑھے تو بھی نماز کافی ادا ہو جاوے
اور اسکی تائید مین صحیحین کی وہ حدیث لاتے ہین کہ ایک شخص نے مسجد مین داخل ہو کر بُری طرح نماز پڑھی آخر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکو نماز تعلیم فرمائی اور اس تعلیم مین ہی کہ بعد تکبیر تحریمہ کے فرمایا کہ جو کچھ تجھے قرآن سے آسان میسر ہو وہ پڑھ دے
جمہور علماؒ کے نزدیک سورۂ فاتحہ متعین ہی اور اسکا جواب یہ دیتے ہین کہ صحیحین مین حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ
وارد ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز نہین مگر آنکہ تو فاتحۃ الکتاب پڑھے اور صحیح مسلم مین حدیث ابو ہریرہ رضؓ
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نماز جسمین سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاوی جاوے وہ ناقص ہی ناقص ہی ناقص ہی
پوری نہین ہی راوی نے پوچھا کہ ای ابو ہریرہ ہم لوگ اکثر اوقات امام کے پیچھے ہوتے ہین تو ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ اپنے جی مین پڑھ لے
صحیح ابن خزیمہ مین ہی کہ کافی ادا نہین ہوتی نماز ایسے شخص کی جسنے ام القرآن نہ پڑھی (تفسیر ابن کثیر) خطیبؒ نے کہا کہ اس حدیث
کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہی اور حدیث صحیحین مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے
نماز پڑھتے دیکھا ہی اور آیت فاقرؤا ما تیسر محمول ہی کہ سورۂ فاتحہ ہو یعنے قدر آسان سے مراد سورۂ فاتحہ ہی یا کہا جاوے کہ جو شخص
سورۂ فاتحہ پڑھنے سے عاجز ہو وہ جو کچھ یاد رکھتا ہو پڑھ لے تاکہ اس طریقے سے سب احادیث و آیات جمع ہو جاوین (السراج)
اور امام احمد و بیہقی نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم لوگ سورۂ
فاتحہ اور جس قدر آسان میسر ہو پڑھا کرین (ف) مترجم کہتا ہی کہ اس مسئلہ مین آج کل شور و شغب جاہلانہ پھیلا ہوا ہے
لہذا آخر مین ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی تحقیق بیان کرونگا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر منہ ای توموا بما تیسر علیکم منہ
یعنے قرآن کی تلاوت مین سے جسقدر تمپر آسان ہو اُسکو نماز مین پڑھو۔ ابن جریرؒ نے یعقوب الدورقی کی اسناد سے
روایت کی کہ ابو رجاءؒ نے کہا کہ مین نے حسن بصریؒ سے عرض کیا کہ ای ابو سعید آپ ایسے شخص کے حق مین کیا فرماتے ہین جس نے
تمام قرآن حفظ کیا اور وہ رات مین نماز کے لیے قیام نہین کرتا ہی فقط نماز فریضہ پڑھ لیتا ہے تو حسنؒ نے کہا کہ یہ شخص قرآن کو

تعالیٰ نے تمپر اسکو ہلکا کردیا ہی مین نے کہاکہ ای ابوسعید اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ فاقرؤا ماتیسر من القرآن۔ حسن رح نے کہاکہ ہان
حق حامل قرآن پر یہ ہے کہ قیام کرے اگرچہ پانچ ہی آیات پڑھے۔ھ۔ ابن کثیر رح نے کہاکہ اس سے ظاہر یہ ہی کہ حسن بصری رح کے نزدیک
حاملان قرآن پر یہ حق واجب تھا کہ رات مین قیام کرین اگرچہ بہت خفیف پانچ ہی آیات ہون اسی واسطے حدیث مین ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص سویا یہانتک کہ صبح ہوگئی تو فرمایا کہ یہ شخص ہے کہ جسکے کان مین شیطان نے
پیشاب کردیا ہو بعض علما رح نے کہاکہ اسکے یہ معنے ہین کہ صبح عرفی ہوگئی یعنے آفتاب نکل آیا اور اُسنے فریضہ بھی نہین پڑھی اور بعض نے
کہا کہ رات مین قیام نکیا حتی کہ صبح ہوگئی مترجم کہتا ہی کہ اس زمانے مین فقط قرآن ونماز فریضہ پر فتویٰ دیاگیا ہی کیونکہ حصول معیشت
مین مشقت نہ ہو۔ھ۔ اورسنن مین حدیث ہی کہ اے اہل قرآن وتر پڑھاکرو مترجم کہتا ہی کہ وتر سے یہان بالاتفاق رات کی
نماز مراد ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ جسنے وتر نہین پڑھی تو وہ ہم مین سے نہین ہی **اقول** شاید اہل القرآن مراد ہین اور
ابوبکر بن عبدالعزیز حنبلی رح نے کہاکہ قیام رمضان واجب ہی اور طبرانی رح نے حدیث ابن عباس رض سے مرفوعاً روایت کیا فاقرؤا
ما تیسر منہ فرمایا کہ سو آیات ہین۔ھ۔ یعنے آسان کی مقدار سو آیات ابن کثیر رح نے کہاکہ یہ حدیث بالکل غریب ہی مین نے سوائے
معجم طبرانی کے اسکو کہین نہین پایا قولہ تعالیٰ۔ **وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ**۔ اور تم لوگ قائم کرو نماز کو اور ادا کرو
زکوٰۃ کو **ف** یعنے جو نماز تمپر فرض کی گئی اُسکو ٹھیک شرائط وادب سے اداکرو اور جو زکوٰۃ تمپر فرض ہوئی اُسکو خالص اللہ تعالیٰ
کے واسطے اداکرو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل زکوٰۃ مکہ معظمہ مین فرض ہوچکی تھی پھر مدینے مین اللہ تعالیٰ نے اسکے واسطے
نصاب اور مقدار بیان فرمائی یعنے مثلاً دوسو درم حاجت سے زائد ہون تو پانچ درم زکوٰۃ دیدو مترجم کہتا ہی کہ یہ بعض علما کا قول ہی
اور یہی اقویٰ نظر آتا ہی اور جو علما یہ کہتے ہین کہ مدینے ہی مین زکوٰۃ فرض ہوئی تو شاید یہان یہ تاویل کرتے ہین کہ طہارت نفس مراد ہی
اور شاید یہ بھی اخبار غیب ہو جیسے علم ان سیکون منکم مرضیٰ الآیہ مین مجاہدین سے خبردی ہی۔ ابن عباس وعکرمہ ومجاہد وحسن وقتادہ وغیرہ
وغیرہ جماعت سلف نے کہاکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قیام اللیل فرض فرمایا تھا وہ اس آیت سے منسوخ فرمایا اور صحیحین مین ہی کہ ایک
شخص شرائع اسلام پوچھنے آیا تھا پس اُسنے نماز کو دریافت کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ رات ودن مین پانچ نمازین
اُسنے عرض کیاکہ بھلا انکے سوائے بھی مجپر کچھ نماز فرض ہی آپ نے فرمایاکہ نہین مگر آنکہ تو تطوع کرے یعنے ثواب کے لیے اپنی طرف
سے نفل پڑھے۔ ابن کثیر اور قشیری رح نے کہاکہ مشہور قول یہ ہی کہ قیام اللیل فقط امت کے حق مین منسوخ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق مین اسکی فرضیت باقی رہی۔ شافعی رح نے کہاکہ نہین بلکہ بالکلیہ منسوخ ہوا اب رات مین اُٹھکر کوئی نماز فرض نہین رہی اسی سے
[illegible] قولہ تعالیٰ فاقرؤا ماتیسر من القرآن۔ فقط تلاوت بغیر نماز کے ہی (السراج) مترجم کہتا ہی یہ کیون بلکہ فرائض پنجگانہ مین ہے
جیسا کہ ابن عباس رض سے مذکور ہوا ورنہ لازم آویگا کہ ہر روز کچھ نہ کچھ تلاوت وعلاوہ نماز کے ہر شخص پر واجب ہی اور اسکا کوئی قائل
نہین ہی و[illegible] بغوی وخطیب وغیرہ نے لکھا کہ زکوٰۃ مالی جب اسکے بعد فرض ہوئی ہی تو آیت مین ادائے زکوٰۃ سے صدقۂ
[illegible] عکرمہ وقتادہ سے مروی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ صدقۂ فطر تو فریضہ صوم رمضان کے بعد مشروع ہوا ہی اور وہ ہجرت
[illegible] ہوا اور بعض نے کہاکہ یہان صدقۂ نفل مراد ہی مین کہتا ہون کہ اٰتوا الزکوٰۃ ہی فریضہ زکوٰۃ کا صیغہ ہی تو نفل ہونے کی کیا
[illegible] ابن عباس رض نے کہاکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت واخلاص توحید مراد ہی **اقول** اگر یہ قول بن عباس رض سے صحیح ثبوت ہو تو
[illegible] زکوٰۃ سے نفس کی طہارت ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ **وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا**۔ اور اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دو
[illegible] نوافل عبادتین رغبت سے اداکرو۔ زید بن اسلم نے کہاکہ قرض حسنہ سے مراد اہل وعیال کا نفقہ ہی **اقول** یہ تکلف

Marfat.com

اس لیے کہ جہاد اس وقت تک واجب نہ تھا لہذا بعض نے کہا کہ صلۂ رحم ہو اور بعض نے کہا کہ [illegible]
ہو کہ وہ راہ جہاد مین خرچ ہو۔ قول یہان کیا مراد ہو اگرچہ جہاد فرض ہونے کے بعد ایسی آیت [illegible]
یہ بھی آیندہ مفروض ہو۔ [illegible] کی تمہید ہو یعنی آیندہ جب راہ الٰہی مین جہاد کرنے والے ہون تو اللہ تعالیٰ [illegible]
کو بہت گونہ ثواب عطا فرماویگا اور ابن کثیرؒ نے اس سے صدقات عام مراد لیے اور شاید یہ اس بنیاد پر [illegible]
ہونے سے پہلے صدقات واجب تھے اور خلاصہ یہ کہ تم اعمال خیر کو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ادا کرو۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ
مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا۔ اور جو کچھ تم پہلے پہونچاؤ گے اپنی جانون کے واسطے نیکی
تو اسکو پاؤگے اللہ تعالیٰ کے یہان بہت بہتر اور برتر از راہ ثواب کے ف ترکیب کلام یہ کہ تجدوہ خیرا واعظم اجرا [illegible]
(ہو) واسطے فصل کے جائز ہو اور بلاغت نفیس ہو اور معنے یہ کہ سب جو کچھ تم اپنے سامنے اپنے لیے عاقبت مین پہونچاؤ گے وہ وہان
تمہارے لیے حاصل ہو اور وہ ما بقی سے تمہارے واسطے بہتر و ثواب مین افضل و اعظم ہو۔ حافظ ابو یعلیٰؒ نے ابو خیثمہ سے روایت کی
یعنے زہیر بن حرب شیخ مسلم وغیرہ سے اسناد کی کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کون
شخص ہے کہ جسکو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم مین سے ہر ایک کی یہی حالت ہو کہ اسکو اپنا مال
بہ نسبت وارث کے مال کے زیادہ پسندیدہ ہو آپ نے فرمایا کہ تم غور کر لو کہ کیا کہتے ہو صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہان ہم نے خوب
سمجھ لیا ہو ہم تو یہی جانتے ہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا مال تو وہی ہو جو تم نے آگے پہونچا دیا ہو اور جو پیچھے چھوڑ دیا وہ
وارث کا مال ہو (رواہ البخاری والنسائی) مترجم کہتا ہو کہ یہ کلمہ نفیس ہو اور یہان ایک بات سمجھ لو تاکہ دھوکا نکھاؤ تو واضح ہو کہ یہ کلیہ ہو
کہ آدمی نے جو اپنی زندگی مین اپنے واسطے آخرت مین پہونچا دیا وہ ایسی حالت مین ہونا چاہیے کہ تندرست ہو اور تونگری کی خواہش رکھتا ہو
اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ اسکا مال ہو اور جو مرنے پر چھوڑ گیا یا بیماری سخت ہو کہ جینے کی امید نہین ہو تو یہ چھوٹا ہوا مال اسکے وارث کا
مال ہو پھر جو مال اُسنے پہلے پہونچایا اسکی کیا صورت ہو اسکی صورت یہ ہو کہ رضاے الٰہی کے واسطے خرچ کرے پھر اول اپنی ذات پر
اس نیت سے کہ نفس مین اداے طاعات کے قوت حاصل ہو یہ خرچ اللہ تعالیٰ کے واسطے پہلے پہونچایا ہو دوم زوجہ و اولاد پر اور جنکے
نفقات واجب ہین خرچ کرے تاکہ حکم الٰہی عز و جل کی تعمیل ہو پھر اقارب محتاجین پر اسی نیت سے دے اور زائد ہو تو فقراے محلہ
و وطن پر خرچ کرے وعلیٰ ہذا القیاس اور راہ جہاد مین اگر قائم ہو الغرض شرع مین جو صدقات مشروع ہین اول ان مین سے فرائض
و واجبات مین پھر سنن و مستحبات مین خرچ کرے اور نیت ثواب سے رضاے الٰہی کا امیدوار ہو پس یہ طریقہ ہو کہ مال کو اپنے واسطے
عاقبت مین پہلے پہونچایا ہو پھر کبھی ایسا ہوتا ہو کہ مال کثیر ہو اور اپنے بعد اپنی اولاد کو دیکھتا ہو کہ انکے واسطے مقدار وسیع ہو گی
اور اگر اُسنے دیکھا کہ مال قلیل ہو اگر غیرون کو دیتا ہو تو اُسکے بعد اولاد محتاج ہونگے تو انھین پر صدقہ کرے اور بعد مرنے کے [illegible]
نیت کے موافق ثواب پاویگا یہ نہوگا کہ وہ سب مال وارث کے حساب مین جاوے کیونکہ اُسنے گویا اپنی زندگی مین [illegible]
محتاجون کو دیدیا اور محتاجون مین سے قرابتی محتاج کو دینا دوسرا ثواب ہو تو گویا اُسنے دو محتاجون کو دیدیا اور یہ [illegible]
واللہ تعالیٰ اعلم۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو بیشک اللہ تعالیٰ
غفور رحیم ہو ف یعنے ہر کام مین یاد الٰہی و استغفار کی کثرت کرو کیونکہ جو بندہ اُس سے مغفرت مانگے تو اسکو [illegible]
کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاوے اور یہ آخری حکم اس وجہ سے فرمایا کہ بندہ ہر چند امور بندگی مین کوشش کرے [illegible]
مدارضات سے کچھ نہ کچھ خلل رہتا ہو اور اکثر اوقات نسیان طاری ہوتا ہو پس اپنے رب عز و جل سے مغفرت [illegible]

[illegible] کو دیکھیں جس وقت میں ولی وصی کام میں اس سے کوتاہی ہوئی تھی وہاں استغفار قائم ہوا تو وہ نقص پورا ہوا اور رحمت
[illegible] الحمد والمنة تفسیب حسب وعدہ یہاں دو مسئلے لکھے جاتے ہین اول یہ کہ کیا سورۂ فاتحہ تمام وکمال نماز مین
[illegible] ما تیسر من القرآن جائز ہے دوم اسی کے ذیل مین امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ بھی ذکر کیا جائیگا واضح ہو کہ
[illegible] اجتہادی ہین اور محکم نہین ہین اور فرق یہ کہ جو حکم محکم ہے اس مین اہل السنہ کے علما مین کچھ اختلاف نہین اور وہ ضروریہ
[illegible] کے اعداد رکعات متواتر معلوم ومحکم ہین مثلاً نماز فجر دو رکعت ہے اجتہادی وہ مسئلہ ہے جسمین نصوص متعدد وارد
ہوں اور انکو جمع کرکے حکم نکالا جاتا ہے پھر جمع کرنے مین کئی صورتین نکلتی ہین اور یہی ہر صورت طریقہ اجتہاد کہلاتی ہے امام ابوحنیفہ کا طریقہ
اجتہاد یہ ہے کہ جو امر قرآن کی آیت مین منصوص ہے وہ متواتر ہے اسیطرح اگر حدیث متواتر ملجاوے تو وہ بھی قطعی ہے ولیکن جہان حدیث صرف آحاد طریقہ
سے روایت کی گئی ہو جیسے صحاح کی حدیثین ہین تو وہ متواتر نہین ہین ولیکن اُنپر ایسے طریقے سے عمل کیا جاوے جس سے متواتر
[illegible] اور اسکے ساتھ عمل جمہور صحابہ رض بھی دیکھا جاوے اسلیئے کہ دین ہمکو انھین سے ملا ہے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ثقہ عادل ہین
اور اللہ تعالیٰ نے انھین کو زمین مین خلیفہ کیا اور تمام امت کو انھین کے ذریعہ سے قرآن ودین پہونچایا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر لکھی ہوئی کتاب نہین اُتاری اور نہ آپ کی احادیث کسی کتاب مین اس وقت جمع کی گئین بلکہ یہ تو دو سو برس کے قریب زمانہ گزرنے پر
جمع ہوئین اور اس سے پہلے قرآن حضرت ابوبکر رض نے موافق کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمع کیا پھر حضرت عثمان نے حفاظ قرآن
کے مطابق سب صحابہ رض کے مجمع مین مصاحف لکھوا کر تمام اسلامی ملکون مین ارسال فرمائے اور حدیث کو صحابہ رض حفظ سے روایت فرماتے
اور تابعین حفظ رکھتے تھے پھر جب لوگون نے دنیا کی طرف رجوع کیا تو تبع تابعین نے انکو جمع کردیا الغرض صحابہ رض کا عمل بھی دیکھا جاوے کیونکہ
احکام جو صحابہ رض پر تھے وہ اعلیٰ کمال کے واسطے انکی لیاقت کے موافق تھے وہ اعلیٰ کمال کے واسطے آسان کردیے گئے جیسے سورۂ مزمل
مین قیام اللیل فرض فرما کر آخر مین منسوخ فرمایا جیسا کہ تفسیر منصوصات آیات مین معلوم ہوچکا ہے۔ تابعی نے اگر خبر بیان کی اور وہ ثقہ ہے
تو ابوحنیفہ رح کے نزدیک قبول ہے کیونکہ وہ ولی صالح کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ باندھیگا تو ضرور اُسنے قطعی یقینی طریقے
سے معلوم کرلیا ہے امام شافعی رح نے کہا کہ آیت قرآن کو حدیث صحیح سے خاص معنے مین کرلین گے اگرچہ حدیث آحاد ہو متواتر نہو اور صحابہ
کا عمل بھی نہ دیکھین گے اس لیے کہ بعضے کبار رض کو بعض باتین نہین معلوم ہوئین اسلیے کہ آخر وہ لوگ رزق حلال کے واسطے بعض اوقات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے جدا ہونے پر مجبور ہوتے تھے۔ تابعی اگرچہ ثقہ ہو جب تک وہ صحابی کو بیان نہ کرے ہم اُس کی
روایت نہ لینگے اس بیان سے ہر ایک سمجھدار خود سمجھ گیا ہوگا کہ اسی اجتہادی طریقہ کی وجہ سے اجتہاد مین اختلاف ہوگا اور ہر ایک نے
[illegible] مین دیانت وامانت سے کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے امت پر بڑا رحم فرمایا کہ اس طرح اجتہاد پر عمل کرنے مین ثواب دیا
اور عمل قبول کیا تاکہ امت مین ہر قسم کے اور ہر مزاج کے لوگ اپنے اپنے نفس کے موافق حکم پادین اور اگر فقط ایک ہی طریقہ ہوتا تو
بعض لوگ تکلیف وحرج مین پڑ جاتے اور بنی اسرائیل صرف ایک قوم تھی جسمین بارہ فرقے ہوگئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بعد موسیٰ علیہ السلام
پھر ایک ایک فرقے کے لیے جدا جدا پیغمبر ہر زمانے مین بھیجے بلکہ ایک فرقے کے مختلف بطون مین علیحدہ علیحدہ پیغمبر ہوتا تھا چنانچہ سورہ بقرہ
کی تفسیر مین اسکا بیان ہوچکا ہے اور ہر فرقے کا پیغمبر اپنے فرقے کے واسطے وحی الٰہی سے مناسب حکم دیتا تھا اور اختلاف ہوتا تھا اور وہ
لوگ کچھ نہین جھگڑتے تھے اور اس امت مین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پیغمبر نہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت مین باکمال
[illegible] اجتہادی علما پیدا کیے اور عوام کو انکی تقلید کا حکم دیا اسی نکتہ سے وارد ہے کہ علماء امت مانند انبیاے بنی اسرائیل ہین فتاوی
[illegible] ہو گیا کہ ایک جاہل نے سال بھر تک وتر ایک رکعت پڑھی تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے اپنی رائے لگا کر ایسا کیا ہے تو سال بھر کی

نماز وتر اعادہ کرے اور اگر کسی عالم نے اُسکو فتویٰ دیا کہ وتر ایک رکعت جائز ہی تو اعادہ نہ کرے تاہم اگر [illegible]
اعادہ نہین ہی ولیکن عوام کو حدیث سُنکر بغیر عالم سے دریافت کیے الیسا نہ کرنا چاہیے کیونکہ شاید اس حدیث مین نسخ ہو [illegible]
روزہ کے مسئلے مین بھی بیان ہی کہ اگر پچھنے لگوائے اور حدیث سُنی کہ افطار ہوجاتا ہی پس اُسنے عمداً کھالیا تو اُسپر کفارہ نہین ہی جب یہ معلوم ہوا [illegible]
جن مشائخ مجتہدین نے اختیار کیا ہی وہ کہتے ہین کہ اس طریقے کے موافق جو کوئی عالم اجتہاد کرے یہی حکم نکلے گا جو حنفیہ نے نکالا ہی [illegible]
اجتہاد کے موافق بے شک وہ حکم برآمد ہوگا جو انھون (شافعیہ) نے نکالا ہی اور دونون طریقے شرعی ہین اور محتمل ہی [illegible]
کو حقیقت مین اول طریقے پر جمع کرنا چاہیے یا دوم طریقے پر جمع کرنا چاہیے اسی لیے کوئی مجتہد یہ نہین کہتا کہ میرے [illegible]
شرعی نکالا جاوے وہ باطل ہی یا غلط ہی بلکہ کہتا ہی کہ شاید وہی عند اللہ حکم ہوا ور بالاجماع ہر اجتہاد پر عمل کرنے مین ثواب [illegible]
مجتہد نے وہ حکم پایا جو عند اللہ ہی تو اُسکے لیے دونا ثواب ہی اب غور کرو کہ آیت مین وارد ہوا کہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن [illegible]
قرآن سے آسان میسر ہو۔ اسکے ظاہر معنے یہ ہین کہ اگر آسان پڑھ لے تو نماز ہوجاوے اس ظاہر پر عمل کرنا بالاجماع [illegible]
جب تک دوسری دلیل اس ظاہر سے تغیر کی نہ ملے۔ شافعیہ نے کہا کہ ہان ہم کو وہ دلیل مل گئی اور وہ حدیث صحیحین ہی کہ لا صلاۃ
لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ اُسکی نماز نہین جسنے فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی۔ ھ۔ تو آیت کے ہم نے یہ معنے جانے کہ آسان کی مقدار [illegible]
جیسا کہ خطیب رح نے سراج مین ذکر کیا لیکن اسپر یہ مشکل پیش آتی ہے کہ اس معنے پر تم کو لازم ہی کہ خالی فاتحہ پڑھ لیا کرو حالانکہ [illegible]
کچھ ملانا بھی واجب ہی اور صحیح کی حدیث اسپر دلیل ہی اسی لیے خطیب رح نے لکھا کہ اچھا یہ معنے لیے جاوین کہ [illegible]
قرارت کا حکم یہ ہی کہ بقدر آسان جائز ہی جیسے ابن عباس رض نے بعد الحمد کے ایک آیت ملائی۔ حنفیہ نے کہا کہ [illegible]
تم نے آحاد سے آیت کے معنے خاص کر لیے اور ہمارے نزدیک یہ کافی نہین ہی اسلیے ہم یہ کہتے ہین کہ آیت سے تو ایک آیت کی قدر نکلتا ہے
لیکن جو شخص اسی قدر اکتفا کرے اسکی نماز پوری ادا نہو گی بلکہ اسپر دوبارہ مع فاتحہ کے پڑھنا واجب ہی اسلیے کہ اول تو یہ حدیث [illegible]
دوم فاتحہ پڑھنا معمول چلا آتا ہی شاید وہ لازم طریقہ پر ہو علاوہ اسکے شاید آیت کا حکم فقط نماز شب مین ہو [illegible]
ایک آیت سے فریضہ ادا ہوجاوے گا لیکن کافی نہوا بلکہ نقص رہا تو فاتحہ پوری لازم ہی اور حدیث ابوہریرہ بھی [illegible]
کہ جسنے ام القرآن نہ پڑھی تو اسکی نماز ناقص ہی پوری نہین ہی۔ یہ صحیح ہی کہ باطل نہین ہی اور اسی سے معلوم ہوگیا کہ حدیث [illegible]
یہی مراد ہی کہ نماز پوری نہین ہی اور یہ مراد نہین کہ باطل ہی کہا گیا کہ حدیث ابن حبان و ابن خزیمہ مین آیا لا تجزی صلاۃ [illegible]
فاتحہ نہ پڑھی اُسکی نماز جائز نہین ہوتی (جواب) تم نے (لا تجوز) کا ترجمہ کیا اور (لا تجزی) کا ترجمہ یہ ہی کہ پوری ادا نہین [illegible]
نے منہاج مین کہا کہ الاجزاء ہو الاداء الکافی۔ پوری ادا کو اجزا کہتے ہین تو وہی معنے ہوے کہ پوری ادا نہوگی [illegible]
شافعیہ فرض و واجب مین فرق نہین کرتے ہین۔ رہا خطیب رح کا یہ استدلال کہ حدیث بخاری مین آیا صلوا کما رأیتمونی [illegible]
تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا اسیطرح پڑھو۔ یہ حکم واجب ہی تو فاتحہ ضرور ہی (جواب) اس حدیث سے استدلال کرنا بے موقع ہی [illegible]
اس نماز مین (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھا ہی تو یہ بھی واجب ہو جاویگا۔ علاوہ برین اس حدیث [illegible]
نماز ناقص پس ہر دو طریق کا خلاصہ یہ نکلا کہ سورۂ فاتحہ تمام و کمال پڑھنا نماز مین ہر رکعت مین واجب ہی اگر ایک آیت بھی [illegible]
تو نماز کا اعادہ واجب ہی اور چونکہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) مین اختلاف اجتہادی ہی کہ آیا یہ بھی [illegible]
و ایک جماعت محدثین کا اجتہاد ہی یا آیت اسکا جزو نہین ہی جیسا کہ امام ابوحنیفہ و ایک جماعت کثیر کا اجتہاد [illegible]
مسئلہ ہی لہذا شیخ ابن الہمام رح نے فتح القدیر مین نقل کیا کہ ہمیشہ سورۂ الحمد کے اول مین بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible]

... امام محمدؒ نے کہا کہ یہی قول اصح ہی بالجملہ یہان تک اتفاق ہی اور اگر کسی نے سورۂ فاتحہ نہین پڑھا تو حنفیہؒ کے نزدیک نماز کا اعادہ واجب ہی اور
شافعیہ و ایک جماعت کثیرہ کے نزدیک نماز نہین ہوئی **مسئلہ دوم** جبکہ سورۂ فاتحہ پڑھنا ضرور ہی تو کیا امام و مقتدی سب پر واجب ہی یا مقتدی
پر واجب نہین ہی امام شافعی و ایک جماعت محدثین نے کہا کہ مقتدی پر بھی واجب ہی اور امام ابو حنیفہ و بعض محدثین نے کہا کہ مقتدی پر واجب نہین ہی
اور یہی اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہی اور امام مالک رحؒ نے کہا کہ جب امام جہر سے پڑھے تو مقتدی نہ پڑھے اور اگر آہستہ پڑھے جیسے ظہر و عصر مین ہی
تو مقتدی کو پڑھنا جائز ہی واضح ہو کہ سورۂ فاتحہ اصل مین اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرکے اپنے واسطے دعا ہی اور اہل الحق بالاجماع متفق ہین
کہ اگر کسی شخص نے نماز مین یہ دعا و عاجزی نہ کی تو ظاہر مین دیکھنے والا یہ حکم کریگا کہ اُسنے نماز پڑھی ولیکن حقیقت مین اُسنے نماز مین سے
کچھ نہ پایا چنانچہ سنن ابو داؤد وغیرہ کی احادیث مین ہی کہ مصلی کے لیے اسکی نماز مین سے اُسی قدر ہی جس قدر اُسنے تعقل کیا اور حدیث مین ہی
کہ نمازی جب سلام پھیرتا ہی تو بعض کو اسکی نماز مین سے کچھ نہین ملتا اور بعض کو آٹھوان حصہ اور بعض کو چہارم علیٰ ہذا القیاس استدلال شافعیہ
رحمہم اللہ تعالیٰ بعموم حدیث مرفوع ابو ہریرہ رضؓ ہی کہ جسنے کوئی نماز پڑھی جسمین ام القرآن (الحمد) نہ پڑھی تو وہ ناقص ہی ناقص ہی تمام نہین ہے
ابو السائب اوسی نے کہا کہ مین نے ابو ہریرہ رضؓ سے کہا کہ ای ابو ہریرہ پھر ہم تو اکثر اوقات امام کے پیچھے ہوتے ہین (یعنے کیا کرین) تو ابو ہریرہؓ
نے کہا کہ ای فارسی اُسکو اپنے جی مین پڑھ لے یہ حدیث صحیح ہی اور طحاوی رحؒ نے اصل حدیث کو حضرت عائشہ رضؓ سے مرفوع روایت کیا اس حدیث سے
استدلال کا طریقہ یہ ہی کہ (جسنے کوئی نماز پڑھی الخ) یہ صیغۂ عام ہی ہر نمازی کو شامل ہی تو مقتدی کو بھی شامل ہی بلکہ مقتدی کی قرارت کے
واسطے دوسری حدیث عبادہ بن الصامت رضؓ مصرح موجود ہی جسکو طحاوی رحؒ نے حسین بن نصر عن یزید بن ہارون عن محمد بن اسحق باسنادہ
روایت کیا کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو فجر کی نماز پڑھائی تو آپ پر قرارت دشوار ہوگئی جب سلام
پھیرا تو فرمایا کہ کیا تم لوگ میرے پیچھے کچھ پڑھتے ہو ہمنے کہا کہ ہان یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کیا کرو مگر فاتحۃ الکتاب کے ساتھ کیونکہ شان
یہ ہی کہ اُس شخص کی نماز نہین جسنے فاتحہ نہ پڑھی اس حدیث کو امام ابو داؤد و ترمذی وغیرہ نے بھی روایت کیا اسکی اسناد حسن ہی اگرچہ اسکا مدار فقط محمد
بن اسحق راوی پر ہی اور متابعت بھی بطریق ضعیف وارد ہوئی ہی تنبیہ ان احادیث کے دلالات پر غور کر لینا بہتر ہی واضح ہو کہ حدیث عبادہ رضؓ دربارۂ نماز
فجر کے دلالت کرتی ہی کہ صحابہ رضؓ عموماً آپ کی اقتدا کی حالت مین قرارت کیا کرتے تھے اور قرأت آہستہ پڑھتے تھے جبھی آپ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ پڑھتے ہو
پھر حدیث کا لفظ یہ ہی (فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب) لا تفعلوا۔ ایسا مت کرو۔ اور۔ الا بفاتحۃ الکتاب یہ استثنا ہی اور استثنا مین کبھی تو اُسی حکم کا خلاف مراد
ہوتا ہی جو پہلے مذکور تھا جیسے لا تاکلوا الا الحلال مت کھاؤ مگر حلال یعنے حلال کھاؤ اور کبھی اسمین تفصیل ہوتی ہی اور یہ سب بحث طویل فن اصول مین
بیان کی گئی لیکن شافعیہ کے نزدیک اول کے خلاف حکم لے لیا جاوے اور ابو حنیفہ رحؒ کے نزدیک دلیل چاہیے ہی لہذا اس مقام پر بھی شافعیہ رحؒ نے
یہ معنے لیے مگر فاتحۃ الکتاب پڑھو حنفیہ رحؒ نے کہا کہ شاید یہ مراد ہو کہ فاتحۃ الکتاب پڑھو یا یہ مراد ہو کہ فاتحۃ الکتاب ... سے دعا مانگو کیونکہ جو کوئی ایسا نہ کرے
تو نماز ہی نہین ہی کیونکہ نماز اسی حمد و دعا کا نام ہی صحیح حدیث ابو ہریرہؓ مین ابو السائب کے سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عموماً لوگ جب
امام کے پیچھے ہوتے تھے تو نہین پڑھتے تھے اسی واسطے ابو السائب نے یہ مشکل پیش کی اور ابو ہریرہ رضؓ نے اسکا یہ جواب دیا کہ جی مین پڑھ لے۔
شافعیہ رحؒ نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ آہستہ پڑھ لے لیکن اسمین تردد ہی اسلیے کہ ابو السائب رحؒ کو یہ دشواری نہین تھی کہ ظہر کی نماز مین جب ہم امام
کے پیچھے ہین تو زور سے کیونکر پڑھین بلکہ صاف یہی ظاہر ہی کہ امام کے پیچھے ہونے سے قرارت نہین ہی تو کیونکر پڑھین پس یہ بھی احتمال ہے کہ
ابو ہریرہؓ کی یہ مراد ہو کہ یہ حمد و ثناء الٰہی اور دعاے ہدایت اپنے جی مین مانگ لے جیسا کہ زرقانی رحؒ نے ابن نافع رحؒ و عیسیٰ رحؒ سے نقل کیا اور
... اس طرح دعا کرنے کو کبھی اس محاورے سے بولتے ہین اور اسکے نظائر موجود ہین اور اس تاویل کی ضرورت ظاہر ہی چنانچہ آیندہ ظاہر ہوگا
... نے بعد روایت حدیث عبادہ و عائشہ رضؓ و ابی ہریرہ رضؓ کے فرمایا کہ ان احادیث کے موافق ایک قوم نے یہ اجتہاد کیا کہ امام کے پیچھے

Marfat.com

سب نمازون مین سورهٔ فاتحہ کی قرارت واجب ہی۔ دیگر علمار رحؒ نے کہاکہ یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ امام کے پیچھے [illegible]
نہین واجب ہی اور کسی نماز مین [illegible]سن واجب ہی اور ان کی دلیل یہ ہی کہ تم نے یہان دو حدیثون سے استدلال کیا ہی [illegible]
کے معنے بیان کرتے ہین اول حدیث عائشہ رضہ وابی ہریرہؓ کہ جسنے کوئی نماز پڑھی جس مین ام القرآن نہ پڑھی تو وہ ناقص ہی [illegible]
نہت کامل نہین ہی کہ وہ شخص بھی مراد ہی جو امام کے پیچھے ہو بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہی کہ وہ مراد ہو جس کے واسطے نماز مین امام نہین ہی [illegible]
ہو تو اسکو دوسری حدیث سے خارج کیا کہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ۔ یعنے جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرارت اُسکے واسطے قرارت [illegible]
ہ۔ پس مقتدی کے واسطے قرارت اُسکے امام کی قرارت قرار دی یعنے ناقص اُس شخص کے حق مین ہی جسنے قرارت نہ کی یعنے اُسکے واسطے قرارت
نہین پائی گئی اور مقتدی کا یہ حال ہی کہ اُسکے واسطے قرارت پائی گئی جبکہ امام کی قرارت اُسکے واسطے قرارت ہی تو وہ اس حکم مین داخل
نہین ہوا مترجم کہتا ہی کہ بعض لوگون نے زعم کیا کہ یہ حدیث ثبوت نہین ہوئی اور یہ تعصب باطل ہی بلکہ حدیث مسند امام احمد رحہ وغیرہ مین
موجود ہی اور اُسکی اسناد حسن ہی پھر کہاکہ اچھا ثابت ہی تو بھی اس سے یہ نکلا کہ مقتدی کے واسطے امام کی قرارت کافی ہی اور اس سے منع
نہ ہوا کہ مقتدی خود بھی پڑھے اور اسکا جواب یہ ہی کہ پھر مقتدی نے دو مرتبہ قرارت کی ایک مرتبہ تو امام نے اُسکی طرف سے قرارت کی اور
ایک مرتبہ خود اُسنے قرارت کی تو اس بے نظیر طریقے کے واسطے ثبوت درکار ہی اور جب نہین ہی تو جواز نہین رہا اور حدیث عبادہ رضہ کے
معنے آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہونگے اور اوپر بھی اشارہ گزر چکا ہی طحاوی رحؒ نے کہاکہ ہم دیکھتے ہین کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے
حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مثل سُنکر اُسکو مقتدی کے حق مین نہین رکھا حدثنا بحر بن نصر حدثنا عبد اللہ بن وہب حدثنی معاویۃ بن صالح
عن ابی الزاہریۃ عن کثیر بن مرۃ عن ابی الدرداء ان رجلا قال یا رسول اللہ فی الصلوۃ قرآن قال نعم فقال رجل من الانصار وجبت وقال ابو الدرداء
اری ان الامام اذا ام القوم فقد کفاہم۔ یعنے ابو الدرداء رضہ نے کہاکہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
نماز مین قرآن ہی (یعنے ہر نماز مین قرارت قرآن ہی) آپ نے فرمایا کہ ہان۔ تو ایک مرد انصاری رحؒ نے کہاکہ قرارت واجب ہوگئی اور ابو الدرداء
نے کہاکہ مین دیکھتا ہون کہ امام نے جب قوم کی امامت کی تو انکے لیے کفایت کی (ہذا اسناد صحیح) مترجم کہتا ہی کہ امام ابو داؤد نے بھی
اسکو روایت کیا ہی طحاوی رحؒ نے کہاکہ دیکھو ابو الدرداء رضہ نے خود سنا اور انصاری نے جب کہاکہ قرارت ہر نماز مین واجب ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے انکار نہین فرمایا پھر ابو الدرداء رضہ نے اسکو سوائے مقتدی کے قرار دیا تو اس حدیث مین کسی فریق کے لیے حجت نہین ہی مترجم
کہتا ہی کہ کیون نہین ہی اس لیے کہ شافعیہ وانکے موافقین کہتے ہین کہ ہم حدیث لے لینگے اور صحابی کی سمجھ چھوڑ دینگے ولیکن امام شافعی رحہ کا یہ قول
بھی ہی کہ حدیث روایت کرنے والا اُس حدیث کے معنے خوب جانتا ہی اس لیے امام طحاوی رحؒ نے کہاکہ اس مین انکی حجت نہ رہی اور اگر یہ کہا
جاوے کہ ابو ہریرہؓ نے جی مین پڑھنے سے یہ مراد لی کہ آہستہ پڑھے تو بھی دونون صحابی مین تعارض ہوا۔ ہان حنفیہ پر یہ حجت نہین ہو سکتی ہی اور
حنفیہ اپنے طریقہ اجتہاد پر قائم ہین طحاوی رحہ نے کہاکہ اس حدیث مین جب حجت نہ رہی تو باقی رہی حدیث عبادہ رضہ یعنے درباب صلوۃ الفجر
تو اس حدیث مین بے شک یہ صاف مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیون کو قرارت فاتحہ کی اجازت دی اب ہم کو یہ دیکھنا
باقی رہا کہ کیا یہی ظاہر معنے مراد ہین یا اسمین تاویل ہی جبکہ اس سے مضاد کوئی روایت دوسری موجود ہو تو ہم نے مضاد روایت پائی چنانچہ
حدثنا یونس حدثنا ابن وہب حدثہ مالک الخ یعنے ابن شہاب لزہری نے حدیث ابو ہریرہ رضہ روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم نے
ایک جہری نماز سے سلام پھیرا اور کہاکہ کیا ابھی میرے ساتھ کسی نے قرارت کی تھی تو ایک نے کہاکہ جی ہان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مین کہتا ہون کہ یہ کیا بات ہی کہ مین قرآن مین جھگڑا کیا جاتا ہون۔ کہاکہ پھر جب سے لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
تو آپ کے ساتھ قرارت سے باز رہے جن نمازون مین آپ جہر سے قرارت فرماتے تھے مترجم کہتا ہے کہ اس طریقے سے یہ روایت [illegible]

نطابین موجود ہو وقال الطحاوی حدثنا حسین بن نصر حدثنا الفریابی عن الاوزاعی حدثنی عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ غیر انہ قال فاتعظ المسلمون بذلک فلم یکونوا یقرءون - یعنے آخر مین یہ کہا کہ اس ارشاد سے مسلمانون نے نصیحت پکڑی
پھر نہین پڑھتے تھے مترجم کہتا ہی کہ ابوداؤد نے باسانید عدیدہ یہ روایت کیا کہ آخری جملہ یعنے قولہ (پھر جب سے لوگون نے الخ) یہ جملہ زہری رح نے اپنا کلام
مدرج کیا ہی تو شافعیہ نے کہا کہ یہ کلام ہمارے اصول اجتہاد کے موافق مرسل ہی حجت نہوا علاوہ برین یہ قرارت جس سے منع کیا یہ سواے فاتحہ کے ہے
اور فاتحہ کی اجازت دی ہی تو حدیث ابوہریرہ رض دونون متحد ہوگئین کیونکہ اگر ابوہریرہ اسکو جانتے تو ابوالسائب کو فاتحہ پڑھنے کا فتوی نہ دیتے
اور مالکیہ رح نے کہا کہ یہ ممانعت فقط جہری نمازون مین ہی اور خفیہ نمازون مین منع نہین ہی ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ یہی مذہب اقوی ہے
مترجم کہتا ہی کہ اگر حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ نماز فجر مین ثبوت ہی تو کیونکر اقوی ہوگا ولیکن اسناد مین محمد بن اسحق راوی ہین جن مین لوگون سے
اختلاف کیا ہی بعض لوگون نے کہا بلکہ مقتدی نے زور سے قرارت کی تھی اس سبب سے منع کیا مترجم کہتا ہی کہ یہ افراط ہی کیونکہ اگر یہی ہوتا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نہ فرماتے کہ کیا تم مین سے کسی نے ابھی میرے ساتھ کچھ پڑھا تھا حنفیہ رح نے کہا کہ تم نے (سواے فاتحہ کے) اس ضرورت سے
لیا تاکہ حدیث عبادہ رض اور ابوہریرہ رض مین تعارض نہ رہے اور قول زہری قبول نہ کیا لیکن یہ قول خود زہری کا اجتہاد نہین ہی بلکہ روایت ہی یعنے
زہری نے خبر دی کہ پھر صحابہ رض نے چھوڑ دیا اور ہمارے نزدیک زہری امام ثقہ حجت معروف ہین تو ضرور یہ خبر انکو یقینی حاصل ہوئی ہی ورنہ
انپر کذب و بہتان کا الزام ہوتا تو ہمارے نزدیک اور مالکیہ کے نزدیک یہ مرسل صحیح ہی اور امام مالک رح نے محمد بن اسحق کی روایت قبول نہین کی تو
فقط یہ حدیث باقی رہی اور یہ عام ہی پس انکا مذہب ظاہر ہوگیا اور حنفیہ مین سے ابن الہمام وغیرہ نے یہ اختیار کیا کہ محمد بن اسحاق ثقہ ہین اور
امام ترمذی نے انکی روایات کو حسن کہا ہی اور یہی راجح ہی کہ وہ صدوق ہین ولیکن معارضہ کے وقت ثقہ سے انکا مقابلہ نہوگا مگر از ینکہ شافعیہ
یہان تاویل کر کے عام نہین لیتے تو معارضہ نہین رکھتے ہین اور حنفیہ اسکو عام لیتے ہین اور یہ بدیہی ہی تو معارضہ باقی رہا پس یہ تاویل
دوسری کرلی چاہیے کہ حدیث عبادہ رض مین اجازت فاتحہ سے یہ مراد ہی کہ فاتحہ مین جو معنے ہین یہی عین نماز ہے اگر یہ نہو تو نماز ہی نہین ہی
یعنے حمد و ثناء الہی ہو اور اپنے واسطے ہدایت کی درخواست ہو اور یہ سب دل سے ہوسکتا ہی تو اس مین بھی اور ابوالسائب کی حدیث
ابوہریرہ رض مین بھی یہ مراد ہی کہ جی مین اسکو پڑھے ورنہ جو شخص غافل کھڑا ہو اُسکی نماز کچھ نہین ہی اور صورت یہ کہ امام جب بارگاہ الہی
مین سب کی طرف سے عرضداشت کرتا ہی تو یہ سب لوگ بھی دل سے موافقت کرتے جاوین اور اللہ تعالی دلون کو دیکھتا ہی اسی واسطے
اگر ایک شخص تنہائی مین نماز پڑھتا ہو اور قرارت فاتحہ کرتا ہو لیکن اُسکے دل مین اپنے خیالات کے منصوبے ہون تو اُسکی نماز ہیچ ہے
اگرچہ قرارت بھی موجود تو اس طریقے سے بھی سب روایتون مین اتفاق ہوگیا اور وفد حضوری مین بھی یہی ادب ہی کہ سرغنہ حضور مین
عرض کرے اور باقی سب موافقت کے ساتھ خاموش رہین اور یہ نہ کرین کہ سب کے سب اپنی اپنی آواز سے عرض کرنے لگین
وجہ تاویل - اس تاویل کے لیے بھی ضرورت بیان کرنی چاہیے فقال الطحاوی حدثنا ابوبکرۃ ثنا ابواحمد الزبیری ثنا یونس الخ
عبداللہ بن مسعود رض نے کہا کہ صحابہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھا کرتے تھے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمنے مجھپر قرارت
خلط کردی مترجم کہتا ہے کہ یہ اسناد صحیح ہی اور شافعیہ نے یہان وہی تخصیص کی کہ سواے قرارت فاتحہ کے مراد ہی اور حنفیہ رح نے
وہی عام ممانعت کی اور شافعی رح راوی کی سمجھ کو حجت لیتے ہین تو وارد ہوتا ہی کہ ابن مسعود رض نے مطلقاً قرارت سے ممانعت
کی ہو اور آیندہ روایات آتی ہین اُن سے دیکھنا چاہیے کہ دونون طرح تاویلون مین سے کس تاویل کی قوت ظاہر ہوتی ہے
طحاوی وغیرہ نے حدیث ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسی واسطے بنایا گیا ہی کہ آسکی
اقتدا کی جاوے تو جب وہ قرارت کرے تو تم لوگ خاموش رہو (اسناد ثقات) بعض محدثین نے کہا کہ یہ حدیث نہین صحیح ہے اور

Marfat.com

اسمین خفی علت ہی اور امام [illegible] نے کہا کہ میرے نزدیک صحیح ہی اور یہی ایک جماعت کا قول ہی شافعیہ نے کہا کہ [illegible]
قال الطحاوی حدثنا احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب حدثنا عمی عبد اللہ بن وہب اخبرنی اللیث عن یعقوب عن النعمان [illegible]
[illegible] عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ رضہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ [illegible]
کہ جس شخص کے واسطے امام ہو تو امام کی قرارت ہی اسکے واسطے قرارت ہی مترجم کہتا ہی احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب شیخ [illegible]
صحیح مین ان سے روایت کی اور خود مصر کے دو ثقہ شیخ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم اور عبد الملک بن شعیب بن اللیث [illegible]
اور تدریب مین لکھا ہی کہ ابن القطان نے کہا کہ ثقہ ہین اور تحلیل اصابع مین انکی حدیث صحیح ہی۔ یعقوب سے مراد ابو یوسف [illegible]
نعمان سے مراد ابو حنیفہ ہین ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب ابو یوسف سے راوی ثقہ ہو تو وہ ثقہ ہین اور یہان امام [illegible]
بن سعد نے روایت کی اور بعض نے کہا کہ ابو حنیفہ رح کا حافظہ خراب ہی لیکن یہ قول واہی ہی اور ان سے ائمۂ حفاظ نے روایت کی [illegible]
یحیی بن معین نے توثیق کی اور انکے مقابلے مین بعضے متاخرین کا قول کیا وقعت رکھتا ہے قال الامام احمد حدثنا اسود بن
عامر اخبرنا حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر مرفوعاً بمثلہ یہ اسناد سب ثقات ہین اور ابو الزبیر رح کے انتقال کے وقت حسن
بن صالح کی عمر (۲۶) برس یا (۲۷) برس کی تھی مترجم کہتا ہی کہ دیگر روایات مین حسن رح نے بالواسطہ سنا ہے چنانچہ طحاوی رح نے
کہا کہ حدثنا ابو امیہ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا الحسن بن صالح عن جابر و لیث عن ابی الزبیر باسنادہ مثلہ مترجم کہتا ہی کہ ابو امیہ محمد بن
ابراہیم الطرسوسی سے امام ابو داؤد نے روایت کی اور کہا کہ ثقہ ہی اور ابو بکر الخلال رح نے کہا کہ ثقہ حافظ بہت رفیع القدر ہے اور
اسحٰق بن منصور کی حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا اور بعض نے ان مین شیعہ ہونیکا الزام لگایا ہی اور جابر یعنے جعفی سے ائمہ نے روایت کی
[illegible] غالی بدعقیدہ کہا گیا ہی اور لیث یعنے ابن ابی سلیم سے ائمہ نے روایت کی اور کہا گیا کہ فقط حافظہ خراب تھا وقال الطحاوی
[illegible] حدثنا ابراہیم بن ابی داؤد و فہد حدثنا احمد بن عبد اللہ بن یونس حدثنا الحسن بن صالح عن جابر الجعفی عن ابن الزبیر
[illegible] بمثلہ اسمین سب ثقات ہین سوائے جابر الجعفی کے بالجملہ اس ضعیف روایت مین مذکور ہی کہ حسن بن صالح نے خود ابو الزبیر
سے نہین سنا بلکہ بواسطہ سنا ہی اور توفیق یہ ہی کہ اول شاید بالواسطہ سنا ہو پھر خود ملکر ابو الزبیر رح سے سنا اور کوئی مانع نہین ہی اس لیے
کہ حسن رح نے سماک بن حرب سے سنا جو تین برس پہلے انتقال کر گئے ہین اور اس وقت حسن کی عمر (۲۳) ہی برس کی تھی اور اسی طبقے کے
ائمہ سدی و عاصم الاحول سے حدیث سنی ہی تو کچھ دقت نہین کہ پہلے کوفے مین بالواسطہ سنی ہو پھر حج مین جاکر ابو الزبیر سے بالمشافہہ سنی
تو اسناد صحیح ہی اور یہ نہین تو حنفیہ کے نزدیک امام احمد رح کی اسناد قوی ہی اگرچہ شافعیہ کے نزدیک قوی نہو وقال الطحاوی حدثنا فہد حدثنا
احمد ثنا ابن حیّ عن جابر عن نافع عن ابن عمر مثلہ یعنے حسن بن صالح نے اس حدیث کو بواسطہ جابر جعفی کے نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ
روایت کیا تو قوت زائد ہو گئی اگر کہا جاوے کہ حدیث لیث عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ رح جو اوپر گذری ہی وہ بعض کے نزدیک ابو حنیفہ کا وہم ہی
اسلیے کہ سفیان الثوری و مالک نے اسکو دوسری طرح روایت کیا ہی چنانچہ طحاوی رح نے بطریق تحدیث کے قاضی بکار ثقہ حافظ عن ابی احمد
عن الثوری عن موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کیا اور جابر رضہ کو ذکر نہین کیا اس
کا نتیجہ ہوا کہ شافعیہ کے نزدیک حجت نہین ہی خصوص جبکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ عبد اللہ بن شداد رح نے جابر رضہ سے بھی نہین سنا بلکہ درمیان مین
ایک شخص بصری بھی واسطہ ہی جسکا کچھ نام و حال نہین معلوم ہی قال الطحاوی حدثنا ابو بکرۃ یعنے القاضی بکار ثنا ابو احمد [illegible]
عن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن رجل من اہل البصرۃ عن النبی صلعم مثلہ اس روایت مین عبد اللہ بن [illegible]
ایک بصری شخص سے سنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا تھا کہ جس نمازی کے واسطے امام ہو تو امام کی قرارت [illegible]

Marfat.com

واسطے قرارت ہی اس روایت مین یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ بصری راوی کیا صحابی ہین مانند انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یا کوئی تابعی ہین کہ کسی صحابی سے سُنکر روایت کی ہی حنفیہ کے نزدیک جب تابعی رح نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہی تو ہم پوچھتے ہین کہ تابعی کو اعتمادی طریقہ سے یہ بات ملی ہی جو اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین نسبت کی ہی یا غیر اعتمادی طریقے سے ہے اگر غیر اعتمادی ہو تو وہ گناہگار ہی اس لیے کہ حدیث مین ہی کہ جسینے کسی سے کوئی بات سنی اور سمجھتا ہی کہ یہ جھوٹ ہی پھر روایت کی تو وہ بھی جھوٹون مین سے ایک جھوٹا ہی- اس حدیث سے عموماً کسی کی نسبت کوئی بات بے اعتمادی طریقے کی نسبت نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین نسبت کرنا نہایت سخت احتیاط کے ساتھ ہی اسلیے کہ آپ سے جو بات ثبوت ہو وہ تو شرع ہی اسی واسطے حدیث صحیح مشہور بلکہ متواتر مین ہی کہ جسینے میری طرف ایسی بات لگائی جو مین نے نہین کہی ہی تو وہ جہنم مین اپنا ٹھکانا بناوے- پس ہرگز اس ثقہ تابعی عبداللہ بن شداد رح نے بغیر اعتماد کے یہ نہین کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہی بلکہ جب انکو اچھی طرح ثبوت ہو گیا کہ آپ نے فرمایا ہی تب اس طرح نسبت کر دی تو یہ بات ہمارے پرکھنے سے بھی زیادہ معتبر ٹھہری- حالانکہ یہان یہ ممکن ہی کہ عبداللہ بن شداد رح نے پہلے اسیطرح سنی ہو پھر خود جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہو اور جابر رض نے حدیث روایت کی جس طرح ابو حنیفہ رح کی روایت مین ہی اور ابن الہمام رح نے کہا کہ اسکو احمد بن منیع نے جو ترمذی وغیرہ کے شیخ ثقہ ہین اپنی مسند مین بھی روایت کیا ہی اور اسکی اسناد صحیح ہی- اسی طرح طحاوی رح نے بحر بن نصر عن یحیی بن سلام عن مالک عن وہب بن کیسان عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا- یعنے جسینے کسی رکعت مین فاتحہ نہ پڑھی اسکی نماز نہین مگر امام کے پیچھے- بحر بن نصر الخولانی ثقہ حافظ ہین لیکن یحیی بن سلام مین کلام ہی ذہبی رح نے لکھا کہ یہ بصری عالم ہین انھون نے مغرب مین سعید بن ابی عروبہ اور مالک و سفیان الثوری و جماعت سے حدیث روایت کی اور ان سے بحر بن نصر وغیرہ نے روایت کی دارقطنی رح نے کہا کہ ضعیف ہین اور ابن عدی رح نے کہا کہ باوجود اسکے انکی حدیث لکھی جاوے مترجم کہتا ہی کہ یہان خاصةً تردد کی وجہ یہ ہی کہ طحاوی رح نے فہد بن سلیمان عن اسمعیل بن موسیٰ عن مالک رح اسکو فقط جابر سے روایت کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہین کیا اسمعیل بن موسیٰ نے بیان کیا کہ مین نے امام مالک رح سے عرض کیا کہ اس حدیث کو مرفوع کیجیے یعنے آنحضرت صلعم تک پہونچائیے تو فرمایا کہ اسکی ٹانگ پکڑ کر نکال دو- اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک رح اسکو فقط جابر رض کا قول روایت کیا کرتے تھے چنانچہ طحاوی رح نے یونس بن عبدالاعلی عن ابن وہب عن مالک رح بھی جابر رض کا قول روایت کیا اسیطرح مؤطا مین ہی صرف یہ احتمال ہی کہ شاید امام مالک رح نے احتیاطاً اسکو آخر مین جابر رض کا قول رکھا اور پہلے اسکو مرفوع بھی روایت کرتے ہون کیونکہ یہ حدیث دو طرح سے روایت کی گئی بعض راویون نے اسکو جابر رض کا قول روایت کیا اور بعض نے جابر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا تو امام رح نے احتیاطاً جابر رض کا قول رکھا ابن الہمام رح نے کہا کہ اکثر ایسا ہوا ہی کہ صحابی کے پاس حدیث ہی تو اُسنے کبھی حدیث روایت کی اور کبھی حدیث سے جو حکم ہی وہ خود بتلا دیا اور یہ بحسب موقع و محل ہوتا تھا یعنے جب حدیث سننے والے مستدعی ہوے تو حدیث روایت کی اور جب کسی نے حکم پوچھا تو حکم بتلا دیا- اور یہ معلوم ہو چکا کہ عبداللہ بن شداد رح نے جابر رض سے آنحضرت صلعم کی حدیث روایت کی کہ جسکا امام ہو اُسکے واسطے امام کی قرارت ہی قرارت ہی اور کبھی عبداللہ بن شداد رح نے اسکو آنحضرت صلعم سے روایت کیا اور جابر رض کا ذکر نہین کیا اور منع قرارت مین انس رض سے بھی روایت ہی قال الطحاوی حدثنا احمد بن داؤد حدثنا یوسف بن عدی حدثنا عبیداللہ بن عمرو عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجہہ فقال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسالہم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا یعنے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا تم لوگ قرارت کرتے ہو درحالیکہ امام قرارت کرتا ہی پس صحابہ رض خاموش رہے پس آپ نے اُن سے تین مرتبہ دریافت کیا تو انھون نے عرض کیا کہ

Marfat.com

ہان ہم ایسا کرتے ہین بس فرمایا کہ اب ایسامت کیجیو مترجم کہتا ہو کہ اس اسناد کے راوی سب ثقات علماء مشہور ہین بعض لوگ زور سے پڑھتے تھے اسوجہ سے اُن کو منع کیا ہوگا کیونکہ حدیث عبادہ رضہ مین قرارت فاتحہ کی اجازت دی ہو۔ مین کہتا ہون کہ ظاہر کیونکہ اس صورت مین اب کو دریافت فرمانے کی ضرورت نہوتی۔ بعض نے کہا کہ پھر یہ کہنا چاہیے کہ سوائے قرارت فاتحہ کے قرارت سے منع فرمایا ہوگا حنفیہ رح نے کہا کہ یہ ظاہر کے خلاف ہو اسلیے کہ ممانعت کی وجہ خود حدیث مین مذکور ہو کہ امام کو مقتدی کی قرارت کی طرف توجہ ہونے سے اور عام طور پر مقتدیون کی قرارت سے غوغا ہونے سے قرارت مین دشواری وخلط ملط ہونا لازم آتا ہو اور یہ بات فاتحہ مین بھی موجود ہو اور امام کی قرارت پر مقتدی کو خاموشی کا حکم ہو یعنے قرارت سنین تو یہ بھی اپنی قرارت مین مشغول ہونے سے جاتا رہیگا اور علاوہ اسکے جب امام کی قرارت ہی اُسکے واسطے قرارت ہوئی اور اُسنے خود بھی قرارت کی تو امام سے بھی بڑھکر اُس نے دو بار قرارت کی جسکی نظیر موجود نہین ہو تو ان سب وجوہ مین تاویل کرنے سے یہ آسان ہو کہ حدیث عبادہ رضہ مین تاویل کی جاوے اور وہ صریح قرارت کے واسطے دلیل بھی نہین ہو اگر کہا جاوے کہ جیسے یہان عام ممانعت ہو ویسی ہی حدیث ابوہریرہ رضہ مین عام حکم ہے کہ جسنے نماز مین فاتحہ نہ پڑھی تو نماز نہین ہو پھر اسی عام کو ترجیح کیون نہین دیتے ہو (جواب) مین حنفیہ نے کہا کہ اس وجہ سے کہ اول تو شرع مین ممانعت کو مقدم رکھتے ہین دوم حدیث ابوہریرہ رضہ مین سوال ابوالسائب سے خود یہ ظاہر ہو کہ عموماً لوگ امام کے پیچھے قرارت نہین جانتے تھے تو اسکا اسقدر اثر ضرور ہونا چاہیے کہ ممانعت کی حدیث کو مقدم رکھا جاوے (سوم) یہ کہ ہم نے دیکھا کہ اگر قرارت عام لی جاوے تو بھی بطریق وجوب کے مقتدی پر لازم نہین ہو اس دلیل سے کہ حدیث صحیح مسلم سے یہ ثابت ہو کہ جس مقتدی نے امام کو رکوع مین پایا اور شامل ہوگیا تو اُسنے یہ رکعت پائی۔ اس سے ہم نے دیکھا کہ اگر اُسپر قرارت فاتحہ واجب ہوتی کہ بغیر اُسکے نماز نہوتی تو یہ رکعت شمار نہوتی جیسے امام کو سجدے مین پانے سے رکعت نہین شمار ہوتی ہو تو ممانعت کو ترجیح ہو واضح ہو کہ ترجیح اُن دو چیزون مین ہوتی ہو جن مین دونون طرف گمان ہوتا ہو پھر کچھ وجوہ ایسے ملتے ہین کہ ایک طرف ترجیح دیجاوے اور وہ وجہین بھی ہر شخص کے اصول پر ہین جیسے یہان اجتہادی طریقے سے دونون طرف دلائل موجود ہین لیکن حنفیہ رح نے اپنے جدو اجتہاد سے ایک طرف ترجیح نکالی جیسا کہ مختصر اشارہ کیا گیا اور شافعیہ رح نے اپنے اجتہاد کے موافق دوسری طرف ترجیح نکالی ہو اور اسکا مدار متعلق باسناد ہو اسی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ سلف صالحین صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے اجتہادات بھی اِس مسئلے مین مختلف ہین۔ اجتہادی مسئلے مین جو حکم نکلا ہو وہ سب علما کے نزدیک بالاتفاق یہ معنے رکھتا ہو کہ اگر مجتہد نے اپنے طریقے کے موافق عمل کرنے مین غلطی نہین کی تو یہ حکم ہو جو اُسنے نکالا ہو لیکن وہ کہتا ہو کہ شاید دوسرے مجتہد کے طریقے پر جو حکم نکلا ہو وہ صحیح ہو مگر اس بات کو دنیا مین کوئی نہین جان سکتا ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے کیونکہ اب وحی نبوت حاصل نہین ہوسکتی ہو مگر ہر مسئلے مین شرع پر عمل کرنا لازم ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ مین آسانی دی کہ عوام کسی عالم مجتہد سے دریافت کرلین عالم جب جان ودل سے کوشش کریگا جو حکم نکالیگا اسپر عمل کرنے مین ثواب پاویگا اور اجتہاد کے مرتبے کا ثواب اعلیٰ وارفع ہو اور جس مجتہد نے کوشش کرکے وہ حکم پایا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مسئلے کا حکم ہو تو وہ دونا بلند درجہ پاویگا یعنے جسکی بلندی آسمان وزمین سے بڑھکر ہو اور جو علما اس طریقۂ نبوت پر ہین کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم تھے تو وہ حق پر ہین اور قرآن وحدیث وعمل صحابہ رضہ یعنے اجماع انکا مسلک ہو ان مین سے ہر مجتہد پر واجب ہو کہ جدوجہد سے جو حکم پایا ہے اُسی کو دیانت شرعی جانکر عمل کرے لیکن وہ یہ نہین جانتا کہ مین نے ہی وہ حکم پایا جو عند اللہ تعالیٰ ہے بلکہ یہ جانتا ہو کہ شاید وہ دوسرے نے پایا ہو لیکن اسکے اجتہاد مین جو حکم دیانتاً نکلا اسی پر تدین کرے اسی طرح جس جاہل نے اُس سے حکم پوچھا وہ بھی اسی پر عمل کرے جب تک کہ اُسکے دل مین یہ بات نہ جمے کہ وہ حکم زیادہ تقوی ہو جو فلان مجتہد کے پاس ہو اور جاہل کو یہ ہرگز روا نہین ہو کہ جب چاہے

اس مجتہد کے قول پر عمل کرے اور جب چاہے دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرے کیونکہ یہ شخص بددیانت ہے اور خلاصہ یہ ہوا کہ مجتہد عالم کبھی نہیں کہتا کہ دوسرے مجتہد کا قول غلط ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک میرا اجتہاد دیانت ہے اور اسکو ترجیح ہے اور شاید وہ حکم ہو جو دوسرے مجتہد نے نکالا ہے اور جاہل آدمی کے واسطے دلیل حجت نہیں ہو سکتی ہے ولیکن اگر اُسکے دل مین تقوی کسی مجتہد کا قول ہوا تو وہی دیانت ہے اسیواسطے حضرت عبداللہ بن المبارک امام مروزی رح نے کہا کہ اگر تم پاؤ کہ ایک کوفے کا آدمی شربت نبیذ سے نشے مین ہو گیا تو وہ بددیانت نہو گا اسلیے کہ یہ علما اپنے اجتہاد مین نبیذ کو جائز کہتے ہین اور نشہ ہو جانا اتفاقی ہوا ہے کیونکہ نشہ انکے نزدیک بھی حرام ہے اور اگر تم پاؤ کہ بصرہ کا عالم اس سے نشے مین ہے تو وہ بددیانت ہے کیونکہ وہ نبیذ کو مکروہ جانتا ہے تو اُسنے بددیانتی سے نبیذ پی ہے اسی طرح اس مسئلے مین حنفیہ کا اجتہاد بھی انکے طریقۂ اجتہاد کے موافق ہے کہ مقتدی قرارت فاتحہ نہ کرے اور یہی سلف سے ایک جماعت کثیر کا اجتہاد ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ثواب عطا فرمانیوالا ہے جبکہ دل سے حمد و ثنا اور دعاے ہدایت پر رجوع رہین یعنے غافل نہ کھڑے ہون اور علمار شافعیہ کا اجتہاد بھی اپنے طریقے پر ہے اور یہ بھی ایک جماعت سلف کا اجتہاد ہے اور اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرمانیوالا ہے لیکن یاد رہے کہ کبھی بعضے مجتہد سے اسکے طریقے مین فروگذاشت ہوتی ہے خواہ اسطرح کہ وہ چوک گیا تھا یا اسطرح کہ اُسکو فلان حدیث نہین ملی ہے یا ایسی اسناد سے ملی جو صحیح نہین ہے اسی وجہ سے امام شافعی رح نے بہت جگہ یہ فرمایا کہ مین نے اجتہاد سے یہ قول نکالا ہے اور اگر فلان حدیث صحیح اسناد سے ملجاوے تو میرا قول اُسی کے موافق ہوگا چنانچہ صلوٰۃ الوسطیٰ مین انکو حدیث صحیح طریقے سے نہین ملی تھی اسلیے انھون نے معلق رکھا اور جب حدیث صحیح ہو گئی کہ وہ نماز عصر ہے تو بعض نے کہا کہ جب حدیث صحیح ہوئی تو یہی شافعی کا مذہب ہے اور واضح رہے کہ کسی امام کے حق مین یہ بات ذرہ برابر نقص نہین ہے کہ فلان حدیث اُسکو نہین ملی ہے بلکہ نقص یہ ہوتا کہ حدیث ملی اور اُسکے معنے نہین سمجھا تو یہ بات بحمد اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمارے اہل السنۃ کے اماموں مین سے کسی امام مین یہ نقص نہین ہے اور ہر امام سے یہ قول یا اسکے معنے ثبوت ہین کہ جب حدیث صحیح ہو تو بسر و چشم وہی میرا مذہب ہے اور واضح رہے کہ آج کل عوام الناس مین یہ فتنہ پھیلا ہوا ہے کہ فلان مجتہد نے فلان حدیث سے مخالفت کی ہے یہ قول محض غلط اور جاہل بے عقل کا قول ہے بلکہ فقط یہ صحیح ہے کہ ایک حدیث کے معنے ایک مجتہد نے ایک طرح نکالے اور دوسرے مجتہد نے کہا کہ نہین بلکہ اسکے دوسرے معنے ہین جیسے مثلاً حدیث قرارت فاتحہ کے معنے امام شافعی رح نے یہ لیے کہ امام و مقتدی سب پڑھین اب اگر جاہل کہے کہ امام ابو حنیفہ رح نے اس حدیث سے مخالفت کی تو یہ اسکی جہالت ہے بلکہ اُسکے معنے یہ نکالے کہ یہ حکم سواے مقتدی کے ہے بدلیل دیگر احادیث کے جنکا بیان اوپر ہو چکا اسیواسطے طحاوی رضی نے بارہا کہا کہ معاذ اللہ ہم یا کوئی عالم کبھی حدیث سے مخالفت نہین کر سکتے ہین بلکہ تمنے جو تاویل کی ہے ہم تمھاری تاویل کے خلاف ہین ہمارے نزدیک تمھاری تاویل ٹھیک نہین ہے اور ہم دوسری تاویل کرتے ہین واضح ہو کہ اصول الفقہ مین مصرح ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد کو قطعی نہین جانتا بلکہ راجح سمجھتا ہے یہان سے معلوم ہوا کہ اہل السنۃ والجماعۃ سب برحق ہین ولیکن دیانت یہ کہ جاہل تقویٰ کی راہ سے ایک عالم کی تقلید کرے واللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سواء السبیل

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَخَمْسُوْنَ اٰيَة

ابن عباس و ابن الزبیر نے کہا کہ یہ سورہ مکے مین نازل ہوا ہے قرطبی رح نے کہا کہ یہی سب علما کا قول ہے کسی نے اختلاف نہین کیا رازی رح نے کہا کہ بعض کے نزدیک یہ سورہ سب سے اول نازل ہوا ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکی دلیل آیندہ معلوم ہوگی اور حافظ ابن حجر رح نے کہا کہ اصح یہ ہے کہ سورہ اقراء اول نازل ہوا اقول شاید یہ مراد ہو کہ اول وحی اقرا ہے اور اول واسطے رسالت کا حکم سورۃ المدثر مین ہوا یا اقرا چند آیات اُتریں اور پورا سورہ یہی اول ہے فافہم و سیاتی الکلام فیہ ابو السعود رازی نے لکھا کہ اس سورہ مین چھپین ۵۶ آیات ہین اور کچھ اختلاف نہین لکھا اور خطیب وغیرہ نے لکھا کہ پچپن ۵۵ یا چھپن ۵۶ ہین خطیب رح نے کہا کہ کلمات دو سو پچپن ۲۵۵ اور حروف ایک ہزار دس ۱۰۱۰ ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اے لحاف مین لپٹے کھڑا ہو پھر ڈرسنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی کو چھوڑ دے

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ

اور نہ کر کہ احسان کرے اور بہت چاہے اور اپنے رب کی راہ دیکھ پھر جب کھڑکھڑائے وہ کھڑکھڑا پھر وہ اس دن

يَوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝

مشکل دن ہے منکرون پر نہین آسان

امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ قرآن مین جو سب سے پہلے نازل ہوا وہ یا ایہا المدثر ہی اور جمہور سلف وخلف رضی اللہ عنہم نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ سب سے اول اقرأ باسم ربک نازل ہوا ہی چنانچہ اسکا بیان انشاء اللہ تعالی آویگا ع واحدیؒ نے لکھا کہ مفسرین کہتے ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شروع ہوئی جبرئیلؑ آپکے پاس آئے آپنے جبرئیلؑ کو ایک تخت پر آسمان و زمین کے درمیان دیکھا جیسے نور جگمگاتا ہی تو آپ خوف زدہ ہو کر بیہوش ہو گئے اور بعد افاقہ کے حضرت خدیجہ کے پاس آکر فرمایا کہ مجھپر ٹھنڈا پانی چھڑکو اور فرمایا کہ مجھے اُڑھاؤ پس اُنھون نے کملی اُڑھا دیا تو نازل ہوا یا ایہا المدثر۔ مترجم کہتا ہی کہ فتح البیان مین اسیطرح تفسیر واحدیؒ سے نقل کیا اور ظاہر اس مین خبط واقع ہوا ہی اور اسکو جمہور مفسرین کی طرف نسبت کرنا صحیح نہین ہی بلکہ جمہور مفسرین کا قول یہ ہی کہ وحی آنے کے ایک مدت بعد ایسا واقع ہوا ہی کما فہم رازی وخطیب وابوالسعود وغیرہ نے بھی قول جابرؓ نقل کیا اور کلام کیا ہی امام ابن کثیرؒ نے پھر توضیح فرمائی کہ امام بخاریؒ نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ روایت کی کہ یحییٰؒ نے کہا کہ مین نے ابو سلمہؒ سے دریافت کیا کہ قرآن مین سے اول کیا نازل ہوا ہی ابو سلمہؒ نے کہا کہ اول یا ایہا المدثر نازل ہوا ہی مین نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہین کہ اول اقرأ نازل ہوا ہی۔ ابو سلمہؒ نے فرمایا کہ مین نے اسکو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا جیسے تونے مجھسے پوچھا اور مین نے بھی جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کہا تھا جیسے تونے مجھسے کہا ہی تو جابر رضی اللہ نے مجھسے فرمایا کہ مین تجھسے وہی کہہ سکتا ہون جو ہم لوگون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہی آنحضرت نے ہم لوگون سے فرمایا کہ مین نے حرا مین مجاورت کی (یعنے اعتکاف وتخلیہ اختیار کیا) جب مین اپنا زمانہ مجاورت پورا کرچکا تو پہاڑ سے اُترا پس مجھے آواز دی گئی (یا محمد) پس مین نے داہنی طرف دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا اور مین نے بائین طرف دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا اور آگے کی طرف نگاہ دوڑائی تو کچھ نظر نہ آیا اور مین نے پیچھے کی طرف نگاہ دوڑائی تو کچھ نظر نہ آیا پس مین نے سر اپنا اوپر کی طرف اُٹھایا تو مین نے ایک چیز دیکھی تو مین نے خدیجہ رضہ کے پاس پہونچکر کہا کہ مجھے اُڑھاؤ اور مجھپر سرد پانی ڈالو پس اُنھون نے مجھے اُڑھایا اور مجھپر سرد پانی ڈالا پس نازل ہوا قولہ تعالی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر۔ امام بخاریؒ نے اس اسناد مذکور سے اسی طرح روایت کیا اور امام مسلمؒ نے بطریق عقیل عن ابن شہاب عن ابی سلمہ دوسرے سیاق سے روایت کیا کہ ابن شہابؒ نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ نے خبر دی کہ مجھے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ زمانۂ فترت وحی کا حال بیان فرماتے تھے (فترت وحی یعنے بعد نزول اقرأ کے دو برس چھ مہینہ تک وحی بند رہی) پس بیان فرمایا کہ ایک روز مین (گھر سے نکلکر) چلا جاتا تھا کہ ناگاہ مین نے آسمان سے ایک آواز سنی تو اپنی نظر آسمان کی جانب اُٹھائی ناگاہ دیکھا کہ وہی فرشتہ جو کوہ حرا پر میرے پاس آیا تھا وہ آسمان و زمین کے درمیان

Marfat.com

ایک کرسی پر بیٹھا ہی پس مین اُس سے رعب کھا کر جھجکا کہ زمین کی طرف جھک پڑا اور وہان سے اپنے اہل خانہ (حضرت خدیجہ رضہ) کے پاس آیا اور مین نے کہا کہ مجھے لپیٹو مجھے لپیٹو پس انھون نے مجھے خوب اُڑھا دیا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یا ایہا المدثر قم فانذر تا قولہ تعالیٰ والرجز فاہجر- ابوسلمہ رح نے کہا کہ- الرجز بت ہین- پھر وحی گرم تیزی کے ساتھ پے درپے آنے لگی اسی طرح بخاری رح نے بھی اسکو اس طریق سے روایت کیا ہی اور یہی سیاق محفوظ ہی (یعنے یحییٰ بن ابی کثیر رح نے جس سیاق سے روایت کیا ہی وہ بہت مختصر ہو گیا اور پورا بیان جس طرح کہ ابوسلمہ رح نے ذکر فرمایا تھا اُسکو ابن شہاب رح نے خوب یاد رکھا اور یہ سیاق دلالت کرتا ہی کہ اس سے پہلے بھی وحی آچکی تھی پھر درمیان مین موقوف رہی پھر اُسکے بعد جب شروع ہوئی تو یا ایہا المدثر نازل ہوا پھر برابر تیزی کے ساتھ وحی آنے لگی اور کبھی فترہ نہین ہوا- خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مین نے وہ فرشتہ دیکھا جو کوہ حرا پر میرے پاس آیا تھا- یعنے اول وحی اقرأ باسم ربک- لایا تھا تو معنے معلوم ہو گئے کہ سب سے اول اقرأ باسم ربک ہوا پھر دو برس چھ مہینہ تک وحی نہین آئی پھر بعد فترہ کے جو وحی اول نازل ہوئی وہ یا ایہا المدثر ہی مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن حجر وغیرہ نے زمانۂ فترت کے حالات مین سے بعض احادیث ذکر کی ہین از انجملہ یہ کہ جب اقرأ باسم ربک- کے بعد وحی موقوف ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت آشفتہ رہا کرتے تھے بعض اوقات کسی کنوئین پر جاتے اور بعض اوقات پہاڑ پر تشریف لے جاتے علماء نے کہا کہ وحی آلٰہی کی لذت خاص سے مہجور ہونا شاق ہو گیا اور یہ حسن ازل کے جذبات ہین کہ اتنی تلخی شوق مین تیزی ہوئی آخر جب متوالی و متواتر ظہور رحمت منظور ہوا تو ندا ء آنے لگی روایت ہی کہ اکثر اوقات آپ کہین جاتے ہوتے او ریکایک ندا آتی کہ (ای محمد) اور آپ کسی کو نہ دیکھتے اور اکثر اوقات اپنے پاس نور دیکھتے تھے اور اکثر اوقات آپ ندا سنکر واپس چلے آتے اور جھجک جاتے تھے- مترجم کہتا ہی کہ یہ اشارہ ہی کہ حق عزوجل کی طرف سے آپ جذب کیے گئے یعنے مراد تھے مرید نہین تھے اگرچہ ارادت ازلی ہمیشہ موجود رہتی ہی جیسے موسیٰ ع کو آگ کے بہانہ سے جذب کیا گیا تھا فافہم پھر جب منظور ہوا تو ایسی نداء مین آپ نے حضرت جبرئیل ع کو کرسی پر دیکھا جیسا کہ بیان ہوا پھر متواتر وحی شروع ہو گئی یعنے بعد فترہ کے شروع ہوئی چنانچہ امام احمد رح کی روایت مین مصرح ہی کہ جابر رض نے آنحضرت صلعم سے روایت مین کہا کہ پھر وحی موقوف ہو گئی اور ایک مدت تک موقوف رہی پھر اتفاق سے ایک روز مین چلا کہ ناگاہ مین نے آسمان سے آواز سنی) آخر تک حدیث مذکور ذکر کی اور اسکو امام بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہی مترجم کہتا ہے کہ شاید واقعہ یہ ہوا ہو کہ جب اول اقرأ باسم ربک نازل ہوا اور آپ کی نبوت ظاہر ہوئی تو قریش کے مالدار جل گئے کیونکہ بنی ہاشم سے انکو حسد تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عجیب یہ تھی کہ عرب مین بنی ہاشم کی بزرگی خود بخود سب کے نزدیک مسلم تھی اگرچہ قریش مین انسے زیادہ مالدار لوگ تھے اور ہر سال جب عرب حج مین جمع ہوتے تو وہ لوگ بہت کچھ خرچ کرتے تھے لیکن جب وہ جاتے تو بنی ہاشم کی بزرگی آنکھون مین بھر لے جاتے تھے اور انکی خوبیان گھر گھر بیان کرتے تھے اس وجہ سے قریش کے دوسرے خانوادے جلتے تھے اب یہ مشہور ہوا کہ ان مین ایک نبی پیدا ہوا ہی اور اسکے عجائب معجزات بہت لوگون نے دیکھے ہین لیکن وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہی اُسنے کسی کے ٹھاکر نہین رکھے ہین اور اسکے فضائل و کمالات ذاتی مشہور عام ہین تو زیادہ جلنے لگے کہ دوسری باتون مین برابر کرنے کی تدبیر ہو سکتی ہی لیکن اسکی کیا تدبیر ہی کہ اُس کے پاس آسمان سے خبرین آتی ہین اسلیے انھون نے حاجیون کو بھی برافروختہ کیا کہ کسی طرح اسکو نہ مانین خصوص جبکہ وہ خود اپنے ٹھاکر معبود کی بھینٹ چڑھانے آتے تھے لیکن سب نے مشورہ کیا کہ اسکو ساحر کہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ مکر عظیم سنا تو گھر سے نکلکر جاتے تھے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل ع کی آواز سنی اور جھجکے اور ادھر کافرون کے مکر سے غمناک ہوئے تو اوڑھکر لیٹ رہے پس

Marfat.com

وحی آئی چنانچہ ابن کثیرؒ نے طبرانیؒ کی روایت سے نقل کیا کہ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کے لئے کھانا پکوایا اور سب کو جمع کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اُس کافر نے سب سے پوچھا کہ تم اس شخص کے بارہ مین کیا کہو گے عرب کے قبائل حج مین آنے والے ہین وہ لامحالہ دریافت کرینگے کہ یہ کرامت والا بزرگ تم مین کیسا شخص ہے بعض نے کہا کہ ہم کہین گے کہ وہ جادو نکالتا ہی بعض نے اس رائے پر اعتراض کیا کہ اُس نے کوئی جادو نہین نکالا ہے بعض نے کہا کہ ہم یہ کہینگے کہ وہ کاہن ہی کاہنون کی طرح غیب بتلاتا ہی بعض نے کہا کہ وہ کاہن نہین ہی بعض نے کہا کہ وہ شاعر ہے بعض نے کہا کہ نہین وہ تو شاعر نہین ہی بعض نے کہا کہ (سحر یوثر) یعنے زمانۂ سابق کے زبردست ساحرون سے جو سحر نقل ہوتا چلا آیا ہی وہ اسکو ملا گیا ہے پس سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ وہ سحر یوثر ہی۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی کہ مشرکون نے یہ مکر کیا ہی تو آپ غمگین ہوے اور سر جھکائے ہوئے گھر مین تشریف لاکر فرمایا کہ مجھے اوڑھاؤ پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ یاایہا المدثر قم فانذر الخ مترجم کہتا ہی کہ معتمد وہ حدیث ہی جو صحیحین وغیرہ سے اوپر منقول ہوئی اور یہ روایت متفرد ہے اور میرے نزدیک اسکی تاویل یہ ہی کہ اول روایت کے موافق یہ سورہ نازل ہو چکا تھا اور آپ نے دعوت توحید شروع کر دی اور اہل مکہ مسلمان ہوے پھر اپنے رؤسا کے کہنے سے مرتد ہو گئے اُس وقت آپ غمگین ہوے تو اللہ تعالیٰ نے مکرر یہ آیات نازل فرمائین اور آپ کو صبر کی جانب ارشاد کیا چنانچہ طحاویؒ نے بطریق ابن لہیعہؒ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اظہار فرمایا تو اہل مکہ مسلمان ہو گئے اور یہ نماز فرض ہونے سے پہلے واقع ہوا تھا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آپ جب مسجد مین تلاوت فرماتے اور آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو سب لوگ سجدہ کرتے اور کثرت ازدحام سے بعض کو سجدہ کرنے کی جگہ نہین ملتی تھی اور یہی کیفیت رہی یہانتک کہ ولید بن مغیرہ و ابوجہل وغیرہ جو رؤسا تھے طائف سے آئے اور وہان یہ لوگ اپنی اپنی اراضی مین مصروف تھے تو اُنھون نے عوام کو ملامت کی کہ کیا تم لوگ بنی ہاشم کے یتیم پر ایمان لاؤگے اور اپنے باپ دادون کا دین چھوڑ دوگے پس وہ لوگ مرتد ہو گئے مترجم کہتا ہی کہ قولہ تعالیٰ کیف یہدی اللہ قوما کفروا بعد اسلامہم الآیہ کی تفسیر مین بھی اسکا ذکر ہو چکا ہی اور بعض واقعات سے بھی اسکی شہادت ملتی ہی اور جب کفار حجت مین مغلوب ہوے تو اُنھون نے یہ معارضہ کیا کہ ہمارے بزرگون کا کیا حال ہوگا جو اس سے پہلے مرے ہین اور لوگون کو بہکایا کہ یہ شخص تمھارے باپ دادون کو بلکہ اپنے باپ دادون کو بھی جہنمی بتلاتا ہی اور بنی ہاشم کو بھی آپ کا دشمن بنایا لیکن ڈرے کہ حجت روشن و معجزات باہرہ کے آگے ہر سمجھدار ایسے مکر وفریب مین نہ آویگا اور یہی مکر فرعون نے باندھا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ۔ مابال القرون الاولیٰ۔ یعنے اگلی امتون کا کیا حال ہوگا۔ تاکہ جہال کو فریب مین لاوے کہ یہ شخص تمھارے باپ دادون کو جہنمی بتلاتا ہی اور اگر نہ کہے تو تم کو وہی طریقہ کافی ہی جسپر چلے آتے ہو۔ رازی رح نے مفصل قصہ اس طرح لکھا کہ ابوجہل و ابولہب و ابوسفیان و ولید بن المغیرہ و نضر بن الحارث و امیہ بن خلف و ابی بن خلف و عاص بن وائل وغیرہ نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ عنقریب ایام حج مین عرب کے قبائل جمع ہونگے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاملہ مین ہم لوگون سے دریافت کرینگے پھر اگر ہم مین سے ہر ایک نے مختلف جواب دیا تو وہ لوگ سمجھین گے کہ یہ صرف ان لوگون کی اٹکل ہی اور یہ لوگ خود متحیر ہو رہے ہین تو خواہ مخواہ محمد کی باتین سنین گے اور جس نے سنین وہ ضرور آپ کی طرف جھک جاویگا تو مصلحت یہ ہی کہ ایک بات پر اتفاق کرو اور ہر ایک وہی بات کہے تاکہ عرب مین سے کوئی شخص اسکی جانب رجوع نہ کرے۔ سب نے کہا کہ اچھا ہم سب ایک بات پر متفق ہون گے بعض نے کہا کہ اسکو شاعر کہو۔ ولید بن المغیرہ نے اعتراض کیا کہ مین نے امیہ بن ابی الصلت اور عبید بن الابرص شاعرون کا کلام سنا ہے اور محمد جو کچھ کہتا ہی وہ شاعرون کے کلام سے

Marfat.com

مشابہ نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ اسکو کاہن کہو۔ ولید مذکور نے کہا کہ کاہن کسکو کہتے ہو۔ اُنھون نے کہا کہ جو شخص غیب کی باتین بتلاتا ہی
کبھی سچ پڑتی ہین اور کبھی جھوٹ کہتا ہی۔ ولید مذکور نے کہا کہ محمد کی بات تو کبھی جھوٹ نہین نکلی ہی تو اُسکو کیونکر کاہن کہو گے۔ پس ایک نے
کہا کہ اُسکو مجنون کہو۔ ولید مذکور نے کہا کہ مجنون کون شخص ہوتا ہے۔ انھون نے کہا کہ جسکی ذات سے لوگون کو خوف ہو۔ ولید نے کہا کہ محمد
سے ایک شخص بھی خوفناک نہین کیا گیا تو مجنون کہنا کیونکر بن پڑیگا۔ پھر ولید مذکور مجلس سے اُٹھکر اپنے گھر مین چلا گیا اور لوگون نے
کہنا شروع کیا کہ ولید بن مغیرہ بھی صابی ہو گیا (صابی اپنی اصطلاح مین ایسے شخص کو کہتے تھے جو انکے باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہو)
اور ابوجہل لعین اسکے پیچھے ولید کے یہان گیا اور کہنے لگا کہ اے عبدالشمس یہ قریش تمھارے واسطے کچھ مال جمع کرتے ہین اس خیال سے
کہ تم حاجتمند ہو کر صابی ہو جاؤ گے (دین محمد مین داخل ہو گے) ولید نے کہا کہ مجھے اسکی کچھ حاجت نہین ہی ولیکن مین نے محمد کے معاملے
مین غور کیا تو یہی رائے مضبوط معلوم ہوئی کہ یہ شخص ساحر ہی جو پُرانے سحر پر عمل کرتا ہی اسواسطے کہ ساحر کا یہ کام ہی کہ باپ و بیٹے مین جدائی
ڈالدے اور بھائی بھائی مین اور جورو خاوند مین پھوٹ ڈالے۔ پھر قریش سب نے اتفاق کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہین پس
نکل نکل کر مجمع عام مین پکارنے لگے کہ محمد ساحر ہی اور لوگون مین شور ہوا کہ محمد ساحر ہین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مکر سُنا تو
غمگین ہو کر ایک کمل اوڑھکر لیٹ رہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائین بقولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔
اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اُٹھ بیٹھ اور انذار کر ف انذار خوفناک چیز سے ڈرانا تاکہ اُس سے بچاؤ کرین منذر ڈرانے والا۔ نذیر
بھی اسی کو کہتے ہین اور عرب زمانہ جاہلیت مین ایک دوسرے پر غفلت کے موقع سے چھاپہ مارتے اور جو کوئی دیدبان سے دیکھ لیتا وہ قوم
کو آگاہ کر دیتا اور اگر دشمن بکثرت ہوتے تو بھاگ جاتے اور شدید خوف کے وقت وہ پہاڑی ننگا ہو کر چلاتا اُسکو نذیر عریان کہتے تھے
پھر نذیر عریان ہر ایسے شخص کو کہنے لگے جو سخت خوف سے بچنے کی خبر سناوے اگرچہ وہ ننگا نہو اسی وجہ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے قوم سے فرمایا کہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچاؤ اور مین تمھارے واسطے نذیر عریان ہون رازی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
خطاب یا ایہا المدثر۔ دیا گیا تو اسکے واسطے کئی وجہین روایت کی گئین ہین (اول) فترت الوحی کے بعد آپ نے جبرئیل ع کو آسمان
و زمین کے درمیان کرسی پر دیکھکر رُعب کھایا اور گھر مین آکر کملی اوڑھ لی تو یہ خطاب آیا (دوم) یہی قصہ ولید بن المغیرہ اور مشورہ
قریش جو اوپر مذکور ہوا (سوم) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھے لپیٹے سوتے تھے تو جبرئیل ع نے آکر یہ خطاب وحی پہونچایا یعنے
خواب راحت ترک کیجیے اور اُٹھکر منصب نبوت کا کام انجام دیجیے یہ اقوال اس صورت مین ہین کہ المدثر سے مراد ظاہری لباس
سے تدثر ہوا اور یہان قول دوم یہ کہ ظاہری لباس سے تدثر مراد نہین ہی پھر اِس قول کے موافق بھی وجوہ ہین (ایک) یہ کہ نبوت
و رسالت کے لباس سے مدثر تھے جیسے کہتے ہین کہ فلان مرد صالح کو اللہ تعالیٰ نے لباس تقوے سے آراستہ کیا ہی اور اس
وجہ کے موافق معنے یہ ہوے کہ اے پیغمبر اُٹھکر انذار کر (وجہ دوم) یہ کہ المدثر مختفی ہوتا ہی چونکہ آپ بھی اس وقت مختفی تھے لہذا
یہ نام دیا یعنے اے مختفی ہونے والے اپنے آپ کو مت چھپاؤ بلکہ اُٹھکر ظاہر ہو کر انذار کرو۔ (وجہ سوم) یہان تدثر بخلعت رحمت ہی گویا فرمایا
کہ اے رحمۃ للعالمین خلعت رحمت سے آراستہ ہو کر اُٹھو اور بندگان الٰہی کو سایۂ رحمت مین لاؤ عذاب سے ڈراؤ (تفسیر کبیر و سراج وغیرہ)
ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ قم فانذر۔ یعنے دامن چڑھا کر عزم مصمم کے ساتھ اُٹھکر انذار کر۔ اس حکم سے آپ کے واسطے رسالت
پوری ہوئی جیسے اول کے ساتھ نبوت ہو چکی تھی مترجم کہتا ہے کہ شاید اول سے مراد اقرا باسم ربک ہی یعنے اس سے
وحی حاصل ہوئی تو نبوت حاصل ہوئی ولیکن لوگون کو پیغام پہونچانے کا حکم ابھی نہین ہوا تھا اسی وجہ سے آپ نے
ورقہ بن نوفل کو دعوت نہین کی جنھون نے قصہ غار حرا سُنکر کہا تھا کہ یہ ناموس اکبر (جبرئیل ع) مانند موسیٰ ع کے وحی لایا ہے اور

Marfat.com

عنقریب آپ کی قوم دشمن ہو کر آپ کو نکالیگی کاش مین اس وقت جوان ہوتا تو آپ کی مدد دل و جان سے کرتا ...
مین یہ قصہ روایت ہوا اور بار ہا گزر چکا ہی۔ خلاصہ یہ کہ پہلے آپ پر فقط وحی نازل ہوئی اور دو برس چھ مہینے کے بعد حکم آیا ...
ں طرف دعوت کیجیے اور عذاب سے ڈرائیے اگر شرک کرین اور قوم کے واسطے فقط اسی قدر حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو لا الٰہ الا اللہ ...
ہد کو رسول اللہ پہچانین اور اسکے صفات قدس جانین پھر رفتہ رفتہ احکام شریعت بھی نازل ہونے لگے اور یہ اللہ تعالیٰ کی
رحمت تھی کیونکہ حرف بحرف کر کے عرب کو تعلیم دی گئی جس سے ان کے قلوب بدرجۂ کمال پہونچے جیسے اطفال شائستہ کو آہستہ
تعلیم دیجاتی ہی برخلاف اسکے اگر سب احکام وضوء و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و حرمت شراب وغیرہ ایک بارگی نازل ہوتے تو لوگ
بدحواس ہو جاتے اور ہر طرف کے لحاظ سے اضطراب مین پڑ جاتے فللہ الحمد والمنۃ۔ **وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ**۔ اور تعظیم کر اپنے رب کی
ف یعنے دلی اعتقاد کے ساتھ لوگون کو ہدایت فرمانے کے لئے یہ اظہار کر کہ رب عز و جل وحدہ لاشریک ہی اور بت پرستون
کے خیالات سے پاک ہی نہ اسکا کوئی ساجھی ہی کہ وہ مخلوق مین سے کسی کی کچھ حاجت مراد بر لاوے اور نہ اسکا فرزند ہی اور نہ زوجہ ہے
اور اسکے سوائے کسی کی عبادت نہین ہی۔ روایت ہی کہ جب جنگ احد کے روز کافرون نے غلبہ دکھایا اور اہل اسلام ہٹ گئے
اور شہید ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع بعض اصحاب کے کوہ اُحد پر چڑھ گئے تو کفار ڈرے اور ابوسفیان نے نیچے آکر
کہا کہ (اُعل ہُبل) اے ہبل آج تم اونچے ہو ہبل انکے بُت کا نام تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ جواب
نہین دیتے ہو انھون نے عرض کیا کہ کیا جواب دین آپ نے فرمایا کہ کہو (اللہ اعلیٰ واجل) اللہ تعالیٰ برتر اور بزرگتر ہی۔ یعنے اُسی کے
لیے عظمت وکبریائی ہی کوئی اُسکے ساتھ نسبت نہین رکھتا ہی ابوسفیان نے کہا کہ (لنا عزی ولا عزی لکم) یعنی ہمارے واسطے بی بی
عزی ہین اور تمہارے واسطے کوئی عزی نہین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو (اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم) اللہ تعالےٰ
ہمارا مولیٰ ہی اور تمھارا کوئی مولیٰ نہین ہی روایت ہی کہ صحابہ رضؓ نے کہا کہ ہم کس لفظ سے نماز شروع کرین تو نازل ہوا کہ وربک فکبر مترجم
کہتا ہی کہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آیت کا نزول اس وقت ہوا ہی اسلیے کہ سورۂ مبارک کے مین اوائل مین نازل ہوا تھا اور نماز
قوم پر پیچھے فرض ہوئی ہی ولیکن یہ معنے ہو سکتے ہین کہ جب اُنھون نے پوچھا تو یہ آیت یاد دلائی گئی یعنے اللہ اکبر کہکر شروع کرو
خطیب رحؒ نے لکھا کہ روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھکر کہا کہ اللہ اکبر۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا
نے فرحت سے تکبیر کہی اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہی مترجم کہتا ہی کہ اول مرتبہ اقرا باسم ربک الآیۃ۔ نازل
ہونے کے بعد شاید ان کو یہ شبہہ ہو کہ یہ کیا معاملہ ہی اسلیے کہ عرب کے لوگ فرشتہ و وحی و شریعت وغیرہ کا نام بھی بھول گئے تھے
اور ملک مین البتہ کاہن پائے جاتے تھے جو شیطان و جن کے ذریعہ سے دور دور کی خبرین بتلایا کرتے تھے جب دوبارہ وحی
آئی اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تعظیم و توحید کا حکم اُترا تو اُنھون نے جان لیا کہ یہ شیطانی معاملہ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہی
اسکو امام قشیری رحؒ نے ذکر کیا ہی بعض نے کہا کہ ربک فکبر سے مراد نماز کی تکبیر تحریمہ ہے اور اعتراض کیا گیا کہ اُسوقت تک
نماز فرض نہ تھی (جواب) دیا گیا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نفل پڑھتے ہون اور شک نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اللہ اکبر منقول ہی اور حدیث مین بھی آیا کہ تحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم یعنے نماز کا تحریمہ تکبیر ہی اور نماز سے حلال ہونا سلام
کرنے سے ہے۔ تکبیر اللہ اکبر کہنا۔ **وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ**۔ اور اپنے لباس کو پاک کر **ف** ابن عباس رضؓ سے ایک شخص نے
اسکے معنے پوچھے تو کہا کہ لباس کو معصیت پر اور گندگی پر مت پہن اس قول سے معلوم ہوا کہ طہارت ظاہری و باطنی
دونون طرح مقصود ہی اور دوسری روایت مین صریح فرمایا کہ کپڑون کو پاکیزہ رکھ اور گناہون سے پاک رہ۔ اور یہی معنے

Marfat.com

[illegible] وعطا وغیرہ سے مروی ہین اور ایک روایت مین مجاہد رح نے کہا یعنے اپنے اعمال کو صلاحیت پر
[illegible] محمد تو کاہن نہین اور نہ ساحر ہی پس کافرون سے منھ موڑ لے۔ محمد بن سیرین نے کہا یعنے اپنے
کپڑون کو پانی سے دھو ڈال۔ ابن زید نے کہا کہ مشرکین طہارت نہین رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ طہارت کرو اور اپنے
کپڑے پاک رکھو۔ امام ابن جریر رح نے اسی قول کو پسند کیا اور میرے نزدیک آیت مین یہ سب معانی داخل ہین اور قلب کو
پاکیزہ رکھنا بھی شامل ہی اور عرب کے کلام مین یہ معنے موجود ہین اور سعید بن جبیر نے فرمایا کہ قولہ تعالیٰ ثیابک فطہر یعنے
اپنے دل کو اور نیت کو پاک کر حسن بصری و محمد بن کعب القرظی رح نے کہا کہ یعنے اپنے اخلاق کو عمدہ کر (تفسیر ابن کثیر رح) خطیب
و رازی وغیرہ کی تفاسیر مین ہی کہ لباس کی طہارت سے یہ مراد کہ ان کو نجاسات سے پاک کر اس لیے کہ نماز کے شرائط مین سے
یہ ہی کہ طہارت ہو کیونکہ بدون اسکے نماز نہین صحیح ہوتی ہے اور سوائے نماز کے بھی طہارت مستحب ہے اور پاکیزہ مومن کیو
یہ عیب قبیح ہی کہ نجاست اُٹھائے رہے رازی رح نے کہا کہ اگر طہارت کو ہم ظاہری طہارت پر محمول کرین تو آیت مین تین احتمالات
ہین (اول) شافعی رح نے کہا کہ آیت سے یہ مقصود ہی کہ امتیون کو آگاہی ہو جاوے کہ نماز درست نہین ہوتی جب تک کہ
لباس دکپڑے پاک نہون (دوم) روایت ہے کہ بدکار کافرون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھکر مشورہ
کیا کہ آج فلان محلہ مین اونٹ ذبح کیا گیا ہی بھلا کون شخص جاکر اُسکا اوجھ اُٹھا لاویگا اور محمد کی گردن پر رکھدے جب وہ سجدے
مین جاوے پس ایک خبیث جہنمی نے منظور کیا اور لاد کر لایا اور آپ کے اوپر ڈال دیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہم مین سے
بعض لوگ دیکھکر غمگین ہوئے لیکن جان کے خوف سے کسی سے یہ ممکن نہوا کہ تعرض کرے کہ اتنے مین حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ
عنہا دوڑی ہوئی آئین اور وہ اُسوقت مین لڑکی تھین اُنھون نے اوجھ اُٹھا کر پھینک دیا اور قریش کو کوسنا شروع کیا اُس وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور قریش کے حق مین بددعا کی اور اس جماعت کفار کے حق مین نام بنام بددعا کی راوی
مین نے ان سب کو دیکھا کہ بدر کے روز مارے گئے اور گھسیٹ کے گڈھے مین ڈال دئے گئے (صحیح وغیرہ) رازی رح نے کہا
آنحضرت وہان سے غمگین آکر اوڑھ کر لیٹ رہے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنے اے مدثر اُٹھکر کافرون کو عذاب شدید سے
انذار کر اور انکی یہ قبیح بے حیائی تجکو احکام رسالت پہونچانے سے مانع نہو اور اپنے رب کی تکبیر کر کہ اُسنے فی الفوران کافرون
سے انتقام نہین لیا اور اپنے کپڑون کو اس نجاست سے پاک کر لے مترجم کہتا ہی کہ روایت صحاح سے جسقدر رازی رح نے زائد
کیا ہی مجھے نہین معلوم ہوا کہ کس محدث نے روایت کیا اور رازی رح نے کچھ حوالہ نہین دیا واللہ تعالیٰ اعلم (قول سوم) یہ کہ عبدالرحمن
بن زید بن اسلم نے کہا کہ مشرکین اپنے کپڑون کو نجاست سے پاک نہین رکھتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مومنین کو طہارت کا حکم
خطیب وغیرہ نے لکھا کہ بعض کے نزدیک لباس کی طہارت سے یہ مقصود ہی کہ اُس لوگون کی طرح سے لباس کے دامن دراز
ہون جس سے غالبًا نجاست بھر جانے کا ڈر ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آگاہ فرمایا ہی کہ مومن کی ازار آدھی
پنڈلی تک ہوتی ہی اور اس سے نیچے ٹخنہ تک لٹکانے مین اُسپر گناہ نہوگا اور ٹخنہ سے نیچے جسقدر ہو وہ آگ مین ہی خطیب
نے کہا کہ آج کل لوگون کا عجب حال ہی کہ کپڑے لمبے پہنتے ہین پھر تکلف کے ساتھ ان کو ہاتھ سے اُٹھاتے ہین اور یہ تکبر کی حالت
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے حماقت کی مغروری سے کپڑے کو لٹکایا تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف (بنظر رحمت
نہین دیکھتا ہی ایک روایت مین ہی کہ جس نے اپنی ازار کو خیلا کے طور پر لٹکایا اللہ تعالیٰ اُسکی طرف قیامت کے روز نہ دیکھے
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ آج کل بعضے شیطانی لوگون نے اپنے نفس مردود کے واسطے یہ تاویل کی کہ ہم خیلا یعنے مغروری

طور پر نہین لٹکاتے۔ یہ جواب باطل ہی اسلیے کہ ٹخنہ سے نیچے جسقدر ازار ہو وہ جہنم مین ہی اور جسنے لٹکایا اُسنے خیلاء بھی کی تو دونون لازم ہین۔ ہان جس شخص کی ازار لٹک کر ٹخنہ سے نیچی ہوجاوے تو اُسکے حق مین مضائقہ نہین ہی چنانچہ صحیح کی حدیث مین ہی کہ حضرت ابو بکر رضہ نے حضور مین عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نگہداشت رکھتا ہون لیکن پھر بھی میری ازار لٹک جاتی ہی آپ نے فرمایا تو ان مین نہین ہی جو خیلاء سے ازار لٹکاتے ہین۔ حدیث کے معنے یہ ہین کہ تیری ازار اپنی حد تک ہی اور یہ لٹکنا اتفاقیہ سے واقع ہوا ہی برخلاف اُسکے جسکی ازار لٹکی ہو اور اُسنے ظاہر مین چڑھالی تو اُسکو کچھ فائدہ نہین ہی جیسے آج کل لوگ ٹخنہ سے نیچے پائجامہ پہنتے ہین اور نماز کے وقت اُسکو چڑھا کر ٹخنہ کھول لیتے ہین گویا یہ سمجھتے ہین کہ ٹخنہ بند نہو جاے ازار چاہے گری ہوے یہ سمجھنا ہی کیا نہین دیکھتے کہ اگر ازار دھو کر خشک کرنے کو ڈالی اور چادر باندھکر نماز پڑھی تو جائز ہی اگرچہ ٹخنہ ڈھک لیا ہو اور واضح ہو کہ سنن ابو داؤد رح کی حدیث مین ہی کہ ٹخنہ کے نیچے لٹکی ہوئی ازار سے نماز نہین ہوتی ہی امام نووی رح نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی پس اس طریقے سے نماز نہوئی جیسے نجاست لگ جانے سے نہین ہوتی ہے تو دونوں سے پاک کرنا واجب ہی خطیب رح نے لکھا کہ بعض علما نے کہا کہ آیت مین نفس کو پاکیزہ کرنے کا حکم ہی موافق محاورہ عرب کے کہ جس شخص کے افعال و عادات اچھے ہوتے ہین اسکو کہتے ہین کہ طاہر اللباس وطاہر الذیل ہی **اقول** جیسے فارسی وغیرہ مین پاکدامن کہتے ہین اور برخلاف اسکے جو شخص بدعہد و بدمعاملہ ہوتا ہی اُسکو دنس اللباس یعنے میلے کچیلے کپڑے والا کہتے ہین گویا بھید یہ ہی کہ جو شخص پاک باطن ہوتا ہے تو ظاہر مین بھی طاہر رہتا ہی اور روایت کیا جاتا ہی کہ آدمی اپنے اس لباس مین حشر کیا جاویگا جنپر مرا ہی یعنے لباس صلاحیت مین یا لباس بدبختی مین جس حالت پر مرا ہے اُسی حالت پہ محشور ہوگا اسکو **ماوردی** رح نے ذکر کیا ہی۔ بعض نے کہا کہ ثیاب سے مراد اہل ہین یعنے اپنی زوجہ کو نصیحت سے پاکدامن کر۔ اور عرب مین یہ محاورہ معروف ہی چنانچہ قرآن مجید مین فرمایا۔ ہُنَّ لِبَاسٌ لَّکُم۔ زوجات تمھاری لباس ہین۔ بعض نے کہا کہ یہان دین مراد ہے یعنے اپنے دین کو پاکیزہ کر **اقول** ان دونون صورتون مین امت کو تنبیہ مقصود ہوگی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ پاکدامن و مومنہ تھین۔ اگر کہا جاوے کہ لباس سے دین مراد لیا کس محاورے مین ہی (جواب) عرب کے محاورے مین معروف ہی اور حدیث صحیح مین وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ مین نے لوگون (صحابہؓ) کو دیکھا اور اُنپر لباس تھے بعض کی چھاتی تک اور بعض اس سے نیچے تھے۔ اور مین نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اسپر ایک لباس ہی جسکو زمین تک لٹکتا ہوا کھینچتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے اسکی کیا تعبیر فرمائی ہی آپ نے فرمایا کہ یہ دین ہی **مترجم** کہتا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دین مین بہت قوی عمل والے تھے حتی کہ جب شہید ہوے اور جنازہ رکھا گیا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اچھی تعریف فرمائی اور دعا کی اور ایک جملہ یہ فرمایا کہ اے امام عادل مجھے یہ آرزو تھی کہ اپنے رب عزوجل سے تیرے اعمال کے مثل اعمال کے ساتھ ملون۔ یہ خطبہ مین نے سابق مین نقل کیا ہی اور باسانید صحیحہ مروی ہی قولہ تعالیٰ **وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ**۔ اور رجز کو چھوڑ دے **ف** علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا کہ الرجز بت ہین یہی مجاہد و عکرمہ و قتادہ و زہری و ابن زید رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ رجز سے بت مراد ہین۔ ابراہیم نخعی و ضحاک وغیرہ نے کہا رجز گندگی اور مراد ہر طرح کی معصیت ہی یعنے ہر طرح کی معصیت کو چھوڑ دے۔ ہجرت کے معنے الگ و جدا ہونا (ع) اور **خطیب** وغیرہ نے کہا کہ رجز کی تفسیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ وہ بت ہین اور اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بت کو نہین لیا تو چھوڑنا کیا معنے ہین (جواب) **خطیب** رح نے کہا اس سے دوام مراد ہی یعنے بت کو چھوڑ رکھ اور برابر اسی خوبی توحید پر قائم رہیو اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ خواہ بت مراد ہون یا معصیت مراد ہو حکم یہ ہوا کہ اسکو چھوڑ دو

ملازم نہین آتا کہ کبھی آپ بت یا معصیت سے متلبس ہون جیسے فرمایا۔ یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین۔ یعنی اے پیغمبر اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کر اور کافرون و منافقون کی اطاعت مت کر۔ھ۔ اس آیت سے یہ لازم نہین آیا کہ آپ تقویٰ نہین کرتے تھے یا کافرون و منافقون کی اطاعت کرتے تھے کیونکہ تمام مخلوقات اولین و آخرین مین آپ سے بڑھکر کوئی متقی نہین ہوا اور ممانعت کا محاورہ یہ کہ ایسا نہونے پاوے جیسے اب تک نہین ہوا ہی اور موسیٰ نے ہارون ع کو فرمایا کہ اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین۔ یعنی میرے سفر کو جانے کے بعد تو میری قوم پر میری خلافت کیجیو اور اصلاح رکھیو اور مفسدون کی پیروی مت کیجیو۔ھ اس سے یہ لازم نہین آیا کہ ہارون علیہ السلام کبھی صلاحیت کے خلاف کرتے یا مفسدون کی چال چلتے تھے خطیب رح نے لکھا کہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ الرجز فاہجر۔ یعنے گناہ کی چیزین چھوڑ دے۔ بعض نے کہا کہ رجز اور رجس دونون ایک ہین حفص رح نے رجز بضم الراء پڑھا اور باقیون نے رجز بالکسر پڑھا ہی اور دونون کے ایک ہی معنی اور ابو العالیہ رح نے کہا کہ نہین بلکہ فرق یہ ہے کہ الرجز بالضم بمعنے بت ہی اور بالکسر بمعنے نجاست و معصیت ہی ضحاک رح نے کہا کہ الرجز شرک ہے یعنے شرک چھوڑ دے کلبی رح نے کہا کہ الرجز عذاب ہی بغوی رح نے کہا کہ مراد یہ کہ جن چیزون سے عذاب کا خوف ہی اُنکو چھوڑ دے مترجم کہتا ہی کہ اس حکم کے واسطے درحقیقت آپ کی امت محتاج ہی کہ اللہ تعالیٰ اُسکو صالح فرماوے لیکن اس وقت ابتدا مین آپ کے خطاب سے امت کو آیندہ تعلیم دی گئی واللہ تعالیٰ اعلم قولہ تعالیٰ۔ **وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ**۔ اور نہ بخشش پر احسان رکھ بہت سمجھکر **ف** اس آیت کی تفسیر مین اقوال ہین ابن عباس رض نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ کسی کو اس غرض سے عطیہ مت دے کہ تجکو اس سے زیادہ حاصل ہو۔ یہی عکرمہ و مجاہد و عطا و طاؤس و ابو الاحوص و ابراہیم نخعی و ضحاک و قتادہ و سدی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت مین (ان تستکثر) واقع ہوا ہی خطیب رح نے لکھا کہ معنے یہ ہین کہ عطیہ مت دے درحالیکہ تو اُسکو کثیر خیال کرنے والا ہو یعنے اس حالت مین جبکہ اُسکو کثیر خیال کرے تو نہ دے بلکہ جب دے تو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے عطا کرے اور عوض کا خیال نہ رکھے خطیب رح نے کہا کہ اس خیال مذکور سے لازم معنے لئے گئے کہ کثیر خیال کرکے اپنے مال مین نقصان سے خوف کریگا تو اس عطیہ کے عوض لینے کی نیت ہوگی بعض نے کہا کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ (لا تمنن لان تستکثر) یعنے جیسے قرارت ابن مسعود رض کے معنے ہین یعنے کوئی چیز کسی کو عطیہ اس غرض سے نہ دے کہ اُس سے زیادہ حاصل ہو خطیب رح نے کہا کہ عوام کے واسطے یہ نیت جائز ہی چنانچہ حدیث روایت کی جاتی ہی کہ المستغزر یثاب من ہبتہ۔ یعنے جسنے زیادہ ملنے کی غرض سے ہبہ دیا ہو اُسکو ہبہ کا عوض دیا جاویگا۔ ھ۔ پھر یہان آیت مین کیا معنے ہین (جواب) اسمین دو وجہین ہین (ایک) یہ کہ ممانعت فقط خاصکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اور ظاہر الآیہ بھی یہی ہے یعنے خاص آپ ہی کو خطاب ہی یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اشرف آداب اختیار فرمائے ہین (دوم) یہ کہ ممانعت فقط تنزیہی ہی یعنے ایسا کرنا بہتر نہین ہی لیکن حرام نہین ہے تو اس صورت مین یہ آیت آپ کو مع امت کے شامل ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ توجیہ عجیب ہی اور ایسی بات شان رسالت مین تجویز کرنا محض بعید ہی جبکہ آپ کے واسطے دنیا سے کچھ حصہ نہین رکھا گیا حتیٰ کہ تمام دنیا کے خزائن کی کنجیان آپ کے ہاتھ مین دی گئین اور آپ نے رد فرمائین تو یہ تجویز کرنا فقط یہ معنے ہوے کہ آپ کسی شخص کو قلیل ہبہ دین اس نیت سے کہ وہ زیادہ دیدے مترجم کے نزدیک ایسی توجیہات صریح اسرار شریعت کے خلاف ہین بلکہ طیبات اقوال سے آپ نے بلا امتنان بکثرت اموال امت پر پاشیدہ کردیے تو اللہ تعالیٰ کیونکر اپنے حبیب رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے واسطے

Marfat.com

یہ تجویز فرماتا کہ دوسرون سے بطور ہبہ زیادتی کی خواہش کریں۔ اور اگر ایسے ہی الفاظ کی رعایت [illegible]
اور احتمالات نکالنے کی ضرورت ہی تو یہ کہنا بہتر تھا کہ آیت سے مقصود امت ہی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]
بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چار باتون کا حکم دیا ١۔ قوم کو انذار کرنا [illegible]
عذاب الٰہی سے ڈرانا ٢۔ رب عزوجل کی تکبیر کرنا ٣۔ لباس کو پاکیزہ کرنا ٤۔ رجز کو مہجور کرنا [illegible]
یعنے ان چارون امور شاقہ کو عمل مین لانے کو بہت کثیر مت خیال کر کہ اپنے رب عزوجل پر احسان رکھے کہ مین [illegible]
ادا کیے ہین مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ اگر یہ معنے مقصود ہوتے تو اس طرح ہوتا۔ لا تستکثر تمنن [illegible]
کثیر مت سمجھ کہ منت ار کھے۔ حالانکہ آیت اسطرح نہین ہی (جواب) یہ ہوسکتا ہی کہ ہان اسی طرح تھا لیکن برعکس کر [illegible]
بہت مبالغہ ہی جیسے قولہ تعالیٰ۔ انما البیع مثل الربوا۔ بیع مثل ربوا کے ہے حالانکہ مقصود یہ کہ ربوا (بیاج) مثل بیع کے ہی تو [illegible]
حلال ہوگا اسی طرح یہان ہی واللہ تعالیٰ اعلم شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حسن بصریؒ نے کہا کہ ولا تمنن علی ربک بعملک [illegible]
اپنے رب عزوجل پر اپنے اعمال خیر سے احسان مت رکھ اس حالت سے کہ تو ان اعمال کو کثیر سمجھے۔ یہی ربیع بن انس کا قول ہی
اور اسی کو شیخ حافظ ابن حجرؒ نے پسند کیا ہی۔ خصیف رح نے مجاہدؒ سے روایت کیا کہ لا تمنن بمعنے لا تضعف ہی یعنے ضعیف مت ہو کہ
خیر کثیر حاصل کرے یعنے اپنے رب عزوجل کے یہان اعمال خیر سے بکثرت حاصل کرنے سے کمزور نہو جیو۔ عرب کے محاورہ مین
(لا تمنن) بمعنے (کمزور مت ہو) آتا ہی۔ اور عبدالرحمن بن زیدؒ نے کہا کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ اپنی پیغمبری سے لوگون پر احسان مت رکھ
تاکہ دنیاوی مال کثیر حاصل کرے مترجم کہتا ہی کہ یہ قول سب سے زیادہ ضعیف ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ قول اول زیادہ بہتر ہے
یعنے کسی کو کوئی عطیہ مت دیجیو کہ زیادہ کی خواہش ہو۔ یعنے اس نیت سے عطیہ مت دیجیو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے
بخشش و کرم کیجیو۔ اور درمیان مین معلوم ہوا کہ امام ابن جریرؒ کے نزدیک یہ معنے پسند ہین کہ ان اعمال شاقہ کو کثیر عدد مت
سمجھکر رب عزوجل پر احسان مت رکھیو۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔ اور اپنے رب عزوجل کے واسطے صبر کر
ف یعنے ادائے رسالت مین کافرون کی طرف سے جو اذیت پہونچے اُسکو خالصًا لوجہ اللہ برداشت کر۔ یہ مجاہدؒ نے
بیان فرمایا ہی (ع) اور یہ سب سے زیادہ تکلیف بطور مثال کے بیان فرمائی کیونکہ ادائے عبادات مین بھی تکلیف پہونچتی
ہی اور حق یہ ہی کہ ادائے عبادات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت نہ تھی کیونکہ آپ کی جبلت شریف ایسی پیدا ہوئی
تھی کہ قرآن مجید پر عمل کرنے مین جبلی موافق تھے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امور رحمت ارشاد ہو چکے تو اُس کے
بعد کفار شقی کے واسطے وعید شدید ظاہر فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ
عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ۔ پھر جب ناقور مین نقر کیا گیا تو اُس وقت مین یہ دن کافرون پر سخت ہی آسان نہین ہے
ف نقر کھڑکانا جیسے برتن مین انگلی وغیرہ سے کھٹکارتے ہین اور کرخت آواز دینا جیسے عرب بولتے ہین نقر بہ یعنے اُس شخص
کو پکارا۔ ناقور وہ چیز جس کے کھٹکے کے ساتھ ارواح پکاری جاوینگی ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابن عباس و مجاہد و شعبی و زید بن اسلم
و حسن و قتادہ و ضحاک و ربیع بن انس و سدی و ابن زید نے کہا کہ ناقور صور ہی۔ مجاہد نے کہا کہ وہ قرن یعنے نرسنگے کی صورت [illegible]
ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین کیونکر خوش رہون حالانکہ قرن والا [illegible]
پھونکنے والا (اسرافیل) قرن اپنے منہ مین لیے اور پیشانی جھکائے منتظر ہے کہ کب اُسکو حکم ملے [illegible]
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہمکو کیا حکم دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ کہو حسبنا اللہ و نعم الوکیل علی اللہ توکلنا [illegible]

عن ابی سعید الاشج عن اسباط بہ ورواہ احمد عن اسباط ورواہ ابن جریر عن ابی کریب عن ابن فضیل واسباط بہ) حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جس دن صور مین پھونکا جاویگا تو یہ دن کافرون پر سخت ہوگا آسان نہوگا اگر کہا جاوے کہ سخت ہونا اور آسان نہونا ایک ہی بات ہی (جواب) ہان لیکن فائدہ یہ ہی کہ سخت ہونا معنے مجازی نہین ہین بلکہ یہ مراد کہ آسانی بالکل نہوگی عرب کا یہ قاعدہ ہی کہ جب معنے مجازی کا راستہ مسدود کرتے ہین تو تاکید کرتے ہین ابن کثیرؒ نے لکھا کہ زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ تعا قاضی بصرہ نے لوگون کو صبح کی نماز پڑھائی اور یہ سورہ پڑھا تو جب ہی اس آیت پر پہونچے تو ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑے مترجم کہتا ہے کہ اس خبر کو امام ترمذی نے باسناد صحیح اپنے جامع مین روایت کیا ہے اور راویؒ نے کہا کہ جب زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ تعالیٰ گرے تو ہم لوگون نے دیکھا تو انکو مردہ پایا اور منجملہ ان لوگون کے جو انکو اُٹھا کر مکان پر لے گئے مین بھی تھا خطیبؒ نے کہا کہ آیت مین یہ قید ہی کہ یہ دن کافرون پر سخت ہوگا تو اس مین دلالت ہی کہ مومنون پر آسان ہوگا کیونکہ مومنون سے حساب مین جھگڑا نہوگا اور روشن چہرے حشر کیے جاوینگے اور میزان عدل اُن کے حسنات سے بھاری ہوگی رازیؒ نے لکھا کہ شاید یہ دن مومنون و کافرون سب پر سخت ہو لیکن کافرون پر نہایت شدید سخت ہوگا کیونکہ انبیاء گھبراوینگے اور بچے بوڑھے ہو جاوینگے مترجم کہتا ہے کہ اُس دن ظہور جلال و آخری فیصلہ ہے تو ہر شخص خوفناک ہی لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدواری ہی کہ مومنین جب روشن چہرے ہونگے تو آسانی سے امیدوار ہونگے اور حدیث مین بھی آیا ہے کہ مومنون پر اسقدر آسان ہوگا جیسے ایک فریضہ نماز ادا کرنے کا وقت ہوتا ہے اللھم نسألک عفوک وغفرانک وان تیسر لنا برحمتک وانت ارحم الراحمین رازیؒ نے لکھا کہ حلیمیؒ نے کتاب منہاج مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صور کے دو نام لیے ایک صور اور دوم ناقور اور مفسرین سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے کہ ناقور بھی صور ہی اور شک نہین کہ صور ہی مین اگرچہ دونون نفخہ پھونکے جاوینگے لیکن مرگ و بیہوشی کا نفخہ جدا شان رکھتا ہے اور زندہ کرکے اُٹھائے جانے کا نفخہ جدا شان کے ساتھ ہے اور اخبار مین آیا ہے کہ صور مین اس قدر سوراخ ہین جسقدر ارواح کا شمار ہے اور نفخہ ثانیہ کے وقت سب ارواح انسان و جن و حیوانات کی اسمین جمع ہونگی اور پھونکنے کے وقت ہر روح اپنے سوراخ سے نکلکر اُس جسم کے ساتھ مل جاویگی جس سے وہ نکالی گئی تھی اور بحکم الٰہی جاندار کھڑا ہوگا پس احتمال ہی کہ صور مین پردے ہون کہ ایک مین نقر کیا جاوے اور دوسرے مین نفخ کیا جاوے تو جب بیہوشی و مرگ کے لیے پھونکا جاوے تو نقر و نفخ دونون ہوگا تاکہ آواز سخت ہو اور لوگ مرجاوین جیسے سخت رعد سے بچہ کبھی دہل کر مرجاتا ہے پھر زندہ کرنے کے وقت بدون نقر کے پھونکا جاوے کیونکہ فقط زندگی مرکوز ہے (انتہی) اور رازیؒ نے اعتراض کیا کہ حلیمیؒ نے اول نفخہ کے وقت نقر ملایا اور یہ قیاس لگایا کہ سختی زیادہ ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نقر کے وقت کافرون پر سختی شدید بیان فرمائی ہے تو یہ دوسرے نفخہ کے وقت ہے اور اول نفخہ کے وقت صرف اسی قدر ہوگا کہ لوگ مرجاوین جو زندہ ہین اور جو کفار مرچکے ہین وہ ابھی نہین اُٹھائے جاوینگے مترجم کہتا ہے کہ یہ صحیح کلام ہے اور ظاہر بیانات شریعت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ قرن مین روحانی خواص ہین چنانچہ اول نفخہ کے وقت جذب ارواح کی خاصیت ہوگی خواہ مردہ ہون یا زندہ ہون اور ثانی نفخہ کے وقت خاصیت برعکس ہے وللہ العظمۃ والقدرۃ ولہ الحمد فی الاولے والآخرۃ **تنبیہ** مانند قولہ تعالیٰ وربک فکبر۔ مین (فکبر ربک) نہین ہی بلکہ فاء مؤخر ہے تو افادہ معنے شرط مقصود ہے (اے مایکن فکبر ربک) اور مترجم کہتا ہے کہ بعض علماء بلاغت نے اسمین انحصار کے معنے بھی لیے ہین اور تمام بحث متعلق عربیہ ہے فافہم

پھر قریش کے بعض سرکش مالدارون نے اس سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے سخت تہدید فرمائی بقولہ تعالیٰ

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا

چھوڑدے مجکو اور اسکو جو مین نے بنایا اکیلا اور دیا اسکو مال پھیلاکر اور بیٹے مجلس مین بیٹھے

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۭ سَاُرْهِقُهٗ

اور تیاری کردی اسکو خوب تیاری پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور دون کوئی نہین وہ ہے ہماری آیتون کا مخالف اب اُس سے چڑھواؤنگا

صَعُوْدًا ۭ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ نَظَرَ

بڑی چڑھائی اُسنے سوچ کیا اور دل مین ٹھہرایا سو مارا جایو کیسا ٹھہرایا پھر مارا جایو کیسا ٹھہرایا پھر نگاہ کی

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۙ اِنْ هٰذَآ

پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ دی اور غرور کیا پھر بولا اور نہین یہ مگر جادو ہے چلا آتا اور نہین یہ

اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۭ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۭ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝

مگر کہا ہے آدمی کا سا اب اسکو ڈالونگا آگ مین اور تو کیا بوجھا کیسی ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝

نظر آتی ہے پنڈے پر اُسپر مقرر ہین اُنیس شخص

ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ان آیات مین اللہ تعالیٰ ایک ایسے خبیث کو عذاب شدید کی تہدید فرماتا ہے جسپر دنیاوی چیزون سے ہر طرح کا انعام فرمایا تھا جسکا شکریہ دل وجان سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُسکے رسولؐ کی فرمانبرداری تھا مگر اس خبیث نے بجائے اسکے اللہ تعالیٰ کی آیات سے صریح انکار کیا اور ہٹ دھرمی پر دیدہ و دانستہ اصرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کی لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا۔ مجھے چھوڑ اور اس بدبخت کو جس کو مین نے تنہا پیدا کیا تھا ف یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مقصود آپ کی تشفی وتسلی ہے کہ مین تیرے اس دشمن کو خود سزا دونگا اور یہ کلام بلاغت نظام اس ہیبتناک شان سے ہے کہ ہرگز زمین وآسمان اسکی تاب نہین لاسکتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہوگئی جبکہ آپ کے دشمن پر یہ قہر ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم اگرچہ نہایت رحیم تھے لیکن جسکے حق مین ایمان کی امید رکھتے تھے اور اس خبیث کے حق مین اس کلام پاک کے معجزہ سے معلوم ہوا کہ یہ خبیث مرتے دم تک ایمان نہ لاوے گا اور وہ دوسرے لوگون کو اپنے مال ودولت وقوت سے بہکاتا اور ایمان سے روکتا ہے اسلیے آپ اس دشمن خدا ودشمن خلق کو دشمن رکھتے تھے۔ آیت معجزہ صریح ہے کہ یہ خبیث ایمان نہین لاویگا اور یہی واقع ہوا حالانکہ ہنوز آپ نے مدینے مین ہجرت بھی نہین فرمائی تھی پھر سوائے اللہ تعالیٰ کے کس کو یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ فلان شخص کا کیا انجام ہوگا کیونکہ مکہ فتح ہونے پر بظاہر سب قریش اسلام لائے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اِن آیات سے آگاہ فرمایا کہ یہ شخص کافر مریگا جبکہ اس طرح خطاب فرمایا یعنے اے رسول تو غمگین نہو اور تو اس خبیث کے واسطے کسی خفیف سزا پر راضی نہو بلکہ تو اسکی سزا کو میری طرف چھوڑدے دیکھ مین اسکو کیسی سخت شدید سزا دونگا مین نے اس احمق مغرور کو اکیلا تنہا اسکی مان کے پیٹ سے پیدا کیا تھا نہ اسکے پاس مال تھا اور نہ اولاد تھی اور نہ لوگون مین اسکا وقار تھا۔ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا۔ اور مین نے اسکے لئے مال دراز کردیا ف اس خبیث کو لازم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو نظر شکر سے دیکھتا۔ مال ممدود۔ مال دور تک کھینچا ہوا یعنے مال وسیع ورزق کثیر۔ بعض نے کہا کہ مال ممدود دہزار دینار ہے اور بعض نے کہا کہ لاکھ دینار ہین بعض نے کہا کہ زمین جسکی حاصلات

آیا کرے بعض نے اسکے سواے دیگر معانی بیان کیے ہین (ابن کثیرؒ) یہ خبیث جسکا ذکر ہے ولید بن المغیرہ تھا اور مغیرہ نے
اٹھارہ برس بعد اسکو اپنا نطفہ مان لیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو مال کثیر دیا اور یہ کچھ اسکی قوت و تدبیر سے نہ تھا اسلیے کہ جو لوگ
قوت بدنی اور عقل و شعور مین اس سے بڑھکر تھے ان کے پاس یہ کثرت مال کی نہ تھی حتی کہ مکہ و طائف مین یہ شخص وحید کہلاتا تھا
یعنے دولت و ثروت مین اور بیٹون کی کثرت مین فرو تھا-م- ابن عباسؓ نے کہا کہ مال ممدود سے مراد وہ مال ہی جو ولید
مذکور کے پاس مکہ و طائف مین بکثرت تھا یعنے اونٹ و گائین و بکریان و سونا و چاندی و باغات و طائف و غلام و لونڈیان- ابن
عباسؓ سے روایت ہی کہ نو ہزار مثقال چاندی ہو تو مال ممدود ہی قتادہ رحنے کہا کہ چھ ہزار دینار ہین رازیؒ نے کہا کہ اگر مال
ممدود کے یہ معنے ہون کہ وقتاً فوقتاً اسکی مدد آتی جاتی ہو تو اسی صفت کے ساتھ جو مال ہو وہ مال ممدود ہی اسیواسطے حضرت عمرؓ
نے کہا کہ ماہواری کرایہ ہے یا غلہ آمدنی ہے بعض نے کہا کہ دودھار جانور و باغات و کھیتیان و اقسام تجارات ہین- مقاتل نے
کہا کہ ولید کے پاس طائف مین ایسا عمدہ باغ تھا کہ ہمیشہ اُسمین میوہ رہتا تھا- پس اللہ تعالیٰ اول اس شخص پر اپنی نعمتین دنیاوی
ظاہر فرماتا ہے پھر اُسکا کفر و عناد و عذاب دنیاوی مال ممدود دیا- وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا- اور بیٹے حاضر ہین ف یعنے اور
مین نے اسکے واسطے اولاد مین بیٹے دیے باوجود اسکے شہود یعنے حاضر رہتے ہین- مجاہد رح نے کہا یعنے غائب نہین ہوتے ہین-
مراد یہ کہ اُسی کے پاس موجود رہتے ہین انکو تجارت وغیرہ کے واسطے سفر کرنے اور غائب ہونے کی ضرورت نہین ہوتی کیونکہ
کثرت مال کی وجہ سے اُسکے غلام و نوکر یہ سب کام کیا کرتے ہین اور وہ اپنے بیٹون کے مجمع مین ہر روز عیش کرتا ہے سدی
و ابو مالک و عاصم بن عمر بن قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تیرہ بیٹے تھے (ابن کثیر) بعض نے کہا کہ (شہود) مین اشارہ ہے کہ یہ بیٹے
شجاعت اور دانائی وغیرہ سے ہر مجلس مین معزز ہوتے تھے- مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ دس تھے اور سدی و ضحاک نے کہا کہ
بارہ تھے سات مکے مین پیدا ہوے اور پانچ طائف مین پیدا ہوے تھے- مقاتل نے کہا کہ سات تھے شاید مقاتل نے فقط
مکہ والون کا ذکر کیا ہے (واضح ہو کہ ولید کی اولاد مین سے تین بیٹے اسلام سے مشرف ہوے عمارۃ بن الولید اور ہشام بن الولید
اور خالد بن الولید اور ان سب مین سے خالد رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا اسلام مین ایک نعمت تھی اور مسلمین پر خیر و برکت
تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد اچھا بندہ ہی اللہ تعالیٰ کی تلوارون مین سے ایک تلوار ہی- وَّمَهَّدْتُّ
لَهٗ تَمْهِيْدًا- اور مین نے اُسکے لیے یہ تمہید کردی ف کہ اس سب کے بعد اللہ تعالیٰ کا کیا شکر ادا کرتا ہی اور
مفسرین نے کہا کہ تمہید کے معنے مہیا کرنا اور سامان جمع کر دینا جس سے راحت ہو اسی سے طفل کے گہوارہ کو مہد کہتے ہین ابن
عباسؓ نے کہا یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکے واسطے یہ سب سامان فراخ دیا بعض نے کہا یعنے اللہ تعالیٰ نے اُسکے لیے بچھا دیا یہ سب
وسیع سامان عیش از قسم کثرت مال اور درازی عمر اور کثرت اولاد کے- مجاہد رح نے کہا کہ یہان تمہید سے مقصود تہ بر تہ مال ہے
جیسے بچھونا نرم تہ بر تہ ہوتا ہے (خطیب) ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ مہدت لہ تمہیدا- یعنے مین نے اسکو ہر قسم کے مال و دولت
اور طرح طرح کی نعمت سے مکنت دی ع- پھر اس خبیث نے اس نعمت عظیمہ کا حق کچھ بھی نگاہ نہین رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ سے کفر کیا
اور اُسکے رسولؐ سے عداوت کی اور اپنی ذاتی قدرت اور خوبی کا دعویٰ کیا کہ مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت باعزت ہون
اگر محمدؐ کے قول کے موافق آخرت اور جنت کی کوئی چیز واقعی ہے تو وہان بھی مین ہی سب سے زیادہ سرفراز ہونگا
اللہ تعالیٰ نے اسکے منھ پر غضب کا طمانچہ مار دیا اور فرمایا- ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ كَلَّا- پھر یہ کافر طمع رکھتا ہے
ہم اُسکو زیادہ دینگے ہرگز نہین ف یعنے پھر ناشکری و کفر کے بعد بے سبب اسکو یہ طمع ہے کہ ہم اُس کی دنیا مین

یا آخرت مین زیادہ کرین حالانکہ وہ ہمارے رسول حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کفر و عداوت کرتا ہے ... حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ انھون نے کہا کہ قولہ تعالیٰ ثم یطمع الخ یعنے پھر یہ شخص طمع رکھتا ہے کہ ہم اُسکو جنت ... کرین یہ ہرگز نہوگا۔ ولید مذکور کہا کرتا تھا کہ اگر محمد کا قول حق ہو تو جنت میرے ہی واسطے پیدا کی گئی مفسرین رحمہ نے ... آیت قدسی کے نازل ہونے کے بعد برابر ولید مذکور کو خسارہ ونقصان ہوتا گیا یہانتک کہ محتاج ہوکر مرا پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے مردود کرنے کی وجہ بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ **اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا**۔ یہ شخص برابر ہماری آیات سے عناد کرتا رہا **ف** یعنے ہماری آیات کو جان بوجھکر دشمنی کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ خطیبؒ نے اشارہ کیا کہ کان استمرار کے واسطے ہے یعنے یہ کافر اسی جبلت پر پیدا ہوا تھا جب تک اپنے نفس کو نچھوڑے کبھی حق کو نہین دیکھ سکتا اور اُس نے نفس کو نچھوڑا لہذا برابر مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی آیات توحید سے عناد کرتا رہا۔ قتادہؒ نے کہا کہ عنید وہ ہے کہ جان بوجھکر عداوت کی نظر سے دیکھے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی آیات توحید صریح ہین لیکن عنید اپنی عناد سے نہین مانتا ہے **مولوی**ؒ نے کہا کہ عنید وہ شخص ہے کہ اپنے نفس حقیر کو بزرگی کی شان دیکھے اور طبیعت گرم وخشک ہو اور کمینہ اخلاق ہو اور عقل مین خبط ہو۔ ابلیس ملعون مین یہ سب باتین جمع ہین۔ آیت مین دلالت ہے کہ ولید مذکور اپنے دل مین کوئی دلیل انکار کی نہین پاتا تھا اور اسکا قلب مغلوب تھا کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہین اور آیات آلٰہیہ معجز کلام الٰہی ہین کسی فصیح و بلیغ کا کام نہین کہ ان سے معارضہ کرے اور وحدانیت حق سبحانہ تعالیٰ بدیہی برحق ہے لیکن ہٹ دھرمی سے دل مین قبول نہین کرتا تھا اور زبان سے منکر تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ اب آخرت مین اُسکے واسطے نعمت وجنت کا تو نام بھی نہوگا مگر بسبب کفر وعناد البتہ اُسکے لیے زیادہ کی جائیگی کما قال تعالیٰ **سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا**۔ قریب ہے کہ مین اُسکو مقہور مجبور کرونگا صعود کے واسطے **ف** صعود مشقت عذاب جس مین راحت کا نشان نہین ہے (خطیب) اور امام احمدؒ نے بطریق ابن لہیعہ عن دراج روایت کی کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ویل جہنم مین ایک پست وادی ہے جسمین کافر چالیس خریف تک گرتا چلا جاویگا اس سے پہلے کہ اُسکی تہ تک پہونچے اور صعود اُس مین آگ کا پہاڑ ہے کہ کافر قہراً اُسپر چڑھایا جاویگا ستر برس تک چڑھیگا پھر وہ وہان سے گرایا جائیگا اسیطرح ہمیشہ ہوتا رہیگا ترمذی رحہ نے بھی اسکو روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے ہم کو نہین معلوم ہے سوائے ابن لہیعہ عن دراج کے ابن کثیرؒ نے کہا کہ ابن لہیعہ کی متابعت ثقہ جید سے موجود ہے یعنے ابن جریرؒ نے بطریق عمرو بن الحارث عن دراج روایت کیا ہے پس متفرد فقط دراج رحمہ اللہ تعالیٰ ہین **وقال** ابن ابی حاتم حدثنا ابو زرعہ وعلی بن عبد الرحمٰن المعروف بعلّان المصری حدثنا منجاب عن شریک عن عمار الدُہنی عن عطیہ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود جہنم مین ایک پہاڑ آگ کا ہے کافر مقہور کیا جاوے گا کہ اُسپر چڑھے جب اُسپر ہاتھ رکھے گا تو گل جاے گا اور جب اُٹھاویگا تو پھر بدستور ہاتھ ہو جائیگا اور اسی طرح جب پاؤن رکھیگا تو گل جائیگا اور جب اُٹھاویگا تو بدستور عود کریگا (ورواہ البزار وابن جریر رح) **مترجم** کہتا ہے کہ طحاوی رحہ نے بھی ابو زرعہ دمشقی ثقہ حافظ سے روایت کی اسی طرح علی بن عبد الرحمٰن علّان سے بھی روایت کی ہے وہ بھی ثقہ ہین اور منجاب بن الحارث ثقہ معروف ہین انسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کی پس کلام شریک اور عطیہ العوفی رح مین ہے ولیکن روایت سابقہ اسکے واسطے شاہد ہے فاللہم اللہم مولاے اعوذ بوجہک من جہنم وعذابہ **امام ابن کثیر**رحہ نے لکھا کہ قتادہ رحہ نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ صعود جہنم ...

Marfat.com

[illegible] پتھر ہے اسپر اپنے منھ کے بل کھینچا جاویگا مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت بھی شاہد ہے اور وجہ یہ ہی کہ سابق مین گزر چکا ہے کہ جب کافر مذکور سرکشی کریگا تو زنجیرون مین باندھکر چڑھایا اور اُتارا جاویگا تولامحالہ وہ منھ کے بل کھینچا جاویگا فافہم۔ سدی رح نے کہا کہ صعود جہنم مین چکنا پتھر ہے کافر زبردستی مقہور کیا جائیگا کہ اُسپر چڑھے مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت بھی شاہد ہے آور واضح ہو کہ یہ سختی عذاب کی ایک صورت ہی اور اگر کسی کو یہ تفسیر معلوم نہو تو بھی کچھ حرج نہین ہے اسی واسطے مجاہد رح سے روایت ہے کہ قولہ سارہقہ صعودا یعنے مشقت عذاب۔ ارہاق کے معنے چارون طرف سے تنگ پکڑنا اور کوئی راہ باقی نچھوڑنا تو حاصل یہ ہوا کہ اس کافر ملعون کو جسکا ذکر اوپر ہوا ہے اللہ تعالیٰ اسکو سخت شاق عذاب کے واسطے ہر طرف سے مقہور و مجبور فرماویگا۔ قتادہ نے کہا کہ صعود ایسا سخت عذاب جس مین راحت کا نشان نہین ہی امام ابن جریر رح نے اسی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے مترجم کہتا ہی کہ اسوجہ سے کہ صعود کی تفسیر آتشی پہاڑ کے ساتھ اگرچہ صحیح ہو لیکن اسکے کیا معنے ہین اگر یہ معنے ہین کہ صعود کا لفظ یہان اصطلاح خاص ہے تو لازم آویگا کہ عرب اسکو نہ سمجھین جب تک کہ صلوٰۃ و زکوٰۃ کی طرح یہ معنے متواتر نہون اور تواتر نہین پایا گیا علاوہ اسکے یہ مراد نہین کہ فقط آتشی پہاڑ ہی سے سزا دیجاویگی اسلیے کہ حمیم و غساق اور زقوم وغیرہ سے عذاب ضرور ہوگا تو صعود کی تفسیر مین آتشی پہاڑ فقط ایک قسم کے عذاب کی مثال ہی تو تفسیر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسکو سخت عذاب مین مقہور فرماویگا از انجملہ یہ کہ صعود پہاڑ پر چڑھایا اور گرایا جاویگا خطیب نے سراج مین اور امام بغوی رح نے معالم مین کلبی رح سے نقل کیا کہ صعود چکنا پتھر ہے کافر مقہور کیا جاویگا کہ اُسپر چڑھے پھر اوپر سے زنجیرون سے گھسیٹا جائیگا اور نیچے سے لوہے کے گرزون سے مارا جائیگا اس حالت سے کافر چالیس سال مین اُسپر چڑھیگا اور چوٹی پر سے نیچے گرایا جاویگا پھر وہ چڑھنے پر مقہور کیا جائیگا۔ **اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ** ۔ اس کافر نے فکر کی اور اندازہ کیا **ف** یعنے ہم نے اِس کافر خبیث کو اس لیے عذاب شدید مین قریب کیا کہ وہ ایمان سے دور جا پڑا کیونکہ اس نے فکر اور اندازہ لگایا کہ قرآن کے حق مین کیا تہمت باندھی۔ **فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ** ۔ یہ ہلاک کیا جاوے کیونکر اس نے اندازہ لگایا **ف** یہ اس کافر پر بددعا ہے۔ **ثُمَّ نَظَرَ** ۔ پھر اُسنے نگاہ دوڑائی **ف** یعنے دوبارہ اس معاملے مین اپنی نظر و فکر دوڑائی **ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ** ۔ پھر ناک بھون چڑھائی اور منھ بدورا **ف** نظر عداوت و حقارت سے۔ **ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ** پھر پیٹھ پھیری اور غرور سمیٹا۔ **ف** یعنے حق بات سے پیٹھ پھیری اور اسکے ماننے سے غرور و تکبر دل مین لایا۔ **فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ** ۔ پس کہنے لگا کہ یہ کچھ نہین ہے سوائے جادو کے جو پہلے سے چلا آتا ہے **ف** یعنے اس قرآن کا بے نظیر ہونا اس وجہ سے ہے کہ یہ جادو ہی اور اس جادو کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی غیر سے نقل کرتے ہین جو اسی طرح اگلون سے نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ **اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ** ۔ یہ کچھ نہین ہے سوائے آدمی کے کلام کے **ف** یعنے یہ کلام الٰہی نہین ہے بلکہ آدمی کا کلام ہے لیکن اُن پرانے جادوگرون کا کلام ہے جو فن جادو مین کامل ماہر تھے تو اس وجہ سے اب کوئی اسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہی ابن کثیر رح نے لکھا کہ ان آیات مین جس کافر خبیث کا ذکر ہے وہ قریش مین سے ولید بن المغیرہ ہے عوفی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ایک روز ولید بن المغیرہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی (حضرت ابوبکر رض ہمیشہ قریش کے لوگون کو قرآن کی طرف ہدایت کرتے اور اُن پر دلائل قرآنیہ سے حجت لاتے تھے) ولید ملعون نے اُن سے قرآن کو دریافت کیا تو اُنھون نے آیات قرآنیہ سنائین۔ ولید انکو سُنکر مبہوت ہو گیا اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے اُٹھا تو باہر جا کر قریش کی ایک جماعت پر گزرا تو اُنسے کہا کہ واللہ جو کچھ ابن ابی کبشہ کہتے ہین وہ عجیب چیز ہے واللہ وہ شعر نہین ہی اور نہ جادو ہے اور نہ کوئی جنون ہے واللہ اسمین ایک حلاوت و تازگی و سرور ہے

جب اس جماعت قریش نے یہ بات ولید بن المغیرہ سے سنی تو اُس کے معاملہ مین شک کیا اور آپس مین کہا کہ
صابی ہوگیا تو جان لو کہ سب قریش صابی ہوجاوینگے اور یہ بڑا مشکل معاملہ پیش آیا۔ ابو جہل نے کہا کہ اچھا
مین جاکر تمھارے واسطے اس معاملہ مین کفایت کرونگا پس ابو جہل ملعون روانہ ہوکر ولید مذکور کے پاس آیا
اے ولید تم نے معلوم کرلیا کہ تمھاری قوم نے تمھارے واسطے مال صدقہ جمع کیا ہے ولید نے کہا کہ یہ کیا بات
زیادہ مالدار نہین ہون ابو جہل لعین نے کہا کہ قوم مین یہ باتین ہوتی تھین کہ تم ابو بکر کے پاس اسی امید سے جاتے
دسترخوان سے تم کو بھی اُگل جایا کرے ولید لعین نے کہا کہ یہ تو عجیب بات نکلی اور اگر قوم کا یہ خیال ہے تو آج
کبھی ابن ابی قحافہ کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ ابن ابی کبشہ و عمر کے پاس بھی نہ جاؤنگا اور یہ بات بیشک مین نے دیکھی کہ
کلام مین ایک تاثیر ہی اور یہ میری راے مین اسی وجہ سے ہے کہ وہ زمانۂ قدیم کا جادو نقل کرتا ہی پس اللہ تعالیٰ نے
نازل فرمایا قولہ تعالیٰ ذرنی ومن خلقت وحیدا۔ تا قولہ تعالیٰ لاتبقی ولاتذر۔ قتادہ رح نے کہا کہ سلف کا بیان ہی ولید مذکور نے
قریش سے کہا تھا کہ یہ مرد جو کچھ کہتا ہی یہ شعر نہین ہی اور بے شک اس کلام مین ایک حلاوت عجیبہ اور خوبی اور دلبستگی
غریبہ ہی خواہ مخواہ دل کو اپنی طرف کھینچتا ہی اور مجھے شک نہین کہ وہ جادو ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائین ابن جریر
نے باسناد جید حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی سے روایت کی کہ ولید بن المغیرہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آیا آپ نے اُسکو قرآن مجید سنایا اور راہ مستقیم کی طرف دعوت کی۔ ولید اس کلام پاک کی عظمت سے نرم ہوا۔ یہ خبر لعین
ابو جہل کو پہونچی تو ولید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے چچا آپ کی قوم قریش کا ارادہ ہے تو آپ کے واسطے مال جمع کرین اُس نے
کہا کہ یہ کیون ابو جہل نے کہا کہ آپ کو دینے کے لیے ولید نے کہا کہ کیا خوب قریش کو یہ معلوم نہین کہ مین اُن سب سے زیادہ مالدار ہون
ابو جہل نے کہا کہ اُنکا گمان یہ ہے کہ آپ محمدؐ کے پاس اسی لالچ سے گئے تھے ہان اگر آپ اس کلام کے بارہ مین جو وہ کہتا ہی
کچھ کہیے جس سے معلوم ہو کہ آپ منکر ہین تو قوم کو تسکین ہو ولید نے کہا کہ مین اُسکے بارہ مین کیا کہون واللہ تم مین سے
کوئی ایسا شخص نہین ہے جو مجھسے زیادہ اشعار سے واقف ہو مین رجز و قصیدہ و اشعار جن سب جانتا ہون لیکن واللہ محمدؐ جو کلام
کہتا ہی وہ ہرگز شعر سے مشابہت نہین رکھتا ہے اور واللہ اُس کلام کی شان سے عجیب حلاوت ٹپکتی ہی اور کوئی کلام اُسکے مقابلے مین
نہین آسکتا ہی وہ ہر کلام کو شکستہ کرتا ہی اور واللہ وہی اونچا رہتا ہی کوئی کلام اُس سے اونچا نہین ہوسکتا ہی ابو جہل لعین
بولا کہ اے چچا آپ کی قوم ہرگز راضی نہوگی جب تک آپ اُسکے حق مین ایسی بات نہ کہین جس سے آپ کا انکار معلوم ہو۔ ولید
بدبخت نے کہا کہ اچھا مجھے مہلت دو (اس عرصہ مین ابو جہل لعین نے قریش کے لوگون کو اُبھار دیا کہ انھون نے ولید مذکور کے
بارہ مین برانگیختہ کرنے والے خیالات ظاہر کیے) پس ولید نے آخر اپنے نفس خبیثہ کو غرور و تکبر پر آمادہ کرکے کہا کہ یہ جادو ہے
جسکو محمدؐ کسی سے نقل کرتے ہین اور خدا کا کلام نہین بلکہ آدمی کا کلام ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائین ابن کثیرؒ نے
لکھا کہ اسی روایت کے مانند محمد بن اسحٰق تابعی وغیرہ نے روایت کیا ہی سدیؒ نے گمان کیا کہ ولید مذکور کا یہ مقولہ اُس وقت
واقع ہوا تھا جب قریش نے دار الندوہ مین جمع ہوکر یہ مشورہ کیا تھا کہ عنقریب عرب کے قبائل مین سے دور دور سے لوگ
آوینگے اور محمدؐ کا کلام معجز نظام سنکر مائل ہونگے اور ضرور ہم سے حال پوچھین گے تو چاہیے کہ ایک بات پر متفق رہو پس کسی نے کہا کہ
شاعر ہے اور کسی نے کہا کہ کاہن ہے اور کسی نے کہا کہ مجنون ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کافرون پر تشنیع فرمائی۔ انظر کیف ضربوا
لک الامثال فضلوا الآیۃ۔ یعنے اے محمدؐ دیکھ تیرے بارہ مین یہ کفار کیا کیا مثلین بناتے ہین اور راہ نہین پاتے بلکہ بھٹکے پھرتے

Marfat.com

اور ولید مذکور نے اس مجمع مین جواب نہ دیا اور کہا کہ مین فکر کرتا ہون پس بعد فکر کے کہا کہ یہ پُرانا جادو چلا آتا ہی۔ ابن کثیرؒ خطیبؒ نے کہا کہ وہ بیہودہ اس وقت ابوجہل کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع مین آکر کہنے لگا کہ تم یہ کہتے ہو کہ محمدؐ مجنون ہی بھلا سچ کہو کبھی تم نے اُسکو کوئی جنون دیکھا ہے کہنے لگے کہ اگر سچ پوچھو تو واللہ ہم نے یہ نہین دیکھا پھر بولا کہ تم اُسکو کاہن کہتے ہو بھلا سچ کہو کبھی تم نے اُسکو دیکھا کہ اُسنے کہانت کی ہو۔ کہنے لگے کہ واللہ یہ تو نہین دیکھا پھر بولا کہ تم اُسکو شاعر کہتے ہو بھلا کبھی اُسکو دیکھا کہ ایک شعر بھی کہتا ہو کہنے لگے کہ واللہ سچ تو یہ ہے کہ ہم نے یہ نہین جانا۔ بولا کہ تم اُسکو جھوٹا کہتے ہو بھلا کبھی تم نے اسکا جھوٹ سنا ہے کیا یہ وہ نہین ہی جسکو سب صادق امین کہتے آتے ہین۔ کہنے لگے کہ ہان سچ تو یہی ہے کہ واللہ کبھی ہم نے نہین سُنا کہ اُسنے کچھ جھوٹ کہا ہو لیکن اے ولید تم سردار قوم ہو آخر تم ہی کچھ علاج بتلاؤ کہ ہم کیا کہین آخر اُسنے ازلی بدبختی مین پڑکر کہا کہ مین نے فکر و اندازہ کیا تو بعد غور کے مین نے کہا کہ یہ سحر منقول ہی خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ثم نظر۔ پھر اُسنے نظر کی۔ یعنے اپنی قوم کی حرت نظر کی (یا) کمال غور سے گویا نظر ڈالی کہ کسی طرح قرآن مجید مین بہتان کی صورت نکالے۔ ثم عَبَسَ وَبَسَرَ۔ یعنے پھر نہایت دشواری و مشکل کی فکر مین پڑا جس مین آدمی پیشانی کے نیچے شکن ڈالتا اور اسکا دل گھٹ جاتا ہی کہ کوئی راہ چھٹکارے کی نہین پاتا ہی حتی کہ اُسکی صورت پر کراہت برسنے لگتی ہے۔ باوجود اس شدت تفکر کے جس مین اُسکا چہرہ مکروہ بن گیا تھا اُسنے کوئی راہ نہ پائی تو عناد و ہٹ دھرمی پر خود آمادہ ہوگیا چنانچہ فرمایا ثم ادبر واستکبر۔ یعنے بدبختی سے ادبار مین پڑا اور قوم کو پہلے اس ہٹ دھرمی سے منع کرتا تھا آخر خود اُلٹا پھر گیا اور استکبار یہ ہی کہ خواہ مخواہ غرور ہیکڑی لاوے چونکہ اسکو کچھ موقع نہ ملا تو عمداً غرور ہیکڑی کر حق سے خلاف کہنے لگا جو اُسکے دل مین نہ تھا کہ ان ہذا الا سحر یوثر الخ یعنے یہ پُرانا جادو چلا آتا ہی کلام الٰہی نہین بلکہ بشر کا کلام ہی لیکن سحر ہونے کی وجہ سے اس حد تک کوئی نہین پہونچا [illegible] یہ سنتے ہی قوم کفار خوشی مین چیخ اُٹھے اور سب نے یہی بکنا شروع کیا اگر کہا جاوے کہ پھر ولید دل مین جانتا تھا کہ حق یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہی اور عوفی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ اُسنے ابتدا مین قوم سے کہا بھی تھا کہ اس کلام کی حلاوت عجیبہ ظاہر ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے تو کیا اس سے یہ لازم نہین آیا کہ وہ دل سے سچ سمجھتا تھا تو ایمان مخفی ہوگیا (جواب) یہ دھوکا ہی [illegible] یہ بات ضرور یاد رکھو کہ ایمان کے واسطے یہ شرط ہی کہ دل مین اسکو قبول کرے اور اگر اُگل دے تو ایمان نہین ہی اور خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کے واسطے اسکا حصہ ایمان ہر وقت اسکے قلب پر پیش کیا اور مقدار حصہ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا کہ کس قدر ہی پھر اگر اس نور ایمانی کو اُسکے قلب نے قبول کر لیا تو مومن ہے اگرچہ کوئی شخص اُسکے بہکانے کو ایسی دلیلین پیش کرے جسکا جواب اُسکو نہ سوجھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر دل جمائے رہے اور شیطانی وسوسات کو دفع کرے تو وہ مومن ہے اور اگر وہ دل مین نہ لاوے حالانکہ یہ سمجھتا ہی کہ بیشک یہ ٹھیک ہی تو وہ کافر ہے اور اُسکا جاننا اسپر وبال ہی جیسے ولید مذکور نے جان بوجھکر کفر و عناد کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۔ عنقریب مین اُسکو سقر مین غرق کرونگا ف سقر مین ڈبو دونگا اس طرح کہ سب طرف سے اسکو آگ گھیر لیگی۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ۔ اور تو نے کیا جانا کہ سقر کیا چیز ہے ف ایسی ہولناک چیز ہی کہ اُسکا اندازہ دشوار ہے لیکن اُسکی کمتر کیفیت یہ ہی کہ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ۔ نہ وہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے ف یعنے جو چیز اُس مین ڈالی جاتی ہے اُسکو بغیر ہلاک کے باقی نہین چھوڑتی ہے اور ہلاکت کے بعد بھی اُس سے نجات نہین کیونکہ وہ اُسکو بار بار جب تک باقی ہے کھاتی ہے اسلیے کہ جو چیز اُسمین ڈالی جاوے وہ عذاب ہی کے لیے ہے اور وہان غیر ممکن ہے تو وہ آگ سخت و شدید جسکا نشان دنیا مین غیر ممکن ہی اول مرتبہ اُسکو خاک سیاہ کر دیتی ہے اور وہ مرتا نہین

Marfat.com

پھر بدستور سابق ہو جاتا ہے پھر وہ اُسکو خاک سیاہ کر دیتی ہے تو نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے [illegible]
رحمہم اللہ تعالیٰ علماء تابعین نے فرمایا کہ آگ سقر ان کو باقی نہیں رکھتی بلکہ ان کے گوشت و رگین [illegible]
بھی نہیں چھوڑتی کہ پھر ان کے لیے اسکے مثل بدل دیے جاتے ہیں اور وہ لوگ اس حالت میں [illegible]
لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ۔ کھال کو سوختہ کرنے والی ہے **ف** مجاہد رح نے کہا کہ بشر یعنے کھال یعنے کما قال تعالیٰ [illegible]
کالحون یعنے آگ انکے منھ پر لپٹ مار کر چہرے جلا کر سیاہ کر دیگی کہ اینٹھ جاوینگے یعنے یہ فقط لپٹ ہو ابورزین [illegible]
کھال اندھیری رات سے زیادہ سیاہ ہو جاویگی زید بن اسلم نے فرمایا کہ لواحۃ للبشر یعنے سقر بد انکے جسم سوختہ نظر آوینگے [illegible]
کہ یعنے کھال کو جلا کر خاک سیاہ کرنے والی ہے ابن عباس نے کہا کہ انسان کی ظاہری صورت جلا کر مسخ کر دیگی (ابن کثیر رح) خطیب [illegible]
کہا کہ حسن بصری رح سے روایت کیا جاتا ہے کہ لواحہ۔ یعنے نظر آنے والی بشر یعنے انسان۔ اور مراد یہ کہ یہ لوگ اُسکو عین الیقین سے [illegible]
دیکھین گے مترجم کہتا ہے کہ یہ غیر موزون ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور بعض نے کہا کہ لوح سخت پیاس کو کہتے ہیں اخفش رح نے کہا کہ یعنے [illegible]
اُسکی سوزش میں شدت سے پیاس لگیگی اور کوئی فریادرس نہوگا۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۔ سقر پر انیس ۱۹ مقرر ہیں **ف**
اُنیس ۱۹ زبانیہ ملائکہ مقرر ہیں ابن کثیر رح نے لکھا کہ وہاں بکثرت ملائکہ زبانیہ کے سردار اُنیس ۱۹ ہیں جنکی صورت نہایت ہولناک
اور خلقت نہایت قوی و زبردست ہے۔ ھ خطیب رح نے لکھا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک فقط اُنیس ملائکہ زبانیہ ہیں اور بعض نے
کہا اُنیس ۱۹ ہزار ہیں اور بعض نے کہا کہ ہر ایک کے ساتھ ہیں بے شمار ہیں اور ابن جریج رح نے کہا کہ ہم کو خبر پہونچی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی صورت اس طرح بیان فرمائی کہ اُن کی آنکھیں مانند سخت چمکدار بجلی کے ہیں اور دانت تیز دھاردار
مثل پہاڑ کے ہیں اور بال سر سے قدم تک ہیں اور آگ کی لپٹ انکے منھ سے نکلتی ہے ان کے جسم اسقدر عظیم ہیں کہ ہر ایک کے
دونوں کندھوں کے درمیان ایک سال کی راہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے رحمت نکال ڈالی ہے اور ایک فرشتہ
ستر ہزار جہنمیوں کو ایک دفعہ میں جہاں چاہتا ہے جہنم میں پھینک دیتا ہے۔ عمرو بن دینار رح تابعی نے کہا کہ عرب کے دونوں
بے شمار قبیلہ ربیعہ و مضر کو ایک دفعہ میں ایک فرشتہ پھینکدے بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے (السراج) تفسیر ابن کثیر رح میں ہے
کہ ابن ابی حاتم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہود کے ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعض صحابہ رض سے پوچھا کہ بھلا تلاؤ جہنم پر کتنے فرشتے موکل ہیں ان کو معلوم نہ تھا تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ و اُس کے
رسول کو خوب معلوم ہے پھر ایک شخص نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت
نازل فرمایا۔ علیہا تسعۃ عشر۔ یعنے اسپر ۱۹ فرشتے ہیں۔ اُسنے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی خبر دی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہودیوں کو بلاؤ میں اُن سے دریافت کروں کہ جنت کی زمین کیسی ہے۔ اور تم لوگ آگاہ رہو کہ وہ گویا سفید میدہ ہے
پھر یہودی آپ کے پاس چلے آئے اور آپ سے جہنم کے موکل فرشتوں کو دریافت کیا تو آپ نے دو مرتبہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں
سے اشارہ فرمایا اور دوسری مرتبہ میں ایک انگلی بند کر لی یعنے اُنیس ۱۹ ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ تلاؤ کہ جنت کی خاک کیا ہے انھوں نے [illegible]
کہا کہ اے ابن سلام تم جواب دو ابن سلام نے کہا کہ وہ سفید روٹی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر [illegible]
سے ہوتی ہے ابن کثیر رح نے کہا کہ امام ابن ابی حاتم کی روایت میں اسی طرح یہ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ [illegible]
ہوئی ہے اور مشہور یہ کہ اس حدیث کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابوبکر [illegible]
میں روایت کیا اور بعد ذکر اسناد کے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

آکر عرض کیا کہ آج آپ کے صحابہ رضہ مغلوب ہوگئے اُن سے یہود نے پوچھا کہ بھلا جہنم پر کتنے فرشتے موکل ہین توآپ کے اصحاب نے کہا کہ ہم کو معلوم نہین ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس صورت مین ان کو کیا مغلوبی ہوئی جب اُنھون نے کہا کہ ہم اسکو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرکے بتلادینگے۔ پھر فرمایا کہ ان یہود دشمنان خدا کو میرے پاس لاؤ اور ان یہودیون نے البتہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اللہ تعالےٰ کو ہم کو صاف صاف آنکھون دکھلادے پھر جب یہودی بلانے سے آئے تو انھون نے رسول اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے ابو القاسم جہنم کے خزانچی کتنے ہین آنحضرت صلعم نے دو مرتبہ ہاتھون کی اُنگلیان کھولین اور دوسری مرتبہ مین ایک اُنگلی بند کرلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمادیا تھا کہ اگر تم سے جنت کی خاک دریافت کیجاوے تو گویا سفید میدہ ہو اس وقت آپ نے یہود سے فرمایا کہ تم لوگ بتلاؤ کہ جنت کی خاک کیا ہے تو یہود نے باہم ایک دوسرے کو دیکھکر کہا کہ اے ابو القاسم وہ روٹی ہے آپ نے فرمایا کہ خیر روٹی بھی میدہ سے ہوتی ہے امام ترمذی رح نے بھی اس حدیث کو اسی طرح جابر رض سے روایت کیا ہو مترجم کہتا ہے کہ یہ اسناد دیگر ہے اور ابن ابی حاتم نے دوسری اسناد سے اسکو حدیث برار رض سے روایت کیا اور وہ اسناد بھی جید ہے پس دونون صحابہ رض سے یہ حدیث مروی ہو لیکن ابن ابی حاتم کی روایت مین واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت نازل فرمایا (علیہا تسعۃ عشر) اس کلام مین یہ اشکال ہو کہ سورہ مکیہ ہو وہ مکے مین ہجرت سے پہلے نازل ہوچکا تھا پھر کیا معنے ہین کیونکہ یہود سے سوال جواب بعد ہجرت کے مدینے مین واقع ہوا ہو اور جواب یہ کہ مین نے بارہا یہ تحقیق بیان کردی کہ بہت سی آیات جو پہلے نازل ہوچکی تھین وہ دوبارہ نازل کی گئی ہین اور اس کے معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے وہ آیت یاد دلائی اِسی وجہ سے اول مرتبہ کے نزول مین آپ پر سخت مشقت ہوتی تھی اور دوبارہ یاد دلانے مین یہ تکلیف نہ تھی بلکہ آسانی سے اعلام فرمایا جاتا تھا حتی کہ مدت کے بعد جب یہود نے روح کا سوال کیا ہو تو آپ پر کھڑے کھڑے وحی نازل ہوئی- ہان ابن ابی حاتم کی روایت مین دوسری بات یہ واقع ہوئی کہ یہود نے ابن سلام سے کہا کہ تم جواب دیدو ابن سلام اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہین تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکے تھے اور شاید اس واقعہ کے بعد اسلام لائے ہون اور یہ واقعہ بالکل ابتدائی ہو کیونکہ ہجرت کے زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے چند روز پہلے حضرت عمر وغیرہ ایک جماعت کثیر صحابہ مہاجرین اولین کی مدینے مین داخل ہوچکی تھی اور یہود پلید انکے ساتھ عوالی مدینے مین محلہ بنی سلمہ مین مناظرہ و مباحثہ کیا کرتے تھے اور یہان یہ بھی احتمال ہو کہ یہ ابن سلام کوئی دوسرا شخص ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور اس حدیث کو جابر رض سے امام احمد رح نے بھی مختصر روایت کیا ہو بالجملہ یہود کے پاس بھی علم توریت سے یہ تعداد موجود تھی کہ جہنم کے موکلین ۱۹ ہین اور کفار مکہ نے جب یہ آیت سنی تو مغرور ہوے کہ ہم اس قلیل تعداد کو مغلوب کرلینگے اور یہ کفار کی معمولی جہالت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ص وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ

اور ہمنے جو رکھے ہین دوزخ پر لوگ اور نہین مگر فرشتے ہین اور انکی جو گنتی رکھی سو جانچنے کو منکرون کے

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

تا یقین کرین جنکو ملی ہے کتاب اور بڑھے ایمانداروں کو ایمان اور دھوکا نہ کھاوین جنکو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ

ملی ہے کتاب اور مسلمان اور تا کہین جنکے دل مین روگ ہو اور منکر کیا غرض تھی اللہ کو

Marfat.com

بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ

اس کہاوت سے یون بھلاتا ہے اللہ جسکو چاہے اور راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور کوئی نہین جانتا

جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَآ ع ۱۳

ب کے لشکر مگر وہی آپ اور وہ تو سمجھوتی ہے لوگونکے واسطے۔ سچ کہتا ہون قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب

اَسْفَرَ ۝ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝

روشن ہوے وہ دوزخ ایک ہی بڑی چیزونمین ڈراوا ہے لوگون کو جو کوئی چاہے تم مین کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے

خطیبؒ نے لکھا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب آیت مین نازل ہوا کہ جہنم پر ملائکہ (۱۹) ہین تو احمق ابوجہل نے قریش سے کہا کہ ای کمبختو مین نے سُنا کہ (محمدؐ) یہ بیان کرتے ہین کہ ایمان نہ لاؤ تو جہنم مین ڈالے جاؤگے اور کہتے ہین کہ جہنم پر ۱۹ اخرانچی ہین پھر کیا ڈر ہے تم لوگ شجاع بہادر ہو اور بکثرت ہو کیا تم سے یہ نہو سکیگا کہ تم مین سے دس مرد ایک مؤکل پر جمع ہو کر اُسکو مار ہٹاوین یہ سنکر ایک مغرور نے جسکا نام ابو الاشدین کلدہ بن خلف الجمحی تھا کہا کہ ان مین سے سترہ موکلون کو اکیلا مین کفایت کرونگا دس کو اپنی پیٹھ پر اور سات کو پیٹ پر اُٹھا لونگا پھر دو باقی رہے کیا تم ان دو کو مجھسے کفایت نکروگے۔ اور کہا کہ مین تمھارے آگے چلونگا اور دس مؤکلون کو دائین کندھے سے اور سات کو بائین کندھے سے جہنم مین ڈھکیل دونگا اور دو کو تم کفایت کرنا پھر راستہ صاف کرکے ہم سب سیدھے جنت کو چلے جاوینگے مترجم کہتا ہے کہ ان احمقون نے اس معاملہ کو دنیا پر قیاس کرلیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۔ اور ہم نے دوزخ کے مؤکلین نہین بنائے ہین مگر ملائکہ ف یعنے ہم نے اپنی عظیم قدرت سے دوزخ پر جو مؤکل بنائے ہین وہ کوئی خلقت نہین سوائے ملائکہ کے تو تمھاری طاقت نہین ہے کہ تم اُن سے مقابلہ کرسکو وہ آدمی نہین ہین (السراج) اس کلام مین قریش وغیرہ کے مشرکو نکا خیال مٹا یا گیا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ جب قریش کو خبر ملی کہ جہنم پر ۱۹۔ خازن ہین تو ابوجہل لعین نے حماقت شدید کے ساتھ اپنی قوم کے احمقون سے کہا کہ کیا تم سے یہ نہین ہوسکیگا کہ تم دس ملکر ان مین سے ایک کے ساتھ مقابلہ کرو تو ضرور غالب ہوجاؤگے یعنے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا واقعی ہو تو بھی کچھ ڈر نہین ہے کہ ہم اس طریقے سے جاوینگے اور مؤکلین جہنم پر غالب ہوکر آگے نکل جاوینگے تو اللہ تعالیٰ نے ان احمقون کو مایوس کردیا کہ ہم نے یہ مؤکلین فقط ملائکہ بنائے ہین یعنے نہایت عظیم الخلقت کہ انکے سامنے پہاڑ ایک ذرہ ہے اور آدمی اگر دنیا مین انکی صورت دیکھے تو ہیبت کے مارے مرجاوے روایت ہے کہ ابو الاشدین نے جسکا نام کلدہ بن اُسید بن خلف تھا قریش سے کہنے لگا کہ تم فقط دو موکلون کو کافی ہوجاؤ تو سترہ کو مین اکیلا کافی ہوجاؤنگا یہ شخص اپنی طاقت وقوت پر بہت مغرور تھا اور کہتے ہین کہ بہت قوی شہ زور تھا حتی کہ گائے کی کھال پر پاؤن رکھکر دبالیتا تھا اور دس آدمی اُسکو زور کرکے کھینچتے تاکہ اسکے قدم کے نیچے سے نکال لین لیکن کھال ٹکڑے ہوجاتی اور اُسکے قدم کے نیچے سے نہین نکلتی تھی سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اسی جاہل مغرور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم اپنے خدا کو قادر کہتے ہو مجھسے کُشتی لڑو اگر قدرت ہو تو مجھے پچھاڑلو اُسوقت البتہ مین تم پر ایمان لاؤنگا آپ نے منظور فرمایا اور اُسکو پچھاڑ دیا تو وہ مبہوت ہوگیا اور کہنے لگا کہ اس مرتبہ تو ایسا ہوا ہے ایکی مرتبہ لڑوحتی کہ آپ نے اُسکو کئی بار پچھاڑ دیا مگر وہ بدبخت ایمان نہ لایا (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ اس کافر نے اور اُسکے ساتھی کافرون نے اسکو جادو قرار دیا نعوذ باللہ من الضلال خطیبؒ وغیرہ نے یہان یہ سوال لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ ملائکہ اور سے پیدا

آگ ہین کیونکر ٹھہر سکتے ہین (جواب) یہ کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہی جس طرح یہ وہان ہین اسی طرح جہنمی کی زندگی وہان
ہی مترجم کہتا ہی کہ اہل عقل بنظر نورانیت وہان کی فی الجملہ کیفیت سمجھتے ہین برخلاف کفار کے جو فقط حواس رکھتے ہین
اس عالم پر اُسکو قیاس کر کے غلط کرتے ہین حالانکہ جس عالم کا نمونہ بھی نظر نہین آیا ہی اُسکو ان حواس پر قیاس کرنا
حماقت ہی اور جو حالت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہی وہ ایسی چیز نہین ہی جو محال ہو تو یہ سمجھ لینا
عقل ہی کہ یون ہی واقع ہونے والا ہی اور قدرت الٰہی سبحانہ تعالیٰ اس سے اعلیٰ واجل ہی ولیکن کافرون کے حواس ہی ہین
عقل ہی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اور ہم نے انکا شمار
نہین کر دیا مگر فتنہ اُن لوگون کے لیے جو کافر ہوے ہین ف یعنے موکلین جہنم کا شمار (۱۹) بتلایا تو اس شمار سے ہم نے فوائد پیدا
فرمائے اول یہ کہ جو لوگ آخرت سے کافر ہین ان کے لیے یہ فتنہ ہوگیا اس لیے کہ وہ لوگ محض حسی حواس رکھتے ہین اور عقل کو
حواس کے تابع و مغلوب کیے ہوے ہین پس حواس سے خوض کر کے گمراہ ہوتے ہین اور قریش کی طرح غلط قیاس دوڑاتے ہین
لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ تاکہ یقین لاوین وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی تھی ف یعنے قرآن مجید نازل
کرنے سے پہلے جن لوگون کو آسمانی کتاب بذریعۂ کسی پیغمبر جلیل کے دی گئی تھی اور اُس مین موکلین جہنم کا شمار مذکور ہے
کہ ۱۹۔ ہین تو وہ قرآن مجید کی یہ آیت سُنکر یقین لاوین کہ ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بذریعۂ وحی حق کے بیان کرتے ہین کیونکہ
اسمین بالکل موافقت ہے پھر اسکے بعد اگر تعصب کرین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوین تو انپر قرآن حجت ہوجاویگا یہ دوسرا
فائدہ ہے اور فائدۂ سوم قولہ تعالیٰ۔ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِيْمَانًا۔ اور بڑھ جاوین وہ لوگ جو ایمان
لائے ہین ایمان مین ف یعنے مؤمنین کا ایمان بڑھ جاوے مترجم کہتا ہے کہ آیت قدسی مین لطف بیان دیکھو
کہ یہان اہل کتاب کے حق مین فقط موافقت کا یقین بیان فرمایا جس سے اِس قوم قبیح کے نفوس مین رعونت و تعصب
پیدا ہوکہ جھوٹ بول کر انکار کرین کہ اگلی کتابون مین یہ شمار نہین مذکور ہے پھر عاقل خود جانتا ہے کہ جب باوجود اِس
تصدیق کے قرآن مجید سے منکر ہون تو کافر معاند ہوکر داخل جہنم ہونگے فافہم ابن کثیرؒ نے لکھا کہ مومنون کے واسطے
ایمان زیادہ ہوجانے کی یہ وجہ ہے کہ وہ اپنے ایمان اول کے ساتھ یہ دیکھین گے کہ حضرت سرور عالم نے جو کچھ بیان فرمایا وہ
صدق و حق ہے اور سابقین انبیا بھی یہی تعداد لائے تھے اور فائدہ چہارم قولہ تعالیٰ۔ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور کچھ شک نہ لاوینگے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین اور وہ جو ایمان لائے ہین
ف یعنے ایسا عمدہ قوی یقین اہل کتاب کو اور مؤمنون کو حاصل ہوگا کہ اسکے بعد کسی شک و شبہہ کو مجال نہوگی کیونکہ
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی امر غائب کو دلیل سے ثابت کرتے ہین تو مشکل ہونے کی وجہ سے کسی جہت سے نسیان ہوکر
شک آجاتا ہے تو یہان ایسا صاف طریقہ ظاہر ہوا جس مین زیادہ خوض کی ضرورت نہین ہی تو بھول نسیان بھی نہین ہی پس شک
بھی نہین ہوسکتا اور فائدہ پنجم قولہ تعالیٰ۔ وَيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ
مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا۔ اور تاکہ کہین وہ لوگ جنکے دلون مین روگ ہی اور وہ جو کافر ہوے ہین
اس مثل سے اللہ تعالیٰ نے کیا ارادہ فرمایا ہے ف یعنے یہان اسکے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے (ابن کثیر) اگر
کہا ہوے کہ عرب کی زبان مین (مثل) ایسی بات کے واسطے بولتے ہین جسمین کوئی عجیب غریب بات ہو (جواب)
جلال رحہ نے فرمایا کہ یہان بھی غریب بات ہونے کی وجہ سے اسکو مثلاً کہا رازی رح نے کہا یعنے جبکہ موکلین جہنم کی

Marfat.com

تعداد (۱۹) بیان فرمائی گئی تو یہ عدد عجیب غریب معلوم ہوتا ہے پس مومنین نے تو یقین کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم حکیم
منافقون نے جہالت سے اس تعداد کو عجیب خیال کیا کہ یہ طاق عدد کیون ہے۔ اگر کہا جاوے کہ یہ سورہ مکے مین نازل
اور مکے مین بالاجماع نفاق کا نشان نہین تھا کیونکہ وہان اسلام کو بالکل غلبہ نہ تھا بلکہ جو اسلام لاتا تھا وہ مصیبت واذیت
کفار مین گرفتار ہوجاتا تھا پھر کیون کوئی شخص نفاق کرتا بلکہ بالاجماع نفاق مدینے سے شروع ہوا بلکہ مدینے مین بھی بدر کی
کے بعد شروع ہوا ہے (جواب) خطیب رح نے کہا کہ یہ مومنون کے واسطے معجزہ عظیم دکھلایا گیا تھا کہ اس دین مین غلبہ ہوگا
اُس وقت منافق پیدا ہونگے اور یہ منافقین مذبذب اس آیت مین کہین گے کہ یہ (۱۹) کی تعداد عجیب ہی آخر (۲۰) پورے کیون
نہوے اور اس بیان سے کیا فائدہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان کمال جس بندے نے پہچانین وہ ہر امر مین مطمئن ہوتا ہے کہ
عین حکمت ہوگا اور ہماری تاب و طاقت اس قدر نہین ہی کہ حکمت الٰہیہ کو احاطہ کرسکین اسلیے کہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور اسکی ذات
قدس کو ہم کبھی احاطہ نہین کرسکتے ہین لہذا فرمایا۔ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ
وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ یون ہی اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہی جسکو گمراہ کرنا چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہے
اور تیرے رب کے لشکرون کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے ف جب مومنون نے رب عزوجل کی عظمت و
کمال پر یقین کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلون مین ایمان و معرفت پیدا کی اور کفار و منافقین نے جب اپنے ناچیز نفس و حواس سے
مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان مین گمراہی پیدا کی کیونکہ یہ نجس لوگ محض گندہ حواس ہین اور نور عقل انھون نے ضائع کردیا پس
تاریکی مین بھٹکتے پھرتے ہین رازی رح نے فرمایا کہ موکلین جہنم کا شمار (۱۹) بیان فرمایا تو یہ امتحان و فتنہ ہوگیا اور کفار اس فتنے
مین گمراہ ہوے اور کافرون کے حق مین دو وجہ سے فتنہ ہوا (اول) یہ کہ کافرون نے حماقت سے کہا کہ (۱۹) کیون ہوے
(۲۰) پورے کیون نہوے۔ حالانکہ اگر یہی حماقت ہے تو جو عدد بیان کیا جاوے احمق کہے کہ یہ کیون ہے (وجہ دوم) یہ کہ اِن
احمقون نے زعم کیا کہ ابتدا سے قیامت تک صدہا کرور جن وانس پیدا ہوے ہین اور بکثرت ایمان سے بےنصیب ہوکر جہنم کے
رہنے والے ہین تو (۱۹) ملائکہ کیونکر اس کثرت سے جہنمیون کو عذاب کرینگے ان احمقون نے دنیاوی بادشاہ کا قیدخانہ
سمجھکر محال سمجھا کہ اس قدر بےشمار قیدیون کے واسطے عذاب کرنے والے قلیل لوگ کیونکر ہوسکتے ہین اور یہ اگرچہ خوب محافظ
ہین تاہم بےشمار قیدی نکل جاوین یا مطیع نہون (جواب) یہ کہ دنیاوی قیدخانہ پر قیاس ان کی پہلی حماقت ہی اور اللہ تعالیٰ
نے ان موکلین کو ملائکہ بنایا ہی جنکی قوت وغیرہ قیاس سے باہر ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اقوام لوط کے دیہات کو جبرئیل علیہ السلام
نے اکھاڑ کر تہ وبالا کردیا اور کیا نہین دیکھتے کہ مشرق سے مغرب تک کرورون مخلوقات آدمی و جن و جانور و کیڑے مکوڑے ہر
ساعت مرتے ہین بلکہ معرکہ قتال مین چٹ پٹ گرتے ہین اور ملک الموت عزرائیل علیہ السلام پر ذرہ برابر بھی دشواری نہین
ہوتی ہی پس حاصل یہ کہ احوال آخرت کو دنیا پر قیاس کرنا محض حماقت ہی اور وہان حواس ذلیل کیا چیز ہین عقل کو بھی مجال
نہین ہے اب یہ بات باقی رہی کہ اللہ تعالیٰ کے کلام مین اس آیت قدسی مین جو تعداد (۱۹) مذکور ہی اسکی حکمت مین سے کچھ
فوائد ظاہر ہوتے ہین اگرچہ یہ فوائد ایک ذرہ بھی نہین ہوسکتے ہین رازی رح نے کہا کہ دو وجہ سے تقریر کی گئی ہے (اول) جو ارباب
حکمت نے بیان کیا کہ نفس کی قوت نظری و عملی خراب و برباد ہونے کی وجہ اس جسم کی حیوانی و طبعی قوتین ہین یعنے جب یہ
قوتین غالب ہوتی ہین تو نفس ان کے تابع ہوکر خراب ہوجاتا ہے پس قوائے حیوانیہ مین پانچ حواس ظاہری اور
پانچ باطنی ہین اور شہوت و غضب ہی یہ سب ملکر بارہ ہوے اور قوائے طبعیہ سات ہین جاذبہ و ماسکہ و ہاضمہ و دافعہ و

یہ و مولدہ یہ سات بھی ملائے گئے تو کل (۱۹) ہوے اور یہی قوائے نفس ہین جو کافر کو جہنمی کرتے ہین یعنے انھین کے تابع
کر ایمان و صالحات کو ترک کرتا ہے تو اسکی سزا کے لیے بھی (۱۹) زبانیہ ملائکہ سخت شدید ہین (دوم) یہ کہ (۱۹) زبانیہ کی وجہ یہ ہی
جہنم کے سات دروازے ہین ان مین سے چھ دروازے کافرون کے لیے ہین اور ایک دروازہ مسلمان فاسقون کے لیے ہے
اور کفار کا داخل ہونا تین وجہ سے ہے ترک اعتقاد و ترک اقرار اور ترک عمل یعنے اعتقاد توحید چھوڑا اور اُسکا اقرار نہ کیا اور عمل شریعت جو
عمل ہی وہ چھوڑ دیا پس ہر دروازے پر ان تین امور کے واسطے تین تین ہوے تو کل ۱۸ ہوے اور فاسقون کے واسطے فقط ایک ہے
اس لیے کہ انھون نے عمل مین قصور کیا ہی لہذا (۱۹) زبانیہ ہوے اور واضح ہو کہ کوئی شخص اس سے یہ نہین سمجھ سکتا کہ جہنم کی خدمت پر
جو ملائکہ ہین وہ فقط (۱۹) ہین اسی واسطے زیادہ فرمایا قولہ تعالیٰ وما یعلم جنود ربک الا ہو۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کی کثرت تعداد
کا جاننا کسی کی مجال نہین ہی ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاننا کیسا کہ ہر دم وہ حاضر ہے
تنبیہ بعضے گمراہ فلاسفہ یونان کے مقلدون نے فقط اُنیس ۱۹ پر انحصار ٹھہرایا اور اہل ایمان کو بہکایا کہ دیکھو ہم لوگ دس عقول
اور نو نفوس فلکیہ کہتے ہین یہ ملکر (۱۹) ہوے جیسے آیت مین مذکور ہے اور یہ ان لوگون کا کفر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب جہنم کے
زبانیہ بتلائے ہین گویا ان لوگون نے اپنے آپ کو فقط جہنمی ہونے کی وجہ سے دس عقول اور نو نفس فلکیہ خالی جہنم
کے واسطے ظاہر کیا یعنے فقط جہنم سے انکو بحث ہے اور حق عزوجل نے فرمایا۔ لا یعلم جنود ربک الا ہو۔ پس تعداد ملائکہ سے شمار
ہوا اور صحیحین کی حدیث معراج مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتوین آسمان پر بیت المعمور کو دیکھا کہ اسمین
ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہین پھر دوسرے روز دوسرے ستر ہزار داخل ہوتے ہین اور جو گروہ ایک مرتبہ داخل ہوا
اُسکو پھر کبھی داخل ہونے کی نوبت نہ آویگی یہ اس وجہ سے کہ جنود ملائکہ بے شمار ہین ہر روز نئے داخل ہونگے اور امام احمد
نے حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ مین دیکھتا ہون وہ تم نہین دیکھتے ہو
اور جو مین سنتا ہون وہ تم نہین سنتے ہو آسمان چرچراتا ہے (یعنے اُس سے آواز نکلتی ہی اور یہ معنے نہین کہ وہ ٹوٹنے کے
قریب ہی) اور آسمان کے واسطے حق ہی کہ وہ چرچراوے اسلیے کہ وہان کوئی اُنگل بھر جگہ نہین باقی ہی مگر آنکہ کوئی فرشتہ
سجدے مین پڑا ہے اور جو کچھ مین جانتا ہون اگر وہ تم جانتے تو کم ہنستے اور بہت روتے اور بچھونون پر نہ لیٹتے اور
نہ عورتون سے مانوس ہوتے بلکہ جنگل مین نکلکر ٹیکرون پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے اور فریاد کرتے ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس
حدیث کو بیان کرکے کہا کہ واللہ اے کاش مین درخت ہوتا کہ وہ کاٹا جاتا اس حدیث کو امام ترمذی و ابن ماجہ نے بھی
روایت کیا ہے طبرانی رح نے حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ساتون آسمانون مین ایک قدم جگہ نہین اور نہ ایک بالشت اور نہ ایک ہتھیلی بھر مگر آنکہ وہان کوئی نہ کوئی فرشتہ عبادت مین
کھڑا ہی یا سجدے مین ہی یا رکوع مین ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو سب کے سب عرض کرینگے کہ اے رب ذوالجلال ہم بندون
نے تیری عبادت جیسے حق ہے نہین ادا کی صرف یہ تو ہوا کہ ہم نے کسی چیز کو تیرے ساتھ شریک نہین بنایا ہے مترجم کہتا ہے
کہ انمین خواہش نفس بھی نہین ہے جو اسکی تابعداری کرکے شرک کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہین کرسکتے اور نہ جو حکم ہوتا ہے
اسکو پورا کرنے مین کوئی چیز اُنکو مانع ہوسکے فافہم۔ امام محمد بن نصر المروزی رح نے کتاب الصلوۃ مین عمرو بن زرارہ سے
بطریق قتادہ عن صفوان بن محرز عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اصحاب سے فرمایا کہ مین جو کچھ سنتا ہون کیا تم بھی سنتے ہو۔ صحابہ رض نے کہا کہ ہم تو کچھ نہین سنتے ہین آپ نے فرمایا کہ مین آسمان کی آواز

Marfat.com

سنتا ہون اور یہ آسمان کے حق مین ملامت کے قابل نہین ہر کہ چرچراوے اُس مین کہین
وہان کوئی فرشتہ رکوع یا سجدے مین ہے۔حدیث ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی
کہ آسمان مین قدم بھر جگہ نہین ہے مگر آنکہ وہان کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدے مین ہی یا کھڑا ہوا
قول ہی۔ما منا الا لہ مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون۔یعنے ہم ملائکہ مین سے جو کوئی ہے اسکا
معین ہے اور ہم لوگ ہمیشہ صف باندھنے والے ہین اور ہم ہمیشہ تسبیح پڑھنے والے ہین۔ھ۔ابن کثیر رح نے کہا کہ
حدیث ہونا غریب ہی یعنے آیت کی تفسیر قول ام المومنین ہے ولیکن امام محمد بن نصر رح نے دوسری اسناد غریب
مثل حدیث علاء بن سعد سے مرفوع روایت کیا ہی اور دوسری اسناد جید سے قول ابن مسعود رضہ روایت کیا واللہ
اعلم۔ثم قال حدثنا اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل العدوی حدثنا عبد الملک بن قدامہ باسنادہ الی ابن عمر رضہ یعنے ابن عمر رضہ
بیان کیا کہ حضرت عمر رضہ آئے اور نماز ہو رہی تھی اور تین آدمی بیٹھے تھے ان مین سے ایک کا نام ابو جحش اللیثی تھا۔حضرت عمر
نے انسے کہا کہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھو پس ان مین سے دو آدمی کھڑے ہو گئے اور ابو جحش
نے کہا کہ مین تو نہین کھڑا ہونگا جب تک ایسا شخص نہ آوے جو مجھسے زبردست ہو وہ مجھے پچھاڑ کر میرے منہ مین خاک بھرے
عمر رضہ نے کہا کہ مین نے اُسکو پچھاڑ کر اُسکے منہ مین خاک ڈالدی اتنے مین عثمان بن عفان نے آکر اُسکو مجھسے چھڑا دیا پس عمر رضہ
اُسی طرح غصہ مین بھرے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کہ اے عمر کیا چیز تمکو ناگوار
پیش آئی ہے۔حضرت عمر رضہ نے جو معاملہ واقع ہوا تھا عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کی رضامندی
رحمت ہی اور واللہ مجھے تو خواہش تھی کہ تو میرے پاس اس خبیث کا سر لاتا پس عمر رضہ اُٹھکر ابو جحش مذکور کی طرف چلے جب
دور نکل گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ مین تم سے بیان کرون کہ اللہ تعالیٰ اس ابو جحش ایسے
لوگون کی نماز سے مستغنی ہے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ اس آسمان دنیا پر ہین کہ عاجزی سے سجدے مین پڑے ہین اپنا سر نہین اُٹھاتے
ہین یہانتک کہ قیامت قائم ہو۔جب قائم ہو گی تو اُس وقت اپنے سر اُٹھاکر عرض کرینگے کہ اے رب ہم نے تیری عبادت کا حق
نہین ادا کیا اور دوسرے آسمان پر اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ہین کہ سجدے سے سر نہین اُٹھاتے ہین حتی کہ جب قیامت قائم ہو گی
تو اس وقت سر اُٹھاکر عرض کرینگے کہ اے رب تو پاک ہی ہمنے تیری عبادت کا حق نہین ادا کیا عمر رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
یہ ملائکہ سجدے مین کیا ذکر کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اول آسمان والے کہتے ہین کہ۔سبحان ذی الملک والملکوت۔اور دوم
آسمان والے کہتے ہین کہ سبحان ذی العظمۃ والجبروت۔اور تیسرے آسمان والے کہتے ہین کہ۔سبحان الحی الذی لا یموت۔اے عمر
اپنی نماز مین اسی طرح کہا کرو۔عمر رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ پھر آپ نے جو کچھ مجھے پڑھنے کو فرمایا ہو وہ مین کیونکر کہونگا آپ نے
پہلے حضرت عمر رضہ کو بتلایا تھا کہ یون کہا کرو۔اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک جل وجہک
آپ نے فرمایا کہ ایک بار یہ کہا کرو اور ایک بار وہ کہا کرو۔ھ۔ابن کثیر رح نے بعد نقل روایت کے کہا کہ اس روایت
مین سخت نکارت ہے۔مترجم کہتا ہے کہ اہل حدیث جو کلام رسالت حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے متاصل ہین وہ خوب پہچان لیتے ہین جیسے شاعر ہر ایک استاد شاعر کا کلام پہچان لیتا ہی اور اگر کوئی
شخص بنا شعر کسی استاد کی طرف نسبت کرے تو شاعر فوراً پہچان کر کہدیتا ہی کہ ہرگز یہ کلام اُس استاد کا نہین
اور فی الحقیقت بلاغت و فصاحت کا مذاق خود ماہر کے نزدیک معروف ہوتا ہی اور منجملہ وجوہ نکارت کے

اس زمانے مین واقع ہوا تھا اگر یہ واقعہ مکے مین کہا جاوے تو وہان صحابہ رضؓ کو یہ قدرت نہ تھی کہ ایسا کرین کیونکہ ہر طرف سے کافرون کا زور تھا اور اگر یہ واقعہ مدینے مین کہا جاوے تو لیثی مذکور یعنے ابوجحش مہاجر ہوگا وہ سب مومن خالص تھے انمین نہ کوئی ایسا تھا اور نہ ایسا جاہل تھا جو یہ گفتگو کرتا علاوہ اسکے ابوجحش کی نسبت فقط قتل کا حکم اتنی بات پر کہ وہ جماعت مین شریک نہ ہوا تھا کیونکر ہوگا اور باقی کلام آیندہ آتا ہے امام ابن کثیرؒ نے اس روایت کے اسناد مین گفتگو کی اور کہا کہ امام محمد بن نصر المروزیؒ نے اسکو اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل سے روایت کیا اور یہ شیخ بھی مروزی ہے اس سے امام بخاریؒ نے بھی حدیث روایت کی ہی اور ابن حبان نے اسکو کتاب الثقات مین لکھا ہی لیکن امام ابوداؤد ونسائی وعقیلی و دارقطنی نے کہا کہ ضعیف ہی اور ابوحاتم رازیؒ نے کہا کہ یہ شیخ خود سچا تھا ولیکن اسکی بینائی جاتی رہی تھی تو بارہا یعنے واہی لوگ ایسی روایت ذکر کرتے جو اسکی کتاب مین نہ تھی حالانکہ اسکی اصلی کتابین سب صحیح ہین اور رہا اسکا شیخ یعنے عبدالملک بن قدامہ تو اسمین بھی کلام کیا گیا ہے اور مجھے تعجب ہی کہ امام محمد بن نصر المروزی نے جو ثقہ حافظ متبحر عالم ہین انھون نے کیونکر اس حدیث کو ذکر کیا اور اسمین کچھ کلام نہین کیا ولیکن انھون نے اس روایت کو دیگر اسانید سے بھی روایت کیا چنانچہ دوسری اسناد سے سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالےٰ تابعی سے مرسل روایت کیا اور تیسری اسناد سے حسن بصریؒ سے مرسل روایت کیا مترجم کہتا ہی کہ مرسل روایات کو شیخ نے اسناد اول کے مانند یا قریب ہین تو ممکن ہی کہ اسمین بعض منکرات نہون یعنے قصہ ابوجحش لیثی اور شاید بعد فتح مکہ کے یہ واقعہ ہوا ہو اس لیے کہ اس زمانے مین اگرچہ اہل مکہ وطائف وغیرہ نے اسلام کی بیعت کی تھی ولیکن پیچھے کو ان مین سے بعض لوگون نے خود ظاہر کیا کہ کئی مہینہ تک ہم لوگون کے دلون مین اسلام ٹھیک طور سے نہین بیٹھا تھا اور انھین لوگون مین سے شاید ابوجحش بھی ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اسکا کفر وفسق وفجور معلوم کرکے یہ ارشاد فرمایا ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اصل حدیث یعنے ملائکہ کی حالت کا بیان تو اسکے واسطے شواہد صحیحہ موجود ہین چنانچہ محمد بن نصرؒ نے دوسری اسناد سے جو اچھی ہے اور راوی ثقہ ہین عدی بن ارطاۃ سے روایت کیا کہ وہ مدائن مین منبر پر یہ کہتے تھے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ مین سے ایک گروہ ملائکہ ایسے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سے انکے بازو کانپتے ہین اور جو قطرۂ اشک انکی آنکھ سے ٹپکتا ہے (وہ جہان گرتا ہی وہان ملائکہ قیام ورکوع وسجود مین اس طرح ہین کہ کہین جگہ خالی نہین ہے) تو یہ قطرہ کسی فرشتہ پر گرتا ہی جو نماز مین قائم ہے اور ملائکہ مین سے ایک گروہ ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا اور یہ آسمان وزمین پیدا کیے ہین تب سے وہ سجدے مین پڑے ہین کبھی انھون نے سر نہین اٹھایا اور نہ اٹھاوینگے یہانتک کہ قیامت قائم ہو اور ایک گروہ ملائکہ ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تب سے رکوع مین ہین کبھی سر نہین اٹھایا اور نہ اٹھاوینگے یہانتک کہ قیامت قائم ہو۔ پھر جب قیامت قائم ہوگی اور یہ ملائکہ سر اٹھاوینگے تو جناب باری تعالیٰ عزوجل کو دیکھکر عرض کرینگے کہ اے رب تو پاک ہی ہمنے تو تیری عبادت جیسے چاہیے ہے نہین ادا کی ہے (اسنادہ لاباس بہ) مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کے واسطے بھی دیدار باری تعالیٰ حاصل ہوگا اگرچہ اسمین جو کرامت ہی وہ حاصل نہو فافہم واللہ تعالیٰ اعلم اور ایک حدیث مین ہی کہ اہل جنت مین سے ایک جماعت کے واسطے حکم ہوگا کہ انکے لیے یہ سواریان جاوین وہ سوار ہوکر روانہ ہونگے اور رستہ مین جو شاخین درختان جنت کی پھیلی ہین وہ سلام کرکے خود بخود کنارہ ہوجاوینگی یہانتک کہ یہ لوگ اپنے مقام پر پہونچینگے اور اللہ تعالیٰ ان سے کلام فرمائیگا پھر جب انکو دیدار عطا ہوگا تو یہ لوگ عرض کرینگے کہ اے رب جل شانہ ہمنے دنیا مین تجکو کم پہچانا

Marfat.com

اب ہم کو اجازت ہو کہ تیرے واسطے سجدہ کرین ارشاد ہوگا کہ ہمنے تمھارا وہی سجدہ قبول فرمایا اور دیگر
رکھاہی و للہ الحمد والمنۃ مترجم کہتاہی کہ اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کس کثرت سے ہین تو فلاسفہ
افلاک کے قایل یعنے ملاکر فقط (۱۹) کہنے والے کا فرونکا قول بالکل مردود ہو بلکہ جہنم پر موکل (۱۹) زبانیہ ہین
تحت مین لاکھون ملائکہ ہون اور رب عزوجل کے جنود (لشکرون) کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جان سکتا
ذکر فقط عوام کیواسطے فتنہ ہو اور اسیطرح جہنم کی سختی و شدت کو کوئی قیاس نہین کرسکتاہی قولہ تعالیٰ۔ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْ
اور یہ نہین ہی مگر نصیحت واسطے بشر کے ف کہ ہوش کرکے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت دیکھین اور جہنم سے پناہ مانگین مجاہد
نے کہاکہ قولہ وماہی یعنے یہ جہنم واسکی آگ انسان کیواسطے ہوشیاری و بیداری دینے والی چیز ہی۔ كَلَّا ہرگز نہین ف جو
آسان سمجھتے ہین یا اُس سے انکار کرتے ہین کبھی فلاح نہ پاوینگے۔ وَالْقَمَرِ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ وَالصُّ
إِذَا أَسْفَرَ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ۔ قسم ہے چاندکی اور رات کی جب پیٹھ پھیر جاوے اور صبح کی جب
ہو جاوے کہ یہ (جہنم) بڑی چیزون سے ایک ہی ف یعنی یہ جہنم جس سے ڈرایا گیا ہی بڑی ہولناک و عظیم چیزون مین
ایک ہی یہ تفسیر ابن عباس و مجاہد و قتادہ و ضحاک وغیرہم سے منقول ہی ابن کثیر رح بعض نے کہاکہ یہ محاورہ اس معنے مین ہی
جیسے بولتے ہین کہ یہ مرد دلیر تو ایک ہی دلاور ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکی کچھ ضرورت ظاہر نہین ہوتی بلکہ آخرت مین جانب غضب
کا مظہر یہ جہنم ہی اور جانب رحمت کا مظہر جنت ہی اور وہ بھی بزرگ چیزون مین سے ہی اور سب سے بڑھکر حضرت باری تعالیٰ
سبحانہ کا دیدار ہے پس جہنم سے پناہ مانگنا عظیم آفت سے پناہ ہی اللھم اعذنا من عذاب جہنم۔ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ۔ یہ بشر کے
لیے ڈرانے والی ہی ف یعنے اِس ہولناک جہنم سے ڈرسنا دینا بہت کافی ہے ہر بشر کے لیے۔ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن
يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ۔ تم مین سے ہر ایسے شخص کے لیے جو چاہے آگے بڑھنا اور جو چاہے پیچھے ہٹنا ف جو آگے
بڑھے وہ ایمان و عمل صالح سے جنت چاہے اور جو اس سے پیچھے ہٹا وہ اسی جہنم مین گرا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہان تقدم و تاخر
شاید اس جہنم سے متعلق ہو کہ کافر اس سے بیخوف ہو کر اسکی طرف بڑھتا ہی اور مومن اس سے پناہ مانگتا ہی ولیکن تفسیر اول
بہتر ہی اسلیے کہ کفار بکثرت ایسے ہین جو جہنم کو نہین مانتے ہین اور جو کوئی مانتا ہی وہ اعمال صالحہ و ایمان سے بڑھکر جہنم سے
بذریعہ پل صراط کے گزر جاویگا اور وہان جنت ہی اور کافر فاجر اسکو نہین مانتا ہی اور ایمان نہین لاتا ہی تو وہ پار ہونے والا نہین ہے
بلکہ پیچھے ہٹکر جہنم مین رہا۔ تنبیہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ماجعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا۔ یہ آیت صریح ہی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ سب جہان
مالک ہی وہ جو چاہتا ہے کرتا ہی کسی کی مجال نہین ہی کہ یہ دعوی کرے ایسا کیون کیا اور یہ جائز نہین ہے اسلیے کہ مخلوقات البتہ محکوم
ہین کہ جائز اور ناجائز کے محکوم و مامور ہوںاور اللہ تعالیٰ سب کا خالق و مالک ہی اُسپر کوئی شریعت نہین ہی اسیواسطے بیان فرمایا کہ
ہمنے اس عدد (۱۹) ملائکہ زبانیہ کو کافرون کیواسطے فتنہ و بلا کر دیا ہی اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہی کہ جو چاہے کرے اور زمخشری
نے یہان دیکھا کہ اُسکا معتزلی مذہب باطل ہوتا ہی تو اُسنے یہ تاویل کی کہ قولہ تعالیٰ ماجعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا سے ماجعلنا عدتہم
الا العدد الذی اقتضی فتنتہم۔ امام ابوحیان اندلسی رح نے کہاکہ یہ کتاب الٰہی کے معنے مین تحریف ہے کہ اسنے بلیغ کلام معجز کے
بگاڑے اسلیے کہ اس قول کے موافق یہ معنے ہوے کہ ماجعلنا عدتہم الا تسعۃ عشر اور یہ ایسی مہمل تحریف ہی کہ عاقل کیا بلکہ جسکو کچھ بھی
شعور ہی وہ ایسا نہین کہیگا مترجم کہتا ہی کہ تعجب ہی کہ علامہ بیضاوی رح نے بھی سرسری طور سے یون ہی زمخشری کی
متابعت کی ولیکن رازی رح نے یہ تاویل کی کہ تسعۃ عشر موثر ہی اور اثر اُسکا فتنہ کفار ہی اور ابوالسعود رح نے اسکی تبعیت کی

Marfat.com

…ی رحمہ نے اور معتزلہ کے مختلف و پریشان جوابات ذکر کرکے کہا کہ ہم یہ پوچھتے ہین کہ بھلا اس متشابہ کے نازل کرنے مین کفر کے واسطے کچھ اثر ہے
…ین ہے اگر اثر نہین ہے تو یہ آیت اور دیگر آیات یکسان ہوگئین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو فتنہ کفار کہا ہے اور اگر اثر موجود ہے تو ظاہر ہے کہ فتنہ
…ونا غیر ممکن ہوا اسلیے کہ جب اس سے کفر کا فتنہ ہونا ضرور ہے تو نہ ہونا غیر ممکن ہے ملخصاً **تنبیہ** رازی رحمہ نے لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ تمھارے نزدیک
…قت ایمان کمی بیشی کے قابل نہین ہے تو یہان کیا معنے سمجھتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومنون کے لیے ایمان کی زیادتی ذکر فرمائی ہے (جواب)
…کہ زیادتی سے مراد یہ کہ ایمان کے ثمرات و آثار و لوازم مین زیادتی ہوگی مترجم کہتا ہے کہ متکلمین و فقہا و محدثین درحقیقت سب متفق
…ین کہ کمی و بیشی نفس ایمان مین نہین ہے بلکہ آثار ایمان مین ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم **تنبیہ** قولہ تعالیٰ لمن شاء منکم الآیہ۔
…ابوالسعود رح نے لکھا کہ یہ (للبشر) کا بدل ہے یعنے یہ جہنم نذیر ہے (ڈرانے والی ہے) ہر ایسے شخص کے واسطے جو تم مین سے تقدم
…چاہے یعنے بھلائی کی طرف سبقت چاہے تو اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت عطا فرماویگا یا پچھڑے اور یہ بچا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس مین
…گمراہی پیدا فرماویگا اور بعض نے کہا کہ (لمن شاء منکم) خبر مقدم ہے اور (ان یتقدم او یتاخر) مبتدا مؤخر ہے اور حاصل یہ کہ اب
…جوکوئی چاہے وہ ایمان لاوے یا کفر کرے یعنے حال معلوم ہوچکا اب ہر شخص اپنے نفس کیواسطے جو چاہے اختیار کرے کیونکہ جیسا کریگا ویسا پاویگا
…جیسے قولہ تعالیٰ فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کفر کرے۔ ھ اسی واسطے
…آیندہ فرمایا کہ کل نفس بما کسبت الخ یعنے جوکوئی جو کچھ کریگا وہی پاویگا اور یہ قرآن اسپر حجت ہوگا فقال تعالیٰ

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ○ إِلَّآ أَصْحٰبَ الْيَمِينِ ○ فِي جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُونَ ○
ہر جی اپنے کیے مین پھنسا ہے مگر داہنے والے باغون مین ہین ملکر پوچھتے ہین
عَنِ الْمُجْرِمِينَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ○ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ○ وَلَمْ نَكُ
گنہگارونکا احوال تم کاہے سے پڑے دوزخ مین وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے
نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ○ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَآئِضِينَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ○
کھلاتے محتاج کو اور تھے بات مین دھنستے ساتھ دھنسنے والون کے اور تھے جھٹلاتے انصاف کے دن کو
حَتّٰىٓ أَتٰىنَا الْيَقِينُ ○ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفٰعَةُ الشّٰفِعِينَ ○ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ
جب تک آپہونچی ہمپر یقین آنیوالی پھر کام نہ آویگی انکو سفارش سفارش کرنے والون کی پھر کیا ہوا ہے انکو سمجھوتی سے
مُعْرِضِينَ ○ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ○ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ○ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ
منہ موڑتے جیسے وہ گدھے ہین بدکے بھاگے غل کرنے سے بلکہ چاہتا ہے ہر مرد
مِّنْهُمْ أَن يُؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ○ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ○ كَلَّآ إِنَّهُ
ان مین کہ اسکو ملین ورق کھلے کوئی نہین پر ڈرتے نہین آخرت سے کوئی نہین یہ تو
تَذْكِرَةٌ ○ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُ ○ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللّٰهُ
سمجھوتی ہے پھر جوکوئی چاہے یہ یاد کرے اور وہ یاد جبھی کرین کہ چاہے اللہ
هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ○
وہی ہے جس سے ڈر چاہیے اور وہی ہے بخشنے کے لائق

…ع سابقہ کا خاتمہ یہ تھا کہ قرآن مین جہنم کا بیان صاف ہے اور وہ کافی نذیر ہے کہ انسان کفر و بدکاری سے باز رہے اور ایمان

واعمال صالحہ کی طرف سبقت کرے پس جسکاجی چاہے قدم آگے بڑھاوے کہ نجات وفلاح حاصل ہو اور جس بدبخت کا جی چاہے
ہٹاوے یعنے جیسا کریگا ویسا پاویگا اللہ تعالیٰ نے کسی پر یہان قہر وجبر نہین رکھا ہی لہذا آگاہ فرمایا۔ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
رَهِينَةٌ۔ ہر نفس اس چیز کے ساتھ جو اُس نے کمائی ہی رہین ہی ف ابن عباس وغیرہ نے کہا یعنے ہر نفس نے جو برے
کام کیے ہین انھین اعمال کے ساتھ بندھا ہوگا اور اسیطرح قیامت مین حاضر ہوگا ع إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ
عَنِ الْمُجْرِمِينَ۔ سوائے داہنے والون کے کہ یہ لوگ جنتون مین ہونگے اِس شان سے کہ مجرمون کی حالت کو باہم دریافت کرینگے
ف اور مجرم گنہگار جہنم کی کھوہ مین ہونگے اور اصحاب الیمین جنت کے بالاخانون مین ہونگے وہان سے کافرون ومشرکون کا حال
پوچھین گے یعنے جو جنتی دنیا مین جس کافر مشرک کو پہچانتا تھا اسکا حال پوچھیگا کہ وہ کہان ہی اور جب جنتی کو بتلایا جائیگا کہ
آپ جھانک کے دیکھ لیجیے وہ جہنم کی کھوہ مین جل رہا ہی تو پھر یہ لوگ غرفہ سے دیکھکر جہنمیون سے کلام کرینگے اور کہین گے
مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ۔ کیا چیز تم کو سقر (جہنم) مین لائی ف یہ تفسیر سوال کرنیکی امام رازی رح نے بیان کی ہی اور
اسکی صورت یہ ہوئی کہ اہل جنت پہلے ملائکہ وغیرہ سے پوچھین گے جب وہ بتلاوینگے کہ جہنم کے فلان طبقے مین پڑا ہی تو خود غرفہ سے
جھانک کے اس سے خطاب کرینگے امام ابن کثیر رح نے صرف (قائلین) مقدر کیا اور یہ صورت ہوئی کہ اصحاب الیمین جنتی
لوگ اپنے مقام ناز ونعمت سے جسکی نظیر دنیا مین غیر ممکن ہی جھانک کے جہنمیون سے پوچھین گے یہ کہتے ہوے کہ کس چیز نے تم کو
جہنم مین بیندھ دیا۔ اگر کہا جاوے رہین اور رہینۃ مین تذکیر وتانیث یکسان ہی کیونکہ (فعیل) کے وزن پر جو صیغہ بمعنی مفعول
ہوتا ہے اُسمین رہین مؤنث کے واسطے بھی آتا ہے پس آیت مین کیا معنے ہین۔ اور اصحاب الیمین سے کس قسم کے لوگ
مراد ہین (جواب) رازی وخطیب وغیرہ مین ہی کہ زمخشری رح نے کہا کہ آیت مین (رہینۃ) مؤنث (رہین) نہین ہے کیونکہ اگر
(نفس) جو مؤنث بولی جاتی ہے اسکی صفت مقصود ہوتی تو (رہین) کہا جاتا اسلیے کہ یہان بمعنی (مرہون) مفعول ہی بلکہ
(رہینۃ) یہان اسم بمعنے رہن ہی جیسے شتیمہ بمعنے شتم آتا ہی اور معنے یہ ہین کہ ہر نفس اپنی کمائی کے عوض مین اللہ تعالیٰ
کے یہان رہن ہونا ہی بغیر ادا ے حق کے رہن سے نہین چھوٹتا۔ سوا ے اصحاب الیمین کے کہ ان لوگون کے نفس البتہ چھوٹے ہوتے ہین۔
پھر اصحاب الیمین سے جو مراد ہی وہ معلوم کرنا چاہیے تاکہ انکے نفوس کا چھوٹ جانا ظاہر ہو اصحاب الیمین کی تفسیر مین چند وجوہ
بیان کیے گئے ہین (اول) ابن عباس رض نے کہا کہ ان سے مؤمنین مراد ہین تو معنے یہ کہ مؤمنین نے اعمال حسنہ سے اپنے
نفوس کو چھوڑا لیا ہی (دوم) کلبی رح نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جنتی ہین اور انکو
اصحاب الیمین اسلیے کہا گیا کہ یہ اس وقت حضرت آدم ع کے دائین طرف تھے مترجم کہتا ہے کہ آیت مین (من ظہورہم
ذریتہم الآیہ) حدیث صحیح سے تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم ع کی پیٹھ سے دائین طرف انکی قیامت تک اولاد کی مثال سفید
چیونٹیون کی طرح نکالین اور فرمایا کہ یہ جنت کے لیے ہین اور مجھے پروا نہین ہی پھر بائین طرف سیاہ چیونٹیون کی ذریات
نکالین اور ان کو جہنم کے لیے فرمایا پس دائین والے اصحاب الیمین ہین۔ اگر کہا جاوے کہ پھر یہ بھی مومنین ہونگے
تو قول ابن عباس رض مین اور اس مین کچھ فرق نہوا۔ (جواب) یہ کہ شاید ان مین ایسے لوگ داخل ہون جو فطرت پر رہے ہین
مترجم کہتا ہی کہ یہ تو ہوا لیکن اس صورت مین فقط آدم ع کی اولاد کا حال ظاہر ہوا حالانکہ قرآن مین جن کا بھی حکم مذکور ہی
اور ابن عباس رض کا قول عام ہی (سوم) مقاتل رح نے کہا کہ اصحاب الیمین وہ لوگ ہین جنکے نامۂ اعمال ان کے دائین
ہاتھون مین دیے گئے تو وہ لوگ اپنے اعمال کے عوض مین جہنم مین رہن نہین رہینگے یعنے اگر ان کے نامۂ اعمال مین گناہ

Marfat.com

ہونگے تو وہ مواخذہ مین نہونگے بلکہ ایمان وطاعت کے اعمال ایسے اچھے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ انکے گناہون کو بخش دیگا اور نامۂ اعمال ان کے
داہنے ہاتھون مین عطا فرماویگا (تفسیر کبیر) اور خطیب رح نے لکھا کہ مقاتل سے ایک وہ روایت ہے جسکو رازی رح نے کلبی رح سے نقل کیا ہی اور
حسن بصری رح نے کہا کہ وہ خالص مسلمان لوگ ہین اقول شاید مراد یہ کہ انھون نے نیک اعمال کیے یعنے مؤمنین ایسے جنھون نے نیک اعمال
جمع کیے اور اگر کچھ گناہ ہوا تو اُس سے توبہ کرکے پاک ہو چکے ہین قاسم رح نے فرمایا کہ ہر نفس اپنی کمائی مین گرفتار رہیگا خواہ بھلی ہو یا بُری ہو
سوا اصحاب الیمین کے یہ وہ لوگ ہین جنھون نے کمائی پر اعتماد نہین کیا ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کیا ہی تو وہ گرفتار نہین ہین (س)
رازی رح نے تین قول کے بعد چوتھا قول یہ نقل کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب و ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہان اصحاب الیمین سے
مراد مسلمانون کے بچے ہین کہ وہ اپنی کمائی مین رہن نہونگے اس قول کا خلاصہ یہ کہ ہر مؤمن و کافر اپنی کمائی مین رہن ہوگا پھر مؤمن
ادائے حق سے چھوٹ جاویگا اور کافر مجرم قرار پاویگا سوائے اطفال مسلمانون کے کہ وہ بچہ پن کی وجہ سے ابتدا سے رہن نہونگے (رازی رح)
نے کہا کہ یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہی اسپر دو دلیلین ہین (دلیل اول) یہ ہی کہ ان بچون نے کوئی گناہ نہین کمایا جسکی وجہ سے رہن ہون
(دلیل دوم) یہ کہ اصحاب الیمین نے مجرمون کے جہنمی ہونیکا سبب دریافت کیا اور یہ بچون کی شان ہی کیونکہ بوڑھے مؤمنین تو ان کی
بدکاری سے واقف تھے (قول پنجم) یہ کہ مراد ملائکہ ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ قول اگر غلط نہو تو بہت ضعیف ہی اسلیے کہ وہ جنات مین
باہم سوال کرنے والے کیونکر ہونگے اور یہ بات ان ملائکہ کیواسطے البتہ وارد ہوئی ہی جو جہنم پر موکل ہین کہ کافرون سے ملامت کے طور پر
دریافت کرینگے کہ کیون جہنم مین پڑے اور اظہر یہ کہ جن نفوس سے ان کے افعال پر مواخذہ ہوگا خواہ جن ہون یا انسان ہون تو ہر نفس اپنے
افعال مین گرفتار ہوگی سوائے اصحاب الیمین کے کہ یہ لوگ سقر مین گرفتار نہ ہونگے بلکہ تجاوز کرکے جنت مین پہونچا دیے جاوینگے اور وہان
سے اسفل السافلین جہنم مین مجرمون کو دیکھکر دریافت کرینگے کہ کہو تم کو کس چیز نے جہنم مین داخل کر دیا کہ کسی طرف سے چھٹکارا نہین
پاتے ہو شاید یہ سوال اس معنے مین ہو کہ دنیا مین ہم لوگ تم کو راہ راست سمجھاتے تھے اور تم اُلٹے ہم کو گمراہ بتاتے تھے آج تم ہی بتلاؤ
کہ کیون تم یہان خوار ہوے ہو تو وہ جواب دینگے اور اقرار کرینگے قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ
الْمِسْكِينَ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ
مجرمین کہنے لگے کہ ہم نہ تھے نمازیون مین سے اور نہ تھے کہ مسکین کو کھانا دیتے اور ہم تھے کہ خوض کرنیوالونکے ساتھ خوض کیا کرتے تھے
اور ہم تھے کہ روز جزا کو جھٹلاتے تھے یہانتک کہ ہمپر موت آگئی ف یعنے مجرمین جواب دینگے اور اپنے جرمونکا اقرار کرینگے شاید انکو یہ ہوس
ہو کہ یہ اقرار کچھ نافع ہو جاوے اور یہ لوگ ہماری سفارش کرین پس کہین گے کہ ہم لوگ گمراہی سے نماز نہین پڑھتے تھے یعنے اپنے رب
عزوجل کی توحید و عبادت نہین کرتے تھے اور نہ مسکین کو کھانا دیتے تھے یعنے اُسکی مخلوق پر بھی اسکی رضامندی کے لیے احسان
نہین کیا حتی کہ ایک مسکین کو بھی کھانا نہ دیا اور اگر کچھ کیا تو یہ کیا کہ جو بات بغیر وحی آلہی کے معلوم نہو سکے اُسمین جو لوگ گمراہ خوض کیا کرتے
تھے ہم بھی انھین مین شامل ہوکر خوض وگفتگو کیا کرتے تھے اور احمق ہوکر قرآن مجید و آیات آلہی کو جھٹلاتے تھے اور یہ کیا کہ روز
قیامت سے انکار کرتے اور رسول اللہ جو ہم کو وعدہ دیتے کہ آخرت کا ایک روز آنے والا ہی کہ وہان ہر نیک و بد کو اور نیک راہ و گمراہ
کو اُسکے اعمال کا عوض دیا جائیگا تو ہم اسکو جھٹلاتے تھے کاش ہم آخر اسکو چھوڑ دیتے اور توبہ کر لیتے مگر ہم اسی پر قائم رہے یہانتک
کہ موت آگئی اور مرتے دم تک ہم اسی بدکاری پر رہے اور مجرم مرے آخر بدلا پایا اور جہنم مین گرفتار ہوے جیسے تم دیکھتے ہو شاید
اسکے بعد یہ لوگ درخواست کرین کہ ہمارے لیے شفاعت کیجیے اب ہم اقرار کرتے ہین - آیت مین مذکور ہے کہ جہنمی درخواست کرینگے
کہ اے اہل جنت اپنی نعمتون مین سے ہماری طرف کچھ پانی وغیرہ بہا دیجیے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو چیز وہان جس قوم پر حرام فرمائی ہی وہ

کسی کی طاقت سے نہین جاسکتی ہی اور نہ وہان کافرون کا کوئی دوست ہی لہذا فرمایا۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ
مجرمون کو شفاعت کرنے والون کی شفاعت کچھ نافع نہوگی ف علمار نے کہا کہ آیت مین یہ نہین فرمایا کہ ان جیسون کے لیے کوئی
سفارشی نہوگا بلکہ یہ فرمایا کہ شفاعت نفع نہ دیگی تاکہ بالکل مایوسی ہو کہ اول تو کوئی سفارشی نہین ہی اور اگر ہوتا بھی تو نفع نہوگا اور مترجم کہتا ہی
شاید اسمین ایک نکتہ یہ ہو کہ نفع یہ تھا کہ وہ جہنم کے عذاب سے نجات پاوین پس ایسی شفاعت انکے حق مین ندارد ہی تو یہ ممکن ہو کہ ان کے
واسطے کچھ شفاعت دوسرے معنے مین ہو چنانچہ بعض اخبار مین وارد ہوا ہی جس کافر نے کسی مسلمان کے ساتھ کچھ احسان کیا ہے اسکی
سفارش سے یہ کافر نیچے طبقہ سے اور شدت عذاب سے کچھ تخفیف پاویگا۔ لیکن علمار رحمہم اللہ نے کہا ہی کہ اول طبقہ جہنم مین گنہگار مسلمان ہین
پس ظاہر یہ کہ کفار دوسرے طبقہ سے شروع ہونگے واللہ تعالیٰ اعلم اور یہ معلوم ہی کہ جہنم کا کوئی طبقہ ہو نہایت سخت ہی کیا نہین دیکھتے ہو
کہ سب سے کم عذاب اُس شخص پر ہی جسکے پاؤن مین فقط آگ کی دو جوتیان ہون جس سے اسکا دماغ اُبلیگا نعوذ باللہ من عذاب النار
تنبیہ رازی رحمہ اللہ نے کہا کہ آیت مین دلالت ہی کہ کفار سے ایمان کے سوائے نیک اعمال کے ترک کرنے پر بھی مواخذہ ہوگا اور
یہی ہمارے اصحاب (شافعیہ) کا قول ہی مترجم کہتا ہی کہ حنفیہ کے نزدیک بھی کفار سے آخرت مین سب باتون کا مواخذہ ہوگا لیکن
کلام یہ ہے کہ دنیا مین انپر یہ احکام جاری کیے جاوینگے یا نہین۔ تو یہ مذہب نہین ہی اور اگر ایک کافر نے رمضان کے دن مین ایک
مسلمان سے کہا کہ مجھے پانی پلادے اور یہ کافر تندرست ہی تو جن علمار کے نزدیک کفار سے فروع اعمال مطلوب ہین وہ کہتے ہین کہ اگر
مسلمان نے پانی پلادیا تو بُرا کیا اسلیے کہ کافر مذکور پر حکم ہی کہ روزہ رکھے اور اُسنے روزہ ترک کیا تو وہ فاسق مجرم ہی اور جسنے اُسکی
مدد کی وہ بھی مجرم ہی اور جو علمار کہتے ہین کہ دنیا مین اول اسلام کے واسطے مکلف ہی جب اسلام لاوے تو اُسپر احکام جاری ہون پس
وہ کفر مین ماخوذ ہی اور تمام بحث اصول فقہ مین مصرح ہی پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کو ملامت فرمائی کہ نصیحت نہین سنتے اور خیال تک
نہین کرتے ہین قال تعالیٰ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ
فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ۔ پس ان لوگون کے واسطے کیا ہی کہ نصیحت سے منھ موڑنے پر مصر ہین گویا یہ لوگ وحشی گدھے
ہین کہ قسورہ سے بھاگے ف یعنے ان منکرون کو کیا ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سے منھ موڑتے ہین اور
بھاگتے ہین جیسے قسورہ سے وحشی گدھے بھاگتے ہین قسورہ شکار مارنے والا خواہ شیر چنانچہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ قسورہ شیر ہی اور یہی
ابن عباسؓ سے ایک روایت ہی اور یہی زید بن اسلم وانکے بیٹے عبدالرحمٰن کا قول ہی یا قسورہ تیر مارنے والا شکاری اور یہ ابن عباسؓ
سے روایت ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی (ابن کثیر) ابن عباسؓ نے کہا کہ وحشی جنگلی گدھے جب شیر کو دیکھتے ہین تو بھاگ کھڑے
ہوتے ہین اسیطرح یہ مشرکین جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تذکرہ قرآن سناتے دیکھتے ہین تو بھاگتے ہین (کبیر) یہ انذار انپر اثر نہین کرتا اور
یہ اخبار غیب اُن کو نافع نہین ہوتے حالانکہ موت یہان سے یقینی ہی۔ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا
مُّنَشَّرَةً۔ بلکہ ان مین سے ہر شخص یہ چاہتا ہی کہ اسکے پاس کھلے صحیفے لائے جاوین ف یعنے ہر شخص کے پاس خدا تعالیٰ کی
طرف سے ایک خط آوے جسمین اسکے واسطے یہ ارشاد ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو نصیحت کرتے ہین اسکو سنو۔ کما فی قولہ تعالیٰ
لن نومن لک حتی تنزل علینا کتابا نقروٴہ الآیہ۔ یعنے مشرکون نے کہا کہ ای محمد ہم تیری تصدیق نہ کرینگے جب تک یہ ہو کہ تو ہمارے
پاس خط اُتار لاوے جسکو ہم پڑھ لین۔ ھ۔ ابو جہل واسکے ساتھی کفار قریش نے کہا کہ اے محمد ہم کبھی تیری بات نہ مانینگے جب تک
تو ایسا نہ کرے کہ ہم مین سے ہر ایک کے نام ایک خط لاوے یعنے ہماری آنکھون کے سامنے آسمان پر چڑھ جاوے اور وہان سے
ہمارے سامنے اس عنوان سے خط لاوے کہ یہ خط ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنام فلان بن فلان اور اسمین ہمکو تیری پیروی کا

عل ہود رازی وخطیب وغیرہ) گویا یہ گدھے یہ چاہتے تھے کہ ان مین ہر ایک کو نبوت عطا ہو اسلیے کہ اگر خط آجاتا تو ان عظیم معجزات سے
بہت کم ہوتا جیسے چاند دو ٹکڑے کر دیا اور اسی قسم کے بے شمار معجزات دکھلائے گئے اور ان کافرون نے انکو جادو قرار دیا تو خط کو بدرجۂ
اولی جادو قرار دیتے تاوقتیکہ نبوت کی شان سے وحی نہوتی تو یہ گدھے گویا یہی چاہتے تھے کہ ہر ایک کو پیغمبری حاصل ہو۔ اسیواسطے
مجاہد وغیرہ نے کہا یعنے ان مین سے ہر ایک مشرک گدھا یہ چاہتا ہی کہ اُسپر اسیطرح کتاب نازل ہو جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہی
(ابن کثیر) **كَلَّا**۔ ہرگز نہین **ف** انکا یہ ارادہ باطل ہی اور ایسے معجزات طلب کرنا جہالت ہی کیونکہ جو شخص یہ چاہے کہ ہم کو جنت
و دوزخ کی سیر کرا دو تو ہم یہان ایمان لاوین جیسے احمق گدھے کہتے ہین تو یہ باطل ہی اسلیے کہ پھر دنیا و آخرت مین امتحان کیا نہ
ہوتا۔ **بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ**۔ بلکہ یہ لوگ آخرت سے خوف نہین کرتے ہین **ف** اور دنیا سے یقیناً مرتے ہین پس یہا نسے
مرنے کے بعد وہی حال ہین یا تو آخرت مین پڑتے ہین یا معدوم ہو جاتے ہین اور یہ غور طلب امر تھا مگر احمقون نے بلادلیل
کے یقین کر لیا کہ ہم لوگ معدوم ہو جاتے ہین ورنہ ہم کو آخرت نظر آتی اور یہ اول حماقت ہی جیسے کہتے تھے کہ اگر جنت و دوزخ ہوتی تو ہم کو
نظر آتی جیسے بنی اسرائیل کے احمقون نے کہا تھا کہ ہم کو خدا سامنے دکھلا دے۔ اور دنیا مین ایسے نظائر بہت ہین جیسے ایک مرد عاقل اپنے
غلام کو نصیحت کرتا ہی کہ ان دو بوتل مین یکسان رنگ کا روغن ہی ایک نفیس مقوی ہی اور دوسرا زہر ہلاہل ہی کہ ایک قطرہ سے جگر پارہ پارہ
ہو جاتا ہی۔ احمق غلام بغیر تجربہ کے یقین نہین کرتا اور آقا اسکو ہلاکت سے بچاتا ہی کیونکہ اگر مر کر یقین لایا تو کس کام آیا آخر اُس احمق نے
نہ مانا یہانتک کہ آزمایا اور مر گیا پھر کچھ کام نہ آیا اسیطرح یہ کفار بعد مرگ کے یقین لاتے ہین **كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ** حقا کہ یہ تذکرہ ہے
ف یعنے بالکل حق کلام ہی کہ یہ قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سناتے ہین سب خالص نصیحت ہی اور اللہ تعالیٰ نے اس دار دنیا مین جن
و انس پیدا کیے ہین یہی دار آخرت مین جنت اور دوزخ مین مقسوم ہین تو دار دنیا مین اس تذکرہ حق کے ماننے پر جبراً قہراً اسکو مجبور
و مقہور نہین کیا بلکہ خالص نصیحت سے سب حال بتلا دیا تاکہ ہر ایک اختیار کرنیوالا اپنے لیے اختیار کرے **فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ**
پس جو کوئی چاہے اس سے نصیحت پکڑے **ف** اور جس نے اس سے نصیحت حاصل کی تو اُسکے لیے آخرت مین نزول کا محل جنت ہی
اور اُسکے اختیار پر اللہ تعالیٰ اُسکے دل مین ایمان پیدا فرماتا ہی اور جس نے اس تذکرہ سے منھ موڑا اُسکے دل مین کفر پیدا کر دیتا ہی
اور وہ چند روزہ زندگی دنیا کو اپنے کفر کے مزے مین کاٹتا ہی اور اِس صورت مین نور قلب سے محروم و عقل سے مسلوب ہوتا ہی
صرف جسم کی پرورش اور دنیاوی آرایش کے حواس رہ جاتے ہین **وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ**۔ اور نہین نصیحت
پکڑینگے مگر آنکہ اللہ تعالیٰ چاہے **ف** زمخشری وغیرہ معتزلہ فرقے نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ یہ لوگ کبھی نصیحت نہین پکڑ سکتے
مگر آنکہ اللہ تعالیٰ زبردستی انکو مقہور کرے اہل السنۃ رحہ نے کہا کہ نہین بلکہ یہ معنے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکو مطلقاً نصیحت نہوگی
مگر جبکہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی تو انکو نصیحت ہوگی اور جب انکو نصیحت نہوئی تو معلوم ہو گیا
کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت نہین ہی اور یہ جو معتزلہ نے کہا کہ زبردستی مشیت ہو تو یہ خواہ مخواہ معنے مین تحریف ہی اور یہ حرام بلکہ کفر ہی
اور حاصل یہ کہ کسی مین ایمان پیدا کرنیکی طاقت نہین ہی بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو نصیحت و ایمان حاصل ہو پس وہ عالم الغیب ہے
اُسی کی جناب مین عاجزی کرکے ہدایت کی درخواست واجب ہی۔ **هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ**۔ وہی صاحب
التقویٰ و صاحب مغفرت ہی **ف** یعنے اللہ تعالیٰ خالق مالک ہی اُسی کی شان یہ ہی کہ تمام بندے اُسی سے ڈرین اور تقویٰ رکھین
اور اسی کی خدائی پر یقین رکھین تو اُسی کی شان ہی کہ انکو ہدایت دیکر بخشدے قتادہ رحہ نے کہا یعنے اللہ تعالیٰ ہی کی یہ شان ہی کہ اُس سے
خوف کیا جاوے اور اُسی مین یہ قدرت ہی کہ گناہ مٹا کر مغفرت پیدا کرے اور امام احمد رحہ نے حدیث انس رضہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

یہ آیت پڑھکر فرمایا کہ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہی کہ مین ہی اس لائق ہون کہ میرے ساتھ کوئی معبود نہ بنایا جاوے اور جس بندے نے میرے ساتھ کسی غیر مین اُلوہیت ماننے سے بچاؤ کیا تو وہ اس لائق ہوا کہ مین اسکو بخش دون الترمذی وابن ماجہ والنسائی وابن ابی حاتم وابو یعلی والبزار والبغوی وغیرہم) اس آیت سے صریح معلوم ہوا کہ مغفرت کیلئے اسلام بدون شرک کے قطعی ضروری ہی اسی واسطے مسلمانون مین یہ دعا چلی آتی ہو کہ الٰہی خاتمہ ایمان پر نصیب ہو اور مسلمانون کو اسی مین شفاعت سرور عالم وانبیاے امم حاصل ہونیکی قوی امید ہی برخلاف کفار کے کہ وہ کبھی ایمان ہی نہین لاتے اور برخلاف یہود کے جو اپنی جہالت سے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارے بزرگون بنی اسرائیل مین بکثرت انبیاء علیہم السلام گزرے ہین تو وہ لوگ ہمکو قیامت مین ہمکو ماخوذ دیکھکر چپ رہین بلکہ ہماری شفاعت کرینگے۔ یہود کا یہ خیال بالکل غلط تھا اسلیے کہ یہ امید اسوقت ہوتی جب انھون نے شرک نہ کیا ہوتا اور حضرت عیسیٰ وحضرت محمد صلی اللہ علیہما وسلم سے کفر نہ کیا ہوتا کیونکہ اسلام پر خاتمہ شرط ہی اور اگر یہ نہوتا تو عرب بھی اولاد اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام تھے انکی شفاعت پانے کے مستحق ہوتے جبکہ کفر وشرک مین تھے واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین سے یہ دلیل ظاہر ہی کہ مسلمانون کے لیے شفاعت نافع ہی اسلیے کہ اگر ایسا نہ ہو تو کافرون پر اس آیت سے ملامت نہو گی اسلیے کہ معنے یہ ہونگے کہ کسی شخص کے واسطے شفاعت نہین ہی تو کافرون کے واسطے بھی شفاعت نہین ہے پس معتزلہ کا قول باطل ہوا پھر بعض نے زعم کیا کہ شفاعت تو ہوگی مگر جبتک کسی کو اجازت نہو تو باطل ہی اور اجازت معلوم نہین ہی یہ خیال بھی غلط اور باطل ہی اسلیے کہ متواتر سلف صالحین مین معروف تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شفاعت عطا ہوئی ہی اور یہ بکثرت احادیث متواترہ سے معلوم ہی تو عقائد مین متعین ہی کہ آپکی شفاعت برحق ہی۔ ہان امت مرحومہ کے ہر شخص کو یہ دعا مانگنا ضرور ہے کہ الٰہی خاتمہ بخیر ہو تاکہ شفاعت کی امید ہو وللہ الحمد والمنۃ

سُورَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

اس سورہ کا نام سورۃ القیامۃ ہی اور ابن عباس رضہ وابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ اسکا نزول مکے مین ہوا و قرطبی وغیرہ نے کہا کہ بالاجماع سب علما کے نزدیک مکیہ ہی اسمین کسی کا اختلاف نہین ہی اور حدیث ام المومنین عائشہ رضہ مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکے مین ابتدا مین توحید الٰہی وآثار قدرت ودلائل وحدانیت نازل فرمائے پھر مدینے مین شرائع واحکام آہستہ آہستہ نازل ہوے ہین۔ تفسیر کبیر مین قصر کیا کہ اس سورہ مین چالیس آیات ہین اور سراج خطیب وابو السعود مین قصر کیا کہ انتالیس ۳۹ ہین اور اس سے ظاہر ہے کہ آیات کے شمار مین اختلاف ہی اور خطیب رح نے لکھا کہ ایک سو ننانوے کلمات ہین اور چھ سو باون ۶۵۲ حروف ہین واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام پر وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

قسم کھاتا ہون قیامت کے دن کی — اور قسم کھاتا ہون جی کی جو اولاہنا دیتا ہے — کیا خیال رکھتا ہے آدمی

اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ

کہ جمع نہ کرینگے ہم اسکی ہڈیان — کیون نہین سکتے ہین کہ ٹھیک کردین اسکی پوریان — بلکہ چاہتا ہے

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝

انسان کو ... سامنے پوچھتا ہی کہ کب ہو دن قیامت کا | پھر جب چوندھیانے لگے تیور | اور گہہ جاوے | چاند

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى

اور اکٹھے ہون سورج اور چاند | کہے گا | آدمی اُس دن کہان جاؤن بھاگ کر | کوئی نہین کہین نہین ہی بچاؤ | تیرے

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝

رب تک | اُس دن | جا ٹھہرنا | جتاوینگے | انسان کو | اُس دن | جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

بلکہ | آدمی اپنے واسطے آپ سوجھ ہی | اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے

واضح ہو کہ ہمیشہ سے کفر و شرک کا مدار صرف اس بات پر ہی کہ آخرت کوئی چیز نہین ہی یا وہمی خیال کے طور پر دل مین اسکا اثر ہی اگرچہ زبان سے مقر ہی اور دنیا کو نقد مال سمجھتے ہین اور اس نقمت و وبال کو نعمت و منال مانتے ہین اور ان مین زیادہ دانا وہی جو یہ کہتا ہے کہ اس دنیا کے نقد کو ادھار کے عوض کھونا نادانی کا نمونہ ہی عجب کہ احمق اس نقد کو چند روز کے بعد چھوڑ کر خالی ہاتھ چلا جاتا ہی اور پھر وہان سے کبھی آنے نہین پاتا پس اگر عقل ہوتی تو اسکو نقد دیکھتا اور اس فانی کو ادھار بھی نجانتا بلکہ چند روزہ بسر اوقات کا زادراہ ہی عجب کہ بعضے اقوام کفار کو شیطان نے آدمی کی صورت مین یہ گمان سمجھایا کہ مرنے کے بعد یہان دوسری جنم کے ساتھ آویگا اور اس کافرنے پیغمبر الٰہی کے حق کلام مین سو طرح شک کیا اور اس شیطانی باطل خیال کو عین الیقین کی طرح حق بنالیا بعض مشرکون نے بعضے پیغمبرون کے ماننے کا دعویٰ کیا ولیکن جیسے انکی رسالت کو بگاڑ کر فرضی تصور بنایا اسیطرح انکے پیغام رسالت کو اپنے خیالی سانچہ مین ڈھال کر نیا نمونہ بنایا کہ روح نکل کر آسمان کے گوشے سے بادہوائی بگولہ کی طرح اس دنیا کو تاکتی ہے اور اس دنیا کی محنت و مشقت سے چھوٹ جانا بھی اُسکو جنت ہی غرضکہ درحقیقت آخرت و قیامت سے سب کو انکار ہی سوائے مومنین امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے کہ یہ بندے البتہ دل سے یقین لاتے ہین چونکہ اللہ تعالیٰ نے انکی ہدایت چاہی ہی تو انکی طمانینت کے لیے اور انکے مخالفین کفار و مشرکین اتباع شیاطین کو جھوٹا کرنیکے لیے اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنیہ نازل فرمائین چنانچہ یہ سورہ مبارک بھی مثمر انوار ہدایت ہی قال تعالیٰ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہی اللہ الرحمٰن الرحیم کے نام سے **ف** جسکی عظمت و جلال و رحمت و غضب و جمیع صفات قدس عین کمال و حقیقت حقہ ہین اسکی ذات و صفات مین کسی طرح کی کمی و نقص و احتیاج نہین ہی اور کمال سے بڑھکر کوئی مرتبہ نہین ہوتا ہی اور عوام کے ذہن مین اسکے معنے بدون غور و فکر کے نہین آسکتے ہین اسلیے کہ دنیا مین جھوٹے شاعرون نے بادشاہون وغیرہ کی تعریف مین کامل و صاحب کمال بولنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ بول چال عام ہوگئی کہ فلان شخص صاحب کمال ہی حالانکہ اگر وہ کامل ہوتا تو کسی چیز کا محتاج نہوتا اور وہ تو اپنی پیدایش و زندگی مین اپنے خالق عز و جل کا محتاج ہی بلکہ ظاہر نظر مین کھانے پینے وغیرہ کا محتاج ہی پس معلوم ہوگیا کہ کمال کے حقیقی معنے کسی چیز مین ممکن نہین ہین سوائے اللہ تعالیٰ کے ہان یہان تعریف کرنے مین مجازی معنے اسطرح لیتے ہین کہ مخلوقات مین بندگی کا جو مرتبہ ہی اس بندے نے اُسکو پورا حاصل کیا تو کہتے ہین کہ یہ صاحب کمال ہی اور یہ بھی تعریف ہی او حقیقت نہین ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی جو حقیقت مین ہی وہ کسی کی مجال نہین ہی امام ابوحنیفہ رح نے فقہ اکبر مین لکھا کہ جو عبادت کہ شان باری تعالیٰ کے لائق ہی وہ ادا ہونا محال ہی ولیکن اُسکے حکم کے موافق عمل کرنا ممکن ہے

Marfat.com

یعنے مثلاً اُسنے ہم بندوں کو حکم فرمایا کہ اسطرح وضوکرو تو اسکی تعمیل موافق حکم کے ممکن ہو اور اسطرح نماز پڑھو تو اسکی
ممکن ہو اور جسقدر عمدگی سے حکم کے موافق پورا کرے اُسی قدر کامل عمل ہو اور یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے
اسکی شان کے لائق نہین ہوسکتی ہے اسلیے کہ اسکی ذات پاک قدس قدیم ہو تو اُسنے خود جو اپنی تسبیح فرمائی ہو سبحان اللہ
اُسی کی شان کے لائق ہو اور ہم لوگ سب حادث ہین اور ہماری عبادت و تسبیح سب حادث سے پیدا کی گئی ہین تو یہ حادث کیونکر
لائق ہوگی اور ایسی تسبیح وعبادت جو بشان قدس قدیم ہو وہ ہم سے غیر ممکن ہو جبکہ ہم خود حادث ہین پس یہ ظاہر ہو کہ عبادت
شان کے لائق ہم سے محال ہے اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق مین جو کمال کہا جاتا ہو یہ عبادتین مخلوق مین جہانتک ممکن ہو پوری
تعمیل حکم کرنیکا نام ہو اور یہ کمال فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاکیزہ صفات مین منحصر ہو اور آپ کے ذیل مین انبیا علیہم السلام
ہین اور یہ مظاہر رحمت مین ہین اور جناب باری تعالیٰ کی شان مین جو کمال کہا جاتا ہو وہ حقیقت ہو کہ کسی طرح کی احتیاج ونقص کا
کام نہو اور اس سے زیادہ ہم لوگ رب جل شانہ کی صفات مین ادراک نہین کرسکتے ہین اور اسکی شان پاک (الرحمن) ہو کہ عام رحمت سے
اُسنے مظاہر رحمت کو یعنے ملائکہ وانبیاء واتباع مؤمنین کو پیدا کیا اور مظاہر غضب کو یعنے ابلیس وشیاطین وانکے اتباع کو پیدا کیا اور
ہر ایک کو اُسکے لائق لوازمات دیدیے تو معلوم ہوگیا کہ رحمت الٰہی اُسکے غضب پر غالب ہو جیسا کہ حدیث صحاح مین وارد ہو اور
آیت فرقان مین بھی منصوص ہو اور غالب ہونے کے معنے مین سے یہ ایک نمونہ ہو کہ رحمت عامہ سے غضبی مظاہر بھی پیدا کردیے
اور ایجاد کرنا ایک نعمت ذاتیہ ہو کیونکہ اگر پیدا نہ فرماتا تو سب معدوم ہوتے اُسکی شان (الرحیم) ہو کہ اُسنے مظاہر رحمت انبیا
واولیائے مومنین کے واسطے دنیا مین اسطرح پرورش فرمائی کہ متقی ہوے اور متقیون کے لیے دار آخرت ہو یعنے جنت ونعمت ہو
برخلاف انکے مظاہر غضبیہ اتباع ابلیس ہین جنھون نے رحمت کی راہ سے عداوت کی اور دنیا کے سوائے آخرت سے انکار کیا
تو صرف دنیا کے حواس ان مین دیے گئے ہین اور آخرت وصفات قدس کا پہچاننا عقل سے ہوتا ہو لہذا انکے دلون پر مہر ہے کہ نور
عقل سے محروم ہین اور آخرت سے اور قیامت سے انکار کرتے ہین اور جو کچھ رسول اللہ خبر دیتا ہو اُسکو نہین مانتے بلکہ نہین
پہچانتے ہین اسلیے کہ دنیا کی لعنت مین گرفتار ہین اور چونکہ یہ لوگ بکثرت ہین تو اہل ایمان کو بھی بہکاتے ہین لہذا
اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فرمایا۔ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ
الْقِيٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ مین قسم کھاتا ہون روز قیامت کی اور قسم کھاتا ہون ملامت کرنیوالے
نفس کی ف کہ ہم ضرور مخلوقات کو دوبارہ زندہ فرماوینگے۔ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ۔
کیا انسان خیال کرتا ہو کہ ہم کبھی اسکی ہڈیان جمع نہ کرینگے ف بعض نے کہا کہ بنی زہرہ کا حلیف ایک شخص تھا جسکا نام عدی بن ربیعہ تھا
یہ شخص اخنس بن شریق کا مامون تھا اسنے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ آپ جو قیامت بیان کرتے ہین تو اُسکی کیا صورت ہوگی اور وہ کب
آویگی بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ زندہ کیے جانیکا حال بیان فرمایا اور وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے
تو عدی مذکور نے کہا کہ اگر مین اس روز آنکھون دیکھ لون تب بھی آپ کی بات کو سچ نہ مانون بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہو کہ خدا ان ہڈیون کو جمع
کرے جو سڑکر خاک ہوگئین اور خاک مین مل کر ہوا و آندھی کے جھونکون مین نہین معلوم کہان سے کہان گئین تب یہ آیت نازل ہوئی
مترجم کہتا ہو کہ اس صورت مین انسان سے یہ عدی مذکور اول مراد ہوگا اور جو کوئی اُسکے مثل ہو اور بعض نے کہا کہ ابو جہل نے جمع
مین قیامت وبعث کو جھٹلایا تھا تب یہ سورہ نازل ہوا اور حق یہ ہو کہ چاہے کوئی کافر اسکے نزول کا سبب ہوا ہو کچھ اُسی کی تخصیص
نہین ہو بلکہ قیامت تک جو انسان اس سے منکر ہو اُسپر ملامت ہو اور مفسرین نے کہا کہ آدمیون مین ایمان والے کہتے ہوے

ورکافر بکثرت ہین اور نفس انسان کی جبلت یہی ہو کہ قیامت وبعث سے انکار کرے تو گویا نوع انسان کا خیال اپنی جبلت مین یہی ہو اسواسطے عموماً فرمایا کہ کیا انسان یہ گمان رکھتا ہو کہ ہم اسکی ہڈیان جمع نہین کرسکتے ہین یعنے اُسکی ہڈیون کو بعد سڑجانے کے جمع کرکے اُسکو زندہ نہین کرسکتے ہین اسکا یہ گمان غلط ہو بَلٰی - کیون نہین ف ہم ضرور جمع کرینگے - قَادِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ درحالیکہ ہم خوب قدرت والے ہین کہ اسکی اُنگلیون کی پور ٹھیک برابر کرین ف حالانکہ اوپر کی پور بہت چھوٹی ہوتی ہین اقوال مفسرین اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالیٰ لا اقسم بیوم القیامۃ الخ - مین (لا) کے معنی نفی ہین تو ظاہر مین یہ معنی ہوے کہ مین نہین قسم کھاتا ہون روز قیامت کی اور نہین قسم کھاتا ہون نفس لوامہ کی - ھ قرطبی رح نے کہا کہ قرآن مجید اسواسطے آیا کہ مشرکون وکافرون کا رد کرے جو قیامت مین زندہ کرکے اُٹھائے جانے سے اور جنت ودوزخ سے انکار کرتے تھے تو صرف (لا) سے انکار منظور ہو اور ترجمہ یہ کہ نہین مین قسم کھاتا ہون روز قیامت کی الخ یعنے کافرون نے کہا تھا کہ ہم لوگ مرنے وسڑنے کے بعد کبھی نہین اُٹھائے جاوینگے تو رد فرمایا کہ نہین بلکہ قسم ہو کہ تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے ابن کثیر رح نے کہا کہ بارہا بیان ہو چکا کہ جس چیز پر قسم ہو اگر منتفی کی ہو تو قسم سے پہلے حرف (لا) لانا قسم کی تاکید کے لیے جائز ہو اور یہان یہی ہوا کہ کافرون نے بعث آخرت کو منتفی کیا تھا کہ بعث وحشر وحساب ودوزخ وجنت کچھ نہین ہو پس اُسکو قسم سے ثابت کیا اور اس سے پہلے (لا) وارد ہوا یعنے نہین یہ تمھارا کہنا صحیح نہین ہو بلکہ مین قسم کھاتا ہون قیامت کی اور نفس لوامہ کی کہ تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے ابن جریر رح نے حسن بصری وعبد الرحمٰن الاعرج سے یہ قول ذکر کیا کہ ان دونون کی قرارت یہ تھی (لاقسم بیوم القیمۃ ولا اُقسم الخ) یعنے اول مین بدون (لا) اور دوسری جگہہ (لا) ہو اسی واسطے ابن ابی حاتم نے تفسیر مین ذکر کیا کہ حسن بصری کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے روز قیامت کی قسم کھائی اور نفس لوامہ کی قسم نہین کھائی اور نفس لوامہ سے بعض نے نفس کافر مراد لی ہو اگرچہ حسن بصری رح سے اُسکی تفسیر نفس مومن روایت کی گئی ہو اور قتادہ رح نے کہا کہ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے یوم القیمۃ اور نفس لوامہ دونون کی قسم کھائی ہو ابن کثیر رح نے کہا کہ قتادہ رح کا قول کہ دونون کی قسم کھائی ہے یہی صحیح ہو اور یہی ابن عباس و سعید بن جبیر رح سے مروی ہو اور اسی قول کو ابن جریر رح نے اختیار کیا ہو - ھ زمخشری رح نے کہا کہ عرب کے فصحا کے کلام مین قسم سے پہلے (لا) کا آنا بہت کثرت سے آیا ہو اور اسکا فائدہ یہ کہ قسم مین تاکید ہوجاتی ہو امام رازی رح نے لکھا کہ بعض کے نزدیک یہان (لا) زائدہ ہو اور زائدہ کے معنے یہ ہوتے ہین کہ فصاحت کے کلام مین یہ لفظ بطور راصلہ کے واقع ہو اور اس سے فصاحت مین خوبی پیدا ہوتی ہو اور اسکی نظیر قولہ تعالیٰ لئلا یعلم اہل الکتاب الآیہ اور قولہ تعالیٰ مامنعک ان لاتسجد الآیہ - یعنے اے ابلیس تجھے کس نے منع کیا کہ تو سجدہ نہ کرے - ھ مترجم کہتا ہو کہ یہ محاورہ اُردو اور فارسی مین بھی اسی طرح مستعمل ہو - مثلاً ترا کہ گفت کہ این کار نکنی - تجھے کس نے روکا کہ تو یہ کام نہ کرے - ھ اسی طرح قولہ تعالیٰ فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم الآیہ - مازائدہ ہو رازی رح نے کہا کہ میرے نزدیک یہ قول کئی وجہ سے ضعیف ہو پھر رازی رح نے منجملہ وجوہ کے یہ بیان کیا کہ اس حرف کا زائدہ ہونا کلام کے بیچ مین ہوتا ہو اور اول مین نہین ہوتا (جواب دیا گیا) کہ ہان لیکن یہان اول مین نہین سمجھنا چاہیے بلکہ اس سے پہلے بھی قرآن ہو کیونکہ سب قرآن بمنزلہ ایک سورت کے ہو بعض سے بعض متصل ہے اسی واسطے دیکھتے ہو کہ ایک بات ایک سورہ مین آتی ہو اور اُسکا جواب دوسری سورۃ مین آتا ہو چنانچہ قولہ تعالیٰ یاایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون - اسکا جواب دوسری سورۃ مین ہو بقولہ تعالیٰ ما انت بنعمۃ ربک بکاہن ولا مجنون - تو معلوم ہوا کہ اس سورۃ کی ابتدا گویا درمیان کلام ہو - یہ جواب رد کردیا گیا کہ قرآن جو متصل بمنزلہ ایک سورۃ کے ہو تو اسکے فقط یہ معنے ہین کہ اس قرآن مین کہین ایک سورۃ سے دوسری سورہ مین کچھ اختلاف وتناقض نہین ہو اور یہ معنے نہین ہین کہ ایک سورۃ کو دوسری

Marfat.com

سورۃ مین ملاکر ایک کردیا جاوے کہ یہ نہین جائز ہی۔ پس یہ قول کہ لا زائدہ ہی صحیح نہین ہو اور اسی طرح حسن ... بدون (لا) پڑھنا روایت کیا گیا تو وہ بھی ٹھیک نہین ہی اور ابو عبیدہؒ نے کہا کہ اگر یہ مراد ہوتی تو اسطرح ہوتا لاقسمن ... مع نون تاکید ہوتا اسلیے کہ عرب بدون (واللہ) واسکے مانند صریح قسم کے یہ نہین کہتے ہین کہ (لافعل کذا) بلکہ ... کہ (لافعلن کذا) اگرچہ واحدیؒ نے سیبویہ و فراء سے نقل کیا کہ یہ جائز ہے باوجود اس کے یہ قرات ضعیف اسلیے کہ یہ قرارت شاذ ہی اور ہم نے مان لیا کہ شاذ قرارت کی یہی توجیہ سہی لیکن قرارت مشہورہ متواترہ کی توجیہ ضرور ہے اور اسکا دفعیہ کیونکر ہوگا کیا یہ متواترات مین طعن و قدح ہی اور یہ بالکل باطل ہی اور اگر یہان قسم محذوف کی جاوے جیسے مثلاً واللہ لا اقسم الخ تو یہ قسم پر قسم ہو جائیگی اور یہ رکیک ہی رہا یہ قول کہ (لا) یہان انکار ہی اور (اقسم بیوم الخ) سے جملہ شروع ہے یا (لا اقسم الخ) کے یہ معنے ہین کہ مین قسم نہین کھاتا ہون تو ان مین سے وجہ اول مشکل ہی کیونکہ قسم اول مین تو یہ تاویل کی گئی کہ تم لوگ جو قیامت مین زندہ کر کے اُٹھائے جانے سے انکار کرتے ہو تو نہین ٹھیک ہی بلکہ مین قسم کھاتا ہون کہ ضرور اُٹھائے جاؤگے لیکن دوسری قسم یعنے لا اقسم بالنفس اللوامہ۔ مین حرف (لا) کا اعادہ کرنا جبکہ یہ مطلب ہو خلاف فصاحت ہی اور یہ ممکن نہین کہ قرآن معجز مین ایسا ہو (وجہ دوم) البتہ موجہ ہی یعنے (لا اقسم) مجموعہ ہی یعنے مین قسم نہین کھاتا ہون روز قیامت کی اور نہ نفس لوامہ کی بلکہ بدون اس قسم کے پوچھتا ہون کہ ایحسب الانسان الخ کیا انسان یہ گمان کرتا ہی کہ ہم اسکی ہڈیان کبھی جمع نہین کر سکتے ہین پھر رد کیا کہ بلیٰ قادرین الخ اسی قول کو ابو مسلم نے اختیار کیا اور یہی اصح ہی مترجم کہتا ہی کہ رازیؒ کی توجیہ مذکور کے موافق کلام مین کچھ محذوف نہین رہا اور ترجمہ ابتدا سے اعادہ کردون تاکہ صاف سمجھ مین آجاوے قال تعالیٰ لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامہ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ بلیٰ قادرین علی ان نسوی بنانہ۔ مین قسم نہین کھاتا ہون روز قیامت کی اور نہین قسم کھاتا ہون نفس لوامہ کی) بلکہ بدون اس قسم کے پوچھتا ہون کہ) کیا انسان (کافر) یہ خیال کرتا ہی کہ ہم اسکی ہڈیان جمع نہین کر سکتے ہین (یہ خیال غلط ہی کیون نہین جمع کر سکتے) حالانکہ ہم خوب قدرت والے ہین کہ اسکی اُنگلیون کی پوری برابر ٹھیک کرین۔ ف۔ چونکہ قیامت مین نفس شقی اور نفس سعید کے احوال ظاہر ہونگے اسلیے یہان دونون جمع کیے گئے ہین معنے بیان کرنے مین کئی وجہ سے تقریر کی گئی ہی (۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ بعث قیامت ایک امر اہم ہی مین اسکے واسطے ان چیزون کی قسم نہین کھاتا ہون (۲) یہ کہ ان چیزون کی قسم کھانے کی ضرورت نہین کیونکہ دوبارہ زندہ کر کے اُٹھانے مین اللہ تعالیٰ کی قدرت خوب ظاہر و بدیہی ہی اور انسان بدبخت کے خیال مین کیونکر یہ خطرہ آیا کہ ہم اسکی بوسیدہ ہڈیان زندہ نہین کر سکتے ہین (الخلاصہ الکبیر) سمرقندیؒ نے کہا کہ مفسرین کے نزدیک اجماع ہی کہ لا اقسم کے معنے یہ نہین ہین کہ (مین قسم نہین کھاتا ہون) یعنے جیسے رازی و ابو مسلم نے ترجیح دی بلکہ یہ معنے ہین کہ مین قسم کھاتا ہون پھر توجیہ حرف (لا) مین مختلف ہی شیخ جلالؒ کے نزدیک حرف (لا) دونون جگہ زائد ہی سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مین نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ لا اقسم بیوم القیامۃ ابن عباسؓ نے کہا کہ رب عزوجل اپنی مخلوق مین سے جسکی چاہتا ہی قسم کھاتا ہی واضح ہو کہ آیات سے یہ مقصود نہین ہی کہ خالی ہڈیان زندہ کریگا بلکہ ہڈیون کا ذکر اسلیے کہ کفار احمق انھین ہڈیون کو سڑا ہوا بوسیدہ دیکھکر سخت انکار کرتے کہ یہ نہین زندہ ہو سکتی ہین کیونکہ گوشت کو تو دیکھ چلے تھے کہ بیماری سے آدمی بالکل گل جاتا ہی پھر تندرستی سے گوشت آجاتا ہی اور اسلیے کہ ہڈیان قالب ہین کہ انھین کی درستی کے بعد گوشت چڑھتا ہی (م ب ف س) اب رہا یہ سوال کہ نفس لوامہ سے کیا مراد ہی تو تفسیر شیخ ابن کثیرؒ مین ہی کہ حسن بصریؒ نے کہا کہ نفس مومن ہی واللہ ہم مومن کو جب دیکھتے ہین تو یہی دیکھتے ہین کہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے

اپنے نفس سے کہتا ہی کہ اس کھانے مین تیری کیا نیت تھی اور اس کلمہ سے کیا مراد تھی اور اس شخص سے باتین کرنے مین تیری کیا نیت تھی اور فاجر کا یہ حال ہی کہ وہ بیفکر قدم قدم چلا جاتا ہی کبھی اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا ہی جویبر رح نے کہا کہ ہمکو خبر پہونچی کہ حسن بصری رح کہا کرتے تھے کہ آسمان و زمین مین کوئی نہین ہی مگر آنکہ وہ قیامت کے روز اپنے نفس کو ملامت کریگا عکرمہ رح سے یہ آیت پوچھی گئی تو فرمایا کہ نفس لوامہ وہ ہی جو بھلائی و برائی پر ملامت کرے کہ اگر ایسا کرتا اور ایسا کرتا (ابن ابی حاتم) شاید مطلب یہ ہی کہ اگر اُسنے نیکی کی تو بھی ملامت کرتا ہی کہ اسطرح کوتاہی کیون کی اور ایسی عمدگی سے کیون نہین کیا شاید یہ کوتاہی حساب ہو ابن جریر نے اس حدیث کو روایت کیا اور اسکے مانند سعید بن جبیر سے بھی روایت کیا اور ابن عباس نے سعید بن جبیر سے کہا کہ یہ نفس لوم ہی یعنے جو اپنے افعال پر اپنے آپ کو بہت ملامت کرے۔ مجاہد رح نے کہا کہ نفس لوامہ اپنے آپ کو ایسے کامون پر ملامت کرتا ہی جو نہین ہو سکے یعنے مثلاً آدمی اپنے نفس سے کہتا ہی کہ اگر تو ایسا کرتا تو بعد موت کے تیرے کام آتا افسوس ہی کہ وہ وقت نکل گیا اب آیندہ ہوشیار ہو آن روایات کے موافق نفس لوامہ نفس مومنہ ہی اور علی بن ابی طلحہ رض نے ابن عباس رض سے نقل کیا کہ نفس لوامہ وہ نفس ہی جو مذمومہ ہی قتادہ رح نے کہا کہ نفس فاجرہ ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید ابن عباس رض کے قول مین مذمومہ سے اور قتادہ کے قول مین فاجرہ سے یہ مراد ہو کہ اُس سے قصور ہوا اور اُسنے اپنے آپ کو مذمت و ملامت کی اور شاید مراد یہ کہ کافرہ ہو جسکو اللہ تعالی کی طرف سے ملامت کی گئی ہی لیکن ابن جریر رح نے کہا کہ یہ سب اقوال قریب قریب ہین اور ظاہر قرآن سے یہ ٹھیک معلوم ہوتا ہی کہ نفس لوامہ وہ ہی جو اپنے آپ کو بھلائی و برائی پر ملامت کرے اور جو وقت خالی گزرا اسپر حسرت و افسوس کرے (ملخص ابن کثیر رح) ابن عباس رض نے کہا کہ قیامت مین ہر نفس اپنے آپکو ملامت کریگا اگر نیک تھا تو اس بات پر ملامت کریگا کہ اُسنے زیادہ کیون نہ کیا جو آج بڑا درجہ پاتا اور اگر بدکار ہی تو اُسکو افسوس ہوگا کہ کیون تقوی نہ کیا جو آج کو کام آتا بعض نے کہا کہ نفس لوامہ متقیون کے نفس ہین جو قیامت مین بدکارونکو ملامت کرینگے رازی رح نے ان اقوال کو زیادہ کیا ہی (کبیر) قولہ تعالیٰ قادرین علی ان نسوی بنانہ تفسیر ابن کثیر مین ہی کہ ابن عباس رض نے کہا یعنے ہم اس بات پر قادر ہین کہ اُسکی پور برابر ستوی کردین یعنے جیسے کھُر اور ٹاپ ہوتی ہی یعنے پنجہ کشادہ نہ رکھین بلکہ گھوڑے وغیرہ کی طرح برابر کردین اور یہی تفسیر مجاہد و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک و ابن جریر سے مروی ہی ابن جریر رح نے اسکی توجیہ یہ بیان کی کہ کافر کو یہ خیال ہی کہ ہم آخرت مین اُسکی ہڈیان جمع نہین کر سکتے ہین یہ غلط ہے کیون نہین کر سکتے ہین ہمکو یہ قدرت ہی کہ دنیا مین اسکے ہاتھ پاؤن مانند جانورون کے کھُر و ٹاپ کردین ابن قتیبہ و زجاج نے کہا کہ یہ دنیا مین نہین ہی بلکہ آخرت کے متعلق ہی یعنے کیا انسان کا گمان یہ ہی کہ ہم اُسکی ہڈیان جمع نہین کرینگے یہ غلط ہی ہم جمع کرینگے حالانکہ ہمکو یہ قدرت ہی کہ اُسکی اُنگلیون کی پور ستوی کردین یعنے موجودہ حالت سے زیادہ صورت مین اُٹھاوین (ملخص) ابن عباس رض و اکثر مفسرین رح کہا کہ (علی ان نسوی بنانہ) یعنے ہم کو یہ قدرت بھی حاصل ہی کہ ہم اُسکے ہاتھون پاؤن کی اُنگلیان ملاکر برابر کردین جیسے اونٹ کے کھُر یا گھوڑے کا سُم ہوتا ہی پس وہ اپنے ہاتھون سے کچھ کام نہ کر سکے و لیکن ہم نے آدمی پر احسان کرکے اُسکی اُنگلیان کھُلی رکھین کہ جو چاہتا ہی کرتا ہے (یعنے اس قدرت کو دیکھکر یقین لاوے کہ جسنے اس حکمت سے یہان پیدا کیا ہی وہ جب چاہے پیدا کرے) اور بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ انسان کو اسمین کیون تردد ہی کہ ہم اُسکی ہڈیان جمع کرین یعنے دوبارہ اس جسم مین زندہ کرین یہ تو آسان ہی بلکہ ہم چاہین تو اُسکو جانورون کی صورت مین اُٹھائین جیسے اللہ تعالی نے فرمایا۔ ما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم الآیہ۔ یعنے تمھارے مثل بدل دینے سے ہم عاجز نہین ہین اور ایسی صورت مین تمکو پیدا کرین کہ تم جانتے نہین ہو۔ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ - بلکہ انسان

Marfat.com

یہ چاہتا ہی کہ اپنے آگے فجور کرے پوچھتا ہی کہ یوم قیامت کب ہی ف یعنے کافر اسطرح قیامت وبعث سے انکار کرتا
بدکاری کرتا ہی اور سمجھتا ہی کہ نہ قیامت ہی اور نہ مردے اُٹھائے جاوینگے اسی واسطے طعن سے پوچھتا ہو کہ قیامت کب
ہین اسکا وجود نہین ہی امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ سعید بن جبیر رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ بل یرید الانسان
یعنے بیفکر فجور کرتا چلا جاوے یعنے کافر اس طرح انکار کر کے فجور کرتا چلا جاتا ہی کیونکہ اسکو کچھ حساب وعذاب کا خوف نہین
نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یہ فجور امیدین ہین یعنے آدمی اپنے آگے امیدین بڑھاتا ہی پوچھتا ہی کہ قیامت کب ہی
کہا کہ انسان کہتا ہی کہ ابھی یہ کام کیے جاؤنگا پھر قیامت سے پہلے توبہ کر لونگا۔ بعض نے کہا کہ فجور کفر ہے۔ مجاہد نے کہا کہ انسان
بے کھٹکے چلا جاتا ہی۔ حسن بصری رح نے کہا کہ آدمی جسکو دیکھو اُسکا یہ حال ہی کہ گناہ ہی کی طرف جاتا ہی اور کچھ فکر نہین کرتا سوائے
اُسکے جسکو اللہ تعالیٰ بچاوے۔ عکرمہ وسعید بن جبیر وضحاک وسدی وغیرہم نے کہا کہ انسان سے وہ مراد ہی جو بالفعل گناہ کیے
جاتا ہے اور توبہ کرنے اُسکا یہ خیال ہی کہ کبھی مرنے دم تک توبہ کر لیگا مترجم کہتا ہی کہ اس صورت مین شاید قیامت کا پوچھنا بمعنے
تاخیر ہوگا یعنے فاسق مسلمان اپنے آگے گناہ کرنا چاہتا ہے یہ کہتا ہی کہ ابھی قیامت کہان ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ علی بن ابی طلحہ رح نے
ابن عباس رض سے روایت کی کہ انسان سے مراد کافر ہی یعنے کافر روز حساب کو جھٹلاتا ہی اور یہی ابن زید رح نے کہا اور یہی اظہر ہی یعنے
کافر اپنے آگے بدکاری پہونچانا چاہتا ہی اور قیامت پر یقین نہین کرتا بلکہ باطل جانکر پوچھتا ہی کہ قیامت کہان ہی اور کب ہی (ملخص)
دیگر تفاسیر مین ہی کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ انسان اپنے آگے بدکاریان پہونچانا چاہتا ہی جب تک زندہ ہی۔ مجاہد وحسن وعکرمہ
وغیرہم نے کہا کہ انسان کی جبلت یہ ہی کہ جب تک زندہ ہی بدکاری پر آمادہ رہتا ہی اور اگر توبہ کے خیال مین بھی ہوا تو اُس مین
تاخیر کرتا ہے یہانتک کہ آخر بُری حالت پر مرتا ہی (س ف) رازی رح نے کہا کہ قولہ بل یرید الانسان الخ عطف ہی (ایحسب) پر تو
محتمل ہی کہ یہ دوسرا استفہام ہو یعنے کیا انسان یہ گمان کرتا ہی کہ بعث جزا نہوگا اور کیا فجور کو پیشوا بنانا چاہتا ہی۔ اور یہ بھی محتمل ہی کہ (ایحسب)
استفہام ہوا اور یہان سے خبر ہو۔ قولہ لیفجر امامہ۔ اس مین دو قول ہین (اول) یہ کہ اسکے یہ معنے ہین کہ انسان یہ چاہتا ہی کہ برابر فجور
کیے جاوے اپنے آگے یعنے آیندہ زمانے مین جب تک اُسکی زندگی ہی برابر فجور کرتا رہے (قول دوم) یہ کہ اسکے یہ معنے ہین کہ جو چیزین
آگے ہین اُن کو جھٹلاوے یعنے آیندہ عذاب قبر وقیامت وحساب وجزاء ہی اُسکو جھٹلاوے تو فاجر ہو کیونکہ جو کوئی حق کو جھٹلاوے وہ
کاذب وفاجر ہی اسی واسطے آگے مذکور ہے کہ (یسئل ایان یوم القیامۃ) یعنے آگے آنے والی قیامت کو جھٹلاتا ہی تو انکار کے طور سے
پوچھتا ہی کہ قیامت کب ہی یہ پوچھنا کچھ دریافت کرنے کے طور پر نہین ہی کیونکہ اُسنے پہلے ہی یہ امر محال جانا کہ سڑی ہڈیان کیونکر
جمع ہو سکتی ہین بلکہ یہ استفہام بطور انکار ہی اگر کہا جاوے کہ اُسنے اول ہی قیامت سے انکار کیا تھا پھر دوبارہ انکار ظاہر کرنے کے
کیا معنے ہین (جواب) یہ کہ قیامت سے انکار کرنا دو طرح ہوتا ہی (ایک) بوجہ شبہہ کے (دوم) بوجہ خواہش نفس کے پس اول انکار
بطور شبہہ ہی کہ بھلا یہ بدن جو خاک ہو گیا اور ہڈیان بالکل خاک ہو گئین یہ کیونکر زندہ کر کے اُٹھائی جاوینگی اسکا بیان یہ ہی کہ احمق
کفار یہ سمجھتے ہین کہ انسان اسی بدن کا نام ہی تو جب مرا اور بدن خاک ہوا اور ہوا سے اسکے اجزا مشرق ومغرب مین پراگندہ ہو کر زمین
سے خلط ہو گئے تو امتیاز غیر ممکن ہی پس زندہ کر کے اُٹھایا جانا محال ہی تو قیامت بھی محال ہی (جواب) یہ کہ (اول) تو کافر کا یہ گمان
غلط ہی کہ انسان فقط بدن ہی بلکہ روح اصل ہی اور اُسی کے اثر سے یہ جسم جب تک منظور الٰہی ہی پرورش پاتا ہی اور جو مدت اللہ تعالیٰ
نے مقرر فرمائی ہی اُس حد پر جسم خراب کر دیا جاتا ہی اور وہ اصل جوہر باقی رہتا ہی تو اللہ تعالیٰ جس جسم مین چاہے اُسکو اعادہ فرماوے
پھر بعث سے انکار کچھ بھی تردد کی جگہ نہین ہی (دوم) اگر یہی بدن سہی تو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ زمین وآسمان وغیرہ

Marfat.com

... ہین تو اسکا ہر ذرہ پیدا کیا اور مرکب کیا اور اُسکا علم سب ذرہ ذرہ کو محیط ہی اور کوئی ذرہ اُس سے پوشیدہ ہین
... جب ... ہی قدرت لئے ان موجودہ ذرات کو جمع فرماوے حالانکہ اُسنے اول ان ذرات کو عدم سے موجود کر دیا تھا اور
... ملا دیا ہے جیسے پہلے پیدا کر کے ملا یا تھا تو ظاہر ہوا کہ جسنے انکار کیا بوجہ شبہہ کے تو اُسکا شبہہ بالکل آسان غور سے
دفع ہو سکتا ہے رہا وہ شخص جسنے خواہش نفس سے انکار کیا تو اس قسم کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ
بل یرید الانسان لیفجر امامہ۔ اور خلاصہ بیان یہ کہ جس شخص کی طبیعت غالب ہی اور قوی و توانا ہی اور بچہ پن سے انھین شہوات دنیا مین
چھوٹا پھرا ہو تو جوان ہو کر بھی اسکی طبیعت ہر حیلہ سے یہی چاہتی رہتی ہی کہ شہوات مین چھوٹا پھرے اور جب وہ نبوت کے سلسلہ
یہ دیکھتا ہی کہ وہان عقل سے شہوات مغلوب کیے جاتے ہین تو اسکا نفس مرنے لگتا ہی اور عیش منغص ہو جاتا ہی پس وہ بدبخت حیلہ ڈھونڈھتا
ہی کہ ایسے لوگون کی پیروی کرے جہان یہ لذات موجود ہون پس حشر و آخرت سے انکار کرنے والون مین شامل ہو جاتا ہی خصوصًا جبکہ
مین دیکھتا ہی کہ سب مالدار لوگ ہین کیونکہ شہوات نفس کے واسطے مال و دولت کی ضرورت ہی تو یہ انھین لوگون مین زیادہ تر ہی جو دولتمند
ہین اور یہ بھی دیکھتا ہی کہ بکثرت ہین کیونکہ دنیا مین اہل کفر ہمیشہ بکثرت موجود ہے تو خواہ مخواہ اُسکا نفس شہوتی اُسکو تسکین دیتا ہی کہ ایسے
خوبصورت پر تکلف و آراستہ لوگ اس بیشمار کثرت سے جنکو اللہ تعالیٰ نے یہ دولت و ثروت دی ہی تو یہ نہین ہو سکتا کہ خدا کے نزدیک
بدبخت و خوار ہون لامحالہ اُسکے نزدیک پسندیدہ خصال لوگ ہین اور اگر سب خیال چھوڑ دو تو ایک یہی بات میرے واسطے کافی ہی کہ مین بھی انھین
مین سے ایک ہون مثل مشہور ہی (مرگ انبوہ جشنے دارد) یعنے جس مصیبت مین بکثرت لوگ شریک و ساتھی ہون وہ بھی جشن ہی (توضیح الکبیر)
مترجم کہتا ہی کہ یہ بات جو امام رازیؒ نے بیان کی اور مترجم نے اُسکو توضیح کے ساتھ ذکر کیا یہ اصلی بات ہی اسیواسطے جو دنیا مین مفلس ہین
شہوات الکوکم میسر ہین تو وہی دینداری و حق کی پابندی مین پہلے قدم بڑھاتے ہین اور ہمیشہ ایسے ہی لوگ انبیا علیہم السلام کے مطیع
ہوے ہین اور جن لوگون کو مالداری و ثروت سے شہوات و لذات حاصل کرنے کے موقعے زیادہ ملے وہ لوگ بہت کم تابع ہوے اور اگر
اہل ثروت مین سے کوئی نبوت کا تابع ہوا تو وہ بیشک اعلیٰ درجہ کی صلاحیت قلبی رکھتا ہی جیسے حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
تابعداری مین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد او سعید و عبدالرحمن و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ان مین سے ابوبکر رضی
سب سے اول ایمان بے درنگ و بے تردد کے قبول کیا اور بعد ایمان کے عثمان و طلحہ وغیرہ کو نصیحت کی اور ہر طرح سمجھایا حتی کہ یہ لوگ بھی ایمان
لائے اور ہمیشہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجمع قریش مین ایمان کے واسطے نصیحت کی اور مباحثہ کیا حتی کہ بکثرت غربا اسلام لائے آخر متمول
قریش نے سننا چھوڑ دیا اور ہر موقع پر آمادہ فساد ہوے اور عوام الناس کو انھین شبہات سے روکا کہ ہم جیسے مالدار و صاحب اولاد خدا کے
نزدیک افضل ہین تو نبوت ہم کو حاصل ہوتی اور اگر مانا کہ (محمد صلعم) کا کہنا صحیح ہو تو بھی آخرت ... لئے ہی ورنہ آخرت کوئی چیز نہین ہے
مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ مین جبکہ امت اسلامیہ مین فسق و فجور کی کثرت ہوئی اور عام و خاص سب دنیا کے طالب ہوئے تو کثرت ظلم سے ہاتھ کوتاہ
کئے گئے اور مالدارون نے اپنے لذات و شہوات کے واسطے نیچریہ طریقہ نکالا اور اُن لوگون نے بھی شبہات لوگون کو سکھلائے اور عمومًا مالدار
شہوت پرست اسمین شامل ہو گئے اور زمین و آسمان کو درہم برہم کر دیا اور غربا سے یہی سوال کیا کہ وہ تمھاری آخرت و جنت کہان ہی نہ اِس
دنیا کی ابتدا ہی دانتہا ہی بعلاوہ قیامت کب ہی یعنے کوئی مہینہ و سال بتلاؤ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۔ ابو عمرو بن العلاکی
قرأت مین برق بکسر الراء بمعنے (حار) یعنے جب آنکھ کی نظر چوندھیا کر متحیر ہو جائیگی اور دوسرون کی قرأت مین برق بفتح الراء ہے
یعنے جب ٹکٹکی لگا کر رہ جائیگی (ع سراج) وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُولُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ
اَيْنَ الْمَفَرُّ۔ اور چاند گہنا جاویگا اور چاند و سورج جمع کر دیے جاوینگے تو اُسوقت مین انسان کہیگا کہ کہان بھاگ بچنے کا ٹھکانا ہی

Marfat.com

ف یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان احمق کو قیامت کا وقت معین جتلایا کیونکہ اس سے اُسکو فائدہ نہین ہو بلکہ
قیامت جس سے سوال کرتا ہو نہایت ہولناک معاملہ ہو جب قیامت کا ابتدائی ہولناک منظر نظر آویگا تو
اور چاند کی روشنی جاتی رہیگی جیسے گہن لگ جاتا ہو اور سورج و چاند دونون جمع کردیے جاوینگے تو کافر اس وقت
خود دیکھیگا کہ آج کہین بچنے کا ٹھکانا نہین ہو یعنے جب یہ ہولناک منظر پیش آویگا تب اُسکو معلوم ہوگا کہ یہ قیامت ہو لیکن
کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ دنیا مین اسنے شہوات مین اپنے آپکو خراب کیا ہو قیامت کے واسطے کوئی سامان نہین کیا ہو اگر پوچھا جاوے
و چاند کے جمع ہونے سے کیا مراد ہو (جواب) مجاہدؒ نے کہا کہ دونون کی روشنی مٹائی جاویگی ابن مسعودؓ نے اسکی تفسیر مین سورۂ
کورت پڑھ دی۔ کَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ کہان مفر ڈھونڈھتا ہو کہین نہین ٹھکانا ہے
رب ہی کی طرف اسوقت ٹھکانا ہو ف ابن مسعود و ابن عباس و سعید بن جبیر وغیرہم نے کہا کہ لا وزر یعنے کہین کا فر کو نجات کی جگہ
یعنے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مالکم من ملجأ یومئذ ومالکم من نکیر۔ یعنی تمھارے واسطے کہین آج پناہ کی جگہ نہین ہو اور نہ بھیس بدلکر چھپنے
کا موقع ہو۔ ھ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مرجع ہو وہ تمکو تمھارے اعمال کے موافق عوض دیگا۔ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا
قَدَّمَ وَاَخَّرَ آج کے روز انسان کو آگاہ کیا جائیگا ہر چیز سے جو اُسنے آگے بھیجی اور جو پیچھے چھوڑی ہو ف یہ محاورہ ہو یعنے آج
انسان کو ہر ذرہ ذرہ اُسکے اعمال سے آگاہ کیا جاویگا کہ اُسنے کیا کیا تھا چھوٹے اعمال ہون یا بڑے وقد قال تعالیٰ ووجدوا ما عملوا حاضرا
الآیہ۔ یعنے جو کچھ انھون نے اعمال کیے تھے سب سامنے حاضر پاوینگے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہین کرتا ہو۔ ھ۔ لہذا بیان فرمایا بَلِ الْاِنْسَانُ
عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ۔ بلکہ انسان خود اپنے نفس پر خوب دیکھنے والا ہو اگرچہ جھوٹے عذرات پیش کرے
یعنے جب حالت موجودہ سے وہ نیک و بد اپنے نفس کے اعمال پہچان گیا تو اُسکو آگاہ کرنیکی بھی ضرورت نہین ہو کیونکہ اُسکا نامۂ اعمال شاہد ہو
کما قال تعالیٰ کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ آج تیرا نفس خود تجھپر حساب کرنیکو کافی ہو۔ ھ۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ انسان اپنے نفس پر بصیر ہے یعنے اُسکی آنکھ کان ناک و جوارح سب شاہد ہین قتادہؒ نے کہا کہ انسان خود اپنے اوپر شاہد ہو۔ قتادہؒ نے
کہا کہ واللہ جب چاہے دیکھ لے کہ آدمی اپنے عیب سے غافل ہو اور دوسرونکے عیب باریک دیکھ لیتا ہو یعنے اگر اپنے عیب دیکھنا چاہے تو اچھی
طرح دیکھ لے اور کہتے ہین کہ انجیل مین لکھا تھا کہ اے آدمی تجکو دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہو اور اپنی آنکھ کا شہتیر نہین سوجھتا ہو۔ ھ۔ قتادہؒ
کہا لو القی معاذیرہ یعنے اگرچہ جھوٹے عذرات سے جھگڑے تو یہ اُس سے قبول نہونگے۔ مجاہدؒ نے کہا کہ اگرچہ جھگڑے لیکن
خوب دیکھتا ہے سدی و ابن زید و حسن وغیرہ نے کہا کہ معاذیر حجتین ہین یعنے انسان اپنے نفس سے خوب آگاہ ہے اگرچہ حجتین
لاوے اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہو وقد قال تعالیٰ لا ینفع الظالمین معذرتہم یعنے ظالمون کو اُنکی معذرت نافع نہ ہوگی و قوله
تعالیٰ والقوا الی اللہ یومئذ السلم ما کنا نعمل من سوء یعنے آج کے روز اللہ تعالیٰ کی جناب مین یہ معذرت لاوینگے تاکہ سلامت بچ
جاوین کہ ہم لوگ تو شرک وغیرہ بدکاریان کچھ نہین کرتے تھے (تفسیر ابن کثیر) امام رازی وغیرہ نے ان آیات کی تفسیر مین لکھا
کہ کافرون نے کہا کہ ایان یوم القیمۃ۔ یوم قیامت کب ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فاذا برق البصر۔ یعنے جب نگاہ و حیرت
مدہوش ہوگی۔ بعض نے کہا کہ اس سے موت کا وقت مراد ہو چنانچہ دم نکلنے کے وقت آنکھ کی یہی کیفیت ہو جاتی ہو۔ مراد یہ کہ
انسان منکر تجھے ابھی قیامت سے انکار ہو اور جب دم نکلنے کا وقت ہوگا تو یہ سب شبہے دور ہو جاوینگے اور جان جاوے گا کہ قیامت
برحق ہو بعض نے کہا کہ نہین بلکہ قیامت کے وقت ہوگا بقوله تعالیٰ انما نؤخرہم لیوم تشخص فیہ الابصار یعنے اللہ تعالیٰ ان کا فرون کو تاخیر
دیتا ہو ایک روز تک جسمین آنکھین دہشت و حیرت سے ٹکٹکی لگا دینگی۔ ھ۔ مترجم کہتا ہو کہ یہی قول موافق بنتا ہو

Marfat.com

دل مین معنی مین صحیح ہی کہ موت کے وقت انسان کو یہ ظاہر ہو جاویگا کہ جو کچھ اُسنے وہم جما یا تھا وہ باطل تھا اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے بیان کیا وہی حق ہی کیونکہ نفس کا غلاف اُسپر سے اُتر جاویگا فقد قال تعالیٰ فبصرک الیوم حدید۔ آج تیری نگاہ تیز ہی۔ ھ۔ پھر اس حسرت مین مبتلا رہیگا اور حدیث مین ہی کہ بہت آرزو کریگا کہ کسی طرح قیامت قائم نہو پھر جب قیامت کے واسطے اول سب موجودات کو موت دیجاویگی پھر صور دوم سے سب زندہ کرکے اُٹھائے جاوینگے اور ایک دوسرے سے ملکر پوچھینگے کہ بھائی یہان کتنی دیر ٹھہرے اسی حالت مین ہونگے کہ قیامت کا ہولناک منظر شروع ہوگا اور (برق البصر) کی کیفیت طاری ہوگی یعنے سب خیالات گم ہوجاوینگے اور آنکھین ٹکٹکی باندھکر وہشت سے پتھرا جاوینگی (وخسف القمر) اور چاند خسف ہوجائیگا (دوسری قرارت مین خسف کیاجاویگا) رازی رحنے کہا کہ دنیا مین چاند کا خسف یہ کہ گہن لگ جاوے اور روشنی جاتی رہے۔ اور شاید خسف سے دھنس جانے کے معنے ہون یعنے چاند اپنے مقام سے دور کردیا جاویگا۔ چنانچہ آگے فرمایا۔ وجمع الشمس والقمر۔ یعنے سورج وچاند جمع کردیے جاوینگے حالانکہ آیت مین آیا لاالشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر۔ یعنے سورج کی لیاقت نہین کہ چاند کو پاجاوے۔ ھ۔ یعنے دونون جمع نہین ہوسکتے ہین۔ پھر قیامت کے روز دونون جمع کردیے جاوینگے اور بعض نے کہا کہ دونون کو ملانا مراد نہین بلکہ اِس کیفیت مین دونون جمع کردیے جاوینگے کہ دونون کی روشنی دور کردی جائیگی (ک) یہی فرار وزجاج کا قول ہی اور ابن مسعود وابن عباس رضنے کہا کہ مغرب سے طلوع ہونے مین دونون جمع کردیے جاوینگے پس دونون ساتھی مغرب سے بے نور ظاہر ہونگے پھر جہنم مین جوڑی بیل کی طرح ڈالے جاوینگے اور عطار بن یسار نے کہا کہ ملاکر سمندر مین ڈالے جاوینگے اور وہان اللہ تعالیٰ نے سخت آگ رکھی ہی بعض نے کہا کہ سورج وچاند کو بعضے کفار نے پوجا تو انکو ذلیل کرنے کے لیے دونون کو ملاکر جہنم مین ڈال دیا جاویگا اور یہ سورج وچاند پر عذاب نہین ہی بلکہ ان دونون سے جہنمیون پر عذاب ہی (السراج) رازی رحنے کہا کہ جسنے برق البصر وقت موت لیا تو اُسنے آیندہ کنایات نفس وروح لیے جیسا کہ رازی رحنے مفصل بیان کیا لیکن یہ اشارات ابن اعرابی کا نمونہ ہی تفسیر نہین ہی پس تفسیر یہی کہ قیامت کے وقت کا حال ہی رازی رحنے کہا کہ بعض ملحدون نے آیت مین یہ اعتراض کیا کہ خسف القمر جبکہ شمس وقمر جمع کیے جاوین کیونکر ہوگا (جواب) دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مین بہت آسان ہی کیونکہ ممکنات مین سے ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ملحد کمبخت نے اس بنیاد پر اعتراض کیا کہ گہن سوائے اِس معمولی طریقے کے کسی طرح نہین ہوسکتا ہی پس رازی رحنے اسکو بند کیا کہ یہ غلط خیال ہی کیونکہ گہن اگر محال ہوتا تو کیون موجود ہوتا پس محال نہین ہی تو خدائے تعالیٰ جس طرح چاہے پیدا کردے اور مترجم کہتا ہی کہ جب یہان گہن سے مراد یہ کہ نور مٹ جاویگا جیسے اذا الشمس کورت مین صریح مذکور ہی تو خود ظاہر ہے کہ ملحد کا کچھ اعتراض نہین ہوتا بلکہ جب وہ چاند کی روشنی اِس تاریکی مین عکس سورج سے کہتا ہی تو جمع کردینے مین ندارد ہوگی پس اعتراض ہی باطل ہی بلکہ ملحد کو خود یہ اقرار کرنا چاہیے کہ جمع کرنے مین روشنی نہوگی۔ ھ۔ بالجملہ جب یہ آثار برق البصر وخسف القمر وغیرہ ظاہر ہونگے تو انسان کہیگا کہ (این المفر) مفر جہان آدمی بھاگ بچے یعنے اب ایسی جگہہ کہان ہی اقول یا یہ معنے کہ اب کدھر بھاگ جاوُن چنانچہ آیندہ فرمایا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے کہین ٹھکانا نہین ہے ماوردی رحنے کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہونے کی وجہ سے یہ مفر ڈھونڈھین یا جہنم سے بچنے کا مفر تلاش کرین۔ پھر ظاہر یہ کہ کہنے والا انسان کافر ہے کیونکہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسا ہوگا اور شاید ہول کے وقت سب یہی کہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ مومن جب قبر مین بشارت پاتا ہی تو عرض کرتا ہی کہ اے رب قیامت قائم کرتا کہ مین اپنے اہل وعیال سے ملون۔ اور کافر البتہ اس روز سے خائف ہوتا ہی پھر حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کو یہ شک نہوگا کہ کیا معاملہ ہی کیونکہ جان چکا تھا بلکہ اِس ہولناک منظر کو پہچان کر حیران ومضطر ہوگا کہ آج کہان مفر ہی قولہ تعالیٰ کلا۔ یہ جھڑکی ہے کہ اے کمبخت مفر کہان ڈھونڈھتا ہے (لا وزر) کہین وزر نہین ہی۔ وزر اصل مین مضبوط پہاڑ ہی کیونکہ عرب وغیرہ بھاگ کر پہاڑ پر پناہ لیتے تھے پھر

لفظ مطلقاً جائے پناہ کے لیے مستعمل ہوگیا پھر تنبیہ فرمائی کہ اُس روز سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم عدل کے
یہ عدل ہی کہ اپنے اعمال جو اُسنے مقدم و مؤخر کیے ہین اُسکو سنا کر اُسی کو دیدیے جاوین جو جہنم مین عین عذاب ہین اگر
ہے کہ اُسنے پہلے بھیج رکھے ہین مؤخر کیا معنے ہین (جواب) دیا گیا کہ یہان دو طرح تاویل ہی ایک یہ کہ مقدم و مؤخر
دوم یہ کہ مؤخر دوسرے معنے مین ہو۔ ابن مسعود و ابن عباس نے کہا کہ مقدم وہ اعمال ہین جو اُسنے موت سے پہلے پہونچائے
ہین جو کوئی طریقہ نکال لیا گیا اُسکے بعد اُسپر عمل کیا گیا جیسے کافر نے بت پرستی چھوڑی یا جو رو کو وصیت کی کہ میرے بعد نوحہ
کی بدکاریان ہین جیسے ایماندار نیک رسم چھوڑتا ہی مجاہدؒ و عطاؒ نے کہا کہ اول عمر و آخر عمر کے اعمال ہین۔ زید بن اسلم نے کہا کہ
ہین جو اپنے آپ دیا ہو اور مؤخر جو وارثون کے لیے چھوڑ گیا ہو۔ ابن عطیہ العوفی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ کافر نے
مقدم کیا اور طاعت کو بیٹھ پیچھے چھوڑ دیا اور یہی معنے قتادہ سے مروی ہین مترجم کہتا ہی کہ بقول خطیبؒ کے ان اقوال مین
نہین ہی بلکہ سب معنے اسمین موجود ہین لیکن مترجم کہتا ہی کہ شاید یہان ایک وجہ ہے کہ قتادہ وغیرہ نے (انسان) سے فقط کافر
لیا جیسے اوپر سیاق ہی تو اُسی کے موافق مؤخر و مقدم اعمال لیے ہین تو مقدم وہ اعمال ہین جو کفر و شرک و بدکاریون و انکار
مانند اُسنے پہلے بھیجے ہین اور مؤخر زندگی مین حقوق آلٰہیہ و اعمال صالحہ ہین کہ اُس کافر نے اُنکو بیٹھ پیچھے مؤخر کر دیا اور زندگی
و نوحہ وغیرہ کی رسمین نکال گیا جو بعد موت کے اُسکے نامۂ اعمال مین مؤخر ہین اور جب وہ اپنے نامۂ اعمال کو دیکھیگا تو سب
جاویگا بلکہ بعد موت کے اُسنے اپنی غلط فہمی خوب جان لی ہی ولیکن اُسوقت جسم موجود نہین ہی اور جب وہ اُٹھایا جاویگا کہ قبر
سوال جواب ہو تو مثل پتھر کے کچھ تبدیل و تغییر نہین کر سکیگا برخلاف اسکے جب قیامت مین زندہ کیا جاویگا تو اُس وقت زندگی
کامل ہوگی حتی کہ دنیا سے بھی زیادہ قوی ہوگی تو اُسوقت عرصات قیامت مین جھوٹے معاذیر پیش کریگا معاذیر شیخ جلال کے نزدیک
خلاف قیاس کے جمع معذرہ ہی اور زمخشری کے نزدیک یہ جمع نہین بلکہ اسم جمع ہی جیسے منکر کی اسم جمع مناکیر ہی۔ شیخ ابو حیانؒ نے اسکو
رد کیا کہ عرب مین اسماے جمع معروف ہین تو اُن مین سے کوئی اسم جمع اس وزن پر نہین ہی بلکہ جمع تکسیر کا وزن البتہ مفاعیل ہی۔ ھ۔ ا
شیخ جلالؒ کے قول کی تقویت ظاہر ہوتی ہی اور بعض نے کہا کہ معذرت کی جمع خلاف قیاس نہین ہی بلکہ معذار کی جمع موافق قیاس
اور معذار لغت یمن مین پردہ ہی اور ابن عباسؓ سے بھی اسکے موافق روایت ہی کہ لو القی معاذیرہ۔ اگرچہ پردہ لباس سے مجرد ہو
ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ معاذیرہ بہتان ہین رازی رح نے ذکر کیا کہ واحدی رح نے کہا کہ معاذیر جمع معذرت
ہی اور معاذرہ بھی جمع لاتے ہین پھر قول زمخشری نقل کیا اور معنے یہ کہ انسان (کافر) اگرچہ اپنے نفس کی طرف سے معذرت لاوے
اور جدال کرے اور ہر طرح کے عذر و حجت پیش کرے کچھ اُسکو نافع نہوگا کیونکہ وہ خود اپنی ذات پر شاہد ہی (قول دوم) یہ کہ ضحاک
و سدی و فراء و مبرد و زجاج نے کہا کہ المعاذیر پردے ہین اور واحد اسکا معذار ہی مبرد رح نے کہا کہ یہ یمنی لغت ہی صاحب کشاف
نے کہا کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ مجاز ہے باین معنی کہ جیسے پردہ سے کسی کا پردہ ڈھک جاتا ہے اور دکھلائی نہین دیتا ایسے
معذار سے مجرم کا پردہ ڈھک جاتا ہی کہ وہ عذاب نہین کیا جاتا اور آیت کے معنے یہ ہوے کہ انسان اگرچہ پردہ ڈالے تا
اسکا جرم چھپ جاوے تاہم اسکا نفس خود شاہد ہے کہ وہ مجرم ہے مترجم کہتا ہی کہ اصل مقصود یہ ہی کہ انسان خود اپنے مجرم
ہونے کو جان جاویگا کچھ ضرورت نامۂ اعمال وغیرہ کی نہین ہے اور اگر مجرم یہان پردہ ڈالے تو کچھ مفید نہین ہی جیسے د
مین کبھی مفید ہوتا ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہی۔ ھ۔ آیندہ آیات کے واسطے خطیب وغیرہ نے لکھا کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ حفظ کے لیے جلدی پڑھنے لگتے تو فرمایا۔

Marfat.com

...لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَإِذَا قَرَأْنٰهُ

...جلدی سیکھ لینے کو اپنی زبان ... وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا   پھر جب ہم پڑھنے لگیں

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ

تب ساتھ رہ اسکے پڑھنے کے   پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول بتانا   کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو شتاب ملتی   اور چھوڑتے ہو

الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝

...کتنے منہ اُس دن تازے ہیں   اپنے رب کی طرف دیکھتے   اور کتنے منہ اُس دن اُداس ہیں

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝

خیال میں ہیں کہ اُنپر وہ ہووے جس سے کمر ٹوٹے

اور چونکہ آیات سابق میں قوم کفار کا منھ موڑنا آیات الٰہی سے اور بے پروائی کرنا اور توبہ نکرنا اور تاخیر کرنا مذکور ہوا اور یہ آیات جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے یہ کفار کے برعکس ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آیات الٰہی کی جانب ہمہ تن توجہ تھی اور شدت سے زیادہ جلدی فرماتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپکو وحی لینے کی تعلیم فرمائی ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ سے وحی لینے کی کیفیت تعلیم فرمائی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ جب جبرئیل علیہ السلام وحی الٰہی کو ادا کرتے تو آپ اسکی قرارت کے واسطے پوری وحی ادا ہونے سے پہلے سبقت فرماتے تھے تاکہ وحی میں سے کچھ فراموش نہو جاوے پس اللہ تعالیٰ نے اس خوف کو دفع کیا اور اس قدر جلدی سے منع کیا اور خلاصہ حکم یہ دیا کہ جب فرشتہ وحی لاوے تو آپ اُسکو سنا کریں اور اطمینان دیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ خود متکفل ہے کہ اسکو پیغمبر کے دل میں بغیر نسیان کے جمع فرماوے اور جس طرح فرشتہ نے ادا کی اُسی طرح رسول اللہ بآسانی ادا کرے اور اُسکو بیان میں لادے اور اُسکی تفسیر ظاہر فرماوے پس یہ تین حالتیں ہیں اول یہ کہ وحی جبرئیل علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جمع فرماوے گا بدون اسکے کہ کچھ کمی بیشی ہو (دوم) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی تلاوت کرینگے بتوفیق اللہ تعالیٰ (سوم) یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے واسطے اُسکی تفسیر و توضیح ظاہر فرماویگا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ جنبش نہ دے وحی کے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ تو وحی کے ساتھ جلدی کرے ف یعنی جب جبرئیل علیہ السلام وحی ادا کرتا ہے اس درمیان میں جلدی حفظ کی غرض سے تو زبان کو اُسکی قرارت کے واسطے حرکت نہ دے کما قال تعالیٰ ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ وقل رب زدنی علما۔ یعنے جلدی نکر قرآن کی قرارت میں اس سے پہلے کہ تیری طرف اُسکی وحی پوری ادا کی جاوے اور دعا کر ... رب مجھے علم زیادہ دے۔ ھ۔ رہا یہ خطرہ کہ شاید کہ فرشتہ کی ادائے وحی کے بعد تک تاخیر کرنے میں کوئی حرف منجملہ وحی کے سینہ سے فراموش ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے اطمینان دیا کہ ایسا نہو گا۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ البتہ ہمارے اوپر ہے اُسکا جمع کرنا اور اُسکا پڑھانا ف یعنے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو مطمئن فرماتا ہے کہ یہ بات ہمارے اوپر ہے کہ ہم وحی کو تیرے سینہ میں جمع فرماویں اور تجھی کو پورا اسکے پڑھنے پڑھاویں یعنے تو اس وحی کو حرف بحرف پڑھ دے اور امت کو پہونچاوے اور یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و ارادت سے آگاہ فرمایا کہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ وحی الٰہی بزبان محمد رسول اللہ تمام و کمال بڑھا کر اس امت کو سنا دیگا اور یہ بشارات اگلے انبیا علیہم السلام نے بھی سنائی ہیں توریت و انجیل میں ہے کہ اس خاتم النبیین پیغمبر کو اللہ تعالیٰ دنیا سے نہیں اُٹھاوے گا یہانتک کہ ٹیڑھی راہ سیدھی ہو جاوے

ایضاً بشارت مین ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام اسکے منہ مین ڈالیگا جو کچھ وہ کہیگا [illegible] اور جو [illegible] کا [illegible]
انتقام لیگا۔ ھ اس قسم کی بشارتین بکثرت ہین اور ان سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس [illegible]
مین سستی و بلا و امتحان [illegible] ہوجاوے بلکہ یہ منظور تھا کہ راہ راست ٹھیک بیچا رہے جب لوگ جلد [illegible]
تو ضرور یہ ہوگا کہ آپ وحی کو سینہ مین محفوظ رکھکر ادا کرین تو وحی کے درمیان مین جلدی کی حاجت نہین رہی [illegible]
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ۔ پھر جب ہم اُسکو تلاوت کرین تو تم بھی تلاوت کی اتباع کرو یعنی جب ہم یعنی جبرئیل [illegible]
تلاوت کرین تو اس حالت مین تو فقط اس تلاوت کے واسطے ہمہ تن کان لگائے رہا کر یعنی بعد ادا سے وحی کے ہم بالکل حرف حرف
تیرے سینہ مین محفوظ رکھکر تجھسے پڑھوا دینگے اور اللہ تعالیٰ نے آپکی امت پر بھی قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ دیا بقولہ تعالیٰ انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنے ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) اُتارا ہی اور ہم ہی خود اسکے حافظ ہین۔ ھ۔ اس سے قطعاً معلوم ہوگیا کہ اگلی امتون کی طرح
جنھون نے اپنی کتابون مین تحریف کردی تھی اس امت مین کسی کو یہ مجال نہوگی کہ کلام مین تحریف کرے اس بیان مین صریح مطالبقت [illegible]
اگلی امتون نے اپنی کتابون مین کلام کی تحریف کی تھی اور فقط معنے کی تحریف نہین تھی اسلیے کہ معنے کی تحریف تو یہ ہوتی ہی کہ گمراہ فرقے
آیت کے معنی اپنی گمراہی کے مطابق بنانے اس سے اہل حق کے واسطے راہ حق نہین مٹ سکتی ہی کیونکہ اصل کلام حق موجود ہے اور
اس امت اسلامیہ مین بکثرت گمراہ فرقے ہین جو کلام آلہی کے معنے اپنی خواہش کے موافق بناتے ہین اور اس سے سواد اعظم
اہل حق کو کچھ ضرر نہین ہوتا ہی برخلاف اگلی قومون یہود و نصاریٰ کے کہ ہر فرقے نے اپنے نسخے مین الفاظ بدل لیے حتیٰ کہ فقط ایک
کتب خانے کے نسخجات ملانے سے کئی ہزار جگہ فرق ظاہر ہوا اور اہل کتاب سکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ پڑھنے والون کے غلط پڑھنے
اسلیے یہ فرق پیدا ہوگیا مترجم کہتا ہی کہ اگر یہی مان لیا جاوے تو بھی یہ نتیجہ موجود ہی کہ اب ہم نہین جان سکتے ہین کہ اصل تنزیل آلہی
مین کیا لفظ تھا اور اگر اٹکل سے کوئی لفظ مرجح کیا گیا تو وہ قطعی نہین بلکہ قیاسی اٹکل ہی تو بالضرور اگلی کتابون مین لفظ و معنے کی
تحریف جمع تھی اور قرآن مجید مین اصل تحفظ الٰہی سبحانہ تعالیٰ برابر موجود رہیگی یہانتک کہ قرآن پاک اُٹھا لیا جاوے اور دنیا اہل حق کے
کے لیے ہدایت کافی ہے اور گمراہون نے اگر اپنے حواس کے معنے بنا لیے تو اس سے ہم کو کچھ ضرر نہین ہی واللہ تعالیٰ ہو الہادی
(فائدہ) خطیب وغیرہ نے لکھا کہ آیت مین افادہ ہی کہ ہر امر مین اعتدال سے زیادہ جلدی منع ہے حتیٰ کہ ایسے عظیم الشان
امر مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلدی سے منع فرمایا۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ قرآن مجید مین جلدی کا حکم ہو
بقولہ تعالیٰ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم الآیہ۔ یعنے اے لوگو اپنے رب عز و جل کی مغفرت و جنت کی طرف جلدی کرو [illegible]
(جواب) یہ کہ مین نے اوپر بھی اشارہ کیا کہ اعتدال سے جلدی منع ہی اور یہان زندگی مین نیک کامون کی طرف جلدی کرنا عین عدل ہو
کیونکہ تاخیر مین موت کا خوف ہی تو مراد یہ کہ نیک کامون کو اپنے محل سے تاخیر نہ کرو جیسے فسق و فجور والے لوگ کرتے ہین کہ بڑھاپے مین
توبہ کرلینگے کیونکہ توبہ اختیاری نہین ہی اور موت اپنے قبضے مین نہین اور اُسکا وقت معلوم نہین ہی لہذا ان سب کو کہا کہ جس وقت
وہ توبہ کریگا اسوقت سے اگر فرض کرو کہ دس برس زندہ رہا تو اس دس برس مین اسی مدت کا حق ادا ہوجاویگا تو پہلا [illegible]
اور اگر ادا ہوا بھی تو گذشتہ زمانہ کی تلافی غیر ممکن ہی بس آدمی نے جو عمر برباد کی اُسکی تلافی نہین ہو سکتی ہے [illegible]
ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ پھر اُسکا بیان ہمارے اوپر ہے ف یعنے بعد اسکے حفظ و تلاوت کے [illegible] معانی [illegible]
واضح کرنا ہمارے ذمہ ہی۔ بیان یعنے ظہور ہی رازی رح نے لکھا کہ آیت دلالت کرتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کے ساتھ پڑھتے جاتے اسی طرح درمیان مین اسکے معانی بھی دریافت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible] کہ نزول وحی کی شان جو صحاح احادیث مین مذکور ہی وہ اس خیال کو رد کرتی
[illegible] مین گویا دنیا سے مقبوض کر لیے جاتے تھے اور چہرۂ مبارک پر موت کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی
[illegible] زبان کی جنبش تو طبعی ہی لیکن معانی کا سوال کرنا بعید ہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اے حبیب
[illegible] خیال نہ کرنا چاہیے کہ شاید وحی جبریلؑ سے کچھ فراموش ہو جاوے یہ نہوگا بلکہ رحمت الٰہی متعلق ہی کہ اس نور کامل
[illegible] تیرے سینہ مین محفوظ فرماویگا حتیٰ کہ بعد وحی کے تو بعینہٖ تلاوت کریگا بلکہ اللہ تعالیٰ اسکے معانی
[illegible] فرماویگا کہ تیری زبان سے اصحاب تعلیم فرماوین اور اصحاب سے تابعین اور اُن سے علما اور علماء سے
[illegible] امام ابن کثیرؒ نے ان آیات کی تفسیر مین احادیث مع اسانید نقل کین خلاصہ یہ کہ سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنزیل وحی سے سختی و شدت برداشت فرماتے تھے پس قرارت کیواسطے لب مبارک
[illegible] سعیدؒ نے کہا کہ مجھے ابن عباسؓ نے کہا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لبون کو جنبش دیتے تھے
[illegible] مین تجھے دکھلاتا ہون (ابن عباسؓ نے لبون کو جنبش دیکر دکھلایا) اور موسیٰ بن ابی عائشہ راوی نے کہا کہ مجھے
[illegible] نے کہا کہ مین اپنے لبون کو جنبش دیکر تجھے دکھلاتا ہون جیسے ابن عباسؓ نے مجھے دکھلایا تھا ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ
[illegible] نازل فرمایا۔ لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ۔ یعنے جمع کرنا اُسکو تیرے سینہ مین پھر یہ کہ تو اُسکو قرآن یعنے قرارت
[illegible] فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ۔ تو جب ہم اُسکو پڑھین (یعنے ہمارا فرشتہ پڑھے تو اُسکی قرارت کی اتباع کر) یعنے خاموش ہو کر اُسکی
[illegible] ثم ان علینا بیانہ۔ پھر اُسکا بیان ہمارے ذمہ ہی۔ پس اس حکم کے نازل ہونے کے بعد جب جبریلؑ چلے جاتے
تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی طرح تلاوت کرتے جسطرح جبریلؑ نے تلاوت کیا تھا (رواہ احمد والبخاری ومسلم) اور ابن
ابی حاتم نے اسی طریق سے اس حدیث ابن عباسؓ کو فی الجملہ توضیح کے ساتھ روایت کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
وحی آتی تو اُس سے آپ کے اوپر سختی ہوتی تھی اور جب وحی کا نزول شروع ہوتا تو پہچان لیا جاتا کیونکہ آپ اپنے لب مبارک
ہلاتے تھے تاکہ ابتداے وحی کو حفظ کر لین جس سے لبون کو جنبش ہوتی تھی کہ ایسا نہو آخری وحی سے فراغت ہونے تک ابتدائی
وحی بھول جاوین پس یہ آیات نازل ہوئین یہی تفسیر جماعت تابعین مانند شعبی وحسن بصری وقتادہ ومجاہد وضحاک وغیرہم سے
مروی ہی اور ابن جریرؒ نے بطریق العوفی عن ابن عباس روایت کی قولہ ثم ان علینا بیانہ۔ یعنے یہ ہمارے ذمہ ہی کہ ہم قرآن کے حلال
وحرام ظاہر کرین یہ ابن عباسؓ وقتادہ وعوفی نے کہا ہی (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی کہ مین نے بارہا بیان کیا کہ دنیا مین مظاہر رحمت
اور مظاہر غضب دو ہی قسمین ہین۔ مظاہر رحمت انبیا علیہم السلام وانکے اتباع [illegible] مظاہر غضب ابلیس واسکے اتباع ملاعین
ہین پھر دیکھو کہ مظاہر رحمت اس دنیا مین شریعت کی زنجیر مین مقید ہین دنیا مین سے سواے ضرورت کے نہین لے سکتے بلکہ آخرت
[illegible] ہین اور قرآن مجید جو اسکے بیان کے لیے ہادی ہی اُسکو نہایت تمنا اور محبت سے لیتے ہین اور آخرت مین آزاد ہین مظاہر
غضب اسکے برعکس ہین دنیا مین اپنے نفس کی شہوات مین آزاد ہین اور دنیا مین سے جسطرح چاہتے ہین لیتے ہین اور ان کا یہ
[illegible] تہذیب کے صیغہ مین اسکی کچھ اصلیت نہین کہ جس سے ہمارے جی کو فرحت ہو اُس سے باز رکھین اور خدا کو اسکی کچھ ضرورت
[illegible] روزہ رکھین اور خواہش کی چیزون سے جی مارین اور زنان بازاری کی طرف نظر نہ ڈالین حالانکہ یہ کسبیان اسی
[illegible] ہین الغرض حرام وفجور وغیرہ سب مین کھلے بند ہین اور دنیا کے سواے آخرت سے منکر ہین کہتے ہین کہ آخرت مین ہم کو لیجا کر
[illegible] لین یعنے ہمکو مدد کر وہان لیجا کر پھر واپس لاؤ۔ تو یہ لوگ بڑی گمراہی مین پڑے ہین آخر یہان سے مر کر جہنم مین

Marfat.com

مقید ہونگے۔ تو یہ لوگ قرآن مجید کے دشمن ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے اُن میں انسان کا ذکر کیا جو اپنی جہالت سے [illegible]
مرتکب ہو اور قیامت کے نام سے ٹھٹھول کرتا ہے اور آخر جب قیامت سامنے آئیگی تو عذاب میں ہلاک ہوتا ہوگا [illegible]
پھر فرمایا کہ مظاہر رحمت کی یہ شان ہے کہ جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن سناتے تھے جب اُسکو وحی کیلئے [illegible]
کے لیے لبوں کو جنبش دیتے ہیں باوجودیکہ اس وقت ان کے جسم پر وحی کی تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ اسکو فرحت [illegible]
خیال بھی نہیں کرتے ہیں جیسے آپ کے اصحاب جہاد میں کثرت سے زخم اُٹھاتے اور اس فرحت سے اُنکے آگے کچھ خیال نہیں [illegible]
لاتے تھے۔ دنیاوی کفار میں سے جو شخص شراب کے سرور میں ہوتا ہو اُسپر زخم کا اثر نہیں ہوتا تو بھلا کہاں یہ زمین کی چیز اور کہاں [illegible]
لوگ جنکو آسمان کی چیز سے فرحت ہو دونوں میں بے انتہا فرق ہو ولیکن نجس طینت اسکو نہیں سمجھ سکتا لہذا اللہ تعالیٰ نے کافروں کو
اس تنبیہ کے سمجھایا کہ تم لوگ دنیاوی محبت میں لعنت کے اندر پھنسے ہو اسلیے انجام کار سے محروم و غافل ہو قال تعالیٰ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ
الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ۔ کچھ نہیں بلکہ تم لوگ دل سے چاہتے ہو عاجلہ (دنیا) کو اور چھوڑتے ہو آخرت کو ف یعنی
تم نے جو یوم القیامۃ کو جھٹلایا اور وحی قرآن حق سے انکار کیا تو اسکا باعث تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم اس عاجلہ کی محبت میں پڑے ہو
عاجلہ جو فی الحال جلدی حاصل ہوتی ہے یعنے دنیا تو اسی کی لذات بیہودہ میں ایسے مشغول ہو کہ آخرت کو چھوڑنے کے لیے سب حیلے نکالتے ہو
حالانکہ یہ عاجلہ جو بالفعل حاصل کرنے میں جلد حاصل ہوتی ہے اسی طرح جلد ختم ہو جاتی ہے کیونکہ جب مرا اُسی وقت چھوٹ گیا لیکن یہ وہ شے
حق ہو کہ آدمی جس چیز کی محبت میں گرفتار ہوتا ہو تو وہ اپنے سوائے ہر چیز سے اُسکو اندھا بہرا کر دیتی ہو۔ دیکھو آدمی کسی عورت کی
محبت میں پھنس جاتا ہو جسکو دوسرے لوگ بدشکل و بیہودہ تصور کرتے ہیں مگر وہ ایسا اندھا و بہرا ہو جاتا ہو کہ دنیا میں اُسکے مثل کسیکو نہیں
چاہتا ہے **تنبیہ** آدمی کا نفس اسی زمین کی خاک باد و آب آتش سے مرکب ہو تو وہ بالطبع اسی زمین کی پیداوار سے الفت کرتا ہے
اسی واسطے حکمائے ربانیہ نے کہا کہ نفس کی خواہش سے الگ ہو تو تیری آنکھیں و کان تجھے حاصل ہوں کہ آخر چند روز کے بعد یہاں سے
ضرور جاویگا جب آنکھ و کان مل گئے تو جان لے کہ وہاں نعمت دائمی ہے اور اُسکے مثل یہاں نشان کیا بلکہ خیال میں بھی نہیں ممکن ہے
اور جسکو کچھ بھی سمجھ ہو وہ جانتا ہو کہ جس مالک حقیقی رب العزۃ جل شانہ نے یہ تمام حسن پیدا کر دیا ہو یہ اُسکے حسن ایجاد کا ایک اثر ہے تو
ذاتی حسن بے مثال کسکی مجال ہو کہ خیال میں لاوے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اُسکا اشارہ فرمایا بقولہ تعالیٰ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ
إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ اُس روز کچھ چہرے ہونگے تروتازہ خوبصورت چمکتے ہوئے اپنے رب کی طرف نظر کرنے والے ف یعنے اپنے رب
جل شانہ کی طرف عیاناً دیکھنے والے سبحان اللہ وبحمدہ ان مبارک چہروں کے واسطے جو نعمت حاصل ہو وہ فوق جہان اسکے آگے ہیچ ہیں
وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ۔ اور کچھ چہرے ہونگے اسدن بدرنگ مردنی چھائے ہوئے
غمناک جو یقین کرینگے کہ ان کے ساتھ آفت پہونچائی جائیگی ف یہ فاجروں کے چہرے ہیں اللھم لا تجعلنا منہم ولا من الضالین ولا،
الضالین۔ یظن یہاں بھی یقین جاننے کے معنے میں ہو باسرہ کی تفسیر میں قتادہ رح نے کہا کالحہ یعنے غم سے سیاہ و پژمردہ ہونگے۔
سدی رح نے کہا کہ انکی رنگتیں بگڑ جاوینگی فاقرہ در اصل فقار یعنے ریڑھ توڑنے والی اور اسکی تفسیر میں مجاہد رح نے کہا کہ داہیہ یعنے
سخت آفت۔ قتادہ رح نے کہا کہ بُرائی۔ سدی رح نے کہا کہ یہ چہرے یقین کرینگے کہ وہ لوگ ہلاک ہوئے ابن زید رح نے کہا یعنے یقین جانیں گے
کہ اب وہ لوگ جہنم میں ڈالے جاوینگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الآیہ یعنے قیامت وہ دن ہو کہ جس میں کچھ چہرے روشن
ہونگے اور کچھ چہرے سیاہ پڑ جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ ووجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترہقہا قترۃ اولئک
ہم الکفرۃ الفجرۃ۔ یعنے اس روز کچھ چہرے ہونگے روشن ہنستے ہوئے خوش بشاش اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہونگے کہ انپر [illegible]

Marfat.com

... سے ان کو مایوسی وسیاہی نے گھیرا ہوگا یہی لوگ کفار بدکردار ہین ۔ ف ۔ ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ یہ آیت صریح ہو کہ
اللہ تعالیٰ کا دیدار اہل ایمان کو نصیب ہوگا اللہم ارزقنا برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اور کفار فجار محروم ہونگے ۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من
ذلک ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون یعنے کافرون کے حق مین فرمایا کہ وہ لوگ قیامت کے روز اپنے رب
تبارک وتعالیٰ سے محجوب ہونگے ۔ ف ۔ یعنے حجاب و پردہ مین ڈال دیے جاوینگے ان کو دیدار نصیب نہوگا ۔ امام مالک رح نے اس سے
دلیل نکالی کہ مومنین محجوب نہونگے اور یہ صریح دلیل ہے اسلیے کہ اگر مومنین بھی محجوب ہون تو پھر کافرون پر کچھ جھڑکی و ملامت و حسرت
نہین رہی حالانکہ کافرون کو اس آیت سے سخت محرومی و بدبختی دلائی گئی ہو اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہونیکا مسئلہ آیات مین
مصرح ہو اور احادیث صحیحہ مین متواتر ہو اور سلف صالحین صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم مین بلا خلاف اجماعی ہو پھر جب سے فلاسفہ کے
غلام اس امت مین پیدا ہوے تو دیدار کو محال کہنے لگے اور جماعت وسواد اعظم سے مخالف ہوکر اپنا ٹکڑا الگ کر لیا حتیٰ کہ بہتر ٹکرے
روافض ومعتزلہ وغیرہ الگ ہوگئے اور اہل الجماعۃ وسواد اعظم اہل السنہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن
نہین چھوڑا اور اسی اعتقاد سلف پر قائم رہے اور انکو ہرگز یہ منظور نہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو چھوڑ کر کفار یونان کے
تابع ہوجاوین جیسے ان گمراہ فرقون نے الگ الگ اپنی دھوبی رمائی ہے اور کہتے ہین کہ ہمارے عقلا کے دلائل سے دیدار
محال ثابت ہوتا ہے اور محال کا ماننا کسی کے نزدیک جائز نہین ہو تو تم بھی نہ مانو اہل الجماعۃ نے کہا کہ ہم ایسے شیاطین کے بہکانے مین
نہ آوینگے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ انھون نے انکے عقلی دلائل کو بھی رد کیا اور مین یہان فوائد کو ترتیب کے ساتھ بیان
کرتا ہون **فائدہ اول** قولہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ الآیہ ۔ امام رازی رح نے لکھا کہ بعض روافض نے دعوی کیا کہ اس قرآن مجید
مین تغیر وتبدل واقع ہوا ہو اور کچھ کمی وزیادتی ہوگئی ہو اس دلیل سے کہ اس آیت کو پہلے کی آیات سے کچھ مناسبت نہین ہو اور اگر
اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ترتیب ہوتی تو ایسا نہین ہوسکتا تھا امام رازی رح نے اسکے جواب مین چند وجوہ سے اول آیات کے
ساتھ مناسبت بیان کی از انجملہ یہ ہو کہ اہل الحق تو قرآن پاک کی حفاظت مین عجلت کرتے ہین اور اہل الکفر اس دنیاے عاجلہ کے
واسطے عجلت کرتے اور قیامت سے انکار کرتے ہین اور مترجم نے اسکی توضیح اوپر لکھدی ہو اور اہل بلاغت اس مقام پر بدائع نکات سے
مناسبات پہچانتے ہین خصوص جبکہ تمام عرب جو اہل زبان فصیح بلیغ تھے اسکے اعجاز پر یقین رکھتے تھے تو اس حادث رافضی فرقے کی
بات مردود ہو ولیکن مترجم کو یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ اس رافضی فرقے نے اول تو آیات الٰہیہ سے اپنا ایمان کھویا دوم یہودی فاجر کی
طرح نصرانیون مین شامل ہوگیا (امر اول) کا بیان یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت خود فرمائی ہے بقولہ تعالیٰ انا لہ لحافظون
الآیہ ۔ چنانچہ اسکی تقریر اوپر گزری اور خود اس آیت مین منصوص ہو کہ ان علینا جمعہ وقرآنہ ... قرآن مجید کی جمع اور تلاوت کو اللہ تعالیٰ
نے اپنے ذمہ لیا ہو ۔ اگر کہا جاوے کہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک مین جمع وتلاوت ہو چنانچہ تفسیر ابن عباس رض سے
مترجم نے بیان کیا ہو (جواب) آیت کا بیان عام ہو اور ابن عباس رض نے نازل ہونے کے وقت جو کیفیت موجود تھی وہ بیان فرمائی
ہو اسلیے کہ اگر خاص اُسی وقت کے لیے منحصر ہو تو یہ معنے ہونگے کہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک کے واسطے قرآن کی
جمع وتلاوت اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت پر رکھی تھی اور بعد آپ کے نہین رہی تو لازم آویگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
عام ہوا اسلیے کہ آپ نے فقط عرب کو خود تلاوت سنائی تھی اور بعد آپ کے اعتماد نہین رہا تو یہ رافضی خود بھی خارج ہوا اور اسکے برخلاف
اہل ایمان کے نزدیک آپ کی دعوت تمام جہان کے واسطے عام ہوئی اور قرآن مجید جسکو اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہو تمام جہان کو بالکل
اسی طرح جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمایا ہو صاف پہونچ گیا (امر دوم) یہ کہ یہود ونصاریٰ کے پاس کتاب الٰہی نہین ہی

اسلیے کہ اُن کے پیشتر جو یہود و نصاریٰ تھے اپنی اپنی ہوا و ہوس و باہمی عداوت کی وجہ سے کتاب الٰہی [illegible]
اصل کو تحریف سے قطعی طور پر نہین کر سکتے تھے اِسی لیے زمانۂ فترت کے بعد حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ [illegible]
زمانہ فترت وہی ہی جس مین پیغمبری مٹ جاوے اور حق نہ مل سکے اور خیالی دین کا اعتبار نہین ہے ورنہ [illegible]
روم و یورپ و مصر وغیرہ مین دور دور تک اُسی تحریف کے ساتھ موجود تھا جیسے اب موجود ہے اب اس فرقہ رافضی [illegible]
اپنے کو [illegible] مین شامل کیا اس لیے کہ اس کے پاس بھی کتاب الٰہی نہین ہی جیسا کہ خود اُس نے تحریف کا اقرار کر دیا تو [illegible]
ہوا تو جا کر یہود و نصاریٰ مین شامل ہوگیا روافض کے دوسرے فرقون نے اپنے اس فرقے کا قول خود رد کر دیا ہے ولیکن [illegible]
یہ لیاقت نہین ہی کہ یہود و نصاریٰ کے مقابلے مین حجت لاوین سوائے فرقۂ شیعہ کے جنکو آج کل تفضیلیہ کہتے ہین کیونکہ [illegible]
یہود و نصاریٰ اعتراض کرینگے کہ تم نے یہ قرآن خلیفۂ سوم سے پایا ہے اور اگر فقط اہل بیت سے دعویٰ کرو تو متواتر نہین [illegible]
اور اگر اُنھین کے شمار کو تم متواتر کہو تو وہ تمھارا دعویٰ ہے دوسرون پر حجت نہین ہوسکتا پس قسم ہے کہ رفض کا فساد [illegible]
دین کو بگاڑنے والا ہے اور اہل السنۃ قاطبۃً اجماعاً سب اہل البیت رضی اللہ عنہم اجمعین پر جان فدا کرنے والے ہین پھر اہل [illegible]
فرقے کو کیونکر اہل البیت رضی اللہ عنہم کا دوست سمجھین جو منھ سے یہ لفظ کہتے ہین اور باطن مین ان کے دامن عصمت پر [illegible]
تے ہین اور دین حق کو نیست کرنے کی کوشش کرتے ہین اور صرف تعصب وجدال و نفسانیت پر اڑتے ہین ورنہ جو شخص کچھ بھی
[illegible] کرے وہ صاف جان لے کہ یہ کس قدر بے بنیاد باتین ہین اور کس حد تک اللہ تعالیٰ و اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام و دین
سے مخالفت ہی واللہ تعالیٰ ہو الهادی الی سواء السبیل فائدہ دوم آیت مین آنحضرت کو جلدی کرنے سے منع کیا گیا تو بعض
[illegible] فرقون نے زعم کیا کہ اگر یہ جلدی کرنا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تھا تو منع کیون ہوا اور اگر بلا اجازت تھا تو گناہ ہوا تو پیغمبر و ن
سے بھی گناہ ہوسکتا ہے رازی رح نے جواب دیا کہ شاید پہلے اجازت ہو پھر اسکو منسوخ فرمایا تو گناہ نہوا مترجم کہتا ہی کہ آپ نے اس جہت
سے جلدی کی کہ حفظ رکھین بھول نہ ہونے پاوے تو یہ جائز تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ خوف رفع کر دیا کہ بھول نہین ہونے پاوے گی کیونکہ
ہمارا ارادہ متعلق ہی کہ یہ دین حق پورا ہوا و رجس امر سے ممانعت نہو وہ گناہ ہونا ضرور نہین ہی تو گمراہ فرقے کا خیال غلط ہی فائدہ سوم
قولہ تعالیٰ ان علینا جمعہ الآیہ علینا دلیل وجوب ہی یعنے ہمپر واجب ہی اسکا جمع کرنا الخ تو فرقۂ معتزلہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر بھی امور واجب
ہوتے ہین (جواب) یہ کہ اگر مخلوق کی طرح قیاس ہی تو غلط ہی کیونکہ اُسپر کسی کا مطالبہ نہین ہوسکتا بقولہ لا یُسأل عما یفعل وہم یسألون
اُس سے پرسش نہین بندے البتہ محاسبہ مین ہین تو وجوب معدوم ہی رازی رح نے کہا کہ ہمارے نزدیک وعدہ رحمت کے موافق [illegible]
واقع ہونا واجب ہی یعنے ہم جانتے ہین کہ ضرور ہوگا اور معتزلہ نے حماقت سے گمان کیا کہ واجب ہی اس لیے کہ رسول بھیجنے کا مقصود پورا
نہین ہوسکتا جب تک کہ وحی محفوظ نہوا و راس مین نسیان نہونے پاوے پس حکمت کی راہ سے واجب ہے فائدہ چہارم [illegible]
باری تعالیٰ جو اس آیت سے صریح ثابت ہی اور سوائے سواد اعظم اہل السنۃ رحمہم اللہ تعالیٰ کے باقی بہتر فرقے گمراہ [illegible]
اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب قدرت کا ظہور ہے کہ ان لوگون نے جب گمراہی اختیار کی تو خود ہی اپنے آپ کو اس لائق نہین
دیکھا کہ یہ اعتقاد کرین لہذا یہ نعمت عظمیٰ انھین بندون کے واسطے خالص رہی جو خالص طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible]
رہے اور نفس و شیطان کے وساوس مین نہین پڑے اور چونکہ یہ مسئلہ اعلیٰ مسائل و سب سے افضل مقاصد مین سے ہی [illegible]
کے لیے عین امید ہے لہذا اسکا بیان آیات و احادیث سے توضیح کے ساتھ ضرور ہے واللہ تعالیٰ ہو الموفق پس آیا [illegible]
یہ آیت ہی اور دوم قولہ تعالیٰ حکایۃ عن موسیٰ علیہ السلام رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل [illegible]

Marfat.com

[illegible] موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب میں تیری طرف دیکھوں فرمایا کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ولیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا تو البتہ تو مجھے دیکھیگا۔ ھ۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کو اس شرط پر رکھا کہ اگر پہاڑ ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھیگا اور پہاڑ کا ٹھہرا رہنا یا تو محال ہے یا ممکن ہے لیکن محال نہیں ہے کیونکہ اگر محال ہوتا تو پہاڑ کا وجود نہ ہوتا [illegible] تو دیکھنا بھی ممکن ہے لیکن اس وجہ سے نہ دیکھا کہ پہاڑ نہیں ٹھہرا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں یہ قوت نہیں [illegible] دیتا تو پہاڑ ٹھہر جاتا جیسے آخرت میں مؤمنوں کے واسطے یہ قوت دیجاویگی لیکن دنیا میں یہ جسم نہیں برداشت کر سکتا [illegible] صحیح کی حدیث میں دجال کے فریب سے بچنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سمجھایا ہے کہ تم لوگ اس [illegible] لکھو کہ تم اپنے رب عزوجل کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہو جب تک تم کو موت نہ آوے۔ ھ۔ یعنے دجال جو خدائی کا دعوی کریگا [illegible] کے واسطے تمہارے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ اگر معاذ اللہ وہ خدا ہوتا تو تم اس زندگی میں اُسکو نہ دیکھ سکتے کیونکہ یہ آنکھ اس جسم [illegible] نہیں رکھتی کہ رب عزوجل کی تجلی برداشت کر سکے اسی واسطے **امام** ہبۃ اللہ محدث نے کتاب السنۃ میں روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ کسی جاندار میں یہ طاقت نہیں ہے کہ مجھے دیکھ سکے بلکہ مر جائیگا اور جس چیز پر میری [illegible] جائیگی (سیوطی) اور خود ظاہر ہے کہ رب عزوجل کی تجلی کے وقت پہاڑ جل گیا اور صحیح مسلم کی طویل حدیث میں ہے کہ اگر [illegible] اُٹھاوے تو اُسکی تجلی سے ہر چیز جل جاوے الحاصل دنیا میں دیدار منع ہونا فقط اسی وجہ سے ہے کہ اس زندگی میں [illegible] اسی واسطے **ملا علی قاری** رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح فقہ اکبر کے زوائد میں لکھا کہ بعضے جاہل صوفی جو یہ دعوی کرتے [illegible] اسی زندگی میں دیدار باری تعالیٰ دیکھتے ہیں تو یہ قول باطل وجہالت ہے اور جو کوئی مدعی ہو وہ جھوٹا ہے برخلاف آخرت کہ قیامت میں جو مخلوقات زندہ کی جائیگی تو وہ زندگی اس دنیاوی زندگی کے مانند نہیں ہے کیونکہ اُسکے بعد [illegible] علی الخصوص قیامت کے ایک روز کے بعد جو لوگ جنت میں داخل کیے جائینگے اُنکے واسطے ایسی چیزیں عطا ہونگی جنکا [illegible] زندگی پر نہیں ہو سکتا ہے مثلاً اُنکے اجسام نہایت خوبصورت ہونگے جیسے آبدار موتی ہوتا ہے اور سب ایک سن کے ایک [illegible] اُنکے واسطے کبھی بڑھاپا نہیں ہے اور بے انتہا غذائیں اور میوہ جات کھاوینگے لیکن کبھی اُنکو پیخانے اور پیشاب وغیرہ کی حاجت اور کسل و سستی وغیرہ کبھی نہ ہوگی غرضکہ اس جسم کے عوارض سے پاک ہونگے تو اُنکے واسطے وہ بات حاصل ہو سکتی ہے [illegible] کے واسطے نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے اُنکو ہر دم طرح طرح کے انعامات الٰہی حاصل ہوتے رہینگے پس یہ ممکن ہے کہ دیدار حضرت باری سبحانہ تعالیٰ کے وقت اُنکو جدید روحانیت عطا فرمائی جاوے تو کسی طرح اس جسم پر قیاس نہیں ہو سکتا ہے اور جس گمراہ فرقے نے حصول دیدار سے انکار کیا اُس نے اپنی جہالت کے موافق اُسی [illegible] اور اسی جسم پر آخرت کو اور وہاں کی حیات کو قیاس کر لیا بلکہ اپنے اس جسم کے دیکھنے کو حضرت باری سبحانہ تعالیٰ کے دیکھنے پر قیاس کیا اور انھیں دیوانے قیاسات سے انھوں نے بہت سے معارف شریعت کو شک کی نگاہ سے دیکھا اور اُن کو لیکر اپنے فلاسفہ پیروں کی خدمت میں گئے اور اُن سے تحقیق کی کہ اگر آپ کے دلائل کے موافق یہ ٹھیک ہوں تو ہم مانیں بھلا کیا یہ نفاق و کفر کا شیوہ نہیں ہے حتی کہ جناب باری تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور صریح بلاغت عرب کے موافق حقیقی کلام کے معنے نکلتے ہیں لیکن گمراہ فرقوں نے اس سے انکار کیا اور معانی میں تحریف کی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا کہ ہمیشہ جھگڑالو اور اٹکل لگانے والی قومیں اپنے جھگڑے اور اٹکل میں پھنسی رہینگی یہانتک کہ اُنکا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو ہدایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اُس سے ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کرینگے اور دیدار باری تعالیٰ سے مخالفت کرینگے (کتاب السنۃ) اور سورۂ اعراف کی تفسیر میں مترجم نے آیات کی بحث پوری لکھی ہے

Marfat.com

اور آینده انشاء الله تعالیٰ اپنے موقع پر اعاده کیا جائیگا اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ دیدار باری [illegible]
[illegible] ـت مین قوله تعالیٰ ناضرة الی ربها ناظرة - مین تاویل کرنے کی ضرورت نہین رہی جیسے گمراہ فرقے یہان یہ تاویل [illegible]
[illegible] ٹھہرے اپنے رب کی طرف منتظر ہے جس شخص کو نور ایمان وعقل حاصل ہے وہ تعجب کرتا ہے کہ کلام الٰہی جو معجز بلیغ ہے کیونکر [illegible]
ان گمراہون نے یہ جرأت کی کیونکہ انتظار کرنا ان بندون کے واسطے کوئی فضیلت نہین ہے کیونکہ کفار بھی منتظر ہین علاوہ [illegible]
[illegible] ـنے کافرون کے حق مین یہ سخت محرومی بیان فرمائی کہ الله تعالیٰ ان سے کلام نہین فرماویگا پس اگر ان گمراہون کے [illegible]
کے موافق الله تعالیٰ کے کلام مین اور دیدار مین بے انتہا فضیلت نہوتی تو کافرون کو بے انتہا حسرت کی کوئی وجہ [illegible]
محجوب ہونے سے خوش ہوتے جیسے یہ گمراہ فرقے اپنے محجوب ہونے کے واسطے دلیلین قائم کرتے ہین نعوذ بالله من ذلک و ان [illegible]
کی راے کا پابند وہی بدبخت ہوگا جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم و آپ کے اصحاب سلف صالحین کی راہ چھوڑکر ان فلاسفہ [illegible]
شاگردون کا مرید ہو کیونکہ طبقۂ صحابہ و تابعین رضی الله عنہم اجمعین مین دیدار کا مسئلہ متواتر تھا امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ [illegible]
کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے رب عز وجل کو عیاناً دیکھوگے - ھ اور یہ بات کہ مومنین [illegible]
رب عز وجل کو دار آخرت مین عیاناً دیکھین گے احادیث صحاح مین بطرق متواترہ ثابت ہے [illegible]
سواے بدبخت گمراہ کے کسی شخص کو یہ مجال نہین ہے کہ ایسے متواتر روایات سے انکار کر سکے جیسے روشن آفتاب سے سواے
اندھے کے کوئی شخص منکر نہین ہوسکتا ہے اور یہان مین ان احادیث سے ایک نمونہ ذکر کرتا ہون کیونکہ جمیع احادیث کو [illegible]
جماعت کثیر اولیاء الله کی اسانید سے ہمکو پہونچی ہین ایک جگہ جمع کرنے کے واسطے ایک مجلد ضخیم چاہیے پھر حضرات صحابہ و تابعین کے
اقوال بے شمار اسپر مزید ہین لہذا بعض احادیث کا نمونہ کافی ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوسعید خدری
رضی الله عنہما سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول الله کیا قیامت مین ہم اپنے رب عز وجل کو دیکھین گے تو آپ نے فرمایا
بھلا جس دن یا رات مین ابر و غبار نہین ہوتا تو کیا تم سورج یا چاند کے دیکھنے مین کچھ وقت اُٹھاتے ہو انھون نے عرض کیا کہ یا رسول الله
کچھ نہین یعنے ہم صاف عیاناً دیکھتے ہین تو فرمایا کہ یون ہی اپنے رب عز وجل کو دیکھوگے یعنے صاف دیکھوگے کچھ حجاب نہوگا (صحیحین وغیرہ)
اور حدیث جریر بن عبدالله البجلی رض مین آیا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چودھوین رات کے چاند کی طرف نظر [illegible]
پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب عز وجل کو دیکھوگے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو یعنے صاف دیکھوگے پس اگر تم سے ہوسکے سورج نکلنے سے پہلے
اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے سے مغلوب نہو تو نماز پڑھو (صحیحین وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ نماز فجر و نماز عصر بھلا اچھی [illegible]
محافظت کرنا کرامت دیدار حاصل ہونے کی دلیل ہے اور حدیث ابوموسیٰ رضی الله عنہ مین آیا ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم [illegible]
فرمایا کہ دو جنتین سونے کی ہین مع اپنے ظروف وغیرہ کے جو اُن مین ہے اور دو جنتین چاندی کی ہین مع اُنکے ظروف [illegible]
اور جنت عدن مین جنتیون کے درمیان اور اپنے رب عز وجل کو دیکھنے کے درمیان کچھ حائل نہین ہے سواے اسکے کہ [illegible]
عز وجل پر چادر کبریائی ہے (صحیحین وغیرہ) بیہقی رح نے کہا کہ اسکے یہ معنے نہین ہین کہ الله تعالیٰ پر حجاب ہے [illegible]
عز وجل کی عظمت و کبریائی کی وجہ سے قوم کو یہ تاب نہوگی کہ اُسکی طرف نظر کرین مترجم کہتا ہے کہ [illegible]
رب عز وجل رحمت فرماکر اس حجاب کبریائی کو اُن پر سے اُٹھاویگا تو یہ لوگ اپنی اُس مراد کو پہونچین گے جو اُنکو [illegible]
ہے اور حدیث صہیب رضی الله عنہ مین ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ جنت مین [illegible]
رب سبحانہ تعالیٰ فرماویگا کہ تم لوگ کچھ اور بھی چاہتے ہو یہ لوگ عرض کرینگے کہ اے رب تبارک و تعالیٰ آپ نے ہم [illegible]

Marfat.com

نے ہمارے چہرے روشن کردیے ہمکو جنت مین داخل کردیا اور جہنم سے پار کر کے نجات دیدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر
عزوجل حجاب رفع فرماویگا تو جب یہ لوگ اپنے رب عزوجل کو دیکھین گے تو اس سے بڑھکر کوئی چیز اُن کو محبوب نہین دی گئی ہے پھر آپ
نے یہ آیت تلاوت فرمائی - للذین احسنوا الحسنی وزیادہ - یعنے جن لوگون نے نیکوکاری کی اُنکے واسطے بہتری ہے اور زیادہ ہے - ۵ -
حضرت نے فرمایا کہ زیادہ یہی دیدار ہے (صحیح مسلم وغیرہ) اور یہ تفسیر جماعت کثیر صحابہ وتابعین سے ثابت ہے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین ہے کہ
اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کے واسطے ہنستے ہوے تجلی فرماویگا (صحیح مسلم) یہ عرصات قیامت کا بیان ہے تو اس سے ثابت ہے کہ
عرصات قیامت مین بھی مومنین اپنے رب عزوجل کو دیکھین گے مترجم کہتا ہے کہ یہ دیدار بطریق تجلی ہے اور ان احادیث مین میدان
قیامت کے اندر طرح طرح کی تجلیات ہین اور عیانا دیدار جنت مین ہے اور ائمہ اولیائے صالحین نے فرمایا کہ اس سخت ہولناک دن مین
ہوا و جنت سے بڑھکر ان تجلیات سے انپر فرحت وآسانی ہوگی اور اگر زیادہ تطویل نہوتی تو مین احادیث تجلیات کو یہان نقل
ولیکن اتنا کہنا کافی ہے کہ تجلیات کے واسطے صورت بھی ہوتی ہے جیسے خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو صورت
مین دیکھا جسکا ذکر سابق مین ہوچکا ہے اور امام احمدؒ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جنتیون مین سب سے کم درجہ والا (یعنے بادشاہی درجہ والا) وہ جنتی ہے جو اپنی بادشاہت کو دو ہزار برس کی راہ تک دیکھے گا یعنے
اسقدر وسعت ہوگی اور جس طرح وہ اپنی بادشاہت کے قریب حصہ کو دیکھتا ہے اسی طرح انتہا کا حصہ دیکھے گا اور اُسکو اپنی بیبیان اور خادم
نزدیک اور دور کے یکسان نظر آوینگے اور جنتیون مین افضل مرتبے والا وہ ہے جو اپنے رب کو ہر روز دو مرتبہ دیکھیگا (رواہ الترمذی) دو مرتبے سے
یہ مراد کہ صبح اور شام دیکھیگا پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی - وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ - (رواہ ابن ابی شیبہ
وعبد بن حمید والترمذی وابن جریر وابن المنذر والدارقطنی والحاکم وابن مردویہ والبیہقی) اور اس آیت کی تفسیر مین انس بن مالک
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے یہ آیت پڑھی الی ربہا ناظرہ - اور فرمایا کہ اپنے رب عزوجل کو دیکھین -
بدون کیفیت کے اور بغیر حد محدود وبدون صفت معلوم کے (ابن مردویہ) اور حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ ہم لوگون نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ہم لوگ اپنے رب عزوجل کو دیکھین گے فرمایا کہ بھلا جس دن ابر وغبار نہین ہوتا اس دن تم لوگ آفتاب
دیکھتے ہو اور جس رات ابر وغبار نہین ہوتا اُس رات چاند کو دیکھتے ہو ہم نے عرض کیا کہ جی ہان آپ نے فرمایا کہ پھر قریب ہے کہ ضرور
تم اپنے رب عزوجل کو دیکھوگے حتی کہ تم لوگون مین سے اپنے بندے سے رب عزوجل حضوری کی باتین فرماویگا - چنانچہ اپنے بندے سے
فرماوے گا اے بندے تجھے یاد ہے کہ اُس دن تو نے یہ گناہ اس طرح کیا تھا تو یہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب کیا تو نے تجھے
بخش نہین دیا ہے رب عزوجل فرمائیگا کہ میری بخشش ہی سے تو اس مرتبے کو پہونچا (رواہ النسائی والدارقطنی وقال صحیح)
امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ بحمد اللہ سبحانہ تعالیٰ اس مسئلہ مین سلف صالحین صحابہ وتابعین واتباع اولیاے کاملین بالاجماع متفق ہین
کہ مومنین آخرت مین حضرت رب العزت باری سبحانہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونگے اور اسی پر ائمہ اسلام وخاصان حق
قائم ہین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا - کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون - یعنے کافرون کو محروم فرمایا کہ وہ لوگ آج کے روز قیامت مین
اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے محجوب رکھے جاوینگے امام شافعی رح نے کہا کہ فجار محجوب کئے گئے تو علم دیا گیا کہ ابرار اپنے رب عزوجل کی
رحمت سے اسکو دیکھین گے اور اُنسے حجاب اٹھا دیا جاوے گا وقال بن جریر حدثنا محمد بن اسمٰعیل البخاری حدثنا آدم حدثنا
مبارک عن الحسن قال الخ یعنی حسن بصری رحمہ نے اس آیت مین کہا کہ یہ چہرے خوبی وحسن ونازگی مین لہلہاتے ہونگے اپنے
رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھتے ہونگے اور ان چہرون کے حق مین یہی سزاوار ہے کہ لہلہاتے ہون جبکہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو

Marfat.com

دیکھتے ہین بالجملہ یہ علم ہمکو متواتر حاصل ہے اور جو چیز متواترات سے ہو اُس مین شیطانی جھگڑا نکرنا چاہیے
بدعتیون نے مانند معتزلہ و خوارج و روافض وغیرہ کے جو اعتراضات کیئے اور دیدار کو محال ...
کر التقلید کی جو فلاسفہ یونان کفار فجار نے اپنے خیالات سے نکالے ہین اور الحمدللہ کہ ہمارے علماء متکلمین ...
تحقیقی جوابات سے رد کر دیا ولیکن جس گمراہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نہ دی اُس کے دل مین ہدایت پیدا ...
نہین ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ معتزلہ وغیرہ کے پاس انکار کی کوئی دلیل نہین ہے سوائے اس قیاس کے کہ ...
فلاسفہ نے کہا کہ دیکھنے کے واسطے آنکھ کے سامنے دوسرا جسم ہونا چاہیے اور فاصلہ بھی نزدیک ہو کہ آنکھ ...
وہان تک پہونچے اور اللہ تعالیٰ جسم نہین ہے اور اُسکے واسطے کوئی جگہ متعین ہے اور نہ دوری و نزدیکی ہے تو دیکھنا محال ...
امام ابن تیمیہؒ نے ان جاہلون کے ایسے خیالات پر خوب ملامت فرمائی کہ دیکھو ان کمبختون نے جناب باری تعالیٰ ...
وہی قیاس دوڑایا جو اپنے تجربہ مین اس دنیا مین اجسام کو دیکھنے مین پہچانا ہے یعنے دنیا مین اُس نے تجربہ ...
جب وہ دیکھتا ہے تو کسی جسم کو اسی طریقے سے دیکھتا ہے تو یہی قیاس اُسنے جناب باریتعالیٰ مین دوڑایا اور انھین ...
مین سے کہنے والا کہتا ہے کہ عالم مین جو چیز ہے وہ عرض ہے یا جوہر ہے تو قیاس لگایا کہ باری تعالیٰ بھی انھین ...
اسی طرح قیاس لگایا کہ ہر چیز ضرور کسی جگہ مین ہے تو اللہ تعالیٰ کے واسطے بھی جگہ ہے آلغرض انھین قیاسات واہی کی بنیاد ...
اِن لوگون نے عذاب قبر اور آخرت کے بہت امور سے انکار کیا اور جس قوم مین یہ جہالت ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام قرآن و حدیث
کا پرکھنے والا بناتا ہے تو لامحالہ شیطان کی قیاسی گمراہی سے بھی بدتر گمراہی مین ہلاک ہوگا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور سابقین انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے خلق کی ہدایت کے لیے بھیجا کہ امر آخرت مین جو حواس و عقل کام نہین کر سکتی ہے
تو بھلا معرفت صفات قدس و شان پاک باری تعالیٰ مین کیا کام کریگی کیونکہ باری تعالیٰ کی شان قدس ہر تصور سے پاک ہے
اور یہ بات بالکل بدیہی ہے ہان دنیاوی چیزون مین جہان حواس و عقل کو وسعت دی گئی ہے اس مین البتہ اللہ تعالیٰ نے
جو کلام فرمایا ہے وہ حقیقت و مجاز کے طریقے سے ہے جیسے آدمی باہم کلام کرتے ہین تو اپنی سمجھ کے مواقع مین حقیقی یا مجازی معنے
سمجھتے ہین اور جہان حواس و عقل کام نہین کرتی ہے اور وہان جس جاہل نے اپنی عقل دوڑا کر معنے بنائے تو وہ مدعی ہوا کہ مین ان
معنے کو خوب جانتا ہون اور جب وہ جناب باری تعالیٰ کی شان سے باعتبار حقیقت و کیفیت کے عاجز ہے تو وہ کیونکر محال
کہکر آیت پاک کا معارضہ کرتا ہے اور اگر یہ وہم ہو کہ پھر کیا ہم دیدار کے قائل ہون تو یہ بھی اعتقاد کرین کہ خدائے تعالیٰ
کے واسطے جگہ اور سامنے کی طرف اور صورت ہے کیونکہ ہم تو دیدار کی یہی صورت جانتے ہین تو جواب یہ ہے کہ دیدار کے قائل ہونے
سے یہ بات نہین لازم آتی ہے کیونکہ یہ باتین تو مخلوقات کے دیکھنے مین ہوتی ہین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیس کمثلہ شیء الآیۃ
یعنے اللہ تعالیٰ کے مشابہ کوئی چیز نہین ہے۔ ھ۔ تو یہ مشابہت وہان دیدار مین نہین ہو سکتی ہے بس یہ جب تخیلات ...
ایکبارگی دفع ہوگئے اب اگر کہے کہ پھر ہم کس کیفیت سے دیکھین گے تو اُس سے کہو کہ کیا تو صفات باری تعالیٰ کی کیفیت
سے واقف ہے سوائے اس دیدار کی کیفیت کے ابھی بیان ہوچکا کہ تجکو آخرت کی کیفیت تو معلوم نہین ہے بلکہ ...
بہت سی چیزین ہین جنکی کیفیت تو نہین جانتا ہے بلکہ تجکو اپنی روح کی کیفیت جو اس جسم کے ساتھ ہے ہرگز نہین ...
تو کیفیت کیونکر پوچھتا ہے اور کہان سے تجھین یہ لیاقت ہے جبکہ تو عذاب قبر اور ثواب آخرت کی کیفیت نہین ...
صاف ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کیفیت سے چاہا ہو اپنے بندون کو دیدار پاک سے مشرف فرماویگا لیکن ...

Marfat.com

(لیا ہو کہ) بعض مطلوبین کو کوئی ایسی بات تصور ہو کر رہا جس سے مخلوقات سے مشابہت پیدا ہو فللہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ

كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ

کوئی نہین جسوقت جان پونہچی ہانسن تک اور لوگ کہین کون ہو جھاڑنے والا اور وہ اٹکلا کہ آب آیا چھوٹنا اور لپٹ گئی پنڈلی پر

بِالسَّاقِ ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ۝ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَ ع ۱۳

پنڈلی تیرے رب کی طرف ہو اس دن کھینچ جانا پھر نہ یقین لایا ہے نہ نماز پڑھی پر جھٹلایا ہے اور

تَوَلَّىٰ ۝ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝

منہ موڑا پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری پھر خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ۝ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ۝ ثُمَّ

کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید بھلا نہ تھا ایک بوند منی کی جو ٹپکے پھر

كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝

تھا لہو کی پھٹکی پھر اسنے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا پھر کیا اس مین جوڑا نر اور مادہ

ع ۱۰

أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۝ ع

کیا ایسا شخص نہین سکتا کہ جلاوے مردے

اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو آگاہ فرماتا ہو کہ جسوقت موت حاضر ہوتی ہے تو اُس وقت کیسے ہولناک معاملات سامنے آجاتے ہین بقولہ تعالیٰ ـ كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ـ کوئی نہین جب پہونچی جان ہنسلی تک اور کہا گیا کہ ہو کوئی جھاڑ پھونک والا اور جم گئی یہ بات کہ یہ جدائی ہو وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ـ اور ساق سے ساق لپٹ گئی تو اس دن تیرے رب ہی کی جانب ہو کھینچ جانا ف جاننا چاہیے کہ حرف (کلا) چند معانی مین مستعمل ہوتا ہو ایک ردع ہو یعنے کسی کلام سے جھڑک دینا اور دوم بمعنے حقا یعنے یہ بات برحق ہو اور اس مقام پر دونون معنے مین تفسیر کی گئی ہو لیکن اگر یہ جھڑکنے کے معنے مین ہے تو اوپر جو کافرون کی حالت مذکور ہوئی ہے اُس سے اُن کو جھڑکا گیا چنانچہ زمخشری رحمہ نے کہا کہ (کلا) سے کافرون کو جھڑکی دی گئی کہ انھون نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا (بیضاوی) گویا یہ کہا گیا کہ اے کمبختو یہ جو تم نے اختیار کیا ہے اس سے باز آؤ اور ہوشیار ہو کر اس موت کی طرف نظر کرو جو بہت جلد تمھارے سامنے آنیوالی ہو کہ اسکے آتے ہی یہ دنیا جسکو نقد سمجھے ہو تم سے بالکل منقطع ہو جائیگی اور خواہ مخواہ کھینچ کر وہان ڈالے جاؤگے جسکو اودھار سمجھتے تھے اور جسپر یقین نہین لاتے تھے جہان ہمیشہ ابدالآباد پڑے رہو گے (زمخشری) اور امام ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ اس صورت مین معنی یہ ہین کہ اے آدمی تو جو اُس آخرت کو جھٹلاتا تھا وہ کچھ بھی جھٹلانے کی چیز نہ رہی بلکہ تیرے سامنے عیان ہو گئی جبکہ تیری جان تیری ہنسلی پر پہونچی ۔ع ۔ اور بعض نے کہا کہ (کلا) یعنے کافر سے یہ بات بہت دور ہے کہ وہ قیامت پر ایمان لاوے ولیکن جب اُسکی جان پہونچیگی تو اُسکو اچانک ظاہر ہوگا (ف) رازی رحمہ نے لکھا کہ امام زجاج نے کہا کہ (کلا) کافرون کو جھڑکی ہے کہ حماقت سے انھون نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا گویا یہ کہا گیا کہ جب تم نے اہلِ سعادت کا انجام و درجات عالیہ راحت کو پہچانا اور کفار بدبختون کا انجام ہمیشہ جہنم کا عذاب جانا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کو آخرت سے کچھ

Marfat.com

نسبت نہین ہے تواب آخرت کو چھوڑکر دنیا اختیار کرنے سے باز آؤ اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ [illegible]
دنیا سے منقطع کریگی دیگر علماء نے کہا کہ (کلا) بمعنے حقا ہے یعنے تحقیق ہے یہ بات کہ جب حلق پر دم [illegible]
اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جب آخرت کے عظیم حالات بیان فرمائے تو یہ ظاہر کیا کہ یہ دنیا بے فائدہ [illegible]
ہونے والی اور نیست ہونے والی ہے اور اسکی انتہا موت ہے اور موت کی تلخی ہر جاندار کو چکھنی ضرور [illegible]
(کلا) یعنے کافر امر قیامت پر یقین لانے والا نہین ہو ولیکن اُسکے انکار سے کچھ نہین ہو سکتا کیونکہ وہ اُسکو [illegible]
اسلیے کہ لا محالہ اُسکو موت کی تلخی اور آفت چکھنی ضرور ہو اور اُسکا بیان یہ ہے کہ۔ اذا بلغت التراقی۔ تراقی جمع ترقوۃ کی [illegible]
دو ہڈیان گلے کے سرے پر ملی ہین یعنے جنکو ہنسلیان کہتے ہین اور وہی مقام حلقوم ہین اسی واسطے دوسری آیت [illegible]
حتی اذا بلغت الحلقوم واقع ہو اور اس سے مراد یہ ہے کہ قلب سے تجاوز کرنے لگے کیونکہ قلب سے بالکل جدا ہونے پر موت [illegible]
اور قلب کا اوپر کا نل ہنسلی سے ملا ہے حاصل یہ کہ جب آدمی کی روح اُسکے قلب کے بالائی کنارے پر آئی جسکو یہ کہتے ہین کہ
حلقوم پر دم آیا تو اُس وقت سب چھوٹ جاتا ہو اور خدا سے کام پڑتا ہو اور اُسکے عزیز ویگانے کہتے ہین کہ کوئی جھاڑنے پھونکنے [illegible]
یعنے نہایت لاچار و مضطر ہو کر جب کوئی علاج نہین دیکھتے ہین تو جھاڑ پھونک کی جانب مضطرب ہوتے ہین یا یہ مطلب ہے
کہ اُس وقت اُنکو یاس ہو جاتا ہو کہ کوئی جھاڑنے پھونکنے والا اس وقت آڑے نہین آسکتا وظن انہ الفراق اور اسکو یقین ہو جاتا ہو
کہ اب یہ جدائی ہو اور راق یعنے راقی اس تفسیر کے موافق رقیہ کرنے والا یعنے جھاڑ پھونک کرنے والا ہو اور اس صورت مین یہ میت کے
اہل وعیال کا قول ہو اور یہ تفسیر قتادہ و ضحاک و ابن زید سے منقول ہو یا راق بمعنے چڑھانے والا چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس
سے روایت کی کہ اسکے یہ معنے ہین کہ اسکی روح کون چڑھاویگا رحمت کے فرشتے چڑھاوینگے یا عذاب کے فرشتے لیجاوینگے (ابن کثیر)
اور ابن عباس سے روایت ہو کہ ملائکہ کو ناگوار ہوتا ہے کہ اس کافر کے پاس آوین تو ملک الموت فرماتا ہے کہ اس کافر کی روح کون
کون چڑھاویگا اور کلبیؒ سے روایت ہو کہ آدمی کی موت کے وقت سات فرشتے رحمت کے اور سات فرشتے عذاب کے ملک الموت
کے ساتھ حاضر ہوتے ہین اور جب اس آدمی کی روح اُسکے حلقوم تک پہونچتی ہو تو دونون گروہ مین سے ہر ایک دوسرے کو کہتا ہے
کہ اسکی روح کون لیجاوے گا اور اس حالت مین میت کو فراق کا ظن ہوتا ہو ظن کے معنے گمان ہین لیکن مفسرین رحمہم اللہ نے فرمایا کہ
اس سے مراد یقین ہے یعنے اُسکو اب یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب دنیا چھوٹی اور شاید اسکو ظن اسلیے کہا گیا کہ آدمی کی روح جبتک اُسکے
بدن مین رہتی ہو تب تک اُسکو زندگی کی طمع رہتی ہو کیونکہ دنیا کی زندگی اُسکو بہت ہی پیاری تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کلا بل تحبون العاجلۃ یعنے تم لوگ اس دنیاوی زندگی کو بہت پیار کرتے ہو۔ ھ۔ تو اُسکی امید قطع نہین ہوتی ولیکن غالب گمان
اُسکا اب یہی ہوتا ہو کہ اب جدائی ہو اور واضح ہو کہ آیت مین دلیل ہے کہ روح بعد موت بدن کے خود قائم رہتی ہو اسیواسطے
اسکو فراق فرمایا یعنے پہلے روح اور بدن مین وصال تھا اب دونون مین فراق ہو گیا والتفت الساق بالساق۔ ساق سے
ساق چپٹ گئی (تفسیر کبیر) یعنے اس میت پر دنیا اور آخرت دونون کا لپیٹ ہوا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت
کی یعنے اُسکی دنیا کا آخری دن اور اُسکی آخرت کا پہلا دن دونون ملے اور یہ آخری دن سخت تھا اور آخرت بھی سخت ہے
تو ایک سختی سے دوسری سختی مل گئی اور یہی سب پر پیش آتا ہو سوائے اُسکے جسپر اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اور [illegible]
یعنے ایک امر عظیم سے دوسرا امر عظیم مل گیا اور مجاہدؒ نے فرمایا یعنے ایک بلا سے دوسری بلا مل گئی [illegible]
اہل زبان عرب کی بلاغت سے خوب واقف ہین وہ کہتے ہین کہ ساق سے ساق ملنا یہ سختی و شدت کا اشارہ ہو [illegible]

سختی پیش آتی ہے تو دامن چڑھاکر ساق کھول دیتا ہی ساق کے معنی پنڈلی ہین اسی واسطے جب لڑائی اور کارزار مین سخت مارد معارٗ ہوتی ہی تو عرب کہتے ہین کہ اس وقت لڑائی اپنی ساق پر کھڑی ہی اور جدیؒ نے آیت مین کہا یعنے اس میت پر دنیا کی جدائی اور اُسکی لذتون کا چھوڑنا اور جان کا دینا مل گیا یا اہل بچے اور دولت وثروت کا چھوڑنا اور دوستون کا غم مل گیا اور بات یہ کہ موت کے وقت بکثرت سختیان جمع ہین کیونکہ دنیا کو اسنے اپنا گھر بنایا تھا اب وہ گویا پردیس جاتا ہی (تفسیر کبیر) اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ میت کی دونون پنڈلیان مراد ہین کہ موت سے لپٹ جاتی ہین اور جب وہ مرتا ہی تو اُسکو اُٹھنے کی طاقت نہین دیتی ہین حالانکہ پہلے وہ انھین ٹانگون پر مارا پھرتا تھا اور یہی ابو مالک سے روایت ہی اور ایک روایت مین حسن بصری رح نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ کفن مین اُسکی دونون ٹانگین ملائی جاتی ہین (ابن کثیر رح) رازی رح نے کہا کہ جن لوگون نے ساق سے یہی پنڈلی مراد لی تو اُسکی توجیہ کئی طور پہ بیان کی گئی ہی (۱) یہ کہ شعبی وقتادہ رح نے فرمایا کہ تمنے دیکھا ہوگا کہ میت اپنی جان کندنی کے وقت تڑپنے مین پنڈلیان ایک دوسرے پر رگڑتا ہی (۲) یہ کہ حسن بصری وسعید بن المسیب نے کہا کہ کفن مین اُسکی دونون ٹانگین ملا دی جاتی ہین (۳) یہ کہ جب مرتا ہی تو پنڈلیان خشک ہوکر ایک دوسرے مین اینٹھ جاتی ہین (تفسیر کبیر) اور ضحاک رضؓ نے کہا کہ یہ کنایہ ہی کہ اس میت پر دو باتین جمع ہوجاتی ہین تو لوگ اُسکے مردہ جسم کو گاڑنے لیجاتے ہین اور دوم یہ ملائکہ اُسکی روح کو لیجاتے ہین (ابن کثیر رح) ولیکن بہتر تفسیر وہی ہی جسکی جانب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہی اور حاصل یہ نکلا کہ آدمی کو دنیا چھوڑنا ضروری ہی اور آخرت مین جانا لابدی ہی جب اُسکی جان حلقوم پر آئی اور اُسکے اہل وعیال نے حسرت کی نگاہون سے دیکھکر مایوسی کے ساتھ کہا کہ اب کسی کی جھاڑ پھونک کام کرنے والی نہین ہی اور وہ اس جان کندنی مین سمجھا کہ اب جدائی ضرور ہی اور اس مصیبت کے ساتھ ملائکہ کی صورتین اور آخرت کا ہولناک منظر اس کافر کو نظر آنے لگا اور سختی پر سختی بڑھ گئی تو اُسوقت اسکا ٹھکانا کہان ہی اُسکو اللہ تعالی نے فرمایا- الی ربک یومئذ المساق یعنے خواہ مخواہ رب عزوجل ہی طرف پہنچ جانا ضرور ہی یعنے یہ سب خیالات گم جاوینگے چنانچہ مشہور مثل ہی کہ دنیا روزے چند و آخر کار باخداوند یعنے دنیا چند روز ہی اور آخر کار خدائے تعالی ہی سے معاملہ پڑتا ہی اور حدیث سے ثابت ہی کہ اگر روح بندۂ مومن کی ہو تو آسمان کی طرف خوشبودار معطر لیجاتے ہین اور اُسکے لیے آسمانون کے دروازے کھل جاتے ہین یہان تک کہ وہ زیر عرش سجدہ کرتی ہی اور رب عزوجل کی طرف سے رحمت کے ساتھ ارشاد ہوتا ہی کہ اب میرے بندے کو زمین ہی کی طرف لیجاؤ مین نے یہ مقدر فرمایا ہے کہ اسی سے انکو پیدا اور اسی مین انکو اعادہ کروانگا اور اسی سے دوبارہ انکو نکالونگا اور اگر کافر کی روح ہی تو گندہ بدبودار چڑھاتے ہین اور ہر گروہ ملائکہ جنکی طرف گذر ہوتا ہی اُسپر نفرین ولعنت کرتے ہین حتی کہ جب آسمان تک پہونچتے ہین تو آسمان کے دروازے نہین کھولے جاتے ہین اور غضب کے ساتھ حکم ہوتا ہی کہ اسکو بائین راہ سے زمین کی سجین مین پہونچا دو- وقد قال تعالی حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا وہم لا یفرطون ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق الا لہ الحکم وہو اسرع الحاسبین- یعنے جب تم مین سے کسی کی موت آتی ہی تو ہمارے ملائکہ رسول اُسکو وفات دیتے ہین اور وہ کچھ کوتاہی نہین کرتے ہین پھر یہ مردے اپنے مولائے حق اللہ تعالی کی جانب پھیر لائے جاتے ہین آگاہ رہو کہ حکم اُسی کا ہے اور وہی نہایت جلد حساب فرمانے والا ہی- ھ-

(ابن کثیر رح) اب ہر ایک شخص خود سمجھ سکتا ہی کہ وہ یہان سے کس حال مین نکلیگا یعنی اُسکا عزم وارادہ کس حالت پر موجود ہے افسوس اُس شخص پر ہی جو فسق وفجور وکفر وشرک وبدکاری کی حالت مین نکلا- فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى پس نہ اُسنے سچا مانا اور نہ نماز پڑھی ولیکن جھٹلایا اور پیٹھ پھیری ف یہ اُس کافر کا حال ہی جو دنیا مین مرتے دم تک دل سے حق کو جھٹلاتا رہا اور اللہ تعالی کی رضامندی کے کامون سے نفرت کرکے پیٹھ پھیرے رہا نہ اُسکے باطن مین بھلائی ہی

اور نہ اُسکے ظاہر مین بھلائی ہی۔ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ۔ پھر گیا اپنے گھر والون کی جانب اکڑتا ہوا [illegible]
خدا سے خوف ہی نہ رسول سے شرم ہی نہ عاقبت کی فکر ہی بلکہ یہی دنیا ہی کما قال تعالیٰ انہ کان فی اہلہ مسرورا انہ ظن [illegible]
ان ربہ کان بہ بصیرا۔ یعنے یہ کافر اپنے لوگون مین اتراتا تھا اُس کے گمان مین یہی بیٹھا تھا کہ مین یہان سے پھر [illegible]
ہون نہین اُسکا رب اُسکو خوب دیکھتا تھا۔ ھ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یتمطی یعنے غرور مین اکڑتا ہوا اور زید بن اسلم [illegible]
کہا کہ یعنے مکڑاتا اتراتا (ابن کثیر رح) بعض صلحا تابعین رح نے اپنے وقت کے ایک رئیس کو دیکھا کہ وہ نفیس پوشاک مین اکڑتا
جاتا ہی تو فرمایا کہ اف اف یہ وہ چال ہی کہ خدائے تعالیٰ اُسکو مبغوض رکھتا ہی یہ کلمہ شاید اُس رئیس نے سن لیا تو گردن موڑ کر کہا کہ
تو مجکو پہچانتا نہین ہی ان بزرگ نے فرمایا کہ مین تجھے خوب پہچانتا ہون ابتدا مین تو گندہ پانی تھا اور انتہا مین سڑا مردار ہوگا اور
بیچ مین اپنے پیٹ مین نجاست لادے پھرتا ہی یہ سنتے ہی اُسکو شرم آئی اور اُسنے وہ چال چھوڑ دی (ھ) رازی رح نے کہا ان
آیات مین اللہ تعالیٰ نے دین کے متعلق کافر کا حال بیان کیا ہی اور دنیا کے متعلق اُسکا برتاؤ بیان فرمایا چنانچہ دین مین اعتقاد
کا یہ حال کہ اس نے کبھی اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ مانا بلکہ جھٹلایا اور شریعت حقہ کا یہ حال کہ اُسنے کبھی نماز تک
نہ پڑھی بلکہ نفرت سے پیٹھ پھیر لی یعنے بالکل برعکس ہی تو لا محالہ جنت سے بھی برعکس ہوکر جہنم مین جائیگا اور دنیا مین اُسکا یہ برتاؤ ہے
کہ اللہ و رسول سے مخالفت کرکے اپنے گھر والون کے یہان اس چال سے گیا کہ اکڑتا اور اتراتا تھا اور اس سے معلوم ہوگیا کہ کافر پر
جس طرح سے ایمان چھوڑنے پر لعنت و عذاب ہوگا اسی طرح نماز و روزہ شریعت کے اعمال چھوڑنے پر عذاب ہوگا (تفسیر کبیر) فلا صدق
اسکا مرجع وہی انسان ہی جسکا ذکر اوپر ہوا ہی یعنے نہ اُسنے تصدیق کی ولا صلی اور نہ نماز پڑھی یعنے اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سچا نہ مانا نہ اپنی ذات کے اعمال خبیث کو آپ کے ارشاد کے موافق ترک کیا اور نہ اپنے مال کو حلال و حرام کے میل سے پاک کیا اور
نہ راہ حق مین خرچ کیا اور نہ اُس سے دل اُٹھایا اور نہ فرائض نماز پڑھین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ولا صلی یعنی
رب عز وجل کو توحید کے ساتھ نہین پکارا اور نہ رسول اللہ صلعم پر درود پڑھا اور قتادہ رح سے روایت ہی کہ نہ کتاب الٰہی کو سچا مانا اور نہ
اللہ تعالیٰ کے واسطے نماز و دعا کی پھر اتنے ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اسکے برخلاف ضد کی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کتاب
الٰہی کو جھٹلایا اور نیک کام سے پیٹھ پھیری اور قرطبی رح نے کہا یعنے قرآن کو جھٹلایا اور ایمان سے پیٹھ پھیری پھر اسی قدر کو اکتفا نہین
کیا بلکہ اس قبیح بدکاری کے بعد تکبر اور بے پروائی کے ساتھ اکڑتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ أَوْلَىٰ لَكَ
فَأَوْلَىٰ۔ تیرے واسطے یہی لائق ہی پھر یہی لائق ہی ف یعنے جو چیز ناگوار ہے وہ تجھے نزدیک کی گئی پس یہ تیرے ہی لائق ہی
ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ۔ پھر یہ تیرے لیے لائق ہی پھر یہی لائق ہی ف مکرر تاکید فرمایا پس کلام اول (اولی لک) اسپر بددعا
ہی کہ ہلاکت اُس سے قریب ہو اور دوسرا (فاولی) بددعا ہی کہ دوسرون کی بہ نسبت اس سے زیادہ قریب ہو۔ بعض نے کہا کہ عرب
یہ کلمہ ایسے شخص کے حق مین بولتے ہین جس سے کوئی ناگوار بدی نزدیک ہوئی ہو اور (اولی) (الولی) سے ماخوذ ہے
بمعنے نزدیکی (سراج) اور بنظر سیاق آیات یہ معنے ہوسکتے ہین کہ (اولی لک) یہ اعمال قبیحہ تیرے لائق ہین (فاولی) تو اسکی سزا بھی
جہنم تیرے ہی لائق ہی اسلیے کہ اوپر کی آیات مین کافر کے قبائح مذکور ہوے کہ ایمان و نیک اعمال و اچھی چال چھوڑ کر اُس نے
برخلاف اسکے کفر و جھٹلانا اور تکبر کی چال چلنا اختیار کیا پھر فرمایا کہ (اولی لک) یہ قبائح تیرے ہی لائق ہین جیسے کئے ہین کہ تو
اسی لائق تھا لیکن زیادہ مبالغہ یہ کہ یہ تیرے لائق ہی پھر ضرور ہوا کہ جہنم مین سزا بھی اُسکے لائق ہو خلاصہ یہ کہ کافر سے تعبیر
کی گئی کہ یہ قبائح اعمال تیرے ہی لائق ہین تو انکی سزا کے واسطے بھی تو ہی لائق ہی۔ ھ۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جو کافر [illegible]

Marfat.com

ورسول سے منکر وجھٹلانے والا اور تکبر کی چال چلنے والا ہی اُسکے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان آیات مین سخت دھمکی وعذاب
کی بشارت ہے اولیٰ لک فاولیٰ یعنے تیرے لائق ہی کہ تو تکبر کی چال سے اتراتا ہوا چلے جبکہ تونے اپنے خالق جل جلالہ سے
انکار کیا ہو جیسے جہنم مین کافر سے کہا جائیگا کہ ذُق انک انت العزیز الکریم یعنے اس (عذاب) کو چکھ تو تو بڑا عزت والا بزرگ ہی
ھ- یعنے خوار و شرمسار کرنے کے طور پر ہی اسی طرح یہان (اولی) ہی یعنے یہ عمل تیرے لئے بہتر ولائق تر ہی -ھ- ابن ابی حاتم نے
احمد بن سنان الواسطی عن عبدالرحمٰن بن مہدی عن اسرائیل عن موسیٰ ابن ابی عائشہ روایت کی کہ مین نے سعید بن جبیرؒ سے قولہ تعالیٰ
اولیٰ لک فاولیٰ الآیہ کے معنے پوچھے تو سعیدؒ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ ابوجہل لعین سے کہا تھا پھر یہی قرآن میں
نازل ہوا مترجم کہتا ہی کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آیت نازل ہونے سے پہلے اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ؑ کی زبان پر
جاری فرمایا تھا اور ابن ابی حاتم کی یہ اسناد صحیح عال ہے اور نسائی رح کے برابر ہی چنانچہ نسائی رح نے یعقوب بن ابراہیم
الدورقی عن ابی النعمان عن ابی عوانہ ح وعن ابی داؤد صاحب السنن عن محمد بن سلیمان یعنی الانباری عن ابی عوانہ عن موسیٰ بن
ابی عائشہ رح روایت کیا کہ مین نے سعید بن جبیر سے پوچھا تو سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مین نے ابن عباسؓ سے قولہ تعالیٰ اولیٰ لک
فاولیٰ الآیہ کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا پھر یہی قرآن مین نازل ہوا- یہ اسناد صحیح ہی- اور ابو عوانہ ثقہ حافظ
ہین اور شاید کہ سعید بن جبیرؒ نے کبھی تو اسکو ابن عباس سے مسند نقل کیا اور کبھی بدون اسکے خود بیان کر دیا جیسا کہ اسرائیلؒ نے روایت
کیا ہی اور یہ جائز ہی اور دونون روایتون کو ملاکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ ابوجہل لعین سے فرمایا تھا چنانچہ
ابن ابی حاتم نے مسند کیا کہ قتادہؒ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ اولیٰ لک فاولیٰ الآیہ یہ عذاب کے ساتھ دھمکی پر دھمکی ہی اور بزرگان دین بیان
کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ابوجہل لعین کو اُسکے کپڑون مین دبوچکر فرمایا کہ اولیٰ لک فاولیٰ الآیہ تو
ابوجہل ملعون نے کہا کہ اے محمد کیا تم مجھے دھمکاتے ہو مجھے قسم ہی کہ تم و تمہارا رب میرے ساتھ کچھ نہین کر سکتے ہو اس وادی مکہ کے
دونون پہاڑون کے درمیان جو لوگ چلتے پھرتے ہین سب سے زیادہ عزت والا مین ہون (ابن کثیر) پھر جب بدر مین اول لڑائی
اہل اسلام سے اہل کفر قریش سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُس لعون ابوجہل کو بُری طرح قتل کیا اور بُری جگہ پھینکا گیا اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر امت مین ایک فرعون ہوتا ہی اور اس امت کا فرعون ابوجہل تھا (سراج)
رازی رح نے کہا کہ مقاتل وکلبیؒ نے بھی بیان کیا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو اس کلام سے مطعون کیا
وہ نامعقول سمجھکر کہنے لگا کہ تم کیا مجھے ڈراتے ہو الخ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور قولہ تعالیٰ اولیٰ لک - معنے یہ کہ
(ویل لک) تیرے لیے عذاب شدید ہی- یہ اس لعین پر بددعا ہی کہ اسپر سخت ناگوار عذاب آوے قاضیؒ نے کہا کہ قولہ تعالےٰ
اولیٰ لک فاولیٰ- تجھپر پھٹکار ہو تیری دنیا مین پھر پھٹکار ہو- ثم اولیٰ لک فاولیٰ- پھر تجھپر پھٹکار ہو- تیری آخرت مین پھر پھٹکار ہو-
و دیگر علماء نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ تجھپر پے درپے لعنت ہو قفالؒ نے کہا کہ یہان چند وجوہ ہین- ایک یہ کہ آیت مین کافر پر دنیا و آخرت
مین خواری و پھٹکار ہی (دوم) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن خدا ابوجہل سے کہا تھا اُسنے غرور سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق نازل فرمائی (سوم) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کافر
ملعون سے یہ کلام کہو اور معنے یہ کہ اے کافر سرکش اب بھی پرہیز کر کہ تجھے ایسی چیز نزدیک آگئی کہ جسکی سختی برداشت کے قابل نہین ہی
اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی - کیا انسان یہ خیال کرتا ہی کہ مہمل چھوڑ دیا جاوے ف یعنے کیا انسان اپنی
حماقت سے یہ خیال رکھتا ہی کہ دنیا مین پیدا کیے جانے کے بعد بیفائدہ لغو مہمل جانور کی طرح سے چھوڑ دیا جاوے حتی کہ فسق وفجور

وعلانیہ فحش سربازار و تین حرکات اور ظلم و جور وغیرہ فاحشات کرتا پھرے۔ یہ گمان غلط ہی بلکہ عمدہ اخلاق اور نیک
اقوال کے واسطے تہذیب کا پابند ضرور ہوگا اور اگر طاقتور ہوکر اسکے شکر کی جگہ ناشکری کرے گا کہ جس بندے کو
یہ اکیلا ہی اُسپر ظلم کرے تو اللہ تعالیٰ اُس سے بدلا لیگا۔ پھر اگر کسی نے آخرت سے انکار کیا تو وہ ضرور ہی کہ دنیا کے
باہمی اتحاد و عدل و انصاف کے قانون کا پابند ہوا سلیے کہ دنیاوی تعلقات کو وہ خود سمجھ سکتا ہو اور اسکا نتیجہ ہوگا کہ
اپنے اپنے کام مین مصروف رہیگا اور خرابی و فساد نہوگا اگرچہ بادشاہ کافر ہو۔ لیکن اس سب درد سر کا نتیجہ اُسکے لیے فقط یہی چند روزہ
دنیا ہی کیونکہ اُسنے مرنے کے بعد کسی چیز کے وجود سے انکار کیا ہی اور آخرت کا قائل نہین ہوا تو اسکے لیے طریقہ عمل بھی نہین
اور اگر وہ قوم آخرت کی قائل ہو تو ظاہر ہی کہ دنیا ہی مین آخرت کے کار آمد کام کریگا لیکن وہ آخرت کے ملک مین کبھی نہین گیا اور
اسکے حالات سے واقف ہی تو ضرور متحیر ہوگا کہ مین یہان کس طرح عمل کرون جو میرا یہ کام آخرت کے لائق ہو اللہ تعالیٰ نے اسکے واسطے
اپنے خاص بندۂ پیغمبر رسول کو بھیجا کہ یہ ہمارا بندہ ہی اسکو ہم نے آگاہ کیا ہے یہ مفت خالص خیرخواہی سے تمکو بتلاویگا اور خود بھی
اسی طریقے پر عمل کریگا پس تم اس سے ہدایت حاصل کرو اور آخرت کے لائق اعمال سیکھو۔ یعنے یہی دنیا کے کام ایسے طریقے سے
عمل مین لاؤ کہ آخرت مین جانے کے لائق ہون اور جب عقلمند بندون نے معلوم کیا کہ یہان سے کوچ کرنا موت کے وقت ضرور ہے
اور بعد موت کے آخرت مین جانا ضرور ہی تو اپنے سب کامون کو اسی نیت سے عمل مین لائیگا اسکو سمجھ لینا چاہیے۔ اور اس سے معلوم
ہوگیا کہ جس بادشاہ کا قانون دنیا مین ایسا ہو کہ لوگ راحت و آرام سے بسر کرین اور بادشاہ کافر ہی تو یہ قانون دنیا کی راہ سے انصاف ہی
لیکن حقیقت مین ظلم ہی یعنے جیسے اس بادشاہ نے آخرت سے اور رسول برحق سے انکار کرکے اپنے اوپر سخت ظلم کیا کہ اپنے نفس کو ہمیشہ
دوزخ کے لیے کردیا ہے اسیطرح جو بنیاد اُسکے قانون کی ہے وہ بھی اسی ظلم عظیم کی شاخ ہی اور یہ بات بدیہی ہے فافہم۔ ۵۔ ابن کثیرؒ
نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ۔ ایحسب الانسان ان یترک سدی۔ امام سدی کبیرؒ نے کہا یعنے کیا کافر کا یہ گمان ہی کہ وہ مہمل چھوڑ دیا جائے گا
قیامت مین جزا و سزا کے واسطے نہین اُٹھایا جائے گا۔ یہ گمان غلط ہی بلکہ ضرور قیامت مین اُٹھایا جاویگا۔ مجاہد و ابن زید اور شافعی
نے کہا کہ مہمل چھوڑا جائیگا یعنے نیک کامون کے واسطے مامور نہوگا اور بد کامون سے ممنوع نہوگا یعنے یہ بات حکیم علی الاطلاق جلشانہ کی
حکمت سے خلاف ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ ظاہر یہ بات ہی کہ آیت مین دونون باتین داخل ہین اور معنی یہ ہین کہ انسان کا یہ گمان
غلط ہی کہ وہ مہمل چھوڑ دیا جاوے بلکہ دنیا مین جبتک زندہ ہی عدل شریعت کے مطابق عمل کرنے پر مقید ہی جو احکام ہین اُنکو بجا لاوے
اور جن سے ممانعت ہی انکے پاس نہ جاوے پھر جب مرا تو قبر مین مہمل نہ چھوڑا جائیگا بلکہ صرف اتنی مدت تک برزخ کے احکام مین رہیگا
پھر زندہ کرکے تمام عالم اُٹھایا جاویگا تاکہ ہر ایک نے جو کچھ کیا ہے اُسکا عوض پاوے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ آخرت برحق ہے
(ابن کثیرؒ) اللہ تعالیٰ نے اول سورہ مین فرمایا تھا کہ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ۔ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم
اُسکی ہڈیان جمع نہین کرسکتے ہین۔ ھ۔ اب یہان آخر سورہ مین بعث و قیامت برحق ہونے پر دو دلیلین بیان فرمائین دلیل اول
قولہ تعالیٰ ایحسب الانسان ان یترک سدی۔ اور اسکی نظیر دوسری آیت ہی فرمایا ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا لتجزی کل نفس بما تسعیٰ
یعنے قیامت ضرور آنے والی ہے۔ مین اُسکو اخفا رکھونگا اور اسکے آنے مین ضرورت یہ کہ ہر ایک نفس نے جو کچھ عمل کیا ہے اُسکا
بدلہ اسکو دیا جاوے۔ ھ یعنے وہ مہمل و رائگان نہین چھوڑا جاویگا جیسے احمق لوگ خیال کرتے ہین کہ دنیا مین اللہ تعالیٰ نے
کسی کو خوبصورت بنایا۔ اور وہ شرارت سے بداعمال کرتا ہے اور کسی کو بدصورت بنایا اور نیک بختی سے نیک اعمال کرتا ہے
حالانکہ خوبصورت اس بدصورت کو دیکھکر عیب لگاتا ہے کہ واہ کیا بندر کی صورت ہو اسی طرح ایک کو قوی پیدا کیا وہ ضعیف

Marfat.com

[illegible] مین مذکور ہین کہ فلان ملک و فلان جزیرہ چھین لین تاکہ ہماری برادری والے وہانکے ان
[illegible] روز خراب ہے کہا ہے بدکار عورتون مین ملوث و مست رہتے ہین اور بکثرت [illegible]
[illegible] نیک اعمال کرتے ہین وہ دنیا مین ان اعمال کیواسطے کوئی ثمرہ نہین ہے تو کافر جاہل اپنی شرارت سے یہ چاہتا
[illegible] اور ضعیف مظلوم و فقیر محروم خاک مین ملجاوے کچھ جزا و سزا نہین ہے یہ صریح اُنکی حماقت ہے بلکہ ہر ایک بناوٹ
[illegible] تعالیٰ ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار۔ یعنے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے کہ کیا ہم ان
[illegible] اور نیک اعمال کئے ہین اُنکو ایسے مفسدونکے برابر کردینگے جو زمین مین فساد کرتے ہین یا بھلا ہم پرہیزگارون کو
[illegible] یعنی یہ باطل ہے اور سراسر حماقت ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کافر احمق کا گمان ٹھیک ہوتا کہ قیامت و جزا و سزا کچھ نہین ہے تو لامحالہ یہ سب
[illegible] زندگی مین مفسد ہین اپنی خواہش نفس کے موافق خرابی کر چکے اور حرامکاری و فسق و فجور سے
[illegible] اور جن مظلومون پر انھون نے ظلم کیا اور جنکی عورتون کو خراب کیا اور جنکے مال لوٹے اور اولاد قتل کی وہ بھی
[illegible] قصہ ختم ہوگیا تو لامحالہ لازم آیا کہ وہی بدکار چین کر گئے اور نیک لوگ برباد ہوے بھلا یہ خیال محض حماقت
[illegible] رازی رح نے کہا کہ اس دلیل کی تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو عقل دی جس سے پہچانا جاتا ہے کہ
[illegible] و محنت سے پیدا کرنا اور کسی کو دُکھ نہ دینا اچھا ہے اور جو بندہ اس حالت پر پابند رہا وہ بھی موت سے مرگیا اور
[illegible] سے دھوکا دینا اور چوری۔ رہزنی سے مال چھین لینا اور آراستہ زمین پر چڑھائی کر کے کشت و خون کے بعد
[illegible] بدتر ہے اور جن بدکارون نے اس طرح عمل کیا وہ بھی موت سے مرے اور بعد موت کے سب خاک ہوگیا جیسا کہ کافر
[illegible] بدکار لوگ اچھے اور مزے مین رہے تو لازم آیا کہ خدائے تعالیٰ انھین بدکارون کے قبائح پر راضی تھا اور یہ صریح
[illegible] نزدیک کوئی نہین پسند کرتا جسکو کچھ بھی عقل ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ کیونکر پسند فرماویگا جسنے عقل پیدا فرمائی ہے
[illegible] قبیح اعمال سے اللہ تعالیٰ راضی نہین ہے تو نیک اعمال کے لیے پابندی لازم ہے اور جب اُسنے نیک اعمال کے لیے پابند کیا اور
[illegible] منع کیا اور نفس بہچ گیا کہ بدی نہ کرے تو یہ تکلیف بالکل مہمل نہین ہوسکتی ہے کہ جو چاہے اسپر عمل کرے اُسکے لیے کچھ انعام
[illegible] جو کوئی اس قانون کے خلاف کرے اُسپر کچھ سزا نہین ہے کیونکہ ایسا ہو تو یہ بھی بدکاری کی تعلیم ہے پس لامحالہ لازم
[illegible] سزا کا مقام ہو پس جسنے نیک عمل کئے اُسکو انعام مین منازل شاہانہ و مراتب عالیہ عطا ہون اور جسنے بداعمال کیے
[illegible] دی جاوے لیکن ہم دیکھتے ہین کہ بکثرت مالدار بدکار فاسق فاجر عمر بھر بدکاریون کے بعد مر جاتے ہین اور
[illegible] بھی مر جاتے ہین تو لامحالہ موت کے بعد اُٹھائے جاوینگے تاکہ اپنا اپنا عوض پاوین پس بعث و حشر برحق ہے اور
[illegible] برحق ہے (توضیح تفسیر کبیر) اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنٰى۔ کیا یہ نہین تھا نطفہ منی سے جو ریختہ کیجاتی ہے
[illegible] انسان کا ضعیف یا گندہ منی کا نطفہ نہ تھا جو مرد کی پشت سے لاکر عورت کے رحم مین ڈالا جاتا ہے پھر قادر مطلق
[illegible] اپنی قدرت سے اُسکو دوسرے رنگ مین بدلا۔ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً۔ پھر وہ خون کا تھکا ہوگیا ف پھر قدرت نے
[illegible] بنایا فَخَلَقَ فَسَوّٰى۔ پھر خلقت بنا کر ٹھیک کیا۔ ف یعنے پھر قدرت نے ہر حصہ الگ کیا اور ہر اس
[illegible] شکل جدا بنائی اور ہر عضو کے موافق اسکا مزاج سرد و گرم رکھا مثلاً جس جزء سے معدہ بنایا اُسمین خوب
[illegible] خوب ہو اور جس جزء سے سر بنایا اُسکو سرد رکھا تاکہ فکر و غور کی گرمی و حرارت سے شعلہ نہ مارے اور ہڈیان
[illegible] ہر ایک کی ضرورت کے موافق گوشت چڑھایا اور ہر دو ہڈیون کے بیچ مین نرم باریک ہڈی دی جسکو چپنی ہڈی

Marfat.com

کہتے ہین کہ دونون ہڈیان رگڑ کھا کر ٹوٹ نہ جاوین اور ہر ایک عضو مین اسکا خاصہ پیدا کیا اور اگر ہر ایک مسئلہ کی خاصیت بیان کی
خالق عزوجل کی عجیب بے انتہا قدرت نظر آتی ہی بیان بہت دراز ہی اور عقل متحیر ہی سبحان اللہ تعالی شانہ
صنعت سے جسم ٹھیک کیا جسکے اعضا مین بیشمار حکمتین بھری ہین۔ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ
پس اس سے جوڑا بنایا نر و مادہ ف نر کی مزاجی کیفیت اور خاصیت جدا ہی اور مادہ کی خواہش و خاصیت
پر نسبت بھیجو اگر اہل ایمان اس شان پر غور کرے تو حق تعالی کی قدرت و عظمت سے متحیر ہو اور کافر تو ہزار
لیکن سرکشی و رعونت و حماقت سے کسی جگہ نہین ٹھہرتا اور تعجب تو یہ ہی کہ آجکل نیچر فرقہ نکلا جو یہ کہتا ہی کہ یہ سب نیچر کا
حماقت بیحد یہ کہ وہ خود بھی نہین جانتا کہ نیچر سے مراد کیا چیز ہی مگر اس بیچارے کو اللہ تعالی کے ماننے مین شرم آتی ہے
الغرض اللہ تعالی نے کافر کو اپنی قدرت کا اثر اسکی بنی نوع کی پیدایش مین دکھلا دیا پھر فرمایا۔ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى
اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى۔ کیا یہ رب عزوجل اس امر پر نہین قادر ہی کہ مردے زندہ کردے ف یعنے جس پاک پروردگار نے
اس صنعت عجیبہ سے ابتداء مین پیدا کر دیا کیا اُسکو یہ قدرت نہین کہ انتہا مین اعادہ کر دے حالانکہ دنیا مین جسکو کچھ بھی عقل ہے
وہ اتفاق کرتا ہی کہ دوبارہ اعادہ کرنے سے ابتدائی ایجاد دشوار ہوتی ہے پس مؤمن صالح اس آیت کو سنکر کہتا ہی سبحانک اللہم
فبلی یعنے الٰہی تو پاک ہی تو کیون نہین زندہ کر سکتا ہی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس آیت پر
یون ہی کہا کرتے تھے کما رواہ الامام ابوداؤد وابن ابی حاتم و ابی ہریرہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
کہ جو کوئی تم مین سے والتین والزیتون پڑھے اور الیس اللہ باحکم الحاکمین پر پہونچے تو کہے کہ بلی وانا علی ذلک من الشاہدین۔
یعنے ضرور اللہ تعالی احکم الحاکمین ہی اور مین اسکی گواہی دیتا ہون اور جو شخص لا اقسم بیوم القیامۃ پڑھے اور الیس ذلک بقادر
علی ان یحیی الموتی پر پہونچے تو کہے کہ بلی۔ یعنے بے شک ہمارا پروردگار قادر ہے کہ مردے کو زندہ کرے اور جو کوئی المرسلات پڑھکر
فبای حدیث بعدہ یومنون۔ پر پہونچے تو کہے کہ آمنا باللہ یعنے آیت کے معنے یہ کہ پھر اسکے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے تو کہے کہ ہم
اللہ تعالی پر ایمان لائے (رواہ الامام احمد وابوداؤد والترمذی) اور اسکی اسناد صحیح ہی خطیب رح نے ابن عباس رض سے نقل کیا کہ
نمازی بھی کہے خواہ امام ہو یا مقتدی ہو قتادہ رح نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت الیس ذلک
بقادر الآیہ پڑھتے تو کہتے۔ سبحانک وبلی (ابن جریر) اور ابن عباس رض بھی یہی کرتے تھے (رواہ ابن ابی حاتم) یہ تفسیر امام ابن کثیر
وغیرہ مین ہی۔ رازی رح نے کہا کہ قیامت برحق ہونے پر یہ دوسری دلیل ہی اور اسکی تقریر خود ظاہر ہی اگر کہا جاوے کہ قولہ نطفۃ من منی
کافی تھا۔ اُسکے بعد (یمنی) فرمانے مین کیا لطف ہی (جواب) عظیم بلاغت ہی کہ اس کلمہ سے کمال حقارت نظر آتی ہی اور گویا نہایت
لطیف ہی گویا یہ فرمایا گیا کہ اُس کا ذکر خیال نہین ہی کہ وہ نطفۂ حقیر سے پیدا ہوا جو مخرج نجاست سے لیکر ڈالا گیا ہی تو اسکو کیا لائق
ہی کہ رب عزوجل کی طاعت سے تکبر کرے۔ یہ معنے فقط (یمنی) سے اشارہ فرمائے گئے جیسے نصرانیون سے کہا گیا کہ کانا یاکلان الطعام
یعنے جیسے عیسی علیہ السلام وانکی والدہ مریم دونون طعام کھاتے تھے۔ یعنی مقتضائے بشریت ان مین صاف موجود تھا تو قضائے حاجت
کو جاتے تھے۔ مراد بیجانہ پیشاب ہی۔ یعنے بھلا کیونکر ان دونون مین خدائی اور الوہیت مانی گئی ہی پس الوہیت فقط اللہ تعالے
وحدہٗ لاشریک کے واسطے ہے جس نے تمام مخلوقات کو عجیب قدرت سے پیدا کیا اور اُسکی قدرت بے انتہا ہی اور جب وہ چاہیگا
مردے زندہ فرماویگا اللہم آمنا بک فاغفرلنا وانت ارحم الراحمین ف اشارات عرائس و ابن العربی مین ہی کہ قولہ تعالی لا اقسم
بیوم القیامۃ الآیہ اللہ تعالی نے روز قیامت کی قسم کے ساتھ نفس لوّامہ کی قسم ملا دی کیونکہ قیامت مین جو حالات واقع ہونگے

[illegible] نفس لوّامہ مین متمکن فرمایا ہی قیامت ایک عالم ہی اور نفس لوّامہ دوسرا عالم ہی اور جو بندہ کہ نفس لوّامہ کی معرفت [illegible] ہوا اسکو نفس لوّامہ سے وہ سب ظاہر ہوتا ہی جو قیامت مین واقع ہوگا کیونکہ نفس مذکور مین تجلی سے ملکوت وجبروت مع [illegible] عجائب کے ظہور ہوتا ہی اور عرش سے فرش تک انواع عالم سے مقصود یہی نفس لوّامہ ہی۔ نفس لوّامہ روح ناطقہ ہی جو اپنے رب عزوجل سے عارف ہوئی اور مشتاق وعاشق ہوتی ہی ہر دم خطرۂ تغیر سے اپنے آپ کو ملامت کرتی ہی اور جو درجات ومقامات [illegible] اسے حاصل ہوتے ہین ان مین ادب سے قیام کرتی ہے اور ہمیشہ معرفت مین اپنے قصور پر نادم ہوتی ہی اور ہر لحظہ حضوری مین شرمسار وخجل ہو کر حاضر رہتی ہی اور اسکی نظر اعمال کی طرف نہین ہوتی کیونکہ جمیع اعمال خیر اسکے نزدیک مچھر کے پر برابر نہین ہین اگرچہ اعمال صالحہ مین اسکی سعی بہت زیادہ ہی اور ہر دم نفس انسانیہ وحیوانیہ کو ملامت کرتی ہی جبکہ یہ دونون مقتضاے عقل کے موافق عمل کرنے مین قاصر ہو کر معصیت مین مبتلا ہوتی ہون اور عقل سے مراد عقل قدسی ہی اور یہی اُسکے واسطے وزیر خوش تدبیر ہی لیکن نفس لوّامہ کی طرف سے یہ ملامت نفس انسانیہ وحیوانیہ کو اس وقت تک رہتی ہی جبتک نفس مذکور حالت سیر مین ہے اور جب وہ مقام قدس مین واصل ہوتی ہی تو پھر ملامت ساقط ہو جاتی ہی کیونکہ وہان رسوم وحدوث کا اثر نہین رہتا بلکہ نفس فنا ہو جاتی ہی یعنے اپنی خودی سے خارج ہو جاتی ہی اور بحر ربوبیت کے انوار سے مطمئنہ ہو کر نکلتی ہی پھر جب رسوم عبودیت مین آنا چاہتی ہی تو اُسکو ندا ے حق سبحانہ تعالیٰ پہونچتی ہی کہ۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک الآیہ یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے رب عزوجل کی طرف رجوع کر درحالیکہ راضیہ مرضیہ ہی۔ یہ سب اشارہ اس بنیاد پر ہی کہ نفس لوّامہ سے مراد نفس مطمئنہ ہو اور سہل رحؒ نے کہا کہ نفس لوّامہ سے مراد وہ نفس ہی جو بکثرت وخود بُرائیون کی جانب مائل ہوتی ہی اور حرص وآرزوئین اسکی جبلی خصلت ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ بعض نے کہا کہ قولہ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔ انسان جو کہ عارف ہوا اگرچہ اُسنے پردے ڈالے یعنے حجاب بدن مین ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ سیاق آیت سے یہ ترکیب خلاف ہی حتی کہ اگر تفسیر کہی جاوے تو کفر ہو جاوے ولیکن تفسیر جو سابق مین گذری ہی وہ تفسیر سمجھی جاوے اور اُس سے اشارہ یہ لیا جاوے کہ معرفت حق سبحانہ تعالے غیر متناہی ہی اور کافر ومومن کے لیے ایک حد مقرر کی گئی جس سے جنتی ودوزخی جدا ہو گئے پھر جو شخص حد جنت مین آگیا وہ حقیقی معرفت کے مقابلہ مین ہیچ ہے تو جب تک کفر ہے معاذیر مین رہتا ہے پھر معاذیر شرمندگی ہین اور وہ اپنے نفس سے عارف ہوتا ہی اور یہ ولایت کا کمتر مرتبہ ہی فافہم ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ لا اقسم بیوم القیامۃ الخ اللہ تعالیٰ نے یوم القیامۃ کے قسم کے ساتھ نفس لوّامہ کی قسم ملائی تاکہ دونون کو شرف حاصل ہو اور درحقیقت انجام کی راہ سے دو چیزین شان عظیم رکھتی ہین اور یہی دونون مین مناسبت ہی اس واسطے کہ نفس لوّامہ کے واسطے درحقیقت قیامت ہی اور نفس لوّامہ ہی درحقیقت قیامت واقع ہونے کی تصدیق کرتی ہی اور اسکے لیے سامان مہیا کرتی اور مستعد ہی اور لوّامہ اسلیے اسکا نام ہی کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو نیکیون سے کوتاہی کرنے مین ملامت کرتی ہی اگرچہ اتقیاے ابرار کے مثل نیکیان کرتی ہو کیونکہ زیادتی مین اسکی نظر کسی جگہ توقف نہین کرتی بلکہ نیکیون کی زیادتی اور کثرت چاہتی ہی۔ کیونکہ آخرت وثواب بوجہ کمال یقین کے اسکی نظر کے سامنے ہے تو جب وہ اس صورت مین اپنے آپ کو ملامت کرتی ہی تو ظاہر ہی کہ اگر اتفاقاً خطا ونسیان سے کوئی گناہ اُس سے سرزد ہو جاوے تو کس قدر ندامت سے اپنے آپ کو ملامت کریگی۔ جواب قسم محذوف ہی یعنے قولہ لا اقسم بیوم القیامۃ الخ قیامت ونفس لوّامہ کی قسم فرمایا کہ تم لوگ ضرور قیامت کبریٰ کے لیے اُٹھائے جاؤگے یہ جواب اسواسطے حذف ہوا کہ قولہ تعالیٰ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ۔ [illegible] کرتا ہی یعنے کیا انسان یہ گمان کرتا ہی کہ ہم اُسکی ہڈیان اسپر مجموعہ نہ کرینگے۔ بلی کیون نہین ضرور جمع کرینگے۔ ھ۔ اس سے

معلوم ہوا کہ قیامت سے مراد چھوٹی قیامت یعنے موت ہی اور آئندہ کلام الہی أیحسب الانسان [illegible]
ہم قادر ہین کہ اسکے بنان ٹھیک مستوی کرین۔ یعنی اسکی انگلیون کے سرے بعد ریزہ ریزہ ہونے کے [illegible]
اسی طرح ٹھیک کردین جیسے پہلے تھا۔ ظاہری تفاسیر مین سے بعض مین وارد ہوا کہ جہان مستوی کر [illegible]
ہاتھ و پاؤن کے نیچے اس طرح ایک سان کردین باہم ملاکر کہ ایک ہی چیز ہو جاوے جیسے گدھے کے [illegible]
(قولہ) بل یرید الانسان لیفجر امامہ یسأل ایان یوم القیامۃ یعنے بلکہ انسان اسی لکار سے بچا رہنا چاہتا ہے کہ آگے [illegible]
اور برابر اسی بدکاری پر قائم رہے یہ خواہش اسکو ذاتی ہو کیونکہ انسان مذکور فقط یعنے گوشت جیسے [illegible]
اسنے تو روح و عقل سے کچھ ظہور نہین پایا ہی اور اسکا جسم اپنی ذاتی طبیعت سے شہوات بدنی کی طرف مائل [illegible]
مائل ہوتے ہین فرق فقط اسی قدر ہی کہ ان دونون جانورون مین سے ہر ایک اپنے لائق چیز کو اسی [illegible]
حاضر و مستقبل کو اسی خواہش مین صرف کرنا چاہتا ہی اور اسی مشغولی مین وہ قیامت سے غافل ہی بلکہ اسکی [illegible]
نہین پہونچتی ہی اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو معذور رکھا کہ جب تک رسول مرسل کی ہدایت و تبلیغ انکو نہ پہونچے [illegible]
عذاب نہ کیا جائیگا کیونکہ خود اسکی نگاہ وہانتک نہین پہونچ سکتی ہی۔ ولیکن جسنے رسول کے سمجھانے سے نہ مانا تو [illegible]
بہائم چوپایون کے مثل مستحکم ہوگئی لیکن اُنسے بدرجہا بدتر اسلیے کہ انکی خلقت مین ہٹ دھرمی نہین ہی اور عقل [illegible]
باوجود اسکے بہائم اپنے رب عز و جل کو پہچانتے ہین اور رسول اللہ کے لیے گواہی ادا کرتے ہین اور قیامت [illegible]
ٹھہراتے ہین برخلاف انکے یہ آدمی جو جانور بن گیا ہی اسنے عقل سی نعمت برباد کی اور رسول اللہ سے انکار کیا [illegible]
شہوات مین اس درجہ منہمک ہوا کہ رسول اللہ کے سمجھانے پر منہ زوری سے جھٹلاتا ہی اور عداوت آمیز انکار سے پوچھتا ہی کہ ایان
یوم القیامۃ۔ وہ قیامت جس سے ڈراتے ہو وہ کب ہی۔ اللہ تعالیٰ نے آگے آیات مین اُسکو موت قطعی کے ذریعے ان لذات
سے قطع کیا کیونکہ موت سب لذتین قطع کرنے والی چیز ہی جب یہ توجہ قائم ہوئی تو انسان کا انہماک کم ہوا تب وہ اس نمونہ [illegible]
قیامت کی طرف توجہ لاویگا (قولہ) فاذا برق البصر جب نظر متحیر و بدہوش ہو کر ٹکٹکی لگاوے بوجہ گھبراہٹ موت کے۔ وخسف القمر
اشارہ ہی کہ اُسوقت مین قلب سے نور عقل نکل جاتا ہی تو قلب کا چاند گہنا جاتا ہی۔ وجمع الشمس والقمر۔ اسمین اشارہ [illegible]
جس سے نور پہونچتا ہی وہ آفتاب بھی نکل آیا اور اسکو گہن نہین لگ سکتا وہ روح کا آفتاب ہی بلکہ وہ تو جب بدن مین [illegible]
مین تھا اب نکل آیا اور اپنے چاند کے ساتھ جمع ہوگیا اور دونون ملکر نمونۂ قیامت کے طور پر مغرب سے نکلے اور وہ انسان [illegible]
اور انسان کے بدن پر شروق جاتا رہا وہ چمک دمک مٹ گئی۔ یقول الانسان یومئذ این المفر اُسوقت انسان کہیگا [illegible]
کہان ٹھکانا ہی۔ یعنی اسوقت مین کہین جگہ تلاش کریگا کہ جہان بھاگ کر جان بچاوے۔ کلا لا وزر۔ اُسکو جھڑک دیا گیا [illegible]
کہان مفر تلاش کرتا ہی کہین تیرے لئے پناہ نہین ہے۔ الی ربک یومئذ المستقر۔ فقط تیرے ہی رب کی طرف قرارگاہ ہے لیکن
کافر ہی تو جنت مین نہین بلکہ جہنم مین ہے اور انسان کا اِس ٹھکانے کے اختیار کرنے یا نہ کرنے مین کچھ حیلہ نہین [illegible]
ہی کے سپرد ہی جیسے فرمایا۔ ان الی ربک الرجعی۔ تیرے رب ہی کے سپرد ہی بازگشت (قولہ) ینبأ الانسان یومئذ بما قدم واخر [illegible]
وہ اعمال ہین جنکا ثواب ہی اور ریا ایسے انسان سے ہوتے ہین جو اپنا شعار ہی اور موخر وہ اعمال ہین [illegible]
پیچھے چھوڑ دئے گئے بوجہ اسکے کہ بے ایمان آدمی نے کیے تھے تو بیجان ہونے سے آخرت کے لائق [illegible]
سے نہین کیا (قولہ) بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ الخ انسان اس وجہ سے اپنے نفس پر بصیر ہوتا ہی [illegible]

Marfat.com

...نہین ہین یعنے ان اعمال کے واسطے صورتین ہین اور انسان کے ساتھ لازم ہین کسی طرح منفک وجدا نہین ہو سکتے ہین جیسے اعضاء
بدن کبھی جدا نہین ہو سکتے ہین یعنے بدن کے اجزا جدا نہین ہو سکتے ہین لیکن دنیا مین اگر اللہ تعالیٰ سے زاری کرتا تو بد اعمال مثل
برگ خزان ...اللہ تعالیٰ ساقط فرماتا اور سوائے اسکے کسی مین یہ قدرت نہین ہی کہ جدا کر سکے۔ پھر یہ اعمال کفریہ اگرچہ جہنم کے اُس پار
...جانے کے قابل نہین ہین لیکن جہنم کی حد تک رہ سکتے ہین کیونکہ جہنم تو جمیع قبیح ومکروہات کا مجمع ہی وہان تو شیطان
... اور جب سمجھ چکے کہ اعمال انسان کے ساتھ کس طرح لاحق ہین تو شخص عرصات قیامت مین جس حال سے اپنے اعمال کے
ساتھ ہی خود نظر آتا ہی اور نہین تو وہ خود تو اپنے آپ کو مع اپنے اعمال کے خوب دیکھتا ہی پھر معذرت لانے سے اُسکو کیا فائدہ ہوگا سوائے
اس جدال کے کہ یہ زبردستی میرے ساتھ لاحق ہین لیکن اُسکے اعضا گواہی دینگے کہ یہ جھوٹا ہی بیشک اسنے انکو کیا ہی۔ (قولہ) لا تحرک
بہ لسانک لتعجل بہ الخ شیخ ابن العربی رح نے لکھا کہ انسان اپنی جبلت مین جلدباز واقع ہوا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خلق الانسان
من عجل۔ آدمی جلدی سے پیدا ہوا ہی۔ھ۔ یعنے جلدی اسکی جبلت مین ہی۔ اسی واسطے انسان اپنی طبیعت پر چھوڑا جاوے تو
وہ عاجلہ یعنے دنیا اختیار کرتا ہی جو بالفعل جلد میسر ہی اور اسی عاجلہ کے وجہ سے وہ (آجلہ) یعنے آخرت سے محجوب ہو جاتا ہی۔ یہ اشارہ اپنے
رسول حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھایا اور اُسکا نمونہ خود آنحضرت کی قرأت شریف مین دکھلایا کہ دیکھ تو باوجود اس تمام تمکنت اور وقار کے
ہماری القائے وحی کے وقت جلدی سے زبان کو جنبش دیتا ہی کہ تمام لذت کلام ساری ہو جاوے اور جاتی نہ رہنے پاوے اسیواسطے
آیندہ منصوص ہی کہ۔ کلا بل تحبون العاجلۃ الخ یعنی یہ تو کچھ نہین بلکہ بنی نوع الانسان کا حال یہ ہے کہ تم لوگ عاجلہ کو محبوب رکھتے ہو اور
آجلہ آخرت کو چھوڑتے ہو یعنے اگر اپنی جبلت کی پیروی پر چھوڑے جاؤ تو یہی کروگے۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
طمانیت ہی اور اس صنعت سے دوسروں پر ملامت ہی۔ اور حکم یہ دیا کہ آپ ایسی حالت مین اپنے نفس کو ظاہر و مضطرب نہ ہونے دیجئے
بلکہ وحی کے وقت اسکو غائب رکھیے اور قلب کو نفس کی صفات مانند عجلت وغیرہ سے خالی رکھیے اور بالکل ہماری طرف متوجہ رہیے اور
قرآن کی کوئی آیت اپنے قلب سے نکل جانے کا کچھ خوف نہ کیجیے۔ ان علینا جمعہ وقرآنہ۔ یہ بات ہمارے اوپر ہی کہ ہم اُسکو تیرے
قلب مین جمع کرین اور یہ کہ تو اُسکو تلاوت کرے۔ھ۔ پھر کچھ خوف نہین رہا۔ شیخ رح نے لکھا کہ اسمین اشارہ یہ ہی کہ اسکا جمع مقام وحدت
مین ہونا چاہیے اور تجھے اُسکی قرأت ہم سے ہونی چاہیے یعنے آنکہ تو اپنی ذات سے فانی ہو اور عین الجمع مین باقی ہو جہان کہ تیرا
وجود و بقیہ وعین واثر نہین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ وجہ اشارہ قولہ علینا ہی مقام الجمع اور یہی وصول بعین وحدت ہی اور فنائے ذات
بقائے حق ہی اور یہ اشارہ قولہ قرآنہ سے از زیادہ ظاہر ہی کیونکہ معنی یہ ہین کہ علینا قرآنہ اسی طرح زیادہ ظہور فی قولہ فاذا قرأناہ فاتبع
قرآنہ مین ہی یعنے جب ہمنے اُسکو تیرے فنار کی حالت مین ایجاد فرمایا تو اُسکی اتباع کر ... بمقام بقار بعد الفنار ہی اور ظہور
قلب والنفس بمقام تفصیل ہی مترجم کہتا ہے کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ ان لوگون نے (علینا) سے اتحاد نکالا اور گمراہ
فرقون مانند معتزلہ وغیرہ نے اسی کلمہ سے (وجوب) کا مسئلہ نکالکر گمراہی اختیار کی اور افتراق پیدا کیا اور یہ عجب قدرت
حق ہی وقد قال تعالیٰ ما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ الآیہ۔ یعنے جو کتاب انکو اللہ تعالیٰ نے صلاحیت واتحاد و ہدایت کے لیے
دی تھی اور وہی باہمی اتفاق واتحاد کی چیز تھی اور اسی چیز کو ان لوگون نے باہمی نفاق ولڑائی وجھگڑے کا آلہ بنالیا
اسی طرح یہ معجزہ اس امت مین واقع ہوا کہ سلف صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسی کتاب پاک سے باہم متحد و یکدل
تھے اور جب خوارج وغیرہ گمراہ فرقے نکلے ہین اور حجاج ظالم وغیرہ پیدا ہوئے ہین تب بھی یہ لوگ ایک دل متحد تھے
...کبھی رافضی وخارجی شبہہ دلاوے کہ ان مین باہم قتال واقع ہوا تو جواب یہ کہ باہمی قتال سے ان کے دلون کی حالت

Marfat.com

یہ تھی کہ ہم یہ مسئلہ جانتے ہین اور تم دو مسئلہ جانتے ہو تو آؤ خدا کے لئے فیصلہ کر لین اور ایک دوسرے کو [illegible]
صاحب العرائس نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان علینا جمعہٗ وقرآنہٗ - اشارہ ہی کہ قرآن کلام آلہی ہو قائم [illegible]
کے وقت عجلت نہ کرتا کہ حفظ رکھے کیونکہ قرآن ہمارے نزدیک محفوظ ہے انوار کلام حق سے تیرے قلب پر تجلی ہوگی [illegible]
قرآن ہو جائے گا کبھی فراموش نہین کریگا اور جب نور قرآن سے تیرا قلب منور ہوا تو اُسکے معانی [illegible]
جمع ہونگے اور اُسکی قرارت وبیان تیری زبان پر جاری ہوگی اور شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قرآن کا [illegible]
باطن مین ہوگا اور اُسکی قرارت علانیہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن اُنکے اسرار مین ودیعت رکھا اور اس سے لطائف بیان [illegible]
ہوا (عرائس) قولہ تعالیٰ کلا بل تحبون العاجلۃ الآیہ - شیخ ابن العربی رح نے مانند زمخشری صاحب کشاف کے یہان [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین رجوع لیا ہی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عجلت سے منع فرمایا اور عام خطاب (بل تحبون العاجلۃ)
بلکہ تم لوگ عاجلہ کو پسند کرتے ہو - ھو - معنے یہ کہ بشریت کی راہ سے عجلت کی صفت تم مین اور لوگون مین یکسان ہی کیونکہ عجلت
انسانی طبیعت کا اقتضار ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (خلق الانسان من عجل) یعنی
عجلت گویا انسانی جبلت کا مادہ ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ بات تحقیق کے خلاف ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک
سے حصۂ شیطانی شق صدر کرکے تین مرتبہ نکال دیا گیا اور حدیث مین ہی کہ عجلت شیطان کی طرف سے ہی،، پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہی
کہ یہ عجلت شیطانی آپ مین دیگر افراد انسان کے برابر ہو علاوہ برین یہان عاجلہ سے عجلت مراد نہین ہی بلکہ دنیا مراد ہی بدلیل اسکے
کہ مقابلہ مین آخرت کے واقع ہی یعنے بل تحبون العاجلۃ وتذرون الآخرۃ - بلکہ تم لوگ عاجلہ پسند کرتے ہو اور آخرت چھوڑتے ہو
پس یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ انسان کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو پسند کرتے اور آخرت کو چھوڑتے ہون - یہ محض غلط ہے اور
زمخشری سے تعجب نہین کیونکہ اُسکو اعتزال کی بیماری تھی وہ جائز سمجھتا تھا کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ ہو جاوے اور عجب تو
شیخ ابن العربی سے ہے کہ کیونکر اسکو اختیار کیا اور حق یہ کہ یہان سے کافرون پر تشبیہ ہی اور درمیان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی عجلت قرأت کا بیان اسلیے فرمایا کہ کافرون پر ظاہر ہو کہ صالحین ابرار کی یہ شان ہی کہ قرآن پاک کے واسطے جلدی کرتے ہین
برخلاف اِنکے کافرون کی یہ حالت ہی کہ دنیاے فانیہ عاجلہ کی طرف محبت سے جلدی کرتے ہین اور آخرت چھوڑتے ہین اور یہ معنی
صحیح ہین فافہم قولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ - نضارت ان چہرون پر اس جہت سے ہوئی کہ نور قدس مین پہونچے اور نعمت
حقیقیہ سے مسرور ہوے اور عالم ملکوت سے متصل ہوگئے - الی ربہا ناظرۃ - اپنے رب ہی کی طرف ناظر ہین - یعنے خالص حضرت ذات
قدس ہی کی طرف متوجہ ہین اور انوار صفات مین متوجہ ہین اور سواے حضور قدس کے کسی جانب اُنکی توجہ نہین ہی کیونکہ اس حالت
مین کوئی نعمت مقابل نہین ہوسکتی ہی (ابن العربی) اور صاحب العرائس رح نے فرمایا کہ وصف تازگی اس لئے کہ انھون نے
اپنے رب عزوجل کو راضی پایا تو ہیبت زائل ہوگئی اور جب تمام رضا سے کشف حجاب فرمایا تو حسن تجلی جمال سے نضارت کا ملہ مع
حسن شاملہ حاصل ہوئی مترجم کہتا ہی کہ اس قول کے واسطے حدیث بھی دلیل ہی کہ صحیح مین آیا ہی کہ اہل جنت اپنے ازواج کے ساتھ
بہجت و سرور مین خوش عیش ہونگے کہ ناگاہ اُنکو بشارت حضوری دیجاویگی اور سواریان حاضر ہونگی پس روانہ ہوکر موقف
مین پہونچین گے اور وہان دیدار نصیب ہوگا جسکے مثل کوئی نعمت انھون نے نہین پائی ہی اور اس سے اُنکے چہرون پر
حضرت قدس سے وہ حسن آویگا کہ قیاس نہین ہوسکتا اور جب اپنے گھر واپس آوینگے تو انکی بیبیان کہین گی [illegible]
چہرون پر ماشاء اللہ حسن عجیب ہی اور یہ لوگ اُنسے حال بیان کرینگے پھر نظر کرکے دیکھینگے کہ انکی ازواج پر بھی حسن [illegible]

تو اُنسے بھی سوال بیان کرینگے۔ تمام حدیث طویل صحاح وسنن مین ہی اس سے ظاہر ہی کہ یہ حسن نضارت انکو دیدار قدس سے حاصل ہوگا اور واضح ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب کوہ طور پر مکالمہ مین دیدار کی درخواست کی تو ایک تجلی سے پہاڑ چیخ اُٹھا اور جل گیا اور موسیٰ بیہوش ہوئے تو اسکے بعد سے حضرت موسیٰؑ کے چہرے پر ایک نور تھا کہ کسی کو دیدار کی تاب نہین ہوتی تھی حتی کہ نقاب کے مانند چہرے پر ڈالے رہتے تھے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم شیخ العرائس رح نے لکھا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ یہ بندگان صالحین رحمت دیدار کے وقت حالت انبساط اور صحو مین ہونگے یعنے اُسوقت حالت رحمت وجمال کا ظہور ہوگا کیونکہ اگر حالت عظمت وکبریا وجلال مین مشاہدہ ہو تو سب جل جاوین اور نیست ہون اگرچہ وہان موت نہین ہی اور دیدار انکو بنور الوجہ حاصل ہوگا بلکہ بقوت باری تعالیٰ اُسکو دیکھین گے بلکہ وہان وجود عارف ہمہ تن آنکھ ہو جاویگا اور جمیع ذات سے حبیب کا دیدار ہوگا اور یہ آنکھین اُنکو تجلی حق سبحانہ تعالیٰ سے حاصل ہونگی اور جب یہ معلوم ہوا تو سمجھ لے کہ یہ دیدار نظر حق از خود بخود ہی اور نظر حبیب محجوب وہان متحد ہی مترجم کہتا ہی کہ مولوی روم علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا ہے جملہ معشوق ست وعاشق پردۂ + زندہ معشوق ست وعاشق مردۂ + یعنے سب معشوق ہی معشوق ہی اور عاشق فقط ایک پردہ ہی اور زندہ تو معشوق ہی اور عاشق مردہ ہی۔ یہ بیان اگرچہ اس دار دنیا مین ہی اسلیے کہ آخرت مین جو لوگ نور الحی القیوم سے یہان زندہ ہو چکے ہین اور اپنے نفس کو مردہ کر چکے ہین وہان اسی زندگی سے ظاہر ہونگے تو حیات حق وبقاے قدس انکو پہلے ہی حاصل ہو چکی ہی لیکن دیدار کے وقت دوسری شان ظہور کریگی اور اسی نکتہ کی وجہ سے تم نے جنت کی تعریف سنی کہ جنتی کا ارادہ جس چیز سے متعلق ہوگا وہی موجود ہو جاویگی اور وہان تو اس جسم مکدر کی طرح سانس کی کیفیت نہین ہی بلکہ حدیث مین ہی کہ جنتیونکو تسبیح اسطرح الہام کیجائیگی جیسے تم لوگ سانس الہام کیے جاتے ہو یعنے سانس انسان سے چلی جاتی ہی اسیطرح اُنسے تسبیح ہر دم ہوگی گویا انکا دم ہی تسبیح ہوگی اور یہان سانس اس جسم کی بقا ہی اور دم بند ہونے سے جان گھٹ جاتی ہی وہان ان مکدرات سے نجات ہی۔ قال الشیخ اور حضرت استاد علیہ الرحمۃ نے کہا کہ آیت دلیل ہی کہ بندگان صالحین بصفت بیداری ہونگے اور اُنپر حیا ودہشت طاری نہوگی اسواسطے کہ نضرت علامت بسط ورحمت ہی اور بقا بحالت لقا اتم ہی اور رؤیت حق مین بندے کا فانی ہونا اتم ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (عرائس) اور ابن العربی رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ باسرۃ الآیۃ۔ یہ لوگ جہنمی ہین تو وہان کی تاریکی وعذاب اور ہولناک حالات دیکھنے سے ان کے چہرے نہایت قبیح صورت مین ہون گے اور جیسے نعیم جنت مین انواع کرامات ہر روز بڑھتے جاوینگے حتی کہ ان کی کوئی حد محدود نہین ہے اسیطرح جہنمیون کو جہنم مین انواع عذاب کی توقع ہوگی اور جس نے دل سے توجہ کی وہ جانتا ہے کہ دونون قسم مین بے انتہا فرق ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (ابن العربی) اور واضح ہو کہ جنت ظہور رحمت ہی اور جہنم ظہور غضب ہی اور جناب باری تعالیٰ کی ان دونون صفات کے قدیم ہونے مین کسی کو تردد نہین ہے بس کچھ شک وشبہہ نہین کہ انکے ظہور آثار کے لیے کبھی عدداً انتہا نہین ہے اور بعض نے دقیق اشارہ کیا کہ ظہور رحمت مین ترقی بمزید فضل ہے اور ظہور غضب مین عدل ہی اسی واسطے تم نے دیکھا کہ اہل جنت کے واسطے ان کے اعمال حسنہ مین اگر ایک نیکی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو بہت گونہ فرماوے گا اور اپنی طرف سے اجر عظیم عطا کرے گا چنانچہ سورۂ نساء کی آیت مین مصرح ہے اور اہل جہنم کے حق مین جو کچھ ان کے اعمال ہین وہی انکے ساتھ لازم ہونگے اور ان اعمال پر کچھ زیادتی نہوگی اور یہ بھی مقتضاے سبقت وغلبۂ رحمت ہے اور دوران صفات کے دائرہ مین جانب اول کی جہت مزید ہے اور جانب ثانی کی جہت تنقیص ہے تاکہ غلبۂ رحمت وسبقت قائم رہے

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

Marfat.com

سورة الدهر مكية وهي احدى وثلثون آية

اس سورۂ مبارک کا نام سورة الانسان اور سورہ ہل اتی اور سورة الدہر اور سورة الامشاج [illegible]
[illegible] ناموں کی کثرت ہوتی ہی تو یہ اُسکے معروف و مشہور ہونیکی دلیل ہی چونکہ یہ سورہ قرآنیہ ہی تو شرف و برکت و فضیلت
آیات اکتیس ہین اور کلمات دوسو چالیس ۲۴۰ ہین اور حروف ایک ہزار چوّن ہین (مہس) پھر اختلاف یہ ہی کہ یہ سورہ
اور تفسیر ابن کثیر رح مین ہی کہ یہ مکیہ ہی اور کچھ اختلاف مذکور نہین ہی اور شیخ رح نے کسی سورہ کے متعلق اسکا ذکر نہین فرمایا
اور یہی تفسیر کبیر و ابو السعود مین ہی پس شاید شیخ ابن کثیر رح کے نزدیک مختار یہ کہ سورہ مکیہ ہی اور سراج وغیرہ تفاسیر مین لکھا
وابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہی اور یہی مقاتل وکلبی سے مروی ہی اور زمخشری و بیضاوی نے اسی
اور جمہور علما رح کے نزدیک یہ سورہ مدنیہ ہی اور شیخ جلال رح نے لکھا کہ یہ سورہ مکیہ ہی یا مدنیہ ہی یعنے کسی بات پر جزم نہین کیا حسن
رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سورہ مدنیہ ہی سوائے ایک آیت کے یعنے ایک آیت مکیہ ہی وہ قولہ تعالیٰ فاصبر لحکم ربک ولا تطع منہم آثما او
اور بعض نے کہا کہ اسمین بعض حصہ مکیہ ہی اور بعض حصہ مدنیہ ہی پس قولہ تعالیٰ انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا سے آخر سورہ تک
اور اس سے پہلے سب مدنیہ ہی (السراج) مترجم کہتا ہی کہ قول خیر اگر ثبوت ہو تو دونون قولون مین موافقت ہی اور ابن عباس
وغیرہ جنھون نے فرمایا کہ سورہ مکیہ ہی تو انکے قول کے یہ معنے لیے جاوین کہ اس سورہ کا نزول ابتدا مین مکہ معظمہ مین شروع ہوا
اور ابن عباس سے یہ روایت بھی ہی کہ سورہ مکے مین نازل ہونا شروع ہوتا وہ مکی قرار پاتا پھر اللہ تعالیٰ اسمین جو کچھ چاہتا تھا زیادہ
فرماتا تھا۔ اس روایت کے موافق ابن عباس رض نے اسکو مکیہ فرمایا اگرچہ زائد آیات مدینے مین نازل ہوئین اور اگر حسن و عکرمہ وغیرہ
نے مدنیہ کہا تو اسلیے کہ ابتدائے سورہ سے مدینے مین نازل ہوا ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور یہ بات بارہا اس تفسیر مین بیان
کردی گئی کہ مکیہ یا مدنیہ پہچاننا خاص کلام الٰہی تعالیٰ کے لیے جزو نہین ہی اور نہ عام لوگون کو اس سے کچھ فائدہ ہی بلکہ یہ بزرگ
علما کے واسطے رکھا گیا ہی کہ آثار و اخبار اور احادیث کے بیانات اور اسرار آیات مین غور کر کے اجتہاد سے معلوم کرین کہ مکیہ ہے
یا مدنیہ ہی اور اس سے فائدہ بھی اجتہاد مین ہوتا ہی مثلاً مکیہ سورہ مین ایک حکم ہوا اور مدنیہ منورہ مین اسکے واسطے دوسرا حکم ہوا تو یہ دلیل
ہی کہ اول حکم منسوخ فرمایا ہی اگرچہ اتنی بات پر نسخ ثبوت نہین ہوتا ہی ولیکن یہ بات تائید مین سے ہے فافہم پس اس سورہ
مبارک کی فضیلت عامہ وہ ہی جو کلام الٰہی کی فضیلت ہی اور خاصۃً اسرار کو کاملین اولیا سمجھتے ہین اور بعض روایات اسکے متعلق خاص
وارد ہوئی ہین ازانجملہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وارد ہوا کہ اہل حبشہ مین سے ایک شخص سیاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین حاضر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ جو کچھ تجھے پوچھنا ہو وہ مجھسے پوچھ اور اسکو سمجھنے کے لئے
دل سے متوجہ ہو پس اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ لوگ (عرب) ہمپر رنگ روپ اور شکل و نبوت مین فضیلت رکھتے ہین
(یعنے آپ لوگون کے رنگ اچھے و صاف ہین اور چہرہ مُہرہ خوبصورت ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی آپ مین رکھی ہے
یعنے حبشہ مین نبوت نہین ہی) آپ مجھے آگاہ فرماوین کہ اگر مین ایمان لاؤن جس چیز کے ساتھ آپ ایمان لائے ہین اور عمل کرون
جس طرح آپ عمل کرتے ہین تو بھلا مین جنت مین آپ کے ساتھ ہو سکتا ہون (یعنی یہ میری بدصورتی مانع نہوگی) آپنے فرمایا کہ ہان یعنے جو
ایمان لا کر میرے طریقے پر عمل کرے تو میرے ساتھ جنت مین ہوگا (اور یہ بدصورتی وہان نہین ہوگی) قسم اُس پاک ذات کی جسکے
قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جو یہان حبشی تھا جنت مین اُسکے سفید رنگ کی چمک ہزار برس کی راہ سے نظر آوے گی

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو اسکے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس عہد ہوگا اور جسنے کہا کہ سبحان اللہ وبحمدہ تو اسکے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاوینگی۔ اور یہ سورۂ ہل اتی نازل ہوا۔ ملکا کبیرا تک پس اس حبشی نے عرض کیا کہ کیا جنت مین میری آنکھین بھی وہ سب دیکھین گی جو آپ کی مبارک آنکھین دیکھین گی آپ نے فرمایا کہ ہان پس حبشی مذکور رونے لگا حتی کہ اسکی روح نکل گئی ابن عمرؓ نے کہا کہ واللہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے مبارک ہاتھون سے اُسکو قبر مین اُتارتے ہین اس حدیث کو امام طبرانی وابن مردویہ وابن عساکر نے روایت کیا ہی امام احمد رح نے کتاب الزہد مین محمد بن مطرف سے روایت کی کہ مجھے مرد ثقہ نے حدیث بیان کی کہ ایک مرد حبشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تسبیح وتہلیل کو پوچھنا شروع کیا پس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ اے شخص تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے مین زیادتی کی یعنے آپ کو تکلیف دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو روکا کہ ٹھہر و یعنے اس بندۂ خدا سے کچھ مت کہو وہ اپنے شوق مین پوچھتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ ہل اتی علی الانسان حین من الدہر۔ یہانتک کہ جنت کا ذکر آیا تو اُن آیات کو سنتے ہی اس مرد حبشی نے ایک شوقیہ نعرہ مارا کہ اُسکی روح نکل گئی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت کے شوق مین اُسکی موت ہوئی یعنے کمال شوق صادق سے اُسکی روح پرواز کرگئی (رواہ احمد) اور اسی کے مانند امام عبداللہ بن وہب رح نے ابن زید سے مرسل روایت کیا یہ دونون روایتین مرسل ہین اور محمد بن مطرف اور عبداللہ بن وہب دونون ایک ہی طبقہ کے امام محدث ہین اور محمد بن مطرف نے اشارہ کیا کہ یہ روایت مرسل معتمد ہی اس لیے کہ مجھسے ایک ثقہ عالم نے بیان کی ہی اور اس حدیث طویل مین حبشی رضی اللہ عنہ نے آخر مین عرض کیا کہ کیا جنت مین جو کچھ آپ دیکھین گے مین بھی دیکھونگا ظاہرا اس سے مراد دیدار حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور اسی محبت وشوق مین آہ دردناک کھینچکر انتقال فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ہل اتی علی الانسان تلاوت فرمایا حتی کہ اُسکو ختم کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ مین دیکھتا ہون وہ تم نہین دیکھتے ہو اور جو مین سنتا ہون تم نہین سنتے ہو۔ آسمان چرچرآتا ہی اور اُسکے واسطے چرچرانا برحق ہی کہ مین اُسمین چار انگل جگہ باقی نہین ہی مگر آنکہ وہان کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ مین سر رکھے ہوے ہے واللہ جو مین جانتا ہون اگر تم لوگ جانتے تو کم ہنستے اور بہت روتے اور عورتون سے بستر پر لطف چھوڑکر باہر ٹیکرون پر نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرکے پناہ مانگتے (رواہ امام احمد والترمذی وابن ماجہ) وترمذی رح نے کہا کہ حدیث حسن الاسناد ہی۔ حدیث ابن عباس رضہ مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز فجر کی نماز مین الٓمٓ تنزیل السجدۃ اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے (رواہ مسلم) یعنے اول رکعت مین الٓمٓ تنزیل الکتاب جس مین سجدہ ہی پڑھتے تھے اور دوسری رکعت مین ہل اتی پڑھتے اور یہ اکثر ... کے لحاظ سے ہے اور کبھی دوسری سورتین بھی پڑھتے جنکا ذکر ہوچکا ہی واللہ اعلم بالصواب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے وہ بہت مہربان رحم والا ہی

هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡکُوۡرًا ۝۱

کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانے مین جو نہ تھا کچھ چیز تکرار مین آتی

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِیۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ۝۲

ہمنے بنایا آدمی ایک بوند کے لچھے سے پلٹتے رہے اُسکو پھر کردیا سنتا دیکھتا

Marfat.com

إِنَّا هَدَيْنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا
ہمنے اُسکو سوجھائی راہ یا حق مانتا یا ناشکر

اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ ایک وقت مین انسان کچھ نہ تھا اور اُسکی حقارت وضعف سے تعالیٰ ذکر یکجا فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔ هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ حِينٌ مِّنَ ٱلدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْـًٔا انسان پر دہر سے ایک وقت گزرا کہ وہ ایسی چیز نہ تھا جو ذکر کی جاوے ف واضح ہو کہ (ہل) زبان عرب مین آتا ہے اور کبھی دوسرے معنے مین بھی آتا ہے اور استفہام کی قسمین مشہور ہین کہ کبھی تو حقیقت مین استفہام یعنے طلب فہم بات نہین معلوم ہے اُسکو سمجھنے کے لیے دریافت کیا جاوے اور یہ معنی کبھی حضرت باری تعالیٰ اجل جلالہ کی شان مین ممکن نہین اسواسطے کہ وہ ازل سے ابد تک سب جانتا ہے عالم الغیب والشھادۃ ہے کوئی ذرہ آسمان وزمین مین کہین اُس سے پوشیدہ اور جو کچھ ہوا اور ہوگا سب اُسکے علم مین ہے اور کبھی استفہام انکاری ہوتا ہے یعنے کسی نے کھوٹا درم دیا اور کہا کہ یہ کھری اور دوسرے نے انکار کیا اور آخر سونار سے تاؤ دلایا تو وہ کھوٹا نکل آیا پس اُسنے کہا کیون یہ کھرا درم ہے۔ یعنے بطور انکار کے کہا استفہام تقریری ہوتا ہے جیسے کسی نے کھرا درم دیا اور دوسرے نے شک کیا تو تاؤ دلانے سے کھری چاندی نکلی پس اُس کہ اب بتلاؤ کیا یہ کھرا درم ہے یعنے اقرار کرو کہ کھرا درم ہے۔ آیت مین علماء رح نے کلام کیا چنانچہ سراج وکبیر وغیرہ مین ہے سابق کے سورہ سے اللہ تعالیٰ نے محقق فرمایا کہ قیامت مین مخلوقات سب اُٹھائے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ کو سب قدرت تو اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ اپنی کتاب پاک مین موضوع فرمایا۔ زمخشری رح نے کہا کہ (ہل) بمعنے (قد) یعنے تحقیق کے لیے خاصۃً استفہام مین ہے اور معنے یہ کہ البتہ آچکا زمانۂ قریب مین انسان پر ایسا زمانہ کہ وہ شئے مذکور نہ تھا بلکہ باپ کی پشت مین نطفہ تھا۔ ھ۔ اور اس سے مقصود یہ کہ انسان اقرار کرے اور واضح ہو کہ (ہل) جب (قد) کے معنے مین لیتے ہین تو مراد یہ ہوتی ہے کہ استفہام اقراری ہے اور یہ جملہ فعلیہ مین منحصر ہے اور شیخ جلال رح نے اسی کو لیا ہے (سراج) واحدی رح نے کہا کہ علماء مفسرین یعنے سلف صالحین جن سے آیات کی تفاسیر مروی ہین اور علماء معانی جو بلاغت مین ماہر ہین دونون گروہ کہتے ہین کہ (ہل) یہان بمعنے (قد) ہے اور استفہام نہین ہے کیونکہ کسی بات کو دریافت کرنا اللہ تعالیٰ کی شان مین محال ہے۔ یہی قول امام سیبویہ و ابو عبیدہ و فراء و کسائی رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے اور فراء رح نے کہا کہ (ہل) یہان خبر ہے جیسے کہتے ہین کہ (ہل اعطیتک) کیون مین نے تجھے دیدیا یعنے اقرار کر کہ ہان دیدیا۔ اور آیت مین ایسے جاہلون سے اقرار لیا جو اپنی پیدایش کو بھولکر قیامت مین پیدا کیے جانے کو محال سمجھتے اور انکار کرتے ہین ف رازی رح نے کہا کہ ہل یہان استفہام حقیقی ہونے پر دو دلیلین ظاہر ہین (اول) یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو کہا کہ اے کاش یہ پوری ہوتی تو ابتلا نہوتا اقول یعنے انسان جب پیدا کیا گیا تو امتحان مین ڈالا گیا اور اگر اسی طرح غیر مذکور رہتا تو اس امتحان مین نہ پڑتا اس کلام سے یہ دلیل نکلی کہ استفہام کا جواب (ہان یا نہین) ہوتا ہے تو معلوم ہو گیا کہ یہ استفہام نہین ہے بلکہ خبر ہے کہ انسان پہلے اسی حالت مین تھا دوم یہ کہ حقیقت مین یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اُسکی طرف سے استفہام یعنے حال نامعلوم دریافت کرنا محال ہے کیونکہ کوئی چیز اُسکو نامعلوم نہین ہے الحاصل اللہ تعالیٰ نے انسان سے اقرار لیا کہ بھلا کیا یہ نہین تھا کہ اسپر ابھی ... وہ شئی مذکور نہین تھا یعنے یہی امر تھا۔ إِنَّا خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَٰهُ سَمِيعًۢا بَصِيرًا۔ ہم نے انسان کو نطفۂ مختلط سے پیدا کیا درحالیکہ ہم اُسکو مبتلائے امتحان کرنے ...

[illegible] دیکھنے والا کردیا ف یعنے غیر مذکور تھا پھر ہم نے اسکو مذکور ہونے کے قابل کردیا اس طرح کہ اسکو پیدا کرکے [illegible] دیکھنے والا کردیا امشاج اخلاط مشج اور مشیج وہ چیز جو بعض سے بعض مخلط ہو ابن عباسؓ نے کہا کہ نطفہ امشاج یعنے مرد اور عورت کا [illegible] مخلوط پھر بعد اسکے ایک طور سے دوسرے طور پر اور ایک حال سے دوسرے حال پر ہوگیا۔ یہی عکرمہ ومجاہد وحسن وربیع بن انس سے [illegible] نبتلیہ۔ یعنے ہم اسکو امتحان مین ڈالتے ہین جیسے قولہ تعالیٰ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ یعنے تاکہ اللہ تعالیٰ تمکو امتحان فرماوے کہ تم مین [illegible] بندہ از راہ عمل کے بہتر ہی۔ فجعلناہ سمیعا بصیرا۔ ہم نے انسان کو سننے والا اور دیکھنے والا کردیا یعنی یہ قوت دیدی کہ بندگی [illegible] یا نافرمانی کرے یعنے عملون سے کسی قسم کے عمل کو اپنے واسطے اختیار کرتا ہی۔ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا۔ ہم نے اُسکو راہ دکھلائی یا تو وہ شکر کرنے والا ہی یا کفر کرنیوالا ہی ف یعنے ہم نے انسان مذکور کے لئے دونون راہ دکھلا دین خواہ سعادت کی راہ اختیار کرے تو شکر گزار ہو یا شقاوت کی راہ اختیار کرے تو ناشکرا ہوا۔ اور محتمل ہی کہ سبیل شاکر یا سبیل کفور مراد ہو یعنے ہمنے اُسکو راہ شکر گزاری اور ناشکری کی دکھلا دی جیسے قولہ تعالیٰ وھدیناہ النجدین۔ یعنے ہم نے اُسکو دونون طریق دکھلا دیے یعنے نیک راہ و بدراہ اُسکے لیے صاف بیان کردی اور یہی قول عکرمہ وعطیہ وابن زید ومجاہد وجمہور سے مروی ہی اور ایک روایت مین مجاہد سے اور ابو صالح وضحاک وسدی سے یہ روایت ہی کہ یہان انسان کو راہ کی ہدایت سے یہ مقصود ہی کہ اُسکو مان کے پیٹ سے باہر آنے کی ہدایت دی یعنے بچہ کی طبیعت مقتضی ہوتی ہی کہ وہ خارج ہو مترجم کہتا ہی کہ یہ بھی باریک نکتہ ہی اس لیے کہ اگر اس جاندار بچہ مین برعکس یہ خواہش ہو کہ اُوپر کی جانب چڑھے تو سخت دشواری ہو اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہدایت کی فقط یہی تفسیر ہی بلکہ معنے اولیٰ مین یہ بات بھی شامل ہی اسی واسطے مجاہد رح سے دونون روایتین آئی ہین اور اسکا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونون قسم کی ہدایت دی اول کھانے پینے اور جسم کی پرورش کے متعلق اُسکو فطری ہدایت دی اور یہ مان کے پیٹ ہی سے اُسمین موجود ہی حتی کہ وضع حمل کے وقت بالطبع وہ خارج ہوتا ہی اور بعد پیدا ہونے کے دودھ پینے لگتا ہی یہ تو جسم کے متعلق دنیاوی زندگی کی ہدایت ہی اور دوم روحانی ہدایت آخرت کے متعلق بذریعہ انبیا علیہم السلام کے ہی جسنے اول ہدایت کے موافق راستی اختیار کی تو وہ دنیا مین اچھا رہیگا جیسے باہم متفق راست باز تو مین گزرین یا موجود ہین اگرچہ کفر پر ہون اور جسنے آخرت کی ہدایت بھی اختیار کی وہ آخرت مین سرفراز ہوگا اور دنیا مین بھی اچھا رہا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت اسکے ساتھ ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور ان دونون کے خلط سے عقلاً تین قسمین نکلتی ہین دو قسم کا بیان گزرا اور تیسری قسم یہ کہ دنیا کی ہدایت مین بدکار ہی اور آخرت پر ایماندار ہی لیکن یہ صرف خیالی ہی کیونکہ دنیا مین فساد کرنے سے آخرت کا فساد ظاہر ہی اور دین مین فساد لازم ہی جیسے اخیر زمانہ مین خراسان کے بادشاہ مسلمان گذرے کہ دنیا مین فساد کرتے تھے بالجملہ یہ سب اس صورت مین کہ انسان سے حضرت آدم کی اولاد مین جو آدمی ہین یہی مراد ہون اور خطیب رح نے لکھا کہ قتادہ وعکرمہ وشعبی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انسان سے حضرت آدم مراد ہین کہ انکا جسم خاکی چالیس سال تک مکہ وطائف کے درمیان ایک میدان مین پڑا رہا پھر اسمین روح پھونکی گئی اور ضحاک کی روایت مین ابن عباسؓ نے کہا کہ جسم آدم علیہ السلام گوندھی ہوئی مٹی سے بنایا گیا تو چالیس سال تک مٹی و پانی مین غلطان رہا پھر چالیس سال تک سیاہ مٹی بدبودار رہی پھر چالیس سال تک کھنکھناتی مٹی ہوئی پس ایک سو بیس برس بعد جسم پیدا کیا پھر اسمین روح پھونکی [illegible] حین من الدھر حین وقت مبہم ہی پھر یہان کیا مراد ہی ماوردی رح نے نقل کیا کہ ابن عباس رح نے کہا کہ زمانہ طویل دراز ہی [illegible] السلام نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کسی شخص نے عربی زبان مین قسم کھائی کہ واللہ لا اکلمہ حینا من الدھر۔ اور اُس نے [illegible] بھی نیت مین معین نہ کی تو کیا حکم ہی اور اگر قسم کھائی کہ واللہ لا اکلمہ دھرا۔ یعنے دہر کو بلانیت کے نکرہ بیان کیا تو امام

ابو حنیفہ نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ کتنی مدت ہوئی اور صاحبین نے کہا کہ اگر چھ مہینے تک اُس شخص [illegible]
خطیب رح نے لکھا کہ حسن بصری رح نے کہا کہ جو چیزین نظر آتی ہین یا ہم کو نظر نہین آتی ہین سب کو اللہ تعالیٰ نے [illegible]
مین آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور یہی فرمایا۔ لم یکن شیئًا مذکورا۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید شیئًا مذکورًا کی نفی سے [illegible]
محض عدم تھا اور یہ محاورہ بھی عرب کی زبان مین آتا ہی اور جن لوگون نے آدمیون کو مراد لیا تو انھون نے کہا کہ
باپ کی پشت مین نطفہ تھا ولیکن اس قابل نہ تھا کہ کوئی اسکا ذکر کرے کیونکہ کوئی جانتا بھی نہ تھا خطیب رح نے حضرت [illegible]
سے نقل کیا کہ انھون نے یہ آیت سنکر فرمایا کہ ای کاش اسی حد تک خاتمہ ہوتا تو آگے (ینبتلیہ) نہوتا یعنے آدم غیر مذکور رہتے تو اُنکا [illegible]
اور نہ امتحان ہوتا خطیب رح نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی درگاہ مین خوف ہی اسلیے کہ جسقدر قرب منزلت زیادہ ہوتی ہی اُسی
زیادہ ہوتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف و تقویٰ رکھتا ہون
اس سورہ کے شروع مین حدیث گزری ہی اُسکو یاد کرو حالانکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قرب منزلت کا مرتبہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ
اُنکو اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سُلایا ہی۔ ضحاک رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ لم یکن شیئًا مذکورا۔ وہ کوئی
چیز نہ تھا یعنے نہ آسمان مین اُسکا کچھ ذکر تھا اور نہ زمین مین بلکہ خاک و پانی مین گارا پڑا تھا اُسکو کوئی نہین پہچانتا تھا اور نہ یہ جانتا
کہ اسکا کیا نام ہی اور اِس سے کیا مقصود ہی پھر اُس مین روح پھونکی گئی تو ایسا ہو گیا کہ اُسکا ذکر ہونے لگا ابن سلام رح نے کہا
جمیع حیوانات کے بعد انسان پیدا کیا گیا تو قبل پیدائش کے وہ مذکور نہ تھا خطیب امام رازی رح نے لکھا کہ اگر یہان یہ پوچھا جاوے
کہ روح پھونکے جانے سے پہلے جو گارا موجود تھا وہ انسان نہین تھا حالانکہ آیت قدسی کے معنے یہ ہین کہ انسان پر ایک زمانہ گذرا جا لیکہ
وہ مذکور چیز نہین تھا اور یہ مقتضی ہی کہ جسپر زمانہ گذرا وہ انسان موجود ہو جواب یہ ہی کہ جب وہ مٹی کا گارا انسانی صورت پر بنا دیا گیا یعنے
خاک کا پتلہ ہو گیا اور اس قابل ہو گیا کہ اسمین روح پھونکی جاوے اور انسان ہو جائے تو اُسوقت اُسکا نام انسان رکھنا صحیح ہی اور حاصل
یہ نکلا کہ پہلے خاک کا پتلہ تھا جسپر ایک زمانہ گذر گیا کہ آسمان والونمین و زمین والونمین اُسکا کچھ مذکور نہ تھا اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ انسان نفس
ناطقہ کا نام ہی تو وہ بدن سے پہلے موجود تھی ولیکن ایک مدت دراز تک اُسکا کچھ مذکور نہ تھا واضح ہو کہ اس بیان سے مقصود یہ ہی کہ انسان
ایک حادث چیز ہی اور جب وہ حادث ٹھہری تو اُسکا پیدا کرنیوالا قادر مختار عز و جل ضرور ہی اور یہ سب تقریر اس بنیاد پر ہی کہ آیت میں انسان سے
مراد حضرت آدم علیہ السلام ہین و زمخشری اور ایک جماعت مفسرین رح نے کہا کہ نہین بلکہ انسان سے مراد بنی آدم ہین اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ
پہلے یہ فرمایا کہ انسان پر ایک زمانہ گذرا کہ وہ کوئی چیز نہین تھا اور اسکے بعد فرمایا کہ ہم نے انسان کو نطفہ مختلط سے پیدا فرمایا تو معلوم ہوا کہ بنی آدم
ہین جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہین خطیب رح نے کہا کہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ قولہ حین من الدہر سے وہ مدت مراد ہی جسمین وہ اپنی ماں
کے پیٹ مین تھا مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ کہا جاوے کہ نہین بلکہ وہ مدت بھی داخل ہی جب تک وہ باپ کی پشت مین نطفہ تھا تو
جواب یہ ہو سکتا ہی کہ اُس حالت مین اُسکا نام انسان نہین تھا بلکہ انسان اُسوقت ہوا جب ماں کے پیٹ مین اُسکی صورت بن گئی
لیکن اسمین یہ دغدغہ ہی کہ جب ماں کے پیٹ مین صورت بن گئی تو اُسکے بعد حمل کی پوری مدت نہین ہوتی کیونکہ یہ چار مہینے گذرنے پر
مصور ہوتا ہی اور مصور ہونے پر مجازًا اُسکا نام انسان رکھا گیا۔ علاوہ اسکے جبکہ ایک مدت گذرنا ابھی مجاز ہی صورت [illegible]
ہو سکتا ہی کہ مجازًا اُس نطفہ پر لیا جاوے جو آخر انسان ہو گیا ہان صرف یہ فرق ہی کہ صورت بن جانیکے بعد روح آنے تک [illegible]
وقفہ ہی اور قابل مذکور ہوتے تک کئی مہینہ ہین بخلاف نطفہ کے کہ اُسکے واسطے مدت دراز ہی اور [illegible]
کہ اللہ تعالیٰ نے حین من الدہر فرمایا اور حمل کی مدت نہین فرمائی اسلیے کہ انسانی صورت بن جانیکے [illegible]

حقیقت میں انسان ہوگیا لیکن جب تک وہ مان کے پیٹ مین ہی تب تک اُسکے بنی نوع مین اُسکا کچھ مذکور بھی نہین ہی کیونکہ نہ اسکا نام معلوم ہی اور نہ یہ معلوم کہ لڑکا ہی یا لڑکی ہی اور نہ اسکی کوئی وقعت سمجھی جاتی ہی لیکن بعد روح آجانے کے کبھی تو ساتوین مہینہ پیدا ہوتا ہی بعد روح آنے سے دو مہینہ کے بعد پیدا ہوتا ہی اور کبھی آٹھوین مہینہ اور کبھی نوین مہینہ اور کبھی اس سے زیادہ مدت بلکہ بعض کے نزدیک دو برس سے بھی زیادہ مدت کے بعد پیدا ہوتا ہی تو اسکے واسطے کوئی وقت محدود نہین تھا اسلیے (حین من الدهر) مبہم فرمایا اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا اکلمہ حینا من الدهر۔ یعنے مین فلان شخص سے زمانہ سے حین تک کلام نہین کرونگا تو بعض علماء نے کہا کہ اگر چھ مہینہ تک کلام نہ کرے تو سچا ہوگا۔ یہ حکم ٹھیک نہین معلوم ہوتا کیونکہ اوپر یہ تفصیل معلوم ہوا کہ حین من الدہر کی مدت کس قدر مختلف ہی واللہ تعالی اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ نطفہ مفرد ہی اور امشاج جمع مشج ہی تو یہ اسکی صفت کیونکر لائی گئی۔ جواب یہ کہ زمخشری رح وغیرہ نے کہا کہ اسکی صفت جمع کے ساتھ آتی ہی اور امشاج جمع نہین ہی اور بعض نے کہا کہ زمخشری کا یہ مطلب نہین ہے امشاج جمع نہین ہی بلکہ امشاج مانند اکیاش اور اعشار کے ایسا لفظ ہے کہ مفرد کی صفت آتا ہے اور یہان حاصل یہ ہی کہ ایسے نطفہ سے پیدا کیا جو امشاج ہے یعنے اخلاط ہی کیونکہ مرد اور عورت کا پانی مل گیا اور ہر ایک کے اجزا مختلف ہین اور اُن کے اوصاف بھی جدا ہین ایک رقیق ہی اور دوسرا گاڑھا ہی اور اُنکے مزاج اور خواص بھی الگ ہین بلکہ ہر ایک مین خاک باد آب آتش چارون عنصر موجود ہین اور حدیث مین ہی کہ مرد اور عورت کے پانی مین سے جو اوپر آجاتا ہی بچہ مین اُسکی مشابہت ہوتی ہی اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مرد کا پانی سفید گاڑھا ہوتا ہی اور عورت کا پانی زرد پتلا ہوتا ہی اور ان دونون کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہی پھر پٹھا اور ہڈی اور قوت کی چیزین مرد کے نطفہ سے ہوتی ہین اور بال و خون و گوشت وغیرہ کے مانند چیزین عورت کے نطفہ سے ہین قرطبی رح نے کہا کہ ابن عباس رض کے قول کے مانند حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہی چنانچہ امام حافظ ابو بکر البزار رح نے اسکا ذکر کیا قتادہ رح نے امشاج سے اطوار مراد لیے یعنے نطفہ کے مختلف اطوار سے پیدا کیا جاتا ہی یعنے پہلے سفید پانی نطفہ ہوتا ہی پھر سرخ خون پھر بندھا ہوا تھکا پھر گوشت کا لوتھڑا چنانچہ آیات مین اسکا مفصل بیان آیا ہی۔ ابن مسعود رض نے کہا کہ یہ عروق نطفہ ہین اور مجاہد رح نے کہا کہ مرد کا نطفہ سفید و سرخ ہوتا ہی اور عورت کا نطفہ سبز و زرد ہوتا ہی اور اس سے غرض یہ ہی کہ انسان کوئی قدیم چیز نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ بالکل بدیہی بات ہی اور اس زمانے کے احمق اس درجہ حماقت مین پورے ہین کہ ان چیزونکو قدیم کہتے ہین اور کچھ نہین سمجھتے کہ قدیم کے کیا معنے ہین اور حادث کے کیا معنے ہین بلکہ یہ الفاظ انکی زبان پر ہین کہ نیچر اسیطرح قدیم ہی فطرت سب کچھ کرتی ہی اور جب ایسے احمق سے نیچر و فطرت کے معنے پوچھے جاوین تو خود نہین جانتا کہ وہ کیا کہتا ہی اسلیے کہ اگر اُسکی یہ مراد ہی کہ دنیا مین یہ سب چیزین خود بخود اپنے آپ پیدا ہو جاتی ہین تو اُسکی بدیہی حماقت محض فضیحت ہی اور اگر اُسکی یہ غرض ہی کہ نیچر اُن سب کو پیدا کرتا ہی یا جو چیز آپ پیدا [illegible] کی پیدائش مین اس سے پہلے جو چیزین موجود تھین وہ دس پانچ ملکر اسکو پیدا کرنیوالی ہوئین اور ان دس پانچ کو انسے پہلے والی دس پانچ نے پیدا کیا تو یہ بات اسکو مسلم ہے کہ ان چیزونکا وجود قدیمی نہین بلکہ حادث ہی اور حادث کے معنے بھی معلوم ہوگئے کہ وہ اپنی ذات سے وجود مین دوسرے کی محتاج ہے تو دس پانچ بلکہ دس پانچ ہزار جسقدر ہون سب مین یہی صفت موجود ہی کہ وہ اپنے وجود مین محتاج ہین تو کیونکر اپنے مانند چیز کو وجود عطا کرسکتی ہین مثلاً کوئی شخص ایک چادر کا محتاج ہی تو وہ دوسرے کو چادر کہان سے دیگا اور اسیطرح دس محتاج ہر ایک چادر نہین رکھتا تو ملکر کیونکر دوسرے کو دے سکتے ہین علاوہ ازین یہ دس پانچ جو پہلے تھے انکا وجود اپنے سے پہلے دس پانچ سے ہوا اسیطرح یہ سلسلہ چلا جاتا ہی تو ہم کہتے ہین کہ کیا اسطرح سلسلہ بے انتہا ہی یا کسی مقام پر ٹھہرا کہ جنکو ایک قادر مطلق قدیم نے پیدا کیا جو اپنے وجود مین محتاج نہین ہی اگر کہو کہ سلسلہ بے انتہا چلا جاتا ہی تو یہ باطل ہے اسلیے کہ بے انتہا سلسلہ کا وجود غیر ممکن ہونا قطعی دلیل سے مقدمۂ

Marfat.com

تفسیر مین بیان ہوچکا تو آیا کہ سلسلہ ختم ہوا اور قادر مطلق قدیم نے پیدا کیا اور جب یہ قادر مطلق
نہین ہی تو واجب ہوا کہ ... کا نقص نہین ہی کیونکہ نقص کے پورا ہونے مین محتاجی ہوتی ہی اور جب
کہ ہر ایک مخلوق کو جو بالفعل موجود ہی یا پہلے زمانے مین تھی انکو پیدا کرنے مین قدیم قادر مطلق کو قدرت ہی یا
بلکہ دس پانچ کی مدد سے ہوسکتا ہی تو یہ کہنا غلط ہی اسلیے کہ یہ تو نقص ہوا اور نقص وہان ندارد ہی جیسا کہ بیان ہوچکا
کو پوری قدرت ہی تو معلوم ہوگیا کہ ہر چیز کو حضرت قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کرتا ہی کسی چیز کی اُسکو احتیاج نہین
یہ پوچھو کہ وہ کیونکر پیدا کرتا ہی تو جواب یہ کہ اپنی مخلوقات سے افعال پیدا کرتا ہی مثلاً زمین سے ابخرات پیدا کرتا ہے اور ہوا
اور جوف مین جمع کرتا اور برساتا ہی پھر زید سے کاشتکاری کراتا ہی اور زمین سے اُگاتا اور درخت سے بالی نکالتا ہی وعلیٰ ہذا القیاس
جب کبھی اُسکو منظور ہوتا ہی کہ بدون اس معمولی طریقے کے دوسرے طور سے پیدا کرے تو پیغمبرون کے معجزات پیدا کرتا ہی
دریافت کرنا چاہیے کہ وہ جو لفظ (نیچر) منھ سے نکالتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ سب کچھ نیچر کرتا ہی تو اُسکی غرض نیچر سے یہی ہی کہ ذات قدیم قادر
تو پھر کچھ اختلاف نہین رہا بلکہ فارسی زبان مین اسکا نام (خدا) اور سریانی مین (ایل) اور عربی مین (اللہ) ہی اسیطرح اُسنے انگریزی مین
رکھا لیکن خالی نام بدلنے پر اُسنے ناحق یہ جھگڑا کیا اور اگر اُسکی غرض (نیچر) سے کوئی مجبور محتاج چیز ہی تو یہ اُسکی حماقت ہی کیونکہ ہر
محتاج خود پیدا کرنیوالے غیر محتاج کی قدرت سے موجود ہی خطیب نے لکھا کہ آیت مین استدلال دیا گیا کہ انسان جو حادث ہوا وہ اپنے
کرنے والے کا محتاج ہی جسمین سب طرحکی قدرت ہی چنانچہ قادر مطلق جلشانہ نے اُسکو طرح طرحکی صورتون مین بنایا بعضے صغیر ہین اور
کبیر ہین اور طول و عرض و رنگ نقشے مین انکی صورتین مختلف ہین اور یہ سب حقیر قطرۂ پانی سے ظاہر فرمایا تو کیونکر کسی احمق کو تردد ہی کہ بعث
حشر کیونکر ہوگا قولہ تعالیٰ انا ہدینٰہ السبیل الآیہ - رازی رح نے کہا کہ آیت مین دلیل ہی کہ حواس کے بعد عقل ہی یعنے اول مین فرمایا کہ اُسکو
اللہ تعالیٰ نے سمیع بصیر کردیا اور مراد یہ کہ اُسکو فہم و تمیز عطا کی اور بعض نے کہا کہ حواس دیے جن مین سے سننا اور دیکھنا دونون اشرف ہین
پھر سبیل کی ہدایت کی معتزلہ وغیرہ جو معرفت سے جاہل ہین انکا خیال ہی کہ راہ کی ہدایت کی یعنے اسکے سامان پیدا کردیے درحالیکہ شاکر ہی یا
کفور ہی رازی رح نے (اما شاکرا و اما کفورا) مین وہ اقوال جو خطیب کی تفسیر سے اوپر منقول ہوے مع زوائد کے بیان کرکے کہا کہ یہ اقوال موافق
مذہب معتزلہ ہین اور انھین کے لائق ہین اور اہل السنۃ کے موافق قولہ تعالیٰ اما شاکرا و اما کفورا مین (اِمّا) اسطرح ہی جیسے قولہ تعالیٰ اما یعذبہم
و اما یتوب علیہم - مین ہی اور معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے انسان کو راہ کی ہدایت کی پھر ہمنے اُسکو شکر گزار کیا اور کبھی
ناشکر کیا اس تفسیر کی تائید مین وہ قرارت ہی جو ابو السمال رح سے منقول ہی کہ (اَمّا) بالفتح پڑھا یعنے پھر اس انسان مین یہ تفصیل ہی کہ یا
وہ ہماری توفیق سے شاکر ہی یا بے توفیق کے کافر ہی اور یہی تاویل حق ہی اور زمخشری وغیرہ معتزلہ کی تاویل باطل ہی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات
کی ذات و حقیقت سے آگاہ ہی وہ جسکو چاہتا ہی اُسکو توفیق دیتا ہی وہ ہدایت حقہ چاہتا ہی تو اُسمین ایمان پیدا کرتا ہی اور جسکی توفیق مین
وہ نہین چاہتا بلکہ دنیا و لعنت و شرک و نفس کی مغروری پسند کرتا ہی تو اُسکو طہارت و افاقت کی راہ نہین دیتا ہی امام
مقام پر لکھا کہ حدیث ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب لوگ صبح کو جاتے ہین
یا تو اُسکو آزاد کرتا ہی یا ہلاک کرتا ہی رواہ مسلم اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے احمق لوگونکی بادشاہی سے پناہ دے کعب نے عرض کیا کہ یا حضرت احمقونکی بادشاہی کیا ہی
ایسے بادشاہ ہونگے جو میرے طریقۂ سنت پر نہین چلین گے اور میری ہدایت نہین لینگے تو جس شخص نے
ظلم مین انکی اعانت کی تو وہ شخص مجھسے نہین ہی اور نہ مین اُس سے ہون

...اُنکے جھوٹ مین انکی تصدیق نہ کی اور انکے ظلم مین انکی مدد نہ کی تو ایسے لوگ مجھسے ہین اور مین اُنسے ہون اور عنقریب میرے پاس ہ
... ۔ اے کعب بن عجرہ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہون کو بجھاتا ہے اور نماز بندے کے لیے تقرب ہے یا فرمایا کہ دلیل ہے اے کعب
... جنت مین نہین جاویگا جو حرام سے اُگا ہے اُسکے واسطے جہنم کی آگ ہی زیادہ لائق ہے اے کعب لوگون کا یہ نتیجہ ہے کہ صبح
... ایک وہ کہ نفس کو خرید کر کے آزاد کر لیتا ہے اور دوسرا وہ ہے کہ اُسکو بیچکر ہلاک کرتا ہے (رواہ احمد) حدیث جابر رضی اللہ عنہ
... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہانتک کہ اُسکی زبان اپنے ہوش سے پھوٹے پھر یا تو شاکر
...) ہوتا ہے یا کفور (کافر) ہوتا ہے (صحاح) یعنے بالغ نہونے تک فطرت پر ہے اور جب اپنی سمجھ پر ہوا تو اُسوقت مکلف ہوا اگر یا تو
... بنتا ہے یا اسلام اختیار کرتا ہے اور ناسمجھی کے وقت تک اُسکا قلب فطرت پر ہے یعنے لوح صاف ہے اور اصلیت اُسکی یہ کہ خدا تعالیٰ
... بندہ ہے اور یہی درحقیقت اسلام ہے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ رکھے لیکن یہ پیدایشی حالت ہے اور اُسنے خود اس توحید کو نہین کمایا ہے
لطیفہ ہندوستان کا بادشاہ جلال الدین اکبر جو ہمایون شاہ کا بیٹا تھا اپنے لایعنی خیالات مین پابند مذہب بہت کم تھا اور تاریخ
بدایونی مین مذکور ہے کہ ایک مرتبہ اُسنے شیرخوار بچے لیکر سب سے الگ محل مین رکھے تاکہ اس حدیث کی آزمائش کرے کہ کیونکر فطرت
اسلام پر پیدا ہوتے ہین اور مدت کے بعد وہ لوگ گونگے برآمد ہوئے مترجم کہتا ہے کہ اُسنے جہالت سے یہ معنے سمجھے تھے کہ وہ بچہ اسلام کے
عقائد بیان کرتے ہوئے پیدا ہوتے ہین اور یہ عقل سے بدیہی مخالفت ہے بلکہ اصل فطرت پر جب ہوش ہوتا ہے تو اُسکے ماں باپ اُسکو یہودیت
یا نصرانیت یا مجوسیت وغیرہ سکھلا کر فطرت سے منحرف کرتے ہین ۔ م ۔ قال احمد حدثنا ابو عامر حدثنا عبداللہ بن جعفر عن عثمان بن محمد ...
عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم الخ ابو ہریرہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب کوئی شخص نکلتا ہے تو اُسکے دروازے پر
دو جھنڈے ہوتے ہین ایک فرشتے کے ہاتھ مین اور دوسرا شیطان کے ہاتھ مین ہوتا ہے پس اگر وہ ایسے کام کے لیے نکلا ہے جسکو اللہ تعالیٰ
پسند فرماتا ہے تو فرشتہ اُسکے ساتھ ہوتا ہے اور وہ برابر فرشتے کے جھنڈے کے نیچے رہتا ہے یہانتک کہ وہ واپس آوے اور اگر ایسے کام کے لیے
نکلا جسکو اللہ تعالیٰ ناگوار رکھتا ہے تو شیطان اپنے جھنڈے سے اُسکے ساتھ ہوتا ہے اور برابر وہ شیطان کے جھنڈے کے نیچے رہتا ہے یہانتک کہ وہ گھر واپس آوے

إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَا۟ وَأَغْلَٰلًا وَسَعِيرًا ○ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ
ہم نے رکھی منکرون کو زنجیرین اور طوق اور آگ دہکتی البتہ نیک لوگ پیتے ہین پیالہ جسمین
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ○ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ○ يُوفُونَ
ملونی ہے کافور ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہین بندے اللہ کے چلاتے ہین اُسکی نالیان پوری کرتے ہین
بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا ○ وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ
منت اور ڈرتے ہین اُس دن سے کہ اُسکی بُرائی پھیل پڑے گی اور کھلاتے ہین کھانا اُسکی محبت پر
مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ○ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلَا
محتاج کو اور بن باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو ہم جو تمکو کھلاتے ہین نرا اللہ کے چاہنے کو نہ تم سے ہم چاہین بدلا نہ چاہین
شُكُورًا ○ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ○ فَوَقَىٰهُمُ ٱللَّهُ شَرَّ
شکرگذاری ۔ ہم ڈرتے ہین اپنے رب سے ایک دن اداس سے سختی کے پھر بچایا اُنکو اللہ نے بُرائی سے
ذَٰلِكَ ٱلْيَوْمِ وَلَقَّىٰهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ○ وَجَزَىٰهُم بِمَا صَبَرُوا۟ جَنَّةً وَحَرِيرًا ○
اُس دن کی اور ملادی اُنکو تازگی اور خوشوقتی اور بدلا دیا اُنکو اسپر کہ وہ ٹھہرے رہے باغ اور پوشاک ریشمی

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی دو قسمین شاکر اور کفور بیان کین تو ہر ایک فریق کے انجام کو ظاہر فرمایا بقولہ تعالیٰ اِنَّآ اَعْتَدْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا۔ ہم نے مہیا کیے ہین کافرون کے لیے زنجیرین اور طوق اور جلتی آگ
یہ فریق کفور کا انجام ہی جو ... یا ہین اللہ تعالیٰ سے منکر تھے خواہ اسطرح کہ خدا کو نہین مانتے تھے جیسے دہریہ یا ... جو
کہتے تھے کہ خدا ہی ولیکن اُسکی صفات ایسی بیان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے واسطے نہین ہو سکتین مثلاً ...
اپنے ... مین متصور کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ پاک ہی کہ کوئی مخلوق اُسکی صورت پیدا کرے بلکہ وہ تصور کا خالق ہی اور مخلوق نہین
ہو سکتا اور یہ فرقہ عجب احمق ہی کہ خود کمترین مخلوقات الٰہی مین سے ہو کر اپنے تصور مخلوق سے خدائے تعالیٰ کی صورت بناتا ہی ... یہی
باطل ہی اور تصور کیا بلکہ عقل کی مجال نہین کہ وہ ادراک کرسکے اور اسی گمراہ فرقہ کفور مین سے بعضے اسکے ساتھ کسی نہ کسی چیز کو شریک
سمجھتے ہین اور اپنی حاجت روائی کو اس چیز کی طرف سے تصور کرتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اُلوہیت ہی اور کوئی چیز اُسکی
خدائی سے باہر نہین ہوسکتی ہی پس یہ سب طریقہ اُسکی خدائی سے انکار ہی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جہان اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے جہاد کا
حکم دیا وہان فرمایا۔ قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله الآیہ۔ یعنے ایسے لوگون سے جہاد کرو جو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان نہین لاتے
ہین ... پس انکے لیے اللہ تعالیٰ نے عاقبت مین جہنم مین جلتی آگ و زنجیرین و طوق مہیا فرمائے ہین۔ سلاسل یعنے زنجیرون مین
پروئے جاوینگے جیسے مرچین تلگے مین پروئی جاتی ہین اور ہاتھ پاؤن جکڑ کے طوق گردن مین باندھے جاوینگے! و سعیر جلتی ہوئی آگ
مین ڈالے جاوینگے تنبیہ سلاسل اکثر کی قرارت مین غیر منصرف ہی اور نافع و شعبہ و ہشام و کسائی نے سلاسلًا بتنوین پڑھا برعایت
(اغلالًا) کے اور کہا گیا کہ مصحف امام مین یعنے جو مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ رضہ مین لکھوا کر اطراف بلاد اسلام مین
روانہ کیے تھے تو جو مصحف حجاز مین تھا اور جو کوفہ مین تھا اسمین (سلاسلًا) بالف مرسوم ہی اسکو قالون نے نافع سے روایت کیا اور یہی
ابو عبیدہ رح نے روایت کیا اور بعض نے اسکو مصاحف بصرہ سے نقل کیا۔ بالجملہ یہ قرارت موجہ ہی اور اُسکو ائمۂ اسلام و مشائخ اعلام
نے پڑھا ہی اور زمخشری بے ادبی زبان درازی سے کہا کہ شعر خوانی کے لہجہ مین بتنوین پڑھا گیا ہی یہ بے تمیزی ہے د م خطیب
ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا اذ الاغلال فی اعناقہم والسلاسل یسحبون فی الحمیم الآیہ یعنے کفار کی
گردنون مین طوق ہونگے اور زنجیرین کھینچے جاوینگے حمیم مین پھر جہنم کی آگ مین جلائے جاوینگے۔ ... پھر اللہ تعالیٰ نے شاکرین کا
انعام بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔ ابرار پینگے ایسے پیالے سے
کہ اسکا مزاج کافور ہی ف ابرار جمع برّ ہی جیسے رب کی جمع ارباب ہی یا ابرار جمع بارّ ہی (بارز) جیسے شاہد کی جمع اشہاد ہی ولیکن صحاح مین ہی
کہ (بارّ) کی جمع (بررہ) اور یہ بھی قرآن مین آیا ہی۔ ابرار وہ بندے ہین جو اپنے ایمان مین سچے ہین اور اپنے رب کے مطیع ہین اور حقیر
چیزون سے انکی ہمت بلند ہی یعنے دنیاوی کھانے پینے وغیرہ کی چیزون سے التفات نہین رکھتے ہین اسلیے اللہ تعالیٰ نے انکے دلون مین
حکمت الٰہیہ کے چشمے جاری فرمائے ہین اور حدیث ابن عمر رضہ سے روایت کیا جاتا ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے ان بندونکو اسوجہ سے ابرار فرمایا کہ وہ اپنے باپ و بیٹون کے ساتھ بِرّ یعنے نیک سلوک کرتے تھے جیسے تیرے باپ کا تجپر حق ہی اسیطرح تیرے
فرزند کا تجپر حق ہی حسن بصری رح نے کہا کہ ابرار وہ لوگ ہین جنکی ذات سے چیونٹیون کو بھی دکھ نہین ہوتا ہی اور قتادہ رح نے کہا کہ ابرار وہ
ہین کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہین اور نذر پوری کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ قول بہت مشکل ہی کیونکہ حق الٰہی سبحانہ تعالیٰ بندہ سے ...
کہ جان فدا کرنے سے بھی ادا نہین ہوسکتا ولیکن ایسے محاورہ سے غرض یہ ہوتی ہی کہ احکام شریعت کے موافق چلے ...
حدیث صحیح مین ہی کہ جو مملوک اپنے مولیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے رب عز و جل کا حق ادا کرے اُسکے لیے دو چند ثواب ہے

او کلام الٰہی کی تعمیل کرے واللہ تعالیٰ اعلم آہ رحدیث مین ہی کہ ابرار وہ لوگ ہین جو کسی کو ایذا نہین دیتے ہین -(کاس)وہ برتن جسمین
شراب پیتے ہین (مزاج) وہ چیز جو مزج کی گئی یعنے اُسمین کافور سے مزج وخلط کیا گیا ہی اور کلام مین اشارہ ہی کہ اس ترکیب کی عجیب
لطیف شان ہی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہان پیدا ہوگی اور یہ پیدایشی جبلت ہی جو دنیا مین نہین ممکن ہی کیونکہ یہان اگر خمر مین
کافور ملا دیا جاوے تو خراب ہو جاوے اور بکثرت ایسی چیزین ہین جو خیال مین غیر ممکن معلوم ہوتی ہین جیسے آگ و پانی کا خلط ہے
اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت سے جسم انسانی مین موجود ہی اور دنیاوی کافور ایک درخت کا گوند ہی درخت کو دھاردار چیز سے چونک کر
چھوڑ دیتے ہین صبح کو پانی جمع ہوا ملتا ہے اگر کہا جاوے کہ پینے کی چیز مین کافور خلط کرنے سے لذت نہین ہوتی ہی تو آیت مین کیا نکتہ
(جواب) مین کئی وجہین بیان کی گئی ہین (اول) ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ کافور جنت مین ایک چشمہ لطیف ہی اُسکو عین الکافور
کہتے ہین پس کاسہ مذکور مین اس چشمے کے پانی سے خلط ہی تو کافور کے مانند سفید ہی اور خوشبوے لطیف اور خنکی نفیس موجود ہوگی لیکن ایسا
کافور کا مزہ یا مضرت کچھ نہین ہوگی خلاصہ معنی یہ کہ ابرار کو شرب طہور ایسے کاسے مین ملیگی جسمین چشمۂ کافور سے خلط کیا گیا ہے (دوم)
یہ کہ کافور سے مقصود خوشبو ہی اور یہ خوشبو خود قائم ہونے والی چیز نہین ہی بلکہ کسی مادہ مین ہوتی ہی جیسے دنیا مین گوند ہے اور وہان
اللہ تعالیٰ اس شراب طہور مین خوشبوے کافور پیدا فرماویگا اور خود اسکا مزہ پاکیزہ ہی اور معنے یہ کہ اہل جنت شراب طہور ایسے کاسے
سے نوش کرینگے جسمین کافور کی خنکی وخوشبو پیدا کی گئی ہی (سوم) یہ کہ جنت مین اللہ تعالیٰ نے کافور پیدا فرمایا ہی جسکا مزہ بہت لذیذ ہی
اور اُسمین مضرت کا نام بھی نہوگا پھر وہ اس شراب مین خلط کیا جاویگا جیسے اللہ تعالیٰ ہر میوہ وطعام سے اُسکی دنیاوی مضرت کو دور فرماویگا
(سراج) مترجم کہتا ہی کہ کچھ شک نہین ہی کہ جنت مین دودھ کی نہر اور شہد کی نہر وغیر ذلک یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہان پیدا
کی گئین ورنہ یہی تھنون کا دودھ یا مکھیون کا شہد وہان جاری نہین ہوسکتا ہی اور اُسکے دلائل آیات واحادیث مین اس کثرت
سے متواتر ہین کہ اسکے قطعی ہونیمین کچھ شک شبہہ نہین ہی پس صحیح یہی تیسرا قول معلوم ہوتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم قتادہ رحؒ نے کہا کہ ابرار
کے واسطے شراب مین کافور سے ترکیب دیجائیگی اور مشک سے مُہر لگائی جائیگی اور بعض نے کہا کہ مزاج کافور سے یہ غرض ہی کہ اُسمین
کافور کی رنگت اور خوشبو ہوگی (السراج) اور شیخ ابن کثیر رحؒ نے لکھا کہ حسن بصری رحؒ سے روایت ہی کہ اُسمین کافور کی خنکی ہوگی
اور زنجبیل کا مزہ ہوگا لہذا فرمایا۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ چشمہ ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ کے بندے پین گے
ف یعنے بندگان ابرار کے واسطے جس کافور سے میل کرنا بیان کیا گیا وہ کافور ایک چشمہ ہی جس سے بندگان مقربین خالص کر کے
پیین گے یعنے اُنکو بالکل کافوری چشمے سے شرب حاصل ہوگا اور ابرار کے لیے اس کافوری چشمے سے لیکر اُن کے پیالے مین
ملا دیا جائیگا قولہ یشرب بہا۔ یعنے اُس سے سیراب ہونگے اسی واسطے (یشرب) کا صلہ [illegible] الابرار الموحدہ بیان کیا گیا اور بعض
علماء رحؒ نے کہا کہ ابرار کو جو شراب ملیگی وہ اپنی خوبی مین کافور کے مانند ہوگی اور بعض نے کہا کہ وہ چشمہ کافور ہی ان اقوال کو
ابن جریر رحؒ نے نقل کیا ہی (ابن کثیر رحؒ) اور شیخ جلال رحؒ نے صرف ایک یہ قول لکھا کہ (عینا) بدل ہی (کافورا) سے کیونکہ اُسکے
پانی مین کافور کی سپیدی اور خوشبو اور خنکی ہی اسکا خلاصہ یہ کہ کافور ایک چشمہ ہی اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس
چشمے سے عباد اللہ پیین گے حالانکہ کفار اُس سے نہین پینے پاوینگے اور اُنکو بھی عباد اللہ کہتے ہین یعنے خدا کے بندے ہین
بعض نے جواب دیا کہ لفظ عباد اللہ خاصکر مومنون کے واسطے بولا جاتا ہی اور اسیطرح عبد اللہ اور اسیطرح عبدہ لیکن ضمیر کی صورت
مین کبھی کافر کے واسطے بھی آتا ہی جیسے قولہ تعالیٰ لا یرضی لعبادہ الکفر۔ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے واسطے کفر سے راضی نہین ہی
خواہ بندہ مومن ہو یا کافر ہو اس فائدہ کو خطیب رحؒ نے سراج مین ذکر کیا ہی قولہ تعالیٰ۔ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا۔ درحالیکہ یہ بندے اس چشمے کو

روان کرینگے روان کرنا ف یعنے اس چشمے کو جہان چاہین گے جاری کرینگے آسانی کے ساتھ حتی کہ اونچے مکانون میں [illegible]
اور ہر ایک رخ پر جدھر چاہین ۔ اسکو جاری کر سکین گے مترجم کہتا ہی کہ سب اہلِ جنت کیواسطے اپنی نہرون مین یہی [illegible]
بیان کہ اللہ تعالیٰ کے بندون ۔ یہ منزلت بعد ایمان کے کہانسے پائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ**
یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۔ یہ نذر پوری کرتے ہین اور ایسے دن سے ڈرتے ہین جس کی بدی پھیلی [illegible]
ف یعنے دنیا مین ان بندون کی یہ کیفیت تھی کہ نذر یعنے عہد پورے کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عہد اللہ [illegible]
کرنے کا حکم دیا ہے قرطبی رح نے کہا کہ نذر حقیقت مین وہ چیز ہے جسکو بندۂ مسلمان اپنی ذات پر اپنے فعل سے واجب کرے
اور رجا ہو یون کہو کہ نذر وہ بندگی ہی جسکو بندۂ مسلمان نے اپنی ذات پر واجب کر لیا حتی کہ اگر وہ واجب نہ کر لیتا تو وہ [illegible]
(السراج) شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ یفجرونہا تفجیرا ۔ مجاہد نے کہا یعنے اس نہر کو جہان چاہین گے پھیر لینگے اور اپنے
ساتھ لیجائینگے یہی معنے عکرمہ و قتادہ و ثوری سے نقل کیا اور قولہ تعالیٰ یوفون بالنذر ۔ یعنے یہ بندے دنیا مین شرعی فرائض [illegible]
بھی ادا کرتے تھے اور جن عبادات کو نذر کے طریقے سے اپنے اوپر واجب کر لیتے تھے اُنکو بھی ادا کرتے تھے اور امام مالک رح نے
حدیث عائشہ رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کریگا تو یہ طاعت
پوری کرے اور جو شخص ایسی نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریگا تو ہرگز نافرمانی نہ کرے (ورواہ البخاری ایضاً) اور یہ بندے ایسی چیزون کو
ترک کرتے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے حرام و ممنوع فرمایا ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ویخافون یوما الخ یعنے روزِ حساب سے خوف کرتے ہین جس کی
بُرائی مستطیر یعنے عام طور پر سب لوگون پر منتشر ہوگی سوائے ایسے بندون کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا ہی ابن عباس رض نے کہا کہ
مستطیر یعنے فاش ہوگا ۔ قتادہ رح نے کہا کہ واللہ اس دن شر تمام پھیل گیا حتی کہ آسمان و زمین کو گھیرے ہی (ابن کثیر رح) آسمان پھٹ جائیگا
اور ستارے بکھر جائینگے اور چاند اور سورج بے نور ہو جائینگے اور فرشتے گھبرا جائینگے اور زمین کے پہاڑ ریزے ہو جائینگے اور پانی خشک
ہو جائیگا اور زمین کی ہر چیز ٹوٹ جائیگی (السراج) پس ایسے دن کے آجانے سے خوف کرتے ہین کیونکہ اسدن جو کوئی گناہون سے
بچا اور طاعت پر قائم رہا ہی وہی امن مین ہوگا ۔ **وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا**
اور طعام کھلاتے اُسکی محبت پر مسکین کو اور یتیم کو اور اسیر کو ف یعنے ان بندون کی یہ بھی صفت ہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر اُسکے
محتاج بندون کو کھانا کھلاتے ہین اور بعض نے کہا کہ طعام کی محبت پر یعنے باوجودیکہ اُنکو خود طعام کی ضرورت ہوتی ہی پھر بھی ترحم
کرکے اللہ تعالیٰ کے محتاج بندون کو دیدیتے ہین اور بعض نے کہا کہ اُنکو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے کھانا دینا محبوب ہی
اور حدیث عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مین ہی کہ جب مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے مین آنا سنا اور مین جلدی آیا
تو مین نے سنا کہ آپ یہ فرماتے ہین کہ ای لوگو کھانا کھلاؤ اور اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ اور رات مین جب لوگ سوتے ہین نماز
پڑھو تو سلامتی کے ساتھ جنت مین چلے جاؤ خطیب رح نے کہا کہ جسکو جسقدر کھانا میسر ہی اگر باوجود اسکی محبت کے اللہ تعالیٰ کے واسطے
دے تو یہ زیادہ قدر کے قابل ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔ یعنی ابرار کا مرتبہ نہین پاؤگے جب تک
اُس چیز مین سے نہ خرچ کرو جسکو خود محبوب رکھتے ہو یعنے جو اہل و عیال سے فاضل ہی اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
اصحاب رضی اللہ عنہم کی مدح مین فرمایا کہ ای لوگو میرے اصحاب کے حق مین زبان درازی نہ کیجیو کیونکہ اگر تم مین سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر
سونا خیرات کرے تو اُنکے آدھے مد کے برابر نہین ہو پہنچیگا (صحیح) اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ باوجود کثرت ایمان کے اُسوقت [illegible]
تھا اور اُنکو بسبب محتاجی کے طعام کی حاجت تھی اور مسکین کی محتاجی ظاہر ہی اور یتیم وہ ہی جسکا باپ مرگیا اور [illegible]

جو قید ہوا اور اسمین غلام اور قیدی اور وہ کافر جو جہاد مین قید ہو کر آیا ہی سب شامل ہین اور منقول ہی کہ بدر کی لڑائی مین جب کفار
قید ہو کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان سے اُسکے قیدی کی نسبت ارشاد فرمایا کہ اسکو اچھی طرح رکھنا اور اُس زمانہ مین
روٹی مشکل سے میسر آتی تھی تو ایک صحابی نے اپنی روٹی اپنے قیدی کو دیدی اور خود فاقہ کیا تو یہ قیدی انکے مکارم اخلاق سے
تعجب کرنے لگا حتی کہ یہی سبب ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا (السراج) امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ علی حبہ بعض کے نزدیک یہ معنے ہین
کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر طعام دیتے ہین اور زیادہ ظاہر معنے یہ ہین کہ طعام کی طرف ضمیر راجع ہی یعنے محتاجون کو طعام ایسی حالت مین
کھلا دیتے ہین جب انکو طعام کی خواہش ہوتی ہی یہی مجاہدؒ کا قول ہی اور اسی کو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہی اور اس مقام پر یہ
دو قول ہین جیسے قولہ تعالیٰ وآتی المال علی حبہ- کی تفسیر مین یعنے دوسرے پارہ کی تفسیر مین گذرے اور بیہقیؒ نے نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی
کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوے جب کچھ اچھے ہوے تو وہی انگور کا کچھ زمانہ شروع ہوا تھا تو ابن عمرؓ کا جی چاہا کہ انگور کھاوین پس
انکی بی بی صفیہ بنت ابی عبیدؓ نے ایک درم بھیجکر بازار سے انگور خریدے اور جو شخص لینے گیا تھا جب وہ لیکر چلا تو ایک سائل اُس کے
پیچھے ہو لیا جب وہ گھر مین داخل ہوا تو سائل نے سوال کیا پس ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اسی کو دیدو پھر دوسرا درم بھیجکر ایک
خوشہ خریدا تو پھر وہی سائل پیچھے ہو لیا اور جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہین نے کہا کہ اسکو دیدو یہ حالت دیکھکر انکی بی بی
صفیہ نے خفیہ طور پر اس سائل سے کہلا بھیجا کہ اگر ابکی دفعہ تو ایسا ہی کریگا تو پھر کبھی بہتری نہ پائیگا اور ایک درم بھیجکر انگور کا خوشہ منگوایا
یعنے پھر وہ سائل نہین آیا اور حدیث الصحیح مین آیا ہی کہ سب سے افضل وہ صدقہ ہوتا ہی جسکو تو ایسی حالتمین صدقہ کرے جبکہ تو ہر طرح
تندرست ہی اور توانگری کی خواہش کرتا ہی اور محتاجی سے ڈرتا ہی- ھ- یعنے ایسی حالتمین کہ تو مال کی حرص وحاجت رکھتا ہے
سعید بن جبیرؒ وحسن وضحاکؒ نے کہا کہ یہان اسیر سے وہ قیدی مراد ہی جو مسلمان ہو اور ابن عباسؓ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تھی
تو صحابہ کے قیدی مشرک لوگ تھے یعنے مسلمانونکی خصوصیت نہین ہو سکتی ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے
قیدیونکی نسبت صحابہ کو حکم دیا تھا کہ انکی پرداخت رکھیو حتی کہ وہ لوگ اپنے کھانیکی بہ نسبت قیدی کے کھانیکا لحاظ رکھتے تھے
اور عکرمہؒ نے کہا کہ قیدیون کسے غلام مراد ہی یعنے آیت کے یہ معنے ہین کہ ابرار لوگ اپنے غلامونکو کھانے پینے سے خوش رکھتے
خواہ وہ مسلمان ہون یا کافر ہون اور اسی کو امام ابن جریرؒ نے اختیار کیا کیونکہ آیت قدسی ہر قسم کے قیدی کو شامل ہی خواہ مسلمان
یا کافر ہو اور یہی سعید بن جبیرؒ وعطاؒ وحسن وقتادہ کا قول ہی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثون مین مملوکون کے ساتھ نیکی
کرنیکا حکم دیا حتی کہ قریب وفات کے آخری وصیت یہ فرمائی کہ نماز اور مملوکون کے ساتھ نیکی لازم پکڑو- ھ- مجاہدؒ نے کہا کہ اسیر
مراد محبوس ہی یعنے جو شخص کہ اسلامی ملک مین قرضہ وغیرہ کی وجہ سے قید خانے مین ہو اور معنے یہ کہ صالحین بندے ایسے
لوگون کو طعام کھلاتے ہین درحالیکہ خود انکو اس طعام کی خواہش واشتہا ہوتی ہی اور انکی زبان حال اپنی خواہش کو چھوڑکر کہتی ہی کہ
إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۔ ہم تو تمکو خالصۃً لوجہ اللہ کھلاتے ہین
نہین چاہتے ہین تم سے کسی قسم کا عوض اور نہ شکر گزاری **ف** یعنے صالحین جسوقت اپنی بھوک پیاس مار کر یہ طعام کسی مسکین
یا یتیم یا اسیر کو کھلاتے ہین تو انکے دلون مین خالص اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل ہونے کی نیت ہوتی ہی تو اس نیت کے موافق گویا انکی زبان
کہتی ہی کہ ہم یہ طعام تم کو خالص لوجہ اللہ تعالیٰ کھلاتے ہین یہی ہماری نیت ہی اسکے سواے ہماری کچھ یہ غرض نہین ہی کہ تمہاری طرف سے
ہمکو اسکا کچھ بدلا حاصل ہو یا کمتر یہ کہ تم ہمارا شکر ہی ادا کرو یعنے لوگون سے کچھ ہماری تعریف کرو- مجاہد وسعید بن جبیرؒ نے کہا کہ آگاہ رہو
کہ ان صالحین بندون نے واللہ یہ کلام اپنی زبان سے نہین کہا ولیکن اللہ تعالیٰ نے جو عالم الغیب ہی یہ بات انکے دلونکی نیت سے

معلوم فرماکر اُنپر یہ ثنا وصفت فرمائی تاکہ اُنکی یہ صفت سنکر دوسرون کو رغبت ہو مترجم کہتا ہی کہ شاید حضرت مجاہد وسعید...
... یہ قول بیان کیا کہ اگر صالحین ... زبان سے ظاہر مین کہنے والے ہوتے تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ...
... صالحین نہین ہوسکتے ہین تو ... سے یہ طریقہ متواتر ہوتا کہ ہر مسکین وغیرہ سے وہ لوگ یہ کلمہ ضرور کہتے اور صحابہ ... بکثرت ...
... متواتر معلوم ہی کیونکہ جب جہاد سے سلطنتین فتح ہوئین تو ہر ایک یہی کوشش کرتا تھا کہ جہانتک ممکن ہی ہر ... بار بار خیرات
کرے تو جب ... کثرت سے وہ لوگ خیرات کرتے تھے تو جیسے خیرات کرنا متواتر ہی اسیطرح یہ کلمہ کہنا بھی متواتر ہوتا لیکن یہ کلمہ ...
کہان بلکہ شاید شاذ نادر ثابت ہو تو معلوم ہوگیا کہ زبان سے کہنا مقصود نہین ہی یہ قول قوی ہی اور شاید اسی وجہ سے شیخ ابن ...
اسی قول پر اکتفا کیا اگرچہ سراج وغیرہ مین زعم کیا کہ شاید ظاہر مین زبان مقال سے بھی ہو مترجم کہتا ہی کہ زبان حال سے ہونے ...
دوسری دلیل یہ کہ آگے آیت سے فی الجملہ خود اپنی تعریف نکلتی ہی گو اُس وقت مین یہ بھی دوسرون کی نصیحت کے لیے ہوسکتی ہے
تاہم آیندہ جبکہ اسلام شائع ہوگیا ہی یہ طریقہ معمول نہ رکھا جاتا چنانچہ فرمایا۔ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا
قَمْطَرِيْرًا۔ ہم لوگ اپنے رب سے خوف رکھتے ہین ایک دن اُداس سے سختی کے ف دن اُداس وہ ہی جسمین دُنیا کے بیخوف لوگون پر
اُسدن بے انتہا اُداسی چھائی ہوگی۔ اصل مین عبوس شدت حرارت وجوش سے خواہ کسی وجہ سے ہو چہرے پر شکن و جھریان پڑجا دین
اسیوجہ سے شیر کو عبوس کہتے ہین اور مرد شجاع کو عبوس کہتے ہین قمطریر کی تفسیر مین علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قمطریر یعنی طویل اور کہا کہ عبوس یعنی
تنگ اور عکرمہ وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اس روز کافر یہانتک عبوس ہوگا کہ اُسکی دونون آنکھونکے درمیان سے قطران یعنی تارکول کے مانند
گندہ بدبودار پسینہ ٹپکیگا اور مجاہد رح نے کہا کہ عبوس جسکے ہونٹ خشک ہون اور قمطریر بوجہ غم کے منھ سوکھا اور سعید بن جبیر و قتادہ رح نے کہا کہ وہ دن عبوس ہی
یعنے اُس دن مین بوجہ ہول وغم کے کافرونکے چہرے کڑھتے ہوئے بدہیئت ہوجائینگے اور قمطریر یہ کہ پیشانی سے آنکھونتک ہول وغم سے شکنین و جھریان پڑجائینگی اور
ابن زید رح نے کہا کہ عبوس بہ شدت بُرائی و ناگواری ہی اور قمطریر سختی ہی اور یہی ابن جریر رح نے بیان کیا کہ بلا و سختی کی شدت ہو ابن کثیر رح نے
کہا کہ بہتر اور واضح وہ عبارت ہی جو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی اور معنے یہ کہ صالحین بزبان حال یہ بھی کہتے ہین کہ ہم یہ کام اسواسطے
کرتے ہین کہ ہم کو اپنے پروردگار کی طرف سے یوم عبوس قمطریر کا خوف ہی کہ وہ دن ضرور آنیوالا ہی تو ہم ایسے کام فقط اللہ تعالی کی
رضامندی کیواسطے کرتے ہین اس امید پر کہ شاید ہمارا رب اُسدن ہمپر رحم فرماوے اللہ تعالی نے اِن بندون کی خالص نیت کے
موافق دنیا ہی مین اُنکو اپنی رحمت سے آگاہ فرمایا۔ لقولہ تعالی۔ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا۔ پس اللہ تعالی نے اُن کو اِس دن کی بُرائی سے بچالیا اور خوشی کی تازگی اور سرور سے ملا دیا ف یعنی روز قیامت
کی بدی جس سے وہ ڈرتے تھے اُس سے اللہ تعالی نے اُنکو بیخوف کردیا اور بشارت دیدی کہ اُنکے چہرون پر نضرت نعیم ہوگی یعنے نعمت کے
ساتھ اُنکے چہرے لہلہاتے ہونگے اور اُنکے دلون مین سرور ہوگا اور یہ قاعدہ ہی کہ جب دل مین سرور و فرحت آتی ہی تو چہرہ خود لہلہانے لگتا ہی
اور اللہ تعالی نے فرمایا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ۔ یعنے کچھ چہرے اس روز خوشی مین لہلہاتے ہوئے اپنے رب ہی کی طرف ٹکٹکی
لگائے ہونگے۔ لطیفہ اس آیت مین اللہ تعالی نے اپنے بندگان صالحین کو ایسی بشارت عطا فرمائی کہ اسکے بعد اُنپر ہولناک قیامت
کا کچھ خوف نہین رہا اور ایسے بندے اس امت مرحومہ مین قیامت تک ہونیوالے ہین ولیکن نفس انسان کی یہ کیفیت ہی کہ اگر وہ بے خوف
کردیا جائے تو کفر تک نوبت پہونچے کیا نہین دیکھتے ہو کہ علماء رح نے کہا کہ ایمان خوف و امید کا نام ہی اور نفس کی یہ کیفیت کسی طرح زائل
نہین ہوتی سوائے اسکے کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک سے منور ہوجاوے اور یہ بات فقط صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل ...
لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعید بن زید و سعد بن ابی وقاص اور ...

وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت دیدی اور حضرت سیدۃ النسا فاطمہ و حسن و حسین و ازواج مطہرات و اصحاب بدر
و احد و بیعۃ الرضوان بلکہ آخرین جمیع مہاجرین و انصار کو جنت کی بشارت دی اور درجہ بدرجہ بشارت عطا فرمائی کیونکہ آپ کو
انکے قلوب آئینہ تھے اور انکی صفات آخر تک اسی سلامتی پر لاکھون تابعین نے آنکھون دیکھین لہذا یہ ممکن تھا کہ انکے نام بیان فرمائے
جائین ولیکن یہ آیت قدسی قیامت تک کے واسطے عام ہی اور دوسرون کے نفس اس قابل نہین ہین لہذا اس بشارت مین ایک طرح کا
خوف باقی رکھا۔ وَجَزٰىهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّحَرِيرًا۔ اور انکے صبر کے عوض انکو جنت اور حریر بدلے مین دی ف
ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انکا صبر یہ تھا کہ انھون نے دنیا مین اپنی خواہشات کو ترک کیا یعنی خواہش کا مرجع
کھانے اور پینے مین ہی پس انکو جنت مین لذت و نعمت وسیع و لباس حریر عنایت کیا (ابن کثیر) اور عبادت پر بھی صبر ہوتا ہے کیونکہ نماز
و روزہ وغیرہ طاعات کے التزام پر آدمی کا جی گھبراتا اور دلگیر ہوتا ہی تو اسکو بندگی پر جمائے رکھنے مین صبر کرے اسی طرح معاصی —
لہو و لعب نفس کو دل سے پسند ہین تو انسے روکنے مین صبر کرے ایطرح جو چیزین مال و متاع کی قسم سے نفس کو پسند ہین نفس ان کو
جدا کرنا نہین چاہتا تو صبر کے ساتھ نفس کو روکے اور انکو خیرات کرے اور عقل سے دیکھے کہ یہ سب چیزین اسی زمین اور خاک سے
پیدا ہوئی ہین ولیکن اس خاک کو ظاہری صورت ایسی دی گئی کہ وہ لعل و زمرد معلوم ہونے لگے پھر ان کو صندوق مین بند کرنا محض خبط ہی
لیکن عقلی نظر اس وقت حاصل ہوتی ہی جب نفس کو مغلوب کرے اسیواسطے انکے صبر کی تعریف فرمائی خطیب رحمہ نے لکھا کہ یہان
زمخشری رح نے ایک حدیث نقل کی جو جھوٹی بنائی ہوئی ہی اور کسی اسناد صحیح سے ثابت نہین ہی اور بیضاوی رح نے بھی زمخشری
کی پیروی کی اور حدیث یہ ہی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ حسن رض و حسین رض بیمار ہوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ
انکی عیادت کے لیے تشریف لائے اور حضرت علی رض سے فرمایا کہ ای ابوالحسن اگر تم کچھ نذر کرتے تو اچھا ہوتا پس حضرت علی و فاطمہ اور
انکی لونڈی فضہ نے تین دن کے روزے نذر مانے تو دونون صاحبزادے اچھے ہوگئے اور اسدن گھر مین کچھ نہ تھا پس حضرت
علی رض نے خیبر کے یہودی شمعون سے تین صاع جو قرض لیے اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اسمین سے ایک صاع پیسکر پانچ
روٹیان پکائین تاکہ ہر ایک کے حصہ مین ایک ایک روٹی آوے جب شام کو افطار کے وقت بیٹھے تو ناگاہ ایک سائل نے کہا
السلام علیکم یا آل محمد مین مسلمانون مین سے ایک مسکین ہون مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تعالیٰ تمکو طعام جنت سے کھلاوے پس انھون نے
سب روٹیان اسکو اٹھا دین اور خود سب کے سب فاقہ سے پڑ رہے سوائے پانی کے کچھ نہین پایا اور صبح کو روزے سے اٹھے جب شام
ہوئی اور دوسرا صاع پیسکر پکایا تھا ہنوز کچھ کھایا نہ تھا کہ ایک یتیم نے سوال کیا تو سب کھانا اسکو اٹھا دیا اور خود فاقہ کرکے صبح روزہ
رکھا اس دن باقی صاع پیسکر پکایا اور شام کو ہنوز افطار نہ کیا تھا کہ ایک اسیر آیا اسکو ... دن صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ
دونون صاحبزادون کا ہاتھ پکڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور دونون صاحبزادے بھوک کی شدت
سے تھرتھراتے تھے آپ نے فرمایا کہ تمھاری یہ حالت دیکھکر مجھے سخت دلگیری ہوتی ہی اور آپ انکے ساتھ انکے گھر آئے تو حضرت فاطمہ
کو دیکھا کہ اپنی نماز کی جگہ مصلے پر بیٹھی ہین اور پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہی اور آنکھین دھنس گئی ہین تو آپ کو سخت ملال ہوا کہ اتنے مین
جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر کہا کہ ای محمد اپنے اہل بیت کی شان مین یہ سورہ لیجیے۔ ھ۔ خطیب رح نے کہا کہ یہ حدیث موضوع
ہی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ زمخشری کی بھی عجیب کیفیت ہی کہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شان مین اور دیگر شرایعت کے
مکانون مین جو صحیح اسانید کے ساتھ اعلیٰ معارف کی احادیث آئی ہین انسے انکار کرتا ہی اور کذاب و فساق راویون کی
جھوٹی باتون پر یقین لاتا ہی اور اسکا باعث یہ ہی کہ صدق و راسخی کو صحیح قلوب کے واسطے چھوڑتا ہی کیونکہ اسکا کج قلب

قبول نہین کرتا جب تک کذب سے کجی نہو اسی واسطے ہمیشہ گمراہ فرقے جھوٹی کج باتون پر دیا ...
کفار شان الٰہی مین بالکل ... کی طرف جاتے ہین نعوذ باللہ من ذلک پھر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی ...
بیان ہین فی الجملہ انکی سمجھ کے حد تک تفصیل فرمائی بقولہ تعالیٰ

مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ
تکیہ لگائے اس مین تختون پر نہین دیکھتے وہان دھوپ ٹھری اور جھکے
ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ
اسکی چھاؤن اور پست کر رکھے ہین اسکے گچھے لٹکا کر اور لوگ لیے پھرتے ہین ان پاس باسن روپے کے اور آبخورے
كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا
جو ہو رہے ہین شیشے شیشے ہین روپے کے ماپ رکھا انکا ماپ اور ان کو وہان پلاتے ہین پیالہ جسکی ملونی
زَنْجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝ إِذَا
سونٹھ ایک چشمہ ہے اسمین اسکو نام کہتے ہین سلسبیل اور پھرتے ہین ان پاس لڑکے سدا رہنے والے
رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝
تو انکو دیکھے خیال کرے موتی بکھرے اور جب تو دیکھے وہان تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی
عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ
اوپر کی پوشاک انکی کپڑے ہین باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور انکو پہنائے ہین کنگن روپے کے اور پلائی انکو
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۝
انکے رب نے شراب جو دل کو دھووے یہ ہے تمہارا بدلا اور کمائی تمہاری نیک لگی

ان آیات مین جنت کے وطن اصلی مین عیش کرنے کی حالت ایسے سہولت سے ارشاد فرمائی جس سے رغبت کاملہ بفضل شاملہ حاصل ہو اگرچہ حقیقت و اصلی کیفیت سمجھنا غیر ممکن ہی بس فرمایا۔ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ۔ درحالیکہ تکیہ لگائے ہونگے اسمین شاہانہ تختون پر ف وہان کچھ فکر نہین ہی کیونکہ فکر پریشان کا وہان مادہ ہی موجود نہین ہی اور عیش کا سامان حاصل ہی نکتہ غریبہ متکئین کے اعراب مین علماء مفسرین نے وجوہ بیان کیے ہین (اول) شیخ جلال الدین رح نے کہا کہ یہان (ادخلوا) مقدر ہی اور متکئین اُسکے فاعل سے حال ہی یعنے بندگان صالحین سے کہا جائیگا کہ اب تم لوگ جنت مین داخل ہو کر عیش کرو درحالیکہ تکیہ لگائے ہو۔ ہو اور ابوالبقاء رح نے کہا کہ (جزاہم) سے حال ہی یعنے اللہ تعالیٰ نے ان بندونکو انکے صبر دنیاوی کا عوض دیا جنت و حریر درحالیکہ یہ لوگ اسمین شاہانہ تختو پر تکیہ لگائے خوش عیش ہونگے۔ م۔ یہ دو قول بہ نسبت دیگر اقوال کے قوی ہین ابن کثیر رح نے لکھا کہ سورۂ صافات مین ہم بیان کر چکے ہین کہ متکئین کی کیفیت مین چار قول آئے ہین۔ ۱۔ کروٹ سے لیٹنا۔ ۲۔ کہنی کے بل تکیہ لگانا۔ ۳۔ چارزانو بیٹھنا۔ ۴۔ اس سے مراد یہ کہ شاہانہ شان سے بےفکر بیٹھنا کسیطرح ہو مترجم کہتا ہے کہ قول چہارم مین کچھ اختلاف نہین ہوسکتا ہی کیونکہ یہ کسی عاقل کا قول نہین کہ اہل جنت کسی ایک وضع سے بیٹھے رہا کرینگے ... لیکن کلام یہان متکئین کی تفسیر مین ہو کہ نشست کس وضع پر ہو اور ظاہر یہ کہ تختو پر انکے پیچھے تکیے لگے ہوے ہونگے بیٹھین یا تکیہ پر لیٹ جاوین یا کہنی کے بل ہون اور وہانکے حالات عیش کے موافق ہر ایک وضع اپنی خواہش ...

Marfat.com

اختلاف نہین ہو شیخ رحمہ نے لکھا کہ ارائک (جمع اریکہ) ایسے تخت ہین جن پر حجلہ ہو یعنے جیسے دولہن کے واسطے چھپر کھٹ بناتے ہین اور
مترجم کہتے وہان اُن روایات کی توضیح کر کے سمجھا دیا ہو کہ دنیاوی ساخت پر اُسکو قیاس کرنے والا احمق ہو بلکہ سمجھ والا ایک بات کے
اشارے سے سمجھ لیگا کہ دنیا مین آدمی اپنی قوت کی مقدار سے جوڑ توڑ لگا کر شاہانہ حجلہ بناتا ہو اور وہان یہ سب قدرتی پیدا کیا ہوا ایک
سانچہ ہو حتی کہ اسکا پردہ قدرتی نفیس حریر خوش رنگ ہوگا جسمین موتیون کی جھالر قدرتی پیدا ہوگی وہان سلائی کے جوڑ توڑ کی
ضرورت نہین ہو تنبیہ بعضے احمقون نے حضرت ادریس ع کی نسبت یہ قصہ بنایا کہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور وہان جنتیون کے کپڑے
سیا کرتے ہین- یہ اس احمق نے روافض کی طرح سے اپنی سمجھ کے موافق قصہ گڑھ لیا حالانکہ جنت مین (طوبی) سے جنتیون کے لباس ظاہر
پیدا ہونگے جیسے حجلہ و اسکے ساز و سامان کی پیدایش قدرتی ہو اور یہ فرق کا نمونہ دنیا مین اسطرح ہو کہ جیسے عمدہ صنعت والا کاریگر
پھول نہایت خوبصورت بناتا ہو کہ دیکھنے والے اُسکی صنعت پر متحیر ہوتے ہین لیکن جب اُسکے مقابلے مین کوئی اصلی پھول
گلاب کا رکھا گیا تو اُسکی قدرتی خوشبو و رنگت و تازگی کے مقابلے مین وہ ساختگی گرد ہوگئی- یہ بیان سمجھدار کے لیے ایک نظیر ہو اور وہ اپنی
عاقلانہ سمجھ سے جان جائیگا کہ وہان اس سے کرور گونہ زیادہ فرق ہو اسلیے کہ نظیر مذکور مین نقلی و اصلی دونون پھول اسی دنیا مین
موجود ہین اور نقل بنانے والے نے دنیاوی چیز کی نقل اُتاری ہو اور تخت و حجلہ مین ایک دنیا مین ہو اور یہ نقل بھی نہین
ہوسکتا ہو اسلیے کہ آخرت تک کبھی حواس کو رسائی نہین ہوئی اور حواس کو کیا تاب ہے اگر یہ آفتاب وہان کبھی
جاوے تو وہان کی آب و تاب نورانی کے سامنے ذرہ کی طرح گم ہوجاوے جیسے دنیا مین آفتاب کے سامنے کرم شب تاب
ہوجاتا ہو اور حقیقت مین بیان و الفاظ مین یہ قوت نہین کہ وہانکی حالت ادا کرسکین بلکہ الفاظ کا تصور نہین ہو انسان کی
عقلی کو رسائی نہین ہو کیونکر سمجھایا جاوے بھلا کچھ توجہ کرو کہ ملک امریکا مین بعضی کلین عجیب و غریب بیان کی جاتی ہین
ہمارے مثل آدمیون نے بنائی ہین اور ہم لوگ سنکر متحیر ہوتے ہین تو بھلا اس ملک کو حضرت خالق عز و جل نے خاص قدرت سے
آراستہ فرمایا ہو وہانتک کہان رسائی ہو یہ تشبیہ بے ادبی ہو خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت ہو اور مخلوق ناچیز کو
عزیز سے کیا مقابلہ ہو یہ امریکہ و اسکی کلین لغو فانی ہین اگرچہ دنیا اختیار کرنیوالونکو اللہ تعالی نے انکی مراد پوری کرنیکی سمجھ دیدی
ہاتھون سے یہ چیز بنائی اور انکے حال پر افسوس ہو کہ اسی مین فریفتہ ہین اور وہان نعیم باقی اپنے دست قدرت سے پیدا فرمائی
الحاصل دار آخرت و اسکی نعمتونکو اسی عاقلانہ سمجھ سے کچھ قیاس کرو اور نیچری احمقون کی طرح مغروری و بدحواسی مین نہ پڑو- واللہ
ہو الموفق آیت قدسی کے حاصل معنی یہ ہووے کہ دنیا مین جن بندگان صالحین نے اپنے آپکو اللہ تعالی کے احکام شریعت پر
صبر و استقلال کے ساتھ مطیع رکھا تھا اُنکو وہان اللہ تعالی نے ملک اصلی کے دائمی [illegible] مین جگہ دی جہان وہ لوگ شاہانہ شان
و شوکت سے حجلہ کے مرصع تختون پر تکیہ لگائے ہونگے (جنتی جو سب سے کم درجہ پر ہوگا اُسکے پاس دنیا اول سے آخر تک کا دس گونہ
ہوگا اور یہ وسعت کا نمونہ ہو کیونکہ قیمت کی راہ سے اُسکے ایک درخت کی ایک پتی کی قیمت کے لیے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہو
آخر تک دس گونہ بلکہ ہزار گونہ نہین ہوسکتی ہو کما خطیب رح نے لکھا کہ اریکہ اُسی تخت کو کہتے ہین جسپر حجلہ ہو اور بعض نے کہا کہ اریکہ وہ فرش
نایاب ہو جو انکے شاہی تخت پر ہوگا- **لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا**- یہ جنتی لوگ جنت مین آفتاب نہین دیکھینگے
اور نہ زمہریر دیکھین گے **ف** یعنے یہ بادشاہان جنت اس حالت سے دائمی دولت ابدی مین تخت نشین ہونگے کہ نہ انکو وہان
آفتاب کی حرارت دکھلائی دیگی اور نہ زمہریر کی سخت سردی بلکہ خوشگوار حالت اور ہر دم نئی فرحت ہو کبھی ایسی بڑھتی
جنت سے دوسری جگہ جانے کی خواہش نہ کرینگے (ابن کثیر) آیت قدسی مین بلاغت بلیغ یہ کہ آفتاب کی نفی کی تو خود ظاہر ہوا

کہ چاند بھی نہوگا کیونکہ اُسکا تابع ہی پھر زمہریر کی نفی کرنے سے دلالت ہی کہ حرارت بھی نہوگی جسکا سبب آفتاب ہوتا ہی اور اس
لطیف عجیب پیدا ہوے کہ جنت وہ ملک ہی کہ جہان اس آفتاب و ماہتاب کی کچھ ضرورت نہین بلکہ یہ کسی شمار مین نہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ملک جگمگاتا ہوا نور ہے اور موسم دائمی خوشگوار معتدل پر بہار ہی بخلاف دنیا کے
یہان گرمی و سردی بے اعتدال و بے اعتبار ہی اور آفتاب کے چکر مین کہین شدت کی گرمی ہی اور کہین شدت کا جاڑا ہے
اور یہ جہنم کے آثار مین سے ایک اثر ہی ظاہری صورت تو ہر شخص دیکھتا ہی اور باطنی حقیقت کا بیان حدیث سرور انس وجان علیہ الصلوٰۃ
والسلام من الرحمن مین آیا کہ جہنم نے جناب باری تعالیٰ مین عرض کیا کہ اے رب مجھے میری حرارت خود جلائے ڈالتی ہی تو رب عز وجل
نے اُسکو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے مین اور ایک گرمی مین یعنے جاڑے مین اندر کی سانس تمہارے لیے
زمہریر ہی اور گرمی مین باہر کی سانس تمہیر یا دسموم ہی۔ بعض نے کہا کہ آیت مین زمہریر بلغت طے بمعنے قمر ہے یعنے وہان آفتاب
و ماہتاب نہین دیکھین گے۔ مترجم کہتا ہی کہ زمہریر کی تفسیر اول مین آیت کی بلاغت بیان ہو چکی بس وہی اصح ہی۔ وَدَانِيَةً
عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا۔ اور اس حالت سے کہ نزدیک ہونگے اُنپر اُسکے سائے اور مسخر
کردئے گئے اُسکے خوشے اچھی طرح **ف** شیخ جلال رح نے کہا کہ (لایرون) کے مقام پر عطف ہے یعنے دونون جملے
حال متداخلہ ہین اور صاحب معالم نے متکئین پر عطف کیا۔ بہر حال جملہ حالیہ ہی دانیہ قریبہ ظلال جمع ظل بمعنے سایہ ہے
اور سایہ کا نزدیک ہونا اسطرح کہ درخت یا اُسکی شاخین سایہ ڈالین یعنے باوجود درختون کی بلندی اور خوبصورتی کے انکی
شاخین اُنپر اپنے سایہ سے چھائی ہونگی اور درختون کے خوشے انکے لیے مذلل ہونگے۔ تذلیل مطیع و مسخر کردینا یعنے اللہ تعالیٰ
نے ان درختون مین سمجھ رکھی ہی دنیاوی درختون کی طرح نباتات و جمادات نہین ہین مجاہد رح نے فرمایا کہ اگر جنتی کھڑا ہوگا تو یہ
شاخ مع خوشے کے ادب کے ساتھ خود بخود اونچی ہو جائیگی اور خوشہ ادب سے منتظر ہوگا کہ اگر خواہش ہو تو خود بخود منھ کے پاس آجاوے
اور اگر بیٹھ جاویگا تو نزدیک ہوکر ادب سے منتظر ہوگا اور اگر لیٹ جاویگا تو اس حالت کے موافق مذلل و نزدیک ہوگا۔ قتادہ رح نے
کہا کہ انکے ہاتھ آنے سے دوری یا کانٹے کا عذر نہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ جسنے کیفیت سمجھ لی وہ بات کو آسانی سے سمجھ لیتا ہی اور احادیث
مین یہ حالات متفرق بیان ہوئے ہین یعنے جسنے جیسا سوال کیا اسکے موافق جسقدر حالت تھی وہ بیان کی گئی از انجملہ یہ ہی کہ
باغات خوش قطع اور درخت اپنے اپنے موقع پر خوبصورت ہین اور جب قصر بلند مین اپنے اہل کے ساتھ تخلیہ مین خواہش ہوگی تو وہ
درخت اپنی شاخ بڑھا کر میوہ قریب لاویگا پھر ہٹ جائیگا یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرحمت ہی فافہم۔ قولہ تعالیٰ ودانیۃ علیہم
بیضاوی رح نے کہا کہ شاید یہ (جنۃ وحریرا) پر عطف ہو یعنے ایک جنت تو اول بیان فرمائی اور یہان سے یہ دوسری جنت کا بیان
ہی جو اول سے متصل ہوگی کیونکہ ان لوگون کا حال یہ بیان ہوا کہ پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ سے خوف کرنے والے بندے ہین
اور خوف کرنے والون کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو جنتون کا وعدہ دیا ہی لقولہ تعالیٰ ولمن خاف مقام ربہ جنتان الآیہ۔ سوال
اگر پوچھا جاوے کہ دانیۃ علیہم ظلالہا۔ چھائے ہونگے اُنپر اُسکے سایے سو۔ سایہ تو وہان ہوتا ہی جہان آفتاب ہوا اور اوپر بیان
ہوا کہ آفتاب وہان نہین دیکھین گے تو وہان سایہ کے کیا معنے ہین جواب مین رازی رح نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ جنت
کے درخت اُنپر اسطرح چھائے ہوے اور اُنکے خوشے قریب مطیع ہونگے کہ اگر وہان آفتاب ہوتا تو انکے سایہ سے کچھ ایذا نہ پہونچتی
اسی جواب کو خطیب و ابو السعود وغیرہ نے پسند کیا اور اسی قدر پر اکتفا کیا ہی اور مترجم کے نزدیک یہ تکلف شاید عوام کے واسطے
کیا گیا ہی اور سایہ فقط آفتاب سے مخصوص نہین ہوسکتا بلکہ نور سے سایہ ہوتا ہی اور وہان نور عرش سے سایہ ممکن ہی اور یہ تو

Marfat.com

...ین مطلوب ہی کیونکہ نور مطلوب ہم کو صفات رحمت سے ہے اور اہل جنت البتہ عین رحمت مین ہین اور ہر چیز وہان اپنے لطف سے ہر ایک
شخص کے واسطے ہر ساعت ہوگی پس سایہ کا لطف بھی انکو حاصل ہوگا اور کیفیت نہین معلوم ہوسکتی ہی صرف یہ معلوم ہی کہ وہان آفتاب
کی حرارت اور زمہریر کی سخت سردی نہین ہوگی فافہم پھر چونکہ دنیا مین ان بندون نے اپنے نفوس کو احکام الٰہی کے لیے مذلل کیا تھا
یعنے راستی کے ساتھ سیدھا مطیع کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جنت مین انکو راحت دی اور اشجار و میوہ جات کو انکے نفس کے لیے مذلل کردیا
کہ جس طرح خواہش کرینگے اسیطرح درخت میوہ جات کے انکے راحت پہونچانے مین انکے ارادے کے مطیع ہونگے اور ابن کثیرؒ نے
لکھا کہ حضرت مجاہدؒ نے کہا کہ جنت کی زمین چاندی کی ہی اور اُسکی خاک مشک ہی اور اُسکے درختون کی پیڑیان سونے و چاندی کی
ہین اور اُسکی شاخین و پتے موتی و زبرجد و یاقوت و لعل وغیرہ ہین اور پھل ان مین لگے ہوئے ہین جو چاہے کھڑے ہوئے کی
حالت مین کھاوے کچھ ایذا نہ دینگے اور جو چاہے بیٹھے ہوئے اور جو چاہے لیٹے ہوئے کچھ تکلیف نہوگی مترجم کہتا ہی کہ دنیا مین...
وغیرہ ان اسباب سے پیدا ہوتے ہین اور پتھر و جمادات ہین اور وہان یہ سب قدرتی پیداوار ہین اور حیوانات ہین اور ان مین تولے
نامیہ ہین اور کسی حالت مین انسان کے حواس وہان کام نہین کرسکتے ہین سوائے اسکے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا ہی اور وہ اللہ تعالیٰ
کی شان اعلیٰ و اجل کو اور اُسکی قدرت کاملہ کو عقل ایمانی سے پہچانتا ہی وہ اسکو نہایت آسان جانتا ہی بلکہ وہ خوب جانتا ہی کہ یہ جو کچھ بیان ہوا
یہ جنت کے عام مسلمانون کے لیے ہی اور جو اعلیٰ نعمتین وہان ہین وہ کسی بشر کے خیال مین نہین آسکتی ہین اور اللہ تعالیٰ کی قدرت مین یہ سب
ایک ذرہ ہی اور ہر روز انکے واسطے جن عجائبات کا ظہور ہوگا اُسکے واسطے کہین انتہا نہین ہی کیا نہین جانتے ہو کہ سونے چاندی کے مکانات
تو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین کافرون کے لیے تجویز فرمائے تھے بقولہ تعالیٰ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن الآیہ۔ یعنے جو کوئی اللہ تعالیٰ سے کفر کرتا
ہم اُسکے مکان کی چھت چاندی کی بنادیتے الخ۔ یعنے اگر مسلمانون کے لیے یہ فتنہ سخت نہوجاتا تو دنیا کو اختیار کرنے والے کافرون کے لیے
ہم دنیا دیدیتے۔ مراد یہ کہ دنیا مین یہ حالت ہوتی کہ جو شخص کفر کرتا فوراً اُسکے لیے ایسا مکان پیدا ہوجاتا جسکی چھت چاندی کی ہی الخ ولیکن
اہل اسلام اس صورت مین کفار کے ہاتھون سخت مصیبت مین پڑجاتے۔ پھر یہ چاندی سونا ہی ہوتا جو اس دنیائے فانیہ مین اللہ تعالیٰ نے
پیدا کیا ہی اور آخرت مین جو سونا و چاندی ہی اُسکا نشان کہین دنیا مین موجود نہین ہی لیکن جو نام بتلائے گئے یہ نظیر ہین اور فرق مثال
و نقل کے ہی جیسے دنیا مین لوگ اصل و نقل بناتے ہین مثلاً مٹی کا گھوڑا بناتے ہین تو یہ نقل ہی اور اُسکے مقابلے مین حیوان گھوڑا اصل ہی اسیطرح
دنیا مین جو سونا چاندی و جواہرات موجود ہین یہ نقل ہین اور آخرت مین اصل ہین کہ تمام دنیا اُسکے مقابلے مین ہیچ ہی اسی لیے حدیث مین
کہ جانور ہانکنے کے لیے جو کوڑا ہوتا ہی تو فرمایا کہ ایک کوڑے بھر جگہ جنت مین تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر ہی ... بھی حدیث مین تقریر
ذہن کیواسطے فرمایا ہی اور مترجم خیال کرتا ہی کہ جنتی درخت کی ایک پتی تمام دنیا و ما فیہا ... نہین ممکن ہی کہ کافر حاصل کرسکے
وللہ الحمد والمنۃ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے طعام و لباس و مکان کا وصف فی الجملہ بیان کردیا تو اُسکے اور انکے مشروب کا
وصف بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ۔ اور دورہ کیا جائیگا اُنپر چاندی کے
برتنون اور اکواب کے ساتھ ف یعنے غلمان اُنکے خدمتی چاندی کے آنیہ یعنے برتنون مین طعام پے درپے حاضر لاوینگے۔ طوف
کے معنے گرد پھرنا۔ شاید ادب سے اُنکی مجلس مین پس پشت سے لاوینگے کیونکہ برتن خود سمجھدار ہین وہ آپ ہی حاضر ہوسکتے ہین لیکن آداب
خدمت کے حقوق و انتظامات کیواسطے غلمان حاضر کرینگے اور اکواب بھی اسیطرح لاوینگے اکواب ایسے کوزے ہین جنمین دستگی و ٹونٹی
نہو یعنے جیسے گلاس ہوتے ہین۔ كَانَتْ قَوَارِيرَا۔ یہ قواریر ہین ف قواریر جمع قارورہ جو دنیا مین کانچ کے ہوتے ہین
و کانچ کو ریگ کی ترکیب سے بناتے ہین اور یہ مشہور معروف ہی پس یہ شبہ ہوتا ہی کہ قواریر سے لوگ یہی ریگ کی کانچ سے سمجھین

Marfat.com

تو اسکو دفع کیا بقولہ تعالیٰ۔ **قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ**۔ یہ قواریر چاندی کے ہین **ف** یہ دو قواریر یا ...
یا یہ تمیز ہو۔ رازی رحہ نے کہا قولہ تعالیٰ کانت قواریر۔ مین دکانت) اسواسطے زیادہ فرمایا ہی تاکہ معلوم ہو ...
آتی ہے جیسے دنیا مین کانچ کی اصلیت ریگ ہی اور اللہ تعالیٰ نے بندون کے ہاتھون سے اسکو اسطرح مستحیل ...
... ورد کی صورت پر ہوگئی اسیطرح جنت مین اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے چاندی کو اسطرح مستحیل فرمایا کہ ...
اس آیت سے تنبیہ ہی کہ دنیا مین جو کفار اپنے شفاف گلاس پر فخر کرتے ہین ان کے گلاس کو جنت کے گلاس سے ...
کو چاندی سے نسبت ہی مترجم کہتا ہی بلکہ دنیاوی چاندی کو جنتی چاندی سے وہ نسبت سب ہے جو ریگ کو چاندی ...
گلاس بہرحال نہایت بدتر ہین اور اگر چاندی سے بنادین تو بھی جنتی گلاس سے دو طرح سے کچھ نسبت نہوگی اول تو چاندی ...
کیفیت نہین ہوسکتی کہ شفاف ہو (دوم) اس چاندی کو جنتی چاندی سے کچھ نسبت نہین رازی رحہ نے لکھا کہ دوسری آیت مین ...
کہ یطاف علیہم بصحاف من ذہب الآیہ۔ یعنے سونے کے برتنون سے اُنپر دور ہوگا۔ اور حاصل یہ کہ کبھی سونے سے اور کبھی چاندی ...
مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین گذر چکا کہ ایک جنت سونے کی ہی اُسکے ظروف وغیرہ سب سونے کے ہین اور دوسری جنت چاندی
کی ہی اُسکے ظروف وغیرہ سب چاندی کے ہین ابن کثیر رحہ نے لکھا کہ حضرت ابن عباس ومجاہد وحسن بصری وغیرہم نے فرمایا کہ قولہ تعالیٰ
قواریر من فضۃ یعنی صفائی جوہر مین چاندی ہین اور شفاف ہونے مین زجاج ہین اور دنیا مین قواریر فقط شیشہ کے ہوتے ہین ...
جنت مین چاندی کے ہونگے اور باوجود اسکے نہایت شفاف ہونگے کہ ظاہر وباطن یکسان نظر آویگا اور دنیا مین اسکی نظیر نہین ہی
ابن المبارک نے مسند کیا کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ جنت مین جو چیزین ہین اُنکی نظیر تمکو دنیا مین دی گئی ہی سوائے قواریر کے
کہ انکی نظیر دنیا مین نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ حدیث وآیت مین مصرح ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جنت مین جو کچھ اپنے صالحین بندونکے لیے
مہیا فرمایا ہی وہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہین اور کسی کان نے سنا نہین اور نہ کسی بشر کے دلپر اُسکا خطرہ گذرا ہی۔ پھر ابن عباس رضہ
نے یہ کیونکر فرمایا مترجم کہتا ہی کہ ابن عباس کا مطلب یہ ہی کہ نفس کے واسطے کھانے پینے کے متعلق جسقدر سمجھ کے لائق تھا اسکا نمونہ
اللہ تعالیٰ نے اس طریقے سے ارشاد فرمایا کہ اُسکی نظیر اُنکے لیے دنیا مین موجود ہی تاکہ دنیاوی نظیر کو پہچانکر جنت کی چیز کو عقل سے
قیاس کرین اسطرح کہ دنیا مین اگر دودھ ہی تو یہ تھنون سے کچا خون نکالا جاتا ہی اگر پڑا رہے تو بگڑ جاوے اور وہان قدرت سے اللہ تعالیٰ
نے پیدا کیا ہی جو نہرون مین روان ہی وعلیٰ ہذا القیاس اسی طرح ظروف ہین تو جن ظروف کا بیان کیا گیا ان مین سے قواریر کی نظیر
یہان چاندی سے غیر ممکن ہی اب رہا یہ کہ اعلیٰ ظروف وطعام ولباس جو سمجھ ہی مین نہین آسکتے ہین انکو بیان نہین فرمایا اور نہ انکی
نظیر یہان ممکن ہی فافہم قولہ تعالیٰ **قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا**۔ انھون نے انکو اندازہ کیا خوب اندازہ کرنا **ف** یعنے غلمان انکو
اپنے صاحب کے ٹھیک اندازہ پر لاوینگے یا جس جنتی کو خواہش ہوگی اُسکے اندازہ خواہش کے موافق آویگا اسمین نہ کمی ہوگی اور
نہ زیادتی ہوگی (کبیر) یعنے اندازہ خوب یہ کہ ہر ایک کی خواہش کے موافق ٹھیک ہوگا بدون کمی وزیادتی کے بلکہ یہ قواریر ...
سے آراستہ ومہیا ہونگے کہ اپنے صاحب کی پوری خواہش ادا کرین یہ معنے ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وابو صالح وقتادہ
وابن ابزی وعبداللہ بن عبید بن عمیر وشعبی وابن زید نے بیان فرمائے اور یہی ابن جریر وغیرہ ائمہ علما کا قول ہی ...
صورت سے اندازہ مقدر ہونے مین نہایت شرف وکرامت وعزت وحرمت ظاہر ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے ...
قدرت مین سے ہی جو سوائے جنت کے کہین ممکن نہین ہی گویا ہر ایک کی خواہش کے موافق فوراً سانچے ...
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قولہ تعالیٰ قدروہا تقدیرا۔ قال قدرت للکف یعنے کف کے اندازہ ...

Marfat.com

... ل ابن بن انس سے مروی ہو ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکے معنے وہی ہین کہ خواہش وسیری کی مقدار پر ہین مترجم کہتا ہو کہ کف
... کے معنے یہ لئے اسیقدر ہوگا جسقدر پی کر باز رہے ولیکن ضحاکؒ نے کہا کہ کف خادم۔ یعنے غلمان کی ہتھیلی پر اندازہ ہوگا۔ مراد شاید یہ کہ خادم
جب لاویگا تو اسکی ہتھیلی مین بقدرت الٰہی اُسیقدر ہوجاویگا جسقدر اُسکے صاحب کی خواہش ہو اور یہ لطیف معنے ہین کہ نور عقل
اُنکی قدرت جانتی ہو وللہ الحمد والمنۃ۔ رازیؒ نے کہا کہ شائستہ آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ پینے کا برتن صاف و ستھرا
و خوبصورت ہو پس شفاف ہونا تو قواریر اسے ظاہر ہو اور دوسری بات بھی چاندی کے جوہر سے معلوم ہو اور تیسری بات تقدیر
مذکور سے معلوم ہو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انکی ارادت کے موافق صورت ہوگی۔ یہ سب بیان تو اُس برتن نفیس کا ...
ہین گے آیندہ فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ
سَلْسَبِيلًا۔ اور اسمین وہ لوگ کاس پلائے جاوینگے کہ اسکا مزاج زنجبیل ایک چشمہ اسمین جسکا نام سلسبیل لیا جا...
ف ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے ابرار صالحین ان اکواب مین ایک کاس یعنے شراب بھی پلائے جاوینگے جسمین زنجبیل کا میل ہے
پس کبھی تو اُنکے واسطے شراب کافوری دیجاویگی اور کافور سرد ہو اور کبھی زنجبیلی اور زنجبیل سونٹھ گرم ہو تاکہ اعتدال رہے اور قتادہ
وغیرہ نے کہا کہ مقربین بندون کے لیے چشمۂ اول خالص ہو اور یہ چشمۂ دوم جسکو سلسبیل کہتے ہین یہ بھی خالص ہو اور مقربین سے
نیچے ابرار صالحین کو کبھی اول چشمہ سے مزج کرکے دیا جاویگا اور کبھی سلسبیل سے مزج کرکے دیا جاویگا۔ مجاہدؒ نے کہا کہ سلسبیل
اسواسطے نام ہوا کہ انکی روانی مین سلاست ہو یعنے نہایت برابری کے ساتھ خوبصورتی سے روان ہو اور روانی مین حدت ہو یعنی
ایک قسم کی تیزی ہو قتادہؒ نے کہا کہ اُسکا پانی نہایت نفیس ہو اور امام محدث شیخ ابن جریرؒ نے بعض علماءؒ سے نقل کیا کہ اس ... کا نام
سلسبیل اسواسطے رکھا گیا ہو کہ انکی شراب نہایت سلاست سے حلق مین اُترتی ہو امام ابن جریرؒ کے نزدیک خود مختار یہی ...
تو بیان مذکور ہوئین سبکی وجہ سے اسکا نام سلسبیل ہو (ابن کثیرؒ) اکثر علماءؒ نے کہا کہ سلسل و سلسال نہایت خوشگوار شیرین کو کہتے ہین
اور سلسبیل مین حرف (ب) زیادہ کرکے پنج حرفی کلمہ کردیا گیا تاکہ بے انتہا خوشگواری پر دلیل ہو اور زجاجؒ نے کہا کہ یہی لغت ...
معلوم ہو (تفسیر کبیر) زجاجؒ کے قول سے ابن الاعرابی کا قول رد ہوگیا جو کہتے تھے کہ مین نے سوائے قرآن کے یہ لفظ نہین سنا اور
زجاج امام معروف ہین۔ رازیؒ نے کہا کہ اس شراب کی صفت سلسبیل بیان فرمانے سے یہ فائدہ نکلا کہ اسمین زنجبیل کا مزہ ہوگا
ولیکن زنجبیل کی طرح حلق نہین پکڑیگا بلکہ سلسبیل یعنے نہایت خوشگوار ہوگا پس حاصل یہ کہ اُسکا مزہ و خوشبو نہایت اعلیٰ ہے
اور دنیاوی قیاس کا کوئی نقص و عیب نہوگا جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مین اللہ تعالیٰ نے جو کچھ جنت کی
نعمتین بیان فرمائی ہین اُن کا قیاس غیر ممکن ہو اور دنیا مین فقط اُنکا نام ہی نام ہے ... زنجبیل اگر دنیا مین کسی چیز کا نام
رکھ لیا گیا ہو تو اُسکو جنتی زنجبیل سے کچھ نسبت نہین ہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی شراب و ظروف کو بیان کیا تو اُسکے
ساتھ اُنکے خدمتی خادمون کا ذکر فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا۔ اور اُنکے گرد خدمت کرتے پھرین لڑکے ہمیشہ باقی رہنے والے جب تو اُنکو دیکھے تو
خیال کرے بکھرے ہوئے موتی ہین۔ ف یعنے اہل جنت کی خدمت کے واسطے جنت کے لڑکے ہونگے جو اسی حالت پر ہمیشہ
رہنے والے ہین یعنے کبھی اُنکی صورت مین تغیر نہوگا اور نہ اہمین سے اُنکی عمر بڑھیگی بلکہ اسی حالت پر ہمیشہ رہینگے اور اُن کی
... کی یہ کیفیت ہو کہ جب تو اُنکو دیکھے اس حالت مین اپنے سردارون کی خدمت کے واسطے اِدھر اُدھر پھرتے ہین تو تیرے خیال
... کہ گویا موتی ہین بکھرے ہوئے ہین کیونکہ اُنکے چہرے خوبصورت اور رنگ خوبصورت اور کپڑے نفیس اور زیور سے آراستہ ہین

Marfat.com

اور اس سے بہتر تشبیہ نہین ہوسکتی اور اس سے بڑھکر خوبصورت منظر نہین ہوسکتا کہ نفیس مکان مین نفیس ...
(ابن کثیرح) قاضی رح نے کہا کہ غلمان کی تشبیہ بکھرے ہوے موتیون سے بہت نفیس ہی کیونکہ آبدار ...
تو ہر ایک کی آب وتاب دوسرے پر پڑنے سے خوبصورت منظر نظر آتا ہی (کبیر) اور موتیون کے ساتھ تشبیہ اس ...
...لا اور رنگ صاف اور چمکدار ہوگا اور اُنکے چہرون کی چمک ایک دوسرے پر پڑیگی اور چونکہ اپنے آقاؤن کی ...
خدمت کے واسطے ایک قرینہ سے چھٹکے ہوے ہونگے اسلئے بکھرے ہوئے موتی فرمایا (ابو السعود) اور یہ غلمان اسی ...
اور اسی خوبصورتی وطراوت وتازگی پر ہمیشہ باقی رہین گے اور یہ بالغ ہونے سے کم درجہ ہی اسواسطے کہ ہمارے علماء فقہا ...
لوگون کے درجات بالغ ہونے سے پہلے چار ہین غلمان وصبیان واطفال وذریت پھر بالغ ہونے کے بعد شاب وفتی ...
یہانتک کہ تیس برس کی عمر ہو پھر اسکے بعد چالیس برس تک کہول کہلاتے ہین پھر اسکے بعد شیوخ کہلاتے ہین اور کہول ...
اسکو قرآن مجید سے نکالا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق مین فرمایا۔ وآتیناہ الحکم صبیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام
حق مین فرمایا ویکلم الناس فی المہد وکہلا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے حق مین فرمایا۔ قالو اسمعنا فتی یذکرہم او یعقوب علیہ ال...
کے حق مین آیا ان لہ ابا شیخا کبیرا (السراج) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنتیون مین کم سے کم درجہ یہ ہی کہ ا...
جنتی کی خدمت کے واسطے ایک ہزار خدمتی ہون جن مین سے ہر ایک دوسرے خدمتی سے علاوہ خدمت پر مامور ہوگا (ابن کثیر ...
...رکمتر یہ کہ ابتدا سے انتہا تک دنیا سے دس گونہ زیادہ مالک ہو ویگا اگر پوچھا جاوے کہ یہ ولدان کیا ہین تو جواب یہ کہ بعضے مفسرین
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنون کی خدمت کے واسطے جنت مین غلمان پیدا فرماویگا جیسے حورین پیدا فرمائی ہین اور بعض نے کہا کہ یہ مومنون
کے لڑکے ہین جو بچپن مین مرے کیونکہ یہ فطرت پر مرے ہین اور ابن مرجان رح نے کہا کہ یہ میری رائے نہین ہی کیونکہ مومنین کی اولاد تو
اپنے باپ دادا کے ساتھ ملا دیجائیگی تاکہ اُنکی خوشی زیادہ ہو اور یہ اُنکے حق مین کرامت ہی بلکہ میری رائے یہ ہی کہ غلمان وہ بچے ہین جو
بچپن مین کافرون کی اولاد مین سے مرے اور اللہ تعالیٰ کو اُنکا ایمان اپنے علم قدیم سے معلوم ہی اور اسکی تائید مین یہ دلیل ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم کے حق مین جو ڈیڑھ برس کی عمر مین مرے ہین یہ خبر دی کہ جنت مین اُس کی
...دودھ پلائی ہی جو اسکی رضاعت پوری کرتی ہے (الصحیح) پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی حالت وہان بدلی
جیسے دنیا مین بچہ بڑھتا ہی اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقط ابراہیم رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہی تو یہ خیال ٹھیک نہین ہی اس واسطے کہ
خصوصیت ہونے پر کوئی دلیل نہین ہی (السراج) اور خازن رح نے سورہ واقعہ کی تفسیر مین کہا کہ میرے نزدیک صحیح قول جس سے عدل ہو
یہ معلوم ہوتا ہی کہ ولدان کو اللہ تعالیٰ حورون کی طرح جنت مین پیدا فرماویگا (ف) اسی قول کی جانب شیخ ابن کثیر رح نے اشارہ کیا ہی
اگرچہ کوئی قطعی دلیل معلوم نہین ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم پھر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی سلطنت ونعمت کی وسعت بیان فرمائی قولہ تعالیٰ
وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا۔ اور جبکہ وہان نظر ڈالے تو نعمت عظیم اور بادشاہت کبیر تیرے
دیکھنے مین آوے **ف** یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہی یعنے اے محمد اگر تو وہان یعنے جنت مین نگاہ اُٹھا کر دیکھے
اس غرض سے کہ اُسکی نعمت اور وسعت کا اندازہ ہو تو تجھے بے انتہا نعمتین نظر آوین جن مین سے ہر نعمت کی خوبی بیان کرنے کی
طاقت کسی بیان کرنے والے مین نہین ہی اور اگر اللہ تعالیٰ بیان فرماوے تو سمجھنے والے مین سمجھنے کی طاقت نہین اور ...
مملکت نظر آوے جسکی وسعت بیان سے باہر ہی اور اُسکی سلطنت کی شان خاص قدرت باری تعالیٰ کا ظہور ہی (ابن ...
لکھا ہی کہ (نعیما) تنوین کے ساتھ نکرہ بیان فرمایا ہی تو یہ تنوین واسطے تعظیم کے ہے یعنے ایسی نعمت عظیم ...

ان کی تعریف نہین کرسکتا اور وہ حقیقی نعمتین ہین کہ ان مین کسی طرح کی کدورت نہین ہو اور وہان مملکت عظیم نظر آوے جو کسی کے خیال مین بھی نہین گذری ہو سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہو کہ اس مملکت کی عظمت یہ ہو کہ ملائکہ جب اہل جنت کے سلام کے واسطے آنا چاہین گے تو اجازت مانگین گے اور بعض نے کہا کہ انکے سر پر شاہانہ تاج ہونگے حکیم ترمذی رح نے کہا کہ سلطنت عظیمہ کا نشان یہ ہو کہ اہل جنت جس چیز کو چاہین گے وہ فورًا موجود ہو جائیگی یعنے اللہ تعالیٰ کی قدرت ایجاد کا ظہور جنتیون سے ظاہر ہوگا اور حدیث سے ظاہر ہوتا ہو کہ ہر ایک جنتی کی مملکت بہت وسیع ہوگی چنانچہ حدیث مین ہو کہ جنتیون مین جو سب سے کم درجہ والے ہین انمین سے ہر ایک کی مملکت کی وسعت ایک ہزار برس کی راہ ہو اور باوجود اسکے جنتی اپنے تخت پر بیٹھے اپنی مملکت کی انتہا کو اسیطرح دیکھیگا جیسے پاس کی چیز کو دیکھتا ہو مترجم کہتا ہو کہ وہان روحانیت کا ظہور ہوگا اور اُسکے واسطے نزدیک و دور مین کچھ فرق نہین ہو بخلاف جسمانی آنکھ کے جسکی مقدار محدود ہوتی ہو (السراج) امام رازی رح نے لکھا کہ یہ بات جان لینا چاہیے کہ دنیا کی لذتین تین چیزون مین منحصر ہین اپنی خواہش نفس پوری کرنا اور اپنا غصہ پورا کرنا اور عزت وجاہ حاصل ہونا اور درحقیقت یہ تینون باتین بے قدری کے قابل ہین اسلیے کہ بہت سے حقیر جانوران مین سے ہر ایک بات مین انسان کے شریک ہین یعنے مثلاً ہاتھی ڈیل ڈول مین بڑا ہوتا ہو اور گاے بیل کے برابر کھانے کی قوت انسان مین نہین ہو اور شیر کی غضبی قوت بڑھی ہوتی ہو علیٰ ہذا القیاس جمیع شہوات مین جانورون کو شرکت بلکہ فوقیت ہو تو جنتیونکے واسطے نعمت وملک کبیر ضرور ہو کہ اس لذت حقیر سے جدا ہو اور اس کی صورت یہ ہو کہ نفس انسانی جلال قدس کی تجلی سے فرشتہ صفت ہوجائیگا اور مفسرین نے اسکو ظاہری معنے پر محمول کیا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس نعمت کی خوبی بیان نہین کرسکتا اور کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سلطنت کی عظمت یہ ہو کہ حضرت رب العزت جلشانہ کی طرف سے فرشتہ مقرب مع تحفہ ہاے کرامت کے جنتی کے دروازے پر آویگا ولیکن بغیر اجازت حاصل کیے اندر داخل نہوگا (تفسیر کبیر) بعض نے کہا کہ سلطنت کی عظمت یہ ہو کہ کبھی اسکو زوال نہین (ابوالسعود) مترجم کہتا ہو کہ ان سب باتونکو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت نہین ہو کیونکہ جنت کی سلطنت عظیمہ مین یہ سب باتین بلکہ انکے علاوہ بھی سب فضیلتین وکرامتین شامل ہین امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ حدیث صحیح مین ایسے شخص کے حق مین آیا ہو جو سب کے آخر مین جہنم سے نکالکر جنت مین جانے کی اجازت پاویگا اُس سے اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ جنت مین داخل ہو جب وہ جنت کے دروازہ پر پہونچیگا تو اُسکو ایسا نظر آویگا کہ وہ بے انتہا وسیع ملک اپنے لوگون سے بالکل بھرا ہوا ہو اُسمین اتنی بھی گنجایش نہین ہو کہ اُسمین کوئی داخل ہو اس سے ارشاد ہوگا کہ تو کیا چاہتا ہو اپنی تمنا بیان کر اسکی انتہاے تمنا یہ ہوگی کہ دنیا ابتدا سے انتہا تک مع اپنی دولت وثروت کے سب مجھے ملے ارشاد ہوگا کہ اے کمینے یہی تیری انتہا ہے جا تیرے واسطے دنیا کے مثل اور اُس ... گنا زائد ہو آخر وہ جب داخل ہوگا تو اپنے واسطے یہ ملک وسیع پاویگا مترجم کہتا ہو کہ ابتدا مین جو اُسکو یہ نظر آیا تھا کہ تمام جنت بھری ہوئی ہے تو شاید اُسکی وجہ یہ تھی کہ نہایت نورانیت اور شفافی سے عکس منتقل ہوتا تھا جیسے شفاف آئینے کے مکان مین باہر سے دیکھنے والے کو ایسا ہی اشتباہ ہوتا ہو اور امام ابن کثیر رح نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت مین کمتر مرتبہ والا وہ شخص ہو جو اپنی بادشاہت دو ہزار برس کی راہ تک دیکھیگا شیخ رح نے لکھا کہ جب یہ کمتر درجے والے کی منزلت ہو تو اہل الدرجات کی مملکت قیاس کرسکتے ہو اور امام طبرانی نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حبش کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسنے عرض کیا کہ مجھے کچھ پوچھنا ہو آپ نے فرمایا کہ سمجھنے کے قصد سے جو کچھ چاہے دریافت کر اُسنے کہا یا حضرت آپ لوگونکو ہم لوگون پر شکل وصورت ورنگ روپ ونبوت مین فضیلت حاصل ہو آپ مجھے یہ بتلا دین کہ

اگر مین ایمان لایا اور مین نے نیک اعمال کیے جسطرح آپ ارشاد فرماتے ہین تو کیا جنت مین مجھے بھی [illegible]
ہان اور قسم اُس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جنت مین حبشی کے نورانی گورے [illegible]
ی راہ سے نظر آویگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا اُسکے واسطے اللہ کے [illegible]
جس شخص نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا تو اُسکے واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیان لکھی جائینگی یہ سنکر ایک صحابی نے کہا [illegible]
بعد ہم لوگ کیونکر تباہ ہونگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قیامت مین آدمی ایسے اعمال لاویگا کہ اگر وہ [illegible]
تو پہاڑ پر بھاری ہون پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتین کھڑی ہوکر استغاثہ کرینگی حتی کہ یہ سب نیکیان قریب قریب اُسکے ہاتھ سے نکل [illegible]
ایسے شخص کے جسپر اللہ تعالیٰ کی رحمت چھائی ہوئی ہی راوی نے کہا کہ پھر یہ سورہ ہل اتی علی الانسان نازل ہوا پھر اُس مرد [illegible]
کہ یا حضرت کیا جنت مین میری آنکھین بھی وہ سب نعمتین دیکھ سکینگی جو آپ دیکھینگے آپ نے فرمایا ہان یہ سنتے ہی مرد حبشی کو جوش [illegible]
رونا آیا اور ایسے شوق سے روئے کہ اُنکی جان نکل گئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ مجھے یاد ہی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
دیکھا کہ اپنے مبارک ہاتھون سے اُسکو اسکی قبر مین اُتارتے ہین (ابن کثیر) عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ
اُنپر کپڑے سندس کے سبز ہین اور استبرق ہی ف یعنے اہل جنت کا لباس سبز سندس اور استبرق ہوگا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ سندس [illegible]
بڑھیا ہوتا ہی اور یہ لباس انکے بدن سے متصل ہوگا جیسے قمیص وغیرہ ہوتی ہی اور استبرق بھی بھاری دیبا ریشمین ہوتی ہی لیکن [illegible]
چمکدار ہوتا ہی اور یہ نگاہ کے سامنے اوپر ہوگا جیسے لوگونمین معروف ہی (ابن کثیر) اور خطیبؒ نے کہا کہ (علیہم) بمعنے فوقہم یعنی انکا اوپری لباس
سبز ہوگا اور سندس باریک حریر ہی اور یہ ابرہ ہوا اور استبرق کا استر ہوگا اور وہ گاڑھا اور موٹا دیباج ہوتا ہی اور ابو البقاءؒ نے کہا کہ
(علیہم) کی ضمیر فقط اہل جنت کیواسطے ہی تو اُنکے خادم غلمانونکا لباس دوسرا ہوگا اور شاید یہ خادمونکا لباس ہو تو اہل جنت کا
اُس سے اعلیٰ ہوگا اور شاید اسی جنس سے مخدوم اور خادم دونونکا لباس ہو ولیکن اپنے اپنے رتبہ کے موافق فرق ہوگا اور واضح ہو
[illegible] قراءت متعدد ہین چنانچہ امام نافع وحمزہ نے (عالیہم) بعد لام کے یاے تحتیہ کو ساکن پڑھا اور ہا کو کسرہ دیا اور باقیون نے (ی) کو فتحہ
[illegible] ہا کو ضمہ دیا پھر امام نافع وحمزہ کی قراءت مین سب سے ظاہر وجہ یہ ہی کہ (عالیہم) خبر مقدم ہی اور (ثیاب) مبتدا مؤخر ہی اور باقی امامون
کی قراءت مین بھی سب سے زیادہ ظاہر وجہ یہ ہی کہ (عالیہم) بمعنے فوقہم لیا جاے اور یہی خبر مقدم ہو پھر جاننا چاہیے کہ امام نافع وحفص نے
(خضر و استبرق) دونون کو پیش دیا اور امام حمزہ وکسائی نے دونون کو کسرہ دیا ہی اور امام ابو عمرو اور ابن عامر نے (خضر) کو پیش سے اور
(استبرق) کو زیر سے پڑھا اور امام ابن کثیر وشعبہ نے (خضر) کو زیر سے اور (استبرق) کو پیش سے پڑھا ہی اور ان قراءتونکا حاصل یہ ہی کہ (خضر و استبرق)
[illegible] دونون کو پیش ہی یا دونونکو زیر ہی یا اول کو پیش اور دوم کو زیر یا اول کو زیر اور دوم کو پیش ہی پس اگر دونونکو پیش ہو تو (ثیاب) کی صفت
(خضر) ہی اور (استبرق) اسپر عطف ہی یعنے (ثیاب استبرق) قراءت دوم یعنے دونون کو زیر کی یہ وجہ ہی کہ (سندس) کی صفت (خضر) ہی ولیکن
(خضر) جمع ہی لہذا کہا گیا کہ (سندس) بھی اسم جمع ہی یا (سندسۃ) کی جمع ہی رہا (استبرق) تو وہ (سندس) پر عطف ہی یعنے (ثیاب واستبرق)
قراءت سوم کی وجہ یہ ہی کہ (ثیاب) کی صفت (خضر) ہی اسلیے پیش ہی اور (سندس) پر عطف (استبرق) ہی اس سے زیر ہی اور حاصل [illegible]
سبز کپڑے ہونگے جو (سندس) اور (استبرق) کے ہونگے اور اس صورت مین لازم آیا کہ استبرق بھی سبز ہوگا۔ رہی چوتھی قراءت [illegible]
(خضر) کو زیر اسلیے کہ (سندس) کی صفت ہی اور (استبرق) کو پیش اسلیے کہ وہ (ثیاب) پر عطف ہی یعنے (ثیاب استبرق) پھر [illegible]
اُنکے زیور سے آگاہ فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ۔ اور آراستہ کیے جاینگے چاندی [illegible]
ف احتمال ہی کہ یہ بھی انکے خادمون یعنے غلمانون کا زیور ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہ ابرار [illegible]

Marfat.com

[illegible] اسی سورہ مین مذکور ہی بقولہ تعالیٰ یحلون فیہا من اساور من ذہب ولؤلؤا ولباسہم فیہا حریر۔ یعنے جنت مین یہ لوگ سونے کے
[illegible] اور موتیون سے آراستہ کیے جائینگے اور وہان حریر اُنکا لباس ہوگا (ابن کثیر) بعض نے کہا کہ مردون کیواسطے چاندی کا زیور ہوگا
اور عورتون کیواسطے سونیکا ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ کبھی سونے اور کبھی چاندی کا اور بعض نے کہا کہ بلکہ ایک ہی وقت مین سونے
اور چاندی اور موتی کے کنگن جمع کیے جائینگے اور بعض نے کہا کہ ہر ایک کو اُسکی رغبت کے موافق حاصل ہوگا اور بعض نے کہا کہ چاندی
کے کنگن فقط بچون کیواسطے۔ اور سونے کے کنگن عورتون کیواسطے ہین یعنے مردون کیواسطے موتیون کے زیور اور بعض نے کہا کہ زیور
فقط بچون اور عورتون ہی کیواسطے ہین اور بعض نے کہا کہ یہ اپنے اعمال کے تفاوت پر درجہ بدرجہ ہوگا مترجم کہتا ہی کہ سابق مین
بارہا تنبیہ کردی گئی کہ وہان سونا و چاندی یہ نہین ہی جو زمین کی کانون سے نکالا جاتا ہی اور موتی یہ نہین ہین جو سیپ کے پیٹ مین
پیدا ہوتے ہین اور اسیطرح سُنار وہ کنگن نہین بناتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے یہ چیزین وہان ایجاد فرمائی ہین
اور حق یہ ہی کہ زیور وہان مردون کیواسطے بھی ہوگا چنانچہ صحیح کی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ مؤمن کا زیور وہانتک پہونچیگا
جہانتک وضو کا اثر ہی اسیواسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ دھونیمین مبالغہ کرکے مونڈھو نتک لیجاتے اور پانون دھونا پنڈلی تک
بڑھاتے تھے اگر سوال کیا جاوے کہ وضو کے اثر سے نورانی روشنی فقط اس امت کیواسطے خاص ہی توکیا اگلی امتون کیواسطے زیور نہوگا
جواب یہ کہ نورانی ہونا اس امت کی خصوصیت ہی لیکن زیور سب کے واسطے عام ہوسکتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ **وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا**
طَهُوْرًا۔ اور اُنکو اُنکا پروردگار شراب طہور پلادیگا۔ **ف** یہ وہ شراب دنیاوی شراب کے مانند نہین جو چھوارے وانگور وغیرہ
کو سڑا کر بھٹی مین کھینچی جاتی ہی اور اُسکے اثر سے عقل مین خبطگی و دماغ مین درد ہوتا ہی بلکہ وہ شراب قدرتی پیدا کی ہوئی چیز ہی جو نہرون
مین جاری ہی شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ شراب طہور اسواسطے کہلاتی ہی کہ اُنکے ظاہر و باطن سے ہرطرح کی گندگی و بُرائی و بداخلاقی
صاف کریگی چنانچہ امیر المؤمنین علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جب جنتی لوگ جہنم کے پل سے پار ہوکر جنت کے دروازہ پر
پہونچین گے تو وہان انکو دو نہرین ملینگی اور گویا اُنکو خود بخود الہام ہوگا تو ایک نہر سے پانی پئینگے جس سے اُنکی اندرونی گندگی سب دور
ہوجاویگی پھر دوسری نہر سے نہائینگے تو اُنپر نعیم جنت کی تازگی آجائیگی (ابن کثیر رح) اور اس سے معلوم ہوا کہ شراب یہان ہر ایسی چیز
شامل ہی جو پینے مین آوے اور یہی اصل لغت ہی خواہ وہ خمر ہو یا پانی ہو یا شربت ہو **خطیب** رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ جنتی جب جنت کی جانب متوجہ ہونگے تو راہ مین اُنکو ایک درخت ملیگا جسکی جڑ سے دو چشمے جاری ہونگے
یہ لوگ ایک چشمے سے پانی پیین گے تو اُن کے بدنپر جنت کی تازگی آجائیگی پھر کبھی صورت مین تغیر نہوگا اور نہ کبھی اُنکے بال پریشان
ہونگے پھر دوسرے چشمے سے پیین گے جس سے اُنکے جوف کی گندگی زائل ہوجائیگی پھر جنت [illegible] اُنکی سلام کے واسطے حاضر ہونگے
اور اُنکو وہان دائمی سلطنت کی بشارت دینگے **نخعی و ابو قلابہ** نے کہا کہ جب شراب اور لوکھانے کے بعد پیین گے تو غذا بہت خوشگواری
سے ہضم ہوجائیگی اور ایک قسم کا پسینہ ظاہر ہوگا جس سے مشک کی خوشبو اُڑیگی **مقاتل** رح نے کہا کہ شراب طہور جنت کے دروازے پر
ایک چشمہ ہی جو ایک درخت کی پیڑی سے جاری ہی جو شخص اسمین سے پییگا اللہ تعالیٰ اسکے قلب سے کینہ و حسد وغیرہ بداخلاقی زائل فرمائیگا
خطیب رح نے کہا کہ طہور اس صورت مین بہت پاک کرنیوالا ہوا اور امام رازی رح نے تفسیر کبیر مین لکھا کہ طہور کے بہت معنے ہوسکتے ہین
ایک یہ کہ طہور کے معنے خود نہایت پاکیزہ ہین یعنے دنیاوی شراب کی طرح نجس نہین ہی دوم یہ کہ نہایت پاکیزگی اس نظر سے کہ کسی گندی
چیز کا وہان لگاؤ نہین ہوسکتا ہی کیونکہ وہ ہاتھون سے نچوڑی نہین گئی اور پیرون سے روندی نہین گئی اور بھٹی مین کھینچی
نہین گئی اور نہ کسی خم مین سڑائی گئی سوم یہ کہ گندگی اسکا انجام نہین ہی کیونکہ اُسکے پینے کے بعد ایسا پسینا نکلتا ہی جس سے

Marfat.com

مشک کی خوشبو آتی ہی اگر کہا جاوے کہ پہلے آیات مین مذکور ہی کہ وہ لوگ چشمہ کافور وزنجبیل وسلسبیل ...
یا دوسری قسم ہے جواب یہ کہ ... دوسری قسم ہی کیونکہ اگر وہی ہوتی تو تکرار لازم ہوتی یعنے اُسی کو مکرر بیان ...
اللہ تعالیٰ نے یہ شرف دیا کہ اپنی سرف سے پلانا بیان کیا علاوہ اسکے روح کا وجود عالم ملائکہ مین سے ہی ...
... سے تشبیہ دی گئی ہی اور جسطرح دنیا مین خوشگوار چشمے طرح طرح کے ہوتے ہین اور اُنکی صفائی وقوت مین ...
عالم بالا کے نورانی چشمے بھی مختلف ہین بعضے کافوری ہین یعنے سرد وخشک ہین اور جو بندہ وہان جانیکے لائق ہو ... خوف
وگریہ وتنگی مین رہتا ہی اور بعضے زنجبیلی ہین یعنے گرم وخشک ہین ایسا شخص دنیا مین سوائے اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی ... کم
التفات کرتا ہی پھر یہ روح برابر ایک چشمے سے دوسرے چشمے کی طرف اور ایک نور سے دوسرے نور کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے
یہانتک کہ جب وہ نور جلال وعظمت تک پہونچتا ہے تو شراب طہور سے پی کر صاف ہوتی ہی (تفسیر کبیر) اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۔ یہ تھا تمھارے واسطے بدلہ اور تمھاری کوشش شکر کے ساتھ قبول کی گئی ہی
یعنے جب جنتی اس مرتبے پر پہونچ جائینگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنکو یہ پیغام دیا جائیگا کہ دنیا مین تمھارے ایمان واعمال صالحہ کا
عوض یہ تھا اور جو کچھ تم عمل کرتے تھے اُسکو اللہ تعالیٰ نے مشکور کیا یعنے قلیل عمل کے عوض مین یہ ثواب عظیم دیا (ابن کثیر وخطیب
وغیرہ) اور اس کلام سے غرض یہ ہی کہ اہل جنت کی خوشی زیادہ بڑھے کیونکہ جیسے مجرم سے سزا دینے کے وقت کہتے ہین کہ یہ تیری
بدکاری کا عوض ہی تو اُسکا غم والم بڑھ جاتا ہی اسیطرح نیک سے ثواب دینے کے وقت جب یہ کہا گیا کہ یہ تمھاری نیکی کا عوض ہے تو
اسکی خوشی بڑھے گی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کو دنیا مین خبر دی کہ اے بندو اگر تم راہ راست پر رہوگے تو مین نے
آخرت مین تمھارے واسطے یہ سامان مہیا فرمائے ہین تفسیر کبیر للرازی رحمہ اللہ تعالیٰ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ
ہمنے اُتارا تجپر قرآن سہج سہج اُتارنا سو تو راہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور کہا نہ مان اُن مین کسی گنہگار یا
كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا
ناشکر کا اور یاد کر نام اپنے رب کا صبح اور شام اور کچھ رات مین سجدہ کر اُسکو اور پاکی بول اُسکی بڑی
طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ
رات تک یہ لوگ چاہتے ہین شتاب ملنے والی اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک دن بھاری ہمنے اُن کو بنایا
وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ
اور مضبوط باندھی اُنکی گرہ بندی اور جب ہم چاہین بدل لاوین اُن کی طرح کے لوگ بدل کر یہ تو سمجھوتی ہے
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ اور تم نہ چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے سب
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ع ۲ ۹
جانتا حکمت والا داخل کرے جسکو چاہے اپنی مہر مین اور جو گنہگار ہین رکھی ہے اُنکو دکھ کی مار

ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان عظیم بیان فرمایا اس جہت سے کہ جو ثواب عظیم
اُس دائمی عزت پر پہونچنے کے واسطے قرآن مجید سے راہ راست وصراط مستقیم حاصل ہوتی ہی اور قرآن بہت بڑی ...

Marfat.com

انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا۔ بیشک ہمنے ہی تجپر قرآن نازل فرمایا خوبی سے اُتارنا یعنے یہ قرآن جو
جامع ہدایت ہو یعنے ہی کمال فضل کے ساتھ تجپر متفرق نازل فرمایا ہے اور یکبارگی نہین اُتارا امام رازی رح نے کہا کہ اس آیت سے
مقصود یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت خوش رہے اور دل جمع رہے کیونکہ شیطانی کفار یہ طعنہ دیتے تھے کہ یہ قرآن جادو ہو
جسکو کوئی جن آپکو سکھلاتا ہو پس اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو مٹادیا کہ نہین بلکہ یہ وحی حق ہو اور اللہ تعالیٰ ہی نے اُسکو اُتارا ہو
اور اس سے دو فائدے حاصل ہوے ایک یہ کہ کفار کے طعنہ سے جو گھبراہٹ تھی وہ زائل ہوئی دوم یہ کہ تکلیفونکی مشقت اُٹھانیکی
برداشت حاصل ہوئی اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ قرآن کو متفرق نازل کرنیمین بہت بڑی حکمت ہو تاکہ ہر چیز اپنے وقت پر حاصل ہو
جہاد کا حکم جہاد مین تاخیر کرنا مصلحت تھا حالانکہ اگر پوری کتاب یکبارگی نازل ہوتی تو اُسیوقت سے جہاد فرض ہوجاتا مترجم کہتا ہو کہ شیخ
سیوطی رح نے اتقان مین نہایت عمدہ توجیہ بیان فرمائی جسکا خلاصہ مع بعض زوائد کے یہ ہو کہ آخرت کا علم حاصل کرنیوالے
مثل طفل مکتب کے ہین اگرچہ دنیاوی کامو مین بڑے ہوشیار ہوں اور ظاہر ہو کہ مکتب مین جو لڑکے پڑھتے ہین اگر یکبارگی اُنکو جمیع علوم کی
جامع کتاب سنادیجاوے تو کچھ فائدہ نہوگا لہذا اللہ تعالیٰ نے اول عقائد توحید سکھلائے پھر اُسپر دو وقت کی نماز فرض کی پھر پنج وقتی نماز
فرض کی علی ہذا القیاس ہر ایک بات اُنمین مضبوطی کے ساتھ جمائی علاوہ اسکے بُرائیاں چھوڑنے مین اور نیکیوں پر عمل کرنے مین نفس پر
مشقت ہوتی ہو اگر یہ مشقت یکبارگی ڈالی جاتی تو وہی معاملہ ہوتا جیسے بنی اسرائیل نے توریت کو دیکھکر اُسکی مشقتونکو گران سمجھکر انکار کیا
اور اسمین یہ بھی فائدہ عظیم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت اعلیٰ ظاہر ہو یعنے آپکا قلب مبارک اس قابل تھا کہ خالص کلام الٰہی
اُسمین نازل ہوا اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر کو ایک ایسی چیز دی گئی جیسی چیز پر بشر ایمان لاپایے وہ
ایمان لانے کے واسطے کافی معجزہ ہوگئی اور یہ جو مجھے دیا گیا یہ خالص وحی ہو جو اللہ تعالیٰ نے مجپر نازل فرمائی یعنے معجزہ دائمی [illegible] مجھے
یہ امید ہو کہ قیامت مین میرے تابعین سب سے زیادہ ہونگے اور انجیل کی بشارت مین آیا ہو کہ مین اپنا کلام اُسکے منہ مین ڈالونگا جو کچھ وہ کہیگا
وہ میرا کلام ہو اور جو کوئی نہ مانیگا مین اُس سے انتقام لونگا مترجم کہتا ہو کہ نہ ماننے کے واسطے ایک حد مقرر فرمائی تھی جیسے ہر ایک
پیغمبر کی امت کیواسطے ہوا کرتا ہو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مدت دراز تک فرعونیون کو ہدایت کی اُسکے بعد وہ لوگ ہلاک کیے گئے
اسیواسطے بیان فرمایا۔ فاصبر لحکم ربک ولا تطع منھم اٰثما او کفورا۔ پس اپنے رب کے حکم کے لیے
صبر کر اور اُن مین سے کسی گنہگار یا ناشکرے کی تابعداری نہ کیجیو یعنے جیسے ہمنے تجپر قرآن مجید نازل کرکے ہدایت فرمائی
اور بزرگی دی تو سمجھداری کے ساتھ اپنے رب کی قضا و قدر پر راضی ہو کر پیغام الٰہی ادا کرنیکی مشقت اُٹھائیو اور صبر کیجیو اور کسی
گنہگار فاجر کی یا ناشکرے کافر کی بات نہ مانیو جنکی یہ خواہش ہو کہ دین حق کی ہدایت نہ کرو حدیث مین ہو پہلے آپکے اصحاب آپکی
حراست کرتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ واللہ یعصمک من الناس یعنے اللہ تعالیٰ لوگونکے شر سے تجھے بچاویگا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو منع کردیا کہ اب میری حراست کے واسطے تکلیف نہ اُٹھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت
فرمائی ہو پس یہان بھی بیخوف کردیا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کفار بدکار تیرا کچھ نہین کرسکتے ہین اور جلدی نہ کر کیونکہ نصرت الٰہی ضرور شامل
ہونیوالی ہو خطیب رح نے ذکر کیا کہ قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہو کہ اس زمانے مین آثم اور کفور کا مصداق ابوجہل تھا کیونکہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی تو ابوجہل نے آپکو منع کیا اور لوگون سے کہا کہ اگر مین نے محمد کو نماز پڑھتے دیکھا تو اُن کی گردن
دبا دونگا۔ مقاتل رح سے روایت ہو کہ آثم تو عتبہ بن ربیعہ ہو اور کفور ولید ابن المغیرہ ہو کیونکہ ان دونون نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہا کہ آپ اس نبوت کا ذکر چھوڑ دیجیے اور ہم سب سے خوبصورت عورت یعنی عتبہ کی بیٹی آپکے نکاح مین دین اور ولید نے کہا کہ

Marfat.com

میرے بکثرت مال ہین سے جسقدر آپکا جی چاہے لے لیجیے جب دونون خاموش ہوئے تب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
سے دس آیات سنائین۔ اور آخری آیت کا مطلب یہ ہی کہ اگر وہ لوگ نہ مانین تو کہدے کہ مین تمکو ڈراتا
ڈراتا ہون۔ یہ سنکر دونون ڈرے اور کہنے لگے کہ بس کیجیے ہم آپ سے لڑنے نہین آئے ہین اور جب اپنی چوپال مین
یہ خوف معلوم ہوا کہ ایسا نہو کہ ہمپر گر پڑے غرضکہ پھر اپنی عداوت پر جم گئے اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی کافر و بدکار کی پیروی کرنیوالے نہ تھے پھر منع کرنیکا کیا فائدہ ہی جواب دیا گیا کہ اس آیت سے مقصود یہ ہی کہ سب
محتاج ہین اللہ تعالی سے توفیق چاہین کیونکہ اگر کسی کو ہدایت و توفیق کی حاجت ہوتی تو سب سے زیادہ لایق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
پس جب آپکو اسطرح ارشاد کیا گیا تو ہر مسلمان بالضرور اسکا محتاج ہی کہ اللہ تعالی کی طرف عاجزی کے ساتھ التجا کرے کہ وہ اسکو
خواہشون سے بچاوے کیونکہ عورتون اور مال کی خواہش لوگون مین مرکب ہی اور چونکہ اسکا ابتدائی منشا شیطانی وسوسہ ہوتا ہی جو اللہ تعالی
کے ذکر سے دور ہوتا ہی لہذا ارشاد فرمایا۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا۔ اور یاد کر اپنے رب کا نام صبح اور شام
ف اس حکم مین فجر اور ظہر اور عصر کا وقت آگیا۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا۔ اور رات
مین سے رب کے واسطے سجدہ کر اور اُسی کی تسبیح پڑھ دراز رات تک ف اسمین مغرب اور عشا کا وقت آگیا اور رات مین تسبیح سے
مراد نفل نماز ہی کیونکہ سورہ مزمل مین نصف یا ثلث رات تک نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہی ابن عباس
و سفیان نے کہا کہ قرآن مین جہان تسبیح مذکور ہی وہ نماز ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ بدن کے اعمال مین سے نماز سب سے افضل ہے
اسلیے کہ اسمین زبان سے بھی ذکر ہوتا ہی اور دل سے بھی اور بدن کے اعضا خدمت مین حاضر رہتے ہین اور بعض علما نے کہا کہ یہان
یاد کرنا مراد یہ ہی کہ جب فجر کو اُٹھے تو اپنے رب عزوجل کا نام لے کیونکہ وہ خواب سے اُٹھا جو ایک قسم کی موت ہی اور اُسوقت
یاد کریگا کہ اسیطرح اللہ تعالی حشر مین مردے زندہ فرماویگا اور اسیطرح تیسرے پہر کو تغیر ہوتا ہی تو یاد کرے کہ اسیطرح دنیا متغیر ہونے
والی ہی اور آخر مین عصر کا وقت اسکی قوی علامت ہی اسیواسطے حدیث مین ہی کہ جسنے عصر سے مغرب تک ذکر الہی کیا گویا اولاد اسمٰعیل سے
چار بردے آزاد کیے اسوقت دنیا کا منقطع ہونا یاد آتا ہے اور جسنے نام الہی کا ذکر کیا اُسنے اللہ تعالی کی یاد کی اور یہی اعمال صالحات
اسکی اعلی منزلت یعنے جنت کی دلیل ہین جسکو اہل ایمان چاہتے ہین برخلاف کافرون کے جو اپنی بدبختی سے اُسکو چھوڑ کر دنیا مین
منہمک ہین لہذا فرمایا۔ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا۔ یہ لوگ پسند کرتے ہین جلدی
کی چیز اور اپنے پیچھے چھوڑتے ہین بھاری دن یعنے یہ کفار جو آخرت سے غافل ہین انکی محبت فقط اس دنیاے عاجلہ پر
موقوف ہی جو اُنکے سامنے آنکھون سے نظر آتی ہی اور اس جہالت مین یہ لوگ اِس بھاری دن کو بھولے ہوے ہین یعنی ہولناک
قیامت سے غافل ہین جو اُنکے سامنے آتی ہی لیکن اُسکو غفلت سے پیچھے ڈالے ہوے ہین بعض علما نے کہا کہ جو شخص آخرت کی طرف
متوجہ ہی وہ جنت کی طرف جاتا ہی اور اُسنے یہ دن اپنے آگے کر لیا ہی کیونکہ اُسکا رُخ اُسی طرف ہی اور کفار کی توجہ دنیاے ناپایدار
جہنم کی جانب ہی تو اُنکی پیٹھ آخرت کی طرف پڑتی ہی لہذا یہ صادق آیا کہ ان لوگون نے اپنی پیٹھ پیچھے یہ بھاری دن چھوڑا ہے
حالانکہ موت کی سختی سے یہ لوگ زبردستی کھینچکر وہان لائے جاتے ہین جنکا سرا اسی زمین کی جانب ہوتا ہی اسیواسطے ثابت ہی کہ
کفار حشر کے دن اوندھے منہہ اُٹھائے جائینگے ولیکن یہان اُنکو یقین نہین آتا کہ وہ دوبارہ پیدا ہونگے اور یہ عجیب جہالت ہی
نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا۔ ہم نے پیدا کیا اور مضبوط
کیا اُنکی خلقت کو اور جب ہم چاہین بدل دین اُنکے مثل بدلنا ف اسر اصل مین باندھنے اور مضبوط کرنے کو

[illegible] کے جوڑ مضبوط کردیے کہ دنیا مین چلتے پھرتے ہین (تبدیل دو طرح ہوتی ہی ایک یہ کہ آدمی کی ذات بدل کر
[illegible] کی گئی جیسے بنی اسرائیل کے بدکارون مین سے ایک جماعت مسخ کی گئی تھی اور دوم یہ کہ آدمی کی صفت بدل دیجاوے
مثلاً کفر و نافرمانی سے بدل کر ایمان و اطاعت پر کردیا جاوے اور (ضمیر ہم) ہؤلاء کی طرف راجع ہی (وہ لوگ) اور مراد اہل مکہ ہین جو
ایمان نہین لائے۔ چونکہ وہ لوگ بدلے نہین گئے اسلیے زمخشری رح نے کہا کہ (اذا) کے بجاے (ان) حق تھا۔ کیونکہ (اذا) شرطیہ ایسے
موقع پر آتا ہی جو واقع ہونے والا ہی اور ان شرطیہ مین یہ ضرورت نہین ہی شیخ جلال مفسر رح نے کہا کہ (ان) کے موقع پر (اذا) آیا ہی
(السراج) عبد الرحمن بن زید اور شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ اذا شئنا الخ یعنے جب ہم چاہین تو انکے بجاے
دوسری قوم لاوین۔ م۔ مترجم کہتا ہے کہ جیسے قولہ تعالیٰ ان یشأ یذہبکم ویأت بخلق جدید۔ یعنے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمکو لیجاوے
اور نئی خلقت لاوے۔ م۔ اور آیت مین بجاے (ان) کے (اذا) لاتے ہین دھمکی ہی کہ یہ گویا واقع ہونیوالی چیز ہی لیکن مترجم کے نزدیک اس
تکلف کی کوئی وجہ نہین ہی اسلیے کہ آیت قدسی مین واقع ہونیوالی چیز کا بیان ہی اور حاصل معنی یہ ہین کہ نحن خلقناہم الخ ہمنے ان
لوگون کو پیدا کرکے مضبوط کیا ہی جو اب سرکش ہوکر آخرت سے انکار کرتے ہین اور حال یہ ہی کہ جب ہم چاہین گے انکو انکے مثل اجسام
مین تبدیل کرینگے۔ م۔ قیامت مین اُٹھاوینگے ابن عباس و مجاہد وغیرہما نے کہا۔ شددنا اسرہم الخ یعنے ہمنے انکی خلقت کو مضبوط کیا
اور جب ہم چاہین گے انکو نئی پیدائش مین بدل دینگے۔ م۔ یعنے ابتدا مین ہم ہی نے اپنی عظمت و قدرت سے انکو پیدا کیا اور مضبوط
کیا ہی اور آخر مین قیامت کے روز پھر ہم ہی انکے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہین اور انکو تبدیل کرینگے (ابن کثیر) اس سے معلوم ہوگیا کہ
(اذا) اپنے موقع پر ہی اور یہ دوبارہ واقع ہونیوالی تبدیل کا بیان ہی اور یہ آیت کچھ فقط اہل مکہ یا عرب کے لیے خاص نہین ہے
کیونکہ قولہ تعالیٰ ان ہؤلاء یحبون العاجلۃ الخ یعنے یہ لوگ ہین کہ عاجلہ دنیا کو محبوب رکھتے ہین۔ م۔ یہ بات قیامت تک اسراف کے
کا قرینہ صادق ہی حتی کہ اس زمانہ مین ہر طرف کفر و شرک کا زور شور ہی اور یہ لوگ عاجلہ کے ایسے فریفتہ ہین کہ ہر طرف سے حرص کرکے چاہتے
ہین کہ سب مال خود ہی ہضم کرلین اگرچہ لاکھون آدمی قحط و مصیبت مین انکی آنکھون کے سامنے تڑپ کے مرجاوین اور یہ لوگ عجب
دماغ رکھتے ہین کہ محسوسات مادیات کے سواے کسی چیز کے قائل نہین ہین۔ بالجملہ اگر اہل مکہ کے واسطے دنیا مین تبدیل واقع نہوا [illegible]
آخر قیامت کے قریب ضرور واقع ہونیوالی ہی حدیث سنن ابی داؤد وغیرہ مین ہی کہ قیامت کے سامنے خسف و مسخ ہی۔ واضح ہو کہ [illegible]
مین اور مابعد مین شرقی ممالک و موصل مین چند قطعات زمین دھنس گئے اور ایشیا یورپ زلزلہ سے خراب ہوگیا۔ اعوذ باللہ من سخطہ [illegible]
اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۔ بیشک یہ یاد دلانیوالی نصیحت ہے پس [illegible]
جی چاہے اپنے رب کی طرف راہ حاصل کرلے **ف** یعنے یہ سورہ قرآنیہ خالص نصیحت ہی [illegible] اُسکے آغاز و انجام سے یاد دلاتی
و نصیحت کرتی ہی اور رسول اللہ ؐ نے تمام جہان کے سامنے یہ عام نصیحت بغیر اُجرت [illegible] اب جسکا جی چاہے اس نصیحت کے
موافق اپنے رب عزوجل کی رضامندی حاصل کرنیکی راہ اختیار کرے لیکن جو بات اُسنے اختیار کی وہ اُسکے پیدا کرنے سے نہین ہوسکتی ہی
بلکہ پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہی تو اللہ تعالیٰ ہی کی جناب مین رجوع لاوے لہذا فرمایا۔ **وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ** ۚ
اور تم لوگ نہین چاہوگے مگر آنکہ اللہ تعالیٰ چاہے **ف** یعنے کسی مخلوق مین یہ قدرت نہین ہی کہ اپنے واسطے کوئی نفع یا ضرر
پیدا کرلے تو تم مین بھی یہ قدرت نہین کہ اپنے نفس کو ہدایت دیدو اور ایمان مین داخل ہوجاؤ یا کوئی نفع اپنے واسطے خود پیدا کرلو
مگر جب ہی ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالیٰ چاہے (ابن کثیر) **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا** ۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ کہ وہ علیم حکیم ہی
[illegible] ہر چیز کی ذات سے اُسکو ذرہ ذرہ علم کامل ہی حتی کہ مخلوق کو خود اپنی ذات کا وہ علم نہین ہی جو اُسکے پیدا کرنے والے خالق

Marfat.com

عزوجل کو حاصل ہو تو وہ خوب جانتا ہو کہ یہ مخلوق اس لائق ہو پس اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات مین سے ایسے شخص
کے لائق ہو تو حکمت کاملہ سے اُسکے واسطے ہدایت آسان فرماتا ہو اور خواہ مخواہ اسکو ہدایت کے سامان مل جاتے ہین
یکی جناب مین عاجزی سے بدہ ہو ایمان مانگتے ہین اور عاجزی پہچانتے ہین برخلاف ایسے لوگون کے جو ضلالت
ہن کہ اُن کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق نہین دیتا ہو کیونکہ گمراہ لوگ اپنے نفس کے بندے ہین اور تکبر اور سرکشی سے جناب الٰہی تعالیٰ
مین حاضر نہین ہوتے اور نہ التجا لاتے ہین لہٰذا فرمایا۔ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ
عَذَابًا أَلِيمًا۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کو چاہتا ہو اپنی رحمت مین داخل کر لیتا ہو اور البتہ جو لوگ ظالم ہین تو اللہ تعالیٰ نے انکے
لیے عذاب الیم مہیا فرمایا ہو ف واضح ہو کہ (الظالمین) یہان مجرور ہو اور اسمین لطافت یہ کہ ظالم متکبر جیسے اپنے نفس کو ہلاکت
مین ڈالا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مجرور کیا یعنے کھینچکر جہنم مین ڈالا ہو اسی لیے لفظ مین بھی (الظالمون) نہین رہا اور (الظالمین)
ظالمین ہو پس (الظالمین) تھا اور قرآن مجید مین ایسی بلاغت بے انتہا ہو فافہم اور ابو السعود رح وغیرہ نے امام زجاج رحمۃ اللہ
تعالیٰ سے نقل کیا کہ (من یشاء) منصوب ہو اسلیے یہ بھی منصوب ہو اور معنے یہ کہ (یدخل من یشاء فی رحمتہ) اور (یعذب الظالمین)
یعنے ظالمون کو عذاب دیتا ہو اور مابعد جملہ اسکی تفسیر ہو واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہو کہ غور نظر سے اسمین تکلف ظاہر ہوتا ہو
جیسے یہ ممکن ہو کہ (ان) کے تحت مین ہو یعنے ان اللہ کان علیما حکیما وان الظالمین اعد لہم الخ یعنے اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہو اور البتہ
اُسنے ظالمون کے لیے عذاب الیم مہیا فرمایا ہو امام رازی رحمۃ اللہ نے تفسیر کبیر مین امام زجاج رح کا قول نقل کرنے کے بعد لکھا کہ بعض
سلف نے (والظالمون) مرفوع پڑھا ہو لیکن یہ قرارت عمدہ نہین ہو اسلیے کہ قولہ (والظالمین) کا عطف (یدخل من یشاء)
پر ہو اور وہ جملہ فعلیہ ہو تو (والظالمون) سے جملہ اسمیہ ہو کر عطف عمدہ نہین ہو اور اگر اعتراض ہو کہ سورۂ حٰم عسق مین اسطرح مرفوع
واقع ہوا ہو بقولہ تعالیٰ یدخل من یشاء فی رحمتہ والظالمون الآیہ۔ (جواب) یہ کہ وہان مابعد مین کوئی فعل نصب کرنیوالا واقع نہین ہوا ہو
تو منصوب پر عطف نہین ہو سکتا ہو (کبیر) فوائد (فائدہ اول) قولہ تعالیٰ نحن خلقناہم وشددنا اسرہم الآیہ رازی رح نے لکھا
کہ پہلی آیت مین اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ کفار عاجلہ یعنے دنیا کی محبت رکھتے ہین اسکے بعد یہ آیت ہو یعنے ہمنے انکو پیدا
کر کے مضبوط کیا اور ہم جب چاہین اُنکے مثل بدل دین تو اس سے مقصود یہ ہو کہ دنیا کی محبت بھی اُن لوگونپر یہی واجب کرتی ہو
کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرین کیونکہ اُسی نے انکو پیدا کیا اور یہ اعضاء سلیمہ تندرست عطا کیے جس سے دنیا کی لذتین اُٹھاتے ہین
اور وہ چیزین پیدا کردین جن سے لذت اُٹھاتے ہین اور اُنکے واسطے ان چیزونکا حاصل ہونا بھی آسان کر دیا تو معلوم ہوا کہ دنیا وی
لذت بھی انکو جبھی حاصل ہو سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ یہ قوت وقدرت پیدا کردے پس اُنپر اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری واجب ہو
جسنے ان کو یہ نعمتین عطا فرمائی ہین اور خوف کی راہ سے بھی یہی لازم ہو کیونکہ وہ قادر ہو کہ یہ نعمتین اُن سے چھین لے اور حاصل
یہ نکلا کہ اچھا تم نے دنیا کی محبت کو بہتر سمجھا تو بھی تمپر یہی واجب ہو کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو فائدہ دوم قولہ تعالیٰ
ما یشاؤن امام ابو عمرو اور ابن عامر وابن کثیر کی قرارت بیاء تحتیہ ہو اور باقیون کی قرارت بتاء فوقیہ ہو خطیب رح نے لکھا
یعنے کسی وقت مین کسی چیز کو تم لوگ (یا وہ لوگ) نہین چاہتے ہو مگر جس وقت کہ اللہ تعالیٰ چاہے موافق اپنے ارادے وتقدیر کے
اس آیت سے اہل السنت رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب حق صاف ظاہر ہو گیا کہ بندے کے واسطے ایک مشیت حاصل ہو مگر وہ مشیت
اثر کرنے والی چیز نہین ہو بلکہ اسکا نام کمانے والی ہو یعنے اُسکی خواہش یہ ہو کہ یہ چیز مجھ مین حاصل ہو جاوے پس
یا اللہ تعالیٰ اُسمین پیدا کر دیگا تو وہ کمائی اُسکو حاصل ہو جاویگی خواہ نیک ہو یا بد ہو اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت

Marfat.com

... جب یہ بات اس آیت سے صریح ظاہر ہوگئی تو فرقۂ قدریہ وجبریہ کا مذہب بالکل باطل ہوگیا کیونکہ فرقۂ قدریہ کا ... اپنے افعال اپنے آپ پیدا کر لیتے ہین اور یہ اسواسطے باطل ہوا کہ اگر یہ صحیح ہوتا تو جو کچھ یہ چاہتے وہ ہوتا لیکن آیت نے ... باطل کردیا اور فرقۂ جبریہ کا یہ قول ہو کہ ہم مجبور ہین ہمارا کچھ فعل ہی نہین ہو جیسے پتھر پڑا ہوتا ہو اور اسکو بھی آیت نے باطل کیا ... وما تشاؤن مین بندون کی مشیت مذکور ہو یعنے وہ لوگ خواہش کرتے ہین اور پتھر کے مانند نہین ہین ولیکن وہ خواہش تاثیر کی ... نہین ہوتی یعنی پیدا نہین کرسکتی ہو بلکہ جب پیدا کرنے والے حق عزوجل نے وہ خواہش پیدا کردی تو بندہ اپنے اندر اسکو حاصل کرلیتا ہو اور مولوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت کیواسطے ایک تمثیل بیان فرمائی ہو کہ ایک شخص خربزہ کاٹنا چاہتا ہو چھری تیز کر کے تیار کی اور کاٹنے کے سامان مہیا کیے اور روکنے والی چیزین دور کین پھر چھری کو خربزہ پر رکھا تو وہ نہین کاٹیگی جبتک کہ اسپر اپنا دور نہ دے جیساکہ کاٹنے کے واسطے معروف ہو اور اگر اُس شخص نے خربزہ پر ایسی چیز رکھی جو کاٹنے کے لائق نہین ہے جیسے کنکر رکھا تو اس صورت مین اگر اُسپر زور بھی دے تو بھی نہین کاٹیگا جب یہ سن لیا تو سمجھو کہ بندہ مثل چھری کے ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے اس مین فعل کی لیاقت رکھی ہو پس جس نادان نے یہ زعم کیا کہ مین یہ فعل خود اپنی قوت سے کرلونگا تو وہ ایسا نادان ہو جو یہ کہتا ہے کہ چھری فقط خربزہ پر رکھنے ہی سے اُسکو تراش دیتی ہو اُسمین کسی قوت کو ملانے کی ضرورت نہین ہو اور یہ غلط ہو اسیطرح جس نادان نے یہ کہا کہ بندہ کی طرف کچھ بھی نظر نہین ہو بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کرنیوالا ہو تو وہ ایسا ہو جسنے یہ دعویٰ کیا کہ مین خربزہ کو کنکر سے تراش دیتا ہون اور یہ غلط ہو اب رہا وہ شخص جو یہ کہتا ہو کہ جو قوت اسمین دی گئی تھی وہ عمل مین لاکر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے وہ کام حاصل کرلیتا ہو تو یہ ایسا شخص ہو جو یہ کہتا ہو کہ چھری نے خربزہ پر رکھنے کے بعد معمولی طاقت سے اُسکو کاٹا تو یہ البتہ ایسا شخص ہے جس نے حق بات کہی کہ اللہ تعالیٰ نے یہی عادت اپنی مخلوق مین جاری فرمائی ہے اور اگر وہ چاہے تو اسکو بدل دے پس بلاشبہہ یہی حق ہے

ف اشارات عرائس شیخ ابن العربی کا خلاصہ یہ ہو کہ قولہ تعالیٰ۔ ہل اتی علی الانسان حین من الدہر الآیہ۔ انسان اگرچہ علم الٰہی مین عالم الغیب مین موجود تھا ولیکن عالم شہادت مین اُسکا ذکر نہین تھا (ابن عربی) اسمین اللہ تعالیٰ نے پیدایش آدم کا بھید بیان فرمایا کہ ایک زمانہ اُسپر ایسا گذرا کہ ملائکۂ مقربین بھی نہین پہچانتے تھے کیونکہ وہ غیب الغیب مین ملائکہ کی آنکھون سے مخفی تھا وہان زمانہ اور مکان نہین ہو اور انوار ذات وصفات مین مدت تک رہا اور عارف ہوا پھر جب ملائکہ نے اپنی تسبیح وتقدیس کا اظہار کیا یعنے اللہ تعالیٰ کی صفات ہم لوگ بیان کرسکتے ہین تو اللہ تعالیٰ نے اسکو جسمانی پردے مین ظاہر فرمایا جسنے جمیع صفات کا اظہار کیا جس سے ملائکہ عاجز ہوئے (عرائس) قولہ تعالیٰ انا خلقنا الانسان الآیہ اسمین تصریح ہو کہ انسان کو نطفہ سے پیدا کرنے مین امتحان ہو شیخ ابو عثمان المغربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو امشاج سے امتحان کیا ان مین سے تین فتنے مین ڈالنے والے ہین وہ آنکھ اور کان اور زبان ہین اور تین کافرات ہین وہ نفس اور خواہش اور اُسکے دشمن ہین اور تین مومنات ہین وہ عقل وروح وقلب ہین پس جب اللہ تعالیٰ بندے کو توفیق نیک عطا فرماتا ہو تو کافرات کو مطیع کرکے مومنات کے تابع کرتا ہو اسیواسطے نفس کے ساتھ جہاد ہو یہانتک کہ فتنہ باقی نہ رہے جیسے ظاہر جہاد کے واسطے فرمایا۔ قاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ ۔یعنے برابر کافرون سے قتال کرو یہانتک کہ فتنہ باقی نہ رہے (عرائس) قولہ تعالیٰ انا ہدیناہ السبیل الآیہ شیخ سہل رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کو شر سے ممتاز کرنے کے بعد ظاہر کردیا اب اگر مطیع ہو تو جنت مین جائیگا اور اگر منکر ہے تو جہنم مین جائیگا (عرائس) اور یہ راز ظاہر کرنا شرعی وعقلی دلائل سے ہو ولیکن کافر جان بوجھکر جھٹلاتا ہو (ابن العربی) قولہ تعالیٰ ان الابرار ... شیخ سہل رحمہ نے کہا کہ ابرار وہ لوگ ہین جن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی صفات مین سے کوئی ... ہو اور بعض مشائخ رحمہم نے کہا کہ ابرار وہ ہین جنکی ہمت اس دنیا کی حقیر چیزون سے اُٹھ گئی ہو (عرائس) یہ لوگ عالم صفات سے عالم

ذات کی جانب متوجہ ہین تو درجۂ اوسط مین ہین (ابن عربی) قولہ یشرب بہا عبا د اللہ الآیہ - یہ بندے خاص اہل ...
صفت یہ ہی کہ بلا اور سختی اور لطف و نرمی مین اُنکے نزدیک کچھ فرق نہین رہتا ہی (ابن عربی) قولہ تعالیٰ یوفون بالنذر الآیہ - یعنے
و فا کرتے ہین اور یوم القیامۃ سے خائف ہین کیونکہ ابرار عالم صفات مین ہین تو ظہور قہریات سے خوف کرتے ہین قولہ ویطعمون الطعام
... سے بخل وغیرہ کمینہ خصلتین زائل ہین قولہ انما نطعمکم لوجہ اللہ یعنے اپنے دل مین یہ بات کہتے ہین اس لیے کہ انکی نیت ابرار کی غرض
یہ ہوتی ہی ... اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو اور خالی ثواب مقصود نہین ہوتا - وجہ اللہ سے ذات مع صفات مراد ہین (ابن العربی)

سُورَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً

حسن وعکرمہ وعطاء وجابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ سورہ مکیہ ہی اور ابن عباس رض وقتادہ رح نے کہا کہ اسمین سے ایک آیت مستثنیٰ ہے
یعنے قولہ تعالیٰ واذا قیل لہم ارکعوا لا یرکعون - یہ آیت مدنیہ ہی - یہ سورہ پچاس ۵۰ آیات ہین اور آٹھ سو سولہ ۸۱۶ حروف ہین (السراج) حضرت
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام منیٰ کے غار مین تھے اُسوقت آپ پر سورۂ
والمرسلات نازل ہوا پس آپ اُسکو تلاوت فرماتے تھے اور ہم لوگ آپ سے اسکو حاصل کرتے تھے کہ ناگاہ اسی تلاوت کی حالت مین ایک
سانپ ہم پر لپکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُسکو مار ڈالو ہم لوگ اسکے مارنے کے واسطے لپکے تو وہ بھاگ کر غائب ہوگیا
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے تم اسکے شر سے بچائے گئے ویسے وہ تمہارے شر سے بچایا گیا (رواہ البخاری ومسلم) اِس
حدیث سے جیسے یہ بات معلوم ہوئی کہ سانپ کو مار ڈالنا چاہیے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سورہ غار منیٰ مین نازل ہوا ہے اور یہ
غالبًا آخری زمانہ حجۃ الوداع مین ہوا ہی خطیب رح نے کہا کہ منیٰ مین یہ غار مشہور ہی الحمد للہ کہ مجکو اسکی زیارت نصیب ہوئی ہی اور لکھا کہ
یہ جنون کی آمد کی رات تھی اُسکے بعد ہم لوگ جا کر غار منیٰ مین اُترے (السراج) اور خطیب کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ حجۃ الوداع
مین بھی جنون کی آمد ہوئی ہی اور شاید سانپ کی شکل مین ہو یا کسی متمرد جن کی حرکت ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور امام احمد نے سفیان ابن
عیینہ کی اسناد سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مان نے بیان کیا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی
نماز مین - والمرسلات عرفا پڑھتے سنا ہی اور امام مالک نے اِس حدیث کو اِسی اسناد سے اسطرح روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
ام الفضل نے مجھے والمرسلات عرفا پڑھتے سُنا تو مجھسے فرمایا کہ اے فرزند تو نے یہ سورہ پڑھکر مجھے یاد دلا دیا کہ یہی آخری سورہ ہی جو مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ مغرب کی نماز مین اسکو پڑھتے تھے (رواہ البخاری ومسلم ایضًا) ام الفضل کنیت ہی فضل بن عباس
انکے بھائی کے نام سے اور مراد یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب وفات کے مغرب کی نماز مین یہ سورہ پڑھا تھا طحاوی رح نے کہا کہ
اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آپ نے پورا سورہ پڑھا ہو جیسے سورۂ اعراف مغرب مین پڑھنا روایت کیا گیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝

قسم ہی چلتی باؤنکی دل کو خوش آتی — پھر جھونکا دینے والیان زور سے — پھر اُبھارنے والیان اُٹھاکر — پھر پھاڑنے والیان بانٹکر

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝

پھر فرشتے اُتارنیوالونکی سجھوتی کو — الزام اُتارنے کو یا ڈرسنانے کو — مقرر جو تم سے وعدہ ہوا سو ہونا ہے — پھر جب تارے مٹائے

وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ۝

اور جب آسمان مین جھروکے پڑین اور جب پہاڑ اُڑا ئے جاوین اور جب رسولون کا وعدہ ٹھہرے

لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝

کس دن کی اُنکو دیر ہے اُس فیصلے کے دن کی اور تو کیا بوجھا کیسا فیصلے کا دن

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝

خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والون کی

امام ابن ابی حاتم نے بطریق ابو صالح عن ابی ہریرہ روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ۔ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۔ قسم اُن ملائکہ کی جو بھیجے گئے ہین عرف کے ساتھ **ف** یعنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرسلات سے ملائکہ مرسلات ارادہ کیا اور عرف سے یہ معنے کہ ایسے احکام لائے جو معروف ہین پس شرعی اصطلاح مین نیک کامونکو امر معروف کہتے ہین اور بُرے کامون کو امر منکر کہتے ہین اور یہان یہ بھی ہو سکتا ہی کہ بھیجے ہوے ملائکہ ہر قسم کے لیے جاوین یعنے جبرئیل علیہ السلام جو عرف شریعت لائے اور دیگر ملائکہ جو قضا و قدر کے احکام لائے کیونکہ قضاے الٰہی کا دنیا مین جاری ہونا بھی معروف ہی امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مانند ایک جماعت تابعین کا قول ہی جن مین مسروق رح وابو الضحیٰ رح ومجاہد رح وسدی رح وربیع بن انس رح سے روایت ہی لیکن مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کئی روایتون مین سے ایک روایت یہ ہی جیسے ابو صالح نے بھی ایک روایت مین کہا کہ المرسلات اور العاصفات اور ناشرات اور فارقات اور ملقیات سے ملائکہ مراد ہین اور دوسری روایت یہ کہ ابو صالح رح نے کہا کہ والمرسلات سے مراد رسول ہین مترجم کہتا ہے کہ

ل جیسے انسان ہوتے ہین ویسے ہی ملائکہ بھی ہوتے ہین بقولہ تعالیٰ من الملائکۃ رسلا ومن الناس یعنے اللہ تعالیٰ ملائکہ مین سے رسولون کو چھانٹتا ہی اور آدمیون مین سے بھی رسول چھانٹتا ہی۔ ھ۔ تو شاید ابو صالح رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد رسولون سے ملائکہ ہون تو دونون روایتون کے ایک ہی معنے ہوگئے اور سفیان الثوری رح نے اسناد کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے المرسلات سے ہواے پاکیزہ مراد لی ہی اسیطرح عاصفات وناشرات مین بھی ہواے پاکیزہ سے تفسیر کی ہی اور یہی ابن عباس ومجاہد رح وقتادہ رح کا قول ہی امام ابن جریر رح نے توقف کیا اور کہا کہ المرسلات سے یا تو ملائکہ مراد ہین یا ہوائین مراد ہین لیکن کہا کہ العاصفات سے بیشک ہوائین مراد ہین جیسا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ان اقوال مین سے سب سے زیادہ ظاہر قول یہ ہی کہ المرسلات سے وہ ہوائین مراد ہین جو بادل لاتی ہین مترجم کہتا ہی کہ اس صورت مین والمرسلات عرفا کے معنے یہ ہوے کہ قسم ہی اُن ہواؤن کی جو بھیجی گئین عرف کے ساتھ ابن جریر رح نے کہا یعنے تھوڑی تھوڑی چلنا شروع ہوئین یعنے انھون نے آ[illegible] آہستہ بادل اُٹھایا کیونکہ بخارات جمع ہوکر بادل بنائے جاتے ہین تو ابتدا مین ہوا آہستہ ہوتی ہی تا کہ انکو جمع کرے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۔ پھر جھونکا دینے والیونکی زور سے **ف** یعنے پھر قسم ہی انھین ہواؤن کی جبکہ اس صفت کے ساتھ ہون کہ زور سے جھونکا دین کیونکہ جب ابر کے بخارات جمع ہوکر کسی سمندر یا پہاڑ سے اُٹھائے گئے اور سردی سے گاڑھے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا تیز کردیجاتی ہے تا کہ جہان برسانے کا حکم ہی وہان لیجاوے اور کبھی اس بادل کے ٹکڑے کیے جاتے ہین تا کہ جہان جہان منظور ہی متفرق کیے جاوین لہذا فرمایا۔ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۔ قسم اُبھارنے والی ہواؤن کی جھکانے کے ساتھ پھر ٹکڑے کرنے والیونکی جدا جدا۔ **ف** یعنے اُن ہواؤن نے چڑھے ہوئے بادل کو اطراف مین پھیلادیا پھر مشیت الٰہی کے موافق اُنکے ٹکڑے کرکے جہان جہان [illegible] پہونچادیا مترجم کہتا ہی کہ تحقیق نظر سے دیکھا جاوے تو سلف کے اقوال مین کچھ اختلاف نہین ہی کیونکہ بخارات وہوا وبادل بوندی تک

Marfat.com

سب کے ساتھ قواے ملکیہ ہوتے ہین کیونکہ اس عالم کے انتظام مین ملائکہ سے کام لیاجاتا ہی حتی
اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ شدت گرمی سے بر پٹ ریگستانون پر سبزی کا نام نہین ہوتا پھر جب موسم آتا ہی
ہجوم ہوتا ہی اور سماوی آثار ... اسمین ایک خاص کیفیت ہوتی ہی کہ زمین پر گرتے ہی اُسمین جان تازہ آجاتی
...ش کرتی ہین اور برابر روزانہ بادلون کے دل بادل خوشگوار ہوا کے ساتھ اُسپر ہجوم کرتے ہین جو کسی دوسرے
ہین ولیکن عوام کو اسمین سے مادیات کا حصہ نظر آتا ہی اور آثار روحانیہ نظر نہین آتے ہین ولیکن عقلی دلیل سے پہچانے جاتے
کا وجود ہر موسم مین ہوتا ہی لیکن یہ کیفیت نہین پیدا ہوتی خصوص جبکہ اُن دونون پے درپے بکثرت بادلون کا ہجوم ... اور
قوت نامیہ اُس وقت کے سوائے ظاہر نہین ہوتی ہی اگرچہ حواس والے لوگ محسوس حصہ سے بھی ایک قاعدہ بنا دینگے ولیکن
الٰہی ہی خطیب رحمہ نے آیات کی تفسیر مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ والمرسلات عرفاً- قسم ہی ہواؤن کی جو پے درپے بھیجی گئین جیسے عرف الفرس
کی ایال ہوتی ہی جسکے بال آگے پیچھے ہوتے ہین (عرفاً) کو نصب بسلیے کہ حال واقع ہی یعنے یہ ہوائین اس حالت سے آئین کہ گھوڑے
کی ایال کی طرح پے درپے آتی ہین یہ جمہور مفسرین کا قول ہی کہ المرسلات سے ریاح مراد ہین چنانچہ دیگر آیات مین ہی قولہ وارسلنا الریاح
ہم نے ہوائین بھیجین بادلون سے لدی ہوئین قولہ تعالیٰ یرسل الریاح الآیہ- اللہ تعالیٰ ہوائین بھیجتا ہی اپنی رحمت کے سامنے خوشخبری
دینے والیان- ہو- مترجم کہتا ہی کہ آگے بھی عاصفات وناشرات وفارقات سے انھین ہواؤن کے اقسام مراد ہین اور ابن مسعود
سے روایت ہی کہ المرسلات ملائکہ ہین (عرفاً) کے یہ معنے کہ امر الٰہی ومعروف وبھلائی ووحی کے ساتھ بھیجے گئے ہین اور معنے یہ کہ قسم ہی
ملائکہ کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر معروف لاتے ہین یہی قول ابوہریرہ ومقاتل وکلبی سے مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ ہواؤن کے ساتھ
بھی ملائکہ ہوتے ہین اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ المرسلات سے رسول مراد ہین اور (عرفاً) سے مراد (لا الٰہ الا اللہ) کلمۂ توحید ہی کیونکہ یہ سب
امر معروف کی اصل ہی مترجم کہتا ہی کہ المرسلین کی جگہ المرسلات کی توجیہ یہ ہوسکتی ہی کہ والنفوس المرسلات یعنے قسم ہی ایسے نفوس کی جنکو
اللہ تعالیٰ نے رسول کرکے بھیجا ہے درحالیکہ وہ عرف یعنے لا الٰہ الا اللہ لائے ہین لیکن اگر رسولون مین ملائکہ رسول بھی شامل لیے جاوین تو
ہوسکتا ہی اور اس قول کے موافق آیت مین انسانی پیغمبر جو دین توحید لاتے ہین اور ملائکہ رسول جو وحی لاتے اور جو احکام قضا وقدر
لاتے ہین سب شامل ہونگے لیکن آیندہ آیات مین تکلف ہوگا خطیب رحمہ نے لکھا کہ ابوصالح نے فرمایا کہ والمرسلات عرفاً کے یہ معنے ہین کہ قسم رسولون
کی درحالیکہ عرف کے ساتھ بھیجے گئے ہین یعنے ایسے معجزات کے ساتھ بھیجے گئے جنسے انکا رسول ہونا پہچان لیا گیا اور بعضے مفسرین نے کہا کہ
اس سے سحاب یعنے بادل مراد ہی اور (عرفاً) کے یہ معنے کہ سحاب خود عارف ہین یعنے وہ پہچانتے ہین کہ کس قوم اور کس قطعہ زمین کے واسطے
بھیجے گئے ہین اور قولہ تعالیٰ فالعاصفات عصفاً- یعنے پھر تیز ہواؤن کی قسم جو جھونکے سے چلتی ہین اور عاصفات دراصل ان ہواؤن کو
کہتے ہین جنکے چلنے مین آواز ہوتی ہی اور مراد یہ کہ ان تیز ہواؤن سے نیک نتیجے پیدا ہوتے ہین اور بعض مفسرین نے کہا کہ عاصفات سے
بھی ملائکہ مراد ہین اور امر الٰہی کی تعمیل مین اُنکی تیزی کو تیز ہوا سے مشابہت دی گئی ہی اور بعض نے کہا کہ یہان عصف یعنی برباد
وہلاکی ہی اور مراد وہ ملائکہ ہین جو کافرون کی روح کو ہلاکت مین ڈالتے ہین اور بعض مفسرین نے کہا کہ شاید قدرت کی آیتین
مراد ہون جنسے بربادی وہلاکت ہوتی ہی جیسے زلزلے اور زمین کا دھنس جانا اور قولہ تعالیٰ والناشرات نشراً یعنے قسم ہی
جو پھیلی ہوئی نرم چلتی ہین اور بادل کو پراگندہ کرتی ہین اور حسن بصری رح سے روایت ہی کہ ناشرات ایسی ہوائین ...
پہلے چلتی ہین اور بعض نے کہا کہ اس سے خود مینھ مراد ہی اور اُسکا نشر یہ کہ نباتات کو جھلکاتا یعنے ...
کہ یہ ملائکہ ہین جو اللہ تعالیٰ کی کتابین پھیلاتے ہین مترجم کہتا ہی کہ وحی لانے والے فقط جبریل علیہ السلام ...

Marfat.com

... ہوتی تھی جیسے سورۂ انفال کے ساتھ کہا گیا کہ سترہ ہزار ملائکہ تھے خطیب رح نے کہا کہ والنا شرات ہوا کے ساتھ
... دوسری قسم شروع ہی اور قولہ فالفارقات فرقا پھر قسم جدا کرنے والیون کی جو خوبی سے جدا کرتی ہین مجاہد رح نے
... جو موافق حکم الٰہی کے جدا جدا کرتی ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فارقات ایسے ملائکہ ہین جو بندون
... اور رزق و موت و زندگی لاتے ہین اور بعض مفسرین نے کہا کہ آیات قرآنیہ مراد ہین جن سے حق و باطل اور حلال و حرام
... (خطیب) امام رازی رح نے کہا واضح ہو کہ مرسلات و عاصفات و ناشرات و فارقات سے یا تو جنس واحد مراد ہی یا مختلف
اجناس مراد ہین اگر جنس واحد مراد ہی تو اسکے واسطے مفسرین نے چند وجوہ ذکر فرمائے ہین (اول) ان سب سے ملائکہ مراد ہین پس مرسلات
وہ ملائکہ ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے واسطے نعمت و رحمت پہونچانے کو بھیجا اور کسی قوم کو عذاب و شدت پہونچانے کو بھیجا اور
عاصفات سے وہ ملائکہ مراد ہین جو مثل ہوا کے تیزی سے روان ہوے یا کافرون کی بربادی کے واسطے نازل ہوے اور ...
بھی ملائکہ کی ایک حالت ہی خواہ اسطرح کہ نازل ہونے کے وقت اپنے بازو پھیلاتے ہین تو یہ نشر ہی یا زمین مین احکام شریعت
پھیلاتے ہین یا رحمت یا عذاب پھیلاتے ہین یا قیامت کے روز بندون کے نامۂ اعمال نشر کرینگے یعنے پھیلاوینگے قولہ تعالیٰ۔
فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ پھر قسم ہے ذکر اُتارنے والون کی خواہ عذر کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ **ف**
ابن مسعود رض و ابن عباس رض و مسروق رح و مجاہد رح و قتادہ رح و ربیع بن انس رض و سدی رح و ثوری رح نے کہا کہ ملقیات سے ملائکہ مراد ہین
جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی رسولون پر ذکر الٰہی اُتارتے ہین جس سے حق و باطل مین اور ہدایت و گمراہی مین اور حلال و حرام
مین فرق ہوجاتا ہی اور اسمین دو فائدے ہین ایک یہ کہ عذر پورا ہوگیا یعنے مخلوق کو جہالت کا عذر نہین رہا اور دوم یہ کہ اُنکو
آخرت کا عذاب سنا دیا گیا اگر نہ مانین لہذا اُن قسمون کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۭ** بیشک جو تم کو
وعدہ دیا گیا ہی وہ ضرور واقع ہونے والا ہی **ف** یعنے قسم ہے مرسلات و عاصفات و ناشرات و فارقات و ملقیات کی کہ تم لوگون کو
جو کچھ وعدہ دیا جاتا ہی وہ قطعًا واقع ہونے والا ہی یعنے صور پھونکا جائیگا اور قیامت قائم ہوگی اور سب مردے اولین و آخرین
زندہ کر کے برابر میدان مین جمع کیے جائینگے اور ہر شخص کو اسکے کام کا بدلہ ملیگا اگر نیک ہی تو نیک اور بد ہے تو بد یا وے گا
یہ سب لامحالہ واقع ہوگا (ابن کثیر رح) اگر کہا جاوے کہ الملقیات سے سب کے نزدیک ملائکہ مراد ہین جو انبیا علیہم السلام کو ذکر
پہونچاتے ہین تو ظاہر ہی کہ وہ فقط جبرئیل علیہ السلام ہین تو ملقیات جمع مؤنث کیون آیا جواب یہ کہ ملائکہ لفظی مؤنث ہی اسلیے ملقیات
آیا اور اسکا جمع ہونا یا تو اس وجہ سے ہی کہ جس شخص کی بزرگی ظاہر کرنا منظور ہوتی ہی اُسکو جمع کے ساتھ بولتے ہین چنانچہ یہ محاورہ
ہر زبان مین معروف ہی اور یا اسلیے کہ جبرئیل علیہ السلام کے جلو مین وحی الٰہی کی تعظیم کے لیے بہت سے ملائکہ ساتھ ہوتے تھے
اگرچہ وحی الٰہی کا ادا کرنا فقط جبرئیل ع کا کام تھا رازی رح نے کہا کہ ذکر سے یا تو فقط قرآن مراد ہی یا ہر طرح کا علم و حکمت مراد ہی اگر کہا
جاوے کہ جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہی اسکی بزرگی ظاہر کرنا مقصود ہوتی ہے جواب یہ کہ ہان اور یہان ملائکہ کی بزرگی کئی وجہ سے
ظاہر ہی (اول) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی مین ہر وقت حاضر ہین اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہی اُسکی تعمیل کرتے ہین اور جسطرح حکم ہوتا ہے
اسی طرح پورا ہوجاتا ہی اور یہ بات سوائے ملائکہ کے بالفعل کسیکو حاصل نہین ہی کیونکہ اگر انسان کو مثلاً یہ حکم دیا گیا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ
... سناوے تو احتمال ہی کہ وہ زید تک نہ پہونچ سکے یا کوئی شخص مانع ہو یا اسیطرح کے عذرات عارض ہوسکتے ہین اور ملائکہ مین کچھ ایسی چیز
نہین ہوسکتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ لوگ چاند سورج کی طرح اپنے کام پر مستقیم ہین (دوم) یہ کہ ملائکہ کے اقسام ہین بعضے
... علیہم السلام پر وحی لانے کے واسطے بھیجے جاتے ہین اور بعضے ہر آدمی کے ساتھ متعین ہین اُن مین سے بعضے ہر وقت ساتھ

Marfat.com

رہتے ہین اور بعضے بدلتے رہتے ہین اور بعضے دن مین بھیجے جاتے ہین اور بعضے رات مین
دوسرے آسمان کو وحی الٰہی ہونچاتے ہین یہانتک کہ آخری آسمان والے زمین پر یہ احکام نازل کر
رنے کے واسطے اور بعضے ملائکہ بیت المعمور مین نازل ہوتے ہین اور یہ سب اقسام قولہ تعالیٰ والمرسلات عرفا
ت سے صفات عجیبہ ہین جیسے آسمان سے زمین تک مسافت دراز کو بہت جلد قطع کرتے ہین اور انکی ذات
دو وحی اس جہان مین منتشر ہوتی ہی پس اُن کی شرافت کے اظہار کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اُنکی قسم یاد فرمائی
قول اول کے موافق ہی کہ مراد سب نامون سے جنس ملائکہ ہین قول دوم ان سب نامون سے ہوائین مراد
ہواؤن سے ایک طوفان برپا ہوتا ہی جس سے منکر و سرکش لوگ بھی خوفناک ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاتے ہین
بھی ہوا کا نام ہوسکتا ہی یعنے اپنی کیفیت سے اُسنے یاد الٰہی بندون کے دلون مین ڈالی مترجم کہتا ہی کہ مفسرین سلف نے ملقیات
ملائکہ مراد لی ہی اور کسی سے اسمین اختلاف روایت نہین کیا گیا جیسا کہ امام ابن کثیر رح نے ذکر کیا ہی اور رازی رح نے اسکے
متعدد اقوال بیان کیے ہین تفسیر کبیر اگر کہا جاوے کہ ان اقوال مین سے جو قول زیادہ راجح ہی اسکے موافق المرسلات سے لیکر چارون نام
کے ہین اور پانچوان الملقیات ملائکہ ہین تو قسم مین ہواؤن اور ملائکہ کو جمع کرنے مین کیا مناسبت ہی جواب دیا گیا کہ ملائکہ روحانی
اپنی لطافت و تیز رفتاری مین ہوا کے مانند ہین (السراج) مترجم کہتا ہی کہ یہ تو لفظی مناسبت ہی اور قسم اسواسطے ہوتی ہی کہ جس چیز کی قسم
کھائی گئی ہی اسکی بزرگی ظاہر فرمائی جاوے تو اُسمین معنوی مناسبت بھی موجود ہی مثلاً عاصفات وغیرہ ہوائین بھی ملائکہ کے چلانے سے
چلتی ہین اور رازی رح نے اشارہ کیا تھا کہ ان ہواؤن سے عالم مین رحمت کے آثار اور غضب کے آثار دونون ظاہر ہوتے ہین لیکن ان
آثار کو سمجھنے کے واسطے ذکر الٰہی کا علم چاہیے جسکو ملائکہ ملقیات لاتے ہین پس مناسبت بخوبی ظاہر ہوگئی پھر جب اللہ تعالیٰ نے
عام مخلوق کو آگاہ فرمایا کہ قیامت کے روز اُسکے حالات بالضرور واقع ہونے والے ہین تو اُنکا وقت بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **فَاِذَا
النُّجُوْمُ طُمِسَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ**۔ پس جب تارے میٹ
دیے جائینگے اور جب آسمان رخنہ دار ہو جائیگا اور جب پہاڑ اُڑا دیے جائینگے اور جب رسولون کیواسطے جمع ہونیکا وقت ٹھہرایا جائیگا ف یعنے
جب یہ باتین واقع ہونگی تو وہی دن ہی جسمین تمھارا وعدہ پورا ہوگا چنانچہ فرمایا **لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ**۔ کسدن کیواسطے جمعیت کا
وعدہ ٹھہرایا گیا ہی ف پھر سوال کا خود ہی جواب ارشاد فرمایا **لِيَوْمِ الْفَصْلِ**۔ فیصلہ کے دن کے لیے ف یعنی روز قیامت کیلیے جو فیصلہ
کا دن ہی اُنکے جمع ہونیکا وعدہ دیا ہی۔ **وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ** اور تو نے کیا جانا کہ یوم الفصل کیا ہی ف یعنی اسوقت تمکو صرف اتنا
معلوم ہوا کہ قیامت ایک دن ہی جو فیصلہ کے واسطے مقرر ہی اُسدن اللہ تعالیٰ کی توحید ماننے والون کے واسطے کامل رحمت اور نعمت ہوگی اور جھٹلانے والون
کے واسطے کامل غضب و لعنت ہوگی لیکن اتنا جاننے سے جو آثار اس وقت ظاہر ہونگے اسکی کیفیت تو نہین جان سکتا بلکہ اسکا اشارہ فرمایا بقولہ تعالیٰ
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ سخت عذاب کی بربادی ہی اُسدن ایسے لوگون کے لیے جو جھٹلاتے رہے۔ ف یعنے جو لوگ دنیا مین اللہ تعالیٰ کی
وحدانیت والوہیت کو جو اُسکے رسول بیان فرماتے تھے برابر جھٹلاتے رہے یہانتک کہ اسی پر مرگئے تو آجکے دن اُنکے واسطے سخت عذاب
امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ ستارونکا میٹ دیا جانا یہ ہی کہ انکا نور جاتا رہیگا جیسے قولہ تعالیٰ اذا النجوم انکدرت۔ ولیکن دوسری آیت مین
انتثرت۔ یعنے جس وقت ستارے بکھر جائینگے خطیب رح نے لکھا کہ اس سے معلوم ہوا کہ ستارے جیسے بے نور ہونگے اسی طرح
زمخشری رح نے کہا کہ شاید پہلے انکا نور مٹ جائے پھر اسکے بعد بکھر جاوین مترجم کہتا ہی کہ یہی موافق معلوم ہوتا ہی کیونکہ
الٰہی کا ظہور ہوگا تو اس نور کے سامنے آفتاب و ماہتاب و ستارے سب بے نور ہو جائینگے اور عظمت و جلال کے

Marfat.com

...ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اور پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ریگ کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائینگے ... علیٰ ہذا القیاس زمین کی بھی یہی کیفیت ہوگی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ دوسرے آسمان و زمین تبدیل فرمائے گا ... بعد اور بھی جاویگی کہ برداشت کر سکین اور رسولون کے واسطے جمع ہونے کا وقت دیا گیا ہے جیسے قولہ تعالیٰ یوم یجمع اللہ الرسل ... اللہ تعالیٰ رسولون کو جمع فرماویگا۔ھ۔ یعنے اسواسطے کہ وہ لوگ اپنی اپنی امتون پر گواہی ادا کرین کہ تمکو تمھاری امت نے ... دیا اور ... کے بعد اُنکے کفار اُمتی اُنکو جھٹلاوینگے تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے گواہان عادل قرار دیا ہے ... قرآن مین منصوص ہے پس ہر پیغمبر اُن کو اپنا گواہ قرار دیگا یہ لوگ کلام حق سے گواہی ادا کرینگے کہ ہر پیغمبر نے اپنی امت کو خیر خواہی سے حکم پہونچا دیا اور یہ سب معاملہ کفار پر حجت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لنسألن الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ یعنے ہم ضرور اُن لوگون سے سوال کرینگے جنکی طرف ہم نے رسول بھیجے تھے اور ضرور اُن رسولون سے پوچھینگے پھر ہم اپنے علم سے صاف صاف جس طرح واقع ہوا ہے اُن کو کہہ سنا دینگے اور ہم کہین غائب نہین تھے۔ھ۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اُسپر ایک ذرہ پوشیدہ نہین ہے ابن کثیرؒ وغیرہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہان رسول بھیجے اور لوگون کو اختیار دیا کہ رسولونکی پیروی کرین و آخرت اختیار کرین اور دنیا اُنکے واسطے زاد راہ ہے یا وہ لوگ انکار و کفر کرین اور آخر انکا انجام جہنم ہے یعنے کسی فریق کو اپنے قہر و جبر سے کسی بات پر مجبور نہین کیا اور یہی حال قیامت تک پیدا ہونیوالونکے واسطے قائم ہے پھر قیامت تک اُنکو مہلت دی کہ اُس روز سبکو جمع فرما کر وعدہ پورا کیا جائیگا وقد قال تعالیٰ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ الآیہ یعنے اے شخص تو کبھی یہ خیال نہ کیجیو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ وعدہ اپنے رسولون سے فرمایا ہے اسکے خلاف کریگا بیشک اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا سب طرحکی قوت والا ہے لیکن اُسنے وعدہ دیا کہ یہ اُس دن ہوگا جسدن یہ زمین بدل کر دوسری زمین رکھی جائیگی اور یہ آسمان بدلے جائینگے۔ھ۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کا در دن سے ہر دم انتقام لے سکتا ہے اور ان سب مخلوقات کو اُسی نے پیدا فرمایا اور اُسکے کام سب حکمت کے ساتھ ہین لیکن اسکے کام اپنے کسی نفع و غرض سے نہین ہوتے ہین اور کسی کے ساتھ بغض و عداوت اُسکی شان نہین ہے اور اُسکی بارگاہ عظمت مین کسیکی ... کچھ دخل نہین ہے بلکہ ہر ایک اپنی ذات کے واسطے کماتا ہے جسکا بدلہ روز قیامت کو دیا جائیگا اور اُسنے اپنے کرم سے رسولون کو بھیجکر آگاہ فرمادیا کہ اُسکی وحدانیت اور الوہیت کے جھٹلانے والونکے لیے اس دن عذاب سخت ہے پھر حکمت سے نصیحت فرمائی بقولہ تعالیٰ

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

ہم کھپا نہین چکے اگلے پھر اُنکے پیچھے بھیجتے ہین پچھلے ہم یہی کچھ کرتے ہین گنہگارون سے

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ

خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والون کی ہم نے نہین بنایا تم کو ایک بے قدر پانی سے پھر رکھا اُسکو

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

ایک جمے ٹھراؤ مین ایک وعدے مقرر تک پھر ہم کر سکے سو کیا خوب سکت والے ہین خرابی ہے اُس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا

جھٹلانے والون کی ہم نے نہین بنائی زمین سمیٹنے والی جیتون کو اور مردون کو اور رکھے اُسمین

رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

بوجھ اونچے اونچے اور پلایا تم کو پانی میٹھا پیاس بجھاتا خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والون کی

Marfat.com

امام ابن جریرؒ نے آیت مین رلیرہے جنکو ہلاک کیا ہو وہ لوگ مراد لیے جنھون نے رسولون کو جھٹلایا [illegible]
تفاسیر مین مذکور ہو اور خلاصہ یہ کہ قولہ تعالیٰ۔ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ۔ کیا ہمنے نہین [illegible]
یعنے اے اس امت کے [illegible] کیا تم کو قطعی متواتر طریقے سے یہ خبر نہین پہونچ گئی کہ ہمنے اپنی عظمت [illegible]
ہلاک کردیا جنھون نے ہمارے رسولونکو جھوٹا بنایا تھا اور وہ زمانہ حضرت نوحؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ [illegible]
ہوے کفار ہین جیسے قوم نوح وعاد وثمود اور قوم لوط وموتفکات وفرعون وغیرہ بکثرت ہین۔ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ۔ پھر انکے
پیچھے لگا دینگے پچھلون کو ف یعنی اگلون کی طرح پچھلون مین جو لوگ سرکش کفار ہونگے اُنکو بھی ہم قدرت قاہرہ سے
پیچھے لگا دینگے اور ہلاک کرینگے جیسے مکہ کے کفار تھے اور اُنکے مانند قیامت تک کے کفار ہین پس جس طرح اگلون نے
کی اسیطرح انھون نے کفر کیا تو جسطرح اگلے ہلاک کیے گئے اسیطرح یہ بھی ہلاک کیے جاوینگے۔ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ۔
مجرمون کے ساتھ ہم یون ہی کرتے ہین ف مجرم پورا وہ ہو جس نے خالق عزوجل سے منہ موڑا یا اُسکی شان مین کسی کو شریک
بنایا یعنے کافر دہریہ ومشرک پورا مجرم ہو اور جسنے لا الٰہ الا اللہ کو پہچانا تو گناہ کرنے مین وہ ڈرتا ہوا گنہگار رہے اور بعض محققین
فرمایا کہ کفر وشرک اسقدر عظیم جرم ہو جسقدر دنیا سے عرش اعظم بڑا ہے کیونکہ عرش کے مقابلے مین تمام دنیا ایک ذرہ بھی نہین
اور باقی گنہگار کا جرم جبکہ وہ مسلمان ہو بمنزلہ دنیا کے ہے تو آیت مین مراد یہ کہ کافرون ومشرکون کے ساتھ ہمارا برتاؤ اسیطرح ہے
وہ لوگ رسولونسے عداوت کرنے پر جم جاوین کہ ہم اُنکو ہلاک کرتے ہین خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ نفعل یعنے آئندہ زمانہ مین ہر ایک
مجرم کے ساتھ ہم یہی برتاؤ کرینگے خواہ اسکو موت دیدین یا تلوار سے قتل کرین بہرصورت مجرمون کو عذاب آخرت مین لاوینگے اور
فیصلہ کے روز عذاب شدید مین مبتلا کرینگے۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ اُس روز جھٹلانے والون کیواسطے ویل ہے
ف یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو اور اُسکے رسولونکو جھٹلانے والے ہین اُنکے لیے ہلاکت کے روز ویل ہو بیضاوی
نے کہا کہ اوپر بھی ویل یومئذ للمکذبین۔ تھا تو وہ ویل عذاب آخرت سے متعلق تھا اور یہ ویل دنیا مین ہلاکت سے متعلق ہے
اور ویل کے معنے سخت عذاب کے ہین اور اگر یہ آیت مکرر ہو اور مراد روز قیامت کا ویل ہو تو بھی عمدہ ہو اسلیے کہ کلام عرب مین
تاکید کے لیے مکرر لانا عمدگی ہو۔ھ۔ قرطبیؒ نے کہا کہ ویل عذاب وخواری ہو یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ واسکے رسولون وکتابون وروز قیامت
کو جھٹلانے والے مرے ہین اُنکے لیے قیامت کے روز عذاب وخواری سخت ہو اور اللہ تعالیٰ نے ویل کی آیت کو اس سورہ مین مکرر
فرمایا گویا جھٹلانے والونکے مرتبہ مقرر کرکے ہر ایک کے لیے اُسکے جھٹلانے کی مقدار پر عذاب رکھا ہو کیونکہ جسنے کسی چیز کو جھٹلایا تو
اُسکے لیے عذاب ہو اور جب اُسنے دوسری چیز کو بھی جھٹلایا تو اُسکے لیے دوسرا عذاب ہو اور کبھی ایک چیز کو جھٹلانے سے دوسری چیز
کا جھٹلانا نہایت بڑھکر قبیح جرم ہوتا ہو پس ہر ایک کو اُسکے جرم کی قدر جزا ئر وفاقا عذاب دیا جاویگا۔ بعض نے کہا کہ اس آیت کو
بار بار مکرر لانے مین خوف دلانا منظور ہو یعنے ویل ایک ہی عذاب ہو اس دلیل سے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ویل جہنم
مین ایک وادی کا نام ہو جسمین طرح طرح کا سخت عذاب ہو یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی مروی ہو روایت ہے کہ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے پیش کی گئی تو مین نے اُسمین ویل سے بڑھکر وادی نہین دیکھا روایت [illegible]
وادی ہو جہان جہنمیون کا پیپ وکچ لہو بہکر جمع ہوتا ہو اس روایت سے ظاہر ہو کہ وہ عام جہنمیون کے مقام [illegible]
کیونکہ بہتی ہوئی چیز پستی کی طرف بہکر جمع ہوتی ہے اور بندون کو یہ بات دنیا مین معلوم ہو کہ وہی جگہ [illegible]
جمع ہوتے ہین تو آیت سے انکو ہیبت وخوف زیادہ ہوگا تنبیہ اس زمانے مین بعض کافر قومون نے

بزدل ہو جاوے اور اسکی ہمت مردانہ باقی نہ رہے یہ محض نادانی کا افترا ہے اسلیے کہ اس خوف کی حقیقت یہ ہے کہ نزدیک وبال ہو اور آخرت کو اپنا گھر جانے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی عین مراد ہو تو اسکا اثر یہ ہوگا کہ دنیا مین جاندار ہو یا آدمی ہو خواہ وہ آدمی کافر ہو یا مسلمان ہو کسیکو تکلیف نہ دے اور ظلم وایذا دینے والون کو قوت عدل سے دنیاوی مال ودولت کو ہیچ سمجھے اور سلطنت کے زور سے بندگان خدا کو مقہور کر کے روپیہ واشرفی وجواہر جمع نہ کرے جس سے مشقت وکلفت اٹھاوین اور جب وہ زندگی سے موت کو زیادہ محبوب رکھتا ہے تو اُس سے زیادہ دلیر ومردانہ دنیا مین کوئی آدمی نہ ہوگا نمونہ صحابہ وتابعین واتباع وغیرہ رضی اللہ عنہم گذرے ہین جنکے تاریخی حالات مشہور متواتر ہین اور جو کوئی اُنکے خلاف ہو وہ بزدل اور جیسے آخری زمانے مین برائے نام اسلام رہا اور لوگون نے دنیا چاہی تو برباد اور ذلیل ہو گئے نعوذ باللہ من ذلک تنبیہ یہ سب تفسیر جو بیان ہوئی ہے اس بنیاد پر ہے کہ (اولین) سے وہ کفار مراد ہین جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سے پہلے ہلاک ہوئے ہین اور آخرین سے بعد والے مراد ہین اور یہی عام تفاسیر مین ہے وقال الرازی رح واضح ہو کہ اس سورۂ مبارک سے مقصود یہ ہے کہ کافرون کو خوف دلایا جاوے اور انکو قبیح حرکت کفر سے دھمکایا جاوے اور خوف دلانے کے انواع واقسام ارشاد ہوے (قسم اول) جس سے خوف دلایا گیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدے کے روز کی قسم کھائی اور وہ یوم الفصل ہے کہ وہ ضرور لامحالہ واقع ہونے والا ہے پھر اُسکے ہولناک منظر کا اشارہ کیا یعنی بقولہ تعالیٰ ما ادراک ما یوم الفصل پھر اس سے زیادہ خوف دلایا بقولہ تعالیٰ ویل یومئذ للمکذبین (قسم دوم) مین ہلاکت سے خوف دلایا یعنے اللہ تعالیٰ نے اگلی کافر قومون کو ان کے قبیح فعل یعنے کفر وشرک کی وجہ سے ہلاک کر دیا تو ظاہر ہے کہ جب وہی کفر ان پچھلون مین موجود ہوا تو یہ بھی ضرور ہلاک کیے جاوینگے پھر فرمایا ویل یومئذ للمکذبین گویا فرمایا کہ ان کافرون کی دنیا کا انجام ہلاکت ہے اور انکی آخرت کا انجام ویل یعنے عذاب شدید ہے تو انھین کافرون ہی کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا وآخرت دونون برباد ہین اب یہان دو سوال ہین پہلا سوال یہ ہے کہ اولین وآخرین سے کیا مراد ہے جواب اسمین دو قول ہین **ایک قول** یہ کہ اولین سے مراد وہ کفار ہین جو قدیم تھے جیسی قوم نوح وعاد وثمود وغیرہ پھر انکے پیچھے جن کافرون کو ہلاک کیا وہ آخرین ہین مانند قوم شعیب وقوم لوط اور فرعون وغیرہ پھر فرمایا کذلک نفعل بالمجرمین یعنے مجرمون کے ساتھ بھی ہم یہی کرینگے اس سے کفار قریش کو دھمکی ہے رازی رح نے کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ قولہ تعالیٰ نتبعہم الآخرین صیغہ مضارع ہے جو زمانہ حال واستقبال کو شامل ہے لیکن زمانۂ ماضی کو شامل نہین ہے تو آخرین سے کفار ماضیہ مانند فرعون وقوم لوط وغیرہ کیونکر مراد ہو سکتے ہین **قول دوم** یہ کہ اولین سے وہ اقوام کفر مراد ہین جو حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے ہین اور اسکے بعد قولہ ثم نتبعہم الآخرین۔ نیا جملہ شروع ہے یعنے آیندہ پچھلون کو ہم انکے پیچھے لگا وینگے یعنے پچھلون کے ساتھ بھی ہلاکت وعذاب کا برتاؤ کرینگے۔ پھر فرمایا۔ کذلک نفعل بالمجرمین۔ یعنے مجرمون کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کرتے ہین یعنے ہلاک کرنا اس جرم کے سبب سے ہے کہ وہ مخلوق مجرم ہوتی ہے تو ظاہر ہوا کہ ہر مجرم کو ہلاکت کی سزا دیجاویگی خواہ اگلے ہون یا پچھلے ہون پھر فرمایا ویل یومئذ الآیہ یعنی یہ لوگ اگرچہ دنیا مین عذاب ہلاکت مین مبتلا کئے گئے تو بھی سب سے بڑی مصیبت وہولناک آفت اُنکے لیے مہیا ہے جو روز قیامت مین انکو دیجاویگی **دوسرا سوال** قولہ الم نہلک مین ہلاک کرنے سے کیا مراد ہے اگر مطلقاً موت دنیا مراد ہے تو اس سے خوف نہوگا اسلیے کہ موت تو کافر ومومن سب ہی کو آتی ہے اور اگر عذاب سے موت دنیا مراد ہے تو اس سبب سے کافرون کو خوف لازم آویگا کہ بحکم قولہ ثم نتبعہم الآخرین کذلک نفعل الآیہ۔ اسی طرح عذاب سے ہلاک کرنا کفار قریش کے ساتھ واقع ہوا اور معلوم ہے کہ قریش پر یہ عام عذاب نہین آیا ہے وقد قال تعالیٰ ما کان لیعذبہم وانت فیہم یعنے اے محمد جب تک تم انکے درمیان موجود ہو تو اللہ تعالیٰ انکو عام عذاب سے ہلاک نہین کریگا۔ جو پس آیت مین عذاب سے ہلاکت کیونکر

Marfat.com

مراد ہوسکتی ہو (جواب) آیت مین عذاب ہی سے ہلاک کرنا مراد ہو لیکن یہ لازم نہین آتا کہ
بلکہ ہجرت مدینے کے بعد جہاد فرض ہونے پر مقام بدر مین جو لڑائی ہوئی اسمین اللہ تعالیٰ نے
کفار قریش ہلاک کیے بلکہ آیت مین تیسرے معنے ہوسکتے ہین یعنے کفار کو خوف دلایا کہ ہم ایسی
لعنت ہو گویا آیت مین فرمایا کہ ان کافرون نے دنیا کی حرص مین اللہ تعالیٰ سے کفر کیا
خواہ مخواہ موت دیدی تو یہ دنیا بھی جاتی رہی اور دنیا مین انپر لعنت رہی اور آخرت مین قیامت کے
لازم رہا اس سے عبرت لیکر یہ کفار جو اس امت مین ہونگے غور کرین کہ آخر یہی انکا نتیجہ ہو (ترجمہ تفسیر کبیر للامام) اگر
ویلٌ یومئذٍ الآیہ۔ مین نحوی ترکیب کیونکر ہو (جواب) (ویل) مبتدا ہو (یومئذٍ) ظرف متعلق بویل ہے اور (للمکذبین)
جاوے کہ (ویل) نکرہ کیونکر مبتدا ہو (جواب) خطیب رح نے لکھا کہ بددعا کے معنے سے جائز ہوا اور زمخشری رح
مصدر ہو جو بجاے اپنے فعل کے آیا ہے یعنے مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف کیا گیا ولیکن ویلاً کو رفع دیدیا گیا یعنے بطور جملہ
دوامی ہلاکت و عذاب پر دلالت ہو جیسے نیک دعا مین (سلمتُ سلاماً علیکم) مین سلام علیکم کہتے ہین زمخشری رح کے اس قول
نے اعتراض کیا کہ نہین بلکہ اُسکو یون کہنا چاہیے کہ بددعا کے قصد سے مبتدا ہوا اور یہی نحویون نے کہا ہے ہان رفع
وہی ہو جو زمخشری رح نے بیان کی (خطیب وغیرہ) اللہ تعالیٰ نے اول تو قیامت سے خوف دلایا پھر کافرون کو گزرے ہوے کافرون
عذاب و لعنت سے خوف دلایا پھر اُنکو اپنی بیشمار نعمتون کی ناشکری سے خوف دلایا کیونکہ ہر ایک بات یہی چاہتی ہے کہ اپنے خالق
جل شانہ کی توحید پر ایمان لانا فرض اول ہے بقولہ تعالیٰ **اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ**
مَّكِيْنٍ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ کیا ہم نے تم
نہین پیدا کیا کمزور پانی سے پس اُسکو ٹھہرنیکی جگہ ٹھہرایا ایک معلوم اندازہ تک پھر اُسکو اندازہ پر بنادیا پس ہم بہت اچھے قدرت والے
عذاب سخت ہو اُس روز جھٹلانے والون کے لیے **ف** اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر اُنکے پیدا کرنیکا احسان رکھا
قطعی یہ دلیل بتلائی کہ جس شخص نے ابتدا مین پیدا کیا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بخوبی قادر ہو اسکا بیان یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے
سے اقرار لیا کہ کیا ہم نے تمکو ضعیف پانی سے نہین پیدا کیا یعنے کوئی شخص اسکا انکار نہین کر سکتا وہ ضعیف قطرے سے پیدا
اور وہ مادہ منی ہے اور اسکا ضعیف ہونا اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نظر کرکے یہ عجب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہوشیار
آدمی ایک قطرۂ منی سے بنا ہو چنانچہ سورۂ یٰس کی تفسیر مین بشر بن جحاش کی حدیث مین گذر چکا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم
کیا تو سمجھتا ہو کہ مین تجھے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہون حالانکہ مین نے تجکو اتنے سے حقیر قطرے سے پیدا کیا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ
قطرے کو قرار مکین یعنے رحم مین ٹھہراتا ہے کیونکہ اس جگہ مرد اور عورت کا پانی جمع ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسمین یہ قوت رکھی
کہ وہ اس پانی کی حفاظت کرتا ہو اور اُسکے دہانہ سے سوئی جانے کے برابر بھی کھلا نہین رہتا حالانکہ اُسکے دہانہ مین رگین
کہ چھ مہینہ یا نو مہینے کے بعد اُسمین سے پورا بچہ برآمد ہوتا ہو قولہ (مکین) یعنے مستحکم قرارگاہ پھر اسکے واسطے ایک میعاد
معلوم ہے اور سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی اسکو نہین جانتا ہے کیونکہ بعض لڑکا چھ مہینہ کے بعد سات مہینہ پیدا ہوتا
مہینہ اور کوئی اس سے زیادہ دن کے بعد پیدا ہوتا ہے پس اسکی میعاد معین سواے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہین
اس میعاد معین مین اُس بچہ کی صورت و ہیأت و مزاجی کیفیت ایسے اندازے پر پیدا فرماتا ہے کہ
ایک آدمی دوسرے آدمی سے سب باتون مین بالکل یکسان نہین ہوتا کہ امتیاز نہ ہو سکے حالانکہ

[illegible] سایہ کے نیچے ہونگے بعض نے کہا کہ تین شعبہ یعنے تین شاخون سے مراد ضریع وزقوم وغسلین ہین
[illegible] مین سے ہین (سلاح دف وغیرہ) اور ظاہر قول یہ کہ جہنم کے زبانہ ولپٹ کا دھنوان ہے جو اُن پر
[illegible] ظلیل وَلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ - وہ سایہ کرنے والا نہین ہی اور نہ لپٹ سے بچانے والا ہے
[illegible] سایہ کی طرف بلائے گئے ہین وہ راحت دینے والا سایہ نہین ہے اور نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا ہے
[illegible] آگ کا سایہ ہے - اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ - وہ پھینکتی ہی شرارے
[illegible] سیاہ زردی مائل اونٹ ہین ف اُس وقت جہنم سے شرارے اُڑینگے جو بڑائی مین قصر کے برابر ہونگے
[illegible] کے برابر ہونگے اور رنگت مین جمالہ صفر کے مانند ہونگے - جمالہ صفر سیاہ اونٹ ہین انکے پانونکے کنارے زردی مائل
[illegible] سے عرب انکو جمالہ صفر کہتے ہین بعض نے اعتراض کیا کہ خالی اسقدر زردی سے صفر یعنے زرد کیون کہلاوینگے جواب دیا گیا
[illegible] اعتراض ہی جسکو لغت مین دخل نہین ہوتا اور جب متواتر طریقے سے عرب کا محاورہ ثابت ہوا کہ وہ سیاہ اونٹون کو
[illegible] ہین تو کچھ تردد نہین رہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ جہنم سے جو بڑے بڑے شرارے اُڑینگے وہ رنگت مین سیاہ اونٹون کے
[illegible] اقول اسکی وجہ یہ ہے کہ جہنم کی آگ سخت سیاہ ہے اور چونکہ گندھک اسکا ایندھن ہی جو زرد ہوتی ہی تو شاید گل کر
[illegible] اسکی زردی کی جھلک ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم - وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ - اس روز جھٹلانے والون
کے لیے عذاب شدید ہی ف امام رازیؒ وغیرہ نے لکھا کہ یہ پانچوین قسم ہی جس سے کافرون کو خوف دلایا گیا اور یہ آخرت مین
انکے عذاب کی کیفیت ہی اور بیان یہ کہ آخرت مین ان جھٹلانے والون سے کہا جائیگا کہ اب اُس چیز کی طرف چلو جسکو دنیا مین
جھٹلایا کرتے تھے ظاہر یہ کہ جہنم کے موکل ملائکہ اُن سے یہ بات کہین گے حاصل یہ کہ کفار اسوقت مقہور ولاچار ہوکر حکم کی فرمانبرداری
کرینگے جھٹلانے اور انکار کی طاقت نہین ہی اسیواسطے ایک قرات مین انطلقوا - بصیغہ ماضی وارد ہوا ہی علماء مفسرین نے کہا کہ قیامت
کے روز ملائکہ کے سرون سے آفتاب بہت نزدیک ہوگا اور وہ لوگ قبرون سے ننگے پانون ننگے بدن بے ختنہ بریدہ اُٹھین گے نہ انکے
[illegible] پر کوئی سایہ نہ بدن پر لباس ہی اور نہ اس تختہ زمین کی جلن سے پانون بچتے ہین اُسوقت آفتاب کی حرارت سے انکے سر
[illegible] ن گے [illegible] جلینگے [illegible] دن پچاس ہزار برس تک دراز ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے بندون کو
سایہ عرش [illegible] نجات دیگا [illegible] لوگ شکریہ ادا کرینگے بقولہ تعالیٰ فمنّ اللہ علینا ووقانا عذاب السموم - یعنے اللہ تعالیٰ نے
[illegible] سان کیا [illegible] ہمکو زہریلی لپٹ سے بچادیا - ھ - اور اُس وقت کافرون سے کہا جاویگا کہ جس چیز کو جھٹلایا کرتے تھے اُسکی طرف چلو
[illegible] یہ لوگ [illegible] اسی عذاب مین کھڑے ہونگے اور اُنپر جہنم کا دھنوان سایہ کریگا لقولہ تعالیٰ [illegible] من یحموم الآیہ - یعنی جہنم کے
دھنوین کے [illegible] ھ - پھر اللہ تعالیٰ نے اس سایہ کے حالات بیان فرمائے (ایک) یہ کہ اسکی تین شاخین ہونگی علماء رح نے
[illegible] ین وجہین [illegible] تعالیٰ مین حسن بصری رح نے کہا کہ مجھے اِس بارہ مین کوئی تفسیر نہین پہونچی ہی اور بعض علماء نے کہا کہ تین
شاخین یہ کہ [illegible] اوپر نیچے اور گرد ہوگی اور اُسکو ظل یعنے سایہ کہنا اس راہ سے کہ وہ انپر محیط ہوگی جیسے قولہ تعالیٰ من فوقہم
ظلل من النار [illegible] یعنے کافرون کے اوپر آگ کے چھتر ہونگے اور انکے نیچے آگ کے چھتر ہونگے - ھ - یہ مجاز ہی کیونکہ اوپر چھت
[illegible] تے ہین [illegible] صورت انکے پانونکے نیچے ہوگی لہذا اسکو بھی چھتر فرمایا اور زبان عرب مین یہ بلاغت معروف ہی اسیطرح
[illegible] فوقہم من تحت ارجلہم الآیہ یعنے کافرون کو عذاب ڈھانپ لیگا اوپر سے اور انکے قدمون کے نیچے سے
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ کفار اوندھے منہ حشر کیے جاوینگے تو سرونکے نیچے اور پانون کے اوپر چھتر ظاہر ہے

Marfat.com

فافہم۔ مگر لیکن یہ تقریر اس بنیاد پر ہی کہ مراد آگ ہی اور قتادہ رح نے کہا کہ نہیں بلکہ دھواں ہی جیسے قولہ
چھولداری کافرون پر محیط ہی اس سے مراد دھواں ہی اقول خود آگ بھی ہوسکتی ہی پھر اس دھوئیں
بائین طرف اور تیسری اُن کے سر پر چھائی ہو گی امام رازی رح نے کہا کہ شاید اسلیے کہ کافرین اصل تین ہیں باطن
اور بد اعتقادی دماغ مین اور انھین سے تمام بدکاریان پیدا ہوتی ہین پس انھین کی اصلی ماہیت
شیخ ابو مسلم رح نے کہا کہ شاید تین شعبہ وہ ہون جو آگے مذکور ہین یعنے لاظلیل الخ نہ اس سے سایہ حاصل ہوا
شرارے برستے ہین دوسری صفت قولہ لاظلیل۔ یعنے باوجودیکہ اسکو سایہ فرمایا پھر نفی کی کہ وہ سایہ دینے والا
حق مین حقارت ہی اور طعنہ دیا کہ یہ سایہ ویسا نہین ہی جیسا مومنون کے لیے ہوگا کہ وہ البتہ خنک خوشگوار ہوگا
سے انکو بچاویگا تیسری صفت لایغنی من اللہب لپٹ سے بچانے والا سایہ نہین ہے۔ یہان یہ سوال
یہ واقعہ محشر ہی تو یہان جہنم نہین ہی جسکی لپٹ ہو (جواب) مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے (ظل ذی ثلث شعب)
مع دھوئین کے مراد لی تو یہ سوال وارد نہین ہوتا ہی اور رازی رح نے لکھا کہ زمخشری رح نے تقدیر کلام مین کہا کہ لایغنی
یعنے لپٹ کی حرارت اُسنے کچھ دفع نہ کریگا یعنے وہان جہنم کی لپٹ سے حرارت پہونچیگی وہ اس سایہ سے دور نہوگی اور تعالیٰ
اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ کافرون کو محشر سے جہنم کی طرف چلنے کا حکم ہوا ہو اور یہ سایہ وہان ہو چنانچہ سورۂ واقعہ مین
فی سموم وحمیم وظل من یحموم لابارد ولاکریم۔ یعنے کافرون کا وطن جہان ہی اسمین وہ لوگ سموم مین اور حمیم مین اور سایہ یحموم
وہ سایہ سرد نہین اور نہ قابل کرامت ہی۔ پس جو یہان مذکور ہی شاید یہ بھی جہنم مین داخل ہونے کے بعد ہو۔ احتمال دوم یہ کہ
محشر مین ہو جب تک جہنم مین داخل نہین کئے گئے تو معنے یہ کہ تم اس سایہ کے نیچے ٹھہرو جو تم کو حرارت آفتاب سے نہین
اور نہ جہنم کی لپٹ دفع کریگا قرطبی رح نے کہا کہ یہان لہب سے پیاس کے معنے بھی ہو سکتے ہین یعنے تمسے پیاس دور نہوگی
صفت انہا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمالۃ صفر۔ اللہ تعالیٰ نے جس دھوئین کا سایہ دیا وہ جہنم مین سے تھا تو جسکی صفت سے
اسکے شرارے مانند قصر کے اُڑتے ہین مترجم کہتا ہی کہ شان بلاغت یہ کہ اول انکو جہنم کا صرف دھوان بتلایا حالانکہ
غور سے سنے تو برداشت کے قابل نہین ہی پھر اسکی کان جہان سے یہ دھوان نکلا ہی نعوذ باللہ اسکی
یہ ہی کہ اُسمین سے قصر کے برابر گندھک کے شرارے اڑتے ہین ابن کثیر رح نے لکھا کہ حضرت ابن مسعود رض
حصون یعنی قلعہ جات مالک رح نے زید بن اسلم وغیرہ سے روایت کی کہ قصر درختون کی پیڑیان ابن عباس رض ومجاہد و قتادہ
مروی ہو (ع) بعض علماء نے کہا کہ قصر بلند محل ہی (س ک) جمالۃ صفر سیاہ اونٹ ہین یہی حسن و قتادہ وضحاک کا قول
اسی کو امام ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی (ع) معنے یہ کہ آگ کی لپٹ مین بلند محل یا بڑی پیڑیون کے برابر شرارے اڑتے
رنگت سیاہ اونٹ کے مانند نظر آتی ہے ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر سے روایت ہی کہ جمالۃ صفر کشتیون کے
روایت مین ابن عباس نے کہا کہ پیتل کے ٹکڑے ہین (ع) مترجم کہتا ہی کہ یہ کیفیت و رنگت کی توجیہ ہی اور قول
حالت کا بیان ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور امام بخاری رح نے بطریق عبدالرحمن بن عابس روایت کی کہ
قولہ تعالیٰ بشرر کالقصر۔ کہا کہ ہم لوگ تین ہاتھ یا زیادہ دراز لکڑیان جاڑون کے لیے
روایت کے موافق معنے یہ کہ شرارے اس لکڑی کے برابر ہوگے ہین جسکو قصر کہتے ہین
کے نزدیک اس سے سیاہ مراد ہین یعنے سیاہ اونٹون کو عرب جمالات صفر کہتے

زردی کی جھلک ہو اور جب شرارہ اُڑ کر گرا اور اسمین آگ کا بقیہ اثر موجود ہے تو
مناسب ہو جسکی سیاہی مین زردی جھلکتی ہو بعض علما نے کہا کہ سیاہ نہین بلکہ زرد مراد ہے
جاتی ہو تب سیاہ ہوتا ہے اور اس وقت شرارہ نہین کہلاتا ہے اور جب تک آگ ہے اور شرارہ ہے
نے کہا کہ میرے نزدیک یہی قول ٹھیک ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکا جواب اوپر گزر چکا ہے اور
بالکل سیاہ ہے اور گندھک کا تو وہ جب اُسمین سے شرارہ ہو کر گرا تو وہ سیاہ اونٹ کی زردی مائل
مین قصر کے مانند ہے۔ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ
يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۔ یہ دن ہے کہ نہین بولین گے اور نہ انکو اجازت دیجاویگی پس عذر نکر سکینگے
جھٹلانے والون کے لیے سخت عذاب سے بربادی ہے ف یہ چھٹی قسم ہے جس سے کافرون کو خوف دلایا گیا اور انکے
انکو آگاہ کیا گیا ہے (رازی رح) اور اسمین تین باتین ہین اول یہ کہ نطق نہوگا یعنی بول نہین سکین گے اور دوم
کی اجازت نہوگی یعنے حجت الٰہیہ اُنپر قائم ہو چکی اور انکا کفر و شرک بالکل ثابت ہو چکا سوم جھوٹ عذر
نہوگی (ابن کثیر رح) واحدی رح نے کہا کہ علماء مفسرین نے بیان فرمایا کہ قیامت کے روز جو پچاس ہزار
طرح طرح کے حالات طاری ہونگے بعض وقت مین یہ لوگ باہم گفتگو کرینگے جیسے قولہ تعالیٰ اقبل بعضہم علےٰ بعض
کفار باہم متوجہ ہو کر دریافت کرینگے کہ بھلا ہم یہان برزخ مین کتنی دیر تک ٹھہرے ہین ۔ف۔ اور بعض وقت مین
گے جیسے قولہ تعالیٰ واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنے کفار و مشرکین کہین گے کہ ہم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ کی قسم
ہم لوگ مشرک نہین تھے ۔ف۔ یعنے ملائکہ کو دھوکا دینے پر آمادہ ہونگے پھر جب اُنکے نامہ اعمال سامنے آدینگے
کی طرف سے اُنکے بداعمال سُنائے جاوینگے تو جھگڑنے لگین گے کہ یہ ملائکہ نے ہمپر لکھ لیے ہین تو اُنکے منھ پر مُہر لگائی
کے اعضا خود گواہی دینگے اور سابق مین مفصل بیان گذر چکا ہے پھر یہ لوگ چاہین گے کہ ہماری خطا اس مرتبہ معاف
رہم کو دنیا مین [illegible] اگر ہم شرک کرین تو البتہ سزا دیجاوے پس اُن کو کلام کی قدرت نہین دیجاویگی
[illegible] نے گمان کیا کہ یہان جو حال مذکور ہے یہ جہنم مین داخل ہونے کے بعد ہوگا کیونکہ
[illegible] ضعیف ہے اسلیے کہ جہنم مین جا کر شدت عذاب سے گریہ و زاری کے ساتھ واویلا
[illegible] سے یہ مطلب نہین کہ وہ بول نہین سکین گے بلکہ معنے یہ کہ کوئی [illegible] دلیل جس سے
[illegible] کہا کہ نافع بن الازرق جو خارجی ہو گیا تھا حضرت ابن عباس رض [illegible] کہا کہ مجھے قرآن کی
خلاف پیش آیا پھر [illegible] بیان کیا کہ قولہ تعالیٰ ہذا یوم لاینطقون الآیہ ۔ یعنے یہ عذاب ہولناک اُس دن ہوگا کہ کفار
نہ کرینگے ۔ف۔ اور قولہ تعالیٰ لاتسمع الا ہمسًا ۔ یعنے لوگون سے کچھ آواز نہین سنائی دیگی سوائے آہستہ باتون کی
معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ باتین کرینگے اور قولہ تعالیٰ اقبل بعضہم علی بعض یتساءلون ۔ یعنے کفار باہم متوجہ
دریافت کرینگے ۔ف۔ اور قولہ تعالیٰ ہاؤم اقرؤا کتابیہ ۔ یہ تو میرا نامہ اعمال آکر پڑھو ۔ اس سے بولنا بلند آواز
عباس رضی اللہ عنہ نے ابن الازرق سے فرمایا کہ ارے تیری خرابی ہو کیا تو نے اس سے پہلے کسی دوسرے
[illegible] تو مین نے کسی سے کچھ ذکر نہین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ خیر اگر تو کسی دوسرے سے پوچھتا
[illegible] معلوم نہین ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دن مثل پچاس ہزار برس کے فرمایا ہے اُسنے کہا

امام ابن جریرؒ نے آیت مین اولین سے جنکو ہلاک کیا ہو وہ لوگ مراد لیے جنھون نے رسولون کو جھٹلایا تھا ابن کثیرؒ ... قول ...
تفاسیر مین مذکور ہو اور خلاصہ یہ کہ قولہ تعالیٰ۔ اَلَمۡ نُهۡلِكِ الۡاَوَّلِيۡنَ۔ کیا ہمنے نہین ہلاک کر دیا اگلون ...
بنے اے اس امت کے کافر کیا تم کو قطعی متواتر طریقے سے یہ خبر نہین پہونچ گئی کہ ہمنے اپنی عظمت سے اُن اگلی جماعتون کو
ہلاک کر دیا جنھون نے ہمارے رسولونکو جھوٹا بنایا تھا اور وہ زمانہ حضرت نوح ؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کے گذرے
ہوے کنارہین جیسے قوم نوح و عاد و ثمود اور قوم لوط و موتفکات و فرعون وغیرہ بکثرت ہین۔ ثُمَّ نُتۡبِعُهُمُ الۡاٰخِرِيۡنَ۔ پھر ہم
پیچھے لگا دینگے پچھلون کو ف یعنی اگلون کی طرح پچھلون مین جو لوگ سرکش کفار ہونگے اُنکو بھی ہم قدرت قاہرہ سے اگلون کے
پیچھے لگا دینگے اور ہلاک کرینگے جیسے مکہ کے کفار تھے اور اُنکے مانند قیامت تک کے کفار ہین پس جس طرح اگلون نے کفر و سرکشی
کی اسیطرح انھون نے کفر کیا تو جسطرح اگلے ہلاک کیے گئے اسیطرح یہ بھی ہلاک کیے جاوینگے۔ كَذٰلِكَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِيۡنَ
مجرمون کے ساتھ ہم یون ہی کرتے ہین ف مجرم پورا وہ ہو جس نے خالق عزوجل سے منھ موڑا یا اُسکی شان مین کسی چیز کو ساجھی
بنایا یعنے کافر دہریہ ومشرک پورا مجرم ہو اور جسنے لا الٰہ الا اللہ کو پہچانا تو گناہ کرنے مین وہ ڈرتا ہوا گنہگار رہے اور بعض محققین نے
فرمایا کہ کفر و شرک اسقدر عظیم جرم ہو جسقدر دنیا سے عرش اعظم بڑا ہے کیونکہ عرش کے مقابلے مین تمام دنیا ایک ذرہ بھی نہین ہے
اور باقی گنہگار کا جرم جبکہ وہ مسلمان ہو بمنزلہ دنیا کے ہے تو آیت مین مراد یہ کہ کافرون ومشرکون کے ساتھ ہمارا برتاؤ اسیطرح ہو جبکہ
وہ لوگ رسولونسے عداوت کرنے پر جم جاوین کہ ہم اُنکو ہلاک کرتے ہین خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ نفعل یعنے آئندہ زمانہ مین ہر ایک
مجرم کے ساتھ ہم یہی برتاؤ کرینگے خواہ اسکو موت دیدین یا تلوار سے قتل کرین بہرصورت مجرمون کو عذاب آخرت مین لاوینگے اور
فیصلہ کے روز عذاب شدید مین مبتلا کرینگے۔ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ۔ اُس روز جھٹلانے والون کیواسطے ویل ہے
ف یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو اور اُسکے رسولونکو جھٹلانے والے ہین اُنکے لیے ہلاکت کے روز ویل ہو بیضاویؒ
نے کہا کہ اوپر بھی ویل یومئذ للمکذبین۔ تھا تو وہ ویل عذاب آخرت سے متعلق تھا اور یہ ویل دنیا مین ہلاکت سے متعلق ہو
اور ویل کے معنے سخت عذاب کے ہین اور اگر یہ آیت مکرر ہو اور مراد روز قیامت کا ویل ہو تو بھی عمدہ ہو اسلیے کہ کلام عرب مین
تاکید کے لیے مکرر لانا عمدگی ہو۔ھ۔ قرطبیؒ نے کہا کہ ویل عذاب وخواری ہو یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولون وکتابون و روز قیامت
کو جھٹلانے والے مرے ہین اُنکے لیے قیامت کے روز عذاب وخواری سخت ہو اور اللہ تعالیٰ نے ویل کی آیت کو اس سورہ مین مکرر
فرمایا گویا جھٹلانے والونکے مرتبہ مقرر کرکے ہر ایک کے لیے اُسکے جھٹلانے کی مقدار پر عذاب رکھا ہو کیونکہ جسنے کسی چیز کو جھٹلایا تو
اُسکے لیے عذاب ہو اور جب اُسنے دوسری چیز کو بھی جھٹلایا تو اُسکے لیے دوسرا عذاب ہو اور کبھی ایک چیز کو جھٹلانے سے دوسری چیز
کا جھٹلانا نہایت بڑھکر قبیح جرم ہوتا ہو پس ہر ایک کو اُسکے جرم کی قدر جزاءً وفاقاً عذاب دیا جاویگا۔ بعض نے کہا کہ اس آیت کو
بار بار مکرر لانے مین خوف دلانا منظور ہو یعنے ویل ایک ہی عذاب ہو اس دلیل سے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ویل جہنم
مین ایک وادی کا نام ہو جسمین طرح طرح کا سخت عذاب ہو یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی مروی ہو روایت ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے پیش کی گئی تو مین نے اُسمین ویل سے بڑھکر وادی نہین دیکھا روایت ہو کہ ویل ایک
وادی ہو جہان جہنمیون کا پیپ وکچ لہو بہکر جمع ہوتا ہو اس روایت سے ظاہر ہو کہ وہ عام جہنمیون کے مقام سے بھی پست ہے
کیونکہ بہتی ہوئی چیز پستی کی طرف بہکر جمع ہوتی ہے اور بندون کو یہ بات دنیا مین معلوم ہو کہ وہی جگہ سب بدتر ہوتی ہو جہان نجاسات
جمع ہوتے ہین تو آیت سے انکو ہیبت وخوف زیادہ ہوگا تنبیہ اس زمانے مین بعض کافر قومون نے زعم کیا کہ اسلامی اصول ...

یہی آدمی خوف زدہ اور بزدل ہوجاوے اور اُسکی ہمت مردانہ باقی نہ رہے یہ محض نادانی کا افترا ہے اسلیے کہ اس خوف کی حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی زندگی اُنکے نزدیک وبال ہو اور آخرت کو اپنا گھر جانے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی عین مراد ہو تو اسکا اثر یہ ہوگا کہ دنیا مین کسی مخلوق کو خواہ وہ جانور ہو یا آدمی ہو خواہ وہ آدمی کافر ہو یا مسلمان ہو کسیکو تکلیف نہ دے اور ظلم و ایذا دینے والون کو قوت عدل سے روکے اور دنیاوی مال و دولت کو ہیچ سمجھے اور سلطنت کے زور سے بندگان خدا کو مقہور کرکے روپیہ و اشرفی و جواہر جمع نہ کرے جس سے وہ لوگ مشقت و کلفت اُٹھاوین اور جب وہ زندگی سے موت کو زیادہ محبوب رکھتا ہے تو اُس سے زیادہ دلیر و مردانہ دنیا مین کوئی آدمی نہ ہوگا اور اسکا نمونہ صحابہ و تابعین و اتباع وغیرہ رضی اللہ عنہم گذرے ہین جنکے تاریخی حالات مشہور متواتر ہین اور جو کوئی اُنکے خلاف ہو وہ بزدل ہے جیسے آخری زمانے مین برائے نام اسلام رہا اور لوگون نے دنیا چاہی تو برباد اور ذلیل ہوگئے نعوذ باللہ من ذلک تنبیہ یہ سب تفسیر جو ہوئی ہے اس بنیاد پر ہے کہ (اولین) سے وہ کفار مراد ہین جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سے پہلے ہلاک ہوے ہین اور (آخرین) سے مابعد والے مراد ہین اور یہی عام تفاسیر مین ہے وقال الرازی رح واضح ہو کہ اس سورۂ مبارک سے مقصود یہ ہے کہ کافرون کو خوف دلایا جاوے اور اُنکو قبیح حرکت کفر سے دھمکایا جاوے اور خوف دلانے کے انواع و اقسام ارشاد ہوے (قسم اول) جس سے خوف دلایا گیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے روز کی قسم کھائی اور وہ یوم الفصل ہے کہ وہ ضرور لامحالہ واقع ہونے والا ہے پھر اُسکے ہولناک منظر کا اشارہ کیا یعنی بقولہ تعالیٰ وما ادراک ما یوم الفصل پھر اس سے زیادہ خوف دلایا بقولہ تعالیٰ ویل یومئذ للمکذبین (قسم دوم) مین ہلاکت سے خوف دلایا یعنے اللہ تعالیٰ نے اگلی کافر قومون کو اُن کے قبیح فعل یعنے کفر و شرک کی وجہ سے ہلاک کردیا تو ظاہر ہے کہ جب وہی کفران پچھلون مین موجود ہوا تو یہ بھی ضرور ہلاک کیے جاوینگے پھر فرمایا ویل یومئذ للمکذبین گویا فرمایا کہ ان کافرون کی دنیا کا انجام ہلاکت ہے اور انکی آخرت کا انجام ویل یعنے عذاب شدید ہے تو انھین کافرون ہی کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا و آخرت دونون برباد ہین اب یہان دو سوال ہین پہلا سوال یہ ہے کہ اولین و آخرین سے کیا مراد ہے جواب اسمین دو قول ہین **ایک قول** یہ کہ اولین سے مراد وہ کفار ہین جو قدیم تھے جیسی قوم نوح و عاد و ثمود پھر انکے پیچھے جن کافرون کو ہلاک کیا وہ آخرین ہین مانند قوم شعیب و قوم لوط اور فرعون وغیرہ پھر فرمایا۔ کذلک نفعل بالمجرمین یعنی مجرمون کے ساتھ بھی ہم یہی کرینگے اس سے کفار قریش کو دھمکی ہے رازی رح نے کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ قولہ تعالیٰ نتبعہم الآخرین صیغہ مستقبل ہے جو زمانۂ حال و استقبال کو شامل ہے لیکن زمانۂ ماضی کو شامل نہین ہے تو آخرین سے کفار ماضیہ مانند فرعون و قوم لوط وغیرہ کیونکر مراد ہوسکتے ہین **قول دوم** یہ کہ اولین سے وہ اقوام کفر مراد ہین جو حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے ہین اور اسکے بعد قولہ ثم نتبعہم الآخرین۔ نیا جملہ شروع ہے یعنے آیندہ پچھلون کو ہم انکے پیچھے لگا وینگے یعنے پچھلون کے ساتھ بھی ہلاکت و عذاب کا برتاؤ کرینگے۔ پھر فرمایا۔ کذلک نفعل بالمجرمین۔ یعنے مجرمون کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کرتے ہین یعنے ہلاک کرنا اسلیے ہے کہ وہ مخلوق مجرم ہوتی ہے تو ظاہر ہوا کہ ہر مجرم کو ہلاکت کی سزا دیجاویگی خواہ اگلے ہون یا پچھلے ہون پھر فرمایا ویل یومئذ للمکذبین یعنے یہ لوگ اگرچہ دنیا مین عذاب ہلاکت مین مبتلا کیے گئے تو بھی سب سے بڑی مصیبت و ہولناک آفت اُنکے لیے مہیا ہے جو روز قیامت مین انکو دیجاویگی **دوسرا سوال** قولہ الم نہلک مین ہلاک کرنے سے کیا مراد ہے اگر مطلقاً موت دنیا مراد ہے تو اس سے کافرون کو خوف نہوگا اسلیے کہ موت تو کافر و مومن سب ہی کو آتی ہے اور اگر عذاب سے موت دنیا مراد ہے تو اس سے کافرونکو خوف ہوگا ولیکن لازم آویگا کہ بحکم قولہ ثم نتبعہم الآخرین کذلک نفعل الآیہ۔ اسی طرح عذاب سے ہلاک کرنا کفار قریش کے ساتھ واقع ہو حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ قریش پر یہ عام عذاب نہین آیا ہے وقد قال تعالیٰ ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ یعنے اے محمد جب تک تو ان کافرون کے درمیان موجود ہے تو اللہ تعالیٰ انکو عام عذاب سے ہلاک نہین کریگا۔ ھ۔ پس آیت مین عذاب سے ہلاکت کیونکر

مراد ہوسکتی ہی (جواب) آیت مین عذاب ہی سے ہلاک کرنا مراد ہی لیکن یہ لازم نہین آتا کہ تمام قریش اس عذاب سے
بلکہ ہجرت مدینے کے بعد جہاد فرض ہونے پر مقام بدر مین جو لڑائی ہوئی اسمین اللہ تعالیٰ نے عجیب قدرت ظاہر فرمائی
کفار قریش ہلاک کیے۔ سوم آیت مین تیسرے معنے ہوسکتے ہین یعنے کفار کو خوف دلایا کہ ہم ایسی موت سے تمکو مارین جسکے بعد
لعنت ہی گویا آیت مین فرمایا کہ ان کافرون نے دنیا کی حرص مین اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اُسکے رسولون سے عناد کیا پھر آخر خدا نے
اُنکو خواہ مخواہ موت دیدی تو یہ دنیا بھی جاتی رہی اور دنیا مین انپر لعنت رہی اور آخرت مین قیامت کے روز سے انپر عذاب ویل ہمیشہ کیواسطے
لازم رہا اس سے عبرت لیکر یہ کفار جو اس امت مین ہونگے غور کرین کہ آخر یہی انکا نتیجہ ہی (ترجمۂ تفسیر کبیر للامام) اگر یہان یہ سوال ہو کہ قولہ
ویلٌ یومئذ الآیہ۔ مین نحوی ترکیب کیونکر ہی (جواب) (ویل) مبتدا ہی (یومئذ) ظرف متعلق بویل ہے اور (للمکذبین) خبر ہے اگر کہا
جاوے کہ (ویل) نکرہ کیونکر مبتدا ہی (جواب) خطیب رح نے لکھا کہ بددعا کے معنے سے جائز ہوا اور زمخشری رح نے لکھا کہ ویل در اصل
مصدر ہی جو بجاے اپنے فعل کے آیا ہے یعنے مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف کیا گیا ولیکن ویلاً کو رفع دیدیا گیا یعنے بطور جملہ اسمیہ کے تاکہ
دوامی ہلاکت وعذاب پر دلالت ہو جیسے نیک دعا مین (سلمت سلاماً علیکم) مین سلام علیکم کہتے ہین زمخشری رح کے اس قول پر ابوحیان
نے اعتراض کیا کہ نہین بلکہ اُسکو یون کہنا چاہیے کہ بددعا کے قصد سے مبتدا ہوا اور یہی نحویون نے کہا ہے ہان رفع دینے کی وجہ البتہ
وہی ہی جو زمخشری رح نے بیان کی (خطیب وغیرہ) اللہ تعالیٰ نے اول تو قیامت سے خوف دلایا پھر کافرون کو گزرے ہوے کافرون کے
عذاب ولعنت سے خوف دلایا پھر اُنکو اپنی بیشمار نعمتون کی ناشکری سے خوف دلایا کیونکہ ہر ایک بات یہی چاہتی ہے کہ اپنے خالق مالک منعم
جل شانہ کی توحید پر ایمان لانا فرض اول ہے بقولہ تعالیٰ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّآءٍ مَّهِينٍ فَجَعَلْنَٰهُ فِي قَرَارٍ
مَّكِينٍ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَٰدِرُونَ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ۔ کیا ہم نے تم کو
نہین پیدا کیا کمزور پانی سے پس اُسکو ٹھہرنیکی جگہ ٹھہرایا ایک معلوم اندازہ تک پھر اُسکو اندازہ پر بنادیا پس ہم بہت اچھے قدرت والے ہین
عذاب سخت ہی اُس روز جھٹلانے والون کے لیے ف اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر اُنکے پیدا کرنیکا احسان رکھا اور اُنکو
قطعی یہ دلیل بتلائی کہ جس شخص نے ابتدا مین پیدا کیا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بخوبی قادر ہی اسکا بیان یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات
سے اقرار لیا کہ کیا ہم نے تمکو ضعیف پانی سے نہین پیدا کیا یعنے کوئی شخص اسکا انکار نہین کرسکتا کہ وہ ضعیف قطرے سے پیدا ہوا ہی
اور وہ مادہ منی ہے اور اسکا ضعیف ہونا اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نظر کرکے بہت عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ایک موٹا تازہ
آدمی ایک قطرۂ منی سے بنا ہی چنانچہ سورۂ یٰس کی تفسیر مین بشر بن جحاش کی حدیث مین گذر چکا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم
کیا تو سمجھتا ہی کہ مین تجھے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہون حالانکہ مین نے تجکو اتنے سے حقیر قطرے سے پیدا کیا ہی۔ پس اللہ تعالیٰ اس
قطرے کو قرار مکین یعنے رحم مین ٹھہراتا ہے کیونکہ اس جگہ مرد اور عورت کا پانی جمع ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے اسمین یہ قوت رکھی ہے
کہ وہ اس پانی کی حفاظت کرتا ہی اور اُسکے دہانہ سے سوئی جانے کے برابر بھی کھلا نہین رہتا حالانکہ اُسکے دہانہ مین ربڑ کی طرح اتنی وسعت ہے
کہ چھ مہینہ یا نو مہینے کے بعد اُسمین سے پورا بچہ برآمد ہوتا ہی قولہ (مکین) یعنے مستحکم قرارگاہ پھر اسکے واسطے ایک میعاد ایسی ہی جو علم الٰہی مین
معلوم ہے اور سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی اسکو نہین جانتا ہے کیونکہ بعض لڑکا چھ مہینہ کے بعد ساتوین مہینہ پیدا ہوتا ہی اور کوئی نو
مہینہ اور کوئی اس سے زیادہ دن کے بعد پیدا ہوتا ہے پس اسکی میعاد معین سواے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہین معلوم ہوسکتی پھر اللہ تعالیٰ
اس میعاد معین مین اس بچہ کی صورت وہیأت ومزاجی کیفیت ایسے اندازے پر پیدا فرماتا ہے کہ باوجود کروڑون آدمیون کے
ایک آدمی دوسرے آدمی سے سب باتون مین بالکل یکسان نہین ہوتا کہ امتیاز نہ ہو سکے حالانکہ اعضا ورنگ وہیأت

Marfat.com

یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب کامل قدرت ہی اور جس نے اسطرح ابتدا مین پیدا کردیا ہی وہ قیامت مین دوبارہ پیدا کرنے پر قطعًا قادر ہی ولیکن کافرون نے ایسی صحیح دلیل سے انکار کیا اور وہمی خیالات کفر و شرک مین پڑے تو لامحالہ ایسے منکر کے واسطے چندروزہ مہلت کے بعد قیامت کے دن سخت عذاب ہی۔ س ع۔ واضح ہو کہ اسمین بھی کافرون کو دو طرح سے خوف دلایا اول یہ کہ انکی پیدایش و بنیاد انپر بڑی نعمت ہی کیونکہ اسی کے بعد اُن کو دنیا مین یہ حالت حاصل ہوئی اور جسپر انعام زائد ہو اُسکا جرم زیادہ قوی ہوتا ہی تو اُسپر عذاب بھی زیادہ ہوتا ہی اسیواسطے آخری نتیجہ اُنکے حق مین ویل فرمایا۔ (وجہ دوم) یہ کہ اس سے اُنکو نصیحت حاصل ہوئی کہ انکو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ابتدا مین پیدا کیا تو عقل کے نزدیک یہ بات بدیہی ظاہر ہی کہ جو ابتدا مین پیدا کرسکتا ہی وہ جب چاہے دوبارہ اسکو جھٹلانے والے کے واسطے ویل و عذاب ہی تنبیہ الم نخلقکم۔ مین جمیع قراء رحمہ اللہ تعالیٰ کی قراءت ق و ک مین ادغام ہے پس۔ فقدرنا مین نافع و ابن عامر کی قراءت بتشدید دال ہی اور باقیون کی قراءت بلاتشدید ہی اور معنے یہ کہ ہم نے اسکو تقدیر فرمایا یعنے اندازہ پر مقدر فرمایا۔ بعض نے اعتراض کیا کہ اگر یہ قراءت ہوتی تو آگے فنعم المقدرون ہوتا۔ جواب یہ کہ یہ ضرور نہین ہی چنانچہ فمہل الکافرین امہلہم مین فعل تمہیل سے ہے اور آیندہ امہال ہی پس اعتراض غلط ہے اور بلاتشدید قراءت کی صورت مین معنے یہ ہین کہ ہم نے اپنی قدرت سے جسطرح اُسکو چاہا پیدا کیا یعنے کسی مین یہ طاقت نہین ہی کہ وہ جسطرح چاہے پیدا ہو پس ہمارے ہی واسطے کامل قدرت ہی (تفسیر کبیر) پھر اللہ تعالیٰ نے وہ احسانات بیان فرمائے جو پیدا کرنے کے بعد دنیاوی زندگی مین موت تک اُنکو عطا کیے ہین بقولہ تعالیٰ۔ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ كِفَاتًا ۙ اَحۡيَآءً وَّاَمۡوَاتًا ۙ وَّجَعَلۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسۡقَيۡنٰكُمۡ مَّآءً فُرَاتًا ؕ وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ۔ کیا ہم نے نہین بنائی زمین سمیٹنے والی جیتون کو اور مُردون کو اور بنادیے اُسمین پہاڑون کے بوجھ اونچے اور پلایا تمکو میٹھا پانی خرابی ہی اُس دن جھٹلانے والون کی ف ابن عباس رضہ نے کہا کہ کفات ایسی جگہ جہان حفاظت ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ زمین مردے کو سمیٹ لیتی ہی کہ اُنمین سے کچھ دکھلائی نہین دیتا اور شعبی رح نے کہا کہ مردون کے واسطے زمین کے اندر ہی اور زندون کیواسطے زمین کے اوپر ہی اور یہی مجاہد رح و قتادہ رح سے بھی روایت ہی اور رواسی شامخات سے پہاڑ مراد ہین کیونکہ رواسی ہر ایسی چیزین جنسے کسی چیز کو راست کرکے ٹھہرایا جاوے چنانچہ پہاڑون کا بوجھ زمین کے اطراف پر ڈالدیا گیا تاکہ وہ کسی جانب نہ جھکے اور نہ اسکو ہلاڈولا ہو اور ان پہاڑون کو اونچا بنادیا تاکہ وہان بھی لوگ جاکر اپنے واسطے گھر بنائین اور فائدہ اُٹھائین اور آب شیرین لیک تو مینھ سے حاصل ہوتا ہی اور دوسرے زمین کے چشمون سے حاصل ہوتا ہی مترجم کہتا ہی کہ عجیب قدرت یہ ہی کہ زمین کی خشکی ہر طرف کھاری پانی سے گھری ہوئی ہی باوجود اسکے یہ ڈھیلا پانی مین گلتا نہین ہی اور زمین کے اندر شیرین پانی بکثرت ملتا ہی اور جابجا کھاری پانی بھی بھرا ہوا ہی [illegible] کے کھاری پانی سے اسکا میٹھا پانی نہین بگڑتا حالانکہ وہ خشکی سے بہت زیادہ ہی (ابن کثیر) واضح ہو کہ اسمین بھی کافرون کے واسطے نعمت جلیلہ ظاہر کرکے خوف دلایا اور اول آیت مین اُنکی ذاتی خلقت کا ذکر تھا اور اس آیت مین اُنکی ذات کے باقی رہنے کی نعمتین ہین اور باوجود اسکے ہر نعمت مین عجیب قدرت ظاہر ہے اسیواسطے جسنے ان نعمتون سے انکار کیا اور اندھا بن گیا تو اُسکے واسطے قیامت کے دن عذاب سخت کی وعید ہے اور سب سے پہلے زمین کو بیان کیا کیونکہ وہی زیادہ قریب ہی اور اُسی سے انسانی خلقت ہی (کفت) کے معنے سمیٹنا اور ملالینا مترجم کہتا ہی کہ اسمین لطیف معنے یہ ہین کہ زمین مین اللہ تعالیٰ نے اجسام مخلوقات کو اپنے مرکز کی جانب کھینچنے کی قوت رکھی ہی تاکہ اگر کوئی ڈھیلا اوپر کو پھینکا جاوے تو آخر اُسکو زمین اپنی طرف کھینچ لیگی اور اسی وجہ سے زمین پر پاؤن جمتے ہین اور زندے لوگ زمین پر اپنے گھر بناتے ہین اور مردے اُسمین دفن کیے جاتے ہین سوال کیا اس آیت مین اس امر کی دلیل نکلتی ہی کہ اگر کوئی شخص مردہ کا کفن چرالے تو اسکا

Marfat.com

ہاتھ کاٹا جاوے (جواب) فقال رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے تھے کہ آیت سے ثابت ہوا کہ
میت کے واسطے زمین کفات ہے یعنے اُسکی حفاظت گاہ ہے تو قبر سے کفن چرانا حفاظت گاہ سے کفن چرانا ٹھہرا لا محالہ جو
کفن چراوے اُسپر ہاتھ کاٹنا لازم آتا ہے تو کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا (تفسیر کبیر) مترجم کہتا ہے کہ ہاں یہ شرط تو پائی جاتی ہے لیکن
ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ کسیکی مملوکہ چیز چراوے پس اس امر مین تردد ہے کہ میت مین کیا یہ لیاقت ہے کہ وہ کفن کا مالک کہلاوے تو
ثابت ہوا کہ اُسنے حفاظت کی جگہ سے اُسکی مملوکہ چیز چرائی۔ اگر کہا جاوے کہ ہاں میت اپنے کفن کا مالک ہے تو بھی اسمین شک نہین
کہ یہ بات تردد کے قابل ہے اور شرعی حدود مین جہان شک پڑے وہان حد ساقط ہوتی ہے تو بہرحال یہی لازم آیا کہ کفن چور کا ہاتھ نہیں
کاٹا جاویگا واللہ تعالیٰ اعلم (مترجم) خطیب رح نے لکھا کہ اسی آب شیرین پر جانداروں کی زندگی ہے خود پیتے ہیں اور اپنے چوپایوں
کو پلاتے ہین اور اسی سے کھیتی سینچتے ہین اور حدیث مین روایت ہے کہ زمین پر جنت سے چار دریا ہین سیحان و جیحان و نیل و فرات
(سراج) واضح ہو کہ سیحان و جیحان دیار شام مین دو دریا مشہور ہین اور کہا گیا کہ یہ ماوراء النہر کے سیحون و جیحون نہین ہین واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب۔ بالجملہ آثار قدرت اور دلائل وحدانیت نہایت قوت و عظمت و جلالت کے ساتھ بیان فرمائے گئے اسکے بعد بھی جو لوگ جھٹلانے پر
اڑے رہے یہانتک کہ اس دار ناپائدار سے خالی ہاتھ چلے گئے اور زندون نے جا کر کفن مین لپیٹ کر زمین کے اندر داب دیا یا جلا دیا
بہرحال یہان سے ہمیشہ کے لیے دور ہوے اور آخرت جس سے منکر تھے سامنے آئی تو عذاب پیش ہوا۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۚ ○ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ○ لَّا
چلو دیکھو جو چیز تم جھٹلاتے تھے چلو ایک چھاؤن مین جسکی تین پھانکین نہ

ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ○ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۚ ○ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ○
گھن کی اور نہ کام آوے تپش کے وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریان جیسے محل جیسے وہ اونٹ ہین زرد

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۙ ○ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ
خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والون کی یہ وہ دن ہے کہ نہ بولین گے اور نہ اُن کو حکم ہو

فَيَعْتَذِرُوْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ○
کہ توبہ کرین خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والون کی یہ ہے دن فیصلے کا جمع کیا ہم نے تمکو اور اگلون کو

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ ع ۱
پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجھپر خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والون کی

جن کافرون نے دنیا مین آخرت کی زندگی و عذاب سے انکار کیا تھا وہ لوگ جب یوم الحساب کیواسطے جمع کیے جاوینگے تو اللہ تعالیٰ
کے حکم سے جہنم کے موکل ملائکہ اُنسے کہینگے اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ۔ چلو اُس چیز کی طرف جسکو تم جھٹلایا
کرتے تھے **ف** وہ یہی آگ ہے جسکو تم نے آنکھون سے دیکھ لیا۔ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ
چلو ایک سایہ کی طرف جسکی تین شاخین ہین **ف** اس سے مراد آگ کی لپٹ ہے جب وہ اونچی ہوتی ہے اور اُسکے ساتھ دھوان
ہوتا ہے تو قوت و شدت کی وجہ سے اسکی تین شاخین ہوگئین (ابن کثیر) بعض نے کہا کہ مراد دھوان ہے اور جب وہ کثرت سے
ہوتا ہے تو اوپر جا کر اُسکی شاخین پھیل جاتی ہین۔ بعض نے کہا کہ جہنم سے ایک زبانہ نکلیگا اور چھولداری کی طرح کافرون پر محیط
ہو جائیگا اور اُسکے دھوئین سے تین شاخین پیدا ہونگی وہ اُنپر سایہ کرینگی یہانتک کہ حساب سے فراغت ہو اور مومنین

اس وقت مین عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے بعض نے کہا کہ تین شعبہ یعنے تین شاخون سے مراد ضریع و زقوم و غسلین ہین
کیونکہ یہ سب جہنم کی صفات مین سے ہین (سراج وف وغیرہ) اور ظاہر قول یہ کہ جہنم کے زبانہ ولپٹ کا دھنوان ہے جو اُن پر
چھایا ہوگا۔ **لَّا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ** - وہ سایہ کرنے والا نہین ہی اور نہ لپٹ سے بچانے والا ہے
ف یعنے جس سایہ کی طرف بلائے گئے ہین وہ راحت دینے والا سایہ نہین ہے اور نہ آگ کی لپٹ سے بچانے والا ہے
بلکہ وہ جہنم کی آگ کا سایہ ہے۔ **إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ** - وہ پھینکتی ہی شرارے
قصر کے برابر گویا وہ زردی مائل اونٹ ہین **ف** اُس وقت جہنم سے شرارے اُڑینگے جو بڑائی مین قصر کے برابر ہونگے
یعنے بڑے محل کے برابر ہونگے اور رنگت مین جمالہ صفر کے مانند ہونگے - جمالہ صفر سیاہ اونٹ ہین انکے پانؤنکے کنارے زردی مائل
ہوتے ہین اسلیے عرب انکو جمالہ صفر کہتے ہین بعض نے اعتراض کیا کہ خالی اسقدر زردی سے صفر یعنے زرد کیون کہلاوینگے جواب دیا گیا
کہ یہ صرف قیاسی اعتراض ہی جسکو لغت مین دخل نہین ہوتا اور جب متواتر طریقے سے عرب کا محاورہ ثابت ہوا کہ وہ سیاہ اونٹون کو
جمالہ صفر کہتے ہین تو کچھ تردد نہین رہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ جہنم سے جو بڑے بڑے شرارے اُڑینگے وہ رنگت مین سیاہ اونٹون کے
مانند ہونگے **اقول** اسکی وجہ یہ ہے کہ جہنم کی آگ سخت سیاہ ہے اور چونکہ گندھک اسکا ایندھن ہی جو زرد ہوتی ہی تو شاید گل کر
سیاہی پر اُسکی زردی کی جھلک ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ **وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ** - اس روز جھٹلانے والون
کے لیے عذاب شدید ہی **ف امام رازیؒ** وغیرہ نے لکھا کہ یہ پانچوین قسم ہی جس سے کافرون کو خوف دلایا گیا اور یہ آخرت مین
اُنکے عذاب کی کیفیت ہی اور بیان یہ کہ آخرت مین ان جھٹلانے والون سے کہا جائیگا کہ اب اُس چیز کی طرف چلو جسکو دنیا مین
جھٹلایا کرتے تھے ظاہر یہ کہ جہنم کے موکل ملائکہ اُن سے یہ بات کہین گے حاصل یہ کہ کفار اسوقت مقہور ولاچار ہوکر حکم کی فرمانبرداری
کرینگے جبکہ اُنکو انکار کی طاقت نہین ہی اسیواسطے ایک قرارت مین انطلقوا۔ بصیغۂ ماضی وارد ہوا ہی علماء مفسرین نے کہا کہ قیامت
کے روز خلائق کے سرون سے آفتاب بہت نزدیک ہوگا اور وہ لوگ قبرون سے ننگے پانؤن ننگے بدن بے ختنہ بریدہ اُٹھین گے نہ انکے
سر پر کوئی سایہ ہی نہ بدن پر لباس ہی اور نہ اس تختہ زمین کی جلن سے پانؤن بچتے ہین اُسوقت آفتاب کی حرارت سے انکے سر
اُبلین گے اور چہرے جلینگے دم بند ہوگا اور یہ دن پچاس ہزار برس تک دراز ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے بندون کو
اپنے سایۂ عرش مین نجات دیگا اسی وجہ سے وہ لوگ شکریہ ادا کرینگے بقولہ تعالیٰ فمنّ اللہ علینا ووقانا عذاب السموم۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے
ہمپر احسان کیا اور ہمکو زہریلی لپٹ سے بچا دیا۔ ھ۔ اور اُس وقت کافرون سے کہا جاویگا کہ جس چیز کو جھٹلایا کرتے تھے اُسکی طرف چلو
پس یہ لوگ خواہ مخواہ اسی عذاب مین کھڑے ہونگے اور اُنپر جہنم کا دھنوان سایہ کریگا قولہ تعالیٰ وظل من یحموم الآیہ۔ یعنی جہنم کے
دھنوین کے سایہ مین۔ ھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سایہ کے حالات بیان فرمائے (ایک) یہ کہ اسکی تین شاخین ہونگی علماءؒ نے
اسمین وجہین بیان فرمائی ہین حسن بصریؒ نے کہا کہ مجھے اس بارہ مین کوئی تفسیر نہین پہونچی ہی اور بعض علماء نے کہا کہ تین
شاخین یہ کہ آگ اُنکے اوپر اور نیچے اور گرد ہوگی اور اُسکو ظل یعنے سایہ کہنا اس راہ سے کہ وہ اُنپر محیط ہوگی جیسے قولہ تعالیٰ من فوقہم
ظلل من النار۔ الآیہ۔ یعنے کافرون کے اوپر آگ کے چھتر ہونگے اور انکے نیچے آگ کے چھتر ہونگے۔ ھ۔ یہ مجاز ہی کیونکہ اوپر چھتر
ہوتے ہین اور چونکہ یہی صورت اُنکے پانؤنکے نیچے ہوگی لہذا اسکو بھی چھتر فرمایا اور زبان عرب مین یہ بلاغت معروف ہی اسیطرح
قولہ تعالیٰ یغشاہم العذاب من فوقہم ومن تحت ارجلہم الآیہ یعنے کافرون کو عذاب ڈھانپ لیگا اوپر سے اور انکے قدمون کے نیچے سے
ھ۔ یہ بھی باعتبار بلاغت مذکورہ ہی مترجم کہتا ہی کہ کفار اوندھے منھ حشر کیے جاوینگے تو سرونکے نیچے اور پانؤن کے اوپر چھتر ظاہر سے

Marfat.com

فافہم۔ ھ۔ لیکن یہ تقریر اس بنیاد پر ہی کہ مراد آگ ہو اور قتادہ رح نے کہا کہ نہیں بلکہ دھنوان ہی جیسے قولہ تعالیٰ [illegible]
چھولداری کافرون پر محیط ہوگی اس سے مراد دھنوان ہی داقول خود آگ بھی ہو سکتی ہی پھر اس دھنوین سے ایک [illegible]
بائین طرف اور تیسری اُنکے اوپر چھائی ہوگی امام رازی رح نے کہا کہ شاید اسلیے کہ کافرین اصل تین ہی بائین تھین غضب [illegible]
اور بد اعتقادی دماغ مین اور انھین سے تمام بدکاریان پیدا ہوتی ہین پس انھین کی اصلی ماہیت وہان اس صورت [illegible]
شیخ ابو مسلم رح نے کہا کہ شاید تین شعبہ وہ ہون جو آگے مذکور ہین یعنے لاظلیل الخ نہ اس سے سایہ حاصل ہو اور نہ لپٹ سے بچائے [illegible]
شرارے برستے ہین دوسری صفت قولہ لاظلیل۔ یعنے باوجودیکہ اسکو سایہ فرمایا پھر نفی کی کہ وہ سایہ دینے والا نہین ہی اس [illegible]
حق مین حقارت ہی اور طعنہ دیا کہ یہ سایہ ویسا نہین ہی جیسا مومنون کے لیے ہوگا کہ وہ البتہ خنک خوشگوار ہوگا کہ حرارت آفتاب وجہنم
سے انکو بچاویگا تیسری صفت لایغنی من اللہب۔ لپٹ سے بچانے والا سایہ نہین ہے۔ یہان یہ سوال ہوتا ہے کہ ابھی
یہ واقعہ محشر ہی تو یہان جہنم نہین ہی جسکی لپٹ ہو (جواب) مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے (ظل ذی ثلث شعب) سے آگ کی لپٹ
مع دھنوین کے مراد لی تو یہ سوال وارد نہین ہوتا ہی اور رازی رح نے لکھا کہ زمخشری رح نے تقدیر کلام مین کہا کہ لایغنی عنہم من حر اللہب
یعنے لپٹ کی حرارت اُنسے کچھ دفع نہ کریگا یعنے وہان جہنم کی لپٹ سے حرارت پہونچیگی وہ اس سایہ سے دور نہوگی اور قفال رح نے کہا کہ
اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ کافرون کو محشر سے جہنم کی طرف چلنے کا حکم ہوا ہو اور یہ سایہ وہان ہو چنانچہ سورۂ واقعہ مین مذکور ہے
فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم۔ یعنے کافرون کا وطن جہان ہی اسمین وہ لوگ سموم مین اور حمیم مین اور سایہ یحموم مین ہونگے
وہ سایہ سرد نہین اور نہ قابل کرامت ہی۔ پس جو یہان مذکور ہی شاید یہ بھی جہنم مین داخل ہونے کے بعد ہو۔ احتمال دوم یہ کہ سایہ مذکور
محشر مین ہو جب تک جہنم مین داخل نہین کیے گئے تو معنے یہ کہ تم اس سایہ کے نیچے ٹھہرو جو تم کو حرارت آفتاب سے نہین بچاویگا
اور نہ جہنم کی لپٹ دفع کریگا قطرب رح نے کہا کہ یہان لہب سے پیاس کے معنے بھی ہو سکتے ہین یعنے تمسے پیاس دور نہوگی چوتھی
صفت انہا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمالۃ صفر۔ اللہ تعالیٰ نے جس دھنوین کا سایہ دیا وہ جہنم مین سے تھا تو جسکی صفت سے آگاہ کیا کہ
اسکے شرارے مانند قصر کے اُڑتے ہین مترجم کہتا ہی کہ شان بلاغت یہ کہ اول انکو جہنم کا صرف دھنوان بتلایا حالانکہ جب اُسکو
غور سے سنے تو برداشت کے قابل نہین ہی پھر اسکی کان جہان سے یہ دھنوان نکلتا ہی انکو بتلائی تو معاذ اللہ اُسکی کیا صفت
یہ ہی کہ اُسمین سے قصر کے برابر گندھک کے شرارے اڑتے ہین ابن کثیر رح نے لکھا کہ قصر کی تفسیر مین حضرت ابن مسعود رض نے کہا کہ
حصون یعنی قلعہ جات مالک رح نے زید بن اسلم وغیرہ سے روایت کی کہ قصر درختون کی پیڑیان اور یہی ابن عباس رض ومجاہد رح وقتادہ رح سے
مروی ہی (ع) بعض علماء نے کہا کہ قصر بلند محل ہی (س ک) جمالۃ صفر سیاہ اونٹ ہین یہی مجاہد وحسن وقتادہ وضحاک کا قول ہے اور
اسی کو امام ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی (ع) معنے یہ کہ آگ کی لپٹ مین بلند محل یا بڑی پیڑیون کے برابر شرارے اُڑتے ہین جنکی
رنگت سیاہ اونٹ کے مانند نظر آتی ہے ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر سے روایت ہی کہ جمالۃ صفر کشتیون کے رسے ہین اور ایک
روایت مین ابن عباس نے کہا کہ پیتل کے ٹکڑے ہین (ع) مترجم کہتا ہی کہ یہ کیفیت ورنگت کی توجیہ ہی اور قول اول انکی اصلی
حالت کا بیان ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور امام بخاری رح نے بطریق عبدالرحمن بن عابس روایت کی کہ ابن عباس فرماتے تھے کہ
قولہ تعالیٰ بشرر کالقصر۔ کہا کہ ہم لوگ تین ہاتھ یا زیادہ دراز لکڑیان جاڑون کے لیے اُٹھا رکھتے اور اسکو قصر کہتے تھے اس
روایت کے موافق معنے یہ کہ شرارے اِس لکڑی کے برابر ہوتے ہین جسکو قصر کہتے ہو رازی رح نے لکھا کہ صفر [illegible]
کے نزدیک اس سے سیاہ مراد ہین یعنے سیاہ اونٹون کو عرب جمالات صفر کہتے تھے کیونکہ وہ زردی مائل ہوتے ہین [illegible]

Marfat.com

کو وہ سیاہ اونٹ نہین نظر آویگا جس مین زردی کی جھلک نہو اور جب شرارہ اُڑکر گرا اور اسمین آگ کا بقیہ اثر موجود ہے تو نہایت عمدہ مشابہت ایسے اونٹ کے ساتھ ہی جسکی سیاہی مین زردی جھلکتی ہو بعض علما نے کہا کہ سیاہ نہین بلکہ زرد مراد ہی اس لیے کہ جب آگ بالکل بجھ جاتی ہی تب سیاہ ہوتا ہی اور اس وقت شرارہ نہین کہلاتا ہی اور جب تک آگ ہی اور شرارہ ہی تب تک زردی ہی رازی رح نے کہا کہ میرے نزدیک یہی قول ٹھیک ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکا جواب اوپر گزر چکا ہی اور حق یہ کہ جہنم کی آگ بالکل سیاہ ہی اور گندھک کا تودہ جب اُسمین سے شرارہ ہوکر گرا تو وہ سیاہ اونٹ کی زردی ما‌ئل رنگت پر ہی لیکن بڑائی مین قصر کے مانند ہی۔ **هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ**۔ یہ دن ہی کہ نہین بولین گے اور نہ انکو اجازت دیجاویگی پس عذر کرین اس روز جھٹلانے والون کے لیے سخت عذاب سے بربادی ہی **ف** یہ چھٹی قسم ہی جس سے کافرون کو خوف دلایا گیا اور انکے خراب انجام سے اُنکو آگاہ کیا گیا ہی (رازی رح) اور اسمین تین باتین ہین اول یہ کہ نطق نہو گا یعنی بول نہین سکین گے اور دوم یہ کہ اُنکو عذر کرنیکی اجازت نہو گی یعنے حجت الٰہیہ اُنپر قائم ہو چکی اور انکا کفر و شرک بالکل ثابت ہو چکا سوم جھوٹے عذر کرنے کی اجازت نہو گی (ابن کثیر رح) **واحدی** رح نے کہا کہ علماء مفسرین نے بیان فرمایا کہ قیامت کے روز جو پچاس ہزار برس کے برابر ہی طرح طرح کے حالات طاری ہونگے بعض وقت مین یہ لوگ باہم گفتگو کرینگے جیسے قولہ تعالیٰ اقبل بعضهم علی بعض یتساءلون۔ یعنے کفار باہم متوجہ ہوکر دریافت کرینگے کہ بھلا ہم یہان برزخ مین کتنی دیر تک ٹھہرے ہین۔ ھ۔ اور بعض وقت قسمین کھائین گے جیسے قولہ تعالیٰ واللّٰہ ربنا ما کنا مشرکین یعنے کفار و مشرکین کہین گے کہ ہم اپنے پروردگار اللّٰہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہین کہ ہم لوگ مشرک نہین تھے۔ ھ یعنے ملائکہ کو دھوکا دینے پر آمادہ ہونگے پھر جب اُنکے نامۂ اعمال سامنے آوینگے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اُنکے بداعمال سُنائے جاوینگے تو جھگڑنے لگین گے کہ یہ ملائکہ نے ہمپر لکھ لیے ہین تو اُنکے منھ پر مہر کر دی جاویگی اور اُنکے اعضا خود گواہی دینگے اور سابق مین مفصل بیان گذر چکا ہی پھر یہ لوگ چاہین گے کہ ہماری خطا اس مرتبہ معاف کی جاوے اور ہم کو دنیا مین پھیر دیا جاوے اب اگر ہم شرک کرین تو البتہ سزا دیجاوے پس اُن کو کلام کی قدرت نہوگی اور عذر بیہودہ کی اجازت نہ ملیگی بعض علماء رح نے گمان کیا کہ یہان جو حال مذکور ہی یہ جہنم مین داخل ہونے کے بعد ہی کیونکہ حساب و عذر کا موقع گذر چکا مترجم کہتا ہی کہ یہ قول ضعیف ہی اسلیے کہ جہنم مین جاکر شدت عذاب سے گریہ و زاری کے ساتھ باتین کرینگے حسن بصری رح سے روایت ہی کہ لاینطقون سے یہ مطلب نہین کہ وہ بول نہین سکین گے بلکہ مقصود یہ ہی کہ کوئی سچی دلیل جس سے عذر قبول ہو نہین لاسکتے ہین۔ عکرمہ رح نے کہا کہ نافع بن الازرق جو خارجی ہوگیا تھا حضرت ابن عباس رض سے کہنے لگا کہ مجھے قرآن کی آیتون مین اختلاف پیش آیا پھر اُسنے بیان کیا کہ قولہ تعالیٰ ہذا یوم لاینطقون الآیہ۔ یعنے یہ عذاب ہولناک اُس دن ہوگا کہ کافر زبان سے بات نہین کرینگے۔ ھ۔ اور قولہ تعالیٰ لاتسمع لهم الا همسًا۔ یعنے لوگون سے کچھ آواز نہین سنائی دیگی سوائے آہستہ باتون کی آواز کے۔ یعنے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آہستہ آہستہ باتین کرینگے اور قولہ تعالیٰ اقبل بعضهم علی بعض یتساءلون۔ یعنے کفار باہم متوجہ ہوکر ایک دوسرے سے دریافت کرینگے۔ ھ۔ اور قولہ تعالیٰ هاؤم اقرؤا کتابیہ۔ یہ تو میرا نامۂ اعمال آکر پڑھو۔ اس سے بولنا بلند آواز سے ظاہر ہوتا ہی حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ نے ابن الازرق سے فرمایا کہ ارے تیری خرابی ہو کیا تو نے اس سے پہلے کسی اور سے بھی پوچھا تھا اُسنے کہا کہ جی نہین ابھی تک تو مین نے کسی سے کچھ ذکر نہین کیا ہی آپ نے فرمایا کہ خیر اگر تو کسی دوسرے سے پوچھتا تو گمراہ ہوکر ہلاک ہو جاتا۔ اب مجھسے سن لے کہ کیا تجھے یہ معلوم نہین ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ دن مثل پچاس ہزار برس کے فرمایا ہی اُسنے کہا

کہ ہان جانتا ہون آپ نے فرمایا کہ پھر اس زمانہ دراز مین دنیاوی روزانہ مقدار کے اندازے پر تغیرات بلکہ [illegible]
کہتا ہی کہ حضرت ابن عباس نے خوف کیا کہ شاید اس احمق نے دوسرون مین یہ وسوسہ پھیلایا ہو تو اُن لوگون [illegible]
آدمیون مین یہ حماقت [illegible] ہی پھیلی اور اُن سب کو جمع کرنا بھی دشوار ہی پھر ابن الازرق کو ملامت فرمائی کہ کمبخت [illegible]
قرآن مجید مین کہین اختلاف نہین ہی اور تجھ ایسے احمقون کی سمجھ کا قصور ہی تو جب تجھے ایسا وسوسہ پیش آوے تو اپنی رائے کو
دخل نہ دے بلکہ عالم سے دریافت کرلے اور جب تک دریافت نہین کیا اسوقت تک اپنی سمجھ کا قصور جان لے ورنہ کافر ہو جاویگا
ہمارے علمار رح نے یہی طریقہ بتلایا ہی جو حضرت ابن عباس رض سے مصرح روایت کیا گیا ہی تنبیہ قولہ تعالیٰ لایؤذن لہم فیعتذرون یہان
زبان عربیہ کے قاعدے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہی کہ (فیعتذروا) ہونا چاہیے تھا جیسے قولہ تعالیٰ لایقضی علیہم فیموتوا یعنے انپر جہنم مین
قضا نہین آدیگی کہ مرجاوین۔ جواب) یہ کہ وہم اسلیے پیدا ہوا کہ عذر کرنا اجازت کا نتیجہ خیال کیا اور یہ غلط ہی اور ربط بھی نہین رہتا ہی
بلکہ صاف معنے یہ ہین کہ وہ لوگ نہ بول سکین گے اور نہ عذر کرینگے اور نہ اُنکو عذر کرنے کی اجازت ملیگی اور حاصل یہ کہ نفی کے تحت مین ہی
اور اس سے خوف کی شدت بڑھ گئی کیونکہ تین باتین ظاہر ہوگئین ایک یہ کہ بول نہین سکتے دوئم یہ کہ اُنکو اجازت نہین ملے گی
سوم یہ کہ عذر کرنیکی مجال نہ پاوینگے نہ اینکہ اجازت نہ ملیگی تاکہ عذر کرین اس سے احتمال ہوتا ہی کہ شاید انکا عذر ہو ولیکن اجازت نہونے
سے بیان نہین کرسکتے ہین برخلاف اسکے اول معنے مین یہ احتمال نہین رہا بلکہ صاف ظاہر ہوگیا کہ عذر ہی باقی نہین رہا اس لیے کہ
حجت پوری ہوچکی (مترجم) بالجملہ آخری نتیجہ ان کافرونپر ہرطرف سے ویل وعذاب ہی اور اگر زبان سے کچھ بولین یا عذر لاوین یا
اجازت پاوین تو ہر ایک حالت انکے حق مین خواری ہی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عرصات قیامت مین کافرون کے حالات مختلفہ سے
اطلاع دی کہ ابتدا مین باہم پوچھین گے اور کچھ دیر نہین گزری کہ ظہور عظمت وجلال سے آسمان شق ہونے لگیگا اور اُنپر شدت
سے خوف طاری ہوگا حتی کہ آنکھین پتھرا جاوینگی وعلی ہذا القیاس جب جھوٹے عذر لاوینگے تو آخر گواہون سے عادل گواہی لیکر
انپر لعنت ڈالی جاویگی پس تمام یوم القیامۃ ان کافرون ومشرکون پر آفات وزلزلہ ہوگا اسی لیے فرمایا کہ ویل یومئذ للمکذبین
آج مکذبین کے لیے عذاب عظیم ہے۔ **هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ**۔ یہی فیصلہ کا دن ہے ہم نے
تم کو اور تم سے پہلے والون کو جمع کر دیا **ف** یہ خطاب اس امت کو ہی یعنے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو قیامت قائم ہونے تک ہی
پس امت کے کفار جو قیامت سے انکار کرتے ہین ان سے کہا جائیگا یعنے ملائکہ بغضبی فرمان الٰہی انکو سناوینگے کہ دیکھو یہ وہی یوم الفصل
ہی جس سے تم منکر تھے ہم نے اس دن تم کو اور اولین کو یکجا جمع کر دیا یعنے دوبارہ زندہ کر کے سب کو فیصلہ وجزا وسزا کے لئے لائے
اب وہ تمہارا دعویٰ کہان گیا کہ ہم مرنے کے بعد زندہ نہین ہوسکتے ہین۔ **فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ**۔
ای فکیدونی۔ یعنے اگر تمہارے لیے مکر وحیلہ کی قوت حاصل ہی تو مجھسے مکر کرو **ف** جیسے دنیا مین تمھارا مکر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ
تم کو زندہ کر کے عذاب نہین دے سکتا ہی (م) یعنے اگر تم مین یہ قوت ہی کہ میرے قبضۂ قدرت سے چھوٹ بھاگو اور میرے حکم سے نکل جاؤ
تو اپنی قوت کو کام مین لاؤ یعنے تم لوگ دنیا مین فقط اپنے نفس وشیطان کے مکر مین پھنسے تھے اور آخرت وقیامت کو محال کہتے رہے
اب تم نے دیکھ لیا کہ کیونکر ہم نے اپنی قدرت سے اولین وآخرین کو اس میدان حشر مین زندہ کر کے جمع کر دیا۔ ابن ابی حاتم نے
مسند کیا کہ ابو عبد اللہ الجدلی رح نے کہا کہ مین بیت المقدس مین آیا تو وہان مین نے دیکھا کہ عبادہ بن الصامت اور عبد اللہ
بن عمر اور کعب الاحبار بیت المقدس کے اندر بیٹھے ہوے باتین کرتے ہین عبادہ رض نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ
سب اولین وآخرین کو ایک میدان مین اسطرح جمع فرماویگا کہ نگاہ سب کے پار ہوجاوے اور پکارنے والے کی آواز سب کو

Marfat.com

پہونچ جاوے اور اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ یہی یوم الفصل ہے ہم نے تم کو اور اولین کو جمع کردیا اب اگر تم کو مکر حاصل ہے تو میرے ساتھ مکر کرو آج میرے قبضہ وحکم سے کوئی مغرور سرکش اور کوئی شیطان نافرمان نہین چھوٹ سکتا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان فرمائی گئی کہ اس روز جہنم سے ایک گردن (ٹکڑا) نکلکر ظاہر ہوگی اور وہ مجمع خلائق کی طرف چلے گی جب اُنکے برابر پہونچیگی تو آواز دیگی کہ اے لوگو مین تین قسم کے آدمیون کی طرف بھیجی گئی ہون اور مین اُنکو اس سے زیادہ پہچانتی ہون جسقدر باپ اپنے بیٹے کو اور بھائی اپنے بھائی کو پہچانتا ہے آج مجھسے ان مین سے کوئی نہین چھپ سکتا اور نہ غائب ہوسکتا ہے ایک قسم وہ لوگ جنھون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مین دوسرا معبود بنایا اور دوسری قسم وہ لوگ جو مغرور سرکش تھے اور تیسری قسم شیطان متمرد ہین پھر وہ آگ ان تین قسم کے لوگون کو اپنے احاطہ مین کرکے جہنم مین پھینک دیگی حالانکہ ابھی لوگون کا حساب چالیس برس بعد ہوگا (یعنے ان لوگون کو بغیر حساب کے جہنم مین ڈالدیا جائیگا) اس حدیث کی اسناد اچھی ہے (ابن کثیرؒ) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ آج کے روز جھٹلانے والون کے لیے عذاب شدید ہے ف مترجم کہتا ہے کہ حدیث مذکور مین شرک کرنے والے سے یہ مراد کہ جو کھلے طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت مین شریک بناتا تھا جیسے بت پوجنے والے اور آگ وسورج وغیرہ پوجنے والے اور مسیح کو بیٹا یا عُزیرؑ کو بیٹا بنانے والے اور اسی قسم کے صریح مشرک ہین اور جبار عنید یعنے مغرور سرکش سے وہ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت والوہیت ماننے سے سرکشی کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے رسولون کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا پھر اگر وہ قسم اول مین سے ہے تو وہ مشرک سے بھی بدتر ہوا اور اگر ان مین سے نہین ہے تو بھی وہ مشرک ہے کیونکہ وہ دہریہ و نیچری ہے جسنے اپنے نفس کو تکبر سے معبود بنالیا اور شیطان نے اُسکو شیطنت مین ڈالدیا جیسے قسم سوم مین خود شیاطین ذریات ابلیس ہین اور حاصل یہ کہ اس روز ان لوگون کے لیے کچھ حساب کتاب کی ضرورت نہین ہے بلکہ انھون نے مخلوقات کے ساتھ جو کچھ ظلم کیا ہے اُسکا قصاص انسے لے لیا جاویگا پھر بغیر حساب کے آگ خود انکو جہنم مین پھینک دیگی کیونکہ جہنم کی آگ جاندار سمجھدار ہے اسلیے کہ دار آخرت مین مردگی نہین ہے - ف یہ ساتوین قسم کی تخویف ہے کہ تم لوگ خواہ مخواہ دنیا سے مردہ کرکے قیامت کے روز جمع کیے جاؤ گے تاکہ تم مین فیصلہ کیا جاوے چنانچہ دنیا سے مردہ کرنا تو ہر شخص پر ضروری ظاہر ہے پھر جو مخلوق آخری وقت تک پیدا ہونے والی ہے اُسکے ظہور کے بعد قیامت کے روز سب کو زندہ کرکے بھی پایا جاویگا پھر جو لوگ یہان دنیا مین انبیا علیہم السلام کو جھٹلاتے تھے انکے لیے عذاب شدید ہے اور آیت مین اشارہ ہے کہ اُس روز حق وباطل صاف صاف کھل جاویگا اور دنیا کے مانند یہ حالت نہوگی کہ یہان ہر کافر ومبطل اپنے واسطے حق کا مدعی ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا مین کفار اپنے مکروکید وفریب سے حق کو اپنے اوپر سے دفع کیا کرتے تھے اور وہان یہ سب مکاری مٹ جائیگی (ملخص الکبیر) واضح ہو کہ قرآن مجید کی بلاغت وفصاحت ایسے مرتبہ پر ہے کہ جن وانس ومخلوقات کو اُسکے معارضہ کی طاقت نہین ہے اور یہ صرف لفظی شان ہے اور معنے کی راہ سے جو شان ہے وہ عاقل کے نزدیک بدیہی ہے اور ذرا سی بات یہ ہے کہ مخلوقات بے شمار جسطرح اپنی صورت خاص مین ایک دوسرے سے ممتاز ہین اسیطرح جناب باری تعالیٰ کی جناب قدس تک ہر ایک کی راہ ممتاز ہے اور قرآن مجید مین جمیع مخلوقات کے واسطے ہدایت موجود ہے اور یہ بات سواے علام الغیوب خالق عزوجل کے کسی کی مجال نہین ہے پھر اس زمانے مین بعضے جاہل ایسے ہین کہ اُن کو علم بلاغت سے کچھ بھی نصیب نہین ولیکن یہ دعویٰ ہے کہ فلان آیت مین جو تشبیہ مثلاً واقع ہوئی اُس سے بہتر ممکن ہے اور یہ بات محض غلط ہے حتی کہ شیخ جلال الدین سیوطی رح نے کہا کہ ہر آیت مین جو کلمہ ہے اُسکا بدل جہان مین تمام مخلوقات کے امکان مین نہین ہے اور یہی صحیح ہے ولیکن جو قلوب پیدائشی خراب وکج واقع ہوئے ہین وہ کجی ہی کو پسند کرتے ہین حتی کہ جن مین کفر کی کجی ہے وہ قرآن کی لطافت ہی نہین پہچانتے ہین اور علی ہذا القیاس جو درجہ بدرجہ کجی مین کم ہین وہ اگرچہ کفر سے نکل کر

دائرۂ اسلام مین داخل ہوے ولیکن اُنکی کجی اُنکے ساتھ ہی مترجم نے اس تفسیر مین بلاغت کے متعلق بہت کم ذکر نہین کیا
کہ اُسکے سمجھنے کے لیے عربی زبان مین لیاقت ضرور ہے علاوہ اُسکے دقیق مضامین کا ذکر کیسی ہی آسانی سے ہو عوام سمجھ نہین سکتے
ہوتا ہی ولیکن کمبخت کج قاب لوگ سر بازار کھڑے ہوکر عوام کو دھوکا دیتے ہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس مقام پر آسان بحث کی جاے
تاکہ اہل اسلام اسی پر ہر مقام کو قیاس کر لین اور کفار و فاسقین کے شیطانی وساوس کا کچھ اثر نہو واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ انہا ترمی بشرر کالقصر
کانہ جمالت صفر نہایت بلیغ آیت ہی امام رازی رح نے ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے شرارون کو اُنکی بڑائی مین قصر سے تشبیہ دی اور رنگ و کثرت
و پے در پے گرنے مین اور تیزی مین جمالات صفر سے تشبیہ دی اور بیان ہو چکا کہ جمالات صفر سیاہ اونٹ ہین یا زرد اونٹ ہین جو عموماً تیز رفتار
ہوتے ہین اور بعض نے کہا کہ جو شرارہ ابتدا مین نکلا وہ قصر کے مانند بڑا ہوتا ہی پھر گر کر متفرق ٹکڑے پے در پے ایسے نظر آتے ہین گویا جمالات صفر ہین
اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ یہ تشبیہ محاورۂ عرب پر اُنکے موجودات کے مناسب واقع ہوئی ہی کیونکہ عرب کے مکانات چھوٹے ہوتے ہین
تو وہ اپنے قصر پر اندازہ کرتے ہین سو واضح ہو کہ زمخشری رح نے باوجودیکہ علم بلاغت سے واقف تھا لیکن اُسکے قلب مین کجی تھی حتی کہ وہ مذہب
مین معتزلی تھا اور معتزلہ کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ قرآن مجید خداے تعالیٰ کا کلام نہین ہی بلکہ خداے تعالیٰ نے اُسکو آدمیون وغیرہ وغیرہ کی
طرح پیدا کر دیا ہی اس کجی کی شرارت سے اُسنے اس مقام پر لکھا کہ ابو العلاء المعری شاعر نے جو معز الدولہ دیلمی کی مدح سرائی کیا کرتا تھا
اُسنے اس آیت کے مقابلے مین شرارہ کو کمال کے خیمہ سے تشبیہ دی اور یہ شعر کہا ؎ حمراء ساطعة الذوائب فی الدجیٰ + ترمی بکل شرارة کطراف
یعنے وہ آگ سرخ ہی جسکے گیسو اندھیرے مین چمکتے ہین + وہ ہر شرارہ مانند خیمۂ ادیم کے پھینکتی ہی + زمخشری نے کجی قلب و شرارت سے
گویا یہ دعویٰ کیا کہ دیکھو اگر یہ کلام مجید مخلوق نہوتا تو معری شاعر اسکا مقابلہ نکرتا یہ زمخشری کی شرارت ہی کہ اُسنے اپنے باطل خیال کے لیے
اپنی آنکھون مین خاک ڈال لی اور اُسکو یہ نہین سوجھا کہ بھلا چنگاری کہان نار جہنم سے مقابلہ کر سکتی ہی اور ذرہ خاکی کو قدس افلاک کے
مقابلے کی کیا تاب ہی باوجودیکہ دونون مخلوق ہین اور کلام الٰہی مخلوق نہین تو بھلا خام خیال کو قدس جلال کے مقابلے مین لانا سراسر
حماقت نہین تو کیا ہی لہذا امام رازی رح نے (بارہ) وجھون سے اُسکے خیال خام کو خاک مین ملا دیا اور فرمایا کہ مقابلہ باطل ہی کیونکہ شرارہ کو طراف
(خیمۂ چرم) سے تشبیہ دینا فقط شکل و بڑائی مین تشبیہ ہی اسلیے کہ شرارہ گویا نقطہ پھیل جاتا ہی جیسے خیمہ اوپر سے نقطہ کی طرح ہوتا ہی پھر نیچے پھیل
جاتا ہی اور بڑائی مین مبالغہ ظاہر ہی ولیکن آیت کی تشبیہ جمالات صفر کے ساتھ ابلغ اعجاز ہی اُس سے مقابلہ نہین ہو سکتا اول اسلیے
کہ شرارہ کے رنگ مین زردی کے ساتھ سیاہی ملی ہوتی ہی تو جمالات صفر سے تشبیہ خوب ہی نہ کہ خیمۂ ادیم سے دوم خیمہ متحرک نہین ہوتا اور
شرارہ متحرک ہی تو خیمہ کی تشبیہ سے جمالات صفر کی تشبیہ خوب کامل ہی سوم یہ کہ شرارات آتشی پے در پے آتے ہین تو خیمہ سے انکی تشبیہ
مہمل ہی بلکہ جمالات صفر سے تشبیہ لطیف ہی چہارم یہ کہ قصر ایسی جگہ ہوتی ہے جہان انسان ہر آفت سے امن و عافیت تصور کرتا ہے
جیسے کفار اپنے دین باطل سے یہی توقع رکھتے تھے اور خیمہ ایسے امن و عافیت کے واسطے نہین ہی تو شرر کی تشبیہ قصر سے یہ فائدہ دیتی ہی
کہ کافرون پر یہ آفت ایسی جگہ سے پیش آئی جسکو مقام عافیت سمجھتے تھے اور خیمہ کی تشبیہ مین یہ بات نہین ہی کیونکہ وہ مقام امن و عافیت
نہین سمجھا جاتا ہی بلکہ اُس سے فی الجملہ سردی گرمی کا بچاؤ مقصود ہوتا ہی پنجم عرب کا اعتقاد یہ تھا کہ آدمی کو ریاست کا تجمل اُسوقت حاصل
ہوتا ہی جب جمال (اونٹ) اُسکے ملک مین ہون اور پوری نعمت اُسوقت ہوتی ہی جب (نعم) یعنے (چارپاے) اُسکی ملکیت ہون
کما صرح بہ قولہ تعالیٰ ولکم فیہا جمال حین تریحون وحین تسرحون - یعنے تمھارے واسطے اونٹ پیدا کر دیے جن سے تمکو تجمل حاصل ہوتا ہے
جب صبح کو چرانے بھیجتے ہو اور جب شام کو واپس لاتے ہو - ھ پس جب یہان شرارات کو عمدہ سیاہ اونٹون سے تشبیہ دی تو کافرون کے
لیے خفت و شرمندگی دلائی کہ تم اپنے باطل دین سے کرامت و جمال کی توقع رکھتے ہو تو یہ جمال تمھارے لیے شرارات ہین جو سیاہ

Marfat.com

اونٹون کی صورت ہین اور یہ بات خیمۂ ادیم کی تشبیہ مین بالکل نہین ہے ششم-جمال (اونٹون) کی یہ کیفیت سب یہ جانتے ہین کہ جب وہ چلے اور خلط ملط ہوے تو اسی حالت مین جو چیز اُنکے بیچ مین آگئی وہ مصیبت وہلاکت مین پڑی تو شرارات کی تشبیہ (جمال) سے یہ فائدہ دیتی ہے کہ کفار اُنکے بیچ مین معرض آفت وہلاکت مین ہین بخلاف (طراف) کے کہ یہ برعکس ہے کیونکہ کفار کے لیے اگر یہ شرارات مثل خیمۂ ادیم کے ہین تو انکو خوشی ہوگی کہ ہم ان خیمون مین گویا شاہانہ تکلف سے بیٹھے ہین یہ بات بلاغت سے بالکل ساقط ہے کیونکہ جس چیز سے ان کو خوف دلایا اُسکی تشبیہ ایسی چیز سے دی کہ اُنکے نفس مین فرحت آگئی جیسے کوئی کہے کہ مین نے اُسکو ایسی تلخ مرچ کھلانیکو رکھی ہے جس سے منھ جل جاوے وہ مین نے نہایت سرخ رکھی ہے جیسے سرخ آم ہوتا ہے دیکھو کہ آخری فقرہ بالکل مقصود کے خلاف ہے ہفتم یہ کہ (قصر) اپنی بڑائی مین (طراف) سے بڑا ہوگا اور جمالات صفر اپنی تعداد مین (طراف) سے زیادہ ہین پس شرارات کی تشبیہ قصر اور جمالات کے ساتھ بڑائی اور کثرت دونون مین طراف سے زائد ہے اور طراف کے ساتھ تشبیہ مین ان دونون مین سے کوئی بات نہین ہے اور یہ مقصود کے خلاف ہے تو بلاغت سے ساقط ہے کیونکہ یہان ہول وخوف دلانا مقصود ہے پس جو کلام کہ بلاغت ہی سے ساقط ہے وہ بھلا کیونکر ابلغ واعجاز کے مقابلے مین لایا جاویگا ولیکن تعصب کی آنکھین اندھی ہوتی ہین ہشتم واضح ہو کہ دو صفتین ثابت کرنے کے لیے دو چیزون سے تشبیہ دینا زیادہ کامل ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک ہی چیز سے دونون صفتین ثابت کرین-یہان اسکا بیان یہ ہے کہ جس عاقل نے سنا قولہ تعالیٰ انہا ترمی بشرر کالقصر-تو اُسکا ذہن فوراً منتقل ہوا کہ کلام کا مقصود یہ ہے کہ یہ شرارات بہت بڑے بڑے ہونگے اسکے بعد جب اُسنے سُنا قولہ تعالیٰ کانہ جمالۃ صفر-یعنی گویا وہ سیاہ اونٹ کے جنس ہین تو فوراً اُسکا ذہن دوڑا کہ مراد یہ ہے کہ شرارات مذکورہ پے درپے بکثرت ہین اور انکا رنگ مشابہ ہے برخلاف اسکے جب شرارات کو طراف سے تشبیہ دی گئی تو ذہن بظاہر فقط اسکے رنگ کی طرف جائیگا کیونکہ اتنے بڑے شرارے جب تک خاص طور پر اظہار نہون نہین معلوم ہو سکتے ہین اور اس سے کم نہین ہوسکتا کہ سننے والا متردد ہوگا کہ آیا شرارے کی بڑائی مقصود ہے یا رنگ مقصود ہے اور کثرت وپے درپے آنا تو بالکل بھی نہین نکلتا ہے تو اصل مقصود یعنے خوف وہول دلانا مہمل ہوگیا پس یہ تشبیہ بلاغت کے درجہ پر نہین ہے اور جمالات صفر اور قصر سے تشبیہ کامل بلکہ اکمل ہے نہم آیت قدسی مین اول سے کافرون کے ساتھ تہکم ہے یعنے طعنہ سے اُنکو شرم وکھسیائی دلائی گئی ہے بقولہ تعالیٰ انطلقوا الی ظل الخ-سایہ کی جانب تشریف لے چلو-پھر آیندہ اسکے لوازم کی رعایت عین بلاغت ہے پس روانگی کے وقت انسان کی عزت وحرمت یہ کہ سوار ہو اور پہونچکر سایہ جب لطیف ہوتا ہے کہ اپنے قصر مین متمکن ہو پس شرارات کی تشبیہ قصر وجمالات کے ساتھ نہایت بلیغ ہے گویا یون فرمایا کہ تمھاری سواری کے واسطے یہ جمالات صفر ہین اور تمھارا قصر رفیع یہ شرارات ہین اور (طراف) یعنے خیمۂ ادیم کی تشبیہ مین یہ بات نہین حاصل ہے **اقول** بلکہ آیت مین لطیفہ یہ کہ کفار کے واسطے شرارات ہی سراسر محیط ہین کہ شرارات ہی اُنکے نیچے اسطرح ہین کہ گویا سواری ہین کہ انکا قدم بھی کہین نہین پڑتا اور اوپر بھی یہی شرارات سایہ کیے ہین اور (طراف) سے تشبیہ مہمل ہے اس لیے کہ اُسکا حاصل یہ کہ تم لوگ خیمہ مین چلو تو یہ برعکس مقصود گویا پہلے تو آفت مین تھے اب حفاظت مین داخل ہو اور چلنا کہین پایا نہین گیا اور خیمہ ادنیٰ درجہ کی چیز ہے تو کچھ طعنہ بھی نہین ہے دہم شرارات کے اُڑنے مین انکی تشبیہ قصر کے ساتھ آیت مین نہایت عجیب درہولناک ہے کیونکہ وہ آگ کی سخت شدت وقوت پر دلالت کرتی ہے برخلاف خیمہ کے کہ وہ تو ہوا کے جھونکے سے اُڑ جاتا ہے تو وہ آگ زیادہ ہولناک ہے جو قصر کو چنگاری بناتی ہے برخلاف اُسکے جو خیمہ اُڑاتی ہے یازدہم یہ شرارات اُڑکر کافرون پر گرتے ہین اور یہ درد اور دکھ ہے پس انکو قصر سے تشبیہ دینا بلاغت ہے کیونکہ قصر کے گرنے سے انسان مرگ کے قریب ہوجاتا ہے اگر نہ مرے برخلاف چھولداری کے کیونکہ (طراف) درحقیقت کنجرون کے مانند جھونپڑے ہین خواہ کملی کے ہون یا چمڑے کے ہون تو انکے گرنے سے چندان خوف ودکھ نہین ہے **اقول** یہ خلاف واقع بھی ہے اسلیے کہ جہنم کے شرارات فی الواقع قصر کے برابر ہونگے اور وہ برابر کافرون پر گرینگے اور مترجم

Marfat.com

کے نزدیک کفار کے حق میں شرارت مین تفاوت ظاہر ہی کیونکہ ہرایک نے دنیاوی چیزون سے انتفاع حاصل کیا تو ہم کے
شرارات اُنکے قصر کے برابر ہونگے اور عرب کے کفار پر اُنکے قصور کے برابر ہونگے اور یہ جہنم سے امتیاز آسان ہو کیونکہ ادا خر
میدان ہی فافہم دوازدہم ان شرارات کے ساتھ مین طرح طرح کی بلاؤنکا ہجوم ہوگا تو انکی تشبیہ جمالات صفر سے بلیغ ہے جو طرح
طرح کے بوجھ لادے ہوتے ہین اقول اسی واسطے اگر کسی نے خواب مین دیکھا کہ فلان شہر مین لدے ہوے اونٹ داخل
ہوے تو اُسکی تعبیر یہ ہی کہ وہان وبا اور بلا ہجوم کریگی پس ظاہر ہوا کہ شرارات کی تشبیہ جمالات صفر سے ٹھیک ہی اور طراف یعنے
خیمہ چھولداری کے ساتھ بے موقع ہی رازی رح نے کہا کہ واضح ہو کہ ان وجوہ کا خطور ہمارے خیال مین ایک لحہ مین آگیا اور اگر ہم
اپنے رب عزوجل کی جناب مین تضرع کرین تو اُسکی رحمت سے امید ہی کہ بکثرت وجوہ ظاہر ہونگے ولیکن سمجھنے کے واسطے اسیقدر بیان
کافی ہے مترجم کہتا ہی کہ اہل الحق خوب جانتے ہین کہ جو لوگ کسی باطل بات پر اڑتے ہین اور خیالات واوہام کے تعارض سے اپنے
باطل خیال پر اپنے نزدیک خیالی دلیلین قائم کرتے ہین تو یہ ضرور ہے کہ وہان اوہام کا مخمصہ ہی اور بالضرور وہ باطل ہے پس
ضرور ہی کہ ہم خوب غور سے دیکھین کہ ان گمراہون نے کس مقام پر دھوکا کھایا ہے اور اسکی نظیر یہ ہی کہ اس زمانے مین بہت
لوگون نے یہ زعم کیا اور اپنا عقیدہ ٹھہرایا کہ زمین گرد آفتاب کے گھومتی ہے اور اُنکے اوہام وخیالات نے یہانتک اسکی تصویر
بنائی کہ اپنے نزدیک اسکو مدلل سمجھے حالانکہ وہ بالیقین باطل ہی اللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سواء السبیل **مسئلہ** اگر کسی نے
قسم کھائی کہ مین آج کلام نہین کرونگا پھر اُسنے کسی جزء مین کلام کیا تو قسم ٹوٹ جائیگی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہذا یوم لا ینطقون
الآیہ۔ یہ دن ہی کہ لوگ نہ بولینگے اور پہلے معلوم ہوا کہ بعض اوقات مین بولین گے تو اسی کے موافق قسم کے مسئلہ مین حانث
نہ ہونا چاہیے جب تک تمام اوقات مین کلام نہ کرے (جواب) قسم کا مدار عرف پر ہوتا ہے یعنے عرف ومحاورہ مین اس سے جو کچھ
مراد ہو وہی لی جاتی ہے تو عرف مین وہ کسی وقت کلام نہ کرنے پر واقع ہو گی اسی وجہ سے حانث ہوجائیگا جیسے کسی نے کہا
کہ مین گوشت نہین کھاؤن گا تو وہ مچھلی کھانے سے حانث نہین ہوگا جب تک کہ اُسکی نیت نہ ہو کیونکہ عرف مین یہ مچھلی کے
گوشت پر نہین ہوتا ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون کو انواع عذاب سے خوف دلایا تھا پھر اہل ایمان
کے ثواب ونعمت سے اُنکو حسرت دلائی مگر آنکہ ایمان لاوین بقولہ تعالےٰ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
جو ڈروالے ہین وہ چھاؤن مین ہین اور ندیون مین اور میوے جس قسم کے جی چاہے کھاؤ اور پیو
هَنِيْۗـــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ
رچ سے بدلا اُسکا جو کرتے تھے ہم یون ہی دیتے ہین بدلا نیکی والون کو خرابی ہے اُس دن
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ
جھٹلانے والون کی کھالو اور برت لو تھوڑے دنون تم مقرر گنہگار ہو خرابی ہے اُس دن
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ ع ۲ ۱۰
جھٹلانے والون کی اور جب کہیے اُنکو نیوُ نہین نیوتے خرابی ہے اُس دن
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ ع
جھٹلانے والون کی اب کس بات پر اُسکے بعد یقین لاوینگے

یادہین یعنے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون کو سات قسم کے عذاب سے خوف دلا کر یہ آٹھوین قسم کا عذاب بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ
اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ۔ البتہ متقی بندے سایہ مین اور نہرون مین ہونگے ف یعنے جن بندون نے شرک وکفر سے
پرہیز رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکمون کو بندگی کے ساتھ ادا کیا اور ممنوعات سے پرہیز کیا تو وہ البتہ قیامت کے روز
اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت مین اور نہرون کے باغات مین عیش کے ساتھ ہونگے عرصات قیامت مین اُنکے لیے عرش اعظم کا سایہ ہی جسدن
اُسکے سوا کوئی سایہ نہین ہی اور میدان حشر سے دوپہر ہونے سے پہلے ہی جسر جہنم سے پار ہوکر باغات جنت مین شاہانہ تخت پر
راحت سے استراحت کرینگے برخلاف جہنمیون کے جو سایۂ دُخان مین بُلائے گئے تھے (ع س) اور متقین کے واسطے وہان ہر قسم
کے اسباب راحت مہیا ہین۔ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ۔ اور فواکہ ہین انکی خواہش کے اقسام سے ف یعنے جس قسم کے
فواکہ کی انکی خواہش ہوگی سب اُنکے سامان راحت مین حاصل ہونگے اگر کہا جاوے کہ جنتیون کے واسطے سایہ کی کیا ضرورت ہے
جبکہ وہان آفتاب نہین ہی (جواب) اسکا قولہ تعالیٰ لایرون فیہا شمسًا الآیہ۔ کے تحت مین سورۂ دہر کی تفسیر مین گزر چکا ہی اور خلاصہ
یہ کہ بعض علماءؒ نے یہان قیاس کو دخل دیا اور کہا کہ سایہ سے یہ مراد ہی کہ درختون کے ہجوم کے تحت مین شاہانہ تخت پر ہونگے کہ اگر وہان
آفتاب ہوتا تو یہ جھرمٹ سایہ ہوتا اور بعض علما نے کہا کہ آیت مین صرف اس قدر منصوص ہے کہ وہان سورج نہین دیکھینگے اور حدیث
مین آیا ہی کہ وہان سورج نہین ہی لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نور اور روشنی نہو بلکہ حدیث مین مصرح ہی کہ جنت جگمگاتا ہوا نور ہی اور وہان
ظہور روحانی ہوگا اسی لیے کبھی تغیر اور فنا نہین ہی جیسے دنیا مین ظہور جسمانی ہی اور روح مخفی ہی وہان روح کا ظہور ہوگا اور جسم مخفی ہوگا
پس جیسے جسم کے واسطے آفتاب کی حرارت ہی اسیطرح روح کے لیے نور کی حرارت ہی علاوہ ازین وہ کیفیت قیاس مین نہین آسکتی ہی
اور عقل مین بہت طرح سے ہوسکتی ہی بس یہ جاننا کافی ہی کہ وہان اہل جنت بے شک سایہ مین ہونگے اور اُنکے لیے قصر جنت موتیون کے
اور سونے وچاندی کے اور ایسے ہونگے کہ یہان خیال وقیاس کام نہین کرسکتے ہین ہان یہ سمجھنا کافی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے
سنّو حصہ مین سے ایک حصہ اس عالم مین نازل فرمایا اور جن چیزون کو یہان رحمت ونعمت کہا جاتا ہی اور جانور سے آدمی تک باہم محبت
وترحم رکھتے ہین یہ سب اُسی ایک حصۂ رحمت کا ظہور ہی کہ یہ حُسن انسانی اور قصر شاہی اور عجائب پھل پھول وغیرہ حاصل ہین اور قیامت
کے روز اللہ تعالیٰ پوری رحمت سے مومنون پر ظہور فرماویگا تو قیاس کرلو کہ کس قدر عجیب نعمتین بے حد وبے قیاس وہان پیدا فرماوے گا
پس ہر طرح کا سایہ لطیف ملیگا اور عیون یعنے نہرین جن مین قدرتی نفائس ہونگے پانی کی نہرین وہ قدرتی پانی ہوگا جسکی نظیر اس دنیا
مین محال ہی مگر جو عمدہ سے عمدہ پانی تمکو یہان مل سکے وہ اُس قدرتی پانی کے کچھ اندازہ کرنے کو کافی ہے اور اسی طرح دودھ کی نہر
اور شہد وشراب کی نہرین سب خالص قدرت سے پیدا کی ہوئی چیزون سے بھری ہین اُن مین کبھی تغیر وخرابی آنا ممکن نہین ہی بلکہ وہ
نہرین موتیون وسونے ومشک قدرتی سے نہایت خوبصورت مستوی ہموار وضع پر بنی ہوئی ہین اور یہ چیزین ان مین لبالب رواں
ہین کبھی طغیانی نہین آتی اور نہ کمی ہوتی ہی اس لیے کہ یہ سب قدرتی ظہور ہی اور یہان یہ مردگی وبے شعوری نہین ہی جیسی دنیا مین ہی
کہ نہرین کھودی ہوئی زمین پر ہین کہ کیچڑ سڑ جاتی ہی اور پانی کمی وبیشی کرتا ہی اور بے تمیزی سے روان ہوتا ہی وہان جنت مین کدورت
وگندگی ندارد ہی بلکہ دنیا مین دودھ کی نہر ہی ممکن نہین کیونکہ دوسرے روز وہ خراب ہوجاوے کیونکہ یہ تو جانورون کے پیٹ سے
نکلا ہے اور کچا خون ہی اسیطرح یہان شہد بھی مکھیون کی تھیلی سے نکلتا ہی وہان یہ سب قدرتی ہین حتی کہ جنتی بندہ جو دنیا کے اعتبار سے
اتنا بڑا بادشاہ ہی کہ اگر یہان ہوتا تو لوگ اُسکو خدا کہنے لگتے وہ بندہ اپنے ملک مین جہان اشارہ کریگا فورًا نہر وہان بہیگی یعنے اللہ تعالیٰ
جل شانہ اُسکے ارادہ مین یہ اثر عطا فرمائیگا کہ فورًا وہ چیز اُسکی خواہش کے موافق پیدا ہوجاویگی اسیواسطے جو نہرین مذکور ہین کچھ انہین

انحصار نہین ہی اور جو میوہ جات مذکور ہین یہ فقط نمونہ ہین اسی واسطے فرمایا کہ فواکہ مما یشتہون یعنے فواکہ اس قسم کے
اور خود حضرت خالق جل شانہٗ نے اُنکے لیے وہ میوہ جات پیدا فرمائے ہین جو اُنکے قیاس مین بھی نہین ہین بلکہ جو کچھ پیدا
ہوا ہی یہ تو ادنی سے ادنی جنتی کے لیے ہی اور تم اُسکو ادنی نعمت سمجھو کیونکہ یہ وہی ہی کہ جو کہے وہ ہو جاویگا بلکہ جو چاہیگا وہ فوراً موجود
جو بھلا جو اعلیٰ مرتبہ پر ہین اُنکو قیاس کہان پہونچ سکتا ہی اسی واسطے جو لوگ بندگی مین راتون کو تہجد مین قیام کرتے ہین اُن کے لیے
آلم السجدہ مین فرمایا ہی کہ کسی نفس کو یہ معلوم نہین کہ اُنکے لیے اُن کے رب عز و جل نے کیسی کیسی نعمتین مہیا فرمائی ہین پھر اُن سے کہا جائیگا
كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ - تم لوگ کھاؤ اور پیو خوشگواری کے ساتھ ہو مزا سکے جو تم عمل
کیا کرتے تھے **ف** یعنے ایمان لانے کا عوض جنت ہی پھر اگر فقط ایمان ہی سلامت لے گیا تو وہ ضرور جنت مین داخل ہوگا اور
اُسکا مرتبہ یہان دنیا مین کوئی اندازہ نہین کر سکتا ہی اور اسکے واسطے بھی عمل موجود ہی یعنے جس گھڑی وہ ایمان لایا تھا اُسنے دل سے
مصمم جزم کیا تھا کہ جو کچھ نیک اعمال ہین سب پر جہانتک ممکن ہی عمل کرونگا اور جسقدر ممنوعات ہین سب سے باز رہونگا تاکہ میرا رب
تبارک و تعالیٰ مجھسے خوش رہے اس نیت کے موافق اسکو ایک مرتبہ کا ثواب سب نیکیون کا اور ترک ممنوعات کا مل گیا پھر اگر وہ تھوڑی دیر
کے بعد مرگیا تو وہ اس ثواب کے ساتھ جنت مین مرتبہ پاویگا اور اگر اُسنے بعد اسکے زندگی مین بدکاریان کین تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ
دل مین بد اعتقاد اور بیخوف ہوگیا تو اس صورت مین ایمان سلب ہوگیا ہی اور دوم یہ کہ دل مین اُسکو لا اله الا الله محمد رسول الله کا پورا
یقین ہی تو وہ ایمان کی وجہ سے جنتی ہی اور شاید میدان قیامت مین کچھ تکلیف پاوے اور اگر لوگون کا مظلمہ اُسپر ہی تو قصاص لیا جاویگا
لیکن آخر وہ جنتی ہی کیونکہ ایمان کے ساتھ ہی وہ جنتی ہو چکا ہی اب جہنم اُسکا گھر ہی نہین ہو سکتی ہی اور پہاڑون برابر گناہ اللہ تعالیٰ کی
مغفرت کے سامنے کچھ چیز نہین ہین اور اگر بعد ایمان کے اُسنے نیک اعمال کئے اور بُرے کام چھوڑے تو وہ درجۂ اعلیٰ پر پہونچا
بہر حال سب جنتیون کو یہ مبارکباد دیجاویگی کہ تم نے جو کچھ کیا تھا اُسکے عوض مین اب خوشی سے کھاؤ پیو - یہ پیغام اُنکے لیے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام پر انعام ہی اور احسان پر احسان ہی اس رحمت و احسان سے اور اس نعمت و امتنان سے
کافرون پر حسرت و عذاب بے نہایت ٹوٹ پڑیگا رازی رحمہ نے کہا کہ اسی جہت سے ان آیات مین کافرون پر آٹھوین قسم کا
عذاب ہوا کیونکہ کفار دنیا مین حماقت سے مومنون کو جو دل سے اُنکے خیر خواہ ہین اور انکا ایمان چاہتے ہین کفار ناحق اُن کو
دشمن رکھتے ہین تو آخرت مین اُنپر یہ احسان و انعام الٰہی سبحانہ تعالیٰ خواہ مخواہ کافرون پر عذاب ہو گا خصوص جبکہ مومنو نپر
ظہور رحمت کاملہ ہوگا اور کافرونپر تمام غضب کا ظہور ہوگا اسی لیے فرمایا - إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَيْلٌ
يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ نیکی کرنے والون کو ہم اسیطرح ثواب دیتے ہین آج کے روز جھٹلانے والونکی بربادی ہے
عذاب سخت سے **ف** اگر کہا جاوے کہ محسنین سے کیا مراد ہی جواب یہ کہ وہی متقین ہین جنکا اوپر ذکر ہوا ہی اور یہ ظاہر ہے ولیکن
متقین کی تفسیر مین اختلاف ہی شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ متقین وہ بندے جنھون نے اسطرح اللہ تعالیٰ کی بندگی کی کہ طاعات
ادا کین اور محرمات چھوڑ دین اور اکثر مفسرین نے لکھا کہ متقین وہ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے پرہیز کیا مترجم
کہتا ہی قول اول تو فقط صالحین مومنین پر صادق آتا ہی اور گنہگار مسلمان اس سے نکلے جاتے ہین اور دوسرے قول کے موافق نہین
نکلتے ہین کیونکہ جو شخص یقین لایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی مین الوہیت نہین ہی یعنے کوئی اسکا شریک و ساجھی نہین ہے پھر
اُس سے گناہ سرزد ہوے تو صالح مومن کے مقابلے مین گنہگار مومن ہی لیکن مشرک کے مقابلے مین متقی ہی اسلیے کہ شرک نہایت
بدتر گناہ سے اُسنے تقویٰ کیا ہی اور اعتقاد مین شرک و کفر اسقدر قبیح بدتر ہے کہ اُسکے مقابلے مین جہان بھر کے گناہ کچھ چیز نہین ہین

[illegible] شرک تو جناب باری تعالیٰ مین عیب لگاتا ہی اور باقی گنہگار سب گناہون سے اپنے آپ کو عیب لگاتا ہے ولیکن
اللہ تعالیٰ کو پاک عزوجل کہتا ہی تو مشرک نہایت بدتر ہوا امام رازی رحنے لکھا کہ مقاتل ح وکلبی ح نے کہا کہ متقین وہ بندے
ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے تقویٰ و پرہیز کیا۔ مین کہتا ہون کہ یہی قول میرے نزدیک صحیح ہی اور اس قول
سے انحراف غیر ممکن ہی اور اسپر چند دلائل ہین دلیل اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مکذبین کے مقابلے مین متقین کو ذکر کیا ہے اور
مکذبین کفار و مشرکین ہین تو اُنکے برخلاف متقین ہوئے اور وہ مومنین ہین دلیل دوم یہ کہ یہ سورہ اول سے آخر تک اس
ترتیب سے مرتب ہی کہ کافرون کو اُنکے کفر کی وجہ سے ویل و عذاب سے تخویف دی ہی پس یہ آیت یعنے قولہ تعالیٰ ان المتقین فی
ظلال الآیہ۔ یہ بھی اسی افادہ کے واسطے واجب ہی کیونکہ یہ درمیان مین واقع ہی اور اگر ایسا نہو تو کلام کا انتظام درمیان سے
ٹوٹ جاوے اور یہ باطل خیال ہی تو انتظام باقی رہنا ضرور ہی تو یہ واجب ہی کہ یہ آیت بھی کافرون کے واسطے ملامت و تخویف ہو
اور وہ اس صورت مین ہوگا کہ یہ آیت مومنون کے واسطے بشارت اُنکے ایمان کی وجہ سے ہو جیسے کافر کے لیے ملامت بوجہ کفر ہی
لہذا اُسکو ملامت ہو تو مومن کو اُسکے ایمان پر ثواب کی بشارت ہو تا کہ اس سے کافر کو ہوش ہو اور وہ کفر چھوڑ کر راہ حق اختیار کرے
رہا یہ کہ مومن کے لیے اسکی بندگی پر ثواب کی بشارت ہی تو یہ بات اس نظم کلام کے مناسب نہین ہی اسلیے کہ وہ تو فسق کے مقابلے مین مناسب ہے
اور یہان تو کفر کا مقابلہ ہی تو وہ ایمان ہی نہ طاعت اعمال پس ثابت ہوا کہ متقی سے مومن مطلقاً مراد ہی جسنے مرتے دم تک شرک سے پرہیز
کیا ہو اگرچہ اُس سے کچھ گناہ سرزد ہوے ہون دلیل سوم یہ کہ شرک سے جو متقی ہو وہ متقی کا نام ضرور پاویگا اگر کہو کہ پھر جو کوئی کسی بدکام سے متقی
ہو تو وہ بھی متقی کا نام پاتا ہی پھر یہان فقط شرک سے متقی کیون لیا جاوے (جواب) اسلیے کہ یہان متقی کے لیے جنت ہی جو مغفرت کے بعد
انعام ہی اور اللہ تعالیٰ نے مشرک کے حق مین قطعاً فرمایا کہ اُسکو نہین بخشیگا تو ضرور ہوا کہ شرک سے متقی ضرور ہو اور جو کوئی سب انواع کفر اور
شرک سے متقی رہا اُسکے لیے اللہ تعالیٰ نے امن کا وعدہ دیا ہی تو لازم آیا کہ شرک سے متقی کے لیے امن ہی تو وہ جنتی ہی پھر اگر کوئی کہے کہ کبیرہ
گناہون سے تقویٰ رکھے تو بھی جنتی ہی تو جواب یہ کہ کبیرہ گناہون سے تقویٰ کرنا جب ہی مفید ہوگا کہ جب شرک سے تقویٰ ہو اور جب
شرک سے تقویٰ کرنے پر جنت ملی تو اُسکے ساتھ مین کبیرہ گناہون سے تقوی کو ملانا بیکار ہی کیونکہ اگر یہ جنت ملنے کے واسطے مؤثر یا شرط ہوتا
تو شرک سے متقی کو جنت نہ ملتی لیکن جب اُسکو امن و جنت مل چکی تو کبیرہ گناہون سے تقویٰ کو اسی مطلب کے واسطے ملانا بیکار ہو گیا بلکہ
حق یہ ہی کہ جو بندہ شرک کے سب اقسام سے متقی رہا اُسکے لیے جنت ہی خواہ وہ گناہون کے عوض سزا پاوے یا عفو ہو اور اگر وہ گناہون
سے متقی رہا ہے تو وہ اسکے عوض مین جنت مین بلند درجات پاوے گا نتیجہ اس بیان سے [illegible] کے واسطے یہ نتیجہ علمی حاصل ہوا کہ
اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اپنی الوہیت و کمال صفات سے پیدا فرمایا ہے اور اسکے واسطے الوہیت کے صفات اُسکے پاک نامون سے
معلوم ہین تو ایمان یہ ہی کہ مخلوق اپنے خالق عزوجل کے واسطے بندہ ہو یعنے اپنے آپ کو بندہ جانے اور اُسی کو اپنا خالق جانے اور اُسکے
صفات الوہیت خالص اُسی کے واسطے مانے کسی کو اس مین شریک نہ بناوے تو وہ جنتی ہی اور رحمت اُسی کے واسطے ہے اور اگر اُسنے
خالق سے انکار کیا ہو یا اُسکی صفات مین سے کسی صفت مین دوسرے کو ساجھی بنایا تو یہ مشرک و کافر ہی اور اُسکے واسطے جہنم وطن ہے اور
غضب اُسی کے واسطے ہی اگر کہو کہ الرحیم اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیکن بندون مین بھی رحیم ہوتے ہین جن مین ترحم کی صفت ہو (جواب) یہ کہ
اللہ تعالیٰ کیواسطے رحمت ہی اور بندون مین جس بندے مین اُسکی صفت سے عکس و ظہور ہی وہ بندہ اس ظہور کی وجہ سے رحیم کہلاتا ہے
جیسے اُسنے جس بندہ کو علم دیا وہ عالم کہلاتا ہی لیکن العلیم فقط اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہی اسی لیے اللہ تعالیٰ کا نام پاک الرحیم ہے
خاص صفت ہی اور مخلوق مین فقط رحیم کہتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی ایسی شان ہی کہ اُسکی مثال و نظیر غیر ممکن ہی لیکن سمجھانے کے لیے

Marfat.com

اس طرح سمجھو کہ جیسے آفتاب روشن ہی اور دن مین دیوار روشن ہوجاتی ہی لیکن آفتاب اصل صفت سے روشن ہی
تر ہی اسیطرح جسقدر سمجھ حاصل ہوتی جاتی ہی تو ایماندار یہ سمجھا جاتا ہی کہ لینا اور دینا اور نفع او رخسارہ سب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہی
فافہم واللہ تعالیٰ ہو الموفق (تنبیہ) رازی رح نے لکھا کہ اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کافرون کو ظلل ذی ثلث شعب
یعنے جہنم کے دھنوین کے سایہ مین جسکی تین شاخین تھین آور ہر ایک شاخ سے نئی طرح کا عذاب تھا اُسکے مقابلے مین مومنین کی
قسم کی نعمتین بیان فرمائین اول قولہ تعالیٰ ان المتقین فی ظلال وعیون۔ مومنین البتہ سایہا ے پائدار لو چشمہا ے خوشگوار
مین ہونگے۔ مترجم کہتا ہی کہ ظلال و رعیون مین تنوین اسکی بزرگی کے لیے ہے تو یہ سایے نہایت نفیس بے مثال ہین اور چشمے بھی
نہایت خوب ہین جنکی قدر حواس دنیاوی نہین پہچان سکتے ہین۔ ھ۔ بالجملہ کافرون کے مقابلے مین مومنون کے لیے اس نعمت کا بیان
یہ ہی کہ کافرون کو جس سایہ مین بھیجا گیا تھا وہ عجب سایہ تھا کہ نہ راحت دے اور نہ حرارت کی کیفیت سے بچا دے اور نہ پیاس سے امن بلکہ وہ
تو یہ سب عذاب لیے ہوے ابر سایہ کرتا تھا وہ تو جہنم کے تیز دھنوین کا سایہ تھا جسمین لپٹین ملی ہوئی تھین برخلاف انکے مومنون کے لیے
البتہ سایہ خوشگوار ہی اور شیرین چشمے ہین جوان نیک بندون پر نہایت لطف و راحت دینے والا سایہ کیے ہوے ہین نہ انکو پیاس لگے اور نہ کہین لپٹ
کا نشان نظر آوے ولیکن اللہ تعالیٰ نے لذت حاصل ہونے کی قوت ان مین مضمر رکھی ہی تو یہ دو نعمتین ہین آور سوم قولہ تعالیٰ فواکہ مما یشتہون۔
انکے ساتھ مین فواکہ لذیذہ اُنکی خواہش کے موافق ہین پھر کافرون سے جھڑکی کے ساتھ کہا گیا کہ انطلقوا الی الخ۔ چلو تین شاخ سایہ کے نیچے۔ ھ۔
برخلاف اُنکے مومنون سے فرمایا۔ کلوا واشربوا ہنیئا الآیہ۔ خوشگواری و مبارکبادی کے ساتھ ان چیزون کو کھاؤ پیو الخ۔ اگر یہ کلام خود رب عزوجل
نے اُن سے فرمایا تو اسکی لذت کے آگے تمام جہان ہیچ ہی اور اگر بزبان ملائکہ پہونچایا گیا تو بھی کیا خوب اکرام ہی (ہنیئا) کے معنے یہ کہ لذت خالص ہے
اسکے ساتھ کسی تخمہ وغیرہ بیماری کا ڈر نہین اور نہ کمی بیشی کی فکر ہے کیونکہ وہ دائمی ہین اور بروجہ کمال ہین کبھی ان مین کمی نہین ہوسکتی ہی
تنبیہ قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا۔ کیا یہ حکم ہی یا اجازت ہی ابو ہاشم معتزلی نے زعم کیا کہ یہ حکم ہے یعنے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم لوگ ایسا
کرو اور کہا کہ جسطرح انکا اکرام دیگر امور مین کیا اُسیطرح اس حکم سے بھی اکرام ہی کیونکہ جب اُنکو یہ معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ
ہم لوگ کھائین پیین تو اُنکی خوشی بڑھ جائیگی شیخ ابو علی الفارسی رح نے کہا کہ یہ حکم نہین بلکہ اجازت ہی اور اس سے اکرام مقصود ہی
کیونکہ حکم مین بجالانا فرض ہوجاتا ہی اور یہ احکام تکلیفی فقط اس دنیا مین ہین اور دار آخرت مین یہ احکام نہین ہین تنبیہ قولہ بما کنتم تعملون
الآیہ بعض نے اس کلام سے دلیل پکڑی کہ جو عمل کیا جاوے اُس سے ثواب واجب ہی رازی رح نے کہا کہ یہ خیال ضعیف ہی بلکہ اللہ تعالیٰ
نے عمل نیک کو اس بات کی علامت بنا دیا ہی کہ اس بندے کے لیے ثواب ہی تو یہ ایک وسیلہ ہوگیا مترجم کہتا ہی کہ تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنی رحمت مین اپنے بندون کو داخل فرمایا ہی اور شیاطین کو غضب مین داخل کیا اور جن سرکشون کافرون ومشرکون کو خارج کیا اُنکو شیاطین
کے ساتھ منسوب کردیا پس جنت مین داخل ہونے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہین کیونکہ اسکو کچھ غرض و مطلب نہین اور نہ بغض و عداوت
ہی پس جو بندے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت مین گئے ہین وہ وہان اپنے اعمال کے حساب سے درجات پاوینگے اسی واسطے معنے
یہ ہین کہ جو اعمال نیک تم کیا کرتے تھے اُنکے عوض مین یہ نعمت کھاؤ پیو۔ ھ۔ بالجملہ اپنے اعمال کے موافق درجہ پاوینگے حدیث صحیح مین ہے کہ
جسنے لا آلہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہی تو عرض کیا گیا کہ پھر اعمال کی ہمکو کچھ ضرورت نہین ہی فرمایا کہ کیون نہین جنت مین مراتب ہین ایک مرتبہ
سے دوسرے منزلہ تک اس قدر فاصلہ ہی جسقدر زمین سے آسمان تک ہی یعنے یہ اعمال خیر و جہاد کے عوض ملین گے قولہ تعالیٰ انا کذلک
نجزی المحسنین۔ ہم نیکی کرنے والون کو اسیطرح ثواب دیتے ہین۔ ھ۔ نیکی یہ کہ انھون نے اپنے رب عزوجل کو اسکی شان الوہیت مین
وحدہٗ لاشریک معبود مانا اور اپنے آپکو اسکا عاجز بندہ جانا رازی رح نے کہا کہ اس آیت سے مقصود یہ کہ کافرون کو معلوم ہو کہ

Marfat.com

کفر سے یہ نعمتیں زائل ہونگی حتی کہ آخرت میں اُن کو غم و حسرت کے سوائے کچھ حاصل نہوگا اور یہ بربادی اُن لوگون نے بالکل بوجہ اُٹھائی اس لیے کہ نعمت و اکرام عظیم فقط اس بات پر تھا کہ اپنے خالق و مالک سبحانہ تعالیٰ کو اُسکی شان کمال و الوہیت لازوال کے ساتھ مانو بھلا اس بات مین کچھ گستاخی کو مجال ہی کچھ نہین بلکہ اپنے خالق و مالک سے انکار کرنا نہایت بدتر شرارت ہی پھر جیسے بے مثل و بے مانند نعمت دینے والے پیدا کرنے والے پروردگار سے انکار کیا اور سرکشی کی اُسی طرح بے قیاس عذاب بھی چکھین گے اور یہان اُن کو کچھ شبہہ نہین ہوسکتا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف سمجھا دیا بلکہ حضرت خالق عزوجل کی شان بدیہہ ظاہر ہی پھر بھی جھٹلاتے جھٹلاتے مر گئے اور تعجب یہ ہے کہ بت پرستون نے بتون کو اور مجوس نے آگ کو اور یہود نے عزیرؑ کو اور نصاریٰ نے مسیحؑ کو خدائی مین بے کھٹکے شریک کر لیا اور خوب سمجھ گئے تو اسمین اُن کو کچھ تردد اور شبہہ نہوا حالانکہ شرک بالکل باطل ہے عقلاً اور اللہ تعالیٰ کی خدائی اور الوہیت بے شبہہ بالکل ظاہر تھی اور عین عقل تھی اُس مین شبہہ کیا یہ کبھی کچھ عذر ہے نعوذ باللہ من الضلال۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ویل و عذاب ان مکذبین کے لیے مقرر فرمایا جو محسنین کے برخلاف صریح عداوت و سرکشی و حماقت کے پُتلے ہو گئے اور دنیاے ناپائدار کے لئے بڑی تیزی سے حواس سے کام لیتے رہے اور ہزارون کلین ایجاد کین اور آخر خاک مین ملے ولیکن بدبخت کا نتیجہ یہی ہی اور اس سے بڑھکر فتنہ یہ کہ اس زمانے مین بہت سے احمق اُن سے بدتر ہین جنکے حواس مین یہ بھی لیاقت نہین کہ ایسی کلین بناوین کیونکہ باہمی فسق و فساد سے اللہ تعالیٰ نے انکی شرارت کے لیے یہ ناخن نہین دیے تو یہ کلین بنانا کیسا بنی ہوئی کل کو بھی نہین سمجھ سکتے ہین لیکن بنانے والون کی خدائی کے معتقد ہو گئے کہ ہم نے اُن داناؤن کو اپنا پیشوا بنالیا جنکی یہ کرامت ظاہر ہی اور تمام صنائع قدرت سے اندھے ہو گئے کہ یہ تو خود بخود پیدا ہو گئے ہین بھلا ان احمقون سے پوچھا جاوے کہ پھر اگر خود بخود پیدا ہونے والی صنعتین ان کلون سے بڑھکر ہین تو انھین خود بخود پیدا ہونے والیون مین سے کسی پر ایمان کیون نہ لائے حتی کہ گھاس کی ایک شاخ تمام جہان کے کل بنانے والون سے نہین بن سکتی تو اس خود بخود پیدا ہونے والی چیز دل سے تم کو زیادہ حیرت ہونی چاہیے تھی ولیکن احمق سے پوچھنا فضول ہے بلکہ حضرت باری تعالیٰ جل شانہ کی لطیف حکمت و صنعت پر نظر کرنا چاہیے اور اپنے واسطے ایمان حاصل ہونے پر جو بے انتہا اعلیٰ نعمت ہی صد ہزار شکر ادا کرنا چاہیے والحمد للہ رب العالمین۔ اور اُن احمقون سے منھ موڑ لینا واجب ہی جو اپنے آغاز و انجام ہی سے غافل ہین اور ان کو شش و پنج سے فقط یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ چند روز اس دنیا مین کھائین پیین۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کو تنبیہ فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ۔ کھالو اور پی لو تھوڑا سا تم لوگ مجرم ہو آج کے روز جھٹلانے والونکے لیے عذاب شدید ہے **ف** یہ کافرون کے واسطے نوین قسم سے عذاب کی تخویف ہے اور بیان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون کے لیے آخرت کا انجام و عذاب شدید سب مفصل بیان فرما دیا ولیکن کافر احمق نے ناحق اپنے خالق کی شان الوہیت سے انکار ہی اختیار کیا اگر کہو کہ اُسنے دنیا کے لیے ایسا کیا تھا (جواب) یہ کہ اگر وہ اپنے خالق جل شانہ کی الوہیت مانتا تو کیا دنیا کی لذتین اُس سے منع کر دیجاتین نہین نہین ولیکن یہ نقط شرارت کا جرم ہی اس سے بڑھکر کوئی جرم نہین کہ جس نے پیدا کیا اور تندرست جسم و حواس دیے اور ہر روز رزق وغیرہ ہزارون نعمتین دیتا ہے حتی کہ ہر سانس کی آمد و رفت دو نعمتین ہین پھر ایسے رحیم کریم مالک سے انکار کیا بلکہ اُسکی شان قدس مین شرک کا عیب لگایا اور اُسکی کمال اُلوہیت سے منکر ہوا تو ایسے جھٹلانے والون سے کہا گیا کہ یہ کب تک رہیگا آخر چند روز کے بعد تجھے اُسی عذاب مین جانا پڑیگا جو اوپر صاف صاف بیان ہوا ہی اور تیرا انکار کچھ کام نہ آوے گا چنانچہ تو خود دیکھتا ہے کہ موت زبردستی دنیا سے ہلاک کر دیتی ہے بس چند روز تک یہان کھالو اور پی لو آخر تم سخت مجرم ہو کہ اپنے خالق مالک جل شانہ کی

Marfat.com

حقیقی الوہیت کو جھٹلاتے ہو۔ اور مرکر آخرت مین ڈالے جاؤ گے اور عنقریب قیامت کے روز اُٹھائے جاؤ گے اور ان جھٹلانے والون کے لیے ویل وعذاب شدید ہے جو اوپر بیان ہوا ہی اگر کہا جاوے کہ کیا ان کو کھانے پینے کا حکم دیا گیا ہے جواب یہ تہدید ہی رازی رح نے لکھا کہ اس لیے کہ اس حالت مین مجرم گویا زہر کھاتا ہی اگرچہ وہ دنیا کو اپنے واسطے لذیذ سمجھتا ہی جیسے قلیل حلوا مین قاتل ملا ہوا ہی اور ایک بدبخت نہین مانتا بلکہ اُسکو کھانے پر آمادہ ہی تو اُس سے کہا جاتا ہی کہ اے کمبخت لے اسکو کھا اور آخر تیرے کا اس لقمہ کے بعد ہلاکت ہی بلکہ مرتے مرتے تیرا بدن شدت زہر سے سڑ جاویگا اس سے مراد سخت جھڑکی ہی کیونکہ وہ نیک نصیحت پر عمل نہین کرتا اسیطرح کفار کا حال ہی کہ نیک نصیحت سے انکار کرتے ہین۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہی کہ رکوع کرو تو رکوع نہین کرتے ہین آج کے روز جھٹلانے والون پر سخت عذاب ہی۔

ف یعنے جب کافرون سے کہا جاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے رکوع کرو اور نماز پڑھو جس سے تمھارے نفس پاک ہون اور جہنم سے نجات پاوین اور جنت کے لائق ہو جاوین تو جہنم اور جنت کو جھوٹ سمجھتے ہین اور اسپر عمل نہین کرتے ہین آخر قیامت کے روز عذاب شدید مین پڑینگے کیونکہ اُس روز منکر جھٹلانے والون کے واسطے عذاب سخت ہی (م ع) یہ آیت کافرون کے واسطے دسوین تخویف ہی گویا یہ کہا گیا کہ اے بے عقل انکار کرنے والے لوگو یہ مانا کہ تم لوگ دنیا کی لذتین جو چند روز کے بعد تم سے جدا ہونے والی ہین بہت پسند کرتے ہو اور انپر جان دیتے ہو لیکن اس سے یہ تو ضروری نہین ہی کہ اپنے خالق عزوجل کی خدمت سے منکر ہو جاؤ بلکہ یہ لازم آتا ہے کہ جسنے تم کو یہ تندرستی ونعمتین دی ہین اسکا شکر زیادہ ادا کرو لیکن شکر ادا کرنے کے لیے خالق جل شانہ کی بندگی پہچانو اور اُسپر ایمان لاؤ اور جب تم ایمان لائے اور اسکے بعد تم نے دنیاوی لذتون کی خواہش کی اگرچہ گناہ بھی ہون تو تم نے اپنے لیے یہ امید حاصل کر لی کہ عذاب سے تم کو نجات ہو اور جنت کا ثواب پاؤ اس لیے کہ تم نے اپنے رب عزوجل سے انکار نہین کیا اور جہنم فقط ایسے متکبر سرکشون کے واسطے ہی جو اپنے خالق تعالیٰ سے منکر ہین خواہ وہ دہریہ ہون یا شرک کرین اور جب تم نے اس سے توبہ کر لی اور حضرت باری تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانا تو جہنم تمھارا گھر نہین رہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ یعنے اللہ تعالیٰ تو صرف یہی بات نہین بخشیگا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور اس سے کم سب بخشیگا جسکے لیے بخشنا چاہے۔ ۱۵۔ تو معلوم ہو گیا کہ جس بندے نے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانا وہ جہنم کی بستی سے نکل آیا پھر ان کافرون کا یہ حال ہی کہ یہ بات بھی نہین مانتے ہین اسیواسطے حدیث مین ہی کہ قیامت مین جب کافرون کو عذاب ہولناک نظر آویگا تو اللہ تعالیٰ کافر سے بزبان ملائکہ فرما ویگا کہ کیا تو دنیا وما فیہا بلکہ دس گونہ کے عوض مین اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے پر راضی ہے وہ عرض کرے گا کہ اے رب مین نہایت آرزو کے ساتھ اسپر راضی ہون یعنے اب ایسا کرونگا ارشاد ہوگا کہ جھوٹے مین نے دنیا مین تجھسے بہت کم یہ چاہا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناوے مگر تو نے سوائے شرک کے کچھ نہ مانا۔ ۱۵۔ بالجملہ دنیا مین عاقل کے سامنے یہ معاملہ عیان ہے کہ کفار انکار کرتے ہین اور اپنی جان کو اسی عذاب کے واسطے تیار کرتے ہین اسیواسطے قیامت وعدہ گاہ مین انکے لیے یہ عذاب سخت ہوگا (سوال) آیت مین رکوع سے کیا مراد ہے (جواب) ابن عباس رض نے فرمایا کہ نماز مراد ہی۔ یہ تفسیر واضح ہے اس لیے کہ رکوع نماز کا ایک رکن ہے تو معنے یہ کہ ان کافرون کو جب نماز کے لیے بلایا جاتا ہی نہین مانتے ہین نتیجہ اس سے یہ نکلا کہ کافرون کو جس طرح ایمان لانیکا حکم ہے اسیطرح نماز پڑھنے وزکوٰۃ دینے اور دیگر اعمال شریعت کا حکم ہے اور وہ لوگ حالت کفر مین ان چیزون کے ترک کرنے پر بھی مذمت اور عذاب کے مستحق ہین (تفسیر کبیر) مترجم کہتا ہی کہ یہی امام شافعی رح اور ایک جماعت علما کا قول ہی اور امام ابوحنیفہ رح وجماعت دیگر نے کہا کہ ایمان کے ذیل مین ان اعمال کے واسطے مامور ہین حتی کہ آخرت مین ایمان ترک کرنے اور نیک اعمال یادنکے نے پر عذاب ہوگا لیکن دنیا مین ایمان سے علیحدہ ان اعمال کے واسطے حکم نہین ہی اسلیے کہ بالاتفاق سب

Marfat.com

کافر زکوٰۃ دے تو قبول نہین ہی کیونکہ ایمان شرط ہی تو کافر کو زکوٰۃ کا علیحدہ مستقل حکم ہونا بے فائدہ ہوگا اور اسی قول کے واسطے حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دلیل ہی چنانچہ جب آپ نے معاذ رضہ کو یمن بھیجا تاکہ ہدایت کرین اور وہ لوگ یہودی و نصرانی تھے تو فرمایا کہ تو ایک قوم پر جاتا ہی جو اہل کتاب ہین بعض نے کہا کہ اہل کتاب سے یہ مراد تھی کہ وہ لوگ مجوسیون کی حکومت مین کتابت یعنے لکھنا پڑھنا جانتے ہین پس حکم دیا کہ پہلے اُن کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہدایت کیجیو جب یہ مانین تو اُن کو نماز پنجگانہ کا حکم دیجیو جب یہ مانین تو سال بسال زکوٰۃ کا حکم دیجیو اسی طرح ترتیب کے ساتھ ارشاد فرمایا پس یہ صریح دلیل ہی کہ اول ایمان ہی اور اُسکے بعد یہ شرائع ہین۔ شافعیون نے جواب دیا کہ چونکہ بغیر ایمان کے یہ چیزین ادا نہین ہوسکتی ہین اسلیے ترتیب بیان فرمائی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ اس اجتہاد مین کیا فائدہ نکلا (جواب) یہ مسئلہ نکلا کہ اگر رمضان مین مثلاً ایک تندرست کافر جو روزہ رکھ سکتا ہے کسی مسلمان سے کہے کہ مجھے پانی پلاؤ تو ابو حنیفہ رح کے نزدیک پلاوے اور شافعی رح کے نزدیک نہین کیونکہ روزہ اسپر فرض ہی اگر کہا جاوے کہ ابو حنیفہ رح کے قول کے موافق آیت مین کیا تاویل ہے (جواب) یہ کہ آیت مین تنبیہ ہی کہ کافر لوگ آخرت سے منکر ہین اور اُسکے ثواب کے ذریعہ جو نماز در کوع و سجود ہین بیفائدہ جانتے ہین اور ان سب باتون کو جھٹلاتے ہین اسلیے فرمایا کہ مکذبین کے لیے قیامت کے روز عذاب شدید ہی رازی رح نے لکھا کہ بعض لوگون کے نزدیک رکوع سے مراد اللہ تعالیٰ کے واسطے خشوع و عاجزی ہی اس طرح کہ سوائے اُسکے کسی کی عبادت نہین ہی مترجم کہتا ہے کہ رکوع درحقیقت سجدہ اور تمام سجدہ یہ کہ سر زمین پر رکھدے اسی لیے ملائکہ کے سجود مین جو آدم ع کے واسطے مامور تھا اکثر مفسرین نے کہا کہ مراد انحنا ہی یعنے رکوع کی حد تک جھک جاوین اور اگلی امتون مین بادشاہون کے لیے سجدہ یہی تھا کہ رکوع کی طرح جھک جاتے تھے اور یہ نہین تھا کہ سر زمین پر رکھین اسی لیے اس امت مین جبکہ خلوص بدرجہ کمال ہی یہ امر جائز نہین رہا کہ سلام کے واسطے سر جھکاوین پس حاصل یہ ہوا کہ جب کافرون سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ کرین تو اسکو بیفائدہ جانتے ہین اور آخرت مین اسکے ثواب جنت کو جھٹلاتے ہین خطیب رح نے کہا کہ یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ارکعوا سے مراد انقیاد و تواضع ہو یعنے جب کافرون سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے فرمانبرداری کرو اس طرح کہ اُسکی وحی کو اُسکے پیغمبر سے قبول کرو اور اُسکے دین پر یقین لاؤ اور یہ تکبر چھوڑ دو تو کفار اسکو نہین مانتے اور اپنے انکار پر اصرار کرتے ہین بعض نے بیان کیا کہ جب قبیلہٴ ثقیف کو رسول اللہ صلعم نے دعوت کی تو اس شرط پر راضی ہوئے کہ ہم تجبیہ نہین کرینگے یعنے رکوع نہین کرینگے اسلیے کہ یہ بات ہمارے واسطے عار ہے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے دین مین کچھ بہتری نہین جس مین رکوع نہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی مترجم کہتا ہے کہ نصاریٰ مین سجدہ نہین ہی تنبیہ ارکعوا صیغہٴ امر ہی اور اس حکم کے ترک کرنے پر عذاب کی مذمت کی گئی تو یہ دلیل ہے کہ صیغہٴ امر درحقیقت فرض ہوتا ہے۔ اگر اعتراض ہو کہ وہ لوگ کافر تھے اس لیے عذاب سے وعید ہی (جواب) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون کو بوجہ کفر کے بہت طرح سے مذمت فرمائی ہی اور اس آیت مین امر سے خلاف کرنے پر مذمت ہی تو ہم کو معلوم ہوا کہ حکم کے خلاف کرنا جائز نہین ہی اور اسی کو فرض کہتے ہین رازی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون پر کفر کی وجہ سے دس طریقے سے ملامت کی پھر کافرون کی حالت سے تعجب پر سورہ ختم فرمایا بقولہ تعالیٰ **فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ**۔ پھر اسکے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے **ف** یعنے قرآن مجید مین طریقہ اعجاز سے ان کو شرک و کفر کی مذمت سمجھائی گئی اور صریح واضح دلیلین سنائی گئین تو جب ایسی حدیث پر ایمان نہ لاوین تو اس کے بعد کس حدیث پر ایمان لاوینگے۔ بعض معتزلہ نے کہا کہ آیت مین قرآن کو حدیث فرمایا اور حدیث وہ ہی جو قدیم نہو تو معلوم ہوا کہ قرآن قدیم نہین ہی پس لازم آیا کہ حدیث مخلوق ہی جواب دیا گیا کہ مراد یہ کہ الفاظ قرآنیہ ہین جو سب کے نزدیک حادث ہین کبیر و سراج وغیرہ اس آیت کی نظیر ہے قولہ تعالیٰ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون۔ یعنے اللہ تعالیٰ و اسکے آیات سے منکر ہون

Marfat.com

اسکے بعد کس کلام پر یقین لاوینگے (ع) حدیث سے یہان کلام مراد ہی اور یہ محاورۂ عرب مین فصیح معروف ہی تو یہ حدیث [illegible]
لیکن جھگڑالو کا بھی جواب ہوچکا وللہ الحمد والمنۃ - ابن ابی حاتم نے حدیث ابی ہریرہ رض سے روایت کی کہ جو کوئی [illegible]
پڑھے اور آخر آیت فبای حدیث بعدہ یومنون پر پہونچے تو کہے آمنت باللہ وبما انزل - یعنے مین اللہ تعالی پر اور [illegible]
آیتون پر ایمان لایا (اسنادہ جید وفیہ تابعی لم یسم) اور یہ حدیث سورۂ قیامت کی تفسیر مین بھی گذری ہی وللہ الحمد والمنۃ [illegible]
کا بیان - قولہ تعالی والمرسلات عرفا الخ - عرائس مین ہی کہ مرسلات سے اشارہ ہوائے عنایت سے ہی و عاصفات ہوائے تجلی [illegible]
فارقات خطابات حق ہین جن سے حق و باطل مین فرق ہوجاتا ہے - الملقیات کشوف خطاب و الہام ہین - مع شیخ ابن العربی [illegible]
کہ یہان قسم انوار قہر و لطف سے ہے جو موجب کمال ہین اور انکے ذریعہ سے حالات قیامت پر وقوف ہوسکتا ہے یعنے یہ نمونہ ہین [illegible]
قیامت مین کامل رحمت اور کامل غضب کا ظہور ہوگا تو یہان انوار رحمت نمونہ رحمت ہین اور اطوار غضب نمونہ غضب ہین پس قولہ والمرسلات [illegible]
وہ انوار قاہرہ ہین جو نفوس انسانیہ کی جانب مرسل ہوئے پھر انمین اشتداد ہوکر عاصفات ہوتے ہین جیسے ہوائے عاصف (آندھی) چنانچہ
ظہور انوار عاصفہ سے صفات نفسانیہ و قوائے بدنیہ بوجہ ظہور تجلیات عظمت و جبروت کے مضمحل ہوجاتے ہین - اگر عرف بمعنے احسان ہو تو یہی
مرسلات ہوائے احسان ہین اور قہر اول کے ضمن مین بھی لطف مخفی ہوتا ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ رحمت الٰہیہ اُسکے غضب پر سابق ہے - قولہ
والناشرات الخ یہ انوار ہین جو عاصفات کے وجہ ہلاک شدہ کو زندہ کرتی ہین اور آیندہ فارقات سے حق و باطل مین امتیاز ہوتا ہی قولہ تعالی انما
توعدون لواقع - جو حالات قیامت صغری یعنے موت کے واسطے اور قیامت کبری یعنے بعث و حشر کیواسطے موعود ہین وہ لا محالہ واقع ہونیوالے ہین اور
انمین سے زیادہ نزدیک موت ہی قولہ فاذا النجوم طمست - قیامت کبری مین نجوم سماوی بے نور ہوکر بکھر جاوینگے - موت کے وقت حواس جسمانی ظاہرہ و باطنہ
مطموس و بیکار ہونگے صاحب عرائس نے کہا کہ جب جلال کبریا کا ظہور عیون قدم سے ہوگا تو عقول عارفین مع معارف کے مطموس ہوجاتے ہین کیونکہ
ہر معرفت بعقل بشری ہی اور حق عز و جل اعلی و اجل ہی ابن العربی رح نے لکھا کہ نجوم قوائے نفسانیہ مین جو عاصفات سے محو ہوئے اور آسمان عقل منفرج
ہوگا اور نور روح کی تاثیر سے شق ہوگا اور صفات نفس کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاوینگے بلکہ نفس و قلب و روح و عقل سب بوجہ تجلی ذات قدس کے
مطموس ہوجاوینگے قولہ تعالی انطلقوا الی ظل الآیہ - سایۂ زقوم کی نظیر نفس خبیثہ ملعونہ ہی جب اپنے صفات مین محجوب ہو تو تین شاخین ہوجاتی ہین
بہیمیہ و سبعیہ و شیطانیہ بہیمیہ کھانے پینے وغیرہ کی خواہش ہی اور سبعیہ درندگی مین دوسرونکو گزند پہونچانیوالی ہی اور شیطانیہ متمرد ہی کہ احکام
حق کیواسطے مطیع نہین ہوتی ہی برخلاف اسکے جو نفس مطمئنہ ہو اُسمین صفات متضادہ متخالفہ نہین ہوتے ہین نفس خبیثہ ہمیشہ ہوائے نفس مین منہمک
ہوتی ہی اور اپنی خواہشون کی طلب مین سرگرم رہتی ہی اور ایسی چیزون کے حاصل کرنےمین تعب اُٹھاتی ہی جو اُسکے ساتھ باقی رہنے والی
نہین ہین اور اُسکی خواہشین ہردم کافر کو بڑی بڑی امیدین دلاتی ہین نتیجہ کفار اس دنیا کی چیزون مین ہردم غوطہ زن [illegible]
سے منہمک رہتے ہین اور کسی وقت فنا کے لیے آمادہ نہین ہوتے اور نہ ان مین کچھ اثر ہوتا ہے گویا اُن کے نفس مین جہنم کی آگ
نہین بجھتی - قولہ ہذا یوم لا ینطقون - چونکہ منھ پر مہر لگائی جائیگی اور بولنے کی اجازت نہوگی اسوجہ سے نہین بول سکین گے اور بعض [illegible]
مین ہوگا اور بعض مین آثار کفر کے موافق جدال کرینگے - قولہ اذا قیل لہم ارکعوا - یعنی جب ان کافرون کو نصیحت کی جاتی ہی کہ انکسار و تواضع [illegible]
فیض حق قبول کرو - اور وحی رسالت مانو تو تکبر سے قبول نہین کرتے اور مطیع و منقاد نہین ہوتے ہین پھر اس نور کے سوائے کس چیز پر ایمان لاوینگے
اہل ایمان کو چاہیے کہ اس کے برخلاف اس آیت کے وقت اللہ تعالی و اُس کے آیات پر ایمان لانے کا اقرار کرین وللہ الحمد والمنۃ

تم الجزء التاسع والعشرون بحمد اللہ الاعلی ویتلوہ الجزء الثلثون [illegible]

Marfat.com

...وی

...۲ر

...جمہ از مولوی

...رسالہ ... از مولوی ابراہیم حسین

...

رسالہ ... از محمد عمر - ۱ر

فقہ فارسی

...ہدایہ ... بحاشیہ ... عربی اور تحت میں ترجمہ ... صورت سے

... دو جلد کامل - ۱۰ر

شرح ... سعادت - از مولانا عبد الحق

...

... کی بعنایۃ الغفور از ملا محمد شاہ -

... احکام جمعہ از مولوی عبد السلام ...

بیان ... حقہ از ملا معین الدین ...

... مسائل فقہ نظم فارسی

...

... شرف الدین بخاری

...

... حاشیہ ملتقی الابحر

... دہلوی -

... واقعات

فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی

... الدین -

قادری - مترجمہ مولانا ابو القاسم - ۸ر

شرح فارسی مختصر وقایہ از عبد الرحمن جامی -

کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرانی محشے

مع فرہنگ - ۱۳ر

مالا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع

وصیت نامہ -

شرح مختصر وقایہ کورمیری - از مولانا

جلال الدین سمرقندی -

رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت

جانوران - ار

رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان -

فقہ عربی

برجندی شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی

برجندی معتبر شرح -

فتح القدیر - حاشیہ متن بقلم جلی ہدایہ در بقلم

خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام

نہایت مستند و با عظمت شرح مشہور و معروف

اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار جلد

ضخیم جدید الطبع - [illegible]

ہدایہ مجتبائی جدید جناب مولانا محمد حسن

سنبھلی مرحوم مولانا نے جن فوائد کا اضافہ

فرمایا ہے وہ قابل دید ہیں ہر چہار جلد کامل

دو مجلدات میں بشرح ذیل۔

(۱) جلدین اولین عبادات -

(۲) جلدین آخرین معاملات -

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین

کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد

میں اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے

ہیں بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح -

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی

حسن بن منصور قاضی خان مستند متمد معروف

متداول دو مجلد کامل -

شرح وقایہ - از امام صدر الشریعہ جلی مسلم

مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی

داخل درس تقطیع کلاں خوشخط صحیح -

شرح وقایہ خورد مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم - ار

الاشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف

مستند متداول -

ملا مسکین - از ابتدا تا وصایا مجتبائی جدید کامل اول

اطراف کامل میں داخل درس ہے -

مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق

مشہور متداول -

عینی شرح کنز الدقائق - عینی ہر چہار جلد

مستند معروف متداول دو مجلدین -

(۱) جلدین اولین عبادات میں -

(۲) جلدین آخرین معاملات میں -

مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعہ

درسی متداول - ار

عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ از

مولوی [illegible] علی مرحوم - ار

Marfat.com

کہ ہان جانتا ہون آپ نے فرمایا کہ پھر اس زمانہ و راز مین دنیاوی روزانہ مقدار کے اندازے پر تغیرات کہ
کہتا ہی کہ حضرت ابن عباس نے خوف کیا کہ شاید اس احمق نے دوسرون مین یہ وسوسہ پھیلایا ہو تو اُن لوگو
آدمیون مین یہ حماقت و گمراہی پھیلے اور اُن سب کو جمع کرنا بھی دشوار ہی پھر ابن الازرق کو ملامت فرمائی کہ
کہ قرآن مجید مین کہین اختلاف نہین ہی اور تجھ ایسے احمقون کی سمجھ کا قصور ہی تو جب تجھے ایسا وسوسہ پیش آوے تو اپنی
درستی نہ دے بلکہ عالم سے دریافت کرے اور جب تک دریافت نہین کیا اسوقت تک اپنی سمجھ کا قصور جان لے ورنہ کافر ہو
ہمارے علمارؒ نے یہی طریقہ بتلایا ہی جو حضرت ابن عباسؓ سے مصحح روایت کیا گیا ہی تنبیہ قولہ تعالیٰ لا یوذن لہم فیعتذرون
زبان عربیہ کے قاعدے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہی کہ (فیعتذروا) ہونا چاہیے تھا جیسے قولہ تعالیٰ لا یقضی علیہم فیموتوا یعنے انپر
قضا نہین آویگی کہ مر جاوین۔ جواب) یہ کہ وہم اسلیے پیدا ہوا کہ عذر کرنا اجازت کا نتیجہ خیال کیا اور یہ غلط ہی اور ربط بھی نہین ہی
بلکہ صاف معنے یہ ہین کہ وہ لوگ نہ بول سکین گے اور نہ عذر کرینگے اور نہ اُنکو عذر کرنے کی اجازت ملیگی اور حاصل یہ کہ نفی کے تحت مین ہی
اور اس سے خوف کی شدت بڑھ گئی کیونکہ تین باتین ظاہر ہوگئین ایک یہ کہ بول نہین سکتے دوم یہ کہ اُنکو اجازت نہین ملے گی
سوم یہ کہ عذر کرنیکی مجال نہ پاوینگے نہ یہ کہ اجازت نہ ملیگی تاکہ عذر کرین اس سے احتمال ہوتا ہی کہ شاید انکا عذر ہو لیکن اجازت نہونے
سے بیان نہین کرسکتے ہین برخلاف اسکے اول معنے مین یہ احتمال نہین رہا بلکہ صاف ظاہر ہوگیا کہ عذر ہی باقی نہین رہا اس لیے کہ
حجت پوری ہوچکی (مترجم) بالجملہ آخری نتیجہ ان کافرونپر ہر طرف سے ویل و عذاب ہی اور اگر زبان سے کچھ بولین یا عذر لاوین یا
اجازت پاوین تو ہر ایک حالت انکے حق مین خواری ہی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عرصات قیامت مین کافرون کے حالات مختلفہ سے
اطلاع دی کہ ابتدا مین باہم پوچھین گے اور کچھ دیر نہین گزری کہ ظہور عظمت و جلال سے آسمان شق ہونے لگیگا اور اُنپر شدت
سے خوف طاری ہوگا حتی کہ آنکھین پتھرا جاوینگی وعلیٰ ہذا القیاس جب جھوٹے عذر لاوینگے تو آخر گواہون سے عادل گواہی کے بعد
اُنپر لعنت ڈالی جاویگی پس تمام یوم القیامۃ ان کافرون و مشرکون پر آفات و زلزلہ ہوگا اسی لیے فرمایا کہ ویل یومئذ للمکذبین
آج مکذبین کے لیے عذاب عظیم ہے۔ **هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ**۔ یہی فیصلہ کا دن ہے ہم نے
تم کو اور تم سے پہلے والون کو جمع کر دیا **ف** یہ خطاب اس امت کو ہی یعنے امت محمدیہ ... جو قیامت قائم ہونے تک ہی
پس امت کے کفار جو قیامت سے انکار کرتے ہین ان سے کہا جائیگا یعنے ملائکہ ... کہینگے کہ دیکھو یہ وہی یوم الفصل
ہی جس سے تم منکر تھے ہم نے اس دن تم کو اور اولین کو یکجا جمع کر دیا یعنے دوبارہ زندہ ... فیصلہ و جزا و سزا کے لیے لائے
اب وہ تمہارا دعویٰ کہان گیا کہ ہم مرنے کے بعد زندہ نہین ہو سکتے ہین۔ **فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ**۔
اے فکیدونی۔ یعنے اگر تمہارے لیے مکر و حیلہ کی قوت حاصل ہی تو مجھسے مکر کرو **ف** جیسے دنیا مین تمہارا مکر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ
تم کو زندہ کرکے عذاب نہین دے سکتا ہی (م) یعنے اگر تم مین یہ قوت ہی کہ میرے قبضۂ قدرت سے چھوٹ بھاگو اور میرے حکم سے نکل جاؤ
تو اپنی قوت کو کام مین لاؤ یعنے تم لوگ دنیا مین فقط اپنے نفس و شیطان کے مکر مین پھنسے تھے اور آخرت و قیامت کو محال کہتے رہے
اب تم نے دیکھ لیا کہ کیونکر ہم نے اپنی قدرت سے اولین و آخرین کو اس میدان حشر مین زندہ کرکے جمع کر دیا۔ ابن ابی حاتم نے
مسند کیا کہ ابو عبد اللہ الجدلی رحمہ نے کہا کہ مین بیت المقدس مین آیا تو وہان مین نے دیکھا کہ عبادہ بن الصامت اور عبد اللہ
بن عمرو اور کعب الاحبار بیت المقدس کے اندر بیٹھے ہوئے باتین کرتے ہین عبادہ رضہ نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ
سب اولین و آخرین کو ایک میدان مین اسطرح جمع فرماویگا کہ نگاہ سب کے پار ہو جاوے اور ...

Marfat.com